

بابا پلیر ہمیں معاف کر دیں۔۔۔ ظہور علی شاہ نے اپنے باپ سے معافی
مانگی تھی۔۔

اس بات کی کوئی بھی معافی نہیں ہے۔ جو غلطی تم نے کی ہے۔۔۔ وقاص
علی شاہ نے یہ کہتے ہی اپنے بیٹے سے منہ پھیر لیا تھا۔۔

بابا میری غلطی انتی بھی بڑی نہیں ہے کہ آپ مجھے معاف بھی نہ
کر پائے۔۔

ظہور علی شاہ بے بسی سے بولے تھے۔۔

یہ تمہارے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ میرے نزدیک یہ بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ جس کی کوئی معافی تمہیں نہیں مل سکتی ہے۔۔۔۔۔ وقاص علی شاہ یہ بات بول کر غصے سے منہ پھیر گئے تھے۔۔۔۔۔ بابا شادی کرنا گناہ نہیں ہے۔۔

ماں باپ کی مرضی کے بغیر نکاح کرنا گناہ ہے۔ اور تم نے یہ گناہ کیا ہے۔ جس کی کوئی بھی معافی نہیں ہے۔ وقاص علی شاہ غصے میں غرائے تھے۔۔۔

بابا میں نے صرف اپنی پسند سے ہی تو شادی کو ہے۔۔۔۔۔ ظہور شاہ بے بسی سے بولے تھے۔

تو ہم اس کا کیا کریں۔ جو تمہارے نام پر بچپن سے بیٹھی ہے۔۔۔۔۔ وقاص علی شاہ ایک بار پھر غصے سے غرائے تھے۔

ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اپنے لاڈلے کی حرکتوں کی وجہ سے اسے
زندہ زمین میں گاڑھ دیں۔۔۔۔۔

مجھے اس کا نہیں پتہ پر میں رقیہ کو کبھی بھی نہیں چھوڑوں گا۔۔۔ ظہور
شاہ کی اب بس ہو گئی تھی۔۔

تو ٹھیک ہے۔۔ فیصلہ اب تمہارے ہاتھ میں ہے۔ یا تو ہمیں اور اس
حویلی کو چھوڑ دو یا پھر اس لڑکی کو چھوڑ دو۔۔ وقاص علی شاہ اب کی بار
اتنے غصے سے غرائے تھے۔۔ ان کی آواز پوری حویلی میں گونج رہی
تھی

بابا ہم لوگ شاہ ہیں۔ ہم جس کو اپنی عزت بنا لیتے ہیں۔ اس کو مرتے دم
تک ہم نہیں چھوڑتے۔ اس لیے اب میرا فیصلہ یہ ہے۔ کہ میں یہ حویلی
چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ ظہور علی شاہ کی اب بس ہو گئی تھی۔ اس لئے اب
اپنا فیصلہ سنا دیا تھا۔

تو ٹھیک ہے پھر جاؤں۔ وقاص علی شاہ غصے سے غرائے تھے یہ غصہ تو
بس ظہور علی شاہ کو دکھانے کے لیے تھا۔ ان کے اندر کا درد یا تو وہ جانتے
تھے یا پھر ان کا خدا جانتا تھا۔ کہ انہوں نے اپنے دک کو کیسے سمجھایا تھا
۔۔ ان کا لاڈلا بیٹا ان کو چھوڑ کر جا رہا تھا۔ یہ ہے ملتان کا ایک
خوبصورت گاؤں جو کہ بہت ہی بڑا ہے یہاں پر ان کی ذمہ داری شاہ
خاندان نے سنبھالی ہوئی تھی۔ جو وہ بہت ہی بہترین طریقے سے
سنبھال رہے تھے۔

سید وقاص علی شاہ کی شادی ان کی چچا زاد مریم علی شاہ سے ہوئی تھی
جو کہ ایک بہت ہی نیک خاتون تھی۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے چار اولادوں
سے نوازا تھا سب سے بڑے بیٹے عابد علی شاہ اس کے بعد ایک بیٹی
مہرین علی شاہ اس کے بعد زاہد علی شاہ اور سب آخر میں ظہور علی شاہ
جن میں سب کی جان بستی تھی۔ عابد علی شاہ کی شادی ان کی خالہ زاد

بشریٰ شاہ سے ہوئی تھی ان کو اللہ تعالیٰ نے تین اولادوں سے نوازا تھا۔
سب سے بڑا بیٹا زیان علی شاہ آیا ان کے بعد آیا علی شاہ اور آخر
میں دونوں بھائیوں کی جان حور علی شاہ۔

اس کے بعد مہرین علی شاہ کی شادی ان کے ماموں زاد نعمان شاہ سے
ہوئی تھی۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے دو اولادوں سے نوازا تھا۔

ایک بیٹا ضارب شاہ اور ایک بیٹی دعا شاہ ہے۔۔۔۔۔ تیسرے نمبر پر ان کا
بیٹا زاہد علی شاہ تھا جن کی شادی بشریٰ شاہ کی بہن آمنہ شاہ سے ہوئی
تھی۔ ان کی بھی دو اولادیں تھی۔ ایک بیٹا کا بیان علی شاہ اور ایک بیٹی فجر
علی شاہ۔۔۔۔۔ اور آخر میں ان کا سب سے چھوٹا اور لاڈلا بیٹا آتا ہے۔

ظہور علی شاہ۔۔۔۔۔ جو کہ بہت زیادہ غصے والا اور ضدی طبیعت کا مالک تھا
۔۔۔۔۔ ظہور علی شاہ نے اپنی ایک یونیورسٹی فیلور قیہ سرفراز سے

شادی کر لی تھی۔۔۔۔۔ اپنے ماں باپ کی مرضی کے خلاف۔ رقیہ ایک

بہت ہی غریب گھر کی لڑکی تھی۔ جس سے ظہور علی شاہ کو رقیہ سے
محبت تھی۔۔۔ وہ ان سے نکاح کر کے ان کو اپنی حویلی لے آئے۔۔۔
جس کی وجہ سے ان کے باپ نے ان کو حویلی سے نکال دیا تھا۔۔۔
اب وہ کہاں تھے کس حال حال میں تھے۔۔ قسمت ان کو کیسے ملوانے
والی تھی ملواتی بھی ہے یا نہیں یہ تو آنے والا وقت بتائے گا۔۔۔
کایان بھائی رکیں مجھے بھی کالج دڑا پ کر دے گے۔

حور جلدی سے اپنا بیگ سنبھالتی ہوئی آئی تھی۔ اور معصومیت بھرے
لہجے میں کایان شاہ سے درخواست کی تھی۔ کٹاؤ دار ہونٹ، سبز کانچ سی
آنکھیں چھوٹی سی ناک کمرتے لمبے بال جس کی پونی کی گئی تھی۔۔ گلابی
رنگ کی شلوار قمیض کالی چادر میں پورے وجود کو چھپایا ہوا تھا۔
کندھوں پر بیگ ڈالیں چہرے پر معصومیت سجائے بہت سی زیادہ
خوبصورت لگ رہی تھی۔۔

کایان علی شاہ مبہوس ہو کر اس کو دیکھ رہا تھا۔۔ یہ چھوٹی سی گڑیا تو کایان علی شاہ کو بچپن سے پسند تھی۔۔ جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی کایان علی شاہ حور عابد علی شاہ سے عشق ہو گیا تھا۔ ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے کایان علی شاہ نے بڑی مشکل سے اپنے جذبات پر کنٹرول کیا ہوا تھا۔ کایان علی شاہ خود ایک حسن کی مورت تھا۔ کالے بال چوڑا سینا خوبصورت ہونٹ اونچی ناک، نیلی سمندر جیسی آنکھیں چھ فٹ سے نکلتا قد اس وقت بلیک شلوار میں نظر لگ جانے کی حد تک پیارا لگ رہا تھا۔۔۔

بھائی پلینز مجھے کالج چھوڑ دیں۔۔

ڈرائیور بھی نہیں ہیں اور بھائی بھی گھر پر نہیں ہے۔۔ حور روہانے ہوتے ہوئے بولی تھی۔۔

کایان علی شاہ اس کی ساری بات اگنور کر گیا۔۔

صرف لفظ ”بھائی“ میں ہی الجھ گیا تھا۔

تمہیں میں نے منع کیا ہے ناکہ مجھے بھائی مت بولا کروں۔

تمہیں میری بات سمجھ کیوں نہیں آتی ہے کیا۔۔۔ کایان علی شاہ غصے

سے آہستہ آواز میں غرایا تھا۔

کیوں نہ بولوں آپ کو بھائی آپ بھی تو زیان بھائی کی عمر کے ہیں تو اس لحاظ سے آپ بھی تو میرے بھائی ہوئے نا۔۔۔ حور معصومیت سے بول کر

اپنی آنکھیں ٹپٹپائی تھی۔۔۔ حور کی اس اس ادھر کایان کا دل ڈوب کر

ابھرا تھا وہ بہت مشکل سے خود کے جذبات پر قابو رکھا ہوا تھا۔ اچھا

ٹھیک ہے۔۔۔ کایان نے حور کو دیکھ کر بات کو یہی پر ختم کرنا چاہا تھا۔ وہ

اس بات کا بدلہ بعد میں لینے کا ارادہ رکھتا تھا۔

بھائی آپ آج آفس نہیں گئے۔۔۔ حور نے کایان کو دیکھتے ہی اس سے

سوال کیا تھا۔

نہیں۔۔ صرف ایک لفظی جواب آیا تھا۔۔

کیوں؟۔۔ حور نے وجہ جانی چاہی۔۔ میری طبیعت خراب تھی۔۔

کایان نے سادہ سے لفظوں میں جواب دیا تھا۔ اس کی آج واقع تھوڑی

سی طبیعت خراب تھی۔ اور آفس میں کچھ خاص کام بھی نہیں تھا۔

اس لیے وہ آج آفس نہیں گیا تھا۔۔۔

کیا ہوا ہے آپ کی طبیعت کو؟۔۔۔

آپ نے دوائی لی ہے؟۔۔

حور بڑی فکر مندی سے پوچھ رہی تھی۔ اس کی فکر مندی پر کایان کو

ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔۔



ہاں میں نے دوائی لی ہے۔ فیوچر ڈاکٹر۔۔۔ چلو آؤں میں تمہیں کالج

چھوڑ دوں۔۔۔ کایان اپنے لہجے کو سنجیدہ بناتا ہوا بولا تھا جبکہ کایان کے

”فیوچر ڈاکٹر“ کہنے پر حور گہری مسکرائی تھی۔۔ وہ اور فجر میڈیکل کالج
میں پڑھتی تھی۔۔ فجر کا میڈیکل کالج میں تیسرا سال تھا جبکہ حور کا
پہلا سال تھا۔۔۔

فجر بیٹا اٹھ جاؤ اور کتنا سونا ہے سب تمہارے بارے میں پوچھ رہے تھے
اور حور بھی کالج چلی گئی تھی۔ اب تم بھی اٹھ جاؤ۔۔۔۔۔ آمنہ بیگم
اٹھانے آئی تھی جو پچھلے تین گھنٹوں سے سو رہی تھی اس بار ٹھور اغصے
سے اٹھانے آئی تھی۔۔۔

ماما یار سونے دیں نا۔۔۔ فجر شاہ کی نیند میں ڈوبی آواز آئی تھی
۔۔۔۔۔ آمنہ بیگم اس کو غصے سے گھور کر رہ گئی جو پتا نہیں کیا کھا کر سوتی
تھی۔۔۔۔۔

فجر بیٹا اٹھ جاؤ نہیں تو میں نے زیان کو بتا دینا ہے کہ تم کالج نہیں گئی اور
ابھی تک سو رہی ہو۔۔۔ آمنہ شاہ کو اپنی بیٹی کو جگانے کا طریقہ آتا تھا
۔۔۔ اور ان کا تیر سیدھا نشانہ پہ لگا تھا اگلے کچھ ہی منٹوں میں فجر اپنی
آنکھیں مسلتی ہوئی اٹھ بیٹھی تھی جو پچھلے تین گھنٹے سے نہیں اٹھ رہی
تھی۔۔۔۔۔

کیا یار ماہر وقت اس کھڑوس کا نام لیتی رہتی ہے۔۔۔۔ کھڑوس تو بس
اس نے زبان سے بولا تھا نہیں تو صبح صبح اس شتمگر کے ذکر پر روح اندر
تک سرشار ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

وہ بھی خوبصورتی میں کسی سے کم نہیں تھی
چھوٹے اور گلابی ہونٹ، چھوٹی سی ناک، سبز آنکھیں، کمر سے اوپر بال
، گلابی گلابی چہرہ، نیلے رنگ کے نائٹ سوٹ میں وہ بہت ہی زیادہ

خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔۔۔ آمنہ بیگم نے اس کو دیکھتے ہی دل
میں ماشا اللہ ۛں ولا تھا۔۔۔۔۔

جس کی صرف آنکھیں اپنے باپ (زاہد علی شاہ) پر لگی تھیں باقی ساری
خوبصورتی اس نے اپنی ماں سے چرائی تھی۔۔۔۔۔

ایک منٹ ماما زیان تو امریکہ گیا ہوا ہے۔۔۔۔۔ آمنہ شاہ جو اس کو جگا کر
باہر جا رہی تھی اس کے سوال پر پر اس کو مڑ کر دیکھا اور انہوں نے نفی
میں سر ہلا دیا۔۔۔۔۔ ان کے جواب پر فجر کا چہرہ ادا اس ہو گیا تھا۔۔۔۔۔
آمنہ شاہ شاہ نے اپنی بیٹی کا ادا اس چہرہ دیکھا تھا۔۔۔۔۔ وہ جانتی تھی کہ ان
کی بیٹی زیان سے محبت کرتی ہے پر انہوں نے کبھی بھی فجر کو جھوٹی تسلی
نہیں دی تھی وہ جانتی ہے کہ یہ سب مقدر کے فیصلے ہوتے ہے

۔۔۔۔۔

فجر نے صرف زیان کی وجہ سے ہی میڈیکل میں داخلہ لیا تھا اس نے
ایک بار زیان کو کہتے سنا تھا کہ "اس کو ایک ڈاکٹر سے شادی کرنی ہے"
اس لیے فجر کا میڈیکل میں تیسرا سال تھا۔۔۔۔۔
کایان شاہ نے ایک بار فجر کو بتایا تھا کہ وہ محور سے محبت کرتا ہے اور بہت
جلد سب گھر والوں سے بات کر کہ اس کو اپنے نکاح میں لینے والا تھا اور
رخصتی اس کے ڈاکٹر بن جانے کے بعد ہو گی۔۔۔۔۔

اس لیے فجر بھی اس خوش فہمی میں مبتلا تھی کہ ایسے اس کو آسانی سے
زیان مل جائے گا لیکن یہ تو آنے والا وقت ہی بتانے والا تھا

آیان بیٹار کو۔۔۔ کہاں گئے تھے اور ناشتہ بھی نہیں کیا تم نے بشری
شاہ جو کہ صبح سے پریشان بیٹھی تھی کہاں کا چھوٹا بیٹا جو کہ روزانہ سے

مل کر جاتا تھا آج ایسے ہی چلا گیا تھا جس کی وجہ سے بشری شاہ پریشان ہو رہی تھی۔

ماما میں جو گنگ کرنے گیا تھا اور سوری میں آپکو بتانا بھول گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ
بشری شاہ کے ماتھے پہ بوسہ دیتا ہوا اپنی ماں کو سوری کر رہا تھا

اچھا کوئی بات نہیں آؤں ناشتہ کر لوں۔۔۔۔ بشری شاہ اس کے ماتھے
کے بال پیچھے کرتی ہوئی بولی تھی۔۔۔۔۔

آپ دس منٹ ویٹ کریں میں فریش ہو کر آتا ہوں۔۔۔ وہ اپنی اماں کا
ہاتھ چومتا ہوا بولا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ شاہ خاندان کا سب سے لاڈلا تھا آخر ہوتا بھی کیوں ناسارے اپنے چاچو
ظہور شاہ کی کاپی تھا۔۔۔ بس فرق صرف اتنا تھا تھا کہ ظہور شاہ کی

خوبصورتی کو اور زیادہ خوبصورت بناتا تھا۔۔۔۔۔

جلدی آنے کی تعقید کی جس کے جواب میں وہ ہاں میں سر ہلا کر اپنے

کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آیان شاہ بہت ہی زیادہ شرارتی تھا اور سب کو ہنساتا رہتا تھا

-----پر جب اس کو غصہ آجاتا تھا تو اس سے زیادہ خطرناک کوئی نہیں

قفا

زبان شاہ اور کایان شاہ نے اپنی پڑھائی امریکہ سے حاصل کی تھی۔ اس کے بعد دونوں نے شاہ انڈسٹریز کو آسمان کی بلندیوں تک لے گئے تھے۔۔۔

ان کا بزنس صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں پھیلی ہوئی
تھی۔۔۔۔۔ زیان شاہ کو بزنس کے ساتھ ساتھ گاؤں کی ذمہ داری بھی
سنجھانی تھی بہت جلد اس گاؤں کا نیا سردار زین علی شاہ کو بنایا جانے والا
تھا۔۔۔۔۔

کنزہ یار وہ لڑکا دیکھ کتنا خوبصورت ہے اگر مجھے پرپوز کر دے تو میں
جھٹ سے ہاں کہہ دوں گی۔ عاصمہ جو کہ کنزہ کی دوست تھی اور بڑی
ہی دل پھانکوں قسم کی لڑکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ایک خوبصورت لڑکے کو دیکھ کر ٹھنڈی آہیں بھر کر رہ گئی تھی۔۔۔۔۔ اتنا بھی کوئی خوبصورت نہیں ہے جو تم اس کو کو دیکھ کر مری جا

رہی ہوں۔۔۔ شبانہ جو کہ ان دونوں کی دوست تھی اس نے عاصمہ کی پسند کو دیکھ کر اس پر جی بھر کر دل میں لعنت بھیجی تھی۔۔۔

اس لڑکی کا کچھ نہیں ہو سکتا شبانہ صرف دل میں ہی سوچ کر رہ گئی تھی۔ کنزہ، عاصمہ اور شبانہ تینوں بہت اچھی دوستیں تھیں۔ وہ تینوں بی ایس سی فنر کس کر رہی تھیں۔ کنزہ کو ٹیچر بننے کا بہت شوق تھا۔ جس جسکی وجہ سے ان دونوں نے بھی یہی فیلڈ چن لی تھی تاکہ ان ی دوستی خراب نہ ہوں اور وہ تینوں ہمیشہ اکٹھے رہے۔ وہ دونوں صرف پڑھائی کر رہی

کا کورس بھی کیا ہوا تھا (Care taker) تھی جبکہ کنزہ نے کیئر ٹیکر کنزہ کو لوگوں کی دیکھ بھال کرنے کا بہت شوق تھا جس کی وجہ سے کنزہ نے یہ کورس منتخب کیا تھا۔ وہ تینوں اس اس وقت کنٹین میں بیٹھی ہوئی تھیں ان لوگوں کے سامنے سمو سے اور کولڈ درنک پڑی ہوئی تھی

۔۔۔ عاصمہ اور شبانہ دونوں باتوں کے ساتھ ساتھ کھا بھی رہی جبکہ کنزہ خاموش بیٹھی نجانے کس گہری سوچ میں گم تھی۔

عاصمہ نے شبانہ کی طرف اشارہ کرتے کیا جیسے پوچھنا چاہا رہی ہوں کہ اس کو کیا ہوا ہے

شبانہ نے جواب میں کندھے اچکا دیے۔ کنزہ کیا ہو گیا گیا ہے ہم کب سے باتیں کر رہے ہیں اور توں پتا نہیں کن سوچوں سوچوں میں گم ہے۔۔۔۔ عاصمہ سے رہا نہیں گیا اس لی مئے کنزہ سے پوچھ بیٹھی تھی۔

کنزہ ان کے بلانے پہ ہوش میں آئی تھی اور بے ساختہ نفی نفی میں سر ہلا دیا تھا۔

خوبصورت گلابی ہونٹ، ہیزل گرے آنکھیں، چھوٹی سی ناک جس میں بلیک نوز پن پہنی ہوئی، ٹھوڑی پہ کالا تل، گلاب جیسا چہرہ، کالا عبا ی پہنا پہنا ہوا اس کے اوپر کالے رنگ کا سٹالر حجاب کی شکل میں لیا ہوا تھا وہ

بلا کی خوبصورت لگ رہی تھی۔ کسی کا بھی ایمان وہ میں ڈگمگا سکتی تھی

لڑکے تو اپنی جگہ لڑکیاں بھی اس کو ایک بار پھر دیکھنے پر مجبور ہو جاتی
تھی-----

نہیں یا ربتانہ کہ تو کیا سوچ رہی تھی۔۔۔۔۔ عاصمہ صدا کی ڈھیٹ
ایک بار جس کام کے پیچھے لگ جاتی تھی وہ پتا کر کے رہتی تھی۔۔۔۔۔
میں یہ سوچ رہی تھی کہ محبت انسان کو کتنا ذلیل اور رسوا کرتی ہے
۔۔۔۔۔ اس میں انسان خود کو کتنا بے بس محسوس کرتا ہے۔ انسان ایک
نئے رشتے بنانے کے چکروں میں باقی اپنے سارے رشتے بھول جاتا
ہے۔۔۔۔۔ کنزہ کھوئے کھوئے لہجے میں بول رہی تھی

۔۔۔۔۔ بولتے وقت اس کے گال کے دونوں ڈمپل اپنے درشن
کروارہے تھے۔۔۔۔۔

اوئے ہوئے تجھے کس سے محبت ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ عاصمہ شوخ لہجے میں
پوچھ رہی تھی جبکہ شبانہ کھانے کے ساتھ انصاف کر رہی تھی۔۔۔۔۔
نہیں مجھے محبت نہیں ہوئی بس کل ہمارے گھر کے ساتھ ایک لڑکی
رہتی تھی اور اس اس نے اپنے گھر سے بھاگ کر شادی کر رہی ہے۔ اس
کے اس قدم اٹھانے کی وجہ سے اسکے ماں باپ کو بہت زیادہ ذلت اور
رسوائی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔۔۔۔۔ کنزہ سیرھی ہو کر بیٹھی تھی اور
اپنی پریشانی کی وجہ بتائی جس کی وجہ سے وہ کل سے پریشان ہو رہی تھی
۔۔۔۔۔

یار یہ کبخت محبت چیز ہی ایسی ہے انسان اپنے بس میں ہی نہیں رہتا ہے
۔۔۔ یہ اچھے اچھوں کو نکما بنا دیتی ہے۔۔۔۔۔ عاصمہ دل پہ ہاتھ رکھتے ہو
ئے بولی تھی۔۔۔۔۔

تو پھر لعنت ہو ایسی محبت پہ جس میں انسان کی کوئی عزت نفس ہی نہ
ہوں۔۔ اگر بات محبت کی ہی ہے تو ہمیں اپنے ماں باپ کی محبت نظر
کیوں نہیں آتی۔۔۔۔ ہم صرف دودن کی محبت کے پیچھے بھاگتے
رہتے ہیں جس میں انسان کا کوئی مستقبل نہیں ہوتا اور عزت ہی تو محبت
کی پہلی سیڑھی ہے جب محبت کی پہلی سیڑھی ہی کمزور ہوگی تو وہ محبت
کیا خاک اپنی منزل پائے گی۔۔۔۔۔ کنزہ نے نے اس بار ٹھوڑا غصے سے
سمجھایا ایک توکل والے واقع سے بہت ڈسٹرب تھی اور اوپر سے عاصمہ
کے منہ سے محبت کی اتنی تعریف اس سے ہضم نہیں ہو رہی تھی

ایسی بات نہیں تھی کہ اس کو محبت سے نفرت تھی یا اس کو محبت میں
دھوکا ملا تھا لیکن اس کو محبت سے زیادہ اپنی عزت عزیز تھی۔۔۔۔۔

جب تجھے محبت ہو گی تب تجھ سے پوچھے گے۔۔۔۔۔ شبانہ جواب تک
خاموش بیٹھی تھی اب اس نہ بات میں حصہ ڈالا تھا۔۔۔۔۔

پہلے تو مجھے محبت ہو گی بھی نہیں اور اگر محبت ہو بھی گئی تو میں محبت سے
پہلے ہمیشہ عزت کو چنوں گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کنزہ نے سنجیدہ لہجے میں

جواب دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھایار چھوڑوں یہ محبت اور پیار کی باتیں یہ بتاؤں کل جویر یہ ملک کی
شادی میں کون کون جائے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عاصمہ نے جلدی سے
بات بدلی تھی نہیں تو کوئی بھروسہ نہیں تھا کہ وہ دونوں لڑنا شروع ہو
جاتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دونوں طرف سے بروقت جواب
آیا تھا وہ تینوں ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس پڑی تھی اور پھر وہ سب
ادھر ادھر کی باتوں میں مشغول ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

[illegible]

سبز آنکھیں، اونچی ناک، بلیک بیئر، بلیک بال جو ابھی ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے بلیک شرٹ اور وائٹ پینٹ میں وہ بلا کا خوبصورت لگ رہا تھا

بشری بیگم نے اپنے اتنے خوبصورت بیٹے کو دیکھ کر دل میں ماشاء اللہ بولا
تھ کہی ان کی خود کی نظر نہ لگ جائے۔۔۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔۔۔ زیان سب کو سلام کر کے اپنی ماں کے پاس بیٹھ
کر ان سے گلے ملا تھا۔۔۔

بیٹا آپ نے تو کل آنا تھا پھر اتنی جلدی کیسے۔۔۔؟ وقاص علی شاہ نے
سلام کا جواب دے کر زیان کے جلدی آنے کی وجہ پوچھی تھی

جی داجی میں نے آنا کل ہی تھا پر میرے دوست کا مران ملک کی شادی
ہے اس لیے می اپنا کام ختم کر کے آج آگیا ہوں تاکہ اس کی شادی میں
شرکت کر سکوں۔۔۔۔۔ زیان اپنی ماں کے گلے لگتے ہوئے ہی اپنے
دادا کو ادب سے جواب دیا تھا۔۔۔۔۔

تمہارے سب دوستوں کی شادی ہو رہی ہے تم پتا نہیں کب کروں گے
۔۔۔ مجھے اس عمر میں تمہارے بچوں کے ساتھ کھیلنا ہے جس عمر میں
اپنے بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہوں۔۔۔۔۔ عابد شاہ نے سب کو دیکھتے
ہی زیان پر شادی نہ کرنے کا طرز کیا تھا۔۔۔ جو شادی کے نام پر ایسے
بھاگتا تھا جیسے اسے کوئی چڑیل چماڑ (چپکا) رہے ہے۔۔۔۔۔
عابد شاہ کی اس بات پر زیان پہلو بدل کر رہ گیا تھا جبکہ زیان کی یہ حالت
دیکھ کر کایان اپنی ہنسی کنٹرول کرنے کی کوشش میں لگا ہوا تھا۔۔۔۔۔
اس کو پتا تھا کہ زیان لڑکیوں کے نام سے کتنا چڑھتا تھا۔۔۔ گھر میں
جب بھی یہ بات ہوتی تھی زیان میلوں فاصلے پہ نظر آتا تھا

۔۔۔۔۔

ہو جائے گی میری شادی مجھے سمجھ نہیں آتی مجھ سے زیادہ آپ کو کیا
جلدی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ زیان نے سب کو دیکھتے ہوئے آخر میں اپنے
باپ کو کھور کر بات مکمل کی تھی۔۔۔۔۔۔۔

عابد علی شاہ اس کے گھورنے پر پہلو بدل کر رہ گئے تھے جبکہ کایان کا
چہرہ مسکرا ہٹ ضبط کرنے کے چکروں میں سرخ ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔
اور ویسے بھی اگر آپ کو بچوں کے ساتھ کھیلنے کا اتنا ہی شوق ہے تو آپ
اس کایان کی شادی کر دے اس کی بھی تو عمر ہو گی ہے۔۔۔۔۔۔۔ زیان جو
کب سے کایان کی ہنسی برداشت کر رہا تھا اب تیروں کا رخ کایان کی
طرف کیا ہے۔۔۔۔۔۔۔

میں تو راضی ہوں پر کیا ہے نہ وہ داجی کہتے ہے کہ ہم دونوں کی شادی اکھٹی ہوگی۔۔۔۔۔ اس لیے میں تمہارے انتظار میں ہوں کہ تم کب

-----زیان اور کایان کی بے باکی پہ بشری اور آمنہ بیگم وہاں
سے اٹھ کر چلی گئی تھی ان کے جاتے ہی عابد علی شاہ نے ان کو شرم
دلانی چاہی تھی۔۔۔۔۔

زاہد علی شاہ اور عابد علی شاہ تو اپنی اپنی بیگم کے پیچھے ہی چلے گئے تھے
۔۔۔۔۔اب صرف وہاں پر زیان، کایان اور وقاص علی شاہ موجود
تھے۔۔۔۔۔

بات سنوں تم دونوں۔۔۔۔۔وقاص علی شاہ نے دونوں کو ایک ہی
وقت مخاطب کیا تھا۔۔۔۔۔

جی داجی۔۔۔۔۔دونوں نے وقاص علی شاہ کو سنجیدہ دیکھ کر سنجیدگی
سے جواب دیا تھا۔۔۔۔۔

بہت ہی کوئی بے شرم ہوں تم دونوں۔۔۔۔۔اب شادی کی تیاری کروں
اگر کوئی پسند ہے تو بتادوں نہیں تو میں خود تم دونوں کے لیے رشتہ دیکھ

لوں گا۔۔۔۔۔ وقاص علی شاہ نے سنجیدگی سے دونوں کو دیکھ کر
اپنی بات مکمل کی تھی۔۔۔۔۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ جس غلطی کی وجہ
سے انہوں نے اپنا بیٹا کھویا تھا۔۔۔ اسی غلطی کی وجہ سے وہ اپنا کوئی پوتا
کھودے۔۔۔۔۔ انہیں اپنی غلطی کا احساس تھا کہ انہیں جلد بازی
نہیں کرنی چاہیے تھی پر ان کا یہ احساس ان کے غصے پر حاوی ہو جاتا تھا
کہ ان کا بیٹا تو ان سے آکر معافی مانگ سکتا تھا۔۔۔ لیکن وہ نہیں آیا اس
لیے وقاص علی شاہ نے قسم کھائی تھی کہ وہ کبھی بھی معاف نہیں کریں
گے۔۔۔۔۔

داجی آپ ہمیں چھ مہینے کا وقت دیں ہم آپ کو سوچ کر بتاتے ہیں
----- زیان نے جلدی سے بات ختم کرنی چاہی وہ دونوں ہی
اپنے چاچو (ظہور علی شاہ) کی غلطی کو جانتے تھے۔۔۔۔۔ کایان کو تو پھر
بھی اپنے چاچو کا فیصلہ کہی نہ کہی صحیح لگتا تھا جبکہ زیان تو اپنے چاچو سے

بے حد نفرت کرتا تھا جنہوں نے اس کے داہی کا دل دکھایا تھا

وقاص علی شاہ زیان کی بات سنتے ہی کایان کی طرف دیکھا تو اس نے بھی زیان کی بت پہ ہنس میں سر ہلادیا تھا جیسے کہنا چارہا ہوں مجھے زیان کی بات منظور ہے۔۔۔۔۔ وقاص علی شاہ دونوں کو دیکھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے تھے۔۔۔۔۔

اور آپ مجھے بتانا پسند کرے گے کہ آپ کو چھ مہینے میں آپ کی پسند کی لڑکی کہاں سے ملے گی۔۔۔۔۔ تجھے ساری عمر کوئی لڑکی پسند نہیں آئی اب کیسے اتنی جلدی پسند آجائے گی۔۔۔۔۔ کایان نے اس کو دیکھ کر طنز کیا تھا۔۔۔۔۔

پسند آنے کی کیا بات ہے کچھ انسان ایسے ہوتے ہیں جو صرف ایک ہی پل میں پسند آجاتے اور کچھ لوگ ساری عمر بھی ہمارے دل میں جگہ

نہیں بنا پاتے۔۔۔۔۔ زیان نے کایان کے طنز کے باوجود بھی اس کو
سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔۔۔۔۔

یہ توں بول رہا ہے جس کو آج تک کوئی لڑکی پسند نہیں آئی تھی
 ----- ایک منٹ کہیں ایسا تو نہیں تجھے کوئی لڑکی پسند آگئی ہوں
 اور توں نے مجھے بتایا نہ ہوں۔۔۔۔۔ کایان نے زیان کو شاکی نظروں
 سے دیکھ کر سوال پوچھا تھا۔۔۔۔۔

دماغ ٹھیک ہے تمہارا اگر مجھے کوئی لڑکی پسند آتی تو میں سب سے پہلے
تجھے نابتانا اور دوسری بات اگر میری شادی نہ ہوئی تو ہوگی تمہاری بھی
نہیں اس وقت تک اور اب دفعہ ہوں مجھے ریست کرنے دیں
----- زریان علی شاہ اس کو دھمکی دے کر اپنے کمرے کی بڑھ

گیا تھا

یہ تیرا مسئلہ ہے میر نہیں اور میں تو اپنی حور کو بہت جلد اپنا بنالوں گا
----- کایان علی شاہ اس کی دھمکی سنتے ہی جلدی سے بولا تھا کہیں وہ
اس بات کو سچ نہ کر کے دیکھائے۔-----

زیان بغیر اس کو کوئی بھی جواب دیے ایک آنکھ و نک پیلے اپنے کمرے
کی طرف بڑھ گیا تھا۔----- وہ بھی بہت زیادہ خوش تھا کہ اس کی
گڑیا کو اتنا محبت کرنے والا شوہر ملے گا اور سب سے بڑی بات اس کی
گڑیا ساری عمر اسی گھر میں رہے گی۔-----

کایان اس کے آنکھ و نک کرنے پہ پہلو بدل کر رہا گیا تھا۔-----
ابھی زیان اپنے کمرے کی طرف بڑھتا جب اس کو سیڑھیوں پر
فجر کھڑی نظر آئی تھی جو اس کو سپاٹ چہرہ لیے اس کو دیکھ رہی تھی
----- زیان اپنے کمرے میں جانے کے باوجود فجر کے پاس آگیا تھا

کیسی ہو گڑیا اور کالج نہیں کیوں نہیں گئی۔۔۔؟ زیان اس کے پاس آکر
اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اس سے دو سوال اکھٹے پوچھ لیے تھے

نہیں۔۔۔۔۔ فجر اپنے آنسو پر قابو پا کر اس کو ایک لفظی جواب دے کر
اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی جبکہ اس کے سر پر ہاتھ رکھنے کی وجہ
سے اس کا دل ٹوٹ گیا تھا۔۔۔۔۔

کایان اتنا بھی بچہ نہیں تھا جو اس کی آنکھوں میں اپنے لیے جزبات نادیکہ
پاتا لیکن فجر اس کو ہمیشہ حور کی طرح ہی تھی اور تو اور اس نے فجر کو کبھی
اس نظر سے دیکھا بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔

فجر اپنے کمرے میں آکر بہت زیادہ روئی تھی۔۔۔۔۔ اس نے کایان اور
زیان کی باتیں سن لی تھی اس لیے اس کا موڈ خراب تھا تو وہ کیا کبھی بھی

زیان کی پسند نہیں تھی آخر کیا کمی ہے مجھ میں فجر نے یہ دکھی دل سے
سوچا تھا۔۔۔۔۔

وہ اب سیدھی ہو کر بیٹھی تھی اور اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ خود کو زیاں کی پسند کے مطابق ڈھال ڈھال لے گی لیکن اس کو نہیں پتا تھا کہ محبت کی پہلی شرت ہی یہی ہے کہ محبوب جیسا بھی ہوں اس کو قبول کیا جائے :- کسی نے کیا خوب کہا تھا کہ

اگر تیری ہی شرطوں پہ کرنا ہے تجھ کو قبول یہ

سہولت تو مجھے سارا جہان دیتا ہے

اس وقت زیان اور کایان اپنے دوست کامران ملک کی شادی میں
آئے ہوئے تھے۔۔ وہ دونوں اپنی خوبصورتی کی وجہ سے پورے ماحول
پہ چھائے ہوئے تھے۔۔۔۔

ان تینوں کی دوستی اس وقت شروع ہوئی تھی جب زیان اور کایان
امریکہ پڑھائی کرنے گئے تھے۔۔۔۔۔ کامران ملک ایک بد معاش
قسم کا انسان تھا۔۔۔۔۔ سب سے پہلے کامران ملک نے ہی دوستی
کے لیے ہاتھ بڑھایا تھا لیکن کایان نے منع کر دیا تھا یہ کہہ کر کہ یہ
ہمارے ماحول میں ایڈجسٹ نہیں کر پائے گا۔۔۔۔۔ لیکن پھر زیان
نے یہ دوستی قبول کر لی تھی یہ کہہ کر کہا گر ہم کوشش کرے تو اس کی
بری عادتیں ختم کروا سکتے ہیں۔۔۔۔۔

اس کے بعد ان تینوں کی دوستی ہو گئی تھی اور کامران ملک نے بھی اپنی
سب عادتیں چھوڑ دی تھی لیکن ان کی پڑھائی ختم ہونے کے بعد
کامران ملک نے یہ ساری عادتیں پھر سے اپنالی تھی۔۔۔۔۔

زیان اس آف وائٹ شلوار قمیض پہنے اس کے اوپر کالی مردانہ شال لیے
بالوں کو نفاست سے سیٹ کیے کسی بات پہ ہنس رہا تھا ہنسنے کی وجہ سے
اس کی سبز آنکھیں چمک رہی تھی۔۔۔۔۔

جبکہ کایان کالی شلوار قمیض پہنے کندھوں پر آف وائٹ مردانہ شال لیے
وہ بھی بہت زیادہ خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

آج کامران ملک اور جویریہ ملک کی اکھٹی ہی مہندی کرنی تھی۔۔۔ نکاح
ان دونوں کا پہلے ہی ہو گیا تھا اس لیے مہندی ساتھ رکھی گئی تھی اور ان
کے گھر میں پردے کا اتنا زیادہ اہتمام بھی نہیں تھا۔۔۔ اور ان کے گھر
میں پردے پر کوئی زور بھی نہیں دیا تھا۔۔۔۔۔

کنزہ، عاصمہ اور شبانہ وہ تینوں بھی اس وقت ملک ہاؤس کے اندر تھیں

۔۔۔۔۔ ابھی ان کو آئے ہوئے صرف بیس منٹ ہی ہوئے تھے

۔۔۔۔۔ وہ اپنی کلاس فیلو جو یہ ملک سے مل کر نیچے آکر ایک سائنسیدہ

آکر کھڑی ہوگی تھی۔۔۔۔۔

کنزہ نے نیلے کلر کا کلیوں والا فراک پہنا ہوا تھا اس کے ساتھ لال ڈوپٹا

گلے میں ڈالا ہوا تھا۔ اوپر سے بالوں کا ڈیزائن بنائے کمر سے نیچے تک

آتے بال میک اپ کے نام پر صرف ریڈ لیپس تک لگائے وہ بہت ہی زیادہ

خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

شبانہ نے لال فراک پہنا ہوا تھا میک اپ کے نام پر اس نے بھی صرف

لیپسٹک لگائی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ جبکہ عاصمہ فل تیار ہو کر آئی تھی جیسے

اسی کی شادی ہوں۔ اس نے گلابی کلر کا فراک پہنا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ تینوں ابھی عاصمہ کی کسی بات پہ ہنس رہی تھی جب زیان کی نظر کنزہ
پہ پڑی تھی ہنستے وقت اس کے دونوں گالوں کے ڈمپل اپنے درشن
کروارہے تھے اور زیان کی نظر اس سے ہنسنے لگی تھی

ہائے اللہ زیان علی شاہ وہ بھی اس شادی پر میں تو اس کی بہت بڑی فین
ہوں۔۔۔۔۔ پاکستان کا بہت بڑا بزنس مین کاش یہ ایک بار مجھ سے آکر
مل لیتے۔۔۔۔۔ ابھی زیان کنزہ کو دیکھ رہا تھا جب عاصمہ کی نظر زیان پر
پڑی تھی اور وہ اس کو دیکھ کر ٹھنڈی آہیں بھر کے رہ گیا تھا۔۔۔۔۔
زیان ابھی تک کنزہ کو دیکھ رہا تھا وہ بھی بغیر پلک جھپکائے جب اس کے
دل نے خواہش کی تھی کہ کنزہ بھی صرف ایک نظر اس کو دیکھ لے

تیرے دیدار کے لمحے تھے میسر ہمیں۔۔

اگر ہم پلکیں جھپکاتے تو خسرے کرتے۔۔۔۔۔

اور عین اسی وقت کنزہ نے عاصمہ کی بات سن کر نظریں اٹھا کر اس کو دیکھا تھا صرف ایک پل کے لیے اور وہی ایک پل میں زیان کو لگا وہ ان آنکھوں پر اپنا سب کچھ ہار جائے گا۔۔۔۔۔

اسی وقت کنزہ نے اپنی نظریں پھیر لی تھی اور وہی زیان کو لگا اس نے اپنا سب سے قیمتی اثاثہ خود دیا ہے اس کو لگا تھا کہ وہ خود کو اور اپنی ساری دولت بیچ کر ان آنکھوں کو خود کو دیکھنے کے لیے مجبور کر دیں۔۔۔۔۔ وہ اس کے نظریں پھیرنے پہ اندر تک سلگ رہا تھا وہ تو ہمیشہ لوگوں کی نظروں میں رہنے کا عادی تھا آج جب اس کے دل نے خواہش کی تھی کہ اس کو کوئی دیکھے تب سامنے والا انسان اس کو دیکھنا نہیں چاہتا تھا

اس نے مانا تھا کہ سامنے کھڑی لڑکی اس سے زیادہ خوبصورت ہے پر
ایسے نظریں تو اس کو بھی نہیں پھیرنی چاہیے تھی۔۔۔۔۔

کایان جو اس کے ایکسپریشن کب سے نوٹ کر رہا تھا اس کے غصہ ضبط
کرنے کے چکر میں سرخ ہو رہا تھا کایان جو کب سے ہنسی کنٹرول کر رہا تھا
اب اس کے ایک جاندار قہقہہ گونجا تھا۔۔۔۔۔

لعنت ہے تیری شکل پہ ایسے کیوں ہنس رہا جیسے میں نے کوئی فلم سنائی
ہے تجھے۔۔۔۔۔ کایان کو ہنستے دیکھ کر زیان دبے دبے غصے میں غرایا تھا
۔۔۔۔۔ ایک تو وہ پہلے اندر تک سلگ رہا تھا اس لڑکی کے نظریں
پھیرنے نے پہ باقی کی کمی کایان کے قہقہے نے پوری کر دی تھی۔۔۔۔۔

میں اس لیے ہنس رہا ہوں کہ زیان داگریٹ جو پوری دنیا کو اگنور کرتا
ہے لوگوں پہ ایک اے دسری نظر ڈالنا بھی نہیں کرتا۔۔۔ جس نے
کتنی ہی لڑکیوں کے پرپوزل ٹھکرائے ہوئے تھے آج ایک لڑکی کے

اگنود کرنے پہ اندر تک سلگ رہا ہے۔۔۔۔۔ کایان نے دبی دبی آواز
میں اپنے ہنسنے کی وجہ بتائی تھی۔۔۔۔۔

یہ سچ تھا کہ زیان دنیا پہ ایک سے دوری نظر ڈالنا بھی گوارا نہیں کرتا اور
اس کو کتنی ہی لڑکیوں نے پرپوز کیا تھا لیکن اس نے سب کو ریجیکٹ کر
دیا تھا۔۔۔۔۔ آج خود اگنور ہونے پر وہ اندر تک جل رہا تھا

----- اس کے جاتے ہی کا بیان کا ایک جاندار قہقہہ گو نجاتھا

اب بس بھی کریں آپ کا تور و مینس ہی نہں ختم ہو رہا ہے ایک جوان
بیٹی کے باپ ہے آپ اور حرکتیں آپ کی ایسی ہے جیسے ابھی شادی
ہوئی ہے آپ کی۔۔۔۔۔ ظہور شاہ جو کب سے اپنی ہاتھوں کی

حرکتوں اور بے باک سرگوشیوں سے چھیڑ رہا ہے اب آخر کار رقیہ شاہ
تنگ آکر بول رہی تھی۔-----

تو یہ کون سی کتاب میں لکھا ہے کہ جب انس بن مالک بن جابرؓ سے روئے تو وہ مینس
نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ ظہور علی شاہ بے باکی سے بولتے اور اپنی
ہاتھوں کی بے باکی سے رقیہ بیگم کو پیل میں سرخ کر گئے تھے
۔۔۔۔ شادی کے پچیس سال گزرنے کے بعد بھی ان کے پیار میں
کی نہیں آئی تھی۔۔۔۔۔

ان کو اللہ تعالیٰ نے شادی کے چھ سال بعد اولاد سے نوازا تھا۔ کنزہ کی
ڈیلیوری ہوتے وقت بہت سی مشکلات آئی تھیں جس کی وجہ سے رقیہ
بیگم اب کبھی ماں نہیں بن سکتی تھی۔۔۔۔۔ اس بات پر وہ دونوں میاں
بیوی راضی ہو گئے تھے۔۔۔۔۔

کنزہ کو اتنا پیار دینے کے باوجود بھی وہ زرا نہیں بگڑی تھی۔۔۔ وہ بہت ہی زیادہ نیک تھی۔۔۔ اس وجہ سے ان کی چھوٹی سی فیملی بہت زیادہ خوش تھی اور ظہور شاہ کو

بریکنگ نیوز پاکستان کے مشہور بزنس مین زیان علی شاہ کا آج روڈ
ایکسڈنٹ ہوا ہے جس کی وجہ سے ان کو ہسپتال پہنچا دیا گیا ہے۔ ٹی وی پر
اینکر یہ خبر سنارہا تھا جبکہ شاہ حویلی میں اس وقت رات کے گیارہ بج
رہے تھے سب سونے کے علاوہ ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے
کیونکہ کل اتوار تھا اور ان کا یہ معمول تھا۔۔۔۔

شاہ حویلی میں یہ خبر سن کر ایک بار ساکت ہوئے تھے۔ فجر اور حور کے
رونے کی وجہ سے سب ہوش کی دنیا میں واپس آئے تھے۔ بشری بیگم
اور آمنہ بیگم کا بھی یہی حال تھا۔۔۔ جب کے مردوں نے خود پر قابو پایا
ہوا تھا۔۔۔

عابد علی شاہ نے پہلے زیان کو فون کیا اس کا نمبر بند جا رہا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے جلدی سے کایان کو فون ملا یا تھا یہ پتا کرنے کے لیے یہ خبر سچ بھی ہے یا نہیں۔۔۔۔۔ انہوں نے جلدی سے کایان کو کال ملائی تھی جو کہ تیسری بیل پہ اٹھالی گئی تھی۔۔۔۔۔

کایان نے بھی اس بات کو سچ بتا دیا تھا اور ساتھ ان کو تسلی بھی دی تھی کہ زیان کا زیادہ ایکسڈنٹ نہیں ہوا تھا بلکہ معمولی سی اس کو چوٹیں آئی ہے۔ کایان ابھی شادی میں ہی تھا جب اس کو اس کے مینیجر کی کال آئی تھی کہ زیان کا ایکسڈنٹ ہو گیا ہے وہ اسی وقت وہاں سے نکل کر زیان کے پاس گیا تھا۔۔۔۔۔

اور واقع اس کو زیادہ چوٹیں نہیں آئی تھی جتنا میڈیا والوں نے اس خبر کو بڑھا چڑھا کر بولا تھا۔۔۔ ابھی عابد علی شاہ ان کو کایان کی کی گئی بات بتانے ہی والے تھے کہ بشری بیگم اپنے دل پہ ہاتھ رکھ کر زمین بوس

ہوئی تھی۔ سب جلدی سے ان کی طرف آئے تھے۔ ان کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔

آمنہ بیگم جلدی سے چادر لے آئی تھی اور بشری بیگم کو جلدی سے اوڑھائی تھی جس سے ان کا پورا بدن ڈھانپ گیا تھا۔۔۔۔۔ عابد علی شاہ ان کو گود میں اٹھاتے جلدی سے ان کو اپنی کار کی طرف لے گئے تھے تاکہ ان کا علاج ہو سکے۔۔۔

بشری بیگم کو ایک بار پہلے بھی ہارٹ اٹیک آچکا تھا جس کی وجہ سے ڈاکٹروں نے ان کو ہدایت دی تھی کہ ان کا بہت اچھی طرح خیال رکھا جائے اور ان کو کسی بھی قسم کی پریشانی سے دور رکھا جائے تاکہ ان کو دوبارہ یہ مسئلہ پیش نہ آئے۔۔۔۔۔

عابد علی شاہ کے ساتھ زاہد علی شاہ اور وقاص علی شاہ بھی گئے تھے جبکہ آمنہ بیگم حور اور فجر کو سمجھال رہی تھی جنہوں نے رورو کر

منٹوں میں اپنا حال خراب کر دیا تھا یہی حال آمنہ بیگم کا بھی تھا لیکن
انہوں نے خود پر قابو پایا ہوا تھا۔۔۔۔۔

کچھ وقت پہلے

زیان اسی وقت وہاں سے آگیا تھا جب کا یان اس کو چھیڑ رہا تھا کا یان تو
صرف ایک بہانا تھا اصلی وجہ تو وہ لڑکی تھی جس نے زیان سے نظریں
پھیری تھی زیان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس لڑکی کو ساری عمر اپنے
سامنےں ٹھا کر اسکو اپنے آپ کو دیکھنے کا حکم دیں۔

اس کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اس کو اتنا زیادہ برا کیوں لگ رہا ہے وہ اتنا زیادہ
جل کیوں رہا ہے یا پھرہ جان بوجھ کر سمجھنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔۔

وہ ابھی انہی سب سوچوں میں گم تھا جب اس کی گاڑی ڈسبیلنس ہوئی
تھی اور ٹرک کے ساتھ اس کی گاڑی کا زوردار تصادم ہوا تھا

۔۔۔ لیکن زیان کو زیادہ خوٹیں نہیں آئی تھی صرف بازو پر ٹھوری سی خراش آئی تھی اور ماتھیں پر چھائی سی چوٹ آئی تھی۔۔۔

جس کو میڈیا والوں نے بہت ہی بڑا بنادیا تھا صرف اور صرف اپنی ٹی۔آر۔پی بڑھانی کے لیے۔

کنزہ، عاصمہ اور شبانہ اس وقت آئی۔ سی۔یو کے سامنے کھڑی تھی جب وہ ہسپتال پہنچی تھی تو ایک قیامت جیسی خبر ان کی منتظر تھی۔ رقیہ بیگم اس دنیا سے وفات پا گئی تھی۔ یہ خبر سن کر کنزہ کا رو رو کر برا حال تھا۔ بڑی مشکل سے ان دونوں نے کنزہ کو سمجھایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ظہور شاہ اور رقیہ بیگم کی گاڑی کا بہت برا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ وہاں پر لوگوں کا رش اکھٹا ہونا شروع ہو گیا تھا۔ پھر کچھ لوگوں نے ان کو ہسپتال پہنچایا۔ اس کے بعد کنزہ کو فون ملا یا تھا ان لوگوں نے۔ گاڑی کا

ایکسیڈنٹ اتنا برا ہوا تھا کہ ہسپتال کے آنے تک رقیہ بیگم وفات پا گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ظہور شاہ ابھی تک آئی۔ سی۔ یو میں تھی جبکہ وہ تینوں باہر ان کی زندگی کے لیے دعا گو تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن وہ کہتے ہیں کہ ہر دعا قبول نہیں ہوتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابھی وہ سب باہر کھڑی انتظار کر رہی تھی کہ ان کو ڈاکٹر باہر آتا ہوا دیکھائی دی تھا۔ وہ تینوں اپنے آنسوؤں پر قابو پاتے ہوئے جلدی سے ڈاکٹر کے پاس پہنچی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر میرے بابا کیسے ہیں وہ ٹھیک تو ہو جائے گا نا کنزہ نے جلدی سے روتے ہوئے سوال پوچھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دیکھیے ابھی ہم کچھ کہہ نہیں سکتے لیکن ان کو ہوش آ گیا ہے آپ میں سے جو بھی کنزہ ہے وہ ان سے جا کر مل لیں مریض ان کو بلارہے ہیں

-- ڈاکٹر اپنے پروفیشنل انداز میں سنجیدگی سے کہتے وہاں سے چلیں
گئے تھے۔۔۔۔۔

کنزہ جلدی سے ڈاکٹر کی بات سن کر اندر کی طرف بڑھ گئی تھی جبکہ وہ
دونوں باہر کھڑی ظہور شاہ کے لیے دعا کر رہی تھی۔ کنزہ نے جیسے ہی
اندر قدم رکھا تھا اپنے باپ کو وہ پیٹوں اور مشینری میں جکڑا دیکھ کر
پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

ظہور شاہ جنہوں نے سکون کے لیے آنکھیں بند کی ہوئی تھی کنزہ کے
رونے کی آواز سن کر انہوں نے اپنی آنکھیں کھولی تھی اور کنزہ کو اپنے
پاس آنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔۔۔کنزہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر
ظہور شاہ کے پاس آئی تھی۔۔۔

کنو۔۔۔۔۔میرا۔۔۔۔۔بچہ۔۔۔۔۔رونا

بند کمر و

ایسے۔۔۔۔۔ تمہیں۔۔۔۔۔ روتا۔۔۔۔۔ ہو

ا۔۔۔۔۔ دیکھ۔۔۔۔۔ کر

مجھے _____ اور _____ زیادہ _____ تکلیف _____

_____ہو رہی ہے_____ظہور علی شاہ

اپنے دوسرے ہاتھ سے آکسیجن ماسک اتارتے ہوئے درد کے باعث
ایک ایک لفظ کر کے بولے تھے۔۔۔۔۔

[illegible]

چلی گی ہیں۔ کنزہ ہچکیوں کے ساتھ روتے ہوئے بولی۔۔

وہ تو میرے بیٹے سب نے ایک نا ایک دن جانا ہے ہوتا اور میری بیٹی ابھی

سے اتنی کمزور ہو گئی ہے۔ میری بیٹی تو سب سے بہادر ہے نا اور تمہیں

یاد ہے تو میں نے تمہاری ماں سے وعدہ کیا تھا کہ میں ہر قدم پر ان کا

ساتھ نبھاوگا اور وہ وقت آگیا ہے۔۔۔۔۔ ظہور شاہ اس بار بغیر رکے

مسکرائے تھ

ان کی سانسیں ختم ہو گئی تھیں۔۔۔۔۔

تھی اس کی یہ چیخ سن کر عاصمہ اور شبانہ اندر داخل ہوئی تھی ان دونوں

نے جلدی سے کنزہ کو آکر سمجھالا تھا اور اسی وقت سب ڈاکٹر بھی اندر آگئے تھے۔۔۔۔۔

وہ ظہور شاہ کے منہ پر کپڑا دال کر اور ان کے ارد گرد لگی ہوئی مشینری اتار کر ان کو وہاں سے لے کر گئے تھے۔ ان کے جاتے ہی کنزہ بیہوش ہو گئی تھی شبانہ نے کنزہ کو سمجھالا تھا جبکہ عاصمہ ڈاکٹر کو بلانے لگی تھی۔۔۔

اس وقت دوپہر کے دو بج رہے تھے جب کایان نے شاہ حویلی میں قدم رکھا تھا۔ حویلی میں اس وقت کوئی بھی نہیں تھا سب رات کے تھکے ہوئے تھے اس لیے اپنے اپنے کمروں میں سب آرام کر رہے تھے۔ کایان کل رات زیان کو لے کر اس ہسپتال پہنچا تھا۔ جہاں پر بشری بیگم کو رکھا گیا تھا۔ وہاں پر پہلے سے ہی بشری بیگم کے ساتھ عابد علی شاہ

و قاص علی شاہ اور زاہد علی شاہ موجود تھے۔ زیان کو صبح سلامت دیکھ کر وہاں پر سبھی بہت زیادہ خوش ہوئے تھے۔

کایان زاہد علی شاہ اور وقاص علی شاہ کو وہاں سے لے کر گھر چھوڑ کر اپنے کسی کام سے گیا تھا جبکہ عابد علی شاہ اور زیان وہی پر رک گئے تھے۔ کایان اب تھک ہار کر دو بجے گھر واپس آیا تھا۔۔۔۔۔

ابھی وہ سیڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے کی طرف جاتا اس کو پچن سے حور نکلتی ہوئی نظر آئی تھی۔ نیلی آنکھیں جو رو رو کر سوجی ہوئی تھی ، بالوں کی ڈھیلی سی پونی بنائے جس میں سے کچھ آوارا لٹیں اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھی، رونے کی وجہ سے سارا چہرہ سرخ ہو گیا تھا سفید رنگ کے شلوار قمیض کے ساتھ کالے رنگ کا ڈوپٹا لیے جو اس وقت کندھے پہ جھول رہا تھا وہ اس عام سے حلّیے میں بھی کایان کا دل ڈھڑکا گی تھی۔۔۔۔۔

ابھی وہ اس کو دیوانوں کی طرح دیکھ ہی رہا تھا جب حور اس کو انور کیے
سیڑھیاں چڑھ گئی تھی۔ ابھی وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھتی کایان نے
جلدی سے اس کو کلائی سی پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا۔ وہ جو اپنے
دھیان میں جا رہی تھی اس ہوئے اچانک افتاد پر وہ کایان کے مضبوط
سینے سے آکر ٹکرائی تھی۔

ناراض ہے میرا بچہ؟ کایان نے حور کے بال کان کے پیچھے کرتے ہوئے
بڑے پیار سے پوچھا تھا۔

کایان کے پوچھے گئے سوال پر حور نے کوئی بھی جواب نہیں دیا تھا
بس اس کو خالی خالی نظروں سے دیکھا تھا۔ اس کے اس طرح دیکھنے پر
کایان کے دل میں تکلیف اٹھی تھی۔ ابھی کایان اس کو دیکھ رہا تھا جب
حور نے خود کو چھڑوانے کے لیے مزاحمت شروع کر دی تھی۔

میں الزام نہیں لگا رہی اگر آپ زیان بھائی کو اکیلے نہ جانے دیتے تو نہ ہی
زیان بھائی کا ایکسیڈنٹ ہوتا اور نہ ہی یہ خبر ماما سنتی اور نہ ہی ان کو ہارٹ
اٹیک آتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حور کا یان کا غصہ دیکھتی آنسو بہاتی معصومیت
سے بولی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں نے تمہارے بھائی کو بہت روکا تھا پر اس کو بہت ضروری کام تھا۔ یہ تم بھی جانتی ہوں کہ تمہارا بھائی کتنا ضدی ہے کسی کی ایک نہیں سنتا۔ کایان اس کے آنسو دیکھ کر ٹھوڑا نرم پڑا تھا اور ساتھ جھوٹ بھی بول دیا تھا۔ سچ تو یہ تھا کہ اس نے زیان کو ایک بار بھی نہیں روکا تھا بلکہ اس کے جانے کے بعد وہ ہنستا رہا تھا۔۔۔۔۔

کایان کی بات پر اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا بلکہ وہ نظریں جھکا کر کھڑی ہو گئی تھی اس کو بھ کہی نہ کہیں اپنی غلطی کا احساس تھا۔ اس کو

بس اپنی ماں اور بھائی کی فکر تھی اس لیے اس کو جو بھی سمجھ آیا تھا اس نے بول دیا تھا۔۔۔

میرا تم سے وعدہ ہے کہ میں تمہارے بھائی (اپنے سالے) کا بہت اچھی طرح خیال رکھوں گا اس کو کوئی بھی پریشانی نہیں ہوگی۔۔۔۔۔ کایان کو حور کی جھکی نظریں زرا پسند نہیں آئی تھی اس لیے اس کو پیار سے سمجھایا تھا۔۔۔۔۔

لیکن تمہیں بھی مجھ سے ایک وعدہ کرنا آجکے بعد مجھ پر کوئی الزام نہیں لگاؤ گی بلکہ جو بھی بات ہوں مجھ سے پوچھنا۔۔۔۔۔ کایان نے ایک بار پھر حور کو پیار سے سمجھایا تھا۔۔۔ کایان کی بات پر حور نے فقط ہاں میں سر ہلا دیا تھا۔ اس کے بعد حور اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی تھی

۔۔۔

مجھے سمجھ نہیں آتا تم شادی کے بعد میری شدتیں کیسے برداشت کروں
گی تم سے تو میرا غصہ برداشت نہیں ہوتا۔۔ کایاں اپنے بالوں میں ہاتھ
پھیر کر حور کی کمر کو دیکھ کر بے باک سے بولا تھا۔۔۔

دس دن بعد

آج دس دن بعد کنزہ کو کوہوش آیا تھا۔ جب ظہور شاہ کی وفات ہوئی
تھی تو اس کو نروس بریک ڈاون ہو تھا۔ جس کی وجہ سے وہ دس دن
بیہوش رہی اور آج اس کو کوہوش آیا تھا۔۔۔۔۔

اس کے بیہوش ہونے کے دوسرے دن ہی ظہور علی شاہ اور رقیہ
بیگم کی نماز جنازہ ادا کر دی گئی تھی۔۔۔ ظہور علی شاہ کا ایک چھوٹا سا
بزنس تھا جو وہ اور ان کے ایک دوست مل کر سمجھالتے تھے۔۔ ان کے

نماز جنازہ کے بعد ان کے دوست نے وہ بزنس دھوکے سے اپنے نام کر لیا تھا۔۔۔

صرف یہ ہی نہیں ان کا سارا بینک بیلنس اور ان کی گاڑی جو ایکسیڈنٹ کے وقت خراب ہو گئی تھی وہ بھی انہوں نے اپنے نام کر لی تھی۔۔۔ لوگ یہ بھی نہیں سوچتے کہ اگر وہ اس دنیا سے خالی ہاتھ گیا ہے تو ہم نے بھی کچھ لے کر نہیں جانا۔۔۔

اب بس کنزہ کے پاس ایک فلیٹ رہا گیا تھا جو کنزہ کے نام ہونے کی وجہ سے بچ گیا تھا۔ کنزہ اس وقت اپنی دوستوں کے ساتھ گھر جا رہی تھی اور اس نے اپنی زندگی کو جینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ وہ اللہ کی رضا میں راضی ہو گئی تھی۔ اگر اللہ کی طرف سے آزمائش تھی تو وہ اس آزمائش پر پوری اتری تھی۔۔۔۔۔

ابھی بشری بیگم شاہ حویلی واپس نہیں آئی تھی۔ ان کو ہوش ایک دن بعد آگیا تھا لیکن ڈاکٹروں نے ان کو گھر جانے کی اجازت نہیں دی تھی کیونکہ یہاں کا دوسرا بڑا ہاڑٹ اٹیک تھا۔ جس کی وجہ سے وہ ابھی تک ہسپتال میں تھی۔۔۔

اب ڈاکٹروں نے زیان کو مشورہ دیا تھا کہ وہ بشری بیگم کے لیے ایک کیئر ٹیکر رکھ لیں جو ان کا اچھے سے خیال رکھ سکے۔۔۔

پہلے تو زیان نے اس بات کو یہ کہہ کر ٹال دیا تھا کہ ہم سب گھر والے مل کر ان کا خیال رکھ لیں گے۔۔ لیکن بعد میں وہ ڈاکٹروں کے سمجھانے پر سمجھ گیا تھا۔۔۔۔

اب اس نے ہی کام کا یان کے ذمے لگایا تھا کہ وہ سب سے بیسٹ کیئر ٹیکر ڈھونڈ کر لائے۔۔۔۔

تین دن بعد۔۔۔۔

کنزہ اس وقت کالے رنگ کے برقعے میں اس کے ساتھ کالا ہی حجاب
کیے وہ اس وقت شاہ حویلی کے باہر کھڑی تھی۔ اس کو یہ جو ب اس کی
دوست نے دی تھی۔ کایان نے جس کیئر ٹیکر کو ہائیر کیا تھا اس کی
مصرفیت ہونے کی وجہ سے اس نے اپنی دوست کنزہ کو بھیج دیا تھا اور
ویسے بھی اب کنزہ کو زندگی گزارنے کے لیے اس جو ب کی ضرورت
تھی۔۔

کنزہ اس بات پر بھی صبر کر گئی تھی کہ اس کا سب کچھ دھوکے سے کسی
اور کے نام ہو گیا تھا وہ ہر بات میں اللہ کی رضا میں راضی ہو گئی تھی

کنزہ قدم اٹھائی شاہ حویلی کے اندر داخل ہوئی تھی اس نے صرف ایک
نظر اس شاندار حویلی کو دیکھا تھا۔ وہ جلدی جلدی قدم اٹھائی اندر کی
طرف بڑھ رہی تھی ابھی وہ کارپورچ میں داخل ہی ہوئی تھی کہ اس کی

تکر کسی مضبوط وجود سے ہوئی تھی اس سے پہلے وہ گرتی کہ کسی دو
مضبوط ہاتھوں نے اس کو سمجھا لیا تھا۔۔۔۔۔

زیان جوا بھی اتنے دنوں بعد آ جانے آفس جا رہا تھا۔ کسی نصف نازک
سے ٹکرا گیا تھا اس سے پہلے کے سامنے والا وجود گرتا زیان نے اسکو کمر
پہ ہاتھ رکھ کر گرنے سے بچا لیا تھا۔۔۔۔۔

کنزہ جو گرنے کے ڈر سے اپنی آنکھیں بند کر کے کھڑی تھی خود کو محفوظ
پاکر اس نے اپنی آنکھیں کھولی تھی۔ اس کے آنکھیں کھولنے پر زیان کو
اپنے دل کی دنیا ہلتی ہوئی نظر آئی تھی۔۔۔ اسکا دل کانوں میں بج رہا تھا
۔۔۔ وہ دیوانوں کی طرح کنزہ کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا

انہی آنکھوں نے تو اس کے دل کا چین اور سکون پچھلے تیرہ دنوں سے بر
باد کیا ہوا تھا۔۔۔ وہ کیسے ان آنکھوں کو بھول۔ سکتا تھا۔۔۔۔۔ وہ ابھی

تک اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔ ہوش تو اس کو اس وقت آیا تھا
جب کنزہ نے مزاحمت شروع کی تھی۔۔۔۔۔ زیان نے جلدی سے
اس کو سیدھا کھڑا کیا تھا۔۔۔۔۔

آپ ٹھیک ہے؟ دونوں کرف گہری خاموشی محسوس کر کے زیان نے
بات کی شروعات کی تھی۔۔۔۔۔

جی۔۔۔۔۔ زیان کے پوچھے گئے سوال پر کنزہ نے ایک نظر زیان
زیان کو دیکھ کر صرف ایک لفظی جواب دیا تھا اس کے بعد اس نے پھر
سے اپنی نظریں پھیر لی تھی۔۔ اب وہ اپنی نظریں ادھر ادھر گھمار ہی
تھی زیان کا دل کیا اس کی آنکھیں نکال لے جو اس کے علاوہ ہر چیز کو
دیکھنا پسند کرتی ہیں۔۔۔۔۔

ہم آپ کے ساتھ عمریں گزارنے کے دعویدار ہیں اور آپ ہمیں دیکھ کر
نظریں پھیر لیتی ہیں۔۔۔۔۔ زیان نے اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر

ک۔۔۔۔۔ کچھ نہیں نہیں میرا مطلب آپ کون ہے اور یہاں پہ کیا کر رہی ہیں۔۔۔۔۔ زیان کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا بولے۔۔۔۔۔ زندگی میں آج پہلی بار وہ اتنا کنفیوز ہوا تھا اور بولتے وقت یوں اس کے الفاظ ساتھ چھوڑ گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں ایک کثیر ٹیکر ہوں اور مجھے یہ جو بکایاں سرنے دی ہیں اور میں نے آج ہی جوائنٹ کی ہے یہ جو ب۔۔۔۔۔ کنزہ نے نظری جھکا کر

زیان کے سوال پر جواب دیا تھا۔۔۔ زیان کو آج پھر اپنی اتنی خوبصورتی
بیکار لگی تھی۔۔۔۔۔

اچھا تو آپ کئیر ٹیکر ہیں آئے میں آپکو اندر تک چھوڑ دیتا ہوں
 --- زیان اس کو ایک نظر دیکھتے اندر کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔
 اب سین کچھ یوں تھا کہ کنزہ زیان سے ایک قدم آگے چل رہی تھی اور
 زیان اس سے ایک قدم پیچھے تھا۔۔۔ وہ دونوں ایسے ہی شاہ حویلی میں
 داخل ہوئے تھے۔۔۔ اس وقت شاہ حویلی میں سب بیٹھ کر ناشتہ کر
 رہے تھے سوائے عابد علی شاہ اور بشری بیگم کے وہ دونوں اس وقت
 کمرے میں تھے۔۔۔

سب کی نظریں ایک ساتھ زیان کی طرف اٹھی تھیں جو ناشتہ بھی اس لیے نہیں کر کے گیا تھا اس اسکی میٹنگ ہے اور اسے لیٹ ہو رہا ہیں۔۔۔۔۔ اب وہ پھر واپس آ گیا تھا جبکہ زیان کو کسی لڑکی کی لڑکی کے پیچھے چلتا

دیکھ کر کایان کے منہ کا نوالہ اس کے گلے میں پھنس گیا تھا جس سے اس کو کھانسی کا ایک دورہ پڑا تھا۔۔۔۔۔

ابھی کایان کھانسی ہی رہا تھا جب حور نے اس کو جلدی گلاس میں پانی نکال کر دیا تھا جبکہ فجر زیان کو دیوانوں کی طرح دیکھ رہی پچھلے تیرہ دنوں سے اس نے زیان کو ٹھیک طرح سے دیکھا بھی نہیں تھا۔

دوسرے طرف زیان اور کایان جو آفس کے لیے ایک ساتھ نکلے تھے۔۔ ابھی وہ دونوں کارپورچ میں داخل ہوئے تھے کہ کایان جلدی سے زیان کے سامنے آکر رک گیا تھا اور اس کو شکی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا اس طرح دیکھنے پر زیان نے آئبر واچکا دے تھے جیسے کہنا چاہ رہا ہوں کہ کیا مصیبت ہیں۔۔۔

یہ وہی لڑکی ہیں نہ جس کو تو نے شادی پہ دیکھا تھا۔۔۔ کایان دونوں ہاتھ سینے پہ رکھ کر ابھی تک شاکی نگاہوں سے دیکھا رہا تھا اور اس سے پوچھ بھی رہا تھا۔۔۔ اس کے اس طرح پوچھنے پہ زیان پہلو بدل کر رہ گیا تھا۔۔۔

مجھے کیا پتہ ہو گا میں نے تھوڑی نارکھا ہیں کام پہ اور ویسے بھی وہ کہہ رہی تھی کہ مجھے کایان سرنے رکھا ہیں کام پہ۔۔۔ زیان نے کایان کو دیکھ کر کنزہ کی نقل اتاری تھی اسے نہیں پسند آیا تھا اس کے منہ سے کایان کا نام بھی۔۔۔ اس نے یہ کیسے برداشت کیا تھا۔۔۔ یہ وہی جاننا تھا۔۔۔

تیری یہ جلن بتا رہی ہیں کہ یہ وہی لڑکی ہے اور توں مجھ سے جیلس فیل کر رہا ہیں کایان نے زیان کا سرخ چہرہ دیکھ کر اندازہ لگایا تھا اور اس کا یہ اندازہ بالکل صحیح تھا۔۔۔ زیان کو آج ایک لڑکی کی وجہ سے اپنے جگری

دوست سے جلن ہو رہی تھی۔۔۔ کایان کو اب اس کمزوری کا پتہ چل گیا تھا۔۔۔

ہاں وہی لڑکی ہیں یہ اس کی آنکھیں ویسی ہی ہیں۔۔۔ چہرہ ابھی تک نہیں دیکھا لیکن مجھے پکا یقین ہے کہ یہ وہی لڑکی ہیں۔۔۔ میرا دل جھوٹ نہیں بول سکتا اور یہی آنکھوں نے تو مجھے پچھلے تیرہ دن سکون سے رہنے نہیں دیا میں کیسے ان آنکھوں کو بھول سکتا ہوں۔۔۔ زیان سنجیدگی سے پتہ نہیں کیا کیا بول رہا تھا اسے خود بھی معلوم نہیں۔۔۔

اگر تجھے وہ لڑکی نہ ملی میرا مطلب ہیں کہ اس کا رشتہ ہوا ہو یا پھر کسی کے ساتھ اس نکاح ہوا ہوں اور وہ تجھے نہ ملی تو توں کیا کریں گا۔۔۔ کایان نے زیان کے چہرے کو دیکھتے ہوئے بات سمجھائی تھی اگر وہ لڑکی اسے

واقع نہیں ملی تو وہ کیا کریں گا۔۔۔ اس بات پر زیان کے چہرے پر
پریشانی صاف نظر آرہی تھی۔۔

اگر وہ میری نہیں ہوئی تو کسی کی بھی نہیں ہوگی۔۔ اس کا رشتہ ہوا ہے تو
ٹوٹ جائے گا اور اگر نکاح ہوا ہے تو طلاق ہو جائے گی اور اگر وہ مجھے نہ
ملی تو میں کبھی تیری شادی حور سے نہیں ہونے دوں گا اس لیے تمہارے
حق میں یہی بہتر ہے کہ تم میرے حق میں دعا کرنی شروع کر دو۔۔
اس میں حور کہاں سے آگئی اور اگر وہ لڑکی تجھے نہیں ملتی تو تیری قسمت
ہے اور حور ہر حال میں میری ہے۔۔ کایان جو زیان کی حالت دیکھ
کر مزے لے رہا تھا حور پر آئی بات پر وہ تڑپ گیا تھا۔۔

اس میں حور اس لیے درمیان میں آئی ہے دا جی نے کہا تھا کہ ہم دونوں
کی شادی اکٹھی ہوگی اب جب تک مجھے وہ لڑکی مل نہیں جاتی تو میں اس

وقت تک شادی نہیں کروں گا اور اگر میری نہیں ہوئی تو ہونی میں
تمہاری بھی نہیں دوں گا۔۔۔ زیان کا یان کا اتر اہوا چہرہ دیکھتا دل جلانے
والی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا۔۔۔

توں پورا کمینہ انسان ہے میں اپنی حور کو پانے کے لیے تیری پوری مدد
کروں گا اگر اس کے بعد بھی تو نے کوئی ایسا کام کیا تو مجھ سے مار کھائے گا
۔۔۔ کا یان حور کے لیے ہار ماننے والے لہجے میں بولا تھا اب بات اس کی
حور کی تھی جس کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔۔

الحمد للہ کبھی غرور نہیں کیا ابھی زیان اپنی تعریف وصول کرتا جب اس
کے ہاتھ میں اس کا موبائل بجننا شروع ہو گیا تھا۔۔۔ جب ان دونوں
نے موبائل کی سکرین کی طرف نظر دورائی تھی ان دونوں کے منہ

سے ایک وقت نکلا تھا کہ۔۔۔“ اسی کمینے انسان کی کمی رہ گئی تھی
“۔۔۔ وہ دونوں بات کرتے کرتے اپنے آفس کی طرف بڑھ
گئے تھے۔۔۔

اس وقت رات کے ساڑھے آٹھ بج رہے تھے۔۔۔ کنزہ کا کام صبح نو بجے
سے لے کر رات کے نو بجے تک تھا۔ اس کا آج پہلا دن بہت
اچھا گزرا تھا۔ حور آج کالج نہیں گئی تھی جس کی وجہ سے اس کو ایک
اچھی کمپنی مل گئی تھی۔۔۔ فجر نے تو بس صرف ایک بار ہی کنزہ سے
بات کی تھی۔۔۔

فجر نے جو بھی اس سے بات کی تھی وہ بھی سیدھے منہ نہیں کی تھی جس
پہ کنزہ ادا اس ہو گئی تھی وہ کب ایسے موڈ کی عادی تھی لیکن پھر حور نے

اس کو تسلی دی تھی کہ وہ ایسی ہی ہیں اس کا دل کرے بات کرے بات کرنے کو تو تبھی ہی کرتی ہیں۔۔

کنزہ کا کام زیادہ نہیں تھا بشری بیگم کو کھانا دینا اس کے بعد ان کی دویوں کا خیال رکھنا ان کو ورزش کروانا اس کے بعد ان کے آرام کا خیال رکھنا یہ سب کام پورے ایک سال کے لیے کرنے تھے۔۔ بشری بیگم ویسے تو ٹھیک ہو جائیں گی بہت جلد لیکن یہ ان کے خیال کے لیے بہت ضروری تھا کہ ان کو دوبارہ یہ مسئلہ نہ ہو۔۔ خود نے کنزہ کو پوری حویلی دیکھائی تھی اس کے بعد سب حویلی والوں سے ملوایا تھا۔۔ وقاص علی شاہ اور آیان سے تو کنزہ کی بہت اچھی دوستی بھی ہو گئی تھی۔۔

صبح بشری بیگم کے کہنے پر اس نے نقاب اتارا تھا۔۔۔ اس کی اتنی
خوبصورتی دیکھ کر تو حور نے پورا دن اس کی تعریف کی تھی۔۔۔ جبکہ
بشری بیگم نے اس کو سمجھا تھا کہ وہ نقاب صرف آتے اور جاتے وقت
لگالیا کرے گھر میں اس کو کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔۔

جس پر وہ آج وہ پورا دن زنک کلر کی سادہ سی شلوار قمیض میں گھومتی
رہی تھی۔۔۔ وہ سارہ سی شلوار قمیض میں اب اس وقت بشری بیگم کو
کھانا کھلا رہی تھی۔۔۔ بشری بیگم کو یہ چھوٹی سی لڑکی بہت سی زیادہ پسند
آئی تھی۔۔۔ کنزہ حور سے صرف دو مہینے بڑی تھی اور اپنی عمر سے وہ
زیادہ سمجھدار لگتی تھی۔۔

کایان اور زیان اس وقت دونوں آفس سے جلدی آگئے تھے کایان کا کام ختم ہو گیا جبکہ زیان صرف کام نہ ہونے کا بہانہ بناتا اس کے ساتھ چل پڑا تھا جس کی وجہ سے کایان اس کو سارے راستے باتیں سناتا آیا تھا کایان زیان کو بے تاب دیکھ کر اس کو اندر سے ایک کمینی سی خوشی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

ابھی ان دونوں نے داخلی دروازہ عبور ہی کیا تھا جب زیان کا رخ بشری بیگم کے کمرے کی طرف تھا۔ اس کو اپنی ماں کے کمرے کی طرف جاتا دیکھ کایان کا پیچھے سے ایک قہقہہ گونجا تھا زیان اس کو دل میں سو لہنتیں بھیجتا اپنی ماں کے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

کایان اس کی بے قراری دیکھ کر اپنے کمرے میں فریش ہونے کی غرض سے چلا گیا تھا وہ بعد میں زیان سے حساب لینے کا ارادہ رکھتا تھا۔

زبان جو جلدی میں بشری بیگم کے کمرے کی طرف جا رہا تھا کسی کے
ہنسنے

کی آواز پہ وہ وہی رک گیا تھا۔۔۔ وہ آواز حور یا پھر فجر میں سے کسی کی
بھی نہیں تھی۔۔۔ یہ آواز لگ تھی ایک میٹھی آواز زبان کے دل نے
گواہی دی تھی کہ یہ آواز دنیا کی سب سے سُریلی آواز ہے۔۔۔

اس نے وہی دروازے کے پاس رک کر اندر جھانکا تھا اس کو لگا وقت
وہی پر رک گیا ہے۔۔۔ کنزہ جو بشری بیگم کی کسی بات پر دل کھول کر
ہنس رہی تھی اس کو کیا پتہ اس کی اس ہنسنے پہ کسی کی سانسیں تھمی تھی
۔۔۔ زبان کو لگ رہا تھا کہ آج اس کا دل ہنسنے کی دیواریں توڑ کر باہر
آجائے گا۔۔۔

وہ ابھی تک کنزہ کی ہنسی میں کھویا ہوا تھا بشری بیگم کی اس پر نظر پڑ گئی
تھی۔۔ زیان بیٹا اندر آ جاؤ باہر کیوں کھڑے ہو۔۔ بشری بیگم زیان کو
دیکھی اپنے پاس بلارہی تھی۔۔ ان کے بلانے پہ زیان ہوش
کی دنیا واپس آیا تھا اور خود پر قابو کر اس نے اندر کی طرف قدم بڑھایا تھا
۔۔

زیان نے جیسے ہی اندر کی طرف قدم رکھے تھے کنزہ نے آنے والے
انسان کو دیکھنے کے لیے جیسے ہی دروازے کی طرف منہ کیا تھا اس کے
گالوں پر پڑنے والے ڈمپل کو دیکھ کر زیان بے خود ہوا تھا اس کے اس
کے متضاد اس کی ٹھوڑی تل اس کے حسن کو چار چاند لگا رہا تھا۔۔ زیان
کا دل کر رہا تھا وہ ابھی اسی وقت اپنے سارے جذبات اس لڑکی پہ عیاں

کردے لیکن پھر یہ سوچ کر خاموش ہو گیا کہ وہ ابھی کوئی ایسا حق نہیں رکھتا۔۔

زیان جلدی سے خود کو کمپوز کرتا بشری بیگم کے پاس جا کر بیٹھا تھا۔۔
اس کے بیٹھنے کے بعد کنزہ کمرے سے نکل گئی تھی۔۔ اب کیسی
طبیعت ہے آپکی۔۔ زیان بشری بیگم کو ملتا انکی طبیعت کے بارے میں
پوچھ رہا تھا جبکہ اس کا سارا دھیان کنزہ کی طرف تھا جو اس کو دیکھتے
کمرے سے ہی چلی گئی تھی۔۔ اس کا کمرے سے جانا زیان کو ایک آنکھ
نہیں بھایا تھا۔۔

میں ٹھیک ہوں لیکن میرا بیٹا ٹھیک نہیں لگ رہا۔۔ بشری بیگم اپنے
کے بیٹے کے چہرے پہ پریشانی دیکھ کر پیار سے استفسار کر رہی تھی۔۔
میں بالکل ٹھیک ہوں بس آفس کے کام کی وجہ سے تھک گیا ہوں۔۔

زیان نے جلدی سے اپنی ماں سے جھوٹ بولا تھا نہیں تو کوئی ارادہ نہیں تھا کہ بشری بیگم سچ جان کر ہی رہتی۔۔۔

تھکان تو نظر نہیں آرہی ہاں اگر میرا بیٹا بتانا نہیں چاہتا وہ الگ بات ہے۔۔ بشری بیگم زیان کے ماتھے سے بال پیچھے کرتی پیار سے پوچھ رہی تھی۔۔ ایسی کوئی بات نہیں اگر ہوتی بھی بات ہوتی بھی تو سب سے پہلے میں اپنی ماں کو بتاؤں گا۔۔ زیان بشری بیگم کے ماتھے پہ بوسہ دیتا بڑے لاڈ سے بولا تھا۔۔۔

ابھی وہ دونوں باتیں ہی کر رہے تھے جب کنزہ اپنے صبح والے سٹائل میں واپس آئی تھی اس کے گھر جانے کا وقت ہو گیا تھا۔۔ اس کا نقاب میں دیکھ زیان کا دل کیا اس نقاب کو وہ اپنے ہاتھوں سے ہٹا دے جس نے اتنے خوبصورت چہرے کو چھپایا ہوا تھا۔ اس کا دل ایک بار پھر وہ ڈمپل اور تھوڑی پہ تل دیکھنے کا رہا تھا۔۔۔

آنٹی میں گھر جا رہی ہوں اگر آپ کو کوئی چیز نہ مل رہی ہو تو آپ مجھ سے پوچھ سکتی ہیں۔۔۔ کنزہ بشری بیگم سے ملتی سنجیدگی سے بول رہی تھی۔۔۔

ضرور بیٹاجی آپ خیریت سے جائیں اگر ہمیں کسی چیز کی ضرورت ہوئی تو ہم آپ کو فون کر دیں گے۔۔۔ ایک منٹ رکے بیٹاجی آپ جائیں گی کیسے۔۔۔ بشری بیگم کی بات سن کر کنزہ جو جانے والی تھی بشری بیگم کی پریشانی بھری آواز سن کر مڑی تھی۔۔۔

آنٹی میں کوئی میں کیپ کروالوں گی یا ٹیکسی میں جاؤں گی۔۔۔ کنزہ ایک نظر زیاں کو دیکھتی نظریں جھکا کر بولی تھی۔۔۔ کوئی ضرورت نہیں ہے

اکیلے جانے کی زیان چھوڑ آئے گا تمہیں آج کل کے حالات دیکھیں کچھ
بھی ہو سکتا ہے۔۔۔ بشری بیگم کنزہ کو دیکھتی سنجیدگی سے بولی تھی ان
کو ذرا اچھا نہیں لگا تھا ایسے کنزہ کا اکیلے سفر کرنا۔۔ نہیں آنٹی میں خود
چلی جاؤں گی آپ کو تکلیف اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ کنزہ
ایک نظر زیان کو دیکھتی ادب سے بولی تھی۔۔۔ نہیں میں نے بول دیا
ہے نا تمہیں زیان چھوڑ کر آئے گا اگر آیان ہوتا تو میں اسے کہہ دیتی
تمہیں چھوڑنے کو۔۔۔ بشری بیگم کنزہ کی نہی پہ ذرا سخی سے بولی تھی
۔۔۔

میں خود چھوڑ آؤں گا آیان کو کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ زیان جلدی
سے بولا تھا اسے اس لڑکی کے معاملے میں کسی پر بھی بھروسہ نہیں تھا
اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اسے کیا ہوتا جا رہا ہے وہ ایسا تو نہیں تھا۔۔۔

وہ تو اپنے کڑوڑوں کا بزنس بھی کسی کے بھروسے چھوڑ کر چلا جاتا تھا۔

آج اس ایک لڑکی کے معاملے میں وہ بے بس ہو گیا تھا۔

زیان بیٹا جاؤ اس کو چھوڑ کر آؤ اور جب تک یہ اپنے گھر میں نہ چلی جائے
تم نے وہاں سے ہلنا بھی نہیں ہے۔۔۔ بشری بیگم سخت لہجے میں زیان
کو ہدایت دے رہی تھی۔۔۔ اس کے بعد وہ دونوں کمرے سے نکل
گئے تھے وہی صبح کی طرح وہ دونوں چل رہے تھے کنزہ ایک قدم
آگے تھی اور زیان ایک قدم پیچھے۔۔۔

ابھی کنزہ اور زیان داخلی دروازہ عبور ہی کرتے جب فجر کی ٹکر کنزہ سے
ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ اپنے دل کو سکون دینے کے لیے باہر تازہ ہوا
کھانے گئی تھی۔۔۔ فجر کنزہ کو اگنور کیے زیان کو دیکھ رہی تھی جو اسے
اگنور کیے کھڑا تھا۔۔۔ کنزہ فجر کو اگنور کیے باہر کی طرف بھر گئی

تھی۔۔۔ اس کے پیچھے زیان بھی چلا گیا تھا۔۔۔ فجر کو کنزہ کا اگنور کرنا اتنا
برا نہیں لگا تھا جتنا اسے زیان کا اگنور کرنا برا لگا تھا۔۔۔۔۔ ان کے جاتے
ہی فجر آنسو بہاتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔

اس کو زیان ہر حال میں چاہیے تھا اس کو پانے کے لیے چاہیے اسے کچھ
بھی کیوں نہ کرنا پڑے۔۔۔۔۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ ہوتا تو
وہی ہے جو اللہ کو منظور ہوتا ہے۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا

:- ہے کہ

"تمہارا رب بہتر لے کر بہترین سے نوازنے والا ہے"

دوسری طرف کا بیان جو اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔ حور کے کمرے
کا دروازہ کھلا دیکھ کر اس کے قدم خود بخود اسی طرف بڑھ گئے
تھے۔۔۔۔۔ آخر اس کے بچپن کا عشق تھا وہ اس کے لیے کچھ بھی کر سکتا

تھا۔۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی حور اس کے مرنے کے بعد بھی کسی اور کے نام لکھ دی جائے۔۔۔۔

ابھی کا یان حور کے کمرے کے اندر پہنچنے ہی والا تھا اندر کا منظر دیکھ کر
اس کا وجود آندھیوں کی زد میں آیا تھا۔۔۔۔۔ اس کو لگا تھا اس کا دل ابھی
بند ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ایک ہی سیکنڈ میں حور کے پاس پہنچا تھا اور اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔۔۔۔

اب سین کچھ یوں تھا کہ حور کی کمر کا یان کے سینے کے ساتھ تھی جبکہ
کایان کا ایک ہاتھ اس کے بازو پہ تھا اور دوسرا ہاتھ اس کے پیٹ پہ
تھا۔۔۔۔ جس کی وجہ سے حور ہل بھی نہیں پار ہی تھی۔۔۔۔
حور جو بڑے مزے سے "نسیم شاہ" کی فوٹو کوٹی وی

پرپوز کر کے کس کر رہی تھی۔۔۔ ایک دم کھینچنے کی وجہ سے وہ بوکھلا گئی
تھی۔۔۔۔۔ اب وہ ڈر کی وجہ سے ہل بھی نہیں پارہی تھی۔۔۔۔۔ وہ
کرکٹ کی بہت

بڑی دیوانی تھی اور اس کی اصل وجہ نسیم شاہ تھا اس لیے وہ آج میچ کے
دوران نسیم شاہ کی فوٹو کو کس کر رہی تھی۔۔۔۔۔
کچھ شرم ہے کہ ساری ختم ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ بے شرم لڑکی نہ ہو تو یہ
کیا کر رہی تھی تم۔۔۔۔۔ کایان حور کو بازو سے پکڑ کر اس کا چہرہ اپنی
طرف کر کے اونچی آواز میں غرایا تھا۔۔۔۔۔ اس کا غصہ کنٹرول ہی
نہیں ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ یہ سوچ کر ہی اس کی جان جا رہی تھی وہ کب سے
یہاں کھڑی کس کر رہی تھی۔۔۔۔۔

و۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔۔م۔۔۔۔۔میں اپنے ہونے والے شوہر کو کس کر رہی
تھی اور اپ اتنا غصہ کیوں کر رہے ہیں اپ کو زیان بھائی نے نہیں بتایا
کہ وہ میری ان سے شادی کروانے۔۔۔۔۔ابھی حور مزید کوئی بات
بولتی جب کا بیان کا ہاتھ اٹھا تھا اور حور کے چہرے پر نشان چھوڑ گیا
تھا۔۔۔۔۔یہ بات سچ تھی کے زیان نے اسے کہا تھا کہ وہ اپنی بہن کی
شادی کروائے گا نسیم شاہ سے۔۔۔۔۔

لیکن اس نے یہ صرف حور کی ضد کو ٹالنے کے لیے کہا تھا۔۔۔۔۔
اس نے ایک دن حور کو بولا تھا کہ وہ اس کی شادی وہی کروائے گا جہاں
حور چاہے گی۔۔۔۔۔اس کا فائدہ

حور نے اٹھایا تھا اور نسیم شاہ کا نام لے لیا۔۔۔۔۔
اس پر زیان نے بھی ہامی بھری تھی۔۔۔۔۔اس کو

لگا تھا کہ وہ مزاق کر رہی ہو گی لیکن زیان کو اندازہ نہیں تھا کہ یہ بات اتنی بڑھ جائے گی۔۔۔۔۔

تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے اور تمہیں لگتا ہے کایان شاہ تمہیں کسی اور کا ہونے دے گا۔۔۔۔۔ تم صرف اور صرف حور کایان علی شاہ کے نام سے ہی جانی جاؤ گی۔۔۔ تم قیامت تک صرف میری ہی رہو گی۔۔۔ سمجھ آئی میری بات۔۔۔۔۔ کایان حور کو سختی سے بالوں سے پکڑے غصے سے سمجھا رہا تھا۔۔۔۔۔ جب کہ حور اس کے غصہ سے آنسو بہانہ بھی بھول گئی تھی۔۔۔۔۔ اب میری بات غور سے سنو اگر اب تم نے اس کرکٹر کا نام بھی اپنی زبان سے لیا تو میرا وعدہ ہے کہ میں اسے اس دنیا سے ایسے غائب کروں گا کہ تم اس کی شکل بھی نہیں دیکھ پاؤ گی اور میں اس کو ساری زندگی باہر آنے ہی نہیں دوں گا۔۔۔۔۔ کایان

حور کی کلائی چھوڑتا ہوا تھوری سی نرمی سے بولا تھا۔۔۔۔۔ اس کے ہاتھ
چھوڑتے ہی حور جلدی سے واشروم میں بند ہوئی تھی۔۔۔۔۔

اس کے واشروم میں بند ہونے کا بعد کایان اس کا پندرہ منٹ انتظار کرتا
رہا تھا لیکن وہ واشروم سے باہر نہیں نکلی تھی اس پہ کایان کا ڈر بہت زیادہ
ہاوی ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ کایان نے بھی باہر آنے کے لیے اسے زیادہ
فورس نہیں کیا تھا کہ کہیں وہ اس سے زیادہ بدگمان نہ ہو

جائے۔۔۔۔۔ اس لیے کایان اس کے کمرے سے باہر چلا گیا
تھا۔۔۔۔۔ اب اس کا رخ زیان کے کمرے کی طرف تھا۔۔۔۔۔

وہ دونوں جیسے ہی گاڑی کے پاس پہنچے تھے کنزہ جلدی سے پیچھے والا
دروازہ کھول کر بیٹھنے ہی والی تھی جب زیان نے جلدی سے آگے ہو کر

دروازہ بند کر دیا تھا۔ اس کے اس طرح دروازہ بند کرنے پہ کنزہ نے
نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

پہلی بات تو یہ کہ میں آپ کو کچھ نہیں کہوں گا آپ کو مجھ پر یقین ہونا
چاہیے اور دوسری بات میں آپ کا ڈرائیور نہیں ہوں جو آپ پیچھے بیٹھ
رہی ہیں۔۔۔۔۔

زیان شاہ نے کنزہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر تھوڑا سختی سے کہا
تھا۔۔۔۔۔ اس کو نہیں پسند آیا تھا کنزہ کا پیچھے بیٹھنا۔۔۔
کیا اس کو وہ بد تمیز لڑکا سمجھتی تھی۔۔۔۔۔ نہیں میرا ایسا کوئی مقصد نہیں
تھا اور میں اس لیے پیچھے بیٹھ رہی ہوں کیونکہ مجھے لگا کہ آپ کو پسند
نہیں آئے گا میرا آگے بیٹھنا۔۔۔۔۔ کنزہ نے خود کو مضبوط بنا کر جواب

دیا تھا ورنہ زیان کے اس طرح بات کرنے پہ اس کا دل بہت دھکا
تھا۔۔۔ اس کو کب عادت تھی اس طرح کی باتیں برداشت کرنے کی
۔۔۔ زیان شاہ نے کنزہ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر اپنی زبان پر
لعنت بھیجی تھی جو کبھی بھی کروا بولنے پر باز نہیں آئی تھی۔۔۔۔
سوری۔۔۔ زیان کنزہ کی آنکھوں میں نمی دیکھتا معافی مانگتا اس کے
لیے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول گیا تھا۔۔۔۔
کنزہ ایک نظر زیان کو دیکھ کر سیٹ پر بیٹھ گئی
تھی۔۔۔۔

ان دونوں کو شاہ حویلی سے نکلے ہوئے پانچ منٹ ہو گئے تھے ان دونوں
کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی تھی گاڑی میں مکمل خاموشی
تھی۔۔۔۔

کنزہ کھڑکی سے باہر سڑکوں کو دیکھ رہی تھی جیسے اس سے زیادہ ضروری
کام اس کے لیے کوئی نہیں ہے جبکہ زیان گاڑی چلا رہا تھا اور کچھ
سیکنڈوں بعد وہ ایک نظر کنزہ کو بھی دیکھ لیتا تھا۔۔۔۔

اس کو بہت زیادہ کنزہ پر غصہ آ رہا تھا جیسے وہ پہلی بار سڑکیں دیکھ رہی ہے
اس سے بھی زیادہ اسے ان سڑکوں پر غصہ تھا جو کنزہ کی توجہ کا مرکز بنی
ہوئی تھی۔۔۔۔۔

آپ کا نام کیا ہے۔۔۔۔۔ زیان سے یہ خاموشی برداشت نہیں ہو رہی
تھی اس لیے جو بھی سوال اس کے ذہن میں آیا وہ پوچھ بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

اور

سچ بات تو یہ تھی کہ اس کو نام پتہ بھی نہیں تھا اور نہ ہی اس نے پوچھا
تھان زیان علی شاہ جو خود کام کے وقت بولنا پسند کرتا تھا آج اس کا ایک
لڑکی کے ساتھ فضول بولنے کا دل کر رہا تھا۔۔۔۔۔

جی۔۔۔ میرا نام کنزہ ظہور ہے۔۔۔۔۔ کنزہ جو اپنے خیالوں میں مگن بیٹھی
تھی ایک دم اس کے بلانے پہ ہوش میں آئی تھی پہلے تو نہ سمجھی سے بولی
تھی اور پھر پوچھے گئے سوال پہ اس نے سنجیدگی سے جواب دیا تھا جبکہ
نقاب اس نے ابھی تک کی ہوئی تھی اور زیان نہ بھی اس کو نہیں کہا تھا
کیونکہ وہ چاہتا ہی نہیں تھا کہ سڑک پر کسی کی بھی نظر اس پر
پڑے۔۔۔

بہت پیارا نام ہے تمہارا۔۔۔ اب میرا نام نہیں پوچھوں گی۔۔۔ زیان جو
اس کے ساتھ مزید باتیں کرنا چاہتا تھا اس کو خود کا نام پوچھنے کے لیے
کہہ رہا تھا جبکہ کنزہ آنکھوں میں حیرت لیے اس کو دیکھ رہی تھی

جو صرف ایک نام بتانے کی وجہ سے "آپ" سے سیدھا "تم" پر آگیا
تھا۔۔۔۔۔

اس کی آنکھیں ایسے اتنی پیاری لگ رہی تھیں زیان کا دل کیا وہ ان
آنکھوں کو چوم لے۔۔۔۔۔

کیا ہوا ہے ایسے کیا دیکھ رہی ہو میں نے کہا ہے کہ میرا نام نہیں پوچھوں
گی۔۔۔۔۔ زیان اس کے سامنے چٹکی بجاتا ہوا بولا تھا۔۔۔۔۔

نہیں کیونکہ حور نے مجھے آپ کا اور آپ کے سب گھر والوں کا نام بتایا
تھا اس لیے مجھے نہیں پوچھنا۔۔۔۔۔

کنزہ اپنی نظریں جھکاتی ہوئی سنجیدگی سے بولی تھی۔۔۔۔۔

اچھا تو ایسی بات ہے تو بتاؤ میرا نام کیا ہے۔۔۔۔۔ زیان اس کو ایک نظر
دیکھتا ہوا بولا تھا۔۔۔۔۔ آج زیان کا دل کر رہا تھا کہ یہ راستہ کبھی ختم نہ ہو
اور وہ ایسے ہی باتیں کرتا رہے۔۔۔۔۔

زبان علی شاہ۔۔۔۔۔ کنزہ ایک نظر اپنے ہاتھوں کو دیکھتی نظریں جھکا کر بولی تھی۔۔۔۔۔

اس کے منہ سے اپنا نام زبان کو اتنا پیارا لگا تھا کہ وہ ان ہونٹوں کو چوم لے اس کا دل کیا وہ ایک بار پھر سے اس کی زبان سے اپنا نام سنیں لیکن وہ اپنے دل کو ڈپٹتا سے خاموش کر وا گیا تھا۔۔۔۔۔

ان کی باتوں میں کنزہ کا گھر بھی آ گیا تھا جس کا ایڈریس اس نے زبان کو دیا تھا۔۔۔۔۔

کنزہ جلدی سے زبان کو خدا حافظ کرتی گاڑی سے اتر گئی تھی۔۔۔۔۔ زبان اس کو دیکھتا رہا تھا کہ وہ اس کو ایک بار بلائے گی لیکن وہ چلی گئی تھی۔۔۔۔۔

وہ جیسے ہی سوسائٹی کی بلڈنگ کے اندر داخل ہوئی تھی زبان نے بھی اپنی گاڑی کا رخ شاہ حویلی کی طرف کر کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زبان نے جیسے ہی اپنے کمرے میں قدم رکھا تھا اپنے کمرے میں کایان
کو اسی حلیے میں دیکھ کر وہ ٹھٹکا تھا۔۔۔۔۔ کایان کا چہرہ غصے کی وجہ سے
سرخ ہو رہا تھا

وہ پچھیلے بیس منٹ سے وہی پر تھا اس نے سوچ لیا تھا وہ زبان سے بات
کر کے جائے گا۔۔۔۔۔

کایان کا چہرہ دیکھ کر جو غصہ سے لہو چھلکا رہا تھا۔۔۔ اس کو دیکھ کر زبان
کو کسی انہونی کا احساس ہوا تھا۔۔۔

زبان جانتا بھی تھا کہ وہ حور سے عشق کرتا ہے پھر وہ کیسے یہ بات کر سکتا
تھا اگر یہ مزاق تھا تو یہ کایان کو بالکل پسند نہیں آیا تھا۔۔۔۔۔

ابھی زبان کایان سے کوئی بات کرنے ہی والا تھا جب کایان نے کھڑے
ہو کر اس کے منہ پر ایک زوردار

مکہ جڑا تھا جس کی وجہ سے زبان گرتے گرتے بچہ تھا۔۔۔

تیری ہمت کیسے ہوئی حور کو یہ کہنے کی کہ اس کی شادی

نسیم شاہ سے ہوگی جبکہ تجھے پتا ہے کہ میں حور سے دیوانوں کی طرح
عشق کرتا ہوں پھر تو ایسے کیسے بول سکتا ہے۔۔۔۔۔ کایان زیان کا
گریبان پکڑتا ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا۔۔۔۔۔ جبکہ نسیم شاہ کے زکر
سے اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

حور بہت زیادہ ضد کر رہی تھی اس لیے میں نے اس کو ایسا بول دیا تھا اور
میں ویسے بھی اس کی شادی کسی اور سے کروا رہا ہوں جو تیرا تناد مانغ
خراب ہو رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

زبان بھی جوابی کاروائی میں اس کی ناک پہ ایک مکہ جڑتا اس کا گریبان
پکڑ کر غصہ سے دھاڑا تھا۔۔۔

زبان کو یقین نہیں رہا تھا کہ وہ اس کا جگری دوست ہو کر اس پہ شک کر رہا ہے۔۔۔ کیا اس کو یقین نہیں ہیں کہ وہ اسے کبھی بھی دکھی نہیں دیکھ سکتا۔۔۔

تم نے تو بس اس کو خوش کرنے کے لیے یہ بات کی ہے
لیکن وہ اس بات کو سچ سمجھ بیٹھی ہے اس نے کل تک منع کر دیا تو تم اس کو کیسے راضی کرو گے۔۔۔

کایان زبان کی آنکھوں میں دیکھ کر غرایا تھا گریبان ابھی تک اس نے
ویسے ہی پکڑا ہوا تھا۔۔۔

ایسا کچھ نہیں ہو گا اور ویسے بھی وہ صرف اس کا ایک کرش ہے وہ جلد
بھول جائے گی اسے۔۔۔۔۔ زبان کایان کا جنون دیکھ کر تھوڑا نرم پڑا
تھا۔۔۔

ایسے تو میری بہن بھی تم سے بہت پیار کرتی ہے میں نے تو کبھی اس کو
جھوٹی تسلی نہیں دی تسلی تو دور کی بات ہے میں نے تو کبھی اس سے
پوچھا بھی نہیں ہے اس ڈر کی وجہ سے کہ حور اور میرا رشتہ نہ خراب ہو
جائے۔۔۔۔۔ کا بیان کا غصہ کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ تمہارا مسئلہ ہے میرا نہیں۔۔۔۔ اور ایک بات یاد رکھنا اگر فجر کی وجہ سے میری بہن کو کوئی تکلیف ہوئی یا کسی نے مجھ سے یہ کہا کہ میں فجر سے شادی کر لوں۔۔۔۔۔ تو میں کبھی بھی اپنی بہن کی شادی تم سے نہیں کرواں گا۔۔۔۔۔

فجر میرے ساتھ کبھی بھی خوش نہیں رہ پائے گی۔۔۔ مجھے ویسے ہی فجر سے شادی نہیں کرنی تھی اب تو میرے پاس ایک وجہ بھی ہے اور وہ وجہ تم بھی اچھی طرح جانتے ہو۔۔۔ زیان کا یان کے ہاتھوں اپنا گریبان چھڑواتا سیدھا جا کر ڈریسنگ روم میں بند ہوا تھا۔۔۔۔۔

اس کو اس بات پر بہت غصہ آ گیا تھا اگر آج کا یان فجر کو درمیان میں
لے کر آ سکتا ہے تو وہ فجر کی ضد کرنے پہ زیان سے شادی کی بات بھی
کر سکتا تھا۔۔۔۔۔

اس لیے ہی زیان نے کا یان کو پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ وہ کبھی بھی فجر
سے شادی نہیں کرے گا۔۔۔۔۔

کایان بھی یہ بات اچھے سے جانتا تھا کی اس کی بہن کبھی بھی زیان کے
ساتھ خوش نہیں رہ پائے گی۔۔۔۔۔

اس لیے اس نے زیان کے ساتھ اس بارے میں کبھی بات نہیں کی تھی
اور آج بھی وہ اس کی باتوں کا مطلب اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔۔۔۔۔
اس کے ڈریسنگ روم میں جاتے ہی وہ بھی کمرے سے نکل گیا تھا۔۔۔۔۔

شاہ حویلی میں اس وقت سب ڈائینگ ٹیبل پہ بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے
سوائے بشری بیگم کے جو اپنے کمرے میں آرام کر رہی۔۔۔ کنزہ ابھی
تک شاہ حویلی نہیں آئی۔۔۔ زیان کی نظریں بار بار دروازے کی طرف
جارہی تھی اس کا دل تھا کہ وہ آفس جانے سے پہلے کنزہ کو دیکھ کر جائے
جبکہ فجر زیان کو دروازے کی بار بار دروازے کی طرف دیکھتی اندر تک
جل رہی تھی۔۔

سربراہی کرسی پہ وقاص علی شاہ بیٹھے ہوئے تھے ان کے بالکل سامنے
ہی عابد علی شاہ بیٹھے ہوئے تھے۔۔ وقاص علی شاہ کے ساتھ دائیں والی
کرسی پہ زیان کی جگہ تھی۔ بائیں طرف بیٹھا ہوا تھا جس کی نظریں حور
کی طرف جارہی تھی جو کہ زیان کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔ اس کے
ساتھ ہی آیان بیٹھا ہوا تھا حور اپنے دونوں بھائیوں کے درمیان بیٹھی
ہوئی تھی۔۔۔

کایان کے ساتھ ہی فجر بیٹھی ہوئی تھی جو کھاکم رہی تھی زیان کو گھورنے
کا کام زیادہ کر رہی تھی حور کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا اس کے چہرے پہ کوئی
معصومیت بھی نظر نہیں آرہی تھی جو اس کے چہرے ہمیشہ نظر آتی تھی
حور چاہیے جتنی ہی معصوم کیوں نہ ہوں اس کو اپنی عزت نفس بہت
زیادہ عزیز تھی۔۔۔ وہ اب آسانی سے راضی ہونے والی نہیں تھی۔۔
اس نے یہ بات کسی کو بھی نہیں بتائی تھی۔ کہ کایان نے اس کو تھپڑ مارا
ہیں اگر وہ بتا دیتی تو اس گھر میں ایک بار جنگ ضرور ہونی تھی۔۔
اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ کایان اور زیان کی لڑائی ہوں اور یہ بات سچ
بھی تھی کہ اگر زیان کو پتہ چل جاتا تو اس نے کایان کا حشر بگاڑ دینا تھا
۔۔۔ زیان تو دور کی بات آیان نے بھی کایان کے بڑے ہونے کا لحاظ
نہیں کرنا تھا۔۔۔ حور نے سوچ لیا تھا کہ وہ اس بار اتنی آسانی سے راضی
ہونے والی نہیں تھی جیسے وہ ہمیشہ وہ چاکلیٹ کے کر ہو جاتی تھی۔۔

کایان جس کی نظریں حور پر ہی تھی اس کے چہرے پہ سنجیدگی دیکھا کر
کایان کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔ اس کو تو حور کی معصومیت بہت زیادہ
پسند تھی۔۔۔ زیان بھی کایان سے ناراض تھا۔۔۔ بڑی محنت لگنے والی
تھی ان دونوں کو راضی کرنے کے لیے کایان دونوں بہن بھائی کی شکل
دیکھتا دل میں ہیں سوچ کر رہ گیا تھا۔۔

آج اتنی خاموشی کیوں ہے بھٹی سب ٹھیک تو ہے۔۔۔ آیان جو کب
سے نوٹس کر رہا تھا کہ آج سب خاموش ہیں آخر کار بول ہی پڑا تھا۔۔۔
اس سے سب کی خاموشی برداشت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ حور بھی کبھی
چپ کر کے بیٹھی تھی آج تو وہ بھی خاموش تھی۔۔۔

اب ہم تمہاری تعریفیں کرنے سے رہے ہم اس لیے خاموش بیٹھے ہیں
کہ کہیں ہمارے ہاتھوں تمہاری بیغرتی نہ ہو جائے اور تمہیں وہ بیغرتی
پسند آئے گی۔۔۔ زیان آیان کو دیکھتا طنز یہ یہ بولا تھا۔۔۔ سب نے زیان

کی بات پر اپنی مسکراہٹ روکی تھی جبکہ آیان اپنی ناک چڑھا کر ناشتہ
کرنے بیٹھ گیا

تھا۔۔۔

چھوٹی ماما آج شام کو پھپھوں لوگ آجائے گے آپ پلیران کے کمرے
صاف کرواد دیجیے گا۔۔ زیان اپنے ہاتھ صاف کرتا آمنہ بیگم سے مخاطب
ہوا تھا جبکہ زیان کی بات پر آمنہ بیگم نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔۔ باقی
سب کے چہروں پر بھی خوشی کی ایک لہر دوڑی تھی۔۔ جن کو اپنی پھپھو
کے آنے کی بہت زیادہ خوشی تھی۔۔

سچ میں زیان بیٹا مہرین واپس آرہی ہیں۔۔ وقاص علی شاہ کو یقین بھی
نہیں آرہا تھا کہ ان کی بیٹی آرہی ہیں۔۔ اور وہ بھی پورے پانچ سال
بعد ظہور شاہ کے جانے کے بعد انہیں سب سے زیادہ اپنی بیٹی مہرین

سے

محبت تھی۔۔۔۔

داجی ضارب کا کل رات فون آیا تھا وہ بتا رہا تھا کہ وہ لوگ واپس آرہے ہیں اور ہمیشہ اب یہی رہے گے اور ان لوگوں نے اپنا سارا بزنس بھی یہی پرسیٹ کر دیا تھا۔۔۔ زیان وقاص علی شاہ کو دیکھتا ادب سے بولا تھا۔۔۔ یہ بات سچ تھی کہ وقاص علی شاہ کب سے ان لوگوں کو بول رہے تھے کہ وہ اپنا سارا بزنس پاکستان میں سیٹ کر کے ہمیشہ کے لیے شاہ حویلی میں آجائے اور آخر کار اب وہ واپس آرہے تھے۔۔۔

اگر ایسی بات ہے تو بہت اچھی طرح سے انکے آنے کی تیاری کی جائے کسی چیز کی کمی نہیں رہنی چاہیے اور تم دونوں بھی آفس سے جلدی آنا۔۔۔ وقاص علی شاہ سب کو بولتے آخر میں زیان اور کایان کی طرف مخاطب ہوئے تھے۔۔۔ ان دونوں نے وقاص علی شاہ کی باتوں پر ہاں

میں سر ہلادیا تھا۔۔۔ اس کے بعد وہ اپنے کمرے کی طرف چلے گئے تھے

یہ تو بہت خوشی کی بات ہے نہ بھائی کہ پھپھو اب ہمارے ساتھ رہیں گی

اور اس سے بھی بڑی بات ہے کہ دعا بھی اب ہمارے ساتھ ہی رہے گی

اب ہم ان کے ساتھ خوب مزہ کرے گے نہ فجر آپی۔۔۔ حور

معصومیت بھری آواز آئی تھی جس کو اپنی پھپھو سے زیادہ دعا کے آنے

کی خوشی تھی۔ اس کی بات پر فجر نے ہاں میں سر ہلایا تھا جبکہ دعا کے نام

پر وہاں بیٹھے کسی وجود کی دھڑکنیں منتشر ہوئی تھی۔۔۔

زیان بھائی رکیں مجھے بھی ساتھ لیتے جائیں۔۔۔ حور جو آیان کی بات پر

کھکھلا رہی تھی زیان کو جاتا دیکھ کر وہ اونچی آواز میں بولی تھی اس کی آواز

پر زیان وہی رک گیا تھا جبکہ کا یان ہوش کی دنیا میں آیا تھا جو حور کی ہنسی

میں کھویا ہوا تھا۔۔۔ اب حور اس سے اتنی ناراض تھی کہ وہ اس کے ساتھ کالج

بھی نہیں جائے گی۔۔ حور بھاگتی ہوئی زیان کے پاس پہنچی تھی۔۔۔ زیان نے اس کی چادر سیٹ کی تھی اس کے ماتھے پر بوسہ دے کر اس کو اپنے ساتھ لے کر جانے ہی والا کہ وہ دونوں فجر کی آواز پہ رکتے تھے۔۔ حور پانچ منٹ ویٹ کر لو میں ابھی آتی ہوں پھر ہم ساتھ چلتے ہیں تم کیوں زیان کو تکلیف دو گی ہم دونوں کو کایان بھائی چھوڑ دیں گے۔۔ فجر ایک نظر کایان کو دیکھتی سنجیدگی سے بولی تھی۔۔۔۔

اس کے زیان بولنے پر زیان نے کچھ نہیں کہا تھا کیونکہ وہ بچپن سے اسے زیان ہی بولتی آئی تھی۔۔ زیان نے صرف اس کو ایک بار روکا تھا جس کے جواب میں فجر نے کہا تھا کہ اس کا بھائی کایان ہے اور کوئی بھی نہیں۔۔ نہیں آپ میں زیان بھائی کے ساتھ چلی جاؤں گی اور مجھے

راستے میں کچھ کتابیں بھی لینی ہیں۔۔۔ حور ایک نظر زیان کو دیکھتی ہوئی بولی تھی۔۔۔

تو تمہیں کایان بھائی لے جائیں گے اور ویسے بھی زیان کو دیر ہو جائے گی۔۔۔ فجر نے ایک بار پھر حور کو سمجھانا چاہا۔۔۔ ان دونوں کی باتوں میں زیان چپ کر کے کھڑا تھا کیونکہ وہ خود چاہتا تھا کہ تھوڑی سی دیر اور ہو جائے اور وہ ایک بار ”یار دیدار“ کر کے جائے۔۔۔

نہیں آپ! میں نہیں چاہتی کہ آپکے بھائی کا خرچہ ہو جائے پہلے بھی بہت زیادہ کروا چکی ہوں اور میں اپنے ڈاکٹر بننے کے بعد میں وہ بھی دے دوں گی تاکہ مجھ پر کوئی قرضہ نہ رہ جائے۔۔۔ حور ایک نظر کایان کو دیکھتی معصومیت بھرے لہجے میں استفسار کر رہی تھی۔۔۔ حور کے اس طرح بولنے پر کایان کے دل کو کچھ ہوا تھا وہ ایک ہی لمحے میں اس کو اتنا پر ایا کر گئی تھی کہ اس کے پیسے بھی واپس کرنا چاہ رہی تھی۔۔۔

حور کے جواب پر فجر کا یان کو ایک نظر دیکھتی خاموشی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئیں تھی۔۔ چلیں بھائی۔۔ حور زیان کا ہاتھ تھامتی اس کو لے کر چلی گی تھی۔۔ حور کا ہاتھ تھامنا کا یان کو اندر تک جلا گیا تھا۔۔ ابھی وہ دونوں کارپورج میں داخل ہی ہوئے تھے کہ ان دونوں کو کنزہ آتی ہوئی دیکھائی دی تھی جس نے آج گرے کلر کا عبایا پہنا ہوا تھا۔۔ اس کی آنکھوں کا رنگ اس کے عبائے کے ساتھ بیچ ہو رہا تھا۔۔ حور کنزہ کو دیکھتی زیان کا ہاتھ چھوڑتی بھاگ کر اس کے گلے لگی تھی۔۔ کیسی ہو کنو۔۔ حور کنزہ کے گلے لگی ہوئی اونچی آواز میں بول تھی۔۔ میں ٹھیک ہوں تم کیسی ہو۔۔ کنزہ بھی حور کے گلے لگتی ہوئی پیار بھر لے لہجے میں پوچھ رہی تھی جبکہ اس آواز کو سنتے ہی زیان کے دل کو راحت پہنچی تھی۔۔

میں بھی بالکل ٹھیک ہوں بس تمہیں بہت زیادہ مس کیا تھا۔۔ حور کنزہ کی نقاب کی پنز اتارتی جس کی وجہ سے اس کا نقاب کھل گیا تھا اس کے گال پر کس کرتی معصومیت بھر لے لہجے میں بولی تھی۔۔۔ حور کی اس حرکت پر زیان نے ارد گرد نظریں دو ڈائی تھی کہ کسی ملازم کی کنزہ پہ نظر توں نہیں پڑی جبکہ حور کے کس کرنے پہ زیان کو اچھی خاصی جلن ہوئی تھی۔۔۔۔

اس حرکت پر کنزہ کا چہرہ بالکل سرخ ہو گیا تھا۔۔ ایک لڑکی کی اتنی سی حرکت پر یہ اتنی سرخ ہو گئی ہیں جب میں اس کی روح کی گہرائیوں میں اتروں گا تب تو یہ اس دنیا سے کوچ کر جائے گی۔ زیان کنزہ کا سرخ چہرہ دیکھ کر بس دل میں یہ سوچ کر رہ گیا تھا۔۔

حور کیا کر رہی ہوں تم سے بڑی ہیں وہ اور ویسے بھی نقاب اتارنے کی کیا ضرورت تھی۔۔ اگر یہاں پر کوئی ملازم موجود ہوتا تو پھر۔۔۔ زیان

کنزہ کا سرخ چہرہ دیکھتا حور کو ڈانٹے والے انداز میں بولا تھا۔۔ بھائی اتنی بھی کوئی بڑی نہیں ہیں مجھ سے صرف دو مہینے بڑی ہیں اور ویسے بھی یہ کونسی کتاب میں لکھا ہیں اپنی بڑی دوست کو پیار نہیں کر سکتے۔۔۔ حور کنزہ کے دوسرے گال پہ کس کرتی ہوئی بولی تھی۔۔۔ شٹ اپ حور ایک بار منع کیا ہیں سمجھ نہیں آتا کہ نہ کروں یہ کام۔۔۔ زیان غصے سے گر جاتا تھا اس کو نہیں پسند آیا تھا حور کا دوبارہ کس کرنا جبکہ زیان کے اس طرح بولنے پر حور ڈر گئی تھی۔۔ اور جا کر جلدی سے گاڑی میں بیٹھی تھی۔۔۔ آپکو ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا حور کو دیکھے وہ کتنا رو رہی ہے۔۔۔ کنزہ حور کو رو تادیکھ کر تھوڑا غصے سے بولی تھی۔۔۔

تمہیں مجھے سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے اور ویسے بھی جس کام کے لیے تمہیں بلایا گیا ہے تم وہ کرو۔ وہ میری بہن ہے میں خود سنبھال لوں گا تم جاؤ اندر۔۔۔۔ زیان سب ملازم کو دیکھتا ہوا جو کہ واپس اپنی ڈیوٹی پر

آگئے تھے۔۔۔ کنزہ پر چلایا تھا۔۔۔ اس کو حور کی یہ حرکت
ناگوار گزری تھی۔۔۔

کنزہ اس کے اس طرح چلانے سے اندر گئی تھی۔۔۔ اس کو اس طرح
جاتا دیکھ کر زیان نے خود پہ اور اپنے غصے پہ لعنت بھیجی تھی جو کبھی بھی
اس سے کنڑول نہیں ہوا تھا۔۔۔ آج اس کے غصے کی وجہ سے وہ اپنی
بہن حور کو بھی ناراض کر بیٹھا تھا۔۔۔ (یہ لڑکی اگر میری زندگی میں
جلدی نہ آئی تو میں پتا نہیں کیا کر بیٹھوں گا) زیان کنزہ کو دیکھ کر بس
سوچ کر رہ گیا تھا اور جا کر اپنی گاڑی میں بیٹھا تھا۔۔۔
زیان نے جیسے ہی گاڑی میں قدم رکھا تھا حور اس کو دیکھتی کھڑکی کی
طرف منہ کر گئی تھی مطلب صاف تھا کہ وہ اس سے بہت زیادہ والی
ناراض ہے اور اتنی آسانی سے ماننے والی نہیں ہے۔۔۔ زیان اس کو دیکھ
کر گہری سانس بھر کر رہ گیا تھا۔۔۔

حور میرے بچے۔۔۔ میری طرف دیکھو۔۔۔ اچھانا سوری۔۔۔ میرا
کوئی ارادہ نہیں تھا اپنے بچے کو ڈاٹنے کا بس وہ غصے میں پتہ نہیں کیا ہو جاتا
ہے مجھے۔۔۔ زیان حور کے تھوڑا نزدیک ہوتا اپنے لہجے میں دنیا جہاں
کی محبت سموئے ہوئے بولا تھا۔۔۔

مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی آپ نے مجھے میری دوست کے
سامنے ڈانٹ دیا وہ کیا سوچے گی آپ کے بارے میں۔۔۔ آپ کو پتا ہے
کل میں نے آپ کی اتنی ساری تعریفیں کی ہیں کنزہ کے سامنے آپ نے
ایک ہی دن میں مجھے غلط ثابت کر دیا ہے۔۔۔ حور زیان کو دیکھتی نروٹھے
انداز میں بولی تھی اور یہ سچ تھا کہ حور نے کل زیان کی بہت تعریف کی
تھی۔۔۔۔۔ اچھانا آئندہ نہیں کروں گا اور کنزہ بھی میرے بارے میں
کچھ نہیں سوچیں گی بس تم مجھے معاف کروں۔۔۔ مجھے اچھی نہیں لگی
تھی سب ملازموں کے سامنے تمہاری وہ حرکت۔۔۔ اس لیے مجھے غصہ

آگیا تھا۔۔۔ زیان حور کے سامنے اپنے کان پکڑ کر سوری بول رہا تھا
ملازم تو بس ایک بہانا تھا آگ تو اس کے دل میں لگی تھی۔۔۔ میں آپ
کو صرف ایک شرط پہ معاف کروں گی اگر آپ آج رات ہم سب کو ڈنر
کروانے کے لیے لے جائے گے۔۔۔ حور نے زیان کو معاف کرنے
کے لیے ایک معصوم سی شرط رکھی تھی۔۔۔ او۔۔۔ کے میں تم سب کو
ضرور لے جاؤں گا ڈنر کروانے کے لیے۔۔۔ زیان حور کے ماتھے پہ بوسہ
دینا ہوا بولا تھا۔۔۔

ہم کنزہ کو بھی ساتھ جائے گے آپ نے اس کو ڈانٹا ہیں ابھی اس لیے
آپ اس سے سوری بھی بولیں گے۔۔۔ حور زیان کے سامنے اپنی چھوٹی
سی انگلی اٹھاتی ہوئی بولی تھی۔۔۔ اس نے سب کچھ سن لیا تھا جب زیان
کنزہ کی انسلٹ کر رہا تھا۔۔۔ اچھا ٹھیک ہیں۔ اس کو بھی ساتھ لے جائے
گے۔۔۔

زبان حور کو دیکھتے ہوئے پیار سے بولا تھا جبکہ کنزہ کی آنکھوں میں نمی یاد کرتا اس کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔ حور بچے تم گاڑی میں بیٹھو میں ایک فائل بھول گیا ہوں میں ابھی لے کر آتا ہوں۔۔۔ زبان حور سے جھوٹ بولتا گاڑی سے نیچے اترتا تھا۔۔۔ اصل وجہ کنزہ تھی۔۔۔ اس کو دیکھنا تھا کہ وہ کیا کر رہی ہیں۔۔۔

زبان جیسے ہی حویلی کے اندر قدم رکھا تھا سامنے والا منظر دیکھ کر اس کا غصہ ساتویں آسمان پر پہنچا تھا۔۔۔ وہ جو اس کے لیے پریشان ہو رہا تھا وہ یہاں کھڑی آیان کی کسی بات پہ مسکرا ہی تھی۔۔۔ زبان ایک ہی جسٹ میں اس تک پہنچا تھا۔۔۔

آیان حور میری گاڑی میں بیٹھی ہیں تم اس کو کالج چھوڑ کر آؤ مجھے گھر میں کچھ ضروری کام ہیں میں تھوڑی دیر تک آفس جاؤں گا۔۔۔ زبان

ایک نظر کنزہ کو دیکھتا آیاں سے مخاطب ہوا تھا جو ہاں میں سر ہلاتا کنزہ کو
بائے بولتا وہاں سے غائب ہوا تھا۔۔۔

اب تم بتاؤ کہ تم یہاں پر کیا کر رہی تھی جب میں نے تمہیں باہر سمجھایا
تھا

کہ تم یہاں پر جو کام کرنے آتی ہوں وہ کیا کروں اور تم اس کے علاوہ ہر
کام سرانجام دیتی ہوں۔۔۔ زیان کنزہ کی آنکھوں میں دیکھتا ایک ایک
لفظ چبا کر بولا تھا۔۔۔

اس کی جو حالت ہوئی تھی کنزہ کو آیاں کے ساتھ دیکھ کر وہ لفظوں میں
بیان بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ اس کو لگا تھا کہ اس کے دل کو کسی نے
نکال کر گرم توے پہ رکھ دیا تھا۔۔۔

سوری۔۔۔ وہ میں بس جاہی رہی تھی اور میں آگے سے خیال رکھوں گی
کہ آپ کو آئندہ کوئی بھی شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔۔۔ کنزہ اپنی

آنکھوں میں آئی نمی کو چھپاتے ہوئے بولی تھی۔۔ اس کو آج اپنے بابا کی بہت یاد آئی تھی اس کے بابا کے ہوتے ہوئے کوئی اس سے اونچی آواز میں بات بھی نہیں کرتا تھا ان کے جاتے ہی اس کو اتنا کچھ سننے کو ملا تھا

--

مجھے شکایت ملی بھی نہیں چاہیے ورنہ یہ تمہاری اس گھر میں آخری شکایت ہوگی۔۔ زیان اس کی آنکھوں کی نمی کو اگنور کرتا سخت لہجے میں بولا تھا۔۔ کنزہ ہاں میں سر ہلاتی وہاں سے چلی گئی تھی۔۔ ابھی زیان پیچھے مڑنے ہی والا تھا کہ اس کا ٹکراؤ کایان سے ہوا تھا۔۔ آپ کو پتا ہے کل میں نے آپ کی اتنی ساری تعریفیں کی ہیں کنزہ کے سامنے آپ نے ایک ہی دن میں مجھے غلط ثابت کر دیا ہے۔۔ حور زیان کو دیکھتی نروٹھے انداز میں بولی تھی اور یہ سچ تھا کہ حور نے کل زیان کی بہت تعریف کی تھی۔۔۔۔ اچھانا آئندہ نہیں کروں گا اور کنزہ بھی میرے

بارے میں کچھ نہیں سوچیں گی بس تم مجھے معاف کروں۔۔ مجھے اچھی نہیں لگی تھی سب ملازموں کے سامنے تمہاری وہ حرکت۔۔ اس لیے مجھے غصہ آگیا تھا۔۔ زیان حور کے سامنے اپنے کان پکڑ کر سوری بول رہا تھا ملازم تو بس ایک بہانا تھا آگ تو اس کے دل میں لگی تھی۔۔ میں کو صرف ایک شرط یہ معاف کروں گی اگر آپ آج رات ہم آپ سب کو ڈنر کروانے کے لیے لے جائے گے۔۔ حور نے زیان کو معاف کرنے کے لیے ایک معصوم سی شرط رکھی تھی۔۔ او۔۔ کے میں تم سب کو ضرور لے جاؤں گا ڈنر کروانے کے لیے۔۔ زیان حور کے ماتھے پہ بوسہ دینا ہوا بولا تھا۔۔

ہم کنزہ کو بھی ساتھ جائے گے آپ نے اس کو ڈانٹا ہیں ابھی اس لیے آپ اس سے سوری بھی بولیں گے۔۔ حور زیان کے سامنے اپنی چھوٹی سی انگلی اٹھاتی ہوئی بولی تھی۔۔ اس نے سب کچھ سن لیا تھا جب زیان

کنزہ کی انسلٹ کر رہا تھا۔ اچھا ٹھیک ہیں۔ اس کو بھی ساتھ لے جائے گے۔۔

زیان حور کو دیکھتے ہوئے پیار سے بولا تھا جبکہ کنزہ کی آنکھوں میں نمی یاد کرتا اس کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔ حور بچے تم گاڑی میں بیٹھو میں ایک فائل بھول گیا ہوں میں ابھی لے کر آتا ہوں۔۔۔ زیان حور سے جھوٹ بولتا گاڑی سے نیچے اترتا تھا۔۔۔ اصل وجہ کنزہ تھی۔۔۔ اس کو دیکھنا تھا کہ وہ کیا کر رہی ہیں۔۔۔

زیان جیسے ہی حویلی کے اندر قدم رکھا تھا سامنے والا منظر دیکھ کر اس کا غصہ ساتویں آسمان پر پہنچا تھا۔ وہ جو اس کے لیے پریشان ہو رہا تھا وہ یہاں کھڑی آیان کی کسی بات پہ مسکرا ہی تھی۔۔۔ زیان ایک ہی جسٹ میں اس تک پہنچا تھا۔۔۔

آیان حور میری گاڑی میں بیٹھی ہیں تم اس کو کالج چھوڑ کر آؤ مجھے گھر
میں کچھ ضروری کام ہیں میں تھوڑی دیر تک آفس جاؤں گا۔۔۔ زیان
ایک نظر کنزہ کو دیکھتا آیان سے مخاطب ہوا تھا جو ہاں میں سر ہلاتا کنزہ کو
بائے بولتا وہاں سے غائب ہوا تھا۔۔۔

اب تم بتاؤ کہ تم یہاں پر کیا کر رہی تھی جب میں نے تمہیں باہر سمجھایا
تھا

کہ تم یہاں پر جو کام کرنے آتی ہوں وہ کیا کروں اور تم اس کے علاوہ ہر
کام سرانجام دیتی ہوں۔۔۔ زیان کنزہ کی آنکھوں میں دیکھتا ایک ایک
لفظ چبا کر بولا تھا۔۔۔

اس کی جو حالت ہوئی تھی کنزہ کو آیان کے ساتھ دیکھ کر وہ لفظوں میں
بیان بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ اس کو لگا تھا کہ اس کے دل کو کسی نے
نکال کر گرم توے پہ رکھ دیا تھا۔۔۔

سوری۔۔۔ وہ میں بس جاہی رہی تھی اور میں آگے سے خیال رکھوں گی
کہ آپ کو آئندہ کوئی بھی شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔۔۔ کنزہ اپنی
آنکھوں میں آئی نمی کو چھیاتے ہوئے بولی تھی۔۔۔ اس کو آج اپنے بابا کی
بہت یاد آئی تھی اس کے بابا کے ہوتے ہوئے کوئی اس سے اونچی آواز
میں بات بھی نہیں کرتا تھا ان کے جاتے ہی اس کو اتنا کچھ سننے کو ملا تھا
۔۔۔

مجھے شکایت ملی بھی نہیں چاہیے ورنہ یہ تمہاری اس گھر میں آخری
شکایت ہوگی۔۔۔ زیان اس کی آنکھوں کی نمی کو اگنور کرتا سخت لہجے میں
بولا تھا۔۔۔ کنزہ ہاں میں سر ہلاتی وہاں سے چلی گئی تھی۔۔۔ ابھی زیان
پیچھے مڑنے ہی والا تھا کہ اس کا ٹکراؤ کایان سے ہوا تھا۔۔۔۔۔

ایسے بے اعتباری کرنے سے تمہیں کنزہ کا پیار کبھی بھی نہیں ملے گا البتہ
وہ جو تمہاری عزت کرتی ہے وہ بھی اس کے دل سے ختم ہو جائے گی
۔۔۔ کایان جو کب سے زیان کی باتیں سن رہا تھا اب کنزہ کے جاتے ہی
وہ اب سنجیدگی سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔ تم تو مجھے نہ ہی سمجھاؤ تو بہتر ہے
مجھے پتہ ہے کسی کی محبت کیسے پائی جاتی ہے زیان کو کایان کے منہ سے
کنزہ کا نام اچھا نہیں لگا تھا۔۔۔ اس لیے اس کو دیکھ کر طنزیہ بولا تھا۔
اگر تجھے پتہ ہوتا کہ محبت کیسے حاصل کی جاتی ہیں۔ تو توں کبھی بھی اس
کی انسلٹ نہ کرتا اور نہ ہی اس پہ شک کرتا۔۔۔ کایان اس کے طنزیہ پہلو
بدل کر رہ گیا ہے لیکن اپنے غصے پہ قابو پائے ہوئے پھر سے سنجیدگی سے
بولا تھا۔۔۔ توں میرا باپ نہ بن مجھے پتہ ہیں کہ میں نے کیا کرنا ہیں اور
کیسے کرنا ہیں۔۔۔ زیان اس کو دیکھ کر سختی سے بولا تھا۔۔۔

اگر وہ تیری قسمت میں ہوئی تو تجھ سے کوئی بھی اسے نہیں چھین پائے گا
اگر اللہ نے تیری قسمت میں اسے نہیں لکھا ہے تو دنیا کی کوئی بھی
طاقت بھی تجھے اس سے نہیں ملا پائے گا۔ کایان اس کو ایک نظر دیکھتا
سنجیدگی سے استفسار کر رہا تھا۔۔۔

میں اس کو قسمت پر نہیں چھوڑ سکتا اگر قسمت میرے ساتھ دھوکا کر گئی
تو میں اگلی سانس تک نہیں لے پاؤں گا۔۔۔ وہ میرے لیے میری
سانسوں سے بھی زیادہ ضروری ہوتی جا رہی ہیں اگر وہ مجھے نہیں ملی تو
میں پتہ نہیں کیا کر بیٹھوں گا۔۔۔۔۔ زیان کایان کو دیکھتا شدت بھرے
انداز میں بولتا اپنے کمرے کی طرف چلا گیا تھا۔

کایان بس اس کو دیکھتا رہ گیا تھا جو صرف تیسری ملاقات میں کنزہ کے
لیے اتنا شدت پسند ہو گیا تھا۔ اگر وہ اس کی زندگی میں آ جاتی ہیں تو اس
کے لیے بہت زیادہ جنونی ہو جائے گا کایان تو بیچاری کنزہ پر بہت زیادہ

ترس آرہا تھا جو پتہ نہیں اس کیسے برداشت کرے گی۔۔ اگر وہ زیان کو نہ ملی تو وہ کیا کر دے گا کایان اس کے آگے سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔ اس وقت شام کے چھ بج رہے تھے شاہ حویلی کے سب مکین اس وقت لاؤنج میں صوفوں پر بیٹھے کایان کا انتظار کر رہے تھے جو اپنی پھوپھو کو لینے گیا تھا۔۔ زیان اس وقت صرف اپنے کمرے میں تھا جو ابھی آیا تھا اور فریش ہونے گیا تھا۔۔ کنزہ بشری بیگم کو یہاں پر بٹھا کر سب کے لیے چائے بنانے لگی تھی۔۔ ابھی وہ سب لوگ باتیں کر رہے تھے جب کنزہ نے ان لوگوں کو آکر جاتے دی تھی۔۔

بیٹا جاؤں زیان کو بلا کر لے آؤ اس کی پھوپھو آنے والی ہیں اور اس کی پتہ نہیں کون سی تیاریاں ہیں جو ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی۔۔ کنزہ جو وقاص علی شاہ کو چائے دے رہی تھی وقاص علی شاہ اس سے چائے لے کر سنجیدگی سے مخاطب ہوئے تھے جبکہ وقاص علی شاہ کی

بات پہ سب کے چہروں پہ مسکراہٹ بکھری تھی کنزہ وقاص علی شاہ کی
بات پہ ہاں میں سر ہلاتی وہاں سے چلی گئی تھی۔۔۔۔

فجر نے وقاص علی شاہ کی بات نہیں سنی تھی ورنہ وہ کبھی بھی کنزہ کو نہ
جانے دیتی۔۔۔ فجر اس وقت دور کھڑی اپنے موبائل پر اپنی کسی
دوست سے بات کر رہی تھی۔۔ جبکہ حور کنزہ کی ہاتھ کی چائے پی کر وہ
اس کی تعریفیں کر رہی تھی۔۔ حور آج بہت زیادہ خوش تھی وہ جب
سے کالج سے آئی تھی کنزہ کو دعا کے بارے میں بتا رہی تھی کہ وہ ایسی
ہیں وہ ویسی ہیں اور کنزہ بھی مسکرا کر اس کی باتیں سن رہی تھی۔۔
بڑی ہمت کر کے کنزہ نے دروازہ کھٹکھٹایا تھا۔۔ آجائے۔۔۔

کچھ ہی سیکنڈ بعد اندر سے زیان کی گھمبیر آواز سنائی دی تھی۔۔ کنزہ
چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اندر داخل ہوئی تھی۔۔ زیان جوا بھی شاور
لے کر واش روم سے باہر نکلا تھا بلیک کلر کے کھلے ٹراؤزر کے ساتھ اس

نے کندھوں پہ ٹاول ڈالا ہوا تھا جس سے اس کا چوڑا سینہ اپنی تھوڑی سی جھلک دکھا رہا تھا۔۔

کنزہ نے ایک نظر زیاں کو دیکھ کر اپنی نظریں جھکالی تھی۔ سفید شلوار قمیض کے ساتھ سفید ہی ڈوپٹہ سلیقے سے سر پہ جمائے بالوں کا جوڑا بنائے ناک میں وہی بلیک نوز پن پہنے ٹھوڑی پہ خوبصورت ساتل اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کے گال کے اوپر بھی ایک چھوٹا ساتل تھا۔۔۔ وہ بہت ہی زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی زیاں نے کچھ ہی سیکنڈوں میں اس کا مکمل جائزہ لیا تھا۔

زیاں کی نظریں خود پہ محسوس کر کے کنزہ شرمندگی کا شکار ہوئی تھی وہ سوچ رہی تھی کہ اس نے یہاں آکر کوئی غلطی کر دی ہیں۔۔۔ اپنے آپ پر قابو پانے کے لیے اس نے اپنے نچلے ہونٹ کو کاٹنا شروع کر دیا تھا۔ اس کے ہونٹوں کو دیکھ کر زیاں کے گلے میں گلی ابھر کر معدوم

ہوئی تھی۔۔ جبکہ اس کی ہونٹوں کو کاٹنے والی حرکت اس کو بہت ناگوار گزری تھی۔۔ کوئی کام تھا تمہیں۔۔۔ زیان اس کو دیکھتا گھمبیر آواز میں بولا تھا اصل مقصد اس کا کنزہ کو اس حرکت سے روکنا تھا۔۔۔ جی وہ آپ کو نیچے سب بلارہے ہیں۔۔۔ کنزہ ہنوز نظریں جھکائی ہوئی بولی تھی۔۔۔ وہ زیان کو ایسے نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔

اچھا میں آتا ہوں۔۔۔ زیان اس کو دیکھتا اپنے قدم ڈریسنگ روم کی طرف بڑھاتا ہوا بولا تھا مطلب صاف تھا کہ وہ اب یہاں سے جاسکتی ہیں۔۔۔۔ زیان بڑی مشکلوں سے اپنے جذبات کنٹرول کیے ہوا تھا۔۔۔۔ زیان کے جواب پر کنزہ ہاں میں سر ہلاتی وہاں سے چلی گئی تھی۔۔۔۔ زیان اس کو جاتا دیکھ کر گہری سانس بھر کر رہ گیا تھا۔۔۔ (ایک دن ایسا بھی ہو گا جب تم میری مرضی کے بغیر اس روم سے ایک قدم بھی نہیں نکالوں گی۔۔۔) زیان اس کو جاتا دیکھ کر بس سوچ کر ہی رہ گیا تھا۔۔۔

کنزہ جیسے ہی نیچے اتری تھی حور بھاگتی ہوئی اس کے پاس آئی تھی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر پاس لے گئی تھی۔ جواب فخر سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔ دعا آپ ان سے ملے یہ میری نئی دوست ہے جس کے بارے میں نے آپ کو بتایا تھا۔۔۔ حور دعا کو مخاطب کرتی شوخ لہجے میں بولی تھی۔۔۔ !! السلام علیکم

کنزہ ایک نظر حور دیکھتی ادب سے اسلام کر رہی تھی اس کو سمجھ آ گیا تھا یہ وہی دعا ہے جس کا ذکر حور اس سے کر رہی تھی۔۔۔ وعلیکم سلام۔۔۔ کیسی ہو۔۔۔؟ یہ تو بہت خوبصورت ہے اور تم نے بہت کم تعریف کی تھی حور اس کی۔۔۔ دعا کنزہ کو گلے لگاتی شوخ لہجے میں بولی تھی۔۔۔

میں ٹھیک ہوں۔۔۔ آپ سنائیں آپ کیسی ہیں اور آپ بھی بہت زیادہ خوبصورت ہیں۔۔۔ کنزہ بھی دعا کے گلے ملتی ہوئی بولی تھی۔۔۔ میں

بھی ٹھیک ہوں۔۔۔ دعا نے بھی پیار سے جواب دیا تھا جبکہ وہ اپنی تعریف پر گہری مسکرائی تھی۔۔۔ اس کو اپنی تعریف سننا بہت زیادہ پسند تھا

خوبصورت سبز آنکھیں چھوٹی سی ناک پتلے ہونٹ جس پہ پنک لپ لوز لگایا ہوا تھا، براؤن بال جس کی پونی بنائی گئی تھی کالے رنگ کا فراک پہنے ہوئے اس کے اوپر کالا ڈوپٹا لیے ہوئے جو اس کے گلے میں جھول رہا تھا کالا رنگ اس کی دودھیارنگ پہ بہت ہی زیادہ میچ رہا تھا وہ بھی خوبصورتی میں کسی سے کم نہیں تھی۔۔۔ انگلینڈ جیسے ملک میں رہنے کے باوجود بھی وہ شلوار قمیض شوق سے پہنی تھی کیونکہ اس نے ہمیشہ اپنی ماں کو یہی پہنے ہوئے دیکھا تھا۔۔۔

ابھی وہ سب باتیں کر رہی تھیں جب حور کنزہ کا ہاتھ پکڑتی مہرین بیگم کے پاس لے گئی تھی۔۔۔ مہرین بیگم کنزہ سے کھلے دل سے ملی تھی

انہیں کنزہ سے ملتے وقت کچھ اپنائیت محسوس ہوئی تھی۔۔ اس لیے وہ
کنزہ کو گلے لگا کر محبت سے ملی تھی۔۔

ابھی سب آپس میں باتیں کر رہے تھے جب سب کی نظریں زیان پہ
پڑی تھی جو سفید شلوار قمیض پہنے (جو کہ صرف کنزہ کے ساتھ میچنگ
کرنے کے لیے پہنی گئی تھی) بالوں کو جیل سے سیٹ کیے پاؤں میں
پشاور کی چپل پہنے وہ کسی ریاست کا شہزادہ لگ رہا تھا سب نے اس کو
دیکھتے ہی ماشاء اللہ بولا تھا۔۔

زیان کو دیکھتے ہی فجر کی نظر کنزہ پہ گئی تھی جس نے سفید شلوار قمیض
پہن رکھا تھا۔۔ فجر اس کو دیکھتی پہلو بدل کر رہ گئی تھی۔۔ زیان سب
سے پہلے وہ اپنی پھوپھو سے ملا تھا اس کے بعد وہ نعمان علی شاہ سے ملا تھا
۔۔ دعا سے ملتا وہ آخر میں ضارب کے پاس گیا تھا۔۔

کمینے انسان جب تجھے پتا تھا کہ میں آرہا ہوں پھر بھی توں میرے ویلکم
کے لیے کیوں یہاں موجود نہیں تھا۔۔۔ ضارب زیان سے ملتا اس کی
کمر میں ایک زوردار مکہ جھڑتا مصنوعی غصے سے بولا تھا۔۔۔ کالی سیاہ
آنکھیں، کھڑی اونچی ناک براؤن گھنی بیٹرڈ کالے بال جو جیل سے
سیٹ کیے گئے تھے نیلی شلوار قمیض پہنے وہ بھی خوبصورتی میں اپنی مثال
آپ تھا۔۔۔

اگر مجھے ضروری کام نہ ہوتا تو میں تجھ سیغیرت کو چھوڑ کر اپنی پھوپھو کو
لینے تو ضرور آتا۔۔۔ زیان بھی کہاں پیچھے رہنے والا تھا اپنا حساب برابر
کرتا ہوا بولا تھا۔۔۔ مجھے پتہ ہیں کہ آج کل تجھے کیا ضروری کام ہیں مجھے
کایان نے سب بتا دیا ہیں۔۔۔ ضارب ایک نظر کایان کو دیکھتا زیان کو
آنکھ و نک کرتا ہوا بولا تھا۔۔۔ جبکہ زیان بس ان دونوں کو گھور کر رہ گیا
تھا۔۔۔

اچھا بچوں سب تھک گئے ہو گئے اس لیے سب فریش ہو جائے۔۔ اس
کے بعد آکر کھانا کھالے پھر ہم سب مل کر باقی باتیں کریں گے۔۔
وقاص علی شاہ سب چہروں پہ تھکن دیکھتے ہوئے بولے تھے۔۔ جب
کے سب لوگ ان کی بات سنتے سر اثبات میں ہلاتے سب بڑے اپنے
اپنے کمرے کی طرف چلے گئے تھے۔۔ کنزہ بشری بیگم کے لیے
پرہیزی کھانا بنانے کے لیے کچن کی طرف چلی گئی تھی۔۔
میری بات غور سے سنیں آپ سب آپ لوگوں نے کم کھانا کھانا ہیں
کیونکہ ہم سب کو آج زیان بھائی ڈنر پہ لے کے جائے گے اور سب نے
وہی ہی کھانا کھانا ہیں تاکہ ہم زیان بھائی کا خرچہ کروا سکے۔۔
سب لوگ جو اپنے کمروں کی طرف جا رہے تھے حور کی معصومیت
بھری آواز سن کر رک گئے تھے جبکہ کایان حور کو دیکھ کر سوچ رہا تھا کہ

وہ اس کو کیسے منائے۔۔۔ حور کی بات سنتے سب لوگ سر اثبات میں ہلاتے اپنے کمرے کی طرف چلے گئے تھے۔۔

آیان جوا بھی اپنے کمرے میں پہنچا ہی تھا اپنے پیچھے کسی کی موجودگی محسوس کر کے وہ جیسے ہی پیچھے مڑا تھا اپنے سامنے دعا کو کھڑا دیکھ کر وہ سٹل ہوا تھا۔۔ وہ جن نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی آیان کو اس کے ارادے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے تھے۔۔ دعا جوا آیان سے بات کرنے کی غرض سے اس کے پیچھے آئی تھی۔۔

اب آیان کے چہرے کی اڑی ہوائیاں اس کو بہت زیادہ لطف دے رہی تھی۔۔۔ تم یہاں پہ کیا کر رہی ہوں۔۔ آیان جوا تنے بڑے بڑے مقدمے لڑتے وقت نہیں اٹکا تھا آج ایک لڑکی کے سامنے خود کو کمزور محسوس کر رہا تھا۔۔ کیوں میں یہاں نہیں آسکتی کیا۔۔ دعا آیان کی

طرف قدم بڑھاتی ہوئی بولی تھی اس کے قدم اٹھانے پر آیان جو پیچھے
ہو رہا تھا سیدھا بیڈ پر گرا تھا۔۔۔

زیان بھی اس وقت سب بڑوں کے درمیان ہی بیٹھا تھا جب اس کو کنزہ
آتی ہوئی دیکھائی دی تھی۔۔۔۔۔ وہ بغیر کسی پر بھی ایک نظر ڈالیں بشری
بیگم کو دوائی دیتی واپس چلی گئی تھی۔۔۔ اس کے جاتے ہی زیان کچھ
منٹوں بعد اپنے کمرے میں واپس آ گیا تھا۔

حور جو کنزہ کو منانے اس کے پاس گئی تھی کہ وہ بھی ان کے ساتھ ڈنر پہ
چلیں لیکن کنزہ نے کوئی بہانا بنا کر منع کر دیا تھا اور اسے آج خود بھی
عاصمہ اور شبانہ کے ساتھ کہیں باہر جانا تھا۔۔۔ اب کنزہ کے منع کرنے
کے بعد حور اپنے کمرے میں ادا اس ہو کر واپس آرہی تھی اس نے جیسے

ہی اپنے کمرے میں قدم رکھا تھا اپنے کمرے میں کایان کو دیکھ کر وہ وہی
رک گئی تھی۔۔۔

کایان جو اس کو منانے کے لیے ہی آیا تھا حور کو ناپا کر وہ وہی اس کا انتظار
کرنے بیٹھ گیا تھا۔۔۔ آج اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ حور کو منا کر جائے گا
اس سے حور کی بے رخی برداشت نہیں ہو رہی تھی وہ سب کے ساتھ
باتیں کر رہی تھی صرف اس کو چھوڑ کر۔۔۔

حور خود میں ہمت کرتی اندر داخل ہوئی تھی اور کایان کو بنا مخاطب کرتی
وہ ڈیسنگ روم کی طرف جا رہی تھی اس سے پہلے وہ ڈیسنگ روم کے
اندر داخل ہوتی کایان نے جلدی سے اس کی کلائی پکڑ کر اس کو اپنی
طرف کھینچا تھا جس سے وہ اس کے سینے آ کر ٹکرائی تھی۔۔۔ حور نے
اس اچانک افتاد پر اپنی آنکھیں بند کر لی تھی۔۔۔ اس کی اس حرکت پر
کایان گہرہ مسکرایا تھا۔۔۔

کایان جو اس کے گال کو چھو رہا تھا جس پہ اس نے اسے تھپڑ مارا تھا اس نے جیسے ہی حور کی گال کو چھوا تھا۔۔ حور نے ایک دم سے اپنی آنکھیں کھولی تھی اور مزاحمت کرنی شروع کر دی تھی اس سے پہلے وہ کایان کی گرفت سے نکلتی کایان نے اس پہ اپنی گرفت سخت کر دی تھی۔۔۔ چھوڑیں مجھے مجھے آپ سے بات نہیں کرنی آپ بہت بُرے ہیں۔۔۔ حور کایان کو خود سے دور دھکیلتی نروٹھے انداز میں بولی تھی۔۔ ایم سوری میری جان میں نے جان بوجھ کر تم پہ ہاتھ نہیں اٹھایا تھا تم نے بات ہی ایسی کی تھی کہ مجھے غصہ آگیا تھا۔ کایان حور کو دیکھتا پیار سے اس کو صفائیاں دے رہا تھا جبکہ کایان کے میری جان بولنے پر حور لال ٹماڑ بنی تھی۔۔۔

آپ کو غصہ کب نہیں آتا ہر وقت تو غصہ آپ کی ناک پہ ہی رہتا ہے اور وہ غصہ نکالنے کے لیے ہمیشہ میں ہی آپ کو ملتی ہوں۔۔۔ حور ایک بار

پھر مزاحمت کرتی ہوئی بولی تھی لیکن وہ خود کو چھڑوا نہیں پائی تھی۔۔۔
اس کے بات کرنے کا انداز ایسا تھا جیسے بیویوں کا ہوتا ہے کایان اس کے
انداز پہ گہرا مسکرایا تھا۔۔۔ تو تم کام ہی ایسے کرتی ہو کہ مجھے غصہ آجاتا
ہے اور میں خود پر کنٹرول کھودیتا ہوں۔۔۔ اچھا یہ سب باتیں چھوڑو یہ
بتاؤ اب تم مجھے معاف کیسے کرو گی۔۔۔ کایان اس کی چھوٹی سی ناک دباتا
ہوا بولا تھا۔۔۔ میں اب آپ کو کبھی بھی معاف نہیں کروں گی۔۔۔
آپ نے مجھے یہاں پر تھپڑ مارا تھا۔۔۔ حور اپنے گال پہ ہاتھ رکھتی سنجیدگی
سے استفسار کر رہی تھی۔۔۔ جب کہ اس کے اس طرح شکوہ کرنے پہ
کایان کو بہت زیادہ شرمندگی ہوئی تھی۔۔۔

اگر میں حور کو چاکلیٹ دوں تب بھی وہ مجھے معاف نہیں کرے گی۔۔۔
کایان نے اس کو منانے کی ایک چھوٹی سی کوشش کی تھی۔۔۔ نہیں
۔۔۔ حور ایک لفظی جواب دیتی رخ موڑ گئی تھی۔۔۔ اس نے سوچ

لیا تھا وہ اس بار دو چاکلیٹ پہ راضی ہونے والی نہیں تھی جیسے وہ ہر بار
ہو جاتی تھی آخر کار اس نے ایک ایک تھپڑ کھایا تھا اس کی قیمت تو وہ
بہت بڑی لے گی۔۔۔ اگر میں اس کو چاکلیٹ کے ساتھ روزانہ گلاب
بھی دیا کروں تب بھی نہیں۔۔۔ کایان نے ایک اور کوشش کی تھی اس
کو پتا تھا کہ گلاب کے پھول اس کی کمزوری تھی۔۔۔ سوچا جاسکتا ہے۔۔
حور کو بھی اب یہ ڈیل اچھی لگ رہی تھی لیکن وہ اس سے بڑا کچھ چاہتی
تھی۔۔

اگر ہفتے میں ایک بار حور کو شاپنگ پہ لے جاؤں تو پھر کیا خیال ہے۔۔
کایان نے ایک آخری کوشش کی تھی کیونکہ اس کو دیکھ کر الگ رہا تھا کہ
وہ مان جائے گی اور اب یہ ڈیل سنتے ہی اس کے چہرے کے ایکسپریشن
بتا رہے تھے کہ اس نے کایان کو معاف کر دیا ہے۔۔

آپ بھی کیا یاد کریں گے کہ کس سخی سے پالا پڑا تھا آپ کا لیکن اب آپ
اپنی باتوں سے مکر نہ جانیے گا۔۔ حور کا یان پہ احسان کرنے والے انداز
میں بولی تھی۔۔ نہیں بھولوں گا۔۔ کا یان حور کو چاکلیٹ دیتا جو وہ پہلے
سے ہی لے کر آیا تھا۔ اس کے ماتھے پہ بوسہ دیتا کمرے سے باہر چلا گیا
تھا۔۔ اس کے بوسہ لینے پہ وہ سرخ گلاب بنی تھی۔۔۔

کایان اس لیے روم سے چلا گیا تھا کیونکہ وہ حور کو شرماتا دیکھ کے اپنا
کنڑول کھود دیتا۔۔ مرد جتنا بھی مضبوط اعصاب کا مالک بن جائے لیکن
اپنی من پسند عورت کے سامنے وہ کمزور ہی ہے۔۔ اور حور بھی اتنی
چھوٹی نہیں تھی کہ وہ اس کے جذبات کو نا سمجھ پاتی آخر سمجھتی بھی کیوں
نہ ناول جو پڑھتی تھی اور ویسے بھی لڑکی اپنے اوپر اٹھی ہوئی نظر کا
مطلب سمجھ جاتی ہے۔۔۔

فجر۔۔۔جوا بھی کمرے کی طرف ہی جارہی تھی ضارب کے کمرے سے گزرتے وقت ضارب نے اس کو بلند آواز میں پکارا تھا۔۔۔جی۔۔۔فجر اندر داخل ہوتی ادب سے بولی تھی اس کے اس طرح بولنے پہ ضارب کے دل کی دھڑکنیں منتشر ہوئی تھی۔۔۔

وہ۔۔۔میں یہ کہہ رہا تھا کہ اگر تم بڑی نہیں ہو تو کیا تم میرے لیے کافی بنا سکتی ہو۔۔۔وہ کیا ہے نہ کہ مجھے کھانے کے بعد کافی پینے کی عادت ہے

۔۔۔ضارب بہانا بناتا ہوا بولا تھا اصل مقصد اس کا فجر سے بات کرنا تھا

۔۔۔جس کی وجہ سے وہ انگلیٹڈ چھوڑ کر آیا تھا۔۔۔نہیں تو وقاص

علی شاہ اس کو کب سے بول رہے تھے آنے کے لیے لیکن ہر بار وہ ہی

منع کر دیتا تھا لیکن اس بار وہ منع نہیں کر پایا تھا۔۔۔اس کو ایک بے

چینی سی محسوس ہوئی تھی کہ وہ اگر اب نہ گیا تو وہ فجر کو کھودے گا۔۔۔

جی میں بھی ابھی بنا کر لاتی ہوں۔۔۔ فجر پھیکا سا مسکرائی ایک نظر ضارب کو دیکھتی جانے کے لیے واپس مڑی تھی۔۔۔۔۔ ضارب کو وہ فجر آج کہیں نظر ہی نہیں آئی تھی جس سے اسے محبت ہے۔۔۔۔۔ اسے تو وہ بد تمیز، مغرور سیاور ضدی فجر ہی پسند تھی یہ تو وہ فجر تھی ہی نہیں جو ایک بار کہنے پہ بات مان لیتی تھی۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کے فجر کمرے سے باہر جاتی ضارب نے جلدی سے اس کی کلائی پکڑا کر روک لیا تھا۔۔۔ فجر نے پیچھے مڑ کر پہلے اپنی کلائی کو دیکھا تھا جو ضارب کے مردانہ ہاتھ میں دب گئی تھی اور اس کے بعد اس نے ضارب کی طرف نا سمجھی سے دیکھا تھا۔۔۔ کچھ اور بھی چاہیئے آپ کو۔۔۔ فجر اپنی کلائی چھڑواتی ہوئی بولی تھی۔۔۔۔۔

نہیں مجھے کچھ نہیں چاہیئے۔۔۔۔۔ تم یہ بتاؤ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نہ۔۔۔۔۔ ضارب تشویش بھرے لہجے میں استفسار کر رہا تھا۔۔۔۔۔ جی میری

طبیعت ٹھیک ہے لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔۔۔ فجر بھی اسی انداز سے ضارب سے پوچھ رہی تھی۔۔۔

میں نے تو اس لیے پوچھا ہے کہ تم نے ایک بار ہی میں بات مان لی ہے اور وہ کام بھی کرنے جا رہی ہو۔۔ ضارب اس کو دیکھ سنجیدگی سے بول رہا تھا۔۔ میں کیسے آپ کی بات ٹال سکتی ہوں فلحال تو آپ لوگ یہاں پر مہمان ہیں اس لیے آپ کی خدمت کر رہی ہوں جب آپ بھی میزبان ہو جائیں گے تو آپ سے ڈھیر ساری خدمت کرواؤں گی۔۔۔ فجر

ضارب سے اپنا ہاتھ چھڑواتی اپنے پرانے لہجے میں بول رہی تھی جیسے وہ پہلے تھی۔۔۔ وہ بول رہی تھی کہ وہ ٹھیک ہے لیکن ضارب اس کی آنکھوں میں درد دیکھ سکتا تھا۔۔ اس کی آنکھیں دیکھ کر لگتا تھا کہ وہ کافی دیر روئی رہی ہے۔۔۔ تم مجھے منع کر سکتی ہو ہم پہلے دوست بھی تو

ہیں۔۔۔ ضارب اس کو اپنی پرانی دوستی یاد کرواتا ہوا بولا تھا۔۔۔ جیسے وہ بچپن سے اب تک تھے۔۔۔

میں بہت جلد آپ کو دوستی بھی دکھاؤ گی۔۔۔ فجر ضارب کے بال بگارتی لاڈ سے بولی تھی۔۔۔ جبکہ ضارب کو اس کے منہ سے لفظ ”آپ“ بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا وہ تو اس کے منہ سے ”تم“ سننے کا عادی تھا۔۔۔ جب بھی تمہیں محسوس ہو کہ تم اکیلی ہو اور اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتی ہو ایک بار صرف مجھے آواز دینا یہ خادم آپ کی خدمت میں حاضر ہو گا۔۔۔ ضارب سنجیدگی سے بولتا آخر میں اس کی ناک دبا تا شوخ ہوتے ہوئے بولا تھا۔۔۔ اس کی بات سن کر فجر سر اثبات میں ہلاتی کمرے سے باہر چلی گئی تھی۔۔۔

فجر خود تو چلی گئی تھی لیکن ضارب کو بہت ساری سوچوں میں ڈال گئی تھی۔۔۔ اس نے اب سوچ لیا تھا کہ وہ جلد از جلد وقاص علی شاہ سے

بات کرے گا اور فجر کو اپنے نکاح میں لے گا۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ
فجر کو کھودے اور رخصتی فجر کی مرضی سے ہوگی۔۔۔ اس وقت زیان
، آیان، کایان، ضارب فجر، حور، دعا، ملتان کے سب سے خوبصورت
ریسٹورانٹ میں آنے ہوئے تھے۔۔۔ سربراہی کر سی پہ زیان بیٹھا ہوا تھا
۔ ایک طرف سب لڑکیاں بیٹھی ہوئی تھی اور ایک طرف سب لڑکے
بیٹھے ہوئے تھے قسمت سے آیان پھر دعا کے سامنے ہی بیٹھا تھا۔۔۔ اور
ان لوگوں کے سامنے ہی مختلف اور مزیدار کھانے پڑے ہوئے تھے
۔۔۔ وہ لوگ کھانے کے ساتھ باتیں بھی کر رہے تھے۔۔۔

ان میں سب سے زیادہ آواز حور کی آرہی تھی اس کی معصومیت بھری
آواز سن کر سب اس کی باتیں غور سے سن رہے تھے جبکہ زیان تو پوری
طرح سے اس کی طرف متوجہ تھا وہ کھانا چھوڑ کر حور کی بایٹ سن رہا تھا
۔۔۔ سب کوئی نہ کوئی باتیں کر رہے تھے جبکہ زیان خاموشی سے بیٹھا

کنزہ اور اس کے درمیان ہوئی کچن کی باتیں یاد کر کے پریشان ہو رہا تھا

--

تم میرے لیے کافی بنا سکتی ہو۔۔۔ وہ کیا ہے نہ کہ مجھے کھانے کے بعد
کافی پینے کی عادت ہے۔۔۔ ضارب بہانا بناتا ہوا بولا تھا اصل مقصد اس
کا فجر سے بات کرنا تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے وہ انگلیٹڈ چھوڑ کر آیا تھا
۔۔۔ نہیں تو وقاص علی شاہ اس کو کب سے بول رہے تھے آنے کے
لیے لیکن ہر بار وہ ہی منع کر دیتا تھا لیکن اس بار وہ منع نہیں کر پایا تھا
۔۔۔ اس کو ایک بے چینی سی محسوس ہوئی تھی کہ وہ اگر اب نہ گیا تو وہ
فجر کو کھودے گا۔۔۔

جی میں بھی ابھی بنا کر لاتی ہوں۔۔۔ فجر پھیکا سا مسکرائی ایک نظر ضارب
کو دیکھتی جانے کے لیے واپس مڑی تھی۔۔۔ ضارب کو وہ فجر آج
کہیں نظر ہی نہیں آئی تھی جس سے اسے محبت ہے۔۔۔ اسے تو وہ بد

تمیز، مغرور سیاور ضدی فجر ہی پسند تھی یہ تو وہ فجر تھی ہی نہیں جو ایک بار کہنے پہ بات مان لیتی تھی۔۔۔

اس سے پہلے کے فجر کمرے سے باہر جاتی ضارب نے جلدی سے اس کی کلائی پکڑا کر روک لیا تھا۔ فجر نے پیچھے مڑ کر پہلے اپنی کلائی کو دیکھا تھا جو ضارب کے مردانہ ہاتھ میں دب گئی تھی اور اس کے بعد اس نے ضارب کی طرف نا سمجھی سے دیکھا تھا۔۔۔ کچھ اور بھی چاہیئے آپ کو۔۔۔ فجر اپنی کلائی چھڑواتی ہوئی بولی تھی۔۔۔

نہیں مجھے کچھ نہیں چاہیئے۔۔۔ تم یہ بتاؤ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نہ۔۔۔ ضارب تشویش بھرے لہجے میں استفسار کر رہا تھا۔۔۔ جی میری طبیعت ٹھیک ہے لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔۔۔ فجر بھی اسی انداز سے ضارب سے پوچھ رہی تھی۔۔۔

میں نے تو اس لیے پوچھا ہے کہ تم نے ایک بار ہی میں بات مان لی ہے
اور وہ کام بھی کرنے جا رہی ہو۔۔۔ ضارب اس کو دیکھ سنجیدگی سے بول
رہا تھا۔۔۔ میں کیسے آپ کی بات ٹال سکتی ہوں فلحال تو آپ لوگ یہاں پر
مہمان ہیں اس لیے آپ کی خدمت کر رہی ہوں جب آپ بھی میزبان
ہو جائیں گے تو آپ سے ڈھیر ساری خدمت کرواؤں گی۔۔۔ فجر
ضارب سے اپنا ہاتھ چھڑواتی اپنے پرانے لہجے میں بول رہی تھی جیسے وہ
پہلے تھی۔۔۔ وہ بول رہی تھی کہ وہ ٹھیک ہے لیکن ضارب اس کی
آنکھوں میں درد دیکھ سکتا تھا۔۔۔ اس کی آنکھیں دیکھ کر لگتا تھا کہ وہ
کافی دیر روئی رہی ہے۔۔۔ تم مجھے منع کر سکتی ہو ہم پہلے دوست بھی تو
ہیں۔۔۔ ضارب اس کو اپنی پرانی دوستی یاد کرواتا ہوا بولا تھا۔۔۔ جیسے وہ
بچپن سے اب تک تھے۔۔۔

میں بہت جلد آپ کو دوستی بھی دکھاؤ گی۔۔ فجر ضارب کے بال بگارتی
لاڈ سے بولی تھی۔۔ جبکہ ضارب کو اس کے منہ سے لفظ “آپ“ بالکل
بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا وہ تو اس کے منہ سے “تم“ سننے کا عادی تھا۔
جب بھی تمہیں محسوس ہو کہ تم اکیلی ہو اور اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنا
چاہتی ہو ایک بار صرف مجھے آواز دینا یہ خادم آپ کی خدمت میں حاضر
ہو گا۔۔ ضارب سنجیدگی سے بولتا آخر میں اس کی ناک د باتاشوخ ہوتے
ہوئے بولا تھا۔۔ اس کی بات سن کر فجر سر اثبات میں ہلاتی کمرے سے
باہر چلی گئی تھی۔۔

فجر خود تو چلی گئی تھی لیکن ضارب کو بہت ساری سوچوں میں ڈال گئی
تھی۔۔ اس نے اب سوچ لیا تھا کہ وہ جلد از جلد وقاص علی شاہ سے
بات کرے گا اور فجر کو اپنے نکاح میں لے گا۔۔ اس سے پہلے کہ وہ
فجر کو کھودے اور رخصتی فجر کی مرضی سے ہو گی۔۔ اس وقت زیان

، آیان، کایان، ضارب فجر، حور، دعا، ملتان کے سب سے خوبصورت
ریسٹورانٹ میں آنے ہوئے تھے۔۔۔ سربراہی کر سی پہ زیان بیٹھا ہوا تھا
۔ ایک طرف سب لڑکیاں بیٹھی ہوئی تھی اور ایک طرف سب لڑکے
بیٹھے ہوئے تھے قسمت سے آیان پھر دعا کے سامنے ہی بیٹھا تھا۔۔۔ اور
ان لوگوں کے سامنے ہی مختلف اور مزیدار کھانے پڑے ہوئے تھے
۔۔۔ وہ لوگ کھانے کے ساتھ باتیں بھی کر رہے تھے۔۔۔

ان میں سب سے زیادہ آواز حور کی آرہی تھی اس کی معصومیت بھری
آواز سن کر سب اس کی باتیں غور سے سن رہے تھے جبکہ زیان تو پوری
طرح سے اس کی طرف متوجہ تھا وہ کھانا چھوڑ کر حور کی باتیں سن رہا تھا
۔۔۔ سب کوئی نہ کوئی باتیں کر رہے تھے جبکہ زیان خاموشی سے بیٹھا
کنزہ اور اس کے درمیان ہوئی کچن کی باتیں یاد کر کے پریشان ہو رہا تھا۔

کایان نے اس چہرے پہ پریشانی نوٹ کر لی تھی لیکن وہ بعد میں اس سے پوچھنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔

کنزہ جوان سب کے جانے سے پہلے ہی شاہ حویلی سے چلی گئی تھی اس کو آج عاصمہ اور شبانہ سے ملنا جانا تھا اس لیے وہ جلدی آگئی تھی اور بشری بیگم نے بھی اس کو جاتے نہیں دیکھا تھا کیونکہ وہ سب لوگ باتوں میں بزی تھے نہیں تو بشری بیگم کبھی بھی اس کو اکیلانہ جانے دیتی۔۔

ابھی وہ کیپ بک کروا کر اسی ریسٹورنٹ پہنچی تھی جہاں پہلے زیان اور باقی سب موجود تھے۔۔ عاصمہ اور شبانہ کا آج کنزہ کے ساتھ وقت

گزارنے کا پلین تھا۔۔ ابھی کنزہ اندر داخل ہی ہوتی تھی کہ اسے

عاصمہ اور شبانہ بیٹھی ہوئی نظر آئی تھی ان کے ساتھ عاصمہ کا بڑا بھائی

مسبین بھی تھا جوان دونوں کو لینے آیا تھا اب دونوں کے اسرار پہ وہ وہی

بیٹھ گیا تھا۔۔۔ وہ کنزہ کو اپنی بہن مانتا تھا اس لیے وہ بھی کنزہ سے ملنا چاہتا تھا۔۔۔

ابھی کنزہ ریسٹورنٹ پہنچی ہی تھی جب اسے وہ دونوں بیٹھی ہوئی نظر آئی تھی کنزہ جلدی سے ان کے پاس جا کر ان سے گلے ملتی مبین کو سلام کرتی اپنی جگہ پہ بیٹھ گئی تھی۔۔۔ آج وہ اتنے دنوں بعد اپنی دونوں دوستوں سے مل کر بہت خوش ہوئی تھی اور یہی حال ان دونوں کا بھی تھا۔۔۔

وہ اس طرح سے بیٹھی تھی کہ زیان اس کو اچھی طرح دیکھ سکتا تھا لیکن وہ زیان کو نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔ اگر زیان کی طرف دیکھا جائے تو اسے صرف کنزہ عاصمہ اور مبین نظر آئے گے کیونکہ شبانہ ایک سائیڈ پہ بیٹھی تھی۔۔۔

ابھی وہ سب مل کر کھانا ہی کھا رہے تھے جب کھاتے وقت عاصمہ کے
کپڑوں پہ کھانا گر گیا تھا اس سے پہلے اس کا ڈریس خراب ہوتا وہ جلدی
سے واش روم کی طرف بھاگی تھی۔۔۔ اس کے جاتے ہی مبین کنزہ
سے اس کی پڑھائی کے متعلق باتیں کرنے لگ گیا تھا عاصمہ کے ہوتے
ہوئے تو یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ بیچارہ بول لیتا۔۔

ابھی کنزہ مبین کی کسی بات پر مسکرا رہی تھی جب زیان کی نظر کنزہ پر
پڑی تھی اس کے ساتھ کسی لڑکے کو دیکھ کر اس کا وجود آندھیوں کی
ذریعہ میں آیا تھا۔۔۔ اچانک اسے فضا میں آکسیجن کی کمی ہوتی ہوئی محسوس
ہوئی تھی۔۔۔۔

وہ ابھی تک مسکرا رہی تھی اور مسکرا نے سے بھی اس کے ڈمپل پورے
آب و تاب سے چمک رہے تھے۔۔۔ اس کو دیکھتے زیان کا دل کر رہا تھا

کہ وہ اس کو کہیں لے کر دور چلا جائے جہاں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نہ ہو۔۔۔ وہ اس کو دیکھتا ہوا کھڑا ہوا تھا۔۔

کہاں جا رہا ہے توں۔۔۔ اس کے کھڑے ہونے پر سب اس کی طرف متوجہ ہوئے تھے اس کا سرخ چہرہ دیکھتا کایان نے اس سے آرام سے پوچھا تھا۔۔۔ مجھے ایک ضروری کام ہے اور تم سب لوگ جلدی گھر چلیں جانا زیاں اپنے غصے پہ قابو پاتا سنجیدگی سے بولتا کسی کی بھی ایک سنے بغیر وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔

ایک بات میں کوئی شک نہیں تھا کہ وہ غصے میں یہاں پر کچھ بھی کر سکتا تھا لیکن وہ کنزہ پر ایک حرف بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا اس لیے خاموشی سے وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔

اس کے جاتے ہی سب ادا اس ہو گئے تھے لیکن کایان نے ان سب کو سمجھا دیا تھا کہ وہ کسی ضروری کام سے گیا ہے ورنہ وہ کبھی بھی نہیں جاتا

-- اس کی بات سن کر سب خاموش ہو گئے تھے اور کھانا کھانے میں
مصروف ہو گئے تھے۔۔۔ کایان اس کے لیے پریشان ہو رہا تھا کہ وہ غصے
میں خود کو کچھ کرنے بیٹھے۔۔۔

آیان بیچارے نے تو گھر میں بھی ٹھیک سے کھانا نہیں کھایا تھا اور وہ
یہاں بھی دعا کی نظروں سے ڈسٹرب ہو رہا تھا۔۔ اور وہ اب بھی اپنے
پاؤں کی مدد سے اس کو چھیڑ رہی تھی جس کا آیان نے کوئی ایشو نہیں
بنایا تھا۔۔ بس اس کو گد گدی ہو رہی تھی۔۔۔

کھانا کھانے کے بعد ان لوگوں نے آتسکریم کھائی تھی۔۔ اس کے بعد
کایان نے حور کو چاکلیٹ اور گجرے لے کر دیا تھا جس کو لینے کے بعد وہ
بہت زیادہ خوش تھی۔۔۔ رات کے ایک بجے وہ لوگ گھر پہنچے تھے۔۔
کارپورچ میں زیان کی گاڑی کھڑی دیکھ کر اس نے زیان سے بات کرنی

چاہی لیکن پھر وقت زیادہ ہونے کی وجہ سے اس نے صبح بات کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔۔۔

دونوں دوستوں سے مل کر بہت خوش ہوئی تھی اور یہی حال ان دونوں کا بھی تھا۔۔۔

وہ اس طرح سے بیٹھی تھی کہ زیان اس کو اچھی طرح دیکھ سکتا تھا لیکن وہ زیان کو نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔ اگر زیان کی طرف دیکھا جائے تو اسے صرف کنزہ عاصمہ اور مبین نظر آئے گے کیونکہ شبانہ ایک سائیڈ پہ بیٹھی تھی۔۔۔

ابھی وہ سب مل کر کھانا ہی کھا رہے تھے جب کھاتے وقت عاصمہ کے کپڑوں پہ کھانا گر گیا تھا اس سے پہلے اس کا ڈریس خراب ہوتا وہ جلدی سے واش روم کی طرف بھاگی تھی۔۔۔ اس کے جاتے ہی مبین کنزہ

سے اس کی پڑھائی کے متعلق باتیں کرنے لگ گیا تھا عاصمہ کے ہوتے ہوئے تو یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ بیچارہ بول لیتا۔

ابھی کنزہ مبین کی کسی بات پر مسکرا رہی تھی جب زیان کی نظر کنزہ پر پڑی تھی اس کے ساتھ کسی لڑکے کو دیکھ کر اس کا وجود آندھیوں کی ذریعہ میں آیا تھا۔۔۔ اچانک اسے فضا میں آکسیجن کی کمی ہوتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔

وہ ابھی تک مسکرا رہی تھی اور مسکرا نے سے بھی اس کے ڈمپل پورے آب و تاب سے چمک رہے تھے۔۔۔ اس کو دیکھتے زیان کا دل کر رہا تھا کہ وہ اس کو کہیں لے کر دور چلا جائے جہاں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نہ ہو۔۔۔ وہ اس کو دیکھتا ہوا کھڑا ہوا تھا۔

کہاں جا رہا ہے توں۔۔۔ اس کے کھڑے ہونے پر سب اس کی طرف متوجہ ہوئے تھے اس کا سرخ چہرہ دیکھتا کیا ان نے اس سے آرام سے

پوچھا تھا۔۔۔ مجھے ایک ضروری کام ہے اور تم سب لوگ جلدی گھر
چلیں جانا زیاں اپنے غصے پہ قابو پاتا سنجیدگی سے بولتا کسی کی بھی ایک
سنے بغیر وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔

ایک بات میں کوئی شک نہیں تھا کہ وہ غصے میں یہاں پر کچھ بھی کر سکتا
تھا لیکن وہ کنزہ پر ایک حرف بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا اس لیے
خاموشی سے وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔

اس کے جاتے ہی سب ادا اس ہو گئے تھے لیکن کایان نے ان سب کو
سمجھا دیا تھا کہ وہ کسی ضروری کام سے گیا ہے ورنہ وہ کبھی بھی نہیں جاتا
۔۔۔ اس کی بات سن کر سب خاموش ہو گئے تھے اور کھانا کھانے میں
مصروف ہو گئے تھے۔۔۔ کایان اس کے لیے پریشان ہو رہا تھا کہ وہ غصے
میں خود کو کچھ کرنے بیٹھے۔۔۔

آیان بیچارے نے تو گھر میں بھی ٹھیک سے کھانا نہیں کھایا تھا اور وہ
یہاں بھی دعا کی نظروں سے ڈسٹرب ہو رہا تھا۔ اور وہ اب بھی اپنے
پاؤں کی مدد سے اس کو چھیڑ رہی تھی جس کا آیان نے کوئی ایشو نہیں
بنایا تھا۔ بس اس کو گد گدی ہو رہی تھی۔۔۔

کھانا کھانے کے بعد ان لوگوں نے آتسکریم کھائی تھی۔ اس کے بعد
کایان نے حور کو چاکلیٹ اور گجرے لے کر دیا تھا جس کو لینے کے بعد وہ
بہت زیادہ خوش تھی۔۔۔ رات کے ایک بجے وہ لوگ گھر پہنچے تھے۔۔
کارپورچ میں زیان کی گاڑی کھڑی دیکھ کر اس نے زیان سے بات کرنی
چاہی لیکن پھر وقت زیادہ ہونے کی وجہ سے اس نے صبح بات کرنے کا
فیصلہ کیا تھا۔۔۔

اس وقت شاہ حویلی میں کے سارے مکین اپنے اپنے کمروں میں سو رہے
تھے وہ سب لوگ بہت تھک گئے تھے اور بڑے بھی رات دیر تک

باتیں کرتے رہیں تھے جس میں سب سے اہم بات زیان، کایان، اور
ضارب کی شادی کی تھی۔۔۔ سب سو رہے تھے صرف زیان کے علاوہ
اسے ایک پل کے لیے بھی نیند نہیں آئی تھی۔۔۔ وہ یہ سوچ کر ہی
پاگل ہو رہا تھا کہ اگر کنزہ کا اس لڑکے کے ساتھ کوئی رشتہ ہو اور اس
نے مجھ سے شادی کرنے سے منع کر دیا تو وہ کیسے یہ سب برداشت
کرے گا۔۔۔ لیکن وہ یہ نہیں سوچ رہا تھا کہ اس نے کنزہ سے کبھی
اظہار محبت نہیں کیا تھا تو وہ کیسے اس کی طرف پیش قدمی کریں گی۔۔۔
وہ یہ چاہتا تھا کہ کنزہ اس کی آنکھوں میں اپنے لیے جذبات دیکھے اور وہ
بھی اس سے ایسی ہی محبت کریں جیسے کہ وہ کرتا ہیں۔۔۔ لیکن وہ یہ
نہیں جانتا تھا کہ لڑکیاں کبھی بھی اپنی طرف سے پہل نہیں کرتی وہ
ہمیشہ یہی چاہتی ہیں کہ مرد ہی انہیں اپنی محبت کا احساس دلایا کریں۔۔۔

آہہ۔۔۔ زیاں اپنے ہاتھ کا مکہ بناتا دیوار میں مارتا ہوا چینیچا تھا وہ اس وقت شاور لے رہا تھا کیونکہ اسے بشری بیگم کو ہسپتال لے جانا تھا۔۔۔ اس لیے اب وہ خود پر کنٹرول کیے ہوا تھا۔۔۔

کنزہ ابھی شاہ حویلی کا دروازہ عبور کر کے اندر داخل ہوئی تھی ہر طرف خاموشی کا راج تھا۔۔۔ اس لیے اس نے بھی اپنا رخ بشری بیگم کے کمرے کی طرف کیا تھا۔۔۔ ابھی وہ بشری بیگم کے کمرے کے اندر جانے کے دستک دیتی اس سے پہلے ہی عابد علی شاہ باہر نکلے تھے جنہیں آج کسی کام کے لیے شہر سے باہر جانا تھا۔۔

وہ کنزہ کے سر پر ہاتھ رکھتے نیچے کی طرف قدم بڑھا گئے تھے۔۔۔ ان کے اتنے مان پر کنزہ کی آنکھوں میں نمی اتری تھی لیکن وہ اپنے آنسوؤں پر قابو پاتی اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔ بشری بیگم اسے وقت پر اتادیکھ

کر مسکرائی تھی۔۔ انہیں ان دونوں میں اتنا تو پتا چل گیا تھا کہ وہ وقت کی بہت پابند ہیں۔۔۔

وہ جیسے ہی آگے گئی بشری بیگم نے اس کے لیے اپنی باہیں پھلائی تھی۔۔ کنزہ بھی خوشی سے ان کے گلے ملی تھی۔۔ ان کو دیکھ کر اس کو رقیہ بیگم کی یاد آئی تھی۔۔ بشری بیگم کو بھی وہ ان دونوں میں حور کی طرح عزیز ہو گئی تھی۔۔۔

کیسی ہے آپ اب۔۔۔ کنزہ ان سے دور ہوتی نقاب اتارتی ہوئی۔۔۔ میں تو ٹھیک ہوں پر تم مجھے یہ بتاؤ کہ کل تم اکیلی کیوں گئی تھی۔۔۔ بشری بیگم اس سے سخت لہجے میں شکوہ کرتی ہوئی بولی تھی۔۔۔ آپ سب لوگ مصروف تھے اس لیے میں نے سوچا کہ آپ لوگوں کو ڈسٹرب کیا جائے اور ویسے بھی میں آرام سے گھر پہنچ گئی تھی کنزہ ان کی فکر مندی پہ ان کو پیار سے جواب دے رہی تھی۔۔۔ تو کیا ہوا بچہ ہم

لوگ بڑی تھے اگر تمہیں زیان نہیں لے گیا تو تم آیان یا پھر کایان کو
بول دیتی وہ تمہیں لے جاتے۔۔۔۔ اور آئندہ خیال رہے ایسی غلطی نہ
ہوں۔۔۔۔ بشری بیگم اس کو پیار کرتی سخت لہجے میں بولی تھی جس پر
کنزہ نے صرف سر اثبات میں ہلایا تھا۔۔۔

زیان کے نام پر اسے اپنی کل والی انسلٹ یاد آئی تھی وہ اگر اسے گھر چھوڑ
نے کے لیے بولتی تو وہ پتا نہیں پھر کتنی سناتا اسے۔۔۔ ماشاء اللہ یہ نتھلی
تم پر بہت زیادہ پیاری لگ رہی ہیں۔۔۔۔ بشری بیگم جنہوں نے اب
کنزہ کے چہرے کی طرف غور کیا تھا اس کے نوزین کی جگہ اس کے
ناک میں نتھلی کو دیکھ کر انہوں نے دل سے تعریف کی تھی۔۔۔ کنزہ
کو یہ نتھلی کل شبانہ نے دی تھی اور زبردستی اسے پہنائی بھی تھی۔۔
جو کنزہ پر خوب بیچ رہی تھی۔۔۔ شکر یہ آئی یہ میری دوست نے دی
ہیں مجھے اور اس کی فرمائش تھی کہ میں یہ پہنوں بھی صبح اس لیے اس

نے مجھے زبردستی پہنائی ہیں۔۔۔ کنزہ بشری بیگم کو وجہ بتائی ہوئی ادب سے بولی تھی۔۔۔

اچھا کیا تمہاری دوست نے تمہیں یہ پہنا کر تم پر واقع بہت زیادہ اچھی لگ رہی ہیں۔۔۔ بشری بیگم اس کو دیکھتی پیار بھرے لہجے میں استفسار کر رہی تھی۔۔۔ اس سے پہلے کنزہ کوئی جواب دیتی زیان دروازہ نوک کرتا اندر داخل ہوا تھا اور کنزہ کی طرف دیکھتا وہی پہ ساکت ہوا تھا۔۔۔ شکریہ

کل تم اکیلی کیوں گئی تھی۔۔۔ بشری بیگم اس سے سخت لہجے میں شکوہ کرتی ہوئی بولی تھی۔۔۔ آپ سب لوگ مصروف تھے اس لیے میں نے سوچا کہ آپ لوگوں کو ڈسٹرب کیا جائے اور ویسے بھی میں آرام سے گھر پہنچ گئی تھی کنزہ ان کی فکر مندی پہ ان کو پیار سے جواب دے رہی تھی۔۔۔ تو کیا ہوا بچہ ہم لوگ بڑی تھے اگر تمہیں زیان نہیں لے

گیا تو تم آیان یا پھر کایان کو بول دیتی وہ تمہیں لے جاتے۔۔۔۔ اور
آئندہ خیال رہے ایسی غلطی نہ ہوں۔۔۔۔ بشری بیگم اس کو پیار کرتی
سخت لہجے میں بولی تھی جس پر کنزہ نے صرف سر اثبات میں ہلایا تھا

زیان کے نام پر اسے اپنی کل والی انسلٹ یاد آئی تھی وہ اگر اسے گھر چھوڑ
نے کے لیے بولتی تو وہ پتا نہیں پھر کتنی سناتا اسے۔۔۔۔ ماشاء اللہ یہ نتھلی
تم پر بہت زیادہ پیاری لگ رہی ہیں۔۔۔۔ بشری بیگم جنہوں نے اب
کنزہ کے چہرے کی طرف غور کیا تھا اس کے نوزین کی جگہ اس کے
ناک میں نتھلی کو دیکھ کر انہوں نے دل سے تعریف کی تھی۔۔۔۔ کنزہ
کو یہ نتھلی کل شبانہ نے دی تھی اور زبردستی اسے پہنائی بھی تھی۔۔
جو کنزہ پر خوب بیچ رہی تھی۔۔۔۔ شکر یہ آئی یہ میری دوست نے دی
ہیں مجھے اور اس کی فرمائش تھی کہ میں یہ پہنوں بھی صبح اس لیے اس

نے مجھے زبردستی پہنائی ہیں۔۔۔ کنزہ بشری بیگم کو وجہ بتائی ہوئی ادب سے بولی تھی۔۔۔

اچھا کیا تمہاری دوست نے تمہیں یہ پہنا کر تم پر واقع بہت زیادہ اچھی لگ رہی ہیں۔۔۔ بشری بیگم اس کو دیکھتی پیار بھرے لہجے میں استفسار کر رہی تھی۔۔۔ اس سے پہلے کنزہ کوئی جواب دیتی زیان دروازہ نوک کرتا اندر داخل ہوا تھا اور کنزہ کی طرف دیکھتا وہی پہ ساکت ہوا تھا

زیان تو اس گرے آنکھوں والی جادو گر نی کو دیکھ رہا تھا جس کی وجہ سے وہ کل رات ایک منٹ بھی نہیں سو پایا تھا اب جب اس نے خود پہ کنٹرول پالیا تھا تو آج پھر وہ اس نتھلی سے اس کے ہوش اڑانے آگئی تھی۔۔۔ زیان تو دیوانوں کی طرح اسے دیکھ رہا تھا اور آج اس کے لیے

حیرت کی بات یہ تھی کہ کنزہ بھی اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی

ابھی ان دونوں کو ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے کچھ وقت ہی ہوا
تھا جب کنزہ جلدی سے اپنی نظریں جھکاتی وہاں سے چلی گئی تھی جبکہ
بشری بیگم تو صرف اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھی جو دیوانوں کی طرح اس کا
دیدار کر رہا تھا۔ کنزہ کے جاتے ہی زیان ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا تھا
اور جلدی سے خود پے قابو پاتا اپنی ماں کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔
اما آپ جلدی سے تیار ہو جائیں ہمیں ہسپتال جانا ہیں۔۔ زیان بشری
بیگم کے ماتھے پہ بوسہ دیتا ادب سے بولا تھا۔۔ پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ یہ
سب کیا تھا۔۔ بشری بیگم بے یقینی سے زیان سے پوچھ رہی تھی۔۔
ان کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ ان کا بیٹا بھی کسی سے محبت کر سکتا ہیں۔۔۔ وہ

تو لڑکیوں کے نام سے ہی دور بھاگتا تھا۔۔۔ اب بشری بیگم اس کی آنکھوں میں محبت دیکھ چکی تھی کنزہ کے لیے۔۔۔

کچھ بھی نہیں تھا ماما آپ ایسے ہی سوچ رہی ہیں۔۔۔ زیان خود کو کمپر ومانتر کرتا ہوا بولا تھا۔۔۔ وہ ابھی اپنی ماں کو نہیں بتا سکتا تھا کہ وہ کنزہ سے محبت کرتا ہیں۔۔۔ پہلے وہ کنزہ سے بات کرنا چاہتا تھا۔۔۔ لیکن مجھے تو لگ رہا ہیں کہ میرا بیٹا کسی پہ دل و جان سے فدا ہیں۔۔۔ بشری بیگم زیان کو دیکھتی شوخ ہوئی تھی۔۔۔ انہیں یقین تھا کہ زیان انہیں بتا دیں گا۔۔۔

آپ دل کی بات کرتی ہیں میرے گردے پھینچڑے دماغ، جگر، آنکھیں بلکہ پورا کا پورا زیان عابد علی شاہ فدا ہیں۔۔۔ زیان کنزہ کا چہرہ یاد کرتا محبت بھرے لہجے میں بولا تھا۔۔۔ اس نے یہ سوچ کر بتا دیا تھا کہ

اس کہ ماں اس کی مدد کر سکتی ہیں اور ماں سے بڑا کوئی راز دار بھی نہیں ہوتا ہیں۔۔

کیا وہ بھی تم سے محبت کرتی ہیں بشری بیگم زیان کی بات سن کر بہت زیادہ خوش ہوئی تھی انہیں بھی کنزہ بہت پسند تھی ان کے دماغ میں بھی یہ خیال آیا تھا لیکن وہ اپنے اس خیال کو جھٹک گئی تھی۔۔ اور اب بظاہر سنجیدگی سے زیان سے کنزہ کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔۔ ان کے سوال پر زیان نے نفی میں سر ہلایا دیا تھا۔۔

اچھا کوئی بات نہیں ہو جائے گی اسے بھی محبت آخر اتنا خوبصورت ہیں میرا بیٹا۔۔ ابھی بشری بیگم نے اپنی بات مکمل کی تھی اور کنزہ اپنا عبا یا اتار کر واپس اندر آئی تھی۔۔ اس کے آتے ہی زیان اس کو پھر سے اس کے چہرہ کا دیوانا وار نظارہ کر رہا تھا۔۔

(خدا نور کی برسات کریں اس سنار کی قبر پر جس نے عورت کے ناک کی
نتھلی بنائی) زیان نے کنزہ کو دیکھ کر دل میں یہ خوبصورت جملہ پڑھا تھا
۔۔۔ جبکہ کنزہ اس کی نظروں سے تذبذب کا شکار ہو رہی تھی۔۔۔
بشری بیگم اپنے بیٹے کی حالت دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔۔۔ جس کو آج اپنی
پسند مل ہی گئی تھی۔۔۔

وہ بہت زیادہ خوش تھی کہ ان کے بیٹے کا اب گھر بس جائے گا لیکن وہ یہ
نہیں سوچ رہی تھی کہ خوبصورت چیزوں کو پانے کے لیے ہمیشہ
آزمائشوں سے گزرنا پڑتا ہے۔۔۔۔ اور زیان کی زندگی میں ابھی کنزہ کا
ساتھ پانے کے لیے بہت سی آزمائش رہتی تھی۔۔۔ کنزہ بیٹا یہ عبا یا
کیوں اتار دیا ہمیں ابھی ہسپتال جانا تھا اور تم نے بھی میرے ساتھ جانا
ہیں اس لیے جلدی سے جاؤ پہن کر آؤ۔۔۔ بشری بیگم جن کی نظریں
زیان پر تھی اب اس سے نظریں ہٹائی ہوئی کنزہ کو دیکھ کر پیار بھرے

لہجے میں بولی تھی۔۔۔ اب تو انہیں کنزہ اور بھی زیادہ پیاری ہو گئی تھی
آخر ہوتی بھی کیوں نہ ان کے بیٹے کی پسند تھی۔۔۔

ہاں تو اب تم بتاؤ کہ میں اپنے بیٹے کی کیا مدد کر سکتی ہوں۔۔۔ کنزہ کے
جاتے ہی بشری بیگم زیان سے مخاطب ہوئی تھی جس نے ابھی تک اپنی
نظریں دروازے پر مرکوز کی ہوئی تھی جہاں سے کنزہ گزری تھی۔۔۔
بشری بیگم کے بلانے پہ زیان ان کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔

بس آپ فل حال یہ مدد کر دے کہ یہ نتھلی کنزہ سے کہہ کر اترادیں
ورنہ میں کیا کر بیٹھوں گا یہ مجھے بھی پتا نہیں ہیں اور بعد میں آپکو ہی
شکایت ہوگی مجھ سے کہ میں نے شادی سے پہلے ہی آپکو دادی بنادیا
۔۔۔ زیان بے باکی سے بولتا ایک آنکھ ونک کر گیا تھا۔۔۔ اس کی اس
بات اور حرکت پہ بشری بیگم کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا تھا وہ زیان کو گھور
کر رہ گئی تھی۔۔۔ ان کو زیان سے اس بات کی امید نہیں تھی۔۔۔

تمہیں صرف ایک لڑکی پسند آئی ہیں اور تم اتنے بد تمیز ہو گئے ہوں اور
جب تمہاری شادی ہو گی تو تم میں ساری شرم ختم ہو جائے گی۔
بشری بیگم اس کو ڈٹپنے والے انداز میں بولی تھی۔۔۔ ان کے بولنے پر
زیان کا قہقہہ گونجا تھا۔۔۔ اس کو قہقہہ مارتا دیکھ کر بشری بیگم نے دل میں
ماشاء اللہ بولا تھا اور اس کو ہمیشہ ایسے ہی خوش رہنے کی دعا دی تھی۔
ابھی زیان کوئی بات کرتا جب کنزہ دروازہ کھولتی ہوئی اندر داخل ہوئی
تھی اس کو دیکھ کر وہ وہی خاموش ہو گیا تھا اور زیان ان کو یہ کہتا کہ وہ ان
کا گاڑی میں انتظار کر رہا ہیں کمرے سے باہر چلا گیا تھا۔۔۔
آیان جس کو آج کسی کیس کے سلسلے میں عدالت جانا تھا اس کو اٹھتے
ہوئے دیر ہو گئی تھی اس لیے وہ اٹھتا ہی واشروم میں گھس گیا تھا اب وہ
جلدی سے شاور لے کر باہر نکلا تھا اپنے وکیل کے مخصوص یونیفارم میں
وہ بلا کا حسین لگ رہا تھا کوئی بھی اس پہ دل ہار سکتا تھا۔ ابھی وہ اپنی ٹائی

باندھتا جب اس کے روم میں دعا داخل ہوئی تھی۔۔۔ وہ لال رنگ کے
شارٹ فرائ میں بلا کی حسین لگ رہی تھی۔۔۔ اس کے ابھی شاور
لینے کی وجہ سے اس کو لباس اس کے بدن کے ساتھ چپکا ہوا تھا جس سے
اس کے بدن کے خوبصورت نشیب و فراز نمایاں ہو رہے تھے اس کو
دیکھ کر آیان کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی اس نے مشکل
ہی اپنی نظریں اس پر ہٹائی تھی اور دوبارہ اپنے کام مصروف ہو گیا تھا
۔۔۔ دعا ایک ہی جسٹ میں اس تک پہنچی تھی اور اس کے کے ہاتھوں پہ
اپنے ہاتھ رکھ رہے تھے جس سے اس کے ٹائی باندھتے ہاتھ کے تھے
پاس آنے کی وجہ سے اس کا دل پہلو میں دھڑکا تھا اور اس کا اور دعا کے
چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔۔ جسے دعا نے بھی بخوبی نوٹ کیا تھا۔۔۔

یہاں پر کیا کرنے آئی ہوں اتنی صبح۔۔۔ آیان خود پر قابو پاتا تھوڑا سخت
لہجے میں پوچھ رہا تھا اگر اسے کوئی یہاں پر دیکھ لیتا تو اس کے بارے میں

کیا سوچتا اور آیان دعا کا کردار سب کی نظروں میں مشکوک نہیں بنانا چاہتا تھا۔۔۔ تم پر یہ غصہ اچھا نہیں لگتا وکیل صاحب تم پر صرف میری حرکتوں پر شرمانا اچھا لگتا ہے۔۔۔ دعا آیان کے ہونٹوں کو چھوتی ایک آنکھ ونک کرتی بڑے بیٹھے لہجے میں بولی تھی جبکہ اس کا لمس پر آیان ساکت ہوا تھا۔۔

اس کا چہرہ لال ٹماڑ ہوا تھا وہ ایسا ہی تھا وہ ایسا ہی تھا لڑکا ہو کر بھی وہ شرماتا تھا اور اسی بات کا دعا فائدہ اٹھاتی تھی۔۔۔ ابھی وہ اس کی ٹائی باندھنے کے ساتھ اس کی دھڑکنوں کا شور بخوبی سن سکتی تھی۔۔۔ یہ کیا بد تمیزی تھی۔۔۔ آیان خود کونا رمل کرتا اس کی کمر سے پکڑ کر اس کو اپنے قریب کرتا بھڑکا تھا۔۔۔ اس کے غصے پہ بھی دعا مسکرا رہی تھی اور ایک بار اس کے ہونٹوں پہ اپنے دانت گاڑتی پیچھے ہوئی اس کے گلے میں اپنی باہیں حائل کر گئی تھی۔۔۔

یہ بد تمیزی نہیں مائے ڈیئر ہی یہ میری محبت ہے جس کا میں تمہیں
ایک چھوٹا سا ٹریلر دکھا رہی ہوں تاکہ تم شادی سے پہلے سے پہلے میری
شدتیں سہنے کے لیے خود کو تیار کر لو۔۔۔ دعا اس کی گردن میں ہاتھ
ڈالتی خمار آلودہ لہجے میں بولی تھی۔۔۔ آیان کا دماغ صرف ”مائے ڈیئر
ہی“ میں ہی اٹک گیا تھا تو وہ بھی اس سے محبت کرتی تھی جیسے کہ وہ کرتا
تھا۔۔۔ یہ سوچ کر ہی آیان کا دل ناچنے کو کر رہا تھا کہ اس کو بغیر کسی محنت
کے اس کی محبت مل گئی تھی۔۔۔

کیا مطلب ہے تمہاری اس بات کا اور یہ پیچھے ہو کر بات کرو۔۔۔ آیان
جانتے ہوئے بھی اس کے مائے ڈیئر ہی کا مطلب پوچھ رہا تھا اور اس
نے دعا کو خود دور کرنے کی کوشش کی تھی وہ پیچھے تو نہیں ہوئی تھی البتہ
اور اس کے قریب ہو گئی تھی۔۔۔ اس کے قریب ہونے پہ آیان اس کے

بدن کے نشیب و فراز کی ناز کی اپنے سینے پہ محسوس کر کے پاگل ہوا تھا
۔۔۔ وہ اس کے جواں جذبات بھڑکا گئی تھی۔۔

بات تو تم ایسے کر رہے ہو جیسے تمہیں واقع میں کچھ نہیں پتا اور تم ہی تو
مجھ سے شادی کے خواہش مند تھے زور مجھے میسج کرتے تھے کہ میں تم
سے شادی کرنا چاہتا ہوں اور اب جب میں آگئی ہوں تم مجھ سے
سیدھے منہ بات بھی نہیں کر رہے۔۔ دعا کے اس انکشاف پہ آیان کی
آنکھیں حد درجہ پھیل گئی تھی۔۔۔ وہ بے یقینی سے دعا کو دیکھ رہا تھا۔۔
اس کو سب پتا ہونے کے باوجود بھی اس نے کبھی بھنک بھی نہیں لگنے
دی تھی اسے کہ اس نے جو فیک آئی ڈی بنائی ہوئی تھی صرف دعا سے
بات کرنے کے لیے وہ اس کو پتا چل گئی تھی۔۔ آیان کی انتی حیرت سے
پھیلی ہوئی آنکھیں دیکھ کر دعا نے اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی۔۔ اسے

امید تھی جب جب اسے یہ سچ بتائے گی کہ اسے سب پتہ ہے۔ اس کا
ری ایکشن ایسا ہی ہو گا اور آیان دعا کی امیدوں پہ پورا اتر اٹھا۔۔۔ آیان
نے وہ فیک آئی ڈی اس لیے بنائی تھی کہ وہ کھل کر اپنے دل کو بات دعا
سے کر سکے ایسے اسے ایک جھجک محسوس ہوتی تھی جس کی وجہ سے وہ
اپنی اور دعا کی دوستی کو کبھی آگے نہیں بڑھا پاتا تھا۔۔۔

دعا کو جیسے ہی پتا چلا کہ وہ آیان ہے اس نے نہ ہی کبھی آیان سے اس کی
تصویر مانگی تھی اور نہ ہی اس کو کبھی کال پہ بات کرنے کے لیے کہا تھا
اسے ڈر تھا کہ آیان کہیں بات کرنا ہی نہ چھوڑ دیں اور آیان نے بھی اس
بات پہ زیادہ دھیان نہیں دیا تھا آیان نے اتنا بتایا تھا کہ وہ پاکستان میں
رہتا ہے اور وہ پچھلے ایک سال سے دعا کو شادی کے لیے پریوز کر رہا ہے

دعا نے اس کو جواب دیا تھا کہ وہ جیسے ہی پاکستان آئے گی تو وہ جواب
دے گی۔۔۔ اب اس نے جواب دینے کی بجائے آیان کے سر پر دھماکہ
کیا تھا اور آیان ابھی تک منہ کھول کر اس کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے منہ
کھلنے کی وجہ سے اور چہرے پہ معصومیت سجانے کی وجہ سے وہ اتنا پیارا
لگ رہا تھا کہ دعا نے اس کے لبوں پہ اپنے لب رکھ دیئے تھے اور کتنے
منٹ وہ اس کے ہونٹوں کا جام پیتی رہی تھی اس کی اس حرکت پر آیان
سٹل ہو کر۔ کھڑا تھا اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ دعا کا ساتھ دے
پاتا۔ دعا اس کے نچلے لب کو زور سے کھینچتی۔ پیچھے ہوئی تھی اور
اس کے سامنے ایک چٹکی بجائی تھی جس سے وہ ہوش کی دنیا میں واپس
لوٹا تھا۔۔۔

ت۔۔۔ م۔۔۔ تم سے کس نے کہا ہے کہ میں تم سے شادی کرنا چاہتا
ہوں۔۔۔ آیان نے اٹکتے اٹکتے اپنی بات مکمل کی تھی۔ وہ تو اتنے

بڑے سچ۔ یہ کچھ بول بھی نہیں پارہا تھا اور اوپر سے دعا کی اتنی ڈیپ کس کے بعد اس کے جذبات مزید بھڑکے تھے۔۔۔ دعا بنا کوئی اسے جواب دیے کچھ ادھر ادھر تلاش کرنا شروع ہو گئی تھی۔۔۔ آیان بس اسکو غور سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ جس کا قیامت خیز بدن اس کے دل پہ بجلیاں گرا رہا تھا۔۔۔ کچھ ہی منٹوں بعد دعا کے ہاتھ میں اپنا موبائل دیکھ کر آیان کی سانسیں اٹکی تھیں۔۔۔ دعا اس کے پاس موبائل لاتی اس سے لاک کھلوا کر کچھ موبائل میں تلاش کرنا شروع ہو گئی تھی۔۔۔ کچھ ہی منٹوں بعد وہ آیان کے سامنے اپنی اور اس کی چیٹ جو اس نے فیک آئی ڈی سے کی تھی وہ لہرا رہی تھی۔۔۔ آیان بیچارہ چپ کر کے کھڑا تھا کہ اب اس سچویشن کا سامنا کیسے کرے گا اور کیا جواب دے گا اس کے سوالوں کا۔۔۔ مجھے پتا تھا کہ تم اتنی جلدی سچ نہیں بولتے والے تھے اس لیے میں نے خود ہی تمہیں سب کچھ آکر بتا دیا اور میں نے یہ فیصلہ کیا ہیں کہ

میں نانا جی سے بات کر کے جلدی اپنا اور تمہارا نکاح پڑھواتی ہوں دعا
آیان کی کمر میں ایک زوردار مکہ جھڑتی ہوئی بولی تھی۔۔۔
اس انکشاف پہ آیان کی آنکھیں حد درجہ پھیل گئی تھی۔۔۔ وہ بے یقینی
سے دعا کو دیکھ رہا تھا۔

اس کو سب پتا ہونے کے باوجود بھی اس نے کبھی بھنک بھی نہیں لگنے
دی تھی اسے کہ اس نے جو فیک آئی ڈی بنائی ہوئی تھی صرف دعا سے
بات کرنے کے لیے وہ اس کو پتا چل گئی تھی۔۔ آیان کی انتی حیرت سے
پھیلی ہوئی آنکھیں دیکھ کر دعا نے اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی۔۔ اسے
امید تھی جب جب اسے یہ سچ بتائے گی کہ اسے سب پتا ہے۔ اس کا
ری ایکشن ایسا ہی ہو گا اور آیان دعا کی امیدوں پہ پورا اتر اٹھا۔۔ آیان
نے وہ فیک آئی ڈی اس لیے بنائی تھی کہ وہ کھل کر اپنے دل کو بات دعا

سے کر سکے ایسے اسے ایک جھجک محسوس ہوتی تھی جس کی وجہ سے وہ اپنی اور دعا کی دوستی کو کبھی آگے نہیں بڑھا پاتا تھا۔۔۔

دعا کو جیسے ہی پتا چلا کہ وہ آیان ہے اس نے نہ ہی کبھی آیان سے اس کی تصویر مانگی تھی اور نہ ہی اس کو کبھی کال پہ بات کرنے کے لیے کہا تھا اسے ڈر تھا کہ آیان کہیں بات کرنا ہی نہ چھوڑ دیں اور آیان نے بھی اس بات پہ زیادہ دھیان نہیں دیا تھا آیان نے اتنا بتایا تھا کہ وہ پاکستان میں رہتا ہے اور وہ پچھلے ایک سال سے دعا کو شادی کے لیے پریوز کر رہا ہے۔۔۔

دعا نے اس کو جواب دیا تھا کہ وہ جیسے ہی پاکستان آئے گی تو وہ جواب دے گی۔۔۔ اب اس نے جواب دینے کی بجائے آیان کے سر پر دھماکہ کیا تھا اور آیان ابھی تک منہ کھول کر اس کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے منہ کھلنے کی وجہ سے اور چہرے پہ معصومیت سجانے کی وجہ سے وہ اتنا پیارا

لگ رہا تھا کہ دعا نے اس کے لبوں پہ اپنے لب رکھ دیئے تھے اور کتنے
منٹ وہ اس کے ہونٹوں کا جام پیتی رہی تھی اس کی اس حرکت پر آیان
سٹل ہو کر۔ کھڑا تھا اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ دعا کا ساتھ دے
پاتا۔ دعا اس کے نچلے لب کو زور سے کھنسیچتی۔ پیچھے ہوئی تھی اور
اس کے سامنے ایک چٹکی بجائی تھی جس سے وہ ہوش کی دنیا میں واپس
لوٹا تھا۔۔۔

ت۔۔۔م۔۔۔تم سے کس نے کہا ہے کہ میں تم سے شادی کرنا چاہتا
ہوں۔۔۔آیان نے اٹکتے اٹکتے اپنی بات مکمل کی تھی۔۔۔وہ تو اتنے
بڑے سچ۔۔۔پہ کچھ بول بھی نہیں پارہا تھا اور اوپر سے دعا کی اتنی ڈیپ کس
کے بعد اس کے جذبات مزید بھڑکے تھے۔۔۔دعا بنا کوئی اسے جواب
دیے کچھ ادھر ادھر تلاش کرنا شروع ہو گئی تھی۔۔۔آیان بس اسکو
غور سے دیکھ رہا تھا۔۔۔جس کا قیامت خیز بدن اس کے دل پہ بجلیاں

گرا رہا تھا۔۔۔ کچھ ہی منٹوں بعد دعا کے ہاتھ میں اپنا موبائل دیکھ کر
آیان کی سانسپس اٹکی تھی۔۔۔ دعا اس کے پاس موبائل لاتی اس سے
لاک کھلوا کر کچھ موبائل میں تلاش کرنا شروع ہو گئی تھی۔۔۔ کچھ ہی
منٹوں بعد وہ آیان کے سامنے اپنی اور اس کی چیٹ جو اس نے فیک آئی
ڈی سے کی تھی وہ لہرا رہی تھی۔۔۔ آیان بیچارہ چپ کر کے کھڑا تھا کہ اب
اس سچویشن کا سامنا کیسے کرے گا اور کیا جواب دے گا اس کے سوالوں
کا۔۔۔ مجھے پتا تھا کہ تم اتنی جلدی سچ نہیں بولتے والے تھے اس لیے
میں نے خود ہی تمہیں سب کچھ آکر بتا دیا اور میں نے یہ فیصلہ کیا ہیں کہ
میں نانا جی سے بات کر کے جلدی اپنا اور تمہارا نکاح پڑھواتی ہوں دعا
آیان کی کمر میں ایک زوردار مکہ جھڑتی ہوئی بولی تھی۔۔۔

آیان ابھی تک شش و پنج میں مبتلا کھڑا تھا کہ یہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہیں
اگر دعا کو اس کی سچائی پتا چل گئی تھی تو کبھی اس نے پتا کیسے نہیں چلنے دیا
۔۔۔ اس کے پیٹ میں تو کوئی بات نہیں ٹپکتی تھی۔۔۔ وہ انتی بڑی بات
اپنے پیٹ میں کیسے رکھ سکتی اور اس میں اتنی ہمت آگئی تھی کہ وہ داجی
سے بات بھی کرے گی۔۔۔ جبکہ آیان نے ابھی اس بارے میں وقاص
علی شاہ سے بات کرنے بارے میں سوچا بھی نہیں تھا۔۔۔

تمہیں کیا لگا کہ اگر تم اتنی چالاکی سے کام کرو گے تو مجھے نہیں پتا چلے گا
دعا نعمان علی شاہ نام ہے میرا مجھ سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں رہ سکتا۔
دعا آیان کے ہونٹوں پہ کس کرتی ہوئی بولی تھی۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ کس کرتی پیچھے ہوتی آیان اس کی سانسوں پہ بُری طرح
قابض ہوا تھا۔۔۔ ابھی دعا اس کو پیچھے ہونے کے لیے کوئی مزاحمت
کرتی جب وہ اس کو کمر سے سختی سے پکڑے اس کے ہونٹوں پہ اپنی

شدت دکھائی تھی۔۔۔ دعا نے محسوس کیا تھا کہ اس کے لمس میں آگ
سی تپش تھی۔۔۔ وہ کتنے ہی منٹ اس کی سانسوں کو اپنے اندر اتارتا رہا
تھا۔۔

لیکن اس نے اسے رہائی نہیں دی تھی البتہ اس کی بند ہوتی ہوئی
سانسوں کو محسوس کر کے اپنے لمس میں وہ نرمی لے آیا تھا۔۔۔ دعا تو
اب تک بے یقینی سے اپنی سبز آنکھیں پھیلا کر کھڑی تھی۔۔۔ اسے لگا تھا
کہ آیان کو صرف شرمانا آتا ہے۔ اس لیے وہ اس سے ایسے مذاق کرتی
تھی اب اس کی شدت اپنے ہونٹوں پہ دیکھ کر اس کے گال دھک کر لال
ہوئے تھے۔۔۔

اس کے لمس میں نرمی محسوس کر کے اس نے بھی آیان کے اس کام
میں بھرپور ساتھ دیا تھا۔۔۔ وہ دونوں اب دنیا بھلائے ایک دوسرے
کے ہونٹوں کا جام پینے میں مصروف تھے۔۔۔ وہ کتنی ہی دیر ایک

دوسرے میں گم رہے تھے اور دعا کا صدمہ تو اس وقت لگا تھا جب آیان کے ہاتھ دعا کی کمر سے نیچے اسے بے باکی سے چھو رہے تھے۔۔

دعا آیان کو دھکا دیتی جلدی سے پیچھے ہوئی تھی اور اور اپنی سبز آنکھوں سے اس کو گھور کر دیکھا تھا۔ کیا ہوا تمہیں تم لندن سے آئی ہو اور صرف

تمہیں ہی رومانس کرنا آتا ہے یہ تو چھوٹا سا صرف ٹریلر تھا ایک بار نکاح ہونے دو پھر میں تمہیں پوری فلم دکھاؤں گا۔ آیان اس کے قیامت خیز بدن پہ اپنی نظریں گاڑھتا ہوا بے باکی سے بولا تھا۔

اس کی نظریں اپنے جسم پہ محسوس کر کے دعا کے کانوں کی لوتک سرخ ہوئی تھی۔۔ وہ جتنی بھی بولڈ ہو جاتی آخر تھی تو ایک لڑکی ہی نہ۔۔۔ تم مجھے چیلنج کر رہے ہو۔۔ دعا آیان کے سینے پہ مکہ مارتی ہوئی بولی تھی۔۔

یہی سمجھ لو۔۔ آیان دعا کے گالوں پہ کس کرتا ہے حد سنجیدگی سے بولا
تھا مقصد اس کا دعا کو اکسانا تھا اسے پتا تھا کہ دعا کو چیلنج کتنے پسند تھے اور
وہ انہیں ہر حال میں جیت کر رہتی تھی۔۔ تو ٹھیک ہے پھر دیکھتے ہیں
کون جیتا ہے۔۔ دعا اپنے بال ایک سٹائل سے پیچھے کرتی ہوئی بولی تھی
۔۔ اس کو ایک آنکھ و نک کرتی وہ باہر کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔ اس
کے جانے کے بعد آیان گہرا مسکرایا تھا۔۔

وقاص علی شاہ جو ابھی اپنے کمرے میں بیٹھے کچھ سوچ رہے تھے۔۔
دروازے پہ دستک دینے سے وہ ہوش میں آئے تھے۔۔ ضارب
دروازے پہ دستک دیتا اندر داخل ہوا تھا۔۔ اس کو دیکھ کر وقاص علی
شاہ کے چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ آئی تھی۔۔ ان کو جتنے
زیان، کایان اور آیان عزیز تھے اس سے بھی کہیں زیادہ انہیں ضارب
عزیز تھا آخر ہوتا بھی کیوں نہ ان کی اکلوتی بیٹی کا بیٹا تھا۔۔ ضارب ان

سے ملتا ایک سانسید پہ ہو کر بیٹھ گیا تھا۔ اس کے چہرے پہ اس وقت
سنجیدگی تھی۔ جو وقاص علی شاہ نے بھی نوٹ کی تھی کیا ہوا بیٹا کوئی
پریشانی کی بات ہیں وقاص علی شاہ اس کو خاموش دیکھ کر پیار بھر لے
لہجے میں استفسار کر رہے تھے نہیں نانا جی ایسی کوئی بات نہیں ہیں بس
آپ سے کچھ مانگتے آیا ہوں اور مجھے امید۔ ہیں کہ آپ مجھے خالی ہاتھ
نہیں بھیجے گے۔ ضارب وقاص علی شاہ کو دیکھ کر ادب سے بول رہا تھا
اس کے چہرے پہ سنجیدگی برقرار تھی۔۔۔

ہاں بیٹا بولو میرا سب کچھ اب تم لوگوں کا ہی ہیں اس لیے بلا جھجک مجھ
سے کچھ بھی مانگ۔ سکتے ہوں۔ وقاص علی شاہ اس کا سنجیدہ چہرہ دیکھ
کر پیار سے بول رہے تھے۔۔۔ مجھے اسی ہفتے فجر اپنے نکاح میں چاہیے
۔۔ میں صرف اسی کے لیے پاکستان سے آیا ہوں اگر وہ مجھ سے دور

ہو گئی تو میں پتا نہیں کیا کر بیٹھوں گا مجھے خود نہیں پتا۔۔ ضارب نے
وقاص علی شاہ کو دیکھتے منت بھر لے لہجے میں استفسار کیا تھا۔۔

کل پوری رات سوچنے کے بعد ہی ضارب نے یہ فیصلہ کیا تھا وہ فجر کو
کسی قیمت پر نہیں کھو سکتا ہیں۔۔ اس لیے وہ صبح ہوتے ہی سب سے پہلے
وقاص علی شاہ کے پاس آیا تھا۔۔ تاکہ ان سے بات کر سکے۔۔ وہ چاہتا
تو اپنی ماں سے بھی بات کر سکتا تھا۔۔ لیکن وہ چاہتا تھا کہ وقاص علی شاہ
سب کو یہ فیصلہ سنائے تاکہ کسی کو کوئی اعتراض نہ رہے اور ہی کوئی منع
کر پائے کیونکہ ان کا فیصلہ آخری فیصلہ ہوتا تھا اس گھر میں۔۔ کیوں
نہیں بیٹا فجر تمہاری ہی ہوئی اب سے اور اسی ہفتے تمہارا نکاح بھی ہو گا
میں سب کو اپنا فیصلہ سنا دوں گا۔۔ وقاص علی شاہ ضارب کی شدت پسند
ی دیکھتے ہوئے جلدی سے مان گئے تھے وہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کے
اکلوتے تو اسے کو کچھ بھی ہو ان کے ایک غلط فیصلے کی وجہ سے۔۔

انہوں نے فجر کو زیان کے لیے سوچ رکھا تھا۔۔۔ اگر زیان ان کی پسند
سے شادی کرتا تو وہ فجر کے ساتھ ہی اس کی شادی کرواتے۔۔۔
انہوں نے اس بارے سے ابھی زیان سے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔۔
وہ اس پر اپنی مرضی نہیں تھوینا چاہتے تھے۔۔۔ جب کہ ضارب
وقاص علی شاہ کا فیصلہ سے خوشی سے ان کے گلے ملا تھا اسے نہیں پتا تھا
کہ اسے اس کی محبت اتنی آسانی سے مل جائے گی لیکن وہ یہ نہیں جانتا
تھا کہ۔۔۔ محبت اگر آسانی سے مل جائے تو محبت نہیں لگتی۔۔۔ شکریہ
دھکادیتی جلدی سے پیچھے ہوئی تھی اور اور اپنی سبز آنکھوں سے اس
کو گھور کر دیکھا تھا۔۔۔ کیا ہوا تمہیں تم لندن سے آئی ہو اور صرف
تمہیں ہی رومانس کرنا آتا ہے یہ تو چھوٹا سا صرف ٹریلر تھا ایک بار نکاح
ہونے دو پھر میں تمہیں پوری فلم دکھاؤں گا۔۔۔ آیان اس کے قیامت
خیز بدن پہ اپنی نظریں گاڑتا ہوا بے باکی سے بولا تھا۔۔۔

اس کی نظریں اپنے جسم پہ محسوس کر کے دعا کے کانوں کی لوتک سرخ
ہوئی تھی۔۔ وہ جتنی بھی بولڈ ہو جاتی آخر تھی تو ایک لڑکی ہی نہ۔۔۔ تم
مجھے چیلنج کر رہے ہو۔۔ دعا آیان کے سینے پہ مکہ مارتی ہوئی بولی تھی۔۔
یہی سمجھ لو۔۔ آیان دعا کے گالوں پہ کس کرتا ہے حد سنجیدگی سے بولا
تھا مقصد اس کا دعا کو اکسانا تھا اسے پتا تھا کہ دعا کو چیلنج کتنے پسند تھے اور
وہ انہیں ہر حال میں جیت کر رہتی تھی۔۔ تو ٹھیک ہے پھر دیکھتے ہیں
کون جیتا ہے۔۔ دعا اپنے بال ایک سٹائل سے پیچھے کرتی ہوئی بولی تھی
۔۔ اس کو ایک آنکھ و نک کرتی وہ باہر کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔ اس
کے جانے کے بعد آیان گہرا مسکرایا تھا۔۔۔

وقاص علی شاہ جو ابھی اپنے کمرے میں بیٹھے کچھ سوچ رہے تھے۔۔۔
دروازے پہ دستک دینے سے وہ ہوش میں آئے تھے۔۔ ضارب
دروازے پہ دستک دیتا اندر داخل ہوا تھا۔۔ اس کو دیکھ کر وقاص علی

شاہ کے چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ ان کو جتنے
زیان، کایان اور آیان عزیز تھے اس سے بھی کہیں زیادہ انہیں ضارب
عزیز تھا آخر ہوتا بھی کیوں نہ ان کی اکلوتی بیٹی کا بیٹا تھا۔۔ ضارب ان
سے ملتا ایک سانسید پہ ہو کر بیٹھ گیا تھا۔ اس کے چہرے پہ اس وقت
سنجیدگی تھی۔۔ جو وقاص علی شاہ نے بھی نوٹ کی تھی کیا ہوا بیٹا کوئی
پریشانی کی بات ہیں وقاص علی شاہ اس کو خاموش دیکھ کر پیار بھر لے
لہجے میں استفسار کر رہے تھے نہیں نانا جی ایسی کوئی بات نہیں ہیں بس
آپ سے کچھ مانگتے آیا ہوں اور مجھے امید۔ ہیں کہ آپ مجھے خالی ہاتھ
نہیں بھیجے گے۔۔ ضارب وقاص علی شاہ کو دیکھ کر ادب سے بول رہا تھا
اس کے چہرے پہ سنجیدگی برقرار تھی۔۔۔۔۔

ہاں بیٹا بولو میرا سب کچھ اب تم لوگوں کا ہی ہیں اس لیے بلا جھجک مجھ
سے کچھ بھی مانگ۔ سکتے ہوں۔۔ وقاص علی شاہ اس کا سنجیدہ چہرہ دیکھ

کر پیار سے بول رہے تھے۔۔۔ مجھے اسی ہفتے فجر اپنے نکاح میں چاہیے
۔۔ میں صرف اسی کے لیے پاکستان سے آیا ہوں اگر وہ مجھ سے دور
ہو گئی تو میں پتا نہیں کیا کر بیٹھوں گا مجھے خود نہیں پتا۔۔ ضارب نے
وقاص علی شاہ کو دیکھتے منت بھر لے لہجے میں استفسار کیا تھا۔۔
کل پوری رات سوچنے کے بعد ہی ضارب نے یہ فیصلہ کیا تھا وہ فجر کو
کسی قیمت پر نہیں کھو سکتا ہیں۔۔ اس لیے وہ صبح ہوتے ہی سب سے پہلے
وقاص علی شاہ کے پاس آیا تھا۔ تاکہ ان سے بات کر سکے۔۔ وہ چاہتا
تو اپنی ماں سے بھی بات کر سکتا تھا۔ لیکن وہ چاہتا تھا کہ وقاص علی شاہ
سب کو یہ فیصلہ سنائے تاکہ کسی کو کوئی اعتراض نہ رہے اور ہی کوئی منع
کر پائے کیونکہ ان کا فیصلہ آخری فیصلہ ہوتا تھا اس گھر میں۔۔ کیوں
نہیں بیٹا فجر تمہاری ہی ہوئی اب سے اور اسی ہفتے تمہارا نکاح بھی ہو گا
میں سب کو اپنا فیصلہ سنا دوں گا۔۔ وقاص علی شاہ ضارب کی شدت پسند

ی دیکھتے ہوئے جلدی سے مان گئے تھے وہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کے
اکلوتے تو اسے کو کچھ بھی ہو ان کے ایک غلط فیصلے کی وجہ سے۔۔۔
انہوں نے فجر کو زیان کے لیے سوچ رکھا تھا۔۔۔ اگر زیان ان کی پسند
سے شادی کرتا تو وہ فجر کے ساتھ ہی اس کی شادی کرواتے۔۔۔
انہوں نے اس بارے سے ابھی زیان سے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔۔
وہ اس پر اپنی مرضی نہیں تھوینا چاہتے تھے۔۔۔ جب کہ ضارب
وقاص علی شاہ کا فیصلہ سے خوشی سے ان کے گلے ملا تھا اسے نہیں پتا تھا
کہ اسے اس کی محبت اتنی آسانی سے مل جائے گی لیکن وہ یہ نہیں جانتا
تھا کہ۔۔۔ محبت اگر آسانی سے مل جائے تو محبت نہیں لگتی۔۔۔

اس وقت سب بڑے وقاص علی شاہ کے کمرے میں بیٹھے تھے ان کے
ساتھ کا بیان بھی موجود تھا ضارب اور زیان اپنے آفس میں موجود تھے

حور اور فجر کالج گئی ہوئی تھی کنزہ بشری بیگم کے لیے کھانا بنا رہی تھی جبکہ دعا اپنی پاکستانی دوستوں سے ملنے گی ہوئی تھی۔۔ اس وقت سب خاموشی سے وقاص علی شاہ کا چہرہ دیکھ رہے تھے جو سنجیدگی سے بیٹھے نا جانے کیا سوچ رہے تھے۔۔ بابا۔۔ کیا بات آپ نے ہمیں اچانک کیوں بلایا ہیں زاہد علی شاہ ان کو خاموش دیکھتے بات کا آغاز کر رہے تھے باقی سب نے بھی ان کی بات سے اتفاق کیا تھا۔۔

میں نے ایک فیصلہ لیا ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ کسی کو میرے فیصلے سے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔۔ وقاص علی شاہ سب کو دیکھتے سنجیدہ لہجے میں بول رہے تھے۔۔ بابا آپ حکم کریں آپ کا ہر فیصلہ سر آنکھوں پر بس آپ ایک بار بولیں تو سہی۔۔ عابد علی شاہ ان کا ہاتھ چومتے ادب سے بولے تھے۔۔ ان کی بات پہ سب نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔

میں نے ضارب اور فجر کا رشتہ تہ کر دیا ہیں اور اسی ہفتے ان کا نکاح ہیں
سب نے جو تیاریاں کرنی ہیں میرے نور سے اور پوتی کا نکاح ہیں بہت
دھوم دھام سے ہو گا اور اگر کسی کو میرے فیصلے سے کوئی اعتراض ہیں وہ
بول سکتا ہیں۔۔

آخر کار تم لوگوں کی اولاد ہیں۔۔ وقاص علی شاہ کے پہلے جملے میں میں
اپنی نواسے اور پوتی کے نکاح کی خوشی کی جھلک رہی تھی۔۔۔ جبکہ ان
کے دوسرے جملے میں فکر مندی تھی کہ کہیں کوئی منع نا کر دے۔۔
اگر کسی نے منع کر دیا تو وہ ضارب کو کیا جواب دیں گے وہ تو اس کو زبان
دیں چکے تھے۔۔۔

بابا کیسی بات کر رہے ہیں آپ ہم سے زیادہ آپ کا حق ہے ہماری
اولادوں پہ آپ نے جو بھی فیصلہ کیا ہیں۔۔ وہ ہمیں منظور ہیں۔۔ مہرین

شاہ و قاص علی شاہ کا ہاتھ تھا متی ادب سے چومتی ان کا ہاتھ اپنے ماتھے کے ساتھ لگا گئی تھی۔۔۔

ان کو اپنے بابا کے فیصلے پر کوئی اعتراض بھی نہیں تھا۔۔۔ جی بابا مہرین بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں ہمیں آپ کے فیصلہ منظور ہیں۔۔۔ لیکن میں صرف ایک بار فجر سے پوچھنا چاہتا ہوں اس کو بعد میں کوئی شکایت نہ رہے۔۔۔ زاہد علی شاہ نے بھی مہرین کی بات پر تائید میں سر ہلایا تھا لیکن وہ صرف ایک بار فجر سے پوچھنا چاہتے تھے۔۔۔

مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن تم نہیں پوچھو گے کا بیان جا کر فجر سے پوچھ آئے گا اور جو بھی کرنا ہیں۔۔۔ اتوار سے پہلے کروں اتوار والے دن نکاح کی تقریب ہوں گی۔۔۔ وقاص علی شاہ کا بیان کی طرف دیکھتے ہوئے بولے تھے جو نہ جانے کن سوچوں میں گم تھا وقاص علی شاہ کے منہ سے اپنا نام سن کر ہوش میں آیا تھا۔۔۔

ان کی بات پہ اس نے صرف ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔ کایان سب کو ایک
نظر دیکھتا وہاں سے جا چکا تھا باقی سب ابھی نکاح کی تقریبات کے
بارے میں اپنی اپنی رائے کا اظہار کر رہے تھے۔۔۔ اس وقت رات
کے دس بج رہے تھے جب زیان کی گاڑی پورچ میں آکر رکی تھی۔۔۔
وہ گاڑی سے اتر کر اندر جا ہی رہا تھا جب اسے باہر لاؤنچ میں کایان بیٹھا
ہوا نظر آیا تھا۔۔۔ زیان نے اندر جانے کی بجائے کایان کی طرف قدم
بڑھا دیے تھے۔۔۔ جونہ جانے کن سوچوں میں گم تھا۔ اس نے اس
کی گاڑی کے رکنے کی آواز بھی نہیں سنی تھی۔۔۔

زیان جا کر اس کے ساتھ والی کرسی پہ جا کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔ وہ ابھی تک
اپنی سوچوں میں گم تھا۔۔۔ اس لیے اس نے زیان کا اپنے پاس بیٹھنا بھی
محسوس نہیں کیا تھا۔۔۔ زیان نے اس کے سامنے اپنی انگلیوں سے چٹکی
بجائی تھی جس سے وہ ہوش کی دنیا میں واپس آیا تھا۔۔۔

توں کب آیا۔۔۔ کایان زیان کو ایک نظر دیکھتا سنجیدگی سے استفسار کر رہا تھا۔۔۔۔۔

اس کوچ میں پتا نہیں چلا تھا کہ زیان کب آیا تھا۔۔۔

وہ اتنا زیادہ اپنی سوچوں سے لڑ رہا تھا۔۔۔ میں تو اس وقت آیا ہوں جب

توں پتا نہیں کن سوچوں میں گم تھا۔۔۔ زیان اس کے بالوں میں ہاتھ

پھیرتا ہوا پیار بھرے لہجے میں بول رہا تھا۔۔۔ ان دونوں کی دوستی ایسی

ہی تھی ایک دوسرے کے لیے جان دینے والی وہ بے شک ہمیشہ ایک

دوسرے سے لڑتے رہتے تھے لیکن ایک دوسرے کو پریشان دیکھ کر وہ

ایک دوسرے پر اپنا آپ قربان کرنے والے تھے۔۔۔

اب بھی وہ کایان کو پریشان دیکھ کر اس سے پیار سے بات کر رہا تھا۔۔۔

میں تیرا ہی انتظار کر رہا تھا۔۔۔ تجھ سے کچھ ضروری بات کرنی ہیں مجھے

۔۔۔ کایان زیان کے گلے لگتا ہوا بولا تھا۔۔۔ اس کی آواز میں نمی محسوس

کر کے زیان کے دل کو کچھ ہوا تھا ایسی کیا بات ہوئی تھی کہ وہ اتنا مضبوط
شخص آج روہا تھا۔۔

قریان اپنے کندھے پہ اس کے آنسوؤں کی نمی محسوس کر کے اس کو خود
سے دور کیا تھا۔۔ کوئی بعید نہیں تھی کہ وہ بھی اس کو روتا ہوا دیکھ کر
رونا شروع کر دیتا۔۔

میں حور کو نہیں کھو سکتا۔۔ میں اس کے بغیر مر جاؤں گا۔۔ اگر وہ
میری نہ ہوئی تو میں خود کی جان لے لوں گا۔۔ توں مجھے سے وعدہ کر
توں کبھی بھی حور کو مجھ سے جدا نہیں کریں گا۔۔ ہر حال میں اسے
میرا بنائیں گا۔۔

کایان اپنے آنسوؤں پہ قابو پاتا زیان کا ہاتھ تھام کر اس سے وعدہ لے کر
یقین دہائی کر رہا تھا۔۔ کیا ہوا ہیں تجھے کیوں ایسی باتیں کر رہا ہیں

-- کیا حور نے تجھ سے کچھ کہا ہیں۔۔۔ اور میں نے تم سے کہا تھا نہ کہ
میں ہر حال میں تیری شادی حور سے کروادوں گا۔۔۔

تجھے مجھ پر یقین نہیں ہے کیا کہ تیرا دوست کبھی تجھے دھوکا نہیں دے
سکتا۔۔۔ زیان اس کا دل کے مقام پہ مکہ جڑنا ہوا سختی سے بولا تھا۔۔۔
کایان کے آنسو اس کا دل چیر رہا تھا۔۔۔ اور میں نے تم سے کہا تھا نہ کہ میں
ہر حال میں تیری شادی حور سے کروادوں گا۔۔۔

تجھے مجھ پر یقین نہیں ہے کیا کہ تیرا دوست کبھی تجھے دھوکا نہیں دے
سکتا۔۔۔ زیان اس کا دل کے مقام پہ مکہ جڑنا ہوا سختی سے بولا تھا۔۔۔
کایان کے آنسو اس کا دل چیر رہا تھا۔۔۔

نہیں مجھے کسی نے کچھ نہیں کہا۔۔۔ داجی نے فجر کا رشتہ ضارب سے
طے کر دیا ہیں اور انہوں نے مجھے کہا ہیں کہ میں فجر سے پوچھ کر آؤں
کہ اس کو یہ رشتہ منظور ہیں یا نہیں اور مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہیں کہ

میں اس سے پوچھوں۔۔۔ توں تو جانتا ہوں کہ وہ تجھ سے محبت کرتی ہیں
اگر اس نے مجھے مجبور کر دیا تو میں کبھی بھی حور کو اپنا نہیں بنا پاؤں
گا۔۔۔

آج اگر ایک بھائی اپنی بہن کے آنسوؤں کے آگے مجبور ہو گیا تو وہ کبھی
بھی اپنی محبت کو نہیں حاصل کر پائے گا۔۔۔ کایان کے لہجے میں اپنی
محبت کو کھونے کا ڈر تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر اس کی
بھوری بیئر ڈ میں جذب ہو رہے تھے۔۔۔ اس کو روتا دیکھ کر زیان کا
دل کر رہا تھا کہ وہ بھی اس کے ساتھ ڈھاریں مار مار کر روئیں۔۔۔ اسے
سمجھ آگئی تھی اپنی محبت کو کھونے کا ڈر کتنا تکلیف داہوتا ہے۔۔۔

وہ آج پورا دن اسی تکلیف میں ہی تو جلتا رہا تھا۔۔۔ آج ہسپتال جانے
بشری بیگم تو اپنا چیک اپ کروانے اندر چلی گئی تھی۔۔۔ جبکہ زیان اپنے
اور کنزہ کے لیے کافی لینے گیا تھا۔۔۔ جب وہ کافی لے کر واپس آیا تھا تو

کنزہ کسی لڑکے کے ساتھ باتیں کر رہی تھی۔۔۔۔۔ یہ منظر دیکھتے ہی
زیان کا وجود بھٹی کی مانند جل رہا تھا۔۔۔۔۔ اس کے نزدیک جانے پہ پتا
چلا کہ یہ وہی لڑکا ہیں جو کل رات ریٹورنٹ میں بھی موجود تھا۔۔۔
زیان اپنے غصے پہ قابو پاتا کنزہ کو کافی دیتا وہاں سے چلا گیا تھا وہ نہیں
چاہتا تھا کہ یہاں کوئی تماشا ہوں اور کنزہ اس سے اور زیادہ بدگمان ہو
جائے۔۔۔۔۔ مبین ایک بہت اچھا ڈاکٹر تھا اور وہ اسی ہسپتال میں جاب
کرتا تھا۔۔۔۔۔ کنزہ کو اکیلا دیکھتے وہ اسی کے پاس آ گیا تھا۔۔۔ اور جب تک
بشری بیگم کا چیک اپ نہیں ہوا تھا اس نے کنزہ کمپنی دی تھی۔۔۔
اس کے بعد زیان دونوں کو گھر چھوڑ کر اپنے آفس چلا گیا تھا تا کہ خود کو
کام میں مصروف کر لے لیکن یہ وہاں جا کر بھی اس سے ہو نہیں پایا تھا
۔۔۔ اب وہ کنزہ کے گھر جانے کے بعد ہی آیا تھا۔۔۔

اچھا اب توں مجھ سے کیا چاہتا ہیں۔۔۔ زیان نے ہمت کر کے اس سے
پوچھا تھا اس کے دل میں ایک ڈر بھی تھا کہ کہیں وہ فجر سے شادی
کرنے کے لیے ہی نہ بول دیں وہ اپنے جگری یار۔ کی خاطر یہ بھی کر
گزرے گا لیکن نہ وہ کبھی وہ فجر کو خوش رکھ پائے گا اور نہ ہی اس کے
ساتھ وہ خوش رہ پائے گا۔۔۔

میں یہ چاہتا ہوں کہ توں جا کر فجر سے بات کریں اگر وہ نہیں مانتی تو توں
اس کو سمجھانا وہ تیری بات ضرور مان جائے گی۔۔۔ کایان اس کا ہاتھ
پکڑ کر اس سے التجا کر رہا تھا۔۔۔ اس نے زیان کے چہرے پہ ڈر دیکھ لیا
تھا کسی کو کھونے کا ڈر۔۔۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا اگر زیان اس
سے محبت کی وجہ سے اپنی جان قربان کر سکتا تھا تو کایان بھی اس کے اوپر
سے اپنی آنے والی سات نصلیں وار کر پھینک سکتا تھا۔۔۔ لیکن وہ

خود غرض بنا ہوا تھا اپنی محبت کو پانے کے لیے اس نے اپنی بہن کی محبت کی قربانی دی تھی۔۔۔

جبکہ زیان اس کی باتیں سنتا سر اثبات میں ہلا گیا تھا۔۔۔ اور اس کو اپنے بازو کے ہالے میں لیتا اندر کی طرف بڑھ گیا تھا۔ اس کا ارادہ فریش ہونے کے بعد فجر سے بات کرنے کا تھا۔

فجر جو اس وقت پڑھائی کر کے فارغ ہو کر اپنے موبائل میں کوئی فلم دیکھ رہی تھی۔۔۔ دروازے پہ دستک ہونے کی وجہ سے اس نے دروازے کی طرف دیکھ کر سوچا تھا کہ اس وقت کون ہو سکتا ہیں اور پھر حور کا خیال کرتی وہ دروازے کی طرف بڑھی تھی۔۔۔ اکثر حور ہی اس وقت آتی تھی اس سے پڑھائی میں مدد لینے کے۔ لیے یہ الگ بات تھی کہ فجر کو خود کچھ نہیں آتا تھا لیکن وہ حور کو اپنی طرف سے سمجھا کر بھیج دیتی تھی اور ہماری معصوم حور بھی خوشی خوشی چلی جاتی تھی۔۔۔

اس نے جیسے ہی رد وازہ کھولا تھا اپنے کمرے کے باہر زیان کو دیکھ کر وہ وہی سٹل ہوئی تھی۔۔ اس نے تو آج تک اس کے کمرے میں کبھی جھانک کر نہیں دیکھا تھا تو پھر آج ایسی کیا خاص بات تھی جو وہ خود اس کے کمرے میں آیا ہوا تھا اور وہ بھی اس وقت۔۔ کہیں مجھ سے محبت تو نہیں ہو گئی اور مجھ سے اظہار کرنے آئے ہوئے۔۔ فجر اپنے دل میں سوچتی خود ہی اپنی بات پہ شرم رہی تھی۔۔

لیکن اسے یہ نہیں پتا تھا کہ وہ اس سے محبت کرنے کی سزا دیتے آیا تھا۔۔۔ زیان اس وقت بلیک ٹراؤزر کے ساتھ بلیک ہی شرٹ پہنی ہوئی تھی جس میں اس کے سکس پیک نمایا ہو رہے تھے اس کے سکس پیک دیکھتے فجر کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔۔ وہ اس رف حلیے میں بھی نظر لگ جانے کی حد تک پیار الگ رہا تھا۔۔ فجر کو اپنی قسمت پہ رشک محسوس ہوا تھا۔۔۔

زبان اس کو خود کی طرف دیوانوں کی طرح دیکھتا پا کر پہلو بدل کر رہ گیا تھا۔۔۔ وہ اس کو دیکھ کر یہ سب سوچ رہا تھا کہ وہ اس سے بات کی شروعات کیسے کرے۔۔۔ زبان اس کے سامنے اپنی انگلیوں کی مدد سے چٹکی بجاتا اس کو ہوش کی دنیا میں واپس لایا تھا اگر رات کے پہر اسے کوئی فخر کے کمرے میں دیکھ لیتا تو نہ جانے کیا سوچتا۔۔

مجھے تم سے ایک ہی ضروری بات کرنی ہیں اور مجھے پورا یقین ہیں کہ تم میری بات غور سے سنوں گی بھی سی اور مجھے مایوس بھی واپس نہیں بھیجوں گی۔۔۔ زبان فخر کو دیکھتا سنجیدگی سے استفسار کر رہا تھا۔۔۔ فخر نے اس کی بات پہ جلدی سے سر اثبات میں ہلایا تھا اور دروازے کے سامنے سے ہٹ گئی تھی اس کے ہٹے ہی زبان اندر داخل ہوا تھا۔۔۔

تمہیں یہ تو پتا ہو گا کہ گھر کے بڑوں نے تمہارا رشتہ طہ کر دیا ہیں۔۔
زیان اس کو ایک نظر دیکھتا ہوا بولا تھا۔۔ جس پہ فخر نے اس کو نا سمجھی
سے دیکھا تھا اور اس کے بعد نامیں سر ہلا دیا تھا۔۔

تو کیا میرا رشتہ زیان سے طہ ہوا ہیں اگر ہو بھی گیا ہیں تو کیا یہ اب مجھ
سے منع کروانے آئے لیکن ان کو نہیں پتا کہ اگر میرے اوپر یہ گن بھی
رکھ دیں گے تو میں تب بھی منع نہیں کروں گی۔۔

فخر خود ہی اپنے چھوٹے سے دماغ میں خود سے ہی سوال کرتی اور خود ہی
جواب دیتی ہوئی بول رہی تھی۔۔ اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ ناچے اور
اپنی اس خوشی میں ساری دنیا کو بھی نچوائے۔۔ لیکن جان تو اس کی
تب ہوا ہوئی تھی جب اس نے زیان کی اگلی بات سنی تھی اسے لگ رہا تھا
کہ وہ اگلی سانس نہیں لے پائے گی۔۔

داجی نے تمہارا رشتہ ضارب سے طہ کر دیا اور اسی اتوار تم دونوں کا نکاح
ہیں داجی نے یہ سب بتانے کے لیے کایان کو کہا تھا لیکن وہ کام میں بڑی
تھا اس لیے میں آگیا ہوں۔۔۔ زیان اس کا زرد پڑتا چہرہ دیکھتا نرمی سے
بول رہا تھا۔۔۔ اس کا جسم پورا ایسا ہو گیا تھا جیسے کاٹو کو لہو نہیں ہیں۔۔۔
فجر نے آج پورا دن کایان کو گھر پہ ہی دیکھا تھا تو دو کیا اس لیے نہیں آیا
تھا خود بات کرنے کہ اس کی بہن کے آنسو اسے کمزور نہ کر دے اور وہ
اپنی جگری دوست سے لڑنے بیٹھے۔۔۔ تو کیا اسے اپنی بہن سے زیادہ اپنی
دوستی عزیز تھی۔۔۔ فجر کرب سے سوچتی نم آنکھوں سے مسکرائی تھی

تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہیں۔۔۔ زیان نے اس کو خاموش دیکھ کر
ایک بار پھر پوچھا تھا۔۔۔ اس کے پوچھنے پر فجر نے اسے شکوہ کن
نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔ آپ کو کیا لگتا ہیں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے

۔۔۔ فجر نے اس کے سوال کا جواب دینے کی۔ بجائے خود سوال کر ڈالا
تھا۔۔ اسی امید سے کہ وہ ایک بار کہہ دیں فجر میں تم سے شادی کروں گا

۔۔۔
تینتیس سال رہنے کے باوجود بھی زیان کو اس میں ایسا کچھ نہیں نظر آیا
تھا جس کی بنا پر اس سے محبت ہو سکے اور اسے اس کی آنکھوں میں اپنے
لیے محبت نظر کیوں نہیں آتی تھی باقی سب کا درد تو وہ ان کی آنکھیں
کیوں نہیں پڑھ پایا تھا یا جان بوجھ کر نہیں پڑھنا چاہتا تھا۔۔۔ فجر اس کو
دیکھتی تلخی سے مسکرائی تھی۔۔۔

میں تو یہی کہوں گا کہ ضارب بہت اچھا ہیں وہ تمہارا خیال رکھیں گا اور
تمہیں بہت خوش۔۔۔ ابھی زیان بات مکمل کرتا جب فجر بول پڑی تھی
۔۔۔ مجھے خوش نہیں رہنا مجھے صرف آپ کے ساتھ رہنا ہیں آپ سے
بے حد محبت کرتی ہوں اور اس وقت سے کرتی ہوں جب مجھے محبت

کا مطلب بھی نہیں پتا تھا۔۔۔ فجر زیان کا ہاتھ تھامتی اذیت سے بولی تھی
۔۔۔ اسے کیوں اس کا درد نظر نہیں آ رہا تھا۔۔۔

میں تم سے محبت نہیں کرتا اور نہ ہی میں نے کبھی تمہارے بارے ایسا
سوچا ہیں۔۔۔ میں نے ہمیشہ حور کی طرح ہی سمجھا ہیں تمہیں۔۔۔
زیان نے ابھی تک خود کو نارمل رکھا ہوا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ غصہ
کریں اور کچھ غلط ہو جائے۔۔۔ وہ ضارب کو مایوس نہیں کرنا چاہتا تھا
اس نے اُس کی آنکھوں میں فجر کے لیے محبت دیکھی تھی۔۔۔

آپ ایک بار مجھ سے محبت کر کے تو دیکھے میں آپ کے لیے اپنی جان
بھی دی دوں گی۔۔۔ آپ اپنی محبت میں مجھے ازما کر تو دیکھے میں کبھی بھی
آپ کو رسوا نہیں ہونے دوں گی۔۔۔ فجر زیان کو دیکھتی اذیت سے بولی

تھی لیکن اسے نہیں پتا تھا کہ اس کے منہ سے نکلے گئے الفاظ کی بھرپائی
بھی وہ خود کرنے والی تھی۔۔۔ زیان اس سے اس کی محبت کا امتحان لینے
والا تھا۔۔

اگر میں اپنی محبت کے صدقے میں تم سے کچھ مانگوں تو۔ کیا تم مجھے دوں
گی۔۔۔ زیان اس کو ایک نظر دیکھتا ہوا بولا تھا۔۔ اس کے پاس ایک یہی
راستہ بچا تھا فجر کو راضی کرنے کے لیے اسے پتا تھا کہ فجر کو بہت تکلیف
ہوگی لیکن اس کی بھلائی کے لیے یہی ہی بہتر تھا۔۔

آپ پر ساری فجر زاہد علی شاہ قربان آپ ایک بار مانگ کر تو دیکھے۔۔۔
فجر اس کو دیکھتی جلدی سے بولی تھی لیکن اسے نہیں پتا تھا جو وہ مانگنے
جارہا ہیں اس کے بعد اسے کتنی اذیت ہوگی۔۔

تم میری خاطر ضارب سے نکاح کر لو۔۔۔۔۔ زیان اس کو ایک نظر دیکھ
اپنی نظریں جھکا گیا تھا وہ جانتا تھا کہ اسے کتنی تکلیف ہوئی ہوگی۔۔۔ اس
کی اس بات پہ فجر تلخی سے مسکرائی تھی۔۔۔ اس کے وہم و گمان میں
بھی یہ بات نہیں تھی کہ وہ اس محبت کرنے کی اتنی بڑی سزا دے گا۔۔

ٹھیک ہیں میں راضی ہوں صرف آپ کی خاطر۔۔۔ میں پوری کوشش کروں گی ضارب کے ساتھ خوش رہنے کی۔۔۔ لیکن آپ کی کمی پوری نہیں ہو سکے گی۔۔۔ فجر اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی کرب سے بولی تھی اگر اس کے اس فیصلے پہ زیان کو اس کی محبت پہ یقین ہوتا تھا تو وہ یہ بھی کرنے کے لیے تیار تھی۔۔۔

صد اخوش رہو۔۔۔ زیان اس کے سر پر ہاتھ رکھتا ہوا باہر کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔ پہلے کا یاں اپنی محبت کو پانے کے لیے خود غرض بنا تھا اب زیان خود غرض بن رہا تھا اسے اپنی محبت کو پانے کی چاہا ہی اتنی تھی کہ فجر کی بے لوث محبت کو ٹھکرا کر جا رہا تھا۔۔۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ ایسے اس کی بھی محبت کو ٹھکرایا جانا تھا ورنہ وہ کبھی بھی ایسا نہ کرتا۔۔۔

زیان جو دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا فجر کی بات سن کر اس کا دل کسی نے متھی میں جکڑا تھا۔۔۔ اگر آپ کو لگتا ہے کہ آپ میرے ساتھ اچھا کر کے جا رہے ہیں تو میں دعا کرتی ہوں کہ یہ اچھا آپ کے ساتھ بھی ہوں۔۔۔ آپ کو بھی کوئی چھوڑ کر جائے اس وقت آپ کو میری افیت کا احساس ہو گا۔۔۔ میرا اس وقت سانس بند ہو رہا ہے اس فیصلے پہ لیکن میں مروں گی نہیں مجھے آپ نے جس امتحان میں ڈالا ہیں وہ مجھے

ہر حال میں پورا کرنا ہے۔۔۔ فجر زیان کی سبز آنکھوں میں اپنی سبز
آنکھیں گاڑھتی روتی ہوئی بولی تھی۔۔

لیکن وہ برداشت کرتا وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔ اس کی یہ سوچ کر ہی جان
جارہی تھی اگر فجر کی یہ بددعا لگ گئی اُسے کنزہ کسی اور کی ہوگی تو وہ کیسے
برداشت کرے گا وہ تو اس کسی کے ساتھ بھی دیکھ کر جل جاتا تھا اب اگر
وہ کسی اور کی دسترس میں۔۔۔ اس سے اگے زیان سوچ بھی نہیں پایا
تھا۔۔۔ وہ کایان کے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا تا کہ اسے یہ خوشخبری
سنا سکے وہ جانتا تھا کہ اسے ابھی تک نیند نہیں آئی ہوگی۔۔۔ وہ ایسا ہی تھا
اس کو زیادہ ٹینشن میں بھی نیند نہیں آتی تھی اور زیادہ خوشی میں بھی

اس وقت شاہ حویلی میں سب ناشتے سے فارغ ہو کر لاؤنج میں بیٹھے تھے وہ سب نکاح کی تیاریوں کے متعلق کوئی نہ کوئی ڈسکشن کر رہے تھے حور اور فخر اچانک نہیں گئی تھی کیونکہ ان سب لوگوں نے اچانک شاپنگ پہ جانا تھا زیان اور کایان بھی اچانک افس نہیں گئے تھے حور اور دعا فخر کو چھیڑ رہی تھی جو بالکل خاموش زیان کی طرف دیکھ رہی تھی جو بالکل ہی ضارب کے ساتھ بیٹھا تھا ضارب اس خوش فہمی میں بیٹھا تھا کہ وہ اسے دیکھ رہی ہے جبکہ زیان نے ایک بار بھی فخر کی طرف نہیں دیکھا تھا کایان نے اپنی بہن کی آنکھیں دیکھی تھی جو رونے کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھی لیکن وہ اچانک خود غرض بن کر بیٹھا تھا صرف اپنی دوستی اور محبت کی وجہ سے ابھی وہ سب باتیں کر رہے تھے جب داخلی دروازے سے

کنز اندرائی تھی کنزا کو دیکھتے ہی حور بھاگ کر اس کے گلے ملی تھی کنزا کو
دیکھ کر دیکھ کر سب کے چہروں پر خوشی آئی تھی آج تو فجر بھی اس کو
مسکرائی تھی آخر مسکراتی بھی کیوں نہ اس کی محبت کی محبت جو تھی میں
جس انسان کو پچھلے تیس سال سے اپنا نہ بنا سکی اس کو تم نے صرف تین
دن میں اپنا بنا لیا کنزا کو دیکھتی فجر کرب سے سوچ کر رہ گئی تھی السلام
علیکم ابھی وہ سب کنزا کو دیکھ رہے تھے جب کنزا نے سب کو کنفیوز سا
سلام کیا تھا اور بشر بیگم کے پاس جا کر کھڑی ہوئی تھی زیان نے اس کو
دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی سب کے سامنے ورنہ نہ جانے سب کیا
سوچتے اور کنزا کو سب کی نظر میں مشکوک نہیں بنانا چاہتا تھا کیسی ہو بیٹا
اپنا راض ہیں ہم سب سے جواب بات نہیں کرتی کیا کوئی غلطی ہوئی
ہے ہم سے مہرین شاہ کنزہ کو دیکھتی نرمی سے استفسار کر رہی تھی جس
دن سے وہ آئی تھی اس دن کے علاوہ کنزہ نے ایک بار بھی ان سے بات

نہیں کی تھی نہیں انٹی ایسی کوئی بات نہیں ہے یہاں پر صرف انٹی کو
جانتی ہوں اور ان سے ہی بات کرتی ہوں کنزہ بشری بیگم کی طرف
اشارہ کرتی ادب سے بولی تھی اگر اب بھابھی کا پیار کمرہ چھوڑ کر باہر نکل
گی تو ہمیں جان پاؤ گی مہرین بیگم نے اس کے سارا دن بشری بیگم کے
کمرے میں رہنے پہ چوٹ کی تھی جس پہ کنزہ نے روحا سی ہو کر بشری
بیگم کو دیکھا تھا باقی سب خاموشی سے یہ نوک جوک سن رہے تھے حور
تو باقاعدہ خوش ہو رہی تھی جس کو اس سے بھی بات کرنے کی فرصت
نہیں تھی اس سے پہلے کوئی اور بولتا زیان جلدی سے بولا تھا یہ جس گھر
کے لیے یہاں آتی ہے وہی کرے گی تو اس کے لیے بہتر ہو گا ضروری تو
نہیں یہاں پہ رشتہ داری نبھاتی پھرے زیان ایک نظر کنزہ کو دیکھتا
کرخت لہجے میں بول رہا تھا وہ چاہتا تھا کہ کنزہ کے غصے کی وجہ پوچھیں وہ
کیونکہ اس پہ اتنا غصہ کر رہا ہے باقی سب نے زیان کی بات پہ اسے گھوریوں

سے نواز ا تھا جس کو پتہ نہیں لڑکیوں سے کیا چڑ تھی لیکن وہ سب یہ
کے پیار میں گوڈے نہیں جانتے تھے کہ زیان تو پہلے سے ہی اس
گوڈے ڈوبا ہوا ہے یہ تو صرف زیان کا غصہ ہے جو وہ نکال رہا ہے کا یان
تو بغیر پلک چھپکائے اسے گھورے جا رہا تھا جس کے اتنے سمجھانے کے
بعد بھی وہ اپنا غصہ اس پہ نکال رہا تھا کنز اس کے لہجے میں اپنے لیے
حقارت محسوس کر کے اپنے انسوپر قابو نہیں رکھ پائی تھی وہ اپنے انسو
چھپانے کے غرض سے اوپر اعبایا اتارنے کا بہانہ بنا کر چلی گئی تھی یہ کیا
طریقہ ہے زیان بچی سے بات کرنے کا اور تمہیں ہوتا کیا جا رہا ہے دن بہ
دن میں کافی دنوں سے دیکھ رہا ہوں کہ تم آج کل کچھ زیادہ غصہ کر رہے
ہو اب بچی کی کوئی غلطی نہیں تھی جو تم نے اتنا کچھ بول دیا ہے اسے کنز
کے جاتے ہی عابد علی شاہ غصے سے بولے تھے انہوں نے کنز کی آنکھوں
میں آنسو دیکھ لیے تھے جبکہ زیان ان کی بات پر پہلو بدل کر رہ گیا تھا اب

وہ انہیں کیا بتاتا کہ اس کے دل پہ کیا گزر رہی ہے پاگل ہو رہا ہوں مجھے
خود سمجھ نہیں رہا کہ میں کیا کیا کر رہا ہوں مجھے لگتا ہے کہ کچھ دنوں تک
مجھے پاگل خانے بیچنا پڑے گا اگر وہ مجھے نہ ملی ابھی زیاں اپنی بات مکمل
کر تا جب کھایا نے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر اسے چپ کر وادیا تھا جو نہ
جانے کیا کیا بول رہا تھا کیا چیز تمہیں نہ ملی تو مجھے بتاؤ بچے میں پوری دنیا
تمہارے قدموں میں لا کر رکھ سکتا ہوں وقاس علی شاہ اپنے پوتے کی
حالت سن کر جلدی سے بولے تے ان کا زیاں تو ایسی باتیں نہیں کرتا
انہیں کچھ کچھ زیار کی حالت سمجھ رہی تھی واہ بابا اس کو سمجھانے کے
باوجود اپ اس کی حمایت کر رہے ہیں اور جیسے ہی کنزہ نیچے آئے گی تم
اس سے معافی مانگو گے عابد علی شاہ اپنے بابا کے سامنے ادب سے بولے
بعد میں زیاں کو گھوریوں سے نوازتے سخت لہجے میں بولے تھے زیاں
اپنے باپ کی بات کا بنا کوئی جواب دیے اپنی نظریں ادھر ادھر گھمانا

کی حرکت پر پہلو بدل کر رہ گئے تھے یہ شروع کر چکا تھا عابد علی شاہ اس
کبھی نہیں سدھرے گا عابد علی شاہ سوچ کر رہ گئے تھے تجھے ہر حال میں
اج کنز اسے معافی مانگنی ہوگی تجھے ذرا شرم نہیں اتنی اپنی محبت کو سب
کے سامنے ذلیل کروانے پہ کایان زیان کی کمر پر مکہ جڑتا سرگوشی نما اواز
میں بول رہا تھا جب کایان کی سرگوشی بھی اتنی تھی کہ پاس بیٹھے ضارب
نے بھی با آسانی سن لی تھی ابھی وہ سب لوگ کوئی اور بات کرتے کنزا
اپنا عبا یا اتار کر نیچے اتی تھی اس وقت پر پیل کلر کے سوٹ میں کوئی
سوگوار حسن معلوم ہو رہی تھی زیان نے اس کی گرے انکھوں میں
دیکھتے ہی اپنے نچلے لب کو بے دردی سے کاٹا تھا جس کی انکھیں رونے
کی چغلی کھا رہی تھی اس کی انکھوں کو دیکھ کر زیان کے دل کو کچھ ہوا تھا
بیٹا اپ نے ابایا نہیں اتارنا تھا فجر اور ضارب کا نکاح ہے کل اور ہم سب
چاہتے ہیں کہ اپ بھی سب کے ساتھ شاپنگ پر جائیں مہرین شاہ کنزہ کی

احساس کمتری کو مٹانے کے لیے بولی تھی جو انھیں ہے زیان کے الفاظ
کی وجہ سے کنزہ کے چہرے سے صاف نظر ارہی تھی مبارک ہو با آسانی
سن لی تھی ابھی وہ سب لوگ کوئی اور بات کرتے کنزہ اپنا عبا یا اتار کر نیچے
ائی تھی اس وقت پریل کلر کے سوٹ میں کوئی سو گوار حسن معلوم ہو
رہی تھی زیان نے اس کی گرے انکھوں میں دیکھتے ہی اپنے نچلے لب کو
بے دردی سے کاٹا تھا جس کی انکھیں رونے کی چغلی کھا رہی تھی اس کی
انکھوں کو دیکھ کر زیان کے دل کو کچھ ہوا تھا بیٹا پ نے ابایا نہیں اتارنا
تھا فجر اور ضارب کا نکاح ہے کل اور ہم سب چاہتے ہیں کہ اپ بھی
سب کے ساتھ شاپنگ پر جائیں مہرین شاہ کنزہ کی احساس کمتری کو
مٹانے کے لیے بولی تھی جو انھیں ہے زیان کے الفاظ کی وجہ سے کنزہ
کے چہرے سے صاف نظر ارہی تھی مبارک ہو انٹی اپ کو لیکن میں
نہیں جاسکتی پیچھے سے انٹی کا خیال کون رکھے گا کنزہ ایک نظر بسر ابیگم کی

طرف دیکھ کر بولی رہی تھی سچ تو یہ تھا کہ اس سے بشر ابیگم کی فکر تھی
لیکن وہ زیان کی وجہ سے بھی نہیں جانا چاہ رہی تھی کہ کہیں زیان اس
کی پرائسلٹ ہی نہ کر دے پہلی بات تو یہ ہے کہ تم مجھے انٹی نہیں بولو گی
جیسے سب مجھے پھوپھو بلاتے ہیں تم بھی مجھے ویسے ہی بلاؤ گی اور دوسری
بات میں بھابھی کا خیال رکھ لوں گی تم بس جارہی ہو مہرین شاہ کے نزا کو
سخت لہجے میں بول رہی تھی جس میں بشر ابیگم نے بھی ہاں سر ہلایا تھا
مہرین شاہ کا دل کیا کہ وہ کنزہ کے منہ سے خود کے لیے ایک بار پھوپھو
ضرور سنیں لیکن یہ اپ کی فیملی فنکشن ہے پھوپھو میں اس میں انٹرفیئر
کر کے اچھی نہیں لگوں گی کنزہ ایک نظر زیان کو دیکھتی اپنی خم آواز پہ
قابو پاتی مضبوط لہجے میں بولی تھی اس کی بات سن کر زیان کا دل کسی نے
مٹھی میں جکڑا تھا وہ انجانے میں ہی سے ہی اسے تکلیف دے جاتا تھا جبکہ
شاہ کو اس کے منہ سے پھوپھو لفظ جتنا اچھا لگا تھا اس کی بات انہیں مہرین

اتنی ہی تکلیف دے گئی تھی بیٹا ہم تو اپ کو اپنی فیملی کا ایک حصہ ہی مانتے
ہیں لیکن مجھے لگتا ہے کہ اب ہمیں اپنا کچھ نہیں سمجھتی اگر سمجھتی تو یوں
کبھی منع نہیں کرتی مہرین شاہ اس کی طرف دیکھتی نرمی سے استفسار کر
رہی تھی جبکہ کنزا ان کی بات سن کر جلدی سے نہ میں سر ہلایا تھا ایسی
بات نہیں ہے میں تو ویسے ہی بول رہی تھی کنزا مہرین شاہ کا اتر اہوا چہرہ
دیکھ کر جلدی سے بولی تھی اگر ایسی بات نہیں ہے تو چلی جاؤ نا بشر ابیگم
اپنی بیٹی کی بے چینی دیکھتی جلدی سے بولی تھی ان کی بات پہ کنزا ہاں
میں سر ہلاتی ایک نظر زیاں کو دیکھتی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا اوپر کی طرف
بڑھ گئی تھی زین اس کی آنکھوں میں اپنے لیے ڈر دیکھتا اور بے چین ہوا
تھا کنزا کے جاتے ہی سب اپنے کمروں میں تیار ہونے چلے گئے تھے اور
باقی سب اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے تھے کچھ دیر بعد کنزہ اور حور
ایک ساتھ اتی ہوئی نظر آئی تھی مہرین شاہ نے اٹھ کر ان دونوں کو گلے

لگایا تھا اور ہمیشہ ان لوگوں کو خوش رہنے کی دعادی تھی ان سب لوگوں
نے الگ الگ جانے کے بجائے ایک ساتھ جانے کا فیصلہ کیا تھا اس لیے
ان لوگوں نے صرف دو گاڑیاں کو اپنے استعمال میں لایا تھا اب سین کچھ
یوں تاکہ ان کے گاڑیوں کی اگے ایک گارڈز کی گاڑی تھی اور ایک پیچھے
بھی ان کی گاڑی درمیان میں تھی ایک گاڑی زیان ڈرائیو کر رہا تھا اور
ایک ضرب زیان کی گاڑی میں کایان جو اس کے ساتھ ہی بیٹھا تھا پچھلے
دو سیٹوں پہ ایان اور حور بیٹھے تھے کے انتظار جو حور کے ساتھ ہی زیان
کے گاڑی میں بیٹھ رہی تھی زیان کی نظر خود پہ محسوس کر کے جلدی
سے ضارب کی گاڑی میں بیٹھی تھی

دعا اور فجر پہلے سے ہی پیچھے بیٹھی تھی اس لیے مجبوراً کنزاکو پیسنجر سیٹ پر
بیٹھنا پڑا یہ منظر دیکھتے زیان جلتے توے پہ بیٹھا تھا اس لیے وہ بغیر کسی کا
انتظار کیے وہاں سے نکلا تھا کنزاکو کے بیٹھتے ہی ضارب نے اسے بھائیوں

والا مان بخشا تھا زیان کی گاڑی کو جاتا دیکھ کر ضارب بھی جلدی سے اس کے پیچھے ہو لیا تھا ابھی وہ سب مال پہنچے ہی تھے جب دعا یان کو لیتی ایک سائڈ پہ شاپنگ کرنے چلی گئی تھی اس کے جیسے ہی کا یان اور حور بھی چلے گئے تھے ضارب فجر کا ہاتھ پکڑتے کسی برائٹیڈل شوپ میں گیا تھا جہاں وہ اس کے لیے پیار سا لہنگا خرید سکے کنز ابس سب کو جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی اس کو اپنا اپا گنور ہونا بہت زیادہ برا لگا تھا اس لیے وہ انا ہی نہیں چاہتی تھی زیان جو ابھی آیا تھا کنز کو اکیلے کھڑا دیکھ کر اس سب پر بہت زیادہ غصہ آیا تھا جو اس کو ساتھ تولے کرائے تھے لیکن ابھی پتہ نہیں کہاں چلے گئے تھے اسے چھوڑ کر ابھی زیان یہ سب سوچ رہا تھا کہ کنزہ کی اس پر نظر پڑی تھی کنز اس کو دیکھتی جلدی سے ساتھ والی سٹیشنری شوپ میں گھس گئی تھی زیان جو اس کے پاس ہی جانے والا تھا اس سے معافی مانگنے کے لیے اس کا نظر پھیرنا کو آگ لگا گیا تھا اس لیے

وہ بھی اس کو اگنور کیے اپنی شاپنگ کرنے چل پڑا دعایہ کیا بد تمیزی تھی
تم سب کے سامنے میرا ہاتھ پکڑ کر لائی ہو سب کیا سوچ رہے ہوں گے
ایان جو دعا کے ساتھ خاموشی سے چلا آیا تھا اب خالی جگہ دیکھ کر اس کو
سختی سے استفسار کر رہا تھا دعا اس کا غصہ دیکھ کر اپنی ہنسی کنٹرول کر رہی
تھی اس کی ہنسی دیکھتے ایان کا غصہ ساتویں آسمان پہ پہنچا تھا میں نے تمہیں
کوئی جوک سنایا ہے جو تم ایسی دانت نکال رہی ہو ایان دعا کو کمر سے تار مٹا
اپنے برابر کرتا دبی آواز میں غرایا تھا میں نے پہلے بھی بولا تھا وکیل
نہیں لگتا تمہارے چہرے پر صرف صاحب کے چہرے پر غصہ اچھا
میرے محبت کے رنگ اچھے لگتے ہیں دعا خود کو چھڑواتی ایان کے
قدموں پہ اپنے قدم رکھتی اس کے ہونٹوں پہ چھوٹی سی جسارت کرتی
نمارا لودہ لہجے میں بولی تھی اس کی اس حرکت پہ ایان کا غصہ جھاگ کی
مانند بیٹھا تھا وہ اس کو کمر سے پکڑے پھر سے اپنے نزدیک کر گیا تھا آخر

چاہتی کیا ہو کیوں مجھ سے پنگالے کر اپنی چھوٹی سی جان کے لیے مشکل
پیدا کر رہی ہو ایسی حرکتیں کر کے ایسا نہ ہو کہ ضارب بھائی تو صرف
نکاح کروا رہے ہیں میں نے رخصتی بھی ساتھ کروالینی ہے ایان دعا کو
اپنے اور نزدیک کرتا گھیراواز میں بولا تھا اس کے نزدیک ہونے پہ وہ
اس کے بدن کی ناز کی محسوس کر کے پاگل ہو رہا تھا اس کی آنکھوں میں
دعا کی قربت کا نشہ سر پر چھڑ کر بول رہا تھا میں کچھ بھی نہیں چاہتی اور تم
یہ دور رہ کر بات کیا کرو دعا اپنے لہجے کو مضبوط بناتے ہوئے بولی تھی
اپنے نرم ہاتھوں کو اس کے سینے پہ رکھ کر وہ اسے پیچھے دھکیل رہی تھی
اس کے دھکیلنے سے ایان اس کو اپنے اور قریب کر گیا تھا تم نے تو چیلنج کیا
تھا کہ مجھے اپنے رومینس سرخ کرو گی اب میری اتنی سی قربت پہ تمہارا
یہ ہے حال ہے تو سوچو جب میں پوری طرح سماؤں گا تب تمہارا کیا حال
ہو گا ایان اس کی کمر پہ بے باکی سے ہاتھ پھیرتا ہوا بولا تھا اس کی حرکت

اور بات پہ دعا کانوں کی لوں تک سرخ پڑی تھی ایان کو بہت مزہ رہا تھا
اس کو تنگ کر کے وہ جو ہمیشہ اس کو تنگ کر کے مزے لوٹتی تھی اب خود
اچھی پنہنسی تھی لیکن یہ صرف ایان کی خوش فہمی ہی تھی ابھی ایان اس
کے حالت کی مزے لے ہی رہا تھا کہ دعا بری طرح اس کے سانسوں پہ
قابض ہوئی تھی ایان نے اس کو پیچھے کرنے کی کوشش کی تھی دعا کے
انداز میں اور شدت آئی تھی ایان نے اب اس کو پیچھے کرنے کے بجائے
خود بھی اس کا ساتھ دینے لگ گیا تھا نا جانے کتنے ہی منٹ وہ ایک
دوسرے کے لبوں کا جام پی کر پیچھے ہوئے تھے دونوں نے ایک
دوسرے کے لبوں پہ شدت دکھائی تھی وہ دونوں ہی ایک دوسرے
کے سرخ کندھاری ہونٹ دیکھ کر شرما کر نظر پھیر گئے تھے ایان کے
ہونٹ پہ تو زخم ہو گیا تھا دعا اس کو دیکھتی وہاں سے جانے والی تھی
جب ایان نے اس کی کلائی پکڑ کر پیچھے کی طرف کھینچا تھا اس افتاد پر دعا

اس کے سینے سے اکر لگی تھی یہ جو زخم دیا ہے اس کا بدلہ تو لیتی جاؤ ایاں
اس کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر اس کے لبوں سے قابض ہوا تھا کتنے ہی
منٹ بعد وہ اس کے بالائی لب پہ اپنے دانت شدت سے گاڑھتا پیچھے ہوا
تھا دعا کا چہرہ اب لہو چھلک رہا تھا ایاں کا دل کیا ابھی اس کو خود میں سما لے
میں شاپنگ کرنے جا رہی ہوں اور میں اس لیے تمہیں ساتھ لائی تھی
کہ ہم دونوں میچنگ کر سکے لیکن اب مجھے تم سے بولنا ہی نہیں دعا اپنے
شرم پہ قابو پاتی نروٹے انداز میں وہاں سے چلی گئی تھی اس کے جانے
کے بعد ایاں گھر اسانس بھرتا اس کے پیچھے گیا تھا اس کو منانا اس کے
لیے بہت مشکل تھا حور نا جانے کا یاں کے پیسوں سے کتنی ہی شاپنگ
کرنے والی تھی اور کا یاں بیچارہ اس کے پیچھے اس کے بیگ سنبھال کر رہا
تھا اس نے جتنے بھی کپڑے خریدے تھے وہ لال اور گلابی رنگ میں
تھے اور سب گھر پہننے کے قابل تھے ابھی تک اس نے نکاح کے لیے

سوٹ نہیں خریدا تھا اتنا میں نے اپنی پوری زندگی میں اس مال کا چکر
نہیں لگایا ہو گا جتنا اس لڑکی نے مجھے کچھ ہی منٹوں میں لگوادیا ہے کایان
حور کو دیکھتا سوچ کر رہ گیا تھا جواب اپنے لیے نکاح کا ڈریس خرید رہی
تھی مجھے تو لگا تھا کہ تم ہم دونوں کی میچنگ کرواؤ گی لیکن یہ لال رنگ
میں پہنتا ہوا اچھا نہیں لگوں گا حور جو لال رنگ کا لہنگا چولی دیکھ رہی تھی
کایان کی کی گئی سرگوشی کی وجہ سے اس کے ہاتھوں سے لہنگا گر گیا اس
دل پہ ہاتھ رکھا تھا کایان بھائی اپ نے تو ڈرا۔۔۔۔۔ نے جلدی سے اپنے
ابھی حور اپنی بات مکمل کرتی جب کایان نے اس کی بات نیچ میں کاٹی
تھی خبردار جو تم نے مجھے بھائی بولا ورنہ میں تمہارے یہ سارے بیگ
باہر پھینک دوں گا کایان اس کو گھوری سے نوازتا اپنے لہجے کو سخت بناتا
ہوا بولا تھا اس کی بات سنتے ہی حور نے جلدی سے ناں میں سر ہلایا تھا
نہیں بولوں گی میں اپ کو بھائی اور اپ کے ساتھ میچنگ بھی کروں گی

لیکن اپ میرے بیگ باہر نہیں پھینکیں گے پلیز-----حور کا یان کے
سامنے اپنی آنکھوں کو ٹیپٹا کر منہ کے کیوٹ سے سٹائل بنا کر معصومیت
سے بولی تھی اس کے کیوٹ سے منہ بنانے پر کا یان کا دل کیا کہ وہ اس
کے لبوں کو اپنے گرفت میں لے لے اچھا ٹھیک ہے نہیں پھینکتا بیگ
لیکن میری بات یاد رہے تمہیں-----اور او ایک جیسا کوئی ڈریس دیکھتے
ہیں کا یان اس کے لب دیکھتے اپنے گلے میں کانٹے چھتے ہوئے محسوس
ہو رہے تھے اس سے پہلے وہ اپنی ہر حد پار کر کے حور کے لیے کوئی
شرمندگی کا باعث بنتا اس لیے وہ حور کو وہاں سے لیتا ڈریسز کی طرف
بڑھ گیا تھا ضارب اور فجر جو کتنے ہی وقت سے برائڈل شوپ میں بیٹھے
نکاح کے لیے ڈریس دیکھ رہے تھے پچاس سے زیادہ ڈریس وہ نکلوا چکے
تھے لیکن فجر کو کوئی بھی ڈریس پسند نہیں آرہی تھی اتنی بھی کیسے اگر اس
کا دیہان ان سب کی طرف ہوتا تو-----وہ تو غائب دماغی کے ساتھ

یہاں بیٹھی تھی جسے ضارب بخوبی نوٹ کر رہا تھا کیا ہوا فجر کوئی پریشانی
کی بات ہے-----ضارب جو کب سے خاموش بیٹھا تھا اس کی ادا سی
نوٹ کر رہا تھا آخر کار وہ اس کو دیکھ کر پوچھ ہی بیٹھا تھا فجر کا دل کیا کہ وہ
اسے بتا دے وہ یہ نکاح نہیں کرنا چاہتی لیکن پھر اپنی محبت کے صدقے
وہ چپ کر گئی تھی اگر یہ نکاح نہیں ہو گا تو زیان کو اس کی محبت پہ یقین
بس یہ سوچ رہی ہوں کہ کیسے ہو گا نہیں کوئی پریشانی والی بات نہیں یہ
میری پسند کا لہنگا کیوں نہیں مل رہا فجر اپنے لہجے کو مضبوط بناتی ہوئی بولی
تھی ورنہ جب اس کو اپنی پسند کا انسان نہیں مل رہا تھا تو وہ خوش تھی
لہنگا نہ ملنے پر اس نے کون سا واویلا مچھا دینا تھا تو اس میں پریشانی والی کون
سی بات ہے ہم کہیں اور چلے جاتے ہیں زار فجر کا ادا اس چہرہ دیکھتا نرمی
سے استفسار کر رہا تھا اس سے فجر کی خاموشی کچھ ہضم نہیں ہو رہی تھی
آخر کوئی بات تو تھی جو وہ اس سے چھپا رہی تھی لیکن کب تک چھپا تھی

آخر ضارب کو پتہ چل ہی جانا تھا نہیں ہم کہیں نہیں جاتے ابھی تو یہاں
اور بھی بہت سی ڈریسز ہیں ہم انہی میں سے کوئی دیکھ لیتے ہیں فجر نے
ضارب کا ہاتھ تھام کر اسے روکا تھا جو باہر جانے کے لیے تیار کھڑا تھا فجر
کا اور کہیں بھی جانے کا دل نہیں تھا اس لیے اس نے جلدی سے ضارب
کا ہاتھ تھام لیا تھا اس کے ہاتھ تھامنے پہ فجر غلطی سے اس کے جواں
جذبات بھڑکا گئی تھی جس پر بڑی مشکل سے اس نے پہرا بٹھایا ہوا تھا
ضارب اپنی مضبوط مردانہ کلائی کو دیکھ رہا تھا جو فجر کی نازک کلائی میں
تھی اس کی نظر اپنے ہاتھ پہ محسوس کر کے فجر نے اس کی کلائی جلدی
سے چھوڑ دی تھی اس کے بعد دونوں پھر سے شاپنگ میں مصروف ہو
گئے تھے زیان جو کب سے اپنا دھیان شاپنگ کی طرف ہی کر رہا تھا
لیکن اس کا دھیان بھٹک بھٹک کر کنزہ کی طرف ہی جا رہا تھا جو نہ جانے
اکیلی کیا کر رہی ہو گی زیان اپنی دل کی سنتا اس نے اپنے قدم سٹیشنری

شاپ کی طرف بڑھائے تھے جہاں پہ وہ کنزا کو چھوڑ کر آیا تھا ابھی وہ
شاپ کے باہر ہی پہنچا تھا جب سامنے والا منظر دیکھ کر اس کا غصہ سوے
نیزے پہ پہنچا تھا کنزا جو اپنی ہی دھیان کاؤنٹر پہ میں کھڑی بک پڑھ رہی
تھی اس کے سامنے کھڑا لڑکا اس کی آنکھوں میں ہی دیکھے جا رہا تھا اس کی
آنکھوں میں صرف زیان کو حوس ہی نظر آئی تھی زین ایک ہی جسٹ
میں اس تک پہنچا تھا اس نے کنزا کو بازو سے پکڑ کر اس کا رخ اپنی طرف
موڑا تھا اس اچانک ہوئے حملے کی ابھی کنزا کو سمجھاتی جب زیان ایک
ہاتھ اس کی کمر پر رکھے اسے سختی سے خود میں بھینج گیا تھا جب کہ
دوسرے ہاتھ کو اس کی گردن پہ رکھا تھا تاکہ وہ اپنا چہرہ نہ موڑ سکے
زیان اپنے غصے پہ قابو پاتا اپنے ایک ہاتھ کی مدد سے موبائل نکالتا اس
لڑکے کی اس نے فوٹولی تھی یہ سب اتنا اچانک ہوا تھا کہ اس لڑکے کو
بھی نہیں پتہ چلا تھا زیان اس کی فوٹو کسی کو بھیجتا کنزا کی کلائی اپنی مردانہ

کلائی میں سختی سے پکڑتا شوپ سے باہر لے آیا تھا یہ کیا بد تمیزی تھی اب
سمجھتے کیا ہے خود کو جب چاہے مجھے ذلیل کروائیں گے سب کے سامنے
اور میں چپ کر کے کھڑی رہوں گی کن شاپ سے باہر اتے ہی اپنا ہاتھ
چھڑواتی غصے سے دھاڑی تھی زیاں تو مزے سے اس کا شیرنی والا روپ
دیکھ رہا تھا وہ ابھی کنز کو بولنے کا موقع دینا چاہتا تھا ابھی سب ہمیں دیکھ
کر کیا سوچ رہے ہوں گے لیکن اپ کو کیا فرق پڑتا ہے اپ تو زیاں
علیپ لے اچھا ٹھیک ہے نہیں پھینکتا بیگ لیکن میری بات یاد رہے
تمہیں۔۔۔۔۔ اور او ایک جیسا کوئی ڈریس دیکھتے ہیں کا یاں اس کے لب
دیکھتے اپنے گلے میں کانٹے چھپتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے اس سے
پہلے وہ اپنی ہر حد پار کر کے حور کے لیے کوئی شر مندگی کا باعث بنتا اس
لیے وہ حور کو وہاں سے لیتا ڈریسز کی طرف بڑھ گیا تھا ضارب اور فجر جو
کتنے ہی وقت سے براڈل شوپ میں بیٹھے نکاح کے لیے ڈریس دیکھ

رہے تھے پچاس سے زیادہ ڈریس وہ نکلا اچکے تھے لیکن فجر کو کوئی بھی
ڈریس پسند نہیں ارہی تھی اتی بھی کیسے اگر اس کا دیہان ان سب کی
طرف ہوتا تو----- وہ تو غائب دماغی کے ساتھ یہاں بیٹھی تھی جسے
ضارب بخوبی نوٹ کر رہا تھا کیا ہوا فجر کوئی پریشانی کی بات ہے-----
بیٹھا تھا اس کی ادا سی نوٹ کر رہا تھا آخر کار ضارب جو کب سے خاموش
وہ اس کو دیکھ کر پوچھ ہی بیٹھا تھا فجر کا دل کیا کہ وہ اسے بتا دے وہ یہ
نکاح نہیں کرنا چاہتی لیکن پھر اپنی محبت کے صدقے وہ چپ کر گئی تھی
اگر یہ نکاح نہیں ہو گا تو زیان کو اس کی محبت پہ یقین کیسے ہو گا نہیں کوئی
پریشانی والی بات نہیں یہ بس یہ سوچ رہی ہوں کہ میری پسند کا لہنگا
کیوں نہیں مل رہا فجر اپنے لہجے کو مضبوط بناتی ہوئی بولی تھی ورنہ جب
اس کو اپنی پسند کا انسان نہیں مل رہا تھا تو وہ خوش تھی لہنگا نہ ملنے پر اس
نے کون سا واویلا مچھا دینا تھا تو اس میں پریشانی والی کون سی بات ہے ہم

کہیں اور چلے جاتے ہیں زار فجر کا اداس چہرہ دیکھتا نرمی سے استفسار کر رہا
تھا اس سے فجر کی خاموشی کچھ ہضم نہیں ہو رہی تھی آخر کوئی بات تو
تھی جو وہ اس سے چھپا رہی تھی لیکن کب تک چھپا تھی آخر ضارب کو پتہ
جاتے ابھی تو یہاں اور بھی بہت سی چل ہی جانا تھا نہیں ہم کہیں نہیں
ڈریسز ہیں ہم انہی میں سے کوئی دیکھ لیتے ہیں فجر نے ضارب کا ہاتھ تھام
کر اسے روکا تھا جو باہر جانے کے لیے تیار کھڑا تھا فجر کا اور کہیں بھی
جانے کا دل نہیں تھا اس لیے اس نے جلدی سے ضارب کا ہاتھ تھام لیا
تھا اس کے ہاتھ تھا منہ پہ فجر غلطی سے اس کے جواں جذبات بھڑکا گئی
تھی جس پر بڑی مشکل سے اس نے پہرا بٹھایا ہوا تھا ضارب اپنی مضبوط
مردانہ کلائی کو دیکھ رہا تھا جو فجر کی نازک کلائی میں تھی اس کی نظر اپنے
ہاتھ پہ محسوس کر کے فجر نے اس کی کلائی جلدی سے چھوڑ دی تھی اس
کے بعد دونوں پھر سے شاپنگ میں مصروف ہو گئے تھے زیان جو کب

سے اپنا دھیان شاپنگ کی طرف ہی کر رہا تھا لیکن اس کا دھیان بھٹک
بھٹک کر کنزہ کی طرف ہی جا رہا تھا جو نہ جانے اکیلی کیا کر رہی ہوگی
زیان اپنی دل کی سنتا اس نے اپنے قدم سٹیشری شاپ کی طرف
بڑھائے تھے جہاں پہ وہ کنزا کو چھوڑ کر آیا تھا ابھی وہ شاپ کے باہر ہی
پہنچا تھا جب سامنے والا منظر دیکھ کر اس کا غصہ سوے نیزے پہ پہنچا تھا
کنزا جو اپنی ہی دھیان کاؤنٹر پہ میں کھڑی بک پڑھ رہی تھی اس کے
سامنے کھڑا لڑکا اس کی آنکھوں میں ہی دیکھے جا رہا تھا اس کی آنکھوں میں
صرف زیان کو حوس ہی نظر آئی تھی زین ایک ہی جسٹ میں اس تک
پہنچا تھا اس نے کنزا کو بازو سے پکڑ کر اس کا رخ اپنی طرف موڑا تھا اس
اچانک ہوئے حملے کی ابھی کنزا کو سمجھ آتی جب زیان ایک ہاتھ اس کی کمر
پر رکھے اسے سختی سے خود میں بھینج گیا تھا جب کہ دوسرے ہاتھ کو اس
کی گردن پہ رکھا تھا تا کہ وہ اپنا چہرہ نہ موڑ سکے زیان اپنے غصے پہ قابو پاتا

اپنے ایک ہاتھ کی مدد سے موبائل نکالتا اس لڑکے کی اس نے فوٹولی تھی
یہ سب اتنا چانک ہوا تھا کہ اس لڑکے کو بھی نہیں پتہ چلا تھا زیان اس
میں سختی سے پکڑتا کی فوٹو کسی کو بھیجتا کنز کی کلائی اپنی مردانہ کلائی
شوپ سے باہر لے آیا تھا یہ کیا بد تمیزی تھی اب سمجھتے کیا ہے خود کو جب
چاہے مجھے ذلیل کروائیں گے سب کے سامنے اور میں چپ کر کے
کھڑی رہوں گی کن شاپ سے باہر اتے ہی اپنا ہاتھ چھڑواتی غصے سے
دھاڑی تھی زیان تو مزے سے اس کا شیرنی والا روپ دیکھ رہا تھا وہ ابھی
کنز کو بولنے کا موقع دینا چاہتا تھا ابھی سب ہمیں دیکھ کر کیا سوچ رہے
ہوں گے لیکن اپ کو کیا فرق پڑتا ہے اپ تو زیان علی شاہ ہے نہ پاکستان
کے سب سے بڑے بزنس مین اپ کو کسی کی عزت کی کیا پرواہ ہے اس
لیے خدا کے لیے مجھ سے دور رہا کرے کنز غصے سے چیخی زیان کے
سامنے اپنے ہاتھ جوڑ رہی تھی وہ تھک چکی تھی روز روز زیان کی بعزتی

کی وجہ سے اب بھی اس کو لگ رہا تھا کہ وہ پھر اس کی بعزتی کرے گا اس
لیے کنزہ اس بار اس سے پہلے ہی بول پڑی تھی وہ دونوں جہاں پر
پر زیان کے کھڑے تھے وہاں کوئی بھی نہیں تھا اس کے ہاتھ جوڑنے
دل کو کچھ ہوا تھا لیکن وہ اپنا لہجہ مضبوط بنا گیا تھا میرے سامنے تو اتنی
شیرنی بن رہی ہو وہ جو تمہیں اتنی گندی نظروں سے دیکھ رہا تھا اس کے
سامنے یہ شیرنی والا روپ دکھاتی تو میں تمہیں شاباشی دیتا لیکن تم تو
میرے ساتھ ہی شروع ہو رہی ہو زیان خود پہ کنٹرول پاتا اپنے لہجے کو
نرم بنا تھا اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا تھا گرے اپ کو میں اس
وقت انسو اتنے پیارے لگ رہے تھے کہ زیان بے خود ہوتا اس کی
آنکھوں پہ نرمی سے لب رکھ گیا تھا زیان کی اس حرکت پہ کنزہ ساکٹ
ہوئی تھی وہ کتنے ہی لمحے کچھ بول نہیں سکی تھی اس کا لمس پاتے ہی
زیان کو اپنے پورے جسم میں سکون اترتا ہوا محسوس ہوا تھا کنزہ نے

ہوش میں آتے ہی زیاں کو پیچھے کی طرف دھکادیا تھا زیاں جو بے خود سا
ہو کر اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا کنزرا کے دھکادین پر پیچھے کی طرف
لڑکھرایا تھا کنزرا اس کو دھکادے کر وہاں سے جانے ہی والی تھی کہ زین
جلدی سے اس کی کلائی پکڑ کر اس کو دیوار کے ساتھ پن کیا تھا اور اس
کے دونوں طرف ہاتھ رکھ کر اس کے جانے کے راستے بند کر دیے
تھے اور اس کے چہرے کے پاس جھک کر اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا
جس میں غصہ صاف دکھائی دے رہا تھا زیاں اس کو کمر سے پکڑتا ایک
ہاتھ کی مدد سے اس کا نقاب اتارتا اس کے گالوں پہ اپنی کالی برڈر گڑتا
پیچھے ہوا تھا اس کی اس حرکت پہ کنزرا یڑھ کی ہڈی میں سن سناہٹ پیدا
ہوئی تھی اس کا پورا چہرہ شرم سے سرخ پڑا تھا زیاں یہ سب دیکھتا بے
خود ہوا تھا اور اس کو اپنے اور نزدیک کر گیا تھا پلینز مجھے جانے دیں کنزرا
اپنی آنکھوں میں نمی لیتی زیاں سے درخواست کر رہی تھی یہ وہ کنزرا تھی

ہی نہیں جو سب کو ان کے منہ پر جواب دیتی تھی اور ان کے کیے کی سزا
بھی دیتی تھی اپنی والدین کے وفات کے بعد وہ ہمیشہ خاموش رہتی تھی
اب بھی وہ خالی جگہ دیکھ کر زیان سے ڈر رہی تھی وہ اکیلی اس کا مقابلہ
نہیں کر سکتی تھی اوکے۔۔۔۔۔ ریلیکس کچھ نہیں کہتا رونا بند کرو اگر تم
چاہتی ہو کہ میں تمہیں کچھ نہ کہوں تو تمہیں میرے ساتھ شاپنگ میں
میری مدد کرنی ہوگی زیان کنزا کی آنکھوں میں ڈر اور آنسو دیکھ کر اس
سے تھوڑا پیچھے ہوا تھا پھر اسے یاد آنے پر کہ وہ کنزا کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا
اس لیے اس نے کنزا کے سامنے شرط رکھی تھی جس پہ کنزا نے اثبات
میں سر ہلایا تھا اس کے بعد وہ دونوں شاپنگ میں بڑی ہو گئے تھے ایک
گھنٹے کے بعد وہ سب لوگ شاپنگ کر کے فارغ ہوئے تھے ضارب نے
کنزا کے لیے بھی شاپنگ کی تھی جو کنزا نے جھجھکتے ہوئے لے لیا تھا اس
وقت زیان کو غ

ضارب پہ اتنا غصہ آیا تھا کہ اس کا دل کیا اس کا گلا دبا دے جا کر -----
----- شکریہ

کنز اساکت ہوئی تھی وہ کتنے ہی لمحے کچھ بول نہیں سکی تھی اس کا لمس
پاتے ہی زیاں کو اپنے پورے جسم میں سکون اترتا ہوا محسوس ہوا تھا کنز
نے ہوش میں اتے ہی زیاں کو پیچھے کی طرف دھکا دیا تھا زیاں جو بے
خود سا ہو کر اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا کنز کے دھکا زیاں پر پیچھے کی
طرف لڑکھرایا تھا کنز اس کو دھکا دے کر وہاں سے جانے ہی والی تھی
کہ زیاں جلدی سے اس کی کلائی پکڑ کر اس کو دیوار کے ساتھ پین کیا تھا
اور اس کے دونوں طرف ہاتھ رکھ کر اس کے جانے کے راستے بند کر
دیے تھے اور اس کے چہرے کے پاس جھک کر اس کی آنکھوں میں دیکھ
رہا تھا جس میں غصہ صاف دکھائی دے رہا تھا زیاں اس کو کمر سے پکڑتا
ایک ہاتھ کی مدد سے اس کا نقاب اتارتا اس کے گالوں پہ اپنی کالی برڈ

رگڑتا پیچھے ہوا تھا اس کی اس حرکت پہ کنز اریڑھ کی ہڈی میں سن
سرخ پڑا تھا زیاں یہ سناہٹ پیدا ہوئی تھی اس کا پورا چہرہ شرم سے
سب دیکھتا بے خود ہوا تھا اور اس کو اپنے اور نزدیک کر گیا تھا پلیز مجھے
جانے دیں کنز اپنی آنکھوں میں نمی لیتی زیاں سے درخواست کر رہی
تھی یہ وہ کنز تھی ہی نہیں جو سب کو ان کے منہ پر جواب دیتی تھی اور
ان کے کیے کی سزا بھی دیتی تھی اپنی والدین کے وفات کے بعد وہ ہمیشہ
خاموش رہتی تھی اب بھی وہ خالی جگہ دیکھ کر زیاں سے ڈر رہی تھی وہ
اکیلی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی اوکے۔۔۔۔۔ریلیکس کچھ نہیں کہتا
رونا بند کرو اگر تم چاہتی ہو کہ میں تمہیں کچھ نہ کہوں تو تمہیں میرے
ساتھ شاپنگ میں میری مدد کرنی ہوگی زیاں کنز کی آنکھوں میں ڈر اور
انسودیکھ کر اس سے تھوڑا پیچھے ہوا تھا پھر اسے یاد آنے پر کہ وہ کنز کو اکیلا
نہیں چھوڑ سکتا اس لیے اس نے کنز کے سامنے شرط رکھی تھی جس پہ

کنز نے اثبات میں سر ہلایا تھا اس کے بعد وہ دونوں شاپنگ میں بڑی ہو
گھنٹے کے بعد وہ سب لوگ شاپنگ کر کے فارغ ہوئے گئے تھے ایک
تھے ضارب نے کنز کے لیے بھی شاپنگ کی تھی جو کنز نے جھجھکتے
ہوئے لے لیا تھا اس وقت زیان کو غ
ضارب پہ اتنا غصہ آیا تھا کہ اس کا دل کیا اس کا گلاد بادے جا کر۔

شاہ حویلی میں اس وقت شام کے چار بج رہے تھے۔۔۔
شاہ حویلی کو بلکل کسی دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔۔۔
شام چھ بجے نکاح کی تقریب رکھی گئی تھی۔۔۔۔۔ سب لوگ اس
وقت اپنے اپنے کمروں میں تیار ہونے لگے تھے۔۔۔

کنزہ اس وقت حور کی تیاری میں مدد کر رہی تھی جبکہ حور کنزہ کو بار بار یہی کہہ رہی تھی کہ وہ بھی ساتھ تیار ہو جائیں۔۔۔ جبکہ کنزہ کوئی نہ کوئی بہانا بنا کر ٹال رہی تھی اسے۔۔۔ اس کا کوئی موڈ نہیں تھا اس نکاح میں شریک ہونے کا۔۔۔ اس لیے وہ صرف اب یہاں سے جانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ ضارب کا دیا ہوا ڈریس بھی اس نے وہی گاڑی میں ہی چھوڑ دیا تھا کہ اس کو کسی کا احسان نہ لینا پڑے۔۔۔ فجر اور دعادوں بیوٹیشن سے تیار ہو رہی تھی۔۔۔ شاہ حویلی کے باہر میڈیا بھی بہت زیادہ تعداد میں موجود تھی۔۔۔

جن کو نکاح ہونے کے بعد اندر آنے کی اجازت تھی۔۔۔ کنزہ حور کو تیار کرتی بشری بیگم کے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔ اسے جتنا مرضی پیار مل جائے لیکن وہ کبھی بھی اپنے کام سے لاپرواہی نہیں برت سکتی تھی۔۔۔ ابھی وہ دستک دے کر اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔ جب

بشری بیگم اچھے سے تیار ہو کر بیڈ پہ بیٹھی تھی جبکہ عابد علی شاہ تیار ہو کر
نیچے مہمانوں کے پاس پہنچ گئے تھے۔۔۔

بیٹا آپ ابھی تک تیار نہیں ہوئی۔۔۔ کنزہ جو بشری بیگم کو دوائی دے
رہی تھی۔۔۔ نہیں آئی۔۔۔ میں کیا سوچ رہی تھی کہ میں گھر چلی جاتی
ہوں میں یہاں پر رہ کر کیا کروں گی۔۔۔ ویسے بھی یہاں پر سب مہمان
ہونگے وہ لوگ کیا سوچیں گے۔۔۔ کنزہ بشری بیگم کے سامنے اپنی
نظریں جھکاتی کنفیوز سے لہجے میں بول رہی تھی۔۔۔ اصل وجہ یہ تھی
کہ کہیں زیان اس کی پھر سے انسلٹ ہی نہ کر دیں۔۔۔

کیسی باتیں کر رہی ہو بیٹا تم وہاں اکیلی تھوڑی نہ ہو گی ہم سب تمہارے
ساتھ ہوں گے۔۔۔ اور اگر تم نہیں آئی تو مہرین اور حور نے تو تم سے
ناراض ہی ہو جانا ہے۔۔۔ بشری بیگم سمجھ رہی تھی کہ وہ کیوں نہیں

نکاح میں شریک ہونا چاہتی۔۔ اس لیے اسے پیار سے سمجھایا تھا۔۔۔
جب کے اب کنزہ کی حالت رونے والی ہو گئی تھی۔۔

لیکن آنٹی میرے پاس نکاح پہ پہننے کے لیے ڈریس نہیں ہیں۔۔۔۔۔ تو
میں کہہ رہی تھی کی میں پہلے گھر چلی جاتی ہوں پھر وہی سے تیار ہو کر
آ جاؤں گی۔۔۔ کنزہ بشری بیگم کو دیکھتی معصومیت سے بول رہی
تھی۔۔۔ جبکہ بشری بیگم کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔۔۔ جو اتنی چھوٹی
بات پہ ڈر رہی تھی۔۔

تو کوئی بات نہیں بیٹا اگر آپ کے پاس ڈریس نہیں ہیں تو یہ کوئی بڑا مسئلہ
نہیں ہیں اور مجھے پتا تھا میری چھوٹی سی بیٹی یہ بہانا ضرور بنائے گی
۔۔۔ اس لیے میں نے پہلے سے ہی تمہارے لیے ڈریس لے کر رکھی
تھی۔۔۔ بشری بیگم کنزہ کو دیکھ کر شرارت سے گویا ہوئی تھی۔۔ جبکہ
کنزہ نے خود پہ سو بار لعنت بھیجی تھی جس سے ایک جھوٹ بھی صحیح

طرح نہیں بولا جاتا۔۔۔ اب کنزہ شرمندگی سے اپنی نظریں نیچے جھکا کر
کھڑی تھی۔۔

وہ۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ اس سے پہلے کنزہ اپنا جملہ مکمل کرتی بشری
بیگم بول پڑی تھی۔۔۔

شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں ہیں میں سمجھ سکتی ہوں کہ تم کیوں
پریشان ہو رہی ہو لیکن بیٹا اگر تم نہیں گی تو مہرین ناراض ہو جائے گی اور
مجھے پتہ ہے کہ میری گڑیا نہیں چاہے گی کہ اس کی پھپھو ناراض ہو اس
سے۔۔۔ بشری بیگم کنزہ کے سر پر ہاتھ رکھتی پیار سے بول رہی تھی
جبکہ ان کی آخر والی بات پر کنزہ نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

اب یہ ساری باتیں چھوڑو تمہارا ڈریس میں نے زیان کو لانے کو کہا تھا
۔۔۔ جاؤ جا کر لے آؤ اس سے۔۔۔ بشری بیگم کنزہ کو دیکھتی سنجیدگی
سے استفسار کر رہی تھی۔۔۔۔۔ زیان نے ہی بشری بیگم سے کہا تھا کہ وہ

کنزہ کو اس کمرے میں بھیجے گی اب بشری بیگم کو یہی آئیڈیا ملا تھا۔۔۔ ان کی بات سنتے ہی کنزہ نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

جاؤ بیٹا کچھ نہیں کہتا وہ۔۔ بشری بیگم کنزہ کی آنکھوں میں ڈردیکھتی نرمی

سے بول رہی تھی۔۔۔ ان کو زیان پہ بہت زیادہ غصہ آیا تھا۔۔۔ جس

سے اپنا غصہ کنٹرول ہی نہیں ہوتا تھا۔۔ اب کنزہ بھی اسی وجہ سے ڈر

رہی تھی کہ کہیں وہ غصے میں آکر اسے اس نوکری سے نہ نکال دیں۔۔۔

فل حال اسے نوکری کی کنزہ کو اشد ضرورت تھی۔۔۔ بشری بیگم کے

سمجھانے پہ کنزہ ہاں میں سر ہلاتی وہاں سے چلی گئی تھی۔۔۔

زیان جو ابھی ڈریسنگ روم سے نکلا تھا۔۔۔ اپنے دروازے پہ دستک

ہونے کی وجہ سے وہ فتح مندی سے مسکرایا تھا۔۔ اسے اس وقت بشری

بیگم پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔۔۔ جنہوں نے کنزہ کو اس کے پاس بھیجا

تھا۔ اس کی خواہش تھی کہ اس کی تیاری کو سب سے پہلے کنزہ ہی دیکھے۔۔

آ جاؤ۔۔ ایک بار پھر دروازے پہ دستک ہونے کی وجہ سے وہ ہوش کی دنیا میں واپس آیا تھا اور کنزہ کو اندر آنے کی اجازت دی تھی۔۔ اس کے اجازت ملتے ہی کنزہ اپنے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اندر آئی تھی۔۔ نظریں ہنوز جھکی ہوئی تھی۔۔ کل کے واقع کے بعد وہ اب زیان کے سامنے آئی تھی۔۔

کچھ کام تھا۔۔۔ زیان نے اس کو مخاطب کیا تھا جب سے آئی تھی وہ ایسے ہی نظریں جھکا کر کھڑی تھی جیسے کوئی مجرم ہو۔۔ وہ۔۔ آنٹی۔۔ اس سے پہلے کی کنزہ بات مکمل کرتی زیان نے سختی سے اسے ٹوکا تھا۔۔

میری طرف دیکھ کر بات کرو اور بنا لڑکھرائے۔۔۔ زیان اسے دیکھ کر
سختی سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔ اب وہ جو ڈریسنگ مرر کے سامنے اپنی
برانڈ ڈگھڑی پہن رہا تھا۔۔۔ زیان کو اس کا خود سے ڈر نا ذرا بھی پسند
نہیں آیا تھا۔۔۔ اسے تو کل والا اس کا شیرنی والا روپ ہی پسند آیا تھا۔۔
نہیں آیا تھا۔۔۔ اسے تو کل والا اس کا شیرنی والا روپ ہی پسند آیا تھا۔۔

وہ آنٹی کہہ رہی آپ جو ڈریس لے کر آئے ہیں وہ تو دے۔۔۔ کنزہ
زیان کو ایک نظر دیکھتی جلدی سے بولی تھی جبکہ اس کی اتنی سپیڈ پر
زیان نے اپنا نچہ لب ہونٹوں میں دبا کر اپنی ہنسی روکی تھی۔۔۔۔۔ وہ
اس سے پہلے بھی ڈرتی تھی لیکن کل والے واقع کے بعد وہ اس سے اور
زیادہ خوف کھاتی تھی۔۔۔

ہممم۔۔۔ زیان اس کو ایک نظر دیکھتا ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ وہاں سے دو بیگ ہاتھ میں پکڑے وہ واپس آیا تھا۔۔۔ کنزہ ابھی تک نظریں جھکا کر کھڑی تھی۔۔۔ پکڑوا سے۔۔۔ اس میں تمہارا ڈریس، جیولری اور کچھ پرسنل سامان بھی موجود ہیں۔۔۔ زیان اس کو بیگ دیتا شرارت سے گویا ہوا تھا یہ بات سچ تھی کہ اس کا ضرورت کا سامان سارا لے کر آیا تھا۔۔۔

جب کے کنزہ لفظ پرسنل سنتے ہی کانوں کی لوں تک سرخ پڑی تھی۔۔۔ اس کے ہاتھ سے بیگ چھوٹ کر زمین پہ گرے تھے۔۔۔ اس کا دل کر رہا تھا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔ زیان اس کا چہرہ دیکھتا اپنے حواس کھو رہا تھا۔۔۔

میں نے تو اندازے کے طور پر لیا ہیں اگر تمہیں سائز پورا نہ آئے تو مجھے واپس کر دینا میں جا کر چینج کروالوں گا۔۔۔ زیان کنزہ کا شرمیلاروپ

دیکھتے اسے زیادہ چھیڑ رہا تھا۔۔۔۔ جبکہ کنزہ اس کی طرف دیکھتے کمرے
سے بھاگ کی تھی۔۔۔

بیچھے زیان کا ایک جاندار قہقہہ گنجا تھا۔۔۔

دعا اس وقت تیار ہو کر فجر کے کمرے میں جا رہی تھی۔۔۔

ابھی وہ اپنے ہی دھیان میں جا رہی تھی جب کسی وجود سے زوردار ٹکرا
ہوئی تھی۔۔۔ اس سے پہلے وہ گرتی آیان نے اس کی کمر سے پکڑ کر تھام
لیا تھا۔۔۔ گرنے کے ڈر سے وہ اپنی آنکھیں بند کر کے کھڑی تھی
۔۔۔ آیان اس کو دیوانوں کی طرح دیکھ رہا تھا۔۔۔

وہ لگ ہی اتنی جو بصورت رہی تھی۔۔۔۔ گرے اور ریڈ کلر کا

جو بصورت سالہنگا پہنا ہوا تھا۔۔۔ کندھے پے جو بصورت طریقے سے

ڈوپٹاٹیج تھا۔۔۔۔ سمپل سے میک اپ پر گلڑی گرے رنگ میں

آنکھیں۔۔۔۔ اس کے لپسٹک سے بھرے بھرے ہونٹ دیکھ کر

آیان کو اپنے گلے میں کانٹے چبھتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔ اس سے پہلے وہ دعا کے ہونٹوں پہ جھک کر کوئی جسارت کرتا خود کو محفوظ پا کر دعا نے آنکھیں کھول کر اپنے اوپر جھکتے۔۔

ہوئے آیان کو دیکھا تھا۔۔۔ اور اس کو زور سے دھکا دیا تھا۔۔۔ اگر پیچھے صوفہ نہ پڑا ہوتا وہ زمین پر گرتا۔۔۔ دعا نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔ وہ اپنی پلک جھپکنا بھول گئی تھی۔۔۔ وہ اس کے ساتھ کی گی میچنگ میں کسی ریاست کا شہزادہ معلوم ہو رہا تھا۔۔

اگر اتنے پیار سے دیکھو گی تو ضارب بھائی کے ساتھ میں اپنا نکاح بھی پڑھوا لوں گا۔۔۔ اور پھر ساری عمر تم مجھے دیکھتی رہنا اور میں تم پر اپنی شدتیں نچھاور کرتا رہوں گا۔۔۔ آیان دعا کی سبز آنکھوں پہ پھونک مارتا گھمبیر آواز میں بولا تھا۔۔۔ اس کے اس طرح بولنے پر دعا کی ٹیڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ پیدا ہوئی تھی۔۔۔

یہ تو نکاح کے بعد ہی پتا چلے گا کہ کون کس پہ کتنی شدتیں نبھا اور کرتا ہے۔۔۔۔۔ دعا بھی خود کو کمپوز کرتی آیان کو خود سے دور کرتی مقابلہ کرنے والے انداز میں بولی تھی۔۔۔ اس کے دھکا دینے پر آیان کو وہ ایک انچ بھی نہیں ہلا پائی تھی۔۔۔ اس کے اس انداز پہ آیان نے داد دینے والے انداز پہ آئبر واچکایا تھا۔۔

ایسے تو میں اس دنیا کا خوش نصیب انسان ہوں گا۔۔۔ جسے اپنی اولاد کو اس دنیا میں لانے کے لیے کوئی محنت ہی نہیں کرنی پڑے گی کیونکہ میری موسٹ رمینٹک بیوی ہی سب کچھ کر لے گی۔۔۔۔۔ آیان اس کی بیوٹی بون پہ اپنے ہونٹوں کا لمس چھورتا ہوا خمار آلودہ لہجے میں بولا تھا۔۔۔ بہت ہی کوئی بے شرم انسان ہوں۔۔۔۔۔ دعا آیان کی گرفت ڈھیلی محسوس کرتی اسے دھکا دیتی نیچے کی طرف بھاگی تھی۔۔۔ اس سے پہلے

وہ نیچے جاتی آیان نے ایک ہی جسٹ میں اس تک پہنچا تھا اسے کلائی سے
تھامتے وہ اسے دعا کے کمرے میں لے گیا تھا۔۔۔

اس سے پہلے دعا اپنے کندھے سے نکلی اپنی سٹریپ صبح کرتی جو پرنزہ
لگانے کی وجہ سے باہر نکلی ہوئی تھی آیان نے جلدی سے اس کے ہاتھ
تھام کر اسے آنکھوں کے اشارے سے کچھ بھی کرنے سے منع کیا تھا

دعا اس کا اشارہ سمجھتی اپنی آنکھیں زور سے میچ گئی تھی۔۔۔ وہ نہیں
چاہتی تھی کہ اس کی زرا سی بھی مزاحمت پر یہ پاگل شاہ کچھ ایسا نہ کر
دے جس کی وجہ سے اسے بعد میں شر مندہ ہونا پڑے۔۔۔
اس کی آنکھیں میچنیں پر آیان گہرا مسکرایا تھا۔۔۔ اس کو دونوں کندھوں
سے پکڑ کر ڈریسنگ مرر کے سامنے بٹھایا تھا۔ دعا نے ہوز اپنی
آنکھیں ابھی تک میچی ہوئی تھی۔۔۔ آیان نے اس کی ڈریسنگ مرر سے

پنز اٹھا کر اس کی سٹریپ کو اس کی چولی کے اندر سے اچھے سے سیٹ کیا تھا۔۔۔ آیان کے ہاتھوں کو لمس پا کر وہ شرم سے سرخ پڑ رہی تھی۔۔۔ اب اپنی آنکھیں کھول لوں اور آگے سے دھیان رکھنا۔۔۔ آیان دعا کے سُرخ چہرے کو دیکھتا سنجیدگی سے بولا تھا جبکہ اس کی سنجیدہ لہجہ محسوس کر کے دعا نے جلدی سے آنکھیں لھولی تھی۔۔۔

وہ کھڑی ہو کر ابھی باہر کی طرف جاتی جب آیان نے پھر اس کو کلائی سے پکڑا تھا۔۔۔ دعا میں اب آیان کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔

ویسے یہ گرے کے ساتھ بے بی پنک کی میچنگ کون کرتا ہیں۔۔۔ آیان اس کی سٹریپ کا کلر یاد کرتا شرارت سے گویا ہوا تھا جبکہ دعا کا دل کر رہا تھا کہ وہ اس بد تمیز انسان کا منہ توڑ دیں۔۔۔ جس نے پتا نہیں اتنی زیادہ بد تمیزی کہاں سے سیکھ لی تھی۔۔۔

مجھے نہیں پتا تھا کہ تمہیں میچنگ دیکھنے کا بہت شوق ہیں اس لیے اب
سے سارے ڈریس میرے تم لے کر آؤ گے۔۔۔ اور اس کے ساتھ
میچنگ بھی کر کے آؤ گے۔۔۔ دعا بھی کہاں پیچھے رہنے والی تھی۔۔۔
آیان کی آنکھوں میں شرارت دیکھتی وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولی تھی
۔۔۔

اس بد تمیز انسان کا منہ توڑ دیں۔۔۔ جس نے پتا نہیں اتنی زیادہ بد تمیزی
کہاں سے سیکھ لی تھی۔۔۔

مجھے نہیں پتا تھا کہ تمہیں میچنگ دیکھنے کا بہت شوق ہیں اس لیے اب
سے سارے ڈریس میرے تم لے کر آؤ گے۔۔۔ اور اس کے ساتھ
میچنگ بھی کر کے آؤ گے۔۔۔ دعا بھی کہاں پیچھے رہنے والی تھی۔۔۔
آیان کی آنکھوں میں شرارت دیکھتی وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولی تھی
۔۔۔

ذہ نصیب۔۔۔ اگر آپ یہ موقع ہمیں دیں گی تو ہم تو اپنے آپ کو اس
دنیا کا سب سے خوش نصیب انسان تصور کریں گے ہم۔۔ لیکن میری
ایک شرط ہیں کہ اگر یہ سب میں لے کر آؤں گا تو پہنوں گا بھی میں خود
ہی۔۔۔ آیان اس کے نشیب و فراز پر اپنی نظریں گاڑھتا بے باکی سے
بولا تھا۔۔۔

بد تمیز شاہ۔۔۔ اس کی نظریں اپنے بدن پہ محسوس کر کے دعا شرم سے
آدھی ہو رہی تھی۔۔۔ اس لیے وہ اسے ایک نئے لقب سے نوازتی وہاں
سے بھاگ گئی تھی۔۔۔ پیچھے سے آیان کا ایک خوبصورت قہقہہ کمرے
کی زینت بنا تھا

تمہیں کیا لگتا ہیں دعا بے بی کہ تم مجھے اپنی شدتوں سے سُرخ کر دوں گی
لیکن یہ صرف تمہاری غلط فہمی ہیں۔۔۔ میں تمہیں اپنی شدتوں سے
اس طرح روشناس کرواؤں گا کہ تم اپنی نظریں میرے سامنے نہیں

اُٹھا پاؤ گی۔۔۔ کیونکہ میں زیان عابد علی شاہ کا بھائی ہوں جس کو سب
رو مینس کا استاد کہتے ہیں۔۔

آخر کار اس کے تھوڑے سے جراثیم میرے اندر تو آئے ہو گے۔۔
آیاں اپنی نظریں دور ازے پہ گاڑھتا جہاں سے ابھی دعا گئی تھی دلکشی
سے بولا تھا۔۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ دعا زیان کو بھی اپنے
رو مینس میں پیچھے چھوڑنے والی ہیں۔۔

کایان جو تیار ہو کر ابھی اپنے کمرے سے ہی نکلا تھا۔۔ نیچے جانے کی
 بجائے اس کا رخ حور کے کمرے کی طرف تھا۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ
اس کی پسند کی گئی ڈریس میں اس سے پہلے کوئی اور دیکھے۔۔
حور سے ملنے کے بعد اس کا ارادہ فجر سے ملنے کا تھا۔۔

کایان نے جیسے ہی دروازہ کھٹکھٹانے کے لیے دروازے پہ ہاتھ رکھا ہی
تھا کہ دروازہ خود بخود ہی کھلتا چلا گیا تھا۔ اس لیے وہ بھی بنا کوئی آواز

دیے اندر داخل ہو گیا تھا۔۔۔ حور جس نے میک اپ پہلے کر والیا تھا اب اس کے لہنگے کی چولی کی زپ بند نہیں ہو رہی تھی۔۔۔

وہ پچھلے دس منٹ سے یہی بند کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔۔۔ اس نے کنزہ کو بھی فون کیا تھا لیکن اس نے بھی فون نہیں اٹھایا تھا۔۔۔ اس لیے اب باقاعدہ وہ رونا شروع ہو چکی تھی جس کی وجہ سے اس کا تھوڑا تھوڑا میک اپ خراب ہونا شروع گیا تھا۔۔۔

ڈریسنگ مرر سے اس کو روتا دیکھ کر کایان ایک ہی جسٹ میں اس تک پہنچا تھا۔۔۔

کایان کو اپنے سامنے دیکھ کر حور اس کے گلے لگ گئی تھی اور اس کے رونے میں اور تیزی آئی تھی۔۔۔۔۔ اس کو روتا دیکھ کر کایان بہت زیادہ پریشان ہوا تھا۔۔۔۔۔ جبکہ اس کے گلے لگنے کی وجہ سے کایان کچھ پل کے لیے ساکت ہوا تھا۔۔۔

شش۔۔۔ رونا بند کرو۔۔۔ گندے بچے روتے ہیں۔۔۔ اور تم میرا گندا
 بچہ تھوڑی ہوں۔۔۔ کایان خود کے جذبات پہ کنٹرول پاتا حور کو چپ
 کروا رہا تھا۔۔۔ جو کایان کے سینے کے اندر گھس جانا چاہتی تھی۔۔۔
 کایان کے بولنے پر حور نے رونے میں اور زیادہ سییڈ پکڑی تھی۔۔۔
 اچھا بتاؤ کیا ہوا ہے۔۔۔ کیوں رو رہی ہیں میری حور۔۔۔ کسی نے کچھ کہا
 ہیں۔۔۔ کایان حور کو خود سے دور کرتا نرمی سے پوچھ رہا تھا۔۔۔ اگر وہ
 ایک منٹ اور ایسے اس کے سینے سے لگی رہتی تو کایان نے چھوٹی سے
 گستاخی تو ضرور کر دینی تھی۔۔۔ اور بعد میں حور نے ہی کایان سے
 ناراض رہنا تھا۔۔۔

میری۔۔۔۔۔ بیک۔۔۔۔۔ سائیڈ۔۔۔۔۔ زپ۔۔۔۔۔ بند۔۔۔۔۔

-- نہیں۔۔۔۔۔ ہو۔۔۔۔۔ رہی۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ رونے۔۔۔۔۔ کی۔۔۔۔۔ و
جہ۔۔۔۔۔ سے۔۔۔۔۔ میرا۔۔۔۔۔ میک۔۔۔۔۔ اپ۔۔۔۔۔ بھی۔۔۔۔۔ خراب۔
۔۔۔۔۔ ہو۔۔۔۔۔ گیا۔۔۔۔۔ ہیں۔۔۔۔۔ اب۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ نکاح۔۔۔۔۔ میں۔۔۔
۔۔۔۔۔ کیسے۔۔۔۔۔ شرکت۔۔۔۔۔ کروں۔۔۔۔۔ گی۔۔۔۔۔ حور سوں سوں کرتی
ایک ایک لفظ کر کے بولی تھی۔۔۔۔۔

اس کے اس طرح بولنے پر کایان کا دھیان اس کی طرف اٹھا تھا۔
وائٹ کلر کے لہنگے کے ساتھ بلیو کلر کی چولی میں بالوں کو کھلا چھوڑے
۔۔۔۔۔ ڈوپٹا اس کا بیڈ پر پڑا تھا۔۔۔۔۔ رونے کی وجہ سے اس کی گالوں سے بلش
اُتر گیا تھا۔۔۔۔۔ آنکھوں میں سارا کا جل پہل گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ اس روپ میں
بھی کایان کے دل پر بجلیاں گرا رہی تھی۔۔۔۔۔

اچھا کوئی بات نہیں میں ہوں نہ میں اپنی حور کو بہت اچھی طرح تیار
کر دوں گا۔۔۔۔۔ جیسے بچپن میں کرتا تھا۔۔۔۔۔ کایان حور کو ڈریسنگ مرر کی

چمیر کے سامنے بٹھاتا ہوا بولا تھا۔۔ یہ بات سچ تھی کہ حور کو اگر بچپن میں کہیں جانا ہوتا تھا تو اسے ہی کا بیان ہی تیار کروانا تھا۔۔

جب کے پہلے تو حور تھوڑی سی ہچکچائی تھی لیکن پھر نکاح کا وقت یاد کرتے وہ جلدی سے سر اثبات میں ہلاتی بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔

کایان نے سب سے پہلے اس کی پھولی پھولی گالوں پہ بلش لگایا تھا۔۔ اس کے بعد اسے آئی شیڈ لگائی تھی جو پہلے ہی کنزہ لگا کر گئی تھی۔۔

اس کے بعد اس کی سبز نگینوں جیسی آنکھوں میں کاجل کی ایک گہری لکیر کھینچی تھی۔۔ اس کی ہونٹوں پہ لپسٹک لگا کر اس نے آخر میں اس کی زپ بند کی تھی۔۔ اس کے بعد کایان نے آئینے میں سے اس کے

خوبصورت چہرے کو دیکھا تھا جو اپنی تیاری ہونے پر کھلکھلا رہی تھی۔۔۔

کایان نے اسے اور خود کو آئینے میں دیکھا تھا وہ دونوں ایک مکمل جوڑی لگ رہی تھی۔۔۔ کایان نے بھی اس وقت سفید شلوار قمیض کے اوپر بلیو واسکٹ پہنی تھی۔۔۔ بالوں کو جیل سے سیٹ کیے وہ نیلی آنکھوں والا مغرور شہزادہ بلا کا خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔

کایان اچھے سے اس کا ڈوپٹا سیٹ کیے اس کے ماتھے پہ پیار سے بوسہ دیے اس کو نیچے جلدی آنے کا بول کر وہ فجر کے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ اس کے جانے کے بعد حور کے چہرے پر قوس قزح کے رنگ موجود تھے جو صرف کایان کے لمس کی وجہ سے تھے۔۔۔ کایان حور کے کمرے سے نکلنے کے بعد فجر کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔۔

فجر جو اس وقت تیار ہو کر اپنی دوستوں اور کزنز کے درمیان زبردستی مسکرا رہی تھی۔۔۔

کایان کے روم میں داخل ہوتے ہی سب روم سے باہر چلی گئی تھی۔۔
فجر جو کب سے اپنے آنسوؤں پر باندھا بیٹھ کر بیٹھی تھی۔۔۔ اب اپنے
بھائی کو دیکھ کر اسے اپنے سارے خسارے یاد آئے تھے۔۔۔ اگر اس کا
بھائی اس کے لیے سٹینڈ لے لیتا تو آج اسے اپنی محبت کے لیے امتحان نہ
دینے پڑتے۔۔۔ یہی سوچ کر فجر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔
اس کے جانے کے بعد حور کے چہرے پر قوس قزح کے رنگ موجود
تھے جو صرف کایان کے لمس کی وجہ سے تھے۔۔

کایان حور کے کمرے سے نکلنے کے بعد فجر کے کمرے میں داخل ہوا تھا
۔۔۔

فجر جو اس وقت تیار ہو کر اپنی دوستوں اور کمز کے درمیان زبردستی
مسکرا رہی تھی۔۔

کایان کے روم میں داخل ہوتے ہی سب روم سے باہر چلی گئی تھی۔۔

فجر جو کب سے اپنے آنسوؤں پر باندھا بیٹھ کر بیٹھی تھی۔۔۔ اب اپنے
بھائی کو دیکھ کر اسے اپنے سارے خسارے یاد آئے تھے۔۔۔ اگر اس کا
بھائی اس کے لیے سٹینڈ لے لیتا تو آج اسے اپنی محبت کے لیے امتحان نہ
دینے پڑتے۔۔۔ یہی سوچ کر فجر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔
اپنی بہن کو اس طرح روتا دیکھ کر کایان کا دل کسی نے مستھی میں جکڑا تھا
۔۔۔

فجر رونا بند کروں۔۔۔ میک اپ خراب ہو جائے اور جب تم نیچے جاؤں
گی تو سب تمہیں دیکھ کر ڈر سے بھاگ جائے گے۔۔۔
کایان فجر کو اپنے سینے سے لگاتا شرارت سے بولا تھا۔۔۔
آپ کو جب داجی نے بھیجا تھا کہ آپ مجھ سے پوچھے گے کہ مجھے یہ رشتہ
منظور ہیں یا نہیں تو پھر آپ نے زیان کو کیوں بھیجا۔۔۔ فجر کایان سے

الگ ہوتی اپنے آنسو صاف کرتی کایان کو دیکھ کر شکوہ کر رہی تھی۔۔۔ جو وہ اس سے اتنے دن سے کرنا چاہتی تھی۔۔

وہ بھی جاننا چاہتی تھی کہ اس کے بھائی کو بھی لگتا تھا کہ اس کی بہن اس کی خوشیوں میں رکاوٹ پیدا کرے گی۔۔

میں تو بڑی۔۔ اس سے پہلے کایان اپنی بات مکمل کرتا فجر نے اس کی بات درمیان میں ہی کاٹی تھی۔۔

اب آپ یہ نہ کہیے گا کہ آپ پورا دن کام میں بڑی تھے یا آفس میں موجود تھے آپ کو میں نے پورا دن گھر میں دیکھا تھا۔۔ اور آپ اس لیے نہیں آئے تھے کہ اپنی بہن کے آنسو کو دیکھ کر آپ مجبور نہ ہو جائے اور آپ کو میری وجہ سے اپنی دوستی اور محبت چھوڑنی پڑے۔۔ فجر کرب سے بولتی آخر میں استہزایا مسکرائی تھی۔۔ اس کی باتوں پر کایان کی نظریں جھک گئی تھی۔۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیسے ری

ایکٹ کرے۔۔ اس لیے وہ کسی غیر نقطے کو گھور رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ
فجر اپنے اندر کا سارا غم نکال لے اس لیے وہ ابھی تک خاموش تھا۔
آپ کو کیا لگتا ہیں میں اپنی خوشی کی وجہ سے آپ کی خوشیوں کے
درمیان آؤں گی۔۔ نہیں میری جگہ کوئی اور بہن بھی ہوتی تو وہ بھی
کبھی اپنے بھائی کی خوشیوں میں رکاوٹ نہ بنتی اور آپ نے سوچ بھی
کیسے لیا کہ میں آپ کو مجبور کروں گی کہ آپ میری شادی زیان سے
کروادے۔۔۔

اتنا مجھے دکھ زیان کا خود سے دور جانے کا نہیں ہو رہا جتنا مجھے آپ کی بے
اعتنائی نے مارا ہیں۔۔۔ فجر کا یان کو ایک نظر دیکھتی کرب سے بولی تھی
۔۔۔ کا یان ابھی تک اس سے نظریں نہیں ملا پارہا تھا وہ جو کچھ بھی کہہ رہی
تھی وہ سچ کہہ رہی تھی۔۔۔

مجھے معاف کر دوں فجر لیکن میں حور اور زیان کو کھونا نہیں چاہتا تھا۔
میں اپنے معاملے میں خود غرض بن گیا تھا۔ کایان فجر کو اپنے سینے سے
لگاتا اس کے ماتھے پہ بوسہ دیتا اس سے معافی مانگ رہا تھا۔ اس کو واقع
زیان کو نہیں بھیجنا چاہیے تھا۔

میں نے آپ کو معاف کیا اور۔۔۔ اس سے پہلے فجر اپنی بات مکمل کرتی
حور اور دعا بغیر نوک کیے اندر داخل ہوئی تھی۔ اوایم سوری مجھے نہیں
پتا تھا کہ آپ اندر ہیں میں تو بس اپنی بھابھی کو دیکھنے آئی تھی کہ کہیں وہ
میرے بھائی سے زیادہ پیاری تو نہیں لگ رہی۔

دعا فجر کو کایان کے سنے سے لگے دیکھتی شرارت سے بولی تھی۔۔۔ جبکہ
۔۔۔۔۔ حور تو کایان کی کمرے میں کی گئی حرکت پر سرخ پڑ رہی تھی
۔۔۔ کوئی بات نہیں تم لوگ بیٹھو میں نیچے جا کر مہمانوں کو دیکھتا

کایان حور پر ایک نظر ڈالے دعا کے سر پر ہاتھ رکھتا باہر کی طرف بڑھ گیا تھا

اس کے جاتے ہی حور نے گہری سانس لی _____ صد شکر اٹھے کہ دعا کی
نظر حور پہ نہیں پڑی تھی نہیں تو ہر حال میں اس کے اتنے سرخ چہرے
----- ہونے پے سوال کرتی

کایان کے جاتے ہی اب دعا فجر کو ضارب کے نام سے چھیڑ رہی تھی
جس میں فجر سے زیادہ حور شرمارہی تھی

اس وقت سب مہمان شاہ حویلی میں آچکے تھے۔۔۔ میڈیا کے کچھ خاص ہی لوگوں کو اندر آنے کی دعوت دی گئی تھی۔۔۔ ضارب بھی اس وقت سٹیج پہ بیٹھا تھا۔ اس کے ساتھ ہی کایان اور آیان بھی موجود

تھے۔۔۔ زیان کو صرف اپنی نظریں ادھر ادھر گھما کر کسی کو تلاش کر رہا تھا۔۔

مرد اور عورتوں کے لیے کوئی علیحدہ انتظام نہیں تھا۔۔۔ سب لوگ اکٹھے ہی کھڑے ضارب کے نکاح کی تقریب انجوائے کر رہے تھے۔۔۔ حور اپنی دوستوں کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی۔۔۔ دعا صرف ادھر ادھر گھوم کر سب سے خوشدلی سے مل رہی تھی۔۔۔

آیان تو بس اس نوٹنکی کو دیکھ رہا تھا۔ جو تتلی بنی گھوم رہی تھی۔۔۔

ابھی وہ سب باتیں کر رہے تھے۔۔۔ جب وقاص علی شاہ عابد علی شاہ زاہد علی شاہ مولوی کو لے کر سیٹج پر آئے تھے۔۔۔ ان کو دیکھ کر سب نے اپنی باتوں پر بریک لگائی تھی۔۔۔۔۔ مولوی صاحب ضارب سے نکاح پڑھوا کر فجر کے کمرے میں گئے تھے۔۔۔۔۔ دس منٹوں بعد دونوں طرف سے نکاح قبول ہونے پر مبارک باد کا شور اٹھا تھا۔۔۔

ضارب کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی۔ وہ اپنی محبت کو پا کر ایسے مسکرا رہا تھا جیسے پوری دنیا جیت لی ہو۔۔۔ سب نے اس کو گلے لگا کر مبارک باد دی تھی وہ سب ایک دوسرے کا مٹھائیوں سے منہ میٹھا کر رہے تھے۔ آیان تو سب کو کھلا کم سب کے منہ میں زبردستی گھسار رہا تھا۔ اب اس کی نظر دعا پہ ٹکی ہوئی تھی جو بالکل سب کو اس کی طرح ہی مٹھائی کھلا رہی تھی۔۔۔

نکاح میں آئے ہوئے لڑکوں کی نظر صرف دعا پر ٹکی ہوئی تھی۔ آیان ایک نظر سب لڑکوں کو دیکھتا پھر دعا کو دیکھ رہا تھا۔ جولا پر واہ بنی صرف اپنے بھائی کے نکاح پر خوش ہو رہی تھی۔۔۔۔ آیان دعا کو بعد میں سبق سکھانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔ کایان کی نظر حور پر پڑی تھی۔ جو اسی کی طرف ہی آرہی تھی۔ اس سی پہلے وہ سیٹج پر آتی۔

کایان جلدی سے نیچے اتر اٹھا۔ وہ اس کی کلائی سے پکڑ کر ایک سائیڈ پر لے گیا تھا۔ جب کہ اس کی اس حرکت پر کسی کی بھی نظر نہیں پڑی تھی۔ صرف زیان کے علاوہ۔

زیان اس کی اس حرکت پر پہلو بدل کر رہ گیا تھا۔ اس کو پہلے کنزہ پہ غصہ تھا۔ جو نجانے کہاں چھپ کر بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ اسے اپنے ساتھ میچنگ دیکھنے کے لیے بے تاب ہو رہا تھا۔ اگر وہ اس کے سامنے آئی تو پتہ نہیں اس کا کیا ہونے والا تھا۔ یہ کیا کرنے جا رہی تھی تم اوپر۔۔۔ کایان اس کو بازو سے پکڑتا اپنے نزدیک کرتا مصنوعی غصے سے بولا تھا۔۔۔ وہ لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی کہ اس کا دل بھی نہیں کر رہا تھا اس کو ڈانٹنے کا۔۔۔ جبکہ حور اس کی طرف بے یقینی سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ جو ابھی ٹھوڑی دیر پہلے اتنا پیار کر کے آیا تھا۔ اب کیسے اس پہ غصہ کر رہا تھا۔۔۔ وہ میں ضارب بھائی کو مبارک دینے جا رہی تھی۔۔۔۔۔

حور اس کے اور اپنے درمیان فاصلہ قائم کرتی نظریں جھکا کر بولی تھی
۔۔ پہلے مجھے تو مبارک باد دے دوں آخر کار میری بھی بہن کا نکاح ہوا
ہیں۔۔ کایان اس کو پھر سے نزدیک کرتا پیار بھرے لہجے میں بول رہا تھا
۔۔

حور تو بس اس کو دیکھ کر رہ گئی تھی۔۔ جس کے موڈ کا کوئی پتہ نہیں چلتا
تھا۔۔ میں آپ کو مبارک اس وقت دوں گی جب آپ کا نکاح ہو گا۔۔ اب
میں فجر آپ کی مبارک دوں گی اور چھوڑے مجھے جانا ہیں۔

فجر آپ کے پاس۔۔۔ حور معصومیت سے بولتی خود کو چھڑوانے کی
کوشش کر رہی تھی۔۔ اس کے نکاح والی بات پر کایان گہرا مسکرایا تھا
۔۔ اس کی خود کو چھڑوانے کی کوشش بیکار گئی تھی۔۔ کایان کی
گرفت اس کی کمر پہ اور زیادہ مضبوط ہو گئی تھی۔۔۔

اپنے نکاح پر تو میں تم سے خود ہی مبارک باد لے لوں گا خود کو تیار رکھنا
کہ میرے مبارک لینے کے طریقے پر تم نے بیہوش ہی نہ ہو جاؤ۔
کایان اس کی گال پر اپنی بھوری بٹیر ڈر گرتا اپنے لہجے میں دنیا جہاں کی
محبت سموئے ہوئے بولا تھا۔۔۔

اس کی اس حرکت پر حور کانوں کی لوں تک سرخ پڑی تھی۔ چھوڑے
مجھے آپ گندی حرکتیں کرتے ہیں مجھے آپ سے بات نہیں کرنی۔
حور کایان کی گرفت ڈھیلی محسوس کر کے وہاں سے بھاگ گئی تھی۔۔۔
کایان تو بس منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا جو اس کے رومانس کو گندی
حرکتوں کا نام دیتی بھاگ گئی تھی۔ ایک بار میرے نکاح میں آ جاؤ پھر
بتاؤں گا۔ تمہیں گندی حرکتیں کیسی ہوتی ہیں۔۔۔ کایان اپنے بالوں
میں ہاتھ پھیرتا سوچ کر رہا گیا تھا۔

جوزیان جو سب کچھ نیچے چھوڑ کر کنزہ کو ڈھونڈے اوپر آیا تھا۔

بشری بیگم کا کمرہ دیکھ کر اب وہ حور کے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔۔۔
اس سے صبر نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

اس کا دل کر رہا تھا وہ اسے اپنے سامنے بٹھا کر دیکھتا رہے۔۔۔ اور ایک وہ
تھی جو ظالم بنی اس کے سامنے ہی نہیں آرہی تھی۔۔۔ کنزہ جو آرام سے
بیڈ بیٹھی اپنے ناخن کھانے میں مصروف تھی۔۔۔

وہ اکثر ٹینشن میں اپنے ناخن ہی کھایا کرتی تھی۔۔۔ وہ اس بات کی وجہ
سے سکون سے بیٹھی تھی کہ اس کے وہاں نہ ہونے پر کسی نے بھی نوٹس
نہیں لیا۔۔۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ ہڑبڑا کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی اپنے
سامنے زیان کو دیکھ کر اسے کچھ دیر پہلے والی زیان کی باتیں یاد کرتی وہ
کانوں تک سرخ پڑی تھی۔۔۔

زیان اس کو اتنا سرخ دیکھ کر اپنی ہنسی روک رہا تھا۔ اسے سمجھ آگئی
تھی کہ وہ کیوں اتنی سرخ ہو رہی ہیں۔۔۔

آپ۔۔۔ یہاں۔۔۔ پہ۔۔۔ کیا۔۔۔ کر۔۔۔ رہے۔۔۔ ہیں۔۔۔

کنزہ اپنی آواز پر قابو پانے کے باوجود بھی اپنی لڑکھڑاہٹ پر قابو نہیں پاسکی تھی۔۔۔

وہ جتنی بھی مضبوط بن جائے آخر تھی تو ایک لڑکی ہی نہ اور اگر لڑکیوں کے ساتھ کوئی ایسی بات کریں وہ بھی ایک نامحرم۔۔۔ تو پھر بھی لڑکی کا شرمانا جائز نہیں۔۔۔

تم اتنی دیر سے نیچے نہیں آئی تو سوچا میں ہی تمہیں آکر دیکھ لوں کہ کہیں میری لی گئی پر سنل چیزوں کا سائز تو چھوٹا یا بڑا نہیں تھا۔۔۔ زیان سنجیدگی سے بولتا آخر میں اس کی حرکت دیکھتا اس کو چھیڑنا اپنا فرض سمجھتا تھا۔۔۔

اس کی بات پر کنزہ غصے سے سرخ ہوئی تھی۔۔۔ آپ کو میں نے اتنا حق نہیں دیا کہ آپ مجھ سے ایسی باتیں کر سکیں۔۔۔

یہ آپ کا ڈریس بھی میں نے آنٹی کے کہنے پہ پہنا ہیں۔ ورنہ میں کبھی اس کو دیکھتی بھی نہ۔۔۔ کنزہ زیان کی طرف دیکھتی غصے سے سرخ چہرہ لیے بولی تھی۔۔ اس کی حق والی بات پہ زیان پہلو بدل کر رہ گیا تھا

صرف جو لوگ نکاح میں ہوں ان کو ہی ایک دوسرے پہ حق ہوتا ہیں اور جو لوگ کسی سے سچی محبت کرتے ہوں ان کو ایک دوسرے پہ کوئی حق نہیں ہوتا۔۔۔

زیان کنزہ کا سرخ چہرہ دیکھتا صرف سوچ کر ہی رہ گیا تھا۔۔ میں بس مذاق کر رہا تھا۔۔ زیان خود کے لہجے کو نارمل بناتا سنجدگی سے بولا تھا

۔۔ آپ کا اور میرا مذاق بھی نہیں بنتا۔۔

کنزہ ایک بار پھر غصے سے بولی تھی۔۔ اس کا غصہ کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا وہ اتنے دنوں سے صرف اس لئے چپ تھی کہ اسے اس جو

کی ضرورت تھی لیکن اب اس کی بس ہو گئی تھی۔۔ مذاق بھی صرف تمہارے ساتھ میں کر سکتا ہوں اور حق بھی صرف میرا ہی ہو گا تم پر

ایک بار حق آنے دوں میرے پاس پھر بتاتا ہوں تمہیں حق کہتے کسے ہیں۔۔۔ جلدی نیچے آؤ ماما بلارہی ہیں تمہیں۔۔ زیان کنزہ کی طرف دیکھتا ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا۔۔ کہنے کو تو وہ عشق کا دعویٰ دار تھا۔۔ لیکن اس سے کنزہ کی اتنی سی بات برداشت نہیں ہوئی تھی۔۔ ابھی اس کا عشق کمزور تھا۔۔ عشق میں تو محبوب کے ہاتھوں عاشق کا قتل بھی معاف ہوتا ہیں۔۔

کنزہ بس اس کو دیکھ کر رہ گئی تھی جس کو پتہ نہیں اتنا زیادہ غصہ کس بات کا تھا۔۔ لیکن وہ پھر بھی سر جھٹک کر باہر کی طرف بڑھ گئی تھی

وہ اس کی باتوں کو سمجھ کر بھی نا سمجھ بن گئی تھی۔۔۔ اسے ابھی ان سب معاملوں میں نہیں پڑنا تھا۔۔۔ اس کے سامنے ابھی اپنا پورا کرئیر پڑا تھا۔۔۔ جو اسے ہر حال میں خوبصورت بنانا تھا۔۔۔

دعا اس وقت سب لوگوں میں مٹھائیاں بانٹ رہی تھی۔۔۔ آیان کب سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

کہ وہ اس کے پاس آئے گئی لیکن وہ ہمیشہ کی طرح اسے اگنور کیے جان بوجھ کر دوسرے لڑکوں کے پاس جا رہی تھی۔۔۔ آیان یہ سب دیکھتا بڑی مشکل سے خود پر کنٹرول کیے ہوئے تھا۔۔۔

اس سے صبر نہیں ہوا تو اس نے موبائل نکال کر دعا کو میسج کیا تھا۔۔۔ آیان اس کو میسج کرتا پچن کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ دعا جواب اپنی ماں کے پاس کھڑی ان کا دماغ کھا رہی تھی۔۔۔ اپنے موبائل پر میسج سن

نوٹیفکیشن سن کر اس نے موبائل کھول کر دیکھا تھا۔۔۔ میسج دیکھتے ہی وہ
ڈانٹ پیس کر رہ گئی تھی۔۔۔ اس نے ادھر ادھر نظریں دوڑائی تھی لیکن
اس کو آیان کہیں بھی نظر نہیں آیا تھا۔۔۔ میسج کچھ یوں تھا کہ۔۔۔ اگر تم
اگلے دس منٹ میں کچن میں نہ آئی تو میں سب کے سامنے تمہارے ان
ہونٹوں کو کچا چبا جاؤ گا۔۔۔ اور یہ میری دھمکی نہ سمجھنا میں سچ میں
کر کے دکھاؤں گا۔۔۔

دعا یہ میسج پڑھتی پیر پٹکٹی اندر کی طرف بڑھ مٹھائی کی پلیٹ لیتی کچن کی
طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔ اگر وہ ناجاتی تو اس بے شرم شاہ کا کچھ بھروسہ
بھی نہیں تھا۔۔۔ کہ وہ ایسا کر بھی گزر رتا۔۔۔۔۔
تم میں شرم ہیں بھی کہ نہیں یا ساری وکالت کی پڑھائی کرتے وقت ختم
ہو گئی ہیں۔ دعا اندر آتی پلیٹ ٹیبل پر پٹکنے والے انداز میں رکھتی آیان کو
دیکھتی اونچی آواز میں بولی تھی۔ وکالت کی پڑھائی کرنے کا پتہ نہیں

لیکن جب سے تم آئی ہو۔ اور تمہارا وہ والا چیلنج یاد کرتا ہوں تو ساری شرم ختم ہو جاتی ہیں۔

آیان دعا کو کمر سے پکڑتا شرارت سے بولا تھا۔ اصل بات تو وہ صرف اس کو اس کا چیلنج یاد کروا کر واپس وہی دعا بنانا تھا جو پہلے تھی۔۔۔ یہ شرماتی ہوئی دعا سے کچھ خاص پسند نہیں آرہی تھی۔۔۔

آیان کی اس بات پر دعا اپنا چیلنج یاد کرتی اپنے پہلے والے سٹائل میں واپس آئی تھی۔۔۔ مجھے اپنا چیلنج بھی بہت اچھے سے یاد ہیں اور میں تمہیں اس چیلنج میں جیت کر بھی دکھاؤں گی۔۔۔

دعا آیان کو ایک نظر دیکھتی اس کے بازو پر زور سے اپنے دانت گاڑھتی ہوئی بولی تھی۔۔۔ آہ۔۔۔ آیان مصنوعی کراہتا ہوا دعا کو اور زیادہ اپنے نزدیک کر گیا تھا۔ کیا ہوا تمہیں زیادہ تو نہیں لگا۔ دعا آیان کے

کراہنے کی وجہ سے فکر مند لہجے میں بولی تھی۔۔ دعا اتنی فکر پر آیان نے اپنا نچلے لب دبا کر اپنی ہنسی روکی تھی۔۔

آیان کی طرف سے کوئی جواب نہ ملنے پر دعا نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تھا۔ اس کے چہرے پر شرارت دیکھ کر اس نے آیان کی کمر میں ایک زوردار مکہ جڑا تھا۔

تم سب کو نیچے مٹھائی تو ایسے کھلا رہی تھی۔ جیسے تمہارا بھائی اس ملک کا وزیراعظم بنا ہیں۔ اس سے پہلے دعا کچھ کہتی آیان اس کو دیکھ کر سنجیدگی سے استفسار کر رہا تھا۔

اس کو سچ میں دعا کا لڑکوں کے سامنے جانا پسند نہیں آیا تھا۔ ہر لڑکے کی نظر بُری نہیں ہوتی۔

کچھ عظیم ماؤں کے شہزادے بھی ہوتے ہیں۔۔ لیکن کچھ لڑکوں کی نظر میں دعا کے لیے صرف اور صرف حوس ہی ہوتی ہیں۔۔ کچھ لڑکوں

کے سامنے اگر محبت کا بھی لیا جائے۔ ان کے ذہن میں صرف اور صرف عورت کا ہی خاکہ بنتا ہیں۔۔

تم کیوں اتنے جل رہے ہو۔ اور رہی بات وزیراعظم کی تو میرا بھائی تمہارا جو آج کل وزیراعظم چل رہا ہے۔ اس سے کہیں گنا زیادہ قابل اور خوبصورت ہیں۔۔

میرے بھائی پر سے وزیراعظم کی ایسی کئی کرسیاں قربان۔۔۔
دعا آیان کی نیلی آنکھوں میں اپنی سبز آنکھیں گاڑھتی اتر کر بولی تھی۔۔
اس کے اس کے لہجے میں اپنے بھائی کے لیے غرور مان اور محبت شامل تھی۔۔ دعا کی بات پر آیان صرف مسکرا کر رہ گیا تھا۔۔ اسے آج ضارب سے بھی جلن محسوس ہو رہی تھی۔۔ جس سے دعا اتنی زیادہ محبت کرتی تھی۔۔ لیکن وہ فل حال خاموش ہو گیا تھا۔۔ اگر وہ اس وقت کچھ بھی ضارب کے خلاف بولتا تو اس پر ہی الٹا پڑنی تھی۔۔ مجھے

بھی تمہارے ہاتھوں سے مٹھائی کھانی ہیں آج اور دوبارہ بھی میں اس
دن تمہارے ہاتھوں سے ہی کھاؤں گا جب ہمارا نکاح ہو گا۔۔۔ آیان
دعا کے کان پر دانت گاڑھتا سرگوشی نما آواز میں بولا تھا۔ اس کی اس
حرکت پر دعا کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی تھی۔۔

دعا اس کی نرم گرفت محسوس کرتی اس کو خود سے دور کرتی مٹھائی کی
پلیٹ میں سے ایک کاجو کی برفی اٹھاتی ہوئی آیان کے پاس آئی تھی۔۔
اس سے پہلے وہ آیان کے منہ میں وہ برفی دیتی آیان اس کے ہاتھ سے
لیتا اس کے منہ میں آدھی دیتا۔ اس کے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لے
گیا تھا۔ ایک ہاتھ اس کا دعا کی کمر پر اور دوسرا ہاتھ اس کا دعا کے سر کے
پیچھے تھا۔ اس اچانک افتاد پر دعا کی پوری آنکھیں کھل گئی تھی۔۔ اسے
سمجھ نہیں آیا کہ اس کے ساتھ ہوا کیا ہیں۔۔

اپنے لبوں پہ آیان کی گرفت محسوس کرتی وہ کانوں کی لوں تک سرخ
پڑی تھی دعا خود کو کمپوز کرتی آیان کو خود سے دور کرنا چاہا۔ لیکن وہ دور
ہونے کی بجائے اس کے لبوں پہ اپنی گرفت سخت کر گیا تھا۔ وہ قطرہ
قطرہ اس کی سانسیں اپنے اندر انڈھیل کر رہا تھا۔

دعا ہمیشہ کی طرح اس کا ساتھ دینے کی بجائے ایک بت بن کر کھڑی
تھی۔ دعا نے اس وقت اپنے ہاتھوں کی مٹھی بنائی ہوئی تھی۔ اس
نے آیان کو پکڑا ہوا بھی نہیں تھا۔ اور یہی بات آیان کے غصے کا باعث
بن رہی تھی۔ وہ تو غصے میں بھی آیان کو کس کر پکڑتی ہیں۔ آیان
اس کے بالائی لب پہ شدت سے دانت گاڑھتا پیچھے ہوا تھا۔ اس کے
دانت گاڑھنے پر دعا نے ایک سکی بھری تھی۔ آیان پیچھے ہو کر اس
کے چہرے کی طرف دیکھا تھا جو لہو چھلک رہا تھا۔ اتنی جلدی ہار مان گئی
میری شیرنی۔۔۔

اس نے آیان کی کمر میں ایک زوردار مکہ جڑا تھا۔

تم سب کو نیچے مٹھائی تو ایسے کھلا رہی تھی۔ جیسے تمہارا بھائی اس ملک کا وزیر اعظم بنا ہیں۔ اس سے پہلے دعا کچھ کہتی آیان اس کو دیکھ کر سنجیدگی سے استفسار کر رہا تھا۔

اس کو سچ میں دعا کا لڑکوں کے سامنے جانا پسند نہیں آیا تھا۔ ہر لڑکے کی نظر بُری نہیں ہوتی۔

کچھ عظیم ماؤں کے شہزادے بھی ہوتے ہیں۔ لیکن کچھ لڑکوں کی نظر میں دعا کے لیے صرف اور صرف حوس ہی ہوتی ہیں۔ کچھ لڑکوں کے سامنے اگر محبت کا بھی لیا جائے۔ ان کے ذہن میں صرف اور صرف عورت کا ہی خاکہ بنتا ہیں۔

تم کیوں اتنے جل رہے ہو۔ اور رہی بات وزیراعظم کی تو میرا بھائی
تمہارا جو آج کل وزیراعظم چل رہا ہے۔ اس سے کہیں گنا زیادہ قابل
اور خوبصورت ہیں۔۔

میرے بھائی پر سے وزیراعظم کی ایسی کئی کرسیاں قربان۔۔۔
دعا آیان کی نیلی آنکھوں میں اپنی سبز آنکھیں گاڑھتی اتر کر بولی تھی۔۔
اس کے اس کے لہجے میں اپنے بھائی کے لیے غرور مان اور محبت شامل
تھی۔۔ دعا کی بات پر آیان صرف مسکرا کر رہ گیا تھا۔ اسے آج
ضارب سے بھی جلن محسوس ہو رہی تھی۔ جس سے دعا اتنی زیادہ
محبت کرتی تھی۔۔ لیکن وہ فل حال خاموش ہو گیا تھا۔۔ اگر وہ اس
وقت کچھ بھی ضارب کے خلاف بولتا تو اس پر ہی الٹا پڑنی تھی۔۔ مجھے
بھی تمہارے ہاتھوں سے مٹھائی کھانی ہیں آج اور دوبارہ بھی میں اس
دن تمہارے ہاتھوں سے ہی کھاؤں گا جب ہمارا نکاح ہو گا۔۔ آیان

دعا کے کان پر دانت گاڑھتا سرگوشی نما آواز میں بولا تھا۔ اس کی اس حرکت پر دعا کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی تھی۔

دعا اس کی نرم گرفت محسوس کرتی اس کو خود سے دور کرتی مٹھائی کی پلیٹ میں سے ایک کاجو کی برفی اٹھاتی ہوئی آیان کے پاس آئی تھی۔ اس سے پہلے وہ آیان کے منہ میں وہ برفی دیتی آیان اس کے ہاتھ سے لیتا اس کے منہ میں آدھی دیتا۔ اس کے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لے گیا تھا۔ ایک ہاتھ اس کا دعا کی کمر پر اور دوسرا ہاتھ اس کا دعا کے سر کے پیچھے تھا۔ اس اچانک افتاد پر دعا کی پوری آنکھیں کھل گئی تھی۔ اسے سمجھ نہیں آیا کہ اس کے ساتھ ہوا کیا ہیں۔

اپنے لبوں پہ آیان کی گرفت محسوس کرتی وہ کانوں کی لوں تک سرخ پڑی تھی دعا خود کو کمپوز کرتی آیان کو خود سے دور کرنا چاہا۔ لیکن وہ دور

ہونے کی بجائے اس کے لبوں پہ اپنی گرفت سخت کر گیا تھا۔۔ وہ قطرہ قطرہ اس کی سانسوں میں اپنے اندر اندر اندھیل کر رہا تھا۔۔

دعا ہمیشہ کی طرح اس کا ساتھ دینے کی بجائے ایک بت بن کر کھڑی تھی۔۔ دعا نے اس وقت اپنے ہاتھوں کی مٹھی بنائی ہوئی تھی۔۔ اس نے آیان کو پکڑا ہوا بھی نہیں تھا۔۔ اور یہی بات آیان کے غصے کا باعث بن رہی تھی۔۔ وہ تو غصے میں بھی آیان کو کس کر پکڑتی ہیں۔۔ آیان اس کے بالائی لب پہ شدت سے دانت گاڑھتا پیچھے ہوا تھا۔۔ اس کے دانت گاڑھنے پر دعا نے ایک سکی بھری تھی۔۔ آیان پیچھے ہو کر اس کے چہرے کی طرف دیکھا تھا جو لہو چھلک رہا تھا۔ اتنی جلدی ہار مان گئی میری شیرنی۔۔۔

آیان اس کے چہرے پہ اپنی انگلی ٹریس کرنا اس کو اکسانے والے لہجے میں بولا تھا۔۔ اس کی اس حرکت پہ دعا نے ایک جھرجھری لی تھی۔۔

اس کے منہ سے اپنے لیے اتنے دن بعد لفظ ”شیرنی“ سن کر اس کی دھڑکنیں منتشر ہوئی تھی۔۔ اس کی خم دار پلکیں اس کے عارض پر سجدہ ریز ہوئی تھی۔۔ مر جاؤ تم بے شرم شاہ۔۔ دعا اس کے نچلے لب پہ زور سے اپنے دانت گاڑھتی اس کو دھکا دیتی باہر کی طرف قدم بڑھ گئی تھی۔۔

اس کے بدلہ لینے والے سٹائل پر آیان کی نیلی آنکھوں میں چمکی تھی۔۔ اس وقت سب لوگ کھانا کھا چکے تھے اب بس دلہن کا انتظار تھا جسے حور اور دعا لینے گئی ہوئی تھی۔۔ جبکہ کنزہ بشری بیگم کے ساتھ چیک کر کھڑی تھی۔۔ بشری بیگم اس کی پریشانی سمجھ رہی تھی۔۔ اس لیے انہوں نے اسے زیادہ کہیں آنے جانے کے لیے فورس بھی نہیں کیا تھا

ابھی ضارب سب کے ساتھ باتوں میں ہی مصروف تھا جب آیان کی نظر فخر پر پڑی تھی۔۔ جو اپنی دوستوں اور کزنز کے درمیان میں چلتی آرہی تھی۔۔۔

اہم اہم۔۔۔ آیان مصنوعی کھانسی کھانستا ضارب کو اس طرف متوجہ کر رہا تھا۔۔ ضارب آیان کی طرف متوجہ ہوتا اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتا پلک جھپکنا بھول گیا تھا۔ خوبصورت وائٹ کلر کے لہنگے کے اوپر میروں رنگ کاشیشے کا کام ہوا تھا۔ لہنگے کا دوپٹہ ایک کندھے پہ ڈالے پورے چہرے پہ جالی کا میروں رنگ کا دوپٹہ ڈالیں۔۔۔ جس کی سائیدوں پہ ”قبول“ ہے لکھا ہوا تھا۔ ہونٹوں پہ میروں رنگ ہی لپسٹک لگائے تھوڑا سا میک اپ کیے لہنگے کے ساتھ ہی میچنگ جیولری پہنے وہ ضارب کا دل بُری طرح ڈھرکا چکی تھی۔۔ ضارب کچھ ہی سیکنڈوں میں اس کا مکمل جائزہ لے چکا تھا۔ ضارب خود بھی اس

وقت وائٹ کلر کے شلوار قمیض کے اوپر میرون رنگ کی واسکٹ پہنے
بالوں کو نفاست سے سیٹ کیے۔۔ ہاتھ میں برانڈ گھڑی پہنے کسی
ریاست کا شہزادہ لگ رہا تھا۔ ابھی وہ فجر کو دیوانوں کی طرح ہی دیکھ رہا
نے کہنی ماری تھی۔۔ فجر اس وقت بالکل سیٹج تھا۔۔ جب اسے زیان
کے پاس آگئی تھی۔۔ زیان کی کہنی مارنے کی وجہ سے وہ ہوش میں آتا
جلدی سے صوفوں سے کھڑا ہوا تھا۔ ابھی فجر سیٹج کے پاس ہی آئی
تھی جب ضارب نے اس کے ساتھ اپنی مردانہ ہاتھ آگے کیا تھا۔۔
فجر ایک نظر زیان کو دیکھتی اپنا ہاتھ اس ضارب کے ہاتھ میں رکھ گئی
تھی۔۔

ضارب اس کو آرام سے پکڑتا سیٹج پر لایا تھا۔ اس کے اتنے پیار کو
دیکھتے سب کو ہوٹنگ کی تھی۔۔ جس میں سب سے زیادہ آواز دعا اور

آیان کی تھی۔۔ جبکہ سب بڑوں نے ان دونوں کو خوش رہنے کی دعا دی تھی۔۔

فجر اور ضارب اس وقت دونوں ہی صوفے پر بیٹھے تھے۔۔ ابھی تک ضارب کے ہاتھ میں فجر کا ہاتھ تھا۔۔

فجر نے اس سے ہاتھ چھڑوانے کی دوبارہ کوشش کی تھی۔ لیکن دونوں ہی بار ضارب اپنی گرفت اس کے ہاتھ پہ مضبوط کر گیا تھا۔۔ ان دونوں کے ہاتھوں پر فجر کا لہنگا آ گیا تھا۔۔ جس کی وجہ سے کسی کی نظر بھی نہیں پڑی تھی۔۔ وہ دونوں اتنے ایک دوسرے کے قریب بیٹھے تھے۔۔ کہ ان کا کندھا ایک دوسرے سے ٹچ ہو رہا تھا۔۔

فجر نے ضارب سے تھوڑا دور ہونا چاہا لیکن ضارب اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتا سے اپنے اور نزدیک کر گیا تھا۔۔ ضارب کی اس حرکت پر فجر کی

سانسیں تھمی تھمی تھی۔۔ تم اب مجھ سے دور جانے کا سوچ بھی نہیں سکتی
جتنا تم مجھ سے دور ہوگی میں اتنا ہی تمہیں خود کے قریب کروں گا۔
ضارب فجر کے اور نزدیک ہوتا اس کے کان کے پاس گھمبیر آواز میں
سرگوشی کرتا پیچھے ہوا تھا۔ اس کی حرکت اور سرگوشی پر فجر نے دوبارہ
کوشش بھی نہیں کی تھی۔۔ اس سے دور جانے کی۔۔ دو تین گھنٹے
وہی پہ بیٹھنے کے بعد فجر اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔۔

اس کے جاتے ہی سب مہمان واپس چلے گئے تھے اور باقی سب لوگ
اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔۔ کنزہ کو آیاں گھر چھوڑنے گیا تھا
۔۔ بشری بیگم کے روکنے کے باوجود بھی وہ نہیں رکی تھی۔ اس لیے
انہوں نے ہی ہارمان لی تھی۔۔ اس وقت سب لوگ اپنے اپنے کمروں
میں سو رہے تھے جب ضارب بغیر آواز کیے فجر کے کمرے میں داخل
ہوا تھا۔ اسے بھی تو اپنی منکوحہ سے تفصیلی ملاقات کرنی تھی۔۔ آج وہ

صرف اس کے لیے سچی تھی اور وہ ہی اس کی تعریف نہ کرتا تو یہ تو نا انصافی تھی فجر کے ساتھ۔۔۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی سامنے کا منظر دیکھتے ہی اس کے چہرے پہ ایک خوبصورت مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ فجر ابھی تک اسی لباس میں تھی اس کا دوپٹہ صوفے پہ پڑا تھا۔ اور وہ خود ڈریسنگ مرر کے سامنے نا جانے کن خیالوں میں گم تھی۔۔۔۔۔ اسے اپنے کمرے میں کسی کے ہونے کا احساس بھی نہیں ہوا تھا۔۔۔۔۔ اس وقت اس کے بال جوڑے کی کی شکل میں بندھے ہونے کی وجہ سے اس کا بیک گلا صاف نظر آ رہا تھا۔۔۔۔۔

اس کی بیک سائیڈ بہت زیادہ ڈیپ تھی جسے ٹسلسز کی مدد سے بند کیا گیا تھا۔۔۔ اس کی شفاف دودھیا گردن دیکھتے ہی ضارب کی آنکھیں پل میں خمار آلودہ ہوئی تھی۔۔۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس پیچھے جا کر کھڑا ہوا تھا۔۔۔ فجر جو اس وقت کسی غیر نقطے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

اس کا ضارب پہ ابھی تک دھیان نہیں گیا تھا۔۔۔ یہی بات ضارب کو
ڈسٹر ب کر رہی تھی کہ ایسی کون سی سوچیں ہیں جس میں وہ اتنی زیادہ گم
ہیں اسے اس کی پرفیوم کی مہک بھی نہیں آئی تھی۔۔۔ نہیں تو وہ ہمیشہ
سے اس کو اس کے پرفیوم سے ہی پہچان جاتی تھی۔۔۔ مجھے نہیں پتہ تھا کہ
میری فخر نکاح کے بعد اتنی بدل جائے گی کہ وہ میرے بغیر کہیں بات
ہی سمجھ جائے گی۔۔۔

ضارب فخر کے کان کے پاس جھکتا اس کی کانوں کی لوں پر اپنے لب رکھتا
سرگوشی نما آواز میں بولا تھا۔۔۔

اس کے اس طرح سے بولنے پر فخر جو اپنے ہی خیالوں میں بٹھی تھی
ڈر کر ایک دم سے اُچھلی تھی اس سے پہلے وہ کھڑی ہوتی۔

ضارب اس کو دوبارہ وہی پہ بٹھا چکا تھا۔۔۔ فخر بس اس کو پھٹی پھٹی
نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

جو اس وقت اس کے کمرے میں کیا کرنے آیا تھا۔۔۔ اگر اسے کسی نے
دیکھ لیا تو نا جانے کیا سوچے گے۔۔۔

کیا۔۔۔ مطلب۔۔۔ اور۔۔۔ آپ۔۔۔ پلیز۔۔۔ جائے۔۔۔ اگر۔۔۔
کسی نے۔۔۔ دیکھ۔۔۔ لیا۔۔۔ تو۔۔۔ کیا سوچیں۔۔۔ گے۔۔۔
فجر ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کرتی ایک ایک لفظ کر کے بولی تھی
۔۔۔

اس کے ساتھ اپنی مردانہ ہاتھ آگے کیا تھا۔۔۔ فجر ایک نظر زیاں کو
دیکھتی اپنا ہاتھ اس ضارب کے ہاتھ میں رکھ گئی تھی۔۔۔
ضارب اس کو آرام سے پکڑتا سیٹج پر لایا تھا۔۔۔ اس کے اتنے پیار کو
دیکھتے سب کو ہوٹنگ کی تھی۔۔۔ جس میں سب سے زیادہ آواز دعا اور
آیان کی تھی۔۔۔ جبکہ سب بڑوں نے ان دونوں کو خوش رہنے کی دعا
دی تھی۔۔۔

فجر اور ضارب اس وقت دونوں ہی صوفے پر بیٹھے تھے۔ ابھی تک
ضارب کے ہاتھ میں فجر کا ہاتھ تھا۔

فجر نے اس سے ہاتھ چھڑوانے کی دوبارہ کوشش کی تھی۔ لیکن دونوں
ہی بار ضارب اپنی گرفت اس کے ہاتھ پہ مضبوط کر گیا تھا۔۔۔ ان
دونوں کے ہاتھوں پر فجر کا لہنگا آگیا تھا۔ جس کی وجہ سے کسی کی نظر
بھی نہیں پڑی تھی۔۔۔ وہ دونوں اتنے ایک دوسرے کے قریب بیٹھے
تھے۔ کہ ان کا کندھا ایک دوسرے سے ٹچ ہو رہا تھا۔

فجر نے ضارب سے تھوڑا دور ہونا چاہا لیکن ضارب اس کی کمر میں ہاتھ
ڈالتا سے اپنے اور نزدیک کر گیا تھا۔ ضارب کی اس حرکت پر فجر کی
سانسیں تھمی تھمی تھی۔۔۔ تم اب مجھ سے دور جانے کا سوچ بھی نہیں سکتی
جتنا تم مجھ سے دور ہوگی میں اتنا ہی تمہیں خود کے قریب کروں گا۔

ضارب فجر کے اور نزدیک ہوتا اس کے کان کے پاس گھمبیر آواز میں
سرگوشی کرتا پیچھے ہوا تھا۔ اس کی حرکت اور سرگوشی پر فجر نے دوبارہ
کوشش بھی نہیں کی تھی۔۔۔ اس سے دور جانے کی۔۔۔ دو تین گھنٹے
وہی پہ بیٹھنے کے بعد فجر اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔۔

اس کے جاتے ہی سب مہمان واپس چلے گئے تھے اور باقی سب لوگ
اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔۔۔ کنزہ کو آیاں گھر چھوڑنے گیا تھا
۔۔۔ بشری بیگم کے روکنے کے باوجود بھی وہ نہیں رکی تھی۔۔۔ اس لیے
انہوں نے ہی ہارمان لی تھی۔۔۔ اس وقت سب لوگ اپنے اپنے کمروں
میں سو رہے تھے جب ضارب بغیر آواز کیے فجر کے کمرے میں داخل
ہوا تھا۔ اسے بھی تو اپنی منکوحہ سے تفصیلی ملاقات کرنی تھی۔۔۔ آج وہ
صرف اس کے لیے سچی تھی اور وہ ہی اس کی تعریف نہ کرتا تو یہ تو نا

انصافی تھی فجر کے ساتھ۔۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی سامنے کا منظر
دیکھتے ہی اس کے چہرے پہ ایک خوبصورت مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔
فجر ابھی تک اسی لباس میں تھی اس کا دوپٹہ صوفے پہ پڑا تھا۔ اور وہ
خود ڈریسنگ مرر کے سامنے نا جانے کن خیالوں میں گم تھی۔۔۔۔
اسے اپنے کمرے میں کسی کے ہونے کا احساس بھی نہیں ہوا تھا۔۔۔
اس وقت اس کے بال جوڑے کی کی شکل میں بندھے ہونے کی وجہ
سے اس کا بیک گلا صاف نظر آ رہا تھا۔۔۔۔

اس کی بیک سائیڈ بہت زیادہ ڈیپ تھی جسے ٹسلز کی مدد سے بند کیا گیا تھا
۔۔۔ اس کی شفاف دودھیا گردن دیکھتے ہی ضارب کی آنکھیں پل میں
نمار آلودہ ہوئی تھی۔۔۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس پیچھے جا کر کھڑا ہوا
تھا۔۔۔ فجر جو اس وقت کسی غیر نقطے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

اس کا ضارب پہ ابھی تک دھیان نہیں گیا تھا۔۔۔ یہی بات ضارب کو
ڈسٹرب کر رہی تھی کہ ایسی کون سی سوچیں ہیں جس میں وہ اتنی زیادہ گم
ہیں اسے اس کی پرفیوم کی مہک بھی نہیں آئی تھی۔۔۔ نہیں تو وہ ہمیشہ
سے اس کو اس کے پرفیوم سے ہی پہچان جاتی تھی۔۔۔ مجھے نہیں پتہ تھا کہ
میری فخر نکاح کے بعد اتنی بدل جائے گی کہ وہ میرے بغیر کہیں بات
ہی سمجھ جائے گی۔۔۔

ضارب فخر کے کان کے پاس جھکتا اس کی کانوں کی لوں پر اپنے لب رکھتا
سرگوشی نما آواز میں بولا تھا۔۔۔

اس کے اس طرح سے بولنے پر فخر جو اپنے ہی خیالوں میں بٹھی تھی
ڈر کر ایک دم سے اُچھلی تھی اس سے پہلے وہ کھڑی ہوتی۔

ضارب اس کو دوبارہ وہی پہ بٹھا چکا تھا۔۔۔ فخر بس اس کو پھٹی پھٹی
نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

جو اس وقت اس کے کمرے میں کیا کرنے آیا تھا۔۔۔ اگر اسے کسی نے
دیکھ لیا تو ناجانے کیا سوچے گے۔۔۔

کیا۔۔۔ مطلب۔۔۔ اور۔۔۔ آپ۔۔۔ پلیز۔۔۔ جائے۔۔۔ اگر۔۔۔
کسی نے۔۔۔ دیکھ۔۔۔ لیا۔۔۔ تو۔۔۔ کیا سوچیں۔۔۔ گے۔۔۔
فجر ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کرتی ایک ایک لفظ کر کے بولی تھی

۔۔۔۔

مطلب کے یہ میں تمہیں اس ڈریس میں فرصت سے دیکھنا چاہتا تھا اور
مجھے خوشی ہیں کہ تم نے یہ ڈریس ابھی تک نہیں اتارا اور دوسری بات
کوئی گچھ بھی نہیں سوچے گا کیونکہ تم میری اب حق حلال کی بیوی ہو۔۔
ضارب اس کے کندھے پہ اپنا سر رکھتا اس کی سرخ ناک کو دباتا پیار
سے بولا تھا۔۔۔

ابھی فجر کوئی اور بات کرتی جب ضارب اس کو کھڑا کرتا اپنے سینے سے لگا گیا تھا۔ اس کی اس حرکت پر فجر ایک دم ساکت ہوئی تھی۔۔

ابھی فجر اس سے دور ہونے کے لیے کوئی کاروائی کرتی جب ضارب اسے خود سے الگ کرتا اس کے لبوں میں اپنے لب پیوست کر گیا تھا۔۔۔ قطرہ قطرہ اس کے لبوں کا جام پی رہا تھا۔۔۔

فجر اس وقت بالکل ایسے کھڑی تھی جیسے کوئی زندہ لاش ہو۔۔ جان تو اس کی اس وقت ہوا ہوئی تھی جب اپنی چولی کے ٹسلز پہ ضارب کے کھر درے ہاتھ کا لمس محسوس ہوا تھا۔۔ وہ ہوش میں آتے ہی بھرپور مزاحمت کر رہی تھی۔۔

لیکن مقابل بھی ڈھیٹ ابن ڈھیٹ تھا۔۔ وہ پیچھے ہٹنے کی بجائے اس کے لبوں پہ اپنی گرفت مضبوط کر گیا تھا۔۔

اس کی اتنی گرفت پہ اور اس کے ہاتھوں کا لمس بیک سائیڈ پہ محسوس کرتی فجر کو سانس لینے میں پر اہلم ہو رہی تھی۔۔۔ اس کی رکتی ہوئی سانس محسوس کرتا ضارب اس کے نچلے لب پہ دانت گاڑھتا پیچھے ہوا تھا۔۔

اس کے دانت گاڑھنے کی وجہ سے فجر نے ایک سکی بھری تھی۔۔
اس کی سبز آنکھوں سے آنسو نکل کر اس کے عارض پہ بہہ رہے تھے۔۔
اس کے آنسوؤں کو اپنے لبوں سے چٹنا اس کی کمر سہلا رہا تھا۔۔
اب وہ اس کے پورے چہرے پر اپنے لب رکھتا نیچے گردن کی طرف آیا تھا۔۔ وہاں پہ اپنے لب رکھتا فجر کو مدہوش کر رہا تھا اب اس نے کوئی بھی مزاحمت نہیں کی تھی۔۔ وہ اس کی چولی کے اوپر سے ہی اس کی کے دھڑکنوں کے مقام پر لب رکھتا پیچھے ہوا تھا۔ پیچھے ہو کر اس نے فجر کا چہرہ دیکھا تھا جو لہو چھلک رہا تھا۔۔

فجر پر ترس کھاتا اسے ڈریسنگ مرر کے سامنے بٹھاتا ایک ایک کر کے
اس کی ساری جیولری اتار رہا تھا۔ چولی کے سارے ٹسلسز کھلے ہونے کی
وجہ سے اس کی چولی بس گرنے کو تیار تھی۔
ضارب بڑی مشکل سے اس کے رعنائیاں جھلکتے وجود سے نظریں چرا رہا
تھا۔

آجاؤ آج میں تمہیں کپڑے چینج کر داتا ہوں۔
ضارب اس کو خاموش دیکھتا سنجیدگی سے بولا تھا۔ اس کی بات پر فجر
نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔
اس کے دیکھنے پر ضارب اس کو آنکھ مارتا اسے کمر سے پکڑ کر کھڑا کر گیا
تھا۔

نہیں۔۔ میں۔۔ خود۔۔ اس سے پہلے فجر اپنی بات مکمل کرتی۔

ضارب اسے کمر سے اٹھاتا اس کے لبوں پہ ایک بار پھر قابض ہوتا
ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔

ششش۔۔۔ آج میں جو کہوں گا تم بس وہی کروں گی اور میں صرف آج
کی رات تمہارے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں زیادہ کچھ نہیں کروں گا بس
چھوٹی موٹی گستاخیاں کروں گا۔۔۔ ضارب اسے ڈریسنگ روم میں لا کر
کھڑا کرتا اس کے کپڑے نکالتا مصروف انداز میں بولا تھا۔۔۔ جبکہ فجر
بس اسے خاموشی سے سن رہی تھی۔۔۔ اس میں اتنی ہمت نہیں بچی تھی
وہ کچھ بول پاتی۔۔۔۔۔ ضارب ایک گلابی سا سوٹ نکالتا اس کے پاس آتا
اسے بغیر کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیتا لائٹ بند کرتا اسے کمر سے پکڑتا اپنے
نزدیک کر گیا تھا۔ ایک ہی منٹ میں وہ اس کے بدن سے اس کی چولی
کو جدا کر گیا تھا۔۔۔

ایک ہاتھ اس کی کمر پہ رکھتا ایک ہاتھ سے اس کے پیٹ کو بے باکی سے
چھوتا اس کے دھڑکنوں کے مقام پہ اپنے لب رکھتا فجر کو پیل میں
بوکھلا گیا تھا۔۔۔ اس کی رکتی ہوئی سانس محسوس کرتا ضارب اس کے
نچلے لب پہ دانت گاڑھتا پیچھے ہوا تھا۔۔

اس کے دانت گاڑھنے کی وجہ سے فجر نے ایک سکی بھری تھی۔۔
اس کی سبز آنکھوں سے آنسو نکل کر اس کے عارض پہ بہہ رہے تھے۔۔
اس کے آنسوؤں کو اپنے لبوں سے چٹنا اس کی کمر سہلا رہا تھا۔۔

اب وہ اس کے پورے چہرے پر اپنے لب رکھتا نیچے گردن کی طرف آیا
تھا۔۔ وہاں پہ اپنے لب رکھتا فجر کو مدہوش کر رہا تھا اب اس نے کوئی
بھی مزاحمت نہیں کی تھی۔۔ وہ اس کی چولی کے اوپر سے ہی اس کی کے
دھڑکنوں کے مقام پر لب رکھتا پیچھے ہوا تھا۔ پیچھے ہو کر اس نے فجر کا
چہرہ دیکھا تھا جو لہو چھلک رہا تھا۔۔

فجر پر ترس کھاتا اسے ڈریسنگ مرر کے سامنے بٹھاتا ایک ایک کر کے
اس کی ساری جیولری اتار رہا تھا۔ چولی کے سارے ٹسلسز کھلے ہونے کی
وجہ سے اس کی چولی بس گرنے کو تیار تھی۔
ضارب بڑی مشکل سے اس کے رعنائیاں جھلکتے وجود سے نظریں چرا رہا
تھا۔

آجاؤ آج میں تمہیں پکڑے چینیج کر داتا ہوں۔
ضارب اس کو خاموش دیکھتا سنجیدگی سے بولا تھا۔ اس کی بات پر فجر
نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔
اس کے دیکھنے پر ضارب اس کو آنکھ مارتا اسے کمر سے پکڑ کر کھڑا کر گیا
تھا۔

نہیں۔۔ میں۔۔ خود۔۔ اس سے پہلے فجر اپنی بات مکمل کرتی۔

ضارب اسے کمر سے اٹھاتا اس کے لبوں پہ ایک بار پھر قابض ہوتا
ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔

ششش۔۔۔ آج میں جو کہوں گا تم بس وہی کروں گی اور میں صرف آج
کی رات تمہارے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں زیادہ کچھ نہیں کروں گا بس
چھوٹی موٹی گستاخیاں کروں گا۔۔۔ ضارب اسے ڈریسنگ روم میں لا کر
کھڑا کرتا اس کے کپڑے نکالتا مصروف انداز میں بولا تھا۔۔۔ جبکہ فجر
بس اسے خاموشی سے سن رہی تھی۔۔۔ اس میں اتنی ہمت نہیں بچی تھی
وہ کچھ بول پاتی۔۔۔۔۔ ضارب ایک گلابی سا سوٹ نکالتا اس کے پاس آتا
اسے بغیر کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیتا لائٹ بند کرتا اسے کمر سے پکڑتا اپنے
نزدیک کر گیا تھا۔ ایک ہی منٹ میں وہ اس کے بدن سے اس کی چولی
کو جدا کر گیا تھا۔۔۔

ایک ہاتھ اس کی کمر پہ رکھتا ایک ہاتھ سے اس کے پیٹ کو بے باکی سے
چھوتا اس کے دھڑکنوں کے مقام پہ اپنے لب رکھتا فجر کو پیل میں
بوکھلا گیا تھا۔۔

ضارب اس کے ڈھڑکنوں کے مقام پر اپنے دانتوں کا دباؤ بڑھاتا اسے
سسکیاں بڑھنے پہ مجبور کر رہا تھا۔۔۔۔

اس اندھیرے میں بھی اس کے نشیب و فراز چاندی کی طرح چمک
رہے تھے۔۔۔۔۔

ایک ہاتھ سے اس کی کمر کو بے باکی سے چھوتا دوسرے ہاتھ کی مدد سے
وہ اس کے بالوں کو نرمی سے سہلا رہا تھا۔۔۔۔۔

فجر کی سسکیاں سنتا وہ اس کے چہرے کی طرف دیکھتا جو آنسوؤں سے
بھيگا ہوا تھا۔۔۔ وہ ایک پل میں ہی پیچھے ہوا تھا۔۔۔

یہ سوچ کر ہی وہ بے خود ہو رہا تھا کہ وہ اب اس کی ملکیت ہیں۔۔۔۔۔ فجر
کے آنسوؤں اپنے ہونٹوں سے چٹنا وہ ایک ہی منٹ میں اسے کپڑے
چینچ کر واگیا تھا۔۔۔۔۔

فجر جو ابھی کپڑے تبدیل ہونے پہ کھل کر سانس لے رہی تھی

ضارب اس کو بغیر کوئی سمجھنے کا موقع دیے اپنی باہوں میں اٹھاتا کمرے
کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔ خود کو گرنے سے بچانے کے لیے اس نے
اپنی بائیں ضارب کے گرد جمائے کرتی آنکھیں زور سے میچتی اس کے
سینے میں منہ چھپا گئی تھی۔۔۔۔۔

ضارب اس کے اس معصوم پہ ایکٹ پہ گہرا مسکرایا تھا۔۔۔۔۔

فجر کو کمرے میں لاتا اس کو کسی کانچ کی گڑیا کی طرح آرام سے بیڈ پہ لٹاتا
کمرے کی ساری لائٹس آف کرتا صرف اس کے کمرے کی مدھم سی
لائتیں جلاتا۔۔۔ جس سے کمرے کا ماحول رومینٹک قسم کا دکھائی
دے رہا تھا۔۔۔۔۔ دروازہ ٹھیک سے بند کرتا صوفے سے ایک چھوٹی
سی ڈبی اٹھاتا اس کے پاس آکر اپنی شرٹ اتارتا فجر کو آرام سے بٹھاتا خود
اس کے سامنے بیٹھا تھا۔۔۔۔

فجر جو ضارب کو ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ اسے لگا تھا کہ وہ اسے چھوڑ کر
چلا جائے گا لیکن اس کو شرٹ لیس ہوتا دیکھ کر اس کی اس نے آنکھیں
میچی تھی۔۔۔۔ خود کو چھونے پر اس نے اپنی سانس وہی روک دی تھی
۔۔۔۔

سانس لو فجر ریلیکس میں کچھ نہیں کر رہا بس مجھے رات کو شرٹ لیس
سونے کی عادت ہیں۔۔۔۔ ضارب اس کے سانس روکنے پر اس کو پیار

سے سمجھاتا اس کو اپنے سینے سے لگا گیا تھا۔ اس کو سانس نہ لیتا دیکھ وہ
ایک بار پھر اس کے لبوں پہ جھکا تھا۔۔۔۔۔ اس کے اپنی سانسیں دیتا وہ
پیچھے ہوا تھا۔۔۔۔۔ اگر وہ اسے سانسیں نہ دیتا تو وہ جانتا تھا کہ وہ کتنی
ضدی ہیں۔۔۔۔۔ ایک بار جو

اسے بات بول دی جائے وہ نہ ماننے کی اس کی پرانی عادت تھی۔۔۔۔۔
جبکہ اس طرح سانسیں دینے پہ وہ کانوں کی لوں تک سرخ پڑی تھی
۔۔۔۔۔ گہرے گہرے سانس بھرتی خود کو نارمل کر رہی تھی۔۔۔۔۔

آپ۔۔۔۔۔ پلینز۔۔۔۔۔ جائے۔۔۔۔۔ اگر۔۔۔۔۔ یہاں۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔ کوئی۔۔۔۔۔ آگیا۔۔۔۔۔ تو۔۔۔۔۔

کیا۔۔۔۔۔ سوچیں۔۔۔۔۔ گے۔۔۔۔۔ فجر ایک نظر اسے دیکھتی

اس کے شرٹ لیس ہونے کی وجہ سے وہ نظریں جھکا گئی تھی
۔۔۔ ایک ایک لفظ اٹکے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔

کوئی کچھ بھی نہیں کہیں گا۔۔۔ اور تم سب دو چھوروں ہمارے نکاح
کے بارے میں سوچوں میں مانتا ہوں کہ یہ سب بہت جلدی ہوا ہیں
لیکن اگر میں دیر کر دیتا تو میں تمہیں کھو دیتا۔۔۔۔

ضارب اس کی آنکھوں میں دیکھتا محبت بھرے لہجے میں بولا تھا
۔۔۔ جبکہ نکاح والی بات پہ فجر کی آنکھوں کے سامنے زیاں کا چہرہ
لہرایا تھا۔۔۔ وہ ایک نظر ضارب کو دیکھتی کرب سے آنکھیں میچ گئی
تھی۔۔۔۔

میں جانتا ہوں کہ تم ابھی ان سب میں اتنی جلدی ایڈ جسٹ نہیں کر پاؤ
گی لیکن میرا یقین کروں اگر میں یہ فیصلہ جلدی نہ لیتا تو میں تمہیں کھو
دیتا۔۔۔ اور اگر میں تمہیں کھو دیتا تو یہ ساری دنیا میرے لیے بیکار

تھی۔۔۔۔۔ میں اس میں تمہارے ں غیر ایک زندہ لاش بن کر رہ جاتا
۔۔۔۔۔ ضارب ایک نظر اس کی بند آنکھوں کو دیکھتا اس کے ہاتھ میں
ایک خوبصورت ڈائمنڈ کی رنگ پہناتا جس پہ خوبصورتی سے بلیک ڈائمنڈ
لکھا ہوا تھا۔۔۔۔۔ "FJ" میں

فجر اپنی انگلی میں کسی چیز کی حرکت محسوس کرتی جلدی سے آنکھیں
مجھے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ میں کیا لوں تمہارے 1 کھول گی تھی۔۔۔۔۔
لیے بہت سوچنے کے بعد میرے ذہن میں اسی کا خیال ہی آیا تھا اس کیے
اسے جلدی سے بنوالی ہمارے نکاح کے گفٹ کے لیے۔۔۔۔۔ ویسے اس
کی قیمت تو

نہیں ہیں اتنی لیکن تمہاری انگلی میں آنے کے بعد اس کی شان بڑھ گی
ہیں۔۔۔۔۔ فجر کو انگوٹھی کی طرف دیکھتا پا کر ضارب پیار سے بول رہا تھا

۔۔۔۔ یہ سچ تھا کہ اس نے یہ صرف تین سے چار گھنٹوں میں بنوائی ہیں
لیکن

اس کی قیمت دو کڑور روپے تھی۔۔۔۔

تمہیں پسند تو آئی ہیں نہ۔۔۔ فجر کو کوئی بھی جواب نہ دیتا دیکھ کر اس نے
ایک بار پھر سے سوال پوچھا تھا۔۔۔۔ جس پہ فجر نے جلدی سے ہاں
میں سر ہلادیا تھا۔۔۔۔

فجر کو جیولری کا بہت زیادہ شوق تھا اور اسے یہ انگوٹھی بھی بہت زیادہ
پسند آئی تھی۔۔۔۔

اس کے سر ہلانے پر ضارب اس کو لبوں کو اپنی گرفت میں لیتا اس کو بیڈ
پر لیتا اس پر سایہ فگن ہوا تھا۔۔۔۔

اس کا سارا وزن اپنے اوپر محسوس کر کے فجر ہل بھی نہیں پارہی اور
اپنے لبوں کی قید کی وجہ سے اسے سانس لینے میں بھی بہت زیادہ مشکل

کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔۔۔۔۔ ضارب فجر کے لبوں پہ اپنی ساری شدتیں
دکھاتا پیچھے ہوا تھا۔۔۔۔۔

فجر جو اس کی اتنی زیادہ گرفت پہ اپنی آنکھیں میچی ہوئی تھی
۔۔۔۔۔ ضارب اس کی بند آنکھیں دیکھتا اس کی چھوٹی سی ناک کی ٹب پہ
لب رکھتا پیچھے ہوا تھا۔۔۔۔۔

وہ دیوانا وار اس کے پورے چہرے کو چوم رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ اس کے
ماٹھے پہ لب رکھنے کے بعد اس کی دونوں آنکھوں پہ لب رکھتا اس کے
ایک گال پہ شدت سے ڈانٹ گاڑھتا پیچھے ہوا تھا۔۔۔۔۔ اس کے
ڈانٹ گاڑھنے پہ فجر کی سسکاری بلند ہوئی
تھی جس کا وہ اپنے لبوں سے گلا گھونٹ گیا تھا۔۔۔۔۔

مجھے تو آج پتا چلا ہیں کہ میری فخر جس منہ سے اتنا کڑوا بولتی ہیں وہ منہ
اور لب اتنے میٹھے ہو گے۔۔۔۔۔ضارب اس کے لبوں کا جام پیتا
پیچھے ہوتا اس کے کان میں گھمبیر سرگوشی کرتا ہوا بولا تھا۔۔۔
اس کی اس سرگوشی پہ فخر کا دل کر رہا تھا کہ وہ کہیں چھپ جائے
۔۔۔اتنا بے شرم انسان یہ نکلے گا اسے اس بات کا اندازہ نہیں
تھا۔۔۔فل حال اسے اپنی محبت سب کچھ بھول گئی تھی۔۔۔۔۔اسے
یاد تھا تو صرف اتنا کہ وہ ایک لڑکی ہیں اور اس وقت اپنے محرم کی قربت
میں ہیں۔۔۔۔۔سب سے بڑی بات یہ کہ اب اس میں اتنی ہمت بھی
نہیں بچی کہ وہ اس کو روک سکیں یا اپنے کمرے سے نکال دیں۔۔۔۔۔
ابھی وہ اسی بات پر اپنی آنکھیں میچ کر بیڈ کی شیٹ کو مٹھیوں میں جکڑی
ہوئی تھی جب اسے اپنی قمیض کے بٹن کھلتے ہوئے محسوس ہوئے

تھے۔۔۔۔۔

ضارب جو اس کے قمیض کے تین بٹن کھول کر چوتھے پہ ہاتھ رکھنے
ہی والا تھا فجر نے جلدی سے آنکھیں کھول اپنے بٹنوں پہ ہاتھ رکھ کر نفی
میں سر ہلاتی اسے بٹن کھولنے سے منع کر رہی تھی۔۔۔۔۔

میری جان کیوں اپنی ننھی سی جان کے لیے مشکل پیدا کر رہی ہوں
۔۔۔۔۔ کیوں چاہتی ہوں کہ میں تمہاری روح میں اتر کر اپنا رشتہ
مکمل کروں۔۔۔۔۔ اس لیے بس آج مجھے ان چھوٹی ہوٹی گستاخیوں سے
ہی کام چلانے دوں۔۔۔۔۔ ضارب اس کا ہاتھ پیچھے کرتا اس کی قمیض کے
سارے بٹن کھول چکا تھا۔۔۔۔۔ جس کی وجہ سے اس کے نشیب و فراز
پوری آب و تاب سے اپنے درشن کروا رہے تھے۔۔۔۔۔

فجر اس کے بے باک نظریں اپنی ڈھڑکنوں کے مقام پر دیکھتی شرم
سے پانی پانی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

وہ اس کی بیوٹی بون پہ اپنے ڈانت گاڑتا نیچے کی طرف آیا تھا۔۔۔۔۔

وہاں پر اپنی من مرضیاں کرنے کے بعد وہ ایک بار پھر اس کے لبوں پہ
جھکا تھا۔۔۔۔۔

وہ اس کی ڈھرکنوں کے مقام کو اپنی شدتوں سے سرخ کرتا پیچھے ہوا تھا

۔۔۔۔۔

ویسے تمہیں چاہیے تھا کہ تم اپنے لہنگے کے ساتھ کی میچنگ کرتی تاکہ اگر
وہ انجانے میں نظر بھی آجاتی تو لوگوں کو معلوم نہ پڑتا۔۔۔۔۔

ضارب اس کی لال سٹریپ دیکھتا بے حد سنجیدگی سے بولا تھا جبکہ
آنکھوں میں واضح شرارت ناچ رہی تھی۔۔۔۔۔

اس کی بات پر فخر نے اسے نا سمجھی سے دیکھا تھا۔۔۔۔۔ لیکن پھر اس کے
نظروں کے تعاقب میں دیکھتی شرم سے ڈوب مرنے کا دل کر رہا تھا

۔۔۔۔۔

اس کا چہرہ دیکھتا ضارب برجستہ قہقہہ گونجتا تھا۔۔۔۔۔ اب ایسے شرمائوں
گی تو میں اپنی ساری حدیں پار کر کے تم میں سما جاؤں گا۔۔۔۔۔ ضارب
اس کا گلاب کی طرح چہرہ دیکھتا اسے کمر سے تھامتا اپنے اوپر منتقل کرتا ہوا
بولا تھا۔ اچھا اب سو جاؤں اس سے پہلے میں اپنی حدیں پار کر
جاؤ۔۔۔۔۔ ضارب اس کو اپنے سینے پہ لٹاتا بے باکی سے بولتا ایک اس کو
لبوں پہ اپنے لب نرمی سے رکھتا ہوا سنجیدہ لہجے میں استفسار کر رہا
تھا۔۔۔۔۔

فجر اس کی بات سنتی جلدی سے آنکھیں بند کر گئی تھی۔۔۔۔۔ اس کے
اس انداز پہ ضارب نے اپنا نچلے لب دانتوں میں دبا کر اپنی ہنسی کنٹرول کی
تھی۔۔۔۔۔ ضارب کا ایک ہاتھ اس کی کمر پر تھا اور دوسرے ہاتھ سے
وہ اس کے بالوں کو نرمی سے سہلا رہا تھا۔۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں فجر کی سانسوں کی آواز آنا شروع ہو گئی تھی جس سے یہ ثابت ہو رہا تھا کہ وہ سو گئی نہیں۔۔۔۔

ضارب اس کے ماتھے پہ بوسہ دیتا اس کے چہرے پہ اپنی نظریں جماتا
نیند کی وادیوں میں چلا گیا تھا۔۔۔۔ اس وقت صبح کے ساڑھے چار بج
رہے تھے جب ضارب کی آنکھ کھلی تھی۔۔۔۔

فجر ابھی تک اس کے سینے پہ سکون سے سو رہی تھی۔۔۔۔ بس فرق
صرف اتنا تھا کہ سوتے وقت اس نے

اپنے ہاتھوں کو بیڈ پر رکھا ہوا تھا اور اب وہ ضارب کے گرد اپنی گرفت
مضبوط کر گئی تھی۔۔۔۔

ضارب ایک نظر گھڑی کی طرف دیکھتا فجر کو آرام سے بیڈ پر لٹاتا نیچے اتر
تھا۔۔۔۔

وہ سب کے اٹھنے سے پہلے ہی یہاں سے چلا جانا چاہتا تھا تا کہ کسی کو شک نہ ہوں۔۔۔۔

وہ ایک نظر فجر کو دیکھتا جس کا چہرہ ابھی تک سرخ تھا۔۔۔ گردن پر اس کے شدتوں کے نشان تھے۔۔۔ وہ جلدی سے اپنی شرٹ پکڑتا باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔

اگر وہ ایک بار بھی دوبارہ اسے دیکھ لیتا تو وہ اپنے جذبات پر کنٹرول نہیں رکھ سکتا تھا۔۔

وہ ابھی کوئی بھی گستاخی کر کے اس کی نیند خراب نہیں کرنا چاہتا تھا

۔۔۔۔۔

زیان جس کو پوری رات ایک منٹ بھی نیند نہیں آئی تھی۔۔۔ ایک تو وہ کنزہ کی باتوں کو یاد کرتا جل رہا تھا دوسرا اس سے برداشت نہیں ہوا تھا کہ وہ آیان کے ساتھ کیسے گھر جاسکتی ہیں۔۔۔۔ سب

مہمانوں کے جانے کے بعد وہ اپنے روم میں فریش ہونے گیا
تھا۔۔۔۔۔

تاکہ اس کے بعد وہ خود ہی کنزہ کو گھر چھوڑ سکے۔۔۔۔۔ اس نکاح والے
لباس میں بہت زیادہ الجھن محسوس ہو رہی تھی۔۔۔
لیکن جب وہ نیچے آیا تھا اس سے پہلے ہی کنزہ آیان کے ساتھ جا چکی تھی
۔۔۔۔۔

پوری رات صرف غصے میں اسے نیند بھی نہیں آئی تھی۔۔۔۔۔ اب اسے
پیاس کی شدید طلب محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ اس لیے وہ کچن سے پانی
لینے جا رہا تھا لیکن ضارب کو فجر کے کمرے سے نکلتا دیکھ وہ ٹھٹاک سے
رکا تھا۔۔۔۔۔

اسے شرٹ لیس دیکھ کر اس کا دماغ بھک سے اڑا تھا۔۔۔
وہ ایک ہی جسٹ میں اس تک پہنچا تھا۔۔۔۔۔

ضارب جو دروازہ لاک کر کے مڑا ہی تھا اپنے سامنے زیان کو دیکھ کر وہ
تربزب کو شکار ہوا تھا لیکن پھر خود کو نارمل کرتا۔۔۔۔۔ وہ مسکرا رہا تھا
جبکہ اس کے مسکرا نے پہ زیان کا میسٹر اور زیادہ شاٹ ہوا تھا۔۔۔۔۔
بے غیرت انسان تیرا نکاح ہوا ہیں رخصتی نہیں جو یوں تو بڑے
دھڑلے سے فجر کے کمرے سے نکل رہا ہیں اور وہ بھی شرٹ لیس
۔۔۔۔۔

زیان اس کے منہ پہ مکہ دبی دبی آواز میں غرایا تھا۔۔۔۔۔
میں نے تو کہا تھا رخصتی بھی کر دوں لیکن تم لوگوں نے میری نہیں سنی
تھی۔۔۔۔۔ اب میں اپنی بیوی سے ملنے آیا تھا۔۔۔۔۔ زیان اس کو ایک
آنکھ و نک کرتا مصنوعی جمائی لیتا بے شرمی سے بولا تھا۔۔۔۔۔
بے شرم انسان ابھی وہ چھوٹی ہیں اور اس کی پڑھائی سے پہلے ہم اس کی
رخصتی کرنے والے بھی نہیں ہیں۔۔۔۔۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ توں

کوئی بھی ایسی حرکت نہیں کر کے آیا ہو گا جس کی وجہ سے فجر کو
شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے۔۔۔ زیان اس کی کالی مقناطیسی آنکھوں
میں اپنی سبز آنکھیں گاڑھتا سنجیدگی سے بولا تھا۔۔۔
کرنے تو میں کچھ ایسا ہی گیا تھا جس سے تم لوگ خود ہی میری رخصتی کر
دوں لیکن پھر تیری وجہ سے میں رک گیا تھا۔۔۔
ضارب ایک ہاتھ اس کے کندھے پہ رکھتا بڑے دوستانہ لہجے میں بولا
تھا۔۔۔۔۔ جیسے اس پہ بڑا کوئی احسان کر رہا ہوں۔۔۔۔۔
اس کی اس بات پہ زیان نے اسے نا سمجھی سے دیکھا تھا۔۔۔
اس کے دل میں ایک خدشہ تھا کہ کہیں فجر نے اس سے وہ ساری باتیں
کرنہ دی ہوں۔۔۔۔۔

میں اس لیے رک گیا تھا کہ میرا سب سے بڑا سالا ابھی شدید سنگل ہیں
اور میں اپنی اولادوں کو کیسے اس دنیا میں لا سکتا ہوں اور

لانے کے بعد انہیں کیا جواب دوں گا کہ ان کے چاچو پلس ماموں کی ابھی تک کوئی منگیتر بھی نہیں ہیں۔۔۔۔۔ ضارب زیان کو دیکھتا شوخ لہجے میں بولا تھا۔۔۔ جبکہ لفظ شدید سنگل پہ اس نے خاصہ زور دیا تھا۔۔۔۔۔ اس کی بات پہ زیان نے شکر کا سانس لیا تھا کہ فجر نے اسے کچھ بھی نہیں بتایا۔۔۔۔۔ جبکہ اس کے طعنوں پر اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا تھا۔۔۔ اور توں کیوں چاہتا ہیں کہ میں تجھے مار کر فجر کو بیوہ کروں۔۔۔۔۔ اس سے پہلے یہاں کوئی آئے توں نکل اپنے کمرے میں۔۔۔۔۔ زیان اپنے غصے پہ قابو پا تا نار مل لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔۔ اس کی بات سنتے ہی ضارب قہقہہ لگاتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔ اس زیان کو تنگ کرنے میں بہت زیادہ مزہ آتا تھا۔۔۔۔۔ اس کے جاتے ہی زیان بھی اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا کچن کی طرف بڑھ گیا تھا

فجر اور ضارب کے نکاح کو تین دن ہو گئے تھے۔۔۔۔ شاہ حویلی میں
سب کچھ معمول پر چل رہا تھا۔۔۔۔ زیان بزنس کے سلسلے میں آوٹ
آف کنٹری گیا ہوا تھا۔۔۔۔ کایان اور ضارب یہ سب اپنے اپنے کام میں
مصروف تھے۔۔۔۔ فجر اور حور دونوں اس وقت اپنی پڑھائی پر توجہ
دیں رہی تھی۔۔۔۔ دعا اور آیان دونوں ہی کے پاس کوئی نہ کوئی کیس
پہ کام کر رہے تھے۔۔۔۔ فجر نے ان تین دنوں میں نہ ہی کسی سے کھل
کربات کی تھی اور نہ ہی وہ کسی کے ساتھ بیٹھتی تھی۔۔۔۔۔
زیادہ تر وقت وہ اپنے کمرے میں ہی گزار رہی تھی۔۔۔۔ ضارب سے
بھی اس کی دوبارہ ملاقات نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔

وہ سب اس وقت بہت زیادہ مصروف تھے۔۔۔۔۔ کنزہ کی بھی حور سے اتنی زیادہ باتیں نہیں کرتی تھی۔۔۔ وہ اپنے کام کرنے کے بعد پڑھنے بیٹھ جاتی تھی۔۔۔ اس نے اپنی پڑھائی نہیں چھوڑی تھی وہ گھر بیٹھ کر پڑھتی تھی۔۔۔ اب اسے اور زیادہ محنت کرنی پڑھ رہی تھی کیونکہ دو دن اس کے پیپر تھے۔۔۔۔۔ جس کی وجہ سے وہ اب شاہ حویلی پیپر دینے کے بعد آیا کرے گی۔۔۔۔۔ اس نے بشری بیگم سے پوچھا تھا اس بارے میں بشری بیگم نے اسے خوشی خوشی جانے کی اجازت دیں دی تھی۔۔۔۔۔

اس وقت شاہ حویلی میں بالکل خاموشی تھی۔۔۔۔۔ دوپہر کے تین بج رہے تھے سب اپنے اپنے کمروں میں تھے۔۔۔۔۔

جبکہ صرف ایک وجود اتنی زیادہ گرمی میں ننگے پاؤں اپنے کمرے کی بالکونی میں کھڑا نا جانے کن سوچوں میں گم تھا۔۔۔۔۔

بلیک رنگ کی سادہ سی شلوار قمیض میں بالوں کا میسی سا جوڑا بنائے بغیر
دوپٹے کے وہ وجود کوئی سو گوار حسن معلوم ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

عین اسی وقت ضارب کی لینڈ کراؤز رشاہ حویلی کے گیٹ کے اندر
داخل ہوئی تھی۔۔۔۔۔

جو آج پورے دو دن بعد گھر آیا تھا۔۔۔۔۔ ابھی وہ اپنی گاڑی کارپورچ
میں کھڑی کرتا گاڑی کو لاک کرتا اندر کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔۔۔۔ جب
اس کی نظر فجر پر پڑی تھی۔۔۔۔۔

جو جولائی کی اس تیز دھوپ میں باہر کھڑی تھی۔۔۔۔۔ گرمی کی وجہ سے
اس کا سارا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ دھوپ میں کھڑے رہنے کی وجہ
سے اس کا پورا سوٹ پسینے میں بھیک گیا تھا۔۔۔۔۔ پسینے میں بھگنے کی وجہ
سے اس کے جسم کے ساتھ کپڑے چپکے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ کالے رنگ

میں دور سے ہی اس کا چاندی جیسا بدن واضح دکھائی دے رہا تھا

----- یہ سب دیکھتے ہی ضارب نے جبرٹے بھینچ کر اپنے غصے پہ
کنٹرول کیا تھا۔۔۔۔۔

اس نے ادھر ادھر نظریں دوڑائی تھی لیکن اسے کائی ملازم بھی باہر
نظر نہیں آیا تھا۔۔۔ وہ سب دھوپ زیادہ ہونے کی وجہ چھاؤں میں
بیٹھے ہوئے تھے اور کچھ ملازم اپنے اپنے کواٹر میں موجود تھے۔۔۔۔۔ جو
شاہ حویلی کی پچھلی سائیڈ پہ تھے۔۔۔۔۔

وہ ایک نظر ادھر ادھر دوڑاتا بھاگنے والے سٹائل میں اندر گیا تھا اب اس
کارخ فجر کے کمرے کی طرف تھا۔۔۔۔۔

وہ ایک ہی منٹ میں فجر کے کمرے میں جا کر پہنچا تھا۔۔۔ صد شکر تھا کہ
دروازہ لاک نہیں تھا۔۔۔۔۔ وہ جلدی سے کمرے میں جاتا بالکونی کا دروازہ
کھولتا۔۔۔ فجر کو اپنے بازوؤں میں اٹھاتا کمرے میں لے کر آیا تھا۔۔۔۔۔

فجر جو اپنے ہی خیالوں میں گم تھی۔۔۔۔۔ اس اچانک افتاد پر کی آنکھیں
کھلی کی کھلی ہی رہ گئی تھی۔۔۔۔۔ اسے اس وقت سمجھ آیا تھا جب
ضارب اسے بیڈ پہ لٹاتا کمرے میں لگے اے سی کی سپیڈ بڑھا رہا تھا

کون مر گیا تھا جو تم یوں اتنی دھوپ میں کھڑی سوگ منار ہی تھی اور وہ
بھی ننگے پاؤں۔۔۔۔۔ ضارب واپس اس کے پاس آتا اپنے رومال سے
اس کا پسینہ صاف کرتا اونچی آواز میں ڈھاڑا تھا۔۔۔۔۔ اس کی ڈھاڑ کی بنا
کوئی پرواہ لیے فجر اپنی نظریں ادھر ادھر گھما رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کی اس
حرکت پر اس کا غصہ ساتویں آسمان پہ پہنچا تھا لیکن وہ خود کو کچھ بھی غلط
بولنے سے بعض رکھنے کے لیے اس کے لبوں کو اپنی شدت بھری
گرفت میں لے گیا تھا۔۔۔۔۔ فجر جو آرام سکون سے اپنی نظروں کا
مرکز چھت پر لگے پنکھے پر بنائی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اپنی لبوں کی گرفت پر

اس کی آنکھیں حد درجہ پھیلی تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس کی سانسیں بری طرح سینے میں اٹکی تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ضارب اس کی کوئی بھی حرکت نہ محسوس کرتا اپنے کام میں اور زیادہ شدت لے آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس کی بکھرتی سانسیں محسوس کرتا وہ پیچھے ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس کے پیچھے ہونے پہ فجر لمبے لمبے سانس بھرتی خود کونا مل کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس کے سانس لینے کے عمل کی وجہ سے اس کا بدن ایک خوبصورت منظر پیش کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ سب دیکھتے ہی ضارب کی آنکھیں یہ منظر دیکھتے ہی پل میں خمار آلودہ ہوئی تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب بتاؤ گی بھی کہ کس بات کا سوگ منار ہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اتنی دھوپ میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اگر وہاں پر کوئی ملازم ہوتا تمہیں تو میں جو سزا دیتا لیکن تمہاری اس غلطی کی وجہ سے اس ملازم کو ساری عمر بغیر آنکھوں کے زندگی گزارنی پڑتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ضارب اس کے جسم سے اپنی نظریں ہٹاتا اس کے

سرخ چہرے پہ مرکوز کرتا سنجیدہ لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔۔ آپ سے میرا
نکاح ہوا اس بات کا سوگ منارہی تھی۔۔۔ آپ نے مجھے چھو اس لیے
دھوپ میں کھڑی اپنے جسم کو سزا دے رہی تھی۔۔۔۔۔ فجر ضارب
کی کالی گہری آنکھوں میں اپنی سبز نگینوں جیسی آنکھیں ڈالتی ایک ایک
لفظ پہ زور دیتی ہوئی بولی تھی۔۔۔۔۔ وہ فجر جو ایک منٹ بھی خاموش
نہیں رہتی تھی۔۔۔۔۔ جو کسی کے ساتھ غلط ہوتا دیکھ کر بھی بول پڑتی تھی
۔۔۔۔۔ اب وہ کیسے خاموش رہ سکتی تھی۔۔۔۔۔ اس کی بات سنتے ہی
ضارب کو اپنے دل میں درراٹھتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔ تو کیا اسے جو
محبت کرتی ہیں وہ کیا سچ محسوس ہوا تھا کہ فجر کسی اور سے
تھا۔۔۔۔۔ آج اس کی باتوں سے تو اسے ایسا ہی لگ رہا تھا۔۔۔۔۔ یہ کیا
بکو اس ہیں فجر تم ہوش میں تو ہوں کی تم کیا بول رہی ہوں یا گرمی کا اثر
تمہارے دماغ پہ ہو گیا ہیں۔۔۔۔۔ ضارب اپنے دل پر ہاتھ رکھتا بے حد

غصے سے اس کی طرف دیکھتا ہوا بولا تھا۔۔۔۔۔ اس کا یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کی فخر ایسے الفاظ بھی بل سکتی ہیں۔۔۔۔۔

اگر ایسا کچھ تھا بھی سہی تو اس نے نکاح کے لیے ہاں کیوں کی تھی اگر کر ہی دی تھی تو جب وہ اس کے قریب آیا تھا تب اس نے کیوں کچھ نہیں بولا وہ خاموش کیوں رہی تھی۔۔۔۔۔ ایسے بہت سے سوالات تھے جو اس وقت ضارب کے دماغ میں گھوم رہے تھے۔۔۔۔۔ اس کی بات پر فخر خاموش ہی رہی تھی اور اپنی نظریں پھیر گئی تھی۔۔۔۔۔ اس کی اس حرکت پر ضارب کا دل کر رہا تھا کہ وہ اس کا گلاد بادیں۔۔۔۔۔ جو اسے جواب دینے کی بجائے اپنی نظریں سارے کمرے میں گھما رہی تھی۔۔۔۔۔

ابھی ضارب کوئی اور بات کرتا جب اس کی نظر اس کے بائیں ہاتھ کی انگلیوں پر پڑی تھی۔۔۔۔۔ اس میں کوئی بھی رنگ نہیں تھی جو ضارب

نے اسے نکاح والی رات پہنائی تھی۔۔۔۔ نکاح کے دوسرے دن ہی
لکھا ہوا "FZ" فجر نے وہ انگوٹھی اتار دی تھی۔۔۔ اگرچہ اس پہ
تھا۔۔۔۔ پہلے تو فجر نے سوچا تھا کہ زیڈ سے زیان بھی بنتا ہیں وہ یہ رنگ
پہنے رکھے گی لیکن ضارب کا سوچتے ہی کہ اسے یہ رنگ ضارب نے
دی تھی اس نے اتار کر رکھ دی تھی۔۔۔۔

میں کیا بکواس کر رہا ہوں تمہیں سمجھ نہیں آرہی اور یہ کس سے پوچھ
کر اتاری ہیں تم نے۔۔۔۔ ضارب فجر کو بازو سے پکڑتا اپنے مقابل کھڑا
کرتا اس کی آنکھوں میں دیکھتا اونچی آواز میں ڈھاڑا تھا۔۔۔۔

میں آپ کو جواب دہ نہیں ہوں اور نہ ہی میرا آپ سے ابھی کوئی منہ
لگنے کا موڈ ہیں۔۔۔۔۔ فجر ضارب کی آنکھوں میں دیکھتی ایک ایک
لفظ پہ زور دیتی ہوئی بولی تھی۔۔۔ اس کی بات سنتے ہی ضارب نے اپنے
جبرے سختی سے بھینچے تھے۔۔۔۔۔

وہ جتنی کوشش کر رہا تھا کہ وہ فجر کو پیار سے ٹریٹ کریں فجر اتنا ہی اس کے سامنے بد تمیزی کر رہی تھی۔۔۔۔ اور ضارب نعمان علی شاہ کب کسی کی بد تمیزی برداشت کر سکتا تھا۔۔۔۔ تم جواب دہ بھی مجھے ہی ہوں اور منہ بھی تمہیں اب ساری زندگی میرے ہی لگنا پڑے گا۔۔۔۔ اگر تم نہیں لگوں گی تو میں تمہارے منہ لگ جاؤ گا۔۔۔۔ ضارب سنجیدگی سے بولتا اس کے لبوں کو اپنی گرفت میں لے گیا تھا۔۔۔۔

وہ اس کے لبوں پر اتنی زیادہ سختی دکھا رہا تھا کہ فجر کو کچھ ہی سیکنڈوں میں اپنا سانس گھٹتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔۔ خود کو چھڑوانے کے لیے وہ ضارب کے سینے پہ اپنے نرم ہاتھوں سے مکے جھڑ رہی تھی۔۔۔۔ فجر کے ہاتھوں کا لمس اپنے سینے پہ محسوس کر کے اور اس کی مزاحمت کو دیکھتے ہی ضارب اس کے دونوں ہاتھ پیچھے کی طرف کرتا اپنے ایک ہاتھ

سے پکڑ گیا تھا۔۔۔ اور اس کی ساری سانسیں اپنے اندر اندھیلتا اس بے
بس محسوس کروا رہا تھا۔۔۔

اس کی سانسیں رکنے کی وجہ سے فجر کی آنکھوں میں آنسو آنا شروع ہو
گئے تھے۔۔۔۔۔ ضارب اس کے آنسو دیکھتا اس کے بالائی لب پہ
شدت سے اپنے ڈانت گاڑھتا پیچھے ہوا تھا۔۔۔۔۔

ضارب پیچھے ہوتا فجر کے چہرے پہ دیکھتا ہے جو غصے سے سرخ ہو رہا
ہوتا ہیں۔۔۔۔۔ آج اس کے پاس آنے پہ جو وہ شرماتی ہیں یہ وہ رنگ
نہیں ہیں۔۔۔۔۔ جو اس کی قربت میں ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ اس کے چہرے
پہ فل حال صرف غصہ نظر آ رہا تھا۔۔۔۔۔ آپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھے
ہاتھ لگانے کی اب تو میں نے آپ کو بتا دیا ہیں کہ میں آپ سے یہ نکاح
نہیں کرنا چاہتی تھی اور نہ ہی آپ مجھے پسند ہیں۔۔۔۔۔ فجر ضارب کے

نزدیک آتی اس کی کالی مقناطیسی آنکھوں میں دیکھتی غصے سے بولی
تھی۔۔۔

ہاتھ کہاں جان میں نے تو منہ لگایا ہیں اور میں کیا کیا اور کہاں کہاں منہ
لگا سکتا ہوں تمہیں یہ اندازہ بھی نہیں ہیں۔۔۔ ضارب فجر کو کمر سے
پکڑتا اپنے نزدیک کرتا بے باکی سے بولا تھا۔۔۔ فجر کو بس اس کے
دھوپ اور چھاؤں والے روپ کو دیکھ کورہ گئی تھی۔۔۔

جوا بھی کچھ دیر پہلے اتنا زیادہ غصہ کر رہا تھا لیکن اب پتا نہیں اس کا سارا
غصہ کہاں چلا گیا تھا۔۔۔ فجر نے اس کی بات پر کوئی جواب بھی نہیں
دیا تھا۔۔۔ بس وہ نظریں جھکا کر کھڑی تھی۔۔۔ تمہیں کیا لگا میں ان
مردوں میں سے ہوں جن کی بیوی یہ بول دیں کہ اس نے یہ نکاح
مجبوری میں کیا ہیں۔۔۔ یا پھر یہ بول دیں کہ وہ کسی اور سے محبت کرتی

ہیں مجھے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔۔ اب تو وہ میرے نکاح
میں ہیں۔۔۔۔۔

اور نکاح کے بعد لڑکیوں کو اپنے شوہروں سے محبت ہو ہی جاتی ہیں
۔۔۔ پاکستان کی آدھی سے زیادہ شادیاں اریجن میرج ہوتی ہیں لیکن پھر
بھی لڑکیاں اپنے شوہروں سے بے پناہ محبت کرتی ہیں تم بھی کروں گی
مجھ سے اور میں اس دن کا انتظار کروں گا۔۔۔۔۔

ضارب اس کے چہرے پہ اپنے لب رکھتا نرم لہجے میں بولا تھا
۔۔۔۔۔ جب کہ ضارب کی بات سنتے ہی فجر کی آنکھیں حد درجہ پھیلی
تھی۔۔۔۔۔ وہ کیسے اتنا سب سن کر بھی آرام سے کھڑا تھا۔۔۔۔۔
یہ تو فجر کو لگ رہا تھا کہ وہ سکون میں ہیں لیکن کوئی ضارب سے پوچھتا
کہ اس کے دل کتنا جل رہا ہیں۔۔۔۔۔ لیکن بظاہر وہ نارمل تھا وہ اپنے غصے
کی وجہ سے معاملہ خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔ یہ تو بس آپ کی خوش فہمی

ہیں کہ مجھے آپ سے محبت ہوگی۔۔۔۔۔ فجر اس کی باتیں سنتی غصے سے
بولی تھی۔۔۔ وہ جو چاہتی تھی کہ ضارب اس سے دور رہے وہ مسئلہ تو
اسے کہیں نظر ہی نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔۔

یہ تو وقت ہی بتائے گا میرا نور۔۔۔۔۔ ضارب اس کے ماتھے پہ بوسہ دیتا
اسے پیار سے نور بلاتا باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ اب اسے بھی تو اپنا
غصہ کہیں جا کر اتارنا تھا۔۔۔۔۔ وہ فجر کو بچپن سے ہی نور بلاتا تھا

۔۔۔۔۔ بچپن میں ضارب نے کہیں پڑھا تھا کہ فجر کی نماز پڑھنے سے
چہرے پہ نور آتا ہیں۔۔۔ اس لیے وہ فجر کو نور بلاتا تھا۔۔۔ اتنے دن بعد
ضارب کے منہ سے نور سن کر اور وہ بھی اس نے جس انداز میں بولا تھا
۔۔۔ فجر کی ڈھڑکنیں منتشر ہوئی تھی۔۔۔ دعا اور آیان دونوں کی

گاڑیاں ایک ساتھ ہی شاہ حویلی میں داخل ہوئی تھی۔۔۔۔۔ وہ دونوں

اپنی گاڑیوں کو کارپورچ میں کھڑا کرتے اندر کی طرف بڑھ رہے تھے
۔۔۔۔۔ ان دونوں میں بات چیت بالکل ہی بند تھی۔۔۔۔۔

وجہ ایک کیس تھا جو کل دعاہاری تھی۔۔۔۔۔ آیان جس پاڑتی کا کیس
سنمبھال رہا تھا دعا اس کی مخالف پاڑتی کا کیس لڑ رہی تھی۔۔۔۔۔ جس کی
کل آخری پیشی تھی عدالت میں اور وہ کیس ہمیشہ کی طرح آیان ہی جیتا
تھا۔۔۔۔۔

بس اسی بات پر دعا سسے ناراض گھوم رہی تھی۔۔۔۔۔ آیان اور دعا
دونوں ایک دوسرے کے ہم قدم ہی چل رہے تھے لیکن دعا بغیر آیان
کو مخاطب کیے اپنے موبائل میں مصروف اپنے کمرے کی طرف بڑھ
رہی تھی۔۔۔۔۔

دعا جو اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔۔۔ اپنے پیچھے کسی کی
آہٹ محسوس کرتی پیچھے مڑی تھی۔۔۔۔۔ پیچھے مڑتے ہی آیان نے اس کو

اپنے دانتوں کی نمائش کروائی تھی۔۔۔۔۔ لیکن وہ اس کو ایک نظر
دیکھتی اپنی چھوٹی سے ناک چڑھاتی آگے منہ کر گئی تھی۔۔۔۔۔ اس کی
اس حرکت پہ آیان نے اپنے نچلے لب کو دانتوں تلے دبا کر ہنسی روکی
تھی۔۔۔۔۔ دعا کو لگا تھا کہ آیان اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا ہو گا اس
لیے اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔۔۔۔۔ ورنہ وہ کبھی بھی پیچھے نہ
دیکھتی۔۔۔۔۔

دعا سے اپنے پیچھے ہی محسوس کرتی جلدی جلدی قدم اٹھاتی اپنے کمرے
کی طرف بڑھ رہی تھی اس سے پہلے وہ اپنے کمرے میں داخل ہو کر
اپنے کمرے کا دروازہ بند کرتی آیان ایک ہی جسٹ میں اس تک پہنچتا اپنا
ہاتھ دروازے کے درمیان کر گیا تھا۔۔۔

آہ۔۔۔۔۔ دعا جو زور سے دروازہ بند کر رہی تھی یہ جانتے ہوئے بھی کی
آیان کا ہاتھ ہیں۔۔۔۔۔ اس کے دروازہ بند کرنے پہ آیان کی بے ساختہ

چیج نکلی تھی۔۔۔۔ اس کی چیج سنتے ہی دعا نے جلدی سے دروازہ کھولا تھا
اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے کمرے میں لے آئی تھی۔۔۔۔
دماغ خراب ہو گیا ہیں تمہارا ایسی بے ہودہ حرکتیں کرتے پھر رہے ہوں
۔۔۔۔ دعا آیان کو اندر لاتی اس کی زخم کا معائنہ کرتی پریشانی بھرے
لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔۔ آیان اس کو خود کے لیے پریشان دیکھ کر
خوش ہوا تھا۔۔۔۔

وہ جو کل سے اسے اگنور کر کے تنگ کر رہی تھی اب اس کے پاس اچھا
موقع تھا۔۔۔۔ اسے تنگ کرنے کا۔۔۔۔

ایک مجھے تکلیف ہو رہی ہیں اور اوپر سے تم مجھے باتیں سنارہی ہوں
۔۔۔۔ اتنی عقل تو ہیں نہیں تمہارے پاس کوئی علاج ہی کر دوں۔۔۔۔

آیان اپنے چہرے پہ مصنوعی تکلیف کے آثار لاتا دعا کو ڈپتنے والے
انداز میں بولا تھا۔۔۔ اسے لگا تو تھا دروازہ لیکن اتنا بھی نہیں لگا تھا کہ وہ
اب اپنا ہاتھ پکڑ بیٹھ ہی جاتا۔۔۔۔

دعا اس کی بات سنتی اسے آنکھیں دکھاتی ڈریسنگ روم کی طرف فرسٹ
ایڈ بوکس لینے گی تھی۔۔۔

تو تمہیں کیا ضرورت تھی میرے پیچھے آنے کی۔۔۔۔۔ اسی طرح

مجھے اکیلا چھوڑ دیتے جیسے کوٹ میں مجھے ہر اکر چلے گئے تھے

۔۔۔۔۔ دعا آیان کے ہاتھ کی ڈریسنگ کرتی اس سے شکوہ کر رہی

تھی۔۔۔۔ آیان کیس جیتنے کے بعد مغروری نظروں سے دعا کو دیکھتا

عدالت سے باہر چلا گیا تھا۔۔۔۔

چھوڑو یہ سب اور میری بات دھیان سے سنو۔۔۔۔۔ تمہیں پتا ہیں

کہ ہمارا پیشہ یہی ہیں۔۔۔ ہمیں آگے چل کر ایسے بہت سے کیس ایک

دوسرے کے خلاف لڑنے ہو گے۔۔۔۔۔ کبھی تم جیتو گی اور کبھی میں
جیتوں گا۔۔۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم ہارنے پہ ایک دوسرے سے
بولنا ہی بند کر دیں گے۔۔۔۔۔

اگر ایسا چلتا رہا تو شادی کے بعد ہمیں بہت زیادہ مسئلہ پیش آئے گا
۔۔۔ آیان دعا کے ہاتھوں سے فرسٹ ایڈ بوکس لے کر سائیڈ پہ رکھتا
اسے کلائی سے پکڑ کر اپنی گود میں بٹھاتا پیار سے سمجھا رہا تھا۔۔۔۔۔ جبکہ
شادی کی بات پر دعا کے دماغ میں ایک جھماکا سا ہوا تھا۔۔۔۔۔
اچھا ٹھیک ہیں ہم نہیں لڑتے اب تم ڈریسنگ کرواؤ اپنے ہاتھ کی اور جاؤ
یہاں سے مجھے فریش ہو کر ریسٹ کرنا ہیں۔۔۔۔۔ دعا اس کی گود سے
کھڑی ہوتی پھر سے اس کے ہاتھ کی ڈریسنگ کرتی جلدی سے بولی
تھی۔۔۔۔۔ کوئی پتا نہیں تھا اس بے شرم شاہ کا وہ یہی پہ ہی سو جاتا۔۔۔۔۔

آیان اس کے لہجے میں ڈر محسوس کرتا فتح مندی سے مسکرایا تھا۔۔۔ وہ
بھی تو اس چیلنج کو ہر حال میں جیتنا چاہتا تھا۔۔۔ دعا جواب ڈریسنگ کر
کے کھڑی ہونے والی تھی آیان پھر سے اسے اپنی گود میں بٹھاتا اس کے
بالوں میں اپنا ہاتھ الجھاتا اس کے لبوں پہ جھکا تھا۔۔۔

دعا اس اچانک افتاد پہ آیان کی سفید شرٹ کو اپنے ہاتھوں کی مٹھی میں
جکڑ گئی تھی۔۔۔۔۔ اپنے لبوں پہ آیان کاشد ت بھرا لمس محسوس کرتی
اسے اپنے لبوں پہ جلن محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ آیان کو پیچھے
کرنے کی بجائے اس کے کام میں ساتھ دیتی۔۔۔۔۔ اس سے بھی زیادہ
سخت گرفت اس کے ہونٹوں پہ دکھا رہی تھی۔۔۔۔۔ ایک دوسرے
کی سانسیں پیتے وہ ناجانے کتنے ہی منٹ ایک دوسرے کے لبوں کو اپنی
گرفت میں لیے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ آیان دعا کی بند ہوتی ہوئی سانسیں
محسوس کرتا پیچھے ہوا تھا۔۔۔۔۔

تمہاری تو مجھ سے بھی زیادہ اچھی پریکٹس ہیں۔۔۔ دعا آیان کے سرخ لبوں کو اپنی نظروں میں لیتا بے باکی سے بولا تھا۔۔۔۔۔

بلکل انگلینڈ میں میں نے صرف یہی۔۔۔ ابھی دعا اپنی بات مکمل کرتی جب آیان نے اس کی بات کاٹی تھی۔۔۔

خبردار دعا جو تم نے کوئی بھی بلو اس کی میں تمہارے ان لبوں کو کچا چبا جاؤ گا۔۔۔۔۔ میں نے صرف تمہیں اکسانے کے کیے ایک بات کی ہیں اور تم نہ بجانے کیا اول فول بکتی رہتی ہوں۔۔۔ آیان دعا کی کمر پر اپنی گرفت سخت کرتا اونچی آواز میں ڈھاڑا تھا۔۔۔۔۔

میں بس مذاق کر رہی تھی اور تم اتنا زیادہ بھڑک گئے ہوں۔۔۔ اب جاؤں اپنے کمرے میں مجھے سونا ہیں۔۔۔ دعا آیان کی گود سے کھڑی ہوتی اونچی آواز میں بولتی واشروم میں بند ہوئی تھی۔۔۔۔۔ آیان اس کو تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتا اس کے کمرے

سے باہر آ گیا تھا۔۔۔ وہ بعد میں اس سے بات کرنے کا ارادہ رکھتا
تھا۔۔۔۔

شاہ حویلی میں اس وقت رات کے دس بج رہے تھے۔۔۔ سب لوگ
کھانا کھا کر اپنے اپنے کمروں میں آرام کر رہے تھے۔۔۔ کنزہ کو آج
پھر آیاں ہی چھوڑ کر آیا تھا۔۔۔ کایان اور زیان دونوں ہی اس وقت
گھر میں نہیں تھے۔۔۔۔

سب سکون سے سو رہے تھے صرف ایک وجود کے علاوہ وہ اس وقت
اپنے کمرے میں بیٹھ کر سگریٹ پہ سگریٹ پھونکے جا رہا تھا۔۔۔۔ اس
کے دماغ میں جو آج ہوا وہی سب کچھ چل رہا تھا۔۔۔۔ شرٹ لیس
ہونے کے باوجود بھی اس کا دم گھٹ رہا تھا۔۔۔ اگر میں ساری عمر اس

کی محبت حاصل نہ کر پایا یا ساری عمر ہم دونوں میں جدائی آگئی۔۔۔۔ اور
اس نے مجھ سے طلاق لے لی تو میں کیا کروں گا۔۔۔۔ ایسی کوئی
سوچیں اس وجود کے دماض میں گردش کر رہی تھی۔۔۔ جو اسے ہر پل
بے چین کیے ہوئے تھی۔۔۔۔

جب اس کی سانسیں ایک بار پھر گھٹ رہی تھی تو وہ ایک بار پھر سے
شاہور لینے گیا تھا۔۔۔ جو نا جانے آج کتنی بار ہی شاہور لے چکا تھا
۔۔۔ لیکن اس کے اندر کی بے چینی ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی
تھی۔۔۔۔

صبح کے پانچ بج رہے تھے جب دعا آرام سے قدم اٹھاتی وقاص علی شاہ
کے کمرے کے دروازے کے باہر کھڑی اپنے اندر ہمت اکھٹی کر رہی
تھی۔۔۔ وہ جو بات کرنے آئی تھی اس کے لیے اسے بہت یادہ ہمت کی

ضرورت تھی۔۔۔۔ دعا اپنے اندر ہمت لاتی دروازہ کھٹکھٹائی اندر آنے کے لیے اجازت مانگ رہی تھی۔۔۔۔

آجائیں۔۔۔۔ وقاص علی شاہ جو اس وقت قرآن کی تلاوت کر رہے تھے۔۔۔۔ دروازے پہ دستک ہوتی دیکھ وہ قرآن بند کرتے بڑے رعب دار انداز میں بولے تھے۔۔۔۔

وہ زیادہ تر گھر ہی نماز پڑھتے تھے اگر ان کے گھٹنوں میں درد کم ہوتا تو وہ مسجد میں جا کر نماز ادا کرتے تھے۔۔۔۔ ان کے گھر میں سبھی ہی نماز کے پابند تھے سوائے زیان اور کایان کے علاوہ۔۔۔۔ وہ صرف عید نماز اور جمعہ کی نماز میں ہی نظر آتے تھے۔۔۔۔

دعا اجازت ملتے ہی اندر آئی تھی۔۔۔۔ وقاص علی شاہ اپنی اکلوتی نواسی کو دیکھتے جو بالکل ہی ان کی بیٹی کی کاپی تھی۔۔۔۔ اپنے سامنے رکھا ہوا قرآن کو بوسہ دیتے ایک سائیڈ پہ رکھ چکے تھے۔۔۔۔

دعا ان کو سلام کرتی ان کے سائیڈ پہ ہی بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔ لگتا ہیں میں
غلط ٹائم پہ آئی ہوں۔۔۔۔۔ دعا و قاص علی شاہ کو دیکھتی شر مندہ ہوتے
ہوئے بول رہی تھی۔۔۔۔۔ اسے واقع شر مندگی ہو رہی تھی وہ بہت
جلدی آگئی ہیں۔۔۔۔۔ لیکن اس نے سات بجے پھر سے کوٹ جانا تھا
۔۔۔۔۔ اس لیے اسے صبح ٹائم یہی لگا تھا۔۔۔۔۔

نہیں میرے بچے آپ نے بالکل بھی مجھے تنگ نہیں کیا آپ صبح ٹائم پہ
آئی ہیں۔۔۔۔۔ آپ کے لیے تو آپ کا نا نوہر وقت حاضر ہیں۔۔۔۔۔ وقاص
علی شاہ دعا کے ماتھے پہ بوسہ دیتے پیار بھرے لہجے میں بولے تھے
۔۔۔۔۔ یہ بات نہیں تھی کہ وہ صرف اپنی نوا سی سے ہی محبت کرتے ہیں

۔۔۔۔۔

وہ اپنی دونوں پوتیوں سے بھی بے حد محبت کرتے تھے۔۔۔ شاہد اپنی
نواسی سے بھی زیادہ۔۔۔ ان کا اتنا پیار دیکھ کر دعا کو کچھ حوصلہ ہوا تھا
کہ وہ اس کی بات پر انکار نہیں کریں گے۔۔۔۔۔
لو یو نانو۔۔۔ دعا و قاص علی شاہ کے گلے لگتے ہوئے بڑے لاڈ سے
بولی تھی۔۔۔۔۔

اس کے بعد وہ دونوں ہی ادھر ادھر کی باتوں میں بڑی ہو گئے
تھے۔۔۔ وقاص علی شاہ دعا سے اس کے کام کے بارے میں استفسار
کر رہے تھے۔۔۔ دعا ان کے سوالوں کا ادب سے جواب دے رہی
تھی۔۔۔۔۔

نانو اگر میں آپ سے کچھ مانگوں تو آپ مجھے دیں گے۔۔۔ وقاص علی
شاہ چپ دیکھتی ان سے سوال کر رہی تھی۔۔۔

اس کی بات پر وقار علی شاہ نے اس کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھا
تھا۔۔۔۔

بولوں میرا بیٹا ایک بار مانگ کر تق دیکھیں۔۔۔۔ آپ پہلی بار اپنے نانو
سے کچھ مانگے گی اور آپ کا نانو آپ کو نہیں دیں گا ایسا بھی بھلا ہو سکتا
ہیں۔۔۔۔ وقار علی شاہ دعا کے سر پر ہاتھ رکھتے پیار سے بول رہے
تھے۔۔۔۔

میں نہ آیان سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔ دعا وقار علی شاہ کو
ایک نظر دیکھتی آنکھیں بند کر کے جلدی سے بولی تھی۔۔۔۔ اگر وہ
آج خود بات نہ کرتی تو کوئی بعید نہیں تھی کہ وہ آیان کو ہمیشہ کے لیے کھو
دیتی کیونکہ گھر میں آیان کے رشتے کے لیے بات ہو رہی تھی۔۔۔۔
آیان کی ماموں زادانوشہ کا رشتہ اس کے لیے طہ ہو رہا
تھا۔۔۔۔ بشری بیگم کو اپنی بھانجی بہت ہی زیادہ پسند تھی

۔۔۔۔۔ جب ان کے بھائی نے ان سے بات کی تو وہ منع نہیں کر پائی
۔۔۔ انہوں نے ابھی ہاں نہیں کی تھی لیکن ان کو یقین دلایا تھا کہ آیان
ہاں ہی کرے گا۔۔۔۔۔

جب آیان کوئی جواب دیں گا تو وہ بھی ان لوگوں کو بتا دیں گی۔۔۔ اس
سے پہلے بشری بیگم کوئی بات کرتی دعا و قاص علی شاہ سے بات کرنے
آئی تھی۔۔۔۔۔ وہ وقاص علی شاہ کے جواب کی منتظر بیٹھی تھی۔۔۔ جو خود
نا جانے کن سوچوں میں گم تھے۔۔۔۔۔

یہ دونوں بہن بھائی یہاں رہنے آئے ہیں یا میرے پوتے اور پوتیوں سے
شادی کرنے آئے ہیں۔۔۔ وقاص علی شاہ دعا کو دیکھتے بس سوچ کر رہ
گئے تھے۔۔۔۔۔ پہلے ضارب کا آنا اور اب دعا کا رشتے کے لیے بات
کرنا وہ بھی انہیں سمجھ نہیں آیا تھا۔۔۔۔۔

آپ سوچ رہے ہو گے کہ میں بہت ہی زیادہ بے شرم لڑکی ہوں جو اپنے
رشتے کی بات خود ہی کرنے آئی ہوں لیکن کیا کروں میں آیان کو کھونا
نہیں چاہتی۔۔۔۔۔ آیان کے رشتے کی بات چل رہی ہیں اور آپ کو تو پتا
ہیں کہ

ہم شاہوں میں ایک بار رشتہ پکا ہو جائے تو وہ دوبارہ نہیں ٹوٹ سکتا
۔۔۔۔۔ دعا و قاص علی شاہ کو خاموش دیکھتی ایک بار پھر سے بولی
تھی۔۔۔۔۔ اور دل میں آیان کو دھیروں گالیوں سے نوازا تھا۔۔۔۔۔ اگر وہ
آج خود بات کرتا تو اسے تو یوں وقاص علی شاہ کے سامنے شرمندہ نہ
ہونا پڑتا۔۔۔

میں سمجھ سکتا ہوں بیٹا اور تمہیں شرمندہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں
ہیں۔۔۔۔۔ جیسے لڑکوں کا حق ہوتا ہے کہ وہ اپنی پسند بڑے دھڑلے سے

آکر بتا دیتے ہیں ویسے ہو لڑکیوں کو بھی یہ حق حاصل ہیں کہ وہ اپنی پسند
بتا سکے۔۔۔۔

محبت کرنے میں کوئی برائی نہیں ہیں اگر نیت نکاح کی کی
جائے۔۔۔۔ تو وہ محبت دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تمہیں رسوا
نہیں ہونے دیں گی۔۔۔۔ وقاص علی شاہ دعا کے چہرے پشیمندگی
دیکھتے پیار سے بولے تھے۔۔۔۔

ان کی بات پر دعا نے ہاں میں س ہلا دیا تھا۔۔۔۔
میں سب گھر والوں سے بات کرتا ہوں اور آخر میں آیان سے بات
کروں گا اگر اس نے منع کر دیا اس رشتے سے تو میں کچھ نہیں کر
سکتا۔۔۔۔۔ میں اس پر کوئی بھی اور کسی قسم کی زبردستی نہیں کروں
گا۔۔۔۔

وقاغ علی شاہ دعا کو دیکھتے نرمی سے سمجھا رہے تھے۔۔۔۔۔ ان کی بات
پر دعا نے ایک بار پھر سر اثبات میں ہلایا تھا۔۔۔۔۔
ایک بار منع کر کے دکھائے تو صبح پھر میں اسے بتاؤ گی کہ منع کرنا کسے
کہتے ہیں۔۔۔۔۔

دعا اپنے چہرے پہ مسکراہٹ لاتی وقاص علی شاہ کو دیکھتی صرف سوچ
کر رہ گئی تھی۔۔۔۔۔

اس کے بعد وہ ان سے ملتی وہاں سے چلی گئی تھی۔۔۔۔۔
وقاص علی شاہ اسے دیکھ کر رہ گئے۔۔۔۔۔ اگر دعا کی شادی آیان سے
ہو جاتی ہیں تو میرے معصوم پوتے کا ناجانے کیا بنے گا۔۔۔ وقاص علی
شاہ صرف آیان کے لیے دعا ہی کر کے رہ گئے تھے۔ جن کی سچ میں
اسے بہت زیادہ ضرورت تھی۔۔۔۔۔

آیان جو نماز پڑھنے کے بعد ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ اسے آج کوٹ نہیں جانا تھا
کیونکہ اس کے پاس کوئی کیس نہیں تھا آج کے لیے جتنے تھے ان سب
کی تاریخ دو دن بعد ہی شروع ہونی تھی۔۔۔۔۔ اس وقت وہ پورے بیڈ
پر اونڈھے منہ لیٹا پھیل کر سو رہا تھا دروازہ لاک نہیں کیا تھا اس نے
۔۔۔۔۔ دعا آرام سے دروازہ کھولتی بغیر آواز کیے اندر داخل ہوئی تھی
۔۔۔۔۔ اسے اتنے سکون سے سوتا دیکھ اس کی آنکھوں میں شرارت چمکی
تھی۔۔۔۔۔ وہ دبے پاؤں بیڈ کے پاس جاتی اسے سوتا ہوا دیکھ رہی
تھی۔۔۔۔۔

دعا سے پیار سے دیکھ رہی تھی وہ سوتے وقت اتنا معصوم لگ رہا تھا کہ
جیسے کوئی بچہ سو رہا ہوں۔۔۔۔۔ اس نے کس کر تکیے کو اپنے سینے کے
ساتھ لگا کر ایسے سو رہا تھا جیسے تکیے کے کھوجانے کا خوف تھا۔۔۔۔۔ اسے

ایسا سوتا دیکھ کر اس کی آنکھوں میں جلن کے آثار واضح نظر آرہے
تھے۔۔۔۔

جن آنکھوں میں ابھی تھوڑی دیر پہلے محبتوں کا ٹھاٹھے مار سمندر تھا
۔۔۔ اب ان آنکھوں میں صرف غصہ ہی نظر آرہا تھا۔۔۔۔ وہ ابھی کچھ
کرتی جب اس کی نظر سائیڈ ٹیبل پہ پڑے پانی سے بھرے جگ پر پڑی
تھی۔۔۔۔

وہ ٹیبل سے جگ اٹھاتی آیان کے پاس آتی ایک ہاتھ سے تکیہ الگ کرتی
اور دوسرے ہاتھ سے اس کے منہ پر پانی کا پورا جگ اندھیلتی تکیے تو
زمین پہ پھینکتی اس کے اوپر اپنے دونوں پاؤں رکھ کر کھڑی ہو چکی
تھی۔۔۔۔

پانی چہرے پر پڑتے ہی وہ جلدی سے ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

یہ کیا بد تمیزی ہیں دعانا تمہاری زندگی میں سکون ہیں نہ ہی تم نے مجھے
کرنے دینا ہیں۔۔۔۔۔ آیان اپنے چہرے پہ لگا پانی صاف کرتا غصے سے
بولا تھا۔۔۔

اسے اس طرح آج تک ایسے کسی نے بھی نہیں جگایا تھا۔۔۔ جبکہ دعائو
اس کی بات سن ہی نہیں رہی وہ تو بس اس کے تکیے کو سینے سے لگا کر
سونے پر ابھی تک جل رہی تھی۔۔۔۔

میری زندگی کا سکون چھوڑو تم یہ بتاؤ تمہاری ہمت کیسے ہوئی تکیے تو سینے
سے لگا کر سونے کی۔۔۔۔۔ دعا آیان کی بات ک ہوا میں اڑاتی ایک نظر
تکیے کو دیکھتی ایک ایک لفظ چبا کر بولی تھی۔۔۔۔

واٹ۔۔۔۔۔ اس لیے تم نے میرے منہ پر پورا پانی کا جگ انڈھیل دیا کہ
میں تکیے کو سینے سے لگا کر سو رہا تھا۔۔۔۔۔ آیان دعا کی آنکھوں میں
شاک کی کیفیت میں پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔

اس بات پر اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ ایسا بھی کر سکتی ہیں اس کے
ساتھ وہ بھی صرف ایک تکیے کو سینے سے لگا کر سونے کی وجہ سے
۔۔۔۔۔ آیان نے اس کی گہری سبز آنکھوں میں دیکھا تھا جہاں جلن
صاف نظر آ رہی تھی۔۔۔۔۔

ہاں تو کیا یہ تمہارے نزدیک چھوٹی بات ہیں۔۔۔۔۔ جو میری جگہ ہیں
وہ تم کسی اور کو دوں گا اور میں تمہیں ایسا کرنے دوں گی دعا نعمان علی شاہ
نام ہیں میرا۔۔۔ دعا آیان کے نزدیک ہوتی اس کے سینے پہ اپنی انگلی
رکھتی ملکیت بھرے لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔۔ تم تو ابھی میری زندگی
میں آئی بھی نہیں ہوں پھر کیسے یہ تمہاری جگہ ہوگی۔۔۔۔۔ آیان اس کی
جلن دیکھتا اس کے اندر ایک کمینی سی خوشی جاگ رہی تھی اس لیے وہ
دعا کو مزید بھڑکانے والے انداز میں بولا تھا۔۔۔ کیا مطلب تمہاری اس
بات کا اگر میں تمہاری زندگی میں نہیں آئی تو تم میری جگہ کسی کو بھی

دوں گے۔۔۔ دعا ایک نظر زمین پر پڑے تکیے کو دیکھتی آیان کی نیلی
نکھوں میں اپنی گہری سبز آنکھیں گاڑھتی شدت سے بولی تھی۔۔۔۔
نہیں ابھی تمہارا مجھ پر کوئی حق نہیں ہیں اس لیے تم مجھے لے کر اتنی
زیادہ شدت پسند نہیں ہو سکتی اور نہ ہی مجھ پر ایسے حق جما سکتی ہوں
۔۔۔۔۔ آیان کی باتیں جلتی پر تیل کا کام کر رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کا غصہ
کم کرنے کی بجائے وہ اور زیادہ اس کے غصے کو ہوا دے رہا تھا۔۔۔
اگر ہمارا نکاح نہیں ہوا تو یہ نہ سمجھوں کہ میں تم پر حق نہیں رکھتی
۔۔۔ محبت ہی سب سے بڑا جذبہ ہوتی ہیں اور وہ دونوں ہی ہم ایک
دوسرے سے کرتے ہیں اس لیے جیسے میں نے خود کو تمہارا پابند کیا ہوا
ہیں تم پر بھی فرض ہیں کہ تم خود کو میرے پابند کرو۔۔۔۔۔
دعا آیان کی آنکھوں میں دیکھتی شدت بھرے انداز میں بولی
تھی۔۔۔۔۔

یہ تو ابھی سے اتنی جنونی ہیں آگے چل کر میرا کیا حال کریں گی
۔۔۔۔۔ آیان دعا کو دیکھتا بس سوچ کر رہ گیا تھا۔۔۔۔۔

یہ نہ سمجھنا میں ان لڑکیوں میں سے ہوں جن کے شوہر یا تو ان سے محبت
نہیں کرتے یا پھر ان کا حق نہیں دیتے اور وہ چپ کر جاتی مجھے چھیننا آتا
ہیں اپنا حق اور میں تم سے لے کر رہوں گی۔۔۔۔۔

یہ بات یاد رکھنا جس دن تم نے مجھ سے بے وفائی کرنے کا سوچا بھی تو
میں تمہارا گلا دبا کر مار دوں گی۔۔۔ اگر تم میرے نہ ہوئے تو میں تمہیں
کسی کا بھی نہیں ہونے دوں گی۔۔۔۔۔ دعا آیان کو دیکھتی خطرناک لہجے
میں بولی تھی۔۔۔۔۔

اس کی بات سنتے ہی آیان کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی
۔۔۔۔۔ دعا اپنے سب رشتوں کو لے کر اتنی ہی شدت پسند تھی اور آیان

کی تو بات ہی الگ تھی نہ پھر۔۔۔ وہ اس کے بچپن کا عشق تھا۔۔۔ اس کے دل میں ایک خاص مقام رکھتا تھا۔۔

تمہاری ان منحوس حرکتوں کی وجہ سے میں بھول گئی تھی کہ میں تمہیں یہاں ایک خوشخبری سنانے آئی تھی۔۔۔ دعا آیان کے ساتھ بیٹھتی افسوس بھرے لہجے میں بولی تھی۔۔۔

جب کہ اس کی بات پر آیان نے اسے نا سمجھی سے دیکھا تھا۔۔ دعا اور کوئی خوشی کی خبر لے کر آئے یہ تو ناممکن کاموں میں سے ایک ہیں۔ ایسی کیا بات ہوگی جو تم یوں صبح صبح میرے کمرے میں آگئی ہوں۔۔۔ آیان اس کی طرف دیکھتا منہ پھولا کر بولا تھا اسے ابھی بھی اپنی

نہند کی فکر تھی جو دعائے آکر خراب کر دی تھی۔۔۔ وہ اس کے جانے
کے بعد دوبارہ سونے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

میں نانو سے تمہارے اور میرے رشتے کی بات کر لی ہیں اور انہوں نے
کہا ہیں کہ وہ سب سے پوچھ کر بتائے گے اور کچھ ہی دنوں میں ہمارا نکاح
ہو جائے گا۔۔۔ دعا ایک نظر آیان کو دیکھتی اپنے ناخنوں پہ پھونک
مارتی ایک سٹائل سے بولی تھی۔۔۔

جب کے آیان تو منہ کھولے اس پھٹاکا کو دیکھ رہا تھا جو اتنی بڑی بات
اتنی آسانی سے کر رہی تھی۔۔۔ وہ یہ بات کرتے وقت ناجانے کتنی
بار مر کر زندہ ہوتا تو تب جا کر وہ وقاص علی شاہ کے سامنے یہ بات بول
پاتا۔۔۔

اب اگر ایسے منہ کھول کر دیکھوں گے تو میں تمہارا یہ منہ چوم لوں
لیکن میرا نکاح سے پہلے تمہارے منہ لگنے کا کوئی ارادہ نہیں ہیں اس

لیے اپنا منہ بند کروں۔۔۔۔۔ دعا اتر کر بولتی اپنے ہاتھ سے آیان کا منہ
بند کرتی اس کے لبوں پہ اپنی انگلیوں کی مدد سے چٹکی کاٹتی ہوئی بولی
تھی۔۔۔

جب کہ اس کی اس حرکت پر آیان ہوش کی دنیا میں واپس آیا تھا اور اس
کے گال لال ٹماڑ ہوئے تھے۔۔۔۔۔

ہا ہا ہا ہا ہا۔۔۔۔۔ تم بلش کر رہے ہوں۔۔۔۔۔ دعا آیان کی گالوں پی سرخی
دیکھتی قہقہہ لگاتی ہوئی بولی تھی۔۔۔۔۔

بالکل بھی نہیں۔۔۔۔۔ فطری طور پر یہ کام تمہیں سرانجام دینا چاہیے
لیکن میں شاہد دنیا کا پہلا مرد ہوں جو اپنی شادی کی بات پر شرماتا ہوں
۔۔۔۔۔ آیان خود کو نارمل کرتا دعا کو کمر سے پکڑتا اپنے نزدیک کرتا
شرم دلانے والے انداز میں بولا تھا۔۔۔۔۔

لیکن اسے نہیں پتا تھا کہ سید زادی دعا نعمان علی شاہ شرم کے
"ش" سے بھی واقف نہیں تھی خاص طور سید آیان عابد علی شاہ کے
معاملے میں۔۔۔ ایک بار نکاح تو ہونے دوں پھر تمہیں اصل میں
شرمانے کا مطلب سمجھاؤں گی۔۔۔ دعا آیان کے لبوں پہ اپنے لب
رکھتی اس کی آنکھوں میں دیکھتی مغروریت بھرے لہجے میں بولی
تھی۔۔۔۔۔ اس کی اس حرکت پر آیان کے گلے میں ایک بار پھر گلٹی
ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔۔۔۔ ایک بار پھر اس کا چہرہ گلاب بنا تھا
۔۔۔ دعا کو اس کے چہرے پہ رنگ دیکھنا بے حد ہی پسند تھے۔۔۔۔۔
اس لیے تو وہ ایسی حرکتیں کرتی تھی کہ اسے اس روپ میں دیکھ سکے اور
آیان اس کو ڈرانہ سکے اپنے رومانس کرنے کے سٹائل سے۔۔۔۔۔ ورنہ
اس کو کیا ضرورت تھی اس سید زادے کے سامنے رومانس کرنے
کی۔۔۔

ایک اور بات فطری طور پر تو یہ بات تمہیں کرنی چاہیے تھی اوت
تمہیں ہی میرا رشتہ لے کر آنا چاہیے تھا خیر اب میں لے ہی آئی ہوں تو
زیادہ ایڈیٹو ڈکھانے کی ضرورت نہیں ہیں چپ کر کے ہاں بول دینا
۔۔۔ دعا آیان کے اور پاس ہوتی ایک ادا سے بولی تھی۔۔۔

آیان تو بس اس کا پاس ہونا ہی محسوس کر رہا تھا اس کے پاس ہونے کی
وجہ سے وہ اس کے بدن کی ناز کی اچھے سے محسوس کر پارہا تھا۔۔۔ اس
کی باتیں سننے بغیر ہی وہ ہاں میں سر ہلا رہا تھا۔۔۔ بڑی مشکل سے اس
نے اپنے جذبات پہ قابو پایا ہوا تھا۔۔۔

سب سے اہم بات یہ بات جو میں نانو کے سامنے کر آئی ہوں اس کا
جرمانہ تو تمہیں ہی بھرنا ہو گا۔۔۔ اس لیے نکاح کا ڈریس میں
تمہارے پیسوں سے لونگی۔۔۔ دعا آیان کے ناک پہ لب رکھتی
ہوئی بولی تھی۔۔۔

جبکہ جرمانے کی بات پہ اس کی آنکھوں میں حیرت پھیلی تھی۔۔۔۔۔ دعا
کا کوئی بھروسہ نہیں تھا۔۔۔۔۔ وہ کچھ بھی الٹا سیدھا اس سے کروا سکتی
تھی۔۔۔۔۔ ڈریس کا سن کر آیان نے شکر کا سانس لیا تھا۔۔۔۔۔ اچھا اب
میں چلتی ہوں۔۔۔۔۔ دعا گھڑی میں ٹائم دیکھتی سنجیدگی سے بولی
تھی۔۔۔۔۔ اس سے پہلے وہ کمرے سے باہر جاتی آیان اس کو کلائی سے
پکڑتا دوسرے ہاتھ سے اس کی کرپہ اپنی گرفت سخت کر گیا تھا۔۔۔۔۔
ایسے کیسے تم صبح صبح میرے کمرے میں آ کر میرے جذبات بھڑکا کر
چل دی۔۔۔۔۔ مجھے نیند سے اٹھانے کی سزا تو لیتی جاؤ۔۔۔۔۔ آیان اس کے
کان کے پاس جھکتا گھمبیر سرگوشی کرتا اس کی گردن پہ اپنے سلگتے لب
رکھتا ہوا بولا تھا۔۔۔۔۔

یہ کیا کر رہے ہوں چھپوڑے انسان چھوڑے مجھے۔۔۔۔۔ اپنی کرپہ اس
کی گرفت اور زیادہ ہوتی دیکھ کر دعا غصے میں غرائی تھی۔۔۔۔۔

اس کے کامیں بے باک سی سرگوشیاں کر رہا تھا۔۔۔ اس کی ان باتوں
 پہ دعاکانوں کی لوں تک سرخ پڑی تھی۔۔۔۔ اس کے عارض تپ کر
 قندھار ہوئے تھے۔۔۔ اسے خود پہ اس وقت بہت زیادہ غصہ آیا ہوا

قضا

جب وہ آیان سے ایسی باتیں کرتی تھی تب پتا نہیں اس کی ساری شرم
کہاں چلی جاتی تھی۔۔۔ اب وہ آیان کی ان بے باک پہ ایسے شرم مار ہی
تھی جیسے خدا نخواستہ آیان نے اس سے اس کا حق لے لیا ہوں۔۔۔۔۔
دعا یہ سوچتی اور بعد میں اپنی ہی سوچوں پہ لعنت بھیجتی خود کونار مل کر
رہی تھی۔۔۔۔۔

آیان پیچھے ہوں مجھے کوٹ بھی جانا۔۔۔ دعا خود کونار مل کرتی سنجیدگی
سے بولی تھی

اس کی سنجیدہ آواز سنتا آیان پیچھے ہوا تھا۔۔۔ وہ جو اس کے بالوں کی
خوشبو محسوس کر رہا تھا۔۔۔ پیچھے ہوتے وقت وہ اچھا خاصہ بدمزہ ہوا
تھا۔۔

اسے پتا تھا کہ دعا کو آج کوٹ پہنچنا تھا اس کا بہت ہی امپورٹنٹ کیس تھا

۔۔۔۔

او کے تم جا کر ریڈی ہو جاؤ میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔۔۔ آیان اس کو اپنی
گرفت سے آزاد کرتا نرم لہجے میں بولا تھا۔۔۔ اس کی بات پر دعا ہاں
میں

سر ہلاتی چلی گی تھی۔۔۔۔ کوئی بھروسہ نہیں تھا اس کا نہیں تو پھر دعا
کو تنگ کرنا شروع کر دیتا۔۔۔ اس کی سپیڈ دیکھتا آیان اپنی ہنسی کٹرول
کر رہا تھا۔۔

شاہ حویلی میں سب اس وقت ناشتہ کرنے میں مصروف تھے
۔۔۔۔ فجر اور ضارب بھی اس وقت سب کے ساتھ ناشتہ کر رہے
تھے۔۔۔۔۔ سب لوگ ہی یہاں موجود تھے سوائے زیان اور کایان
کے۔۔۔۔

یہ ہمارے دونوں سپوٹ کب تک آئے گے کسی کو کچھ پتا ہیں۔۔۔ آج
ان دونوں کو گھر سے غائب ہوئے چار دن ہو گئے ہیں مجال ہیں جو

واپس آنے کا نام لیا ہودونوں نے۔۔۔۔۔ وقاص علی شاہ اپنا ناشتہ ختم کرتے ایک نظر سب کو دیکھتے

کایان اور زیان کے بارے می استفسار کر رہے تھے۔۔۔۔۔ دونوں نے جانے کے بعد ایک کال بھی کسی کو نہیں کی تھی سوائے ضارب کو۔۔۔۔۔ وہ بھی صرف بزنس کے سلسلے میں۔۔۔۔۔

جی وہ دونوں ہی آج شام تک آجائے گے میری بات ہوئی تھی کل زیان سے۔۔۔۔۔ ضارب وقاص علی شاہ کو دیکھتا ادب سے بتا رہا تھا۔۔۔۔۔ اس کی بات پر وہ ہاں میں سر ہلاتے وہاں سے چلے گئے تھے۔۔۔۔۔

آجاؤ دعا میں تمہیں کوٹ چھوڑ دوں۔۔۔۔۔ آیان ایک نظر سب کو دیکھتا سنجیدگی سے بولا تھا۔۔۔۔۔ جبکہ دعا جلدی سے اپنا کاٹ اٹھاتی

کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ وہ دونوں ابھی سب کو خدا حافظ بولتے جب

بشری بیگم کی بات پہ آیاں رکا تھا۔۔۔۔۔

بیٹا واپس اگر تم نے گھر ہی آناہیں تو کنزہ کو لیتے آنا۔۔۔ ابھی وہ اپنے گھر

ہی ہوگی میں اسے فون کر کے بتا دوں گی کہ تم اسے لینے کے لیے آرہے

ہوں کہاں وہ بیچاری دھکے کھاتی رہے گی۔۔۔۔۔ بشری بیگم آیاں کو

دیکھتی نرمی سے بول رہی تھی۔۔۔۔۔ کنزہ ان کو آج کل اپنے سب بچوں

سے زیادہ پیاری ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

جی میں نے گھر ہی آناہیں اور میں لیتا آؤ گا کنزہ کو۔۔۔۔۔ آیاں بشری بیگم

کی طرف آتا ان کے ماتھے پہ ادب سے بوسہ دیتا ہوا بولا تھا۔۔۔۔۔ اس

کے بعد وہ دونوں ہی باہر کی طرف بڑھ گئے تھے۔۔۔۔۔ باقی سب

لوگ بھی ناشتہ کرتے اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے تھے۔۔۔۔۔ فجر

اور حور کو آج کالج جانا تھا۔۔۔۔۔ ضارب بھی آفس جانے کے لیے تیار
ہونے اپنے کمرے میں گیا تھا۔۔۔۔۔

بھائی رکے۔۔۔۔۔ ہمیں بھی ہمیں بھی کالج چھوڑ دیں

پلیز۔۔۔۔۔ ضارب جوا بھی سیڑھیاں اتر ہی رہا تھا۔۔۔۔۔ حور کی

معصوم آواز پر اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔۔۔۔۔ پیچھے مڑتے ہی وہ اپنی
پلکیں جھپکانا بھول گیا کیونکہ فجر بھی حور کے ساتھ ہی کھڑی تھی۔۔۔۔۔

اس نے آج بھی بلیک رنگ کا شارٹ فرائیڈ پہنا ہوا تھا۔۔۔۔۔ اس کے
ساتھ بلیک خوبصورت سی جوتی پہنے بلیک ہی ڈوپٹا لیے اس کے اوپر چادر
سے خود کو مکمل کور کیے۔۔۔۔۔ ایک کندھے پہ بیگ ڈالے۔۔۔۔۔ آنکھوں

میں گلابی پن تھا اور چہرہ بھی مکمل طور پر پورا سر خ ہوا ہوا تھا۔۔۔۔۔

اس کی آنکھیں ساری رات رونے کی چغلی کھاتی رہی ہیں اس کی

آنکھیں دیکھتا ضارب کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔۔۔ وہ اس وقت کوئی

سوگوار حسن معلوم ہو رہی تھی۔۔ حور کی بات پر وہ اس وقت اسے کھا
جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ حور نے بھی جان بوجھ کر
ایک چھوٹی سی شرارت کی تھی۔۔ لیکن اب فجر کا غصہ دیکھ کر اسے
لگ رہا تھا کہ اس نے کوئی غلطی کر دی ہیں۔۔۔۔

اب وہ اپنا نچلے لب باہر نکار بچوں کی طرح کبھی ضارب کو دیکھ رہی تھی تو
کبھی فجر کو جنہوں نے ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالی ہوئی
تھی۔۔۔۔

کیوں نہیں میرا بچہ آ جاؤ میں چھوڑ دیتا ہوں تم دونوں کو۔۔۔۔ فجر کی
نظریں پھیرنے پہ وہ ہوش میں آتا حور کو دیکھتا پیار سے بولا تھا
۔۔۔ اس کی بات سنتے ہی فجر حور کی طرف دیکھتی نفی میں سر ہلار ہی
تھی۔۔

نہیں۔۔۔۔۔ بھائی آپ جائیں ہم خود چلے جائے گے۔۔۔۔۔ حور فجر کے [آنکھیں دکھانے پر جلدی سے حور نے جلدی سے ضارب کو منع کیا تھا۔۔۔۔۔ بظاہر تو ضارب حور کی طرف دیکھ رہا تھا لیکن فجر کی حرکت پر بھی اس کی نظر تھی۔۔۔۔۔]

میں تمہاری فجر آپ کی کورخصت کروا کر نہیں جا رہا جو وہ منع کر رہی ہیں ان کو بولوں خود چلیں گی میرے ساتھ یا میں اٹھا کر لے جاؤ۔۔۔۔۔ ضارب اپنے موبائل میں دیکھتا مصروف لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔۔

جب کہ اس کی بات پر فجر گڑ بڑائی تھی اور رخصتی والی بات پہ وہ سرخ گلاب بنی تھی۔۔۔۔۔ ان دونوں کی طرف دیکھتی ہماری حور فجر سے بھی زیادہ شرم رہی تھی۔۔۔۔۔

کیا چاہتی ہوں کہ میں ہی تمہیں اٹھا لوں۔۔۔۔۔ ان دونوں کو ہی خاموش دیکھ کر ضارب فجر کے نزدیک ہوتا ہوا بولا تھا۔۔۔۔۔ اس کے نزدیک نے

پہ فجر نفی میں سر ہلاتی خود ہی نیچے اتر گی تھی۔۔۔ ورنہ اس کالی آنکھوں
والے جن کا کوئی بھروسہ نہیں تھا۔۔۔

وہ اسے خود بھی نیچے اٹھا کر چلا جاتا۔۔۔ اس کے پیچھے ہی حور بھی جلدی
سے نیچے اتری تھی۔۔۔ ضارب فجر کی سپیڈ دیکھتا اپنی مسکراہٹ
روک رہا تھا۔۔۔

اس نے کل رات خود ہی فیصلہ کیا تھا کہ وہ فجر کو پیار سے ٹریت کریں
گا۔۔۔ اگر اس کے بعد بھی اس کا رویہ ٹھیک نہ ہوا تو پھر وہ اپنے ہی
طریقے سے یہ سب کچھ سنبھالے گا۔۔۔

وہ جب کارپورچ میں داخل ہوا تھا۔۔۔ تو وہ دونوں ہی گاڑی میں پہلے
سے موجود تھی۔۔۔ حور ڈرائیونگ سیٹ کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی
تھی۔۔۔۔۔ جب کہ فجر پچھلی سیٹ پر بیٹھی تھی۔۔۔ اس کو دیکھتا
ضارب خاموشی سے اپنی سیٹ پر بیٹھا تھا۔۔۔

اگر حور نہ ہوتی تو وہ اس کو خود اٹھا کر اپنی ساتھ والی سیٹ پر بٹھاتا لیکن
اب وہ اس کے سامنے نہیں چاہتا تھا کہ فجر اس سے بد تمیزی کریں
۔۔۔۔۔ حور ابھی چھوٹی تھی۔۔۔ وہ جو دیکھتی وہی کرتی۔۔۔۔۔

اگر وہ آج فجر کو ضارب سے بد تمیزی کرتی دیکھ لیتی تو وہ بھی کل کو اپنے
شوہر کے ساتھ بد تمیزی کر سکتی تھی۔۔۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ
ضارب فجر کے ساتھ زبردستی کرتا اور وہ خاموش رہتی۔۔۔۔۔

اس وقت گاڑی میں مکمل خاموشی تھی۔۔۔۔۔ ان کو شاہ حویلی سے نکلے
سات سے آٹھ منٹ ہو چکے تھے لیکن ان تینوں میں مکمل خاموشی تھی
۔۔۔ وہ سب ایسے بیٹھے تھے جیسے ایک دوسرے کو جانتی ہی نہیں ہیں

۔۔۔۔۔

کتنے سال رہتے ہیں تمہاری پڑھائی مکمل ہونے میں۔۔۔۔۔ ضارب ایک
نظر فجر کو دیکھتا جو اپنی کتابوں پہ جھکی بیٹھی تھی۔۔۔ پڑھ وہ کم کتابوں کو

گھور زیادہ رہی تھی۔۔۔ اس کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے اس نے جانتے بوجھتے بھی حور کی پڑھائی کے بارے میں پوچھا تھا۔۔۔۔۔ اس کی بات سنتے ہی فجر نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔ لیکن اس کو سامنے لگے مرر میں سے اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ جلدی سے نظریں جھکا گئی تھی۔۔۔۔۔ اس کی اس حرکت پہ ضارب نے اپنا نچلے لب دانتوں تلے دبا کر اپنی ہنسی روکی تھی۔۔۔۔۔

میرے بس چار سال رہتے ہیں۔۔۔۔۔ ضارب کی بات سنتی حور جلدی سے اکسائٹڈ ہو کر بولی تھی۔۔۔۔۔ بس چار سال تو اس نے ایسے کہے تھے جیسے چار دن رہتے ہوں۔۔۔۔۔

اور تمہاری فجر آپنی کہ۔۔۔۔۔ ضارب نے ایک اور سوال پوچھا تھا۔۔۔۔۔ اس کے سوال پر فجر نے جلدی سے نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔ اس سے پہلے حور کوئی جواب دیتی فجر جلدی سے بولی

تھی۔۔۔۔۔ اس کے بولنے پہ ضارب کے اے نابی لب مسکراے تھے
۔۔۔ آخر رہ کامیاب ہو گیا تھا اپنے مقصد میں۔۔۔۔۔ کیوں پوچھ رہے
ہیں آپ۔۔۔۔۔ فجر اپنی چھوٹی سی ناک سکورٹی آنکھوں میں غصہ لیے
ہوئے بولی تھی۔۔۔۔۔ اس کے اس انداز پہ ضارب کا دل پہلو میں ڈھڑکا
تھا۔۔۔۔۔ ضارب نے فجر کو کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔

وہ اب بھی خاموشی سے حور کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ اس کے
دیکھنے پہ حور جلدی سے بولی تھی۔۔۔۔۔ ایک طرف ضارب تھا۔۔۔ اور
دوسری طرف فجر جو اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی
تھی۔۔۔۔۔

وہ۔۔۔ بھائی۔۔۔ فجر آپ کے باقی صرف دو سال رہتے ہیں۔۔۔ لیکن
آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔۔۔۔۔ حور ضارب کو ابھی تک اپنی طرف

دیکھتا پا کر جلدی سے بولی تھی۔۔۔ اور فجر کی نظروں سے خوف کھا کر
اس نے فجر والا سوال بھی دہرایا تھا۔۔۔۔

کیونکہ فجر کی پڑھائی ختم ہونے کے بعد ہی تو اس کی رخصتی ہوگی
۔۔۔ اور رخصتی کے بعد ہی تو میری حور پھوپھ بنے گی۔۔۔۔ ضارب ایک
نظر فجر کو دیکھتا جو رخصتی کی بات پہ ہی سرخ گلاب بن گئی تھی۔۔۔۔
جب کہ اس کی اگلی بات پر اسے اپنے کانوں سے دھواں نکلتا ہوا محسوس
ہوا تھا۔۔۔۔ جب کہ ہماری معصوم سی حور تو اپنے پھوپھ بننے پہ ہی خوش
ہو گئی تھی۔۔۔۔ اس کا فجر پہ دھیان ہی نہیں کیا تھا۔۔۔۔
سچی بھائی۔۔۔۔ حور ضارب کو دیکھتی ایکسائٹڈ ہو کر پوچھ رہی
تھی۔۔۔۔ اسے بچے بہت زیادہ پسند تھے۔۔۔۔

اپنی بھابھی پلس آپی سے پوچھ لوں۔۔۔۔ ضارب ایک نظر فجر کو دیکھتا
جو خفت کے مارے

اپنے ہونٹ چبار ہی تھی۔۔۔ اگر آج حور گاڑی میں نہ ہوتی تو وہ اسے
اپنی لبوں پہ ظلم کرنے کی اچھی سزا دیتا۔۔۔ اس نے اب حور کی باتوں
کا رخ اس کی طرف کیا تھا۔۔۔ فجر آپنی۔۔۔ آپ بنائے گی نہ مجھے پھپھو
۔۔۔ آپ بس مجھے پھپھو بنا دیں میں خود بے بی کی پرورش کروں گی
۔۔۔ تب تک آپ مجھے ایک اور بے بی لا۔۔۔ ابھی حور اپنے الفاظ
مکمل کرتی جب اس کی بات فجر نے کاٹی تھی۔۔۔

شٹ اپ حور۔۔۔ کچھ بھی بولتی رہتی ہوں۔۔۔ اگر اب تمہاری
آواز آئی تو تمہیں میں نے گاڑی سے باہر پھینک دینا ہیں۔۔۔ فجر اس
کی باتیں سنتی غصے سے پھٹ پڑی تھی۔۔۔ اس کا جو غصہ ضارب پہ تھا وہ
بھی اس نے حور پہ نکالا تھا۔۔۔ جب کہ حور اس کو خود پہ اتنا غصہ کرتی
دیکھ منہ پھولا کروندو سے باہر دیکھنے لگ گئی تھی۔۔۔۔۔ حور کو ناراض

دیکھ کر ضارب کو فخر پہ بہت زیادہ غصہ آیا تھا لیکن وہ ضبط کر کے بیٹھ گیا تھا۔۔۔

کالج آگیا تھا۔۔۔۔۔ فجر کے غصہ کرنے پہ کسی کے درمیان کوئی بات
نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔۔ جیسے ہی گاڑی رکی تھی حور جلدی سے اتر گئی
تھی۔۔۔۔۔ ابھی فجر اپنی سائیڈ کادر وازہ کھولتی جب ضارب بٹن دبا کر
سارے دروازے

لاک کر چکا تھا۔۔۔۔۔ دروازہ نہ کھلنے پہ فجر نے کھا جانے والی
نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔ ضارب اس کے غصے کی بنا کوئی پرواہ
کیے اپنی سیٹ پیچھے کرتا ایک ہاتھ فجر کے سر کے پیچھے رکھتا اس کے
لبوں پہ جھکا تھا۔۔۔۔۔ یہ سب اتنا اچانک ہوا تھا کہ فجر کو خود بھی سمجھ
نہیں آئی تھی۔۔۔۔۔ وہ اس کے لبوں پہ اپنے دانٹ گاڑھتا پیچھا ہوا تھا

۔۔۔ اس کے اس طرح دیکھنے پہ فجر کنفیوز سی نظریں جھکا کر اپنی
انگلیاں مڑور رہی تھی۔۔۔۔

میں نے سوچا آج تمہارے ان لبوں کا ذائقہ چکھ کر دیکھتا ہوں کہی اتنا
کڑوا بولنے کے بعد کڑوے تو نہیں ہو گئے لیکن یہ تو ابھی تک ویسے
ہی ہیں۔۔۔۔ فجر اس کے لبوں پہ اپنا انگوٹھا نرمی سے پھیرتا
خمار آلودہ لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔ اس کی اس حرکت پہ فجر گردن تک
سرخ پڑی تھی۔۔۔۔

دروازہ کھولے مجھے جانا ہیں۔۔۔ فجر خود کو نارمل کرتی اپنا لہجے میں غصہ
پیدا کرتی اس کا کالی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی تھی۔۔۔۔ اوکے ابھی
جاؤ لیکن رات کو میرا انتظار کرنا۔۔۔۔ ضارب اپر ترس کھاتا اس کے
اوپر سے اٹھتا دروازہ کھول چکا تھا۔۔۔۔

دروازہ کھلتے ہی فجر جلدی سے باہر نکلی تھی اور اپنے کالج میں انٹر ہو گئی
تھی۔۔۔۔ اس کو کالج میں جاتا دیکھ کر ضارب بھی اپنی گاڑی زں سے
بھگا کر لے گیا تھا۔۔۔۔

شاہ حویلی میں اس وقت سب لوگ لاؤنچ میں بیٹھے کایان اوزیان کا
انتظار کر رہے تھے۔۔۔ ان لوگوں کا اکثر اوقات لگا رہتا تھا جانا لیکن پھر
بھی وہ پورے گھر میں سب لوگوں کی جان تھے۔۔۔ ضارب بھی
جلدی آ گیا تھا۔۔۔۔ اس نے ہی فجر اور حور کو کالج سے واپس پہنچا کیا
تھا۔۔۔ دعا اور آیان بھی اس وقت سب کے ساتھ بیٹھے کافی پی رہے
تھے۔ جب کہ باقی سب چائے پینے کے ساتھ ساتھ باتیں بھی کر رہے
تھے۔۔۔ ان میں سے صرف خاموش کنزہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ اسے

بھی لاشعوری طور پر زیان کا انتظار تھا۔۔۔ کیوں تھا یہ اسے خود بھی سمجھ
نہیں آرہی تھی۔۔۔ وہ اپنے ہی دل کی کیفیت سے انجان
تھی۔۔۔ کنزہ بیٹا کیا بات آپ اتنی خاموش کیوں بیٹھی ہیں
۔۔۔ مہرین بیگم کب سے اس کا خاموش دیکھ رہی لیکن باقی سب کوئی نہ
کوئی بات کر کے اس بات پر ہنس رہے تھے لیکن وہ صرف مسکرا بھی
دنیا میں نہیں رہی تھی۔۔۔ جیسے اس کا دھیان بھی ادھر نہ ہوں وہ اپنی
ہی مگن بیٹھی تھی۔۔۔ اسے ایسے دیکھ کر مہرین بیگم کو پریشانی پونے لگی
تھی۔۔۔ انہیں لگ رہا تھا کہ کوئی بات ہیں جس کی وجہ سے وہ پریشان
ہیں۔۔۔

جب کہ بشری بیگم خاموشی سے بیٹھی کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ وہ ایسی
ہی ہیں اپنی دنیا میں مگن رہنے والی۔۔۔

کوئی بات بھی نہیں ہیں۔۔۔ مہرین بیگم کے بولنے پہ سب کا دھیان
کنزہ کی طرف گیا تھا۔۔۔ اپنی طرف سب کو دیکھات پاکر وہ جلدی سے
بولی تھی۔۔۔

کوئی بات تو ہیں جو آپ اتنی خاموش بیٹھی ہیں۔۔۔ سب لوگ باتیں کر
رہیں ہیں آپ بھی سب کے ساتھ ہنسیں بیٹھ کر باتیں کریں یا پھر آپ
ہمیں اپنی فیملی ہی نہیں سمجھتی۔۔۔ بشری بیگم سب کی طرف ایک نظر
دیکھتی پیار سے بول رہی تھی ان کی بات پر کنزہ نے نفی میں سر ہلایا تھا

نہیں ایسی بات نہیں مجھے یہاں پر ایڈ جسٹ ہونے میں ٹائم لگے گا
۔۔۔ ہماری چھوٹی سی فیملی تھی۔۔۔ نہ ہی میرے کوئی کزن تھے۔۔۔

نہ اتنے دوست اور نہ ہی کوئی بہن بھائی۔۔۔ اس لیے میں اس ماحول

میں ایڈ جسٹ نہیں ہو پارہی۔۔۔۔۔ کنزہ مہرین بیگم کی آنکھوں میں
اپنے لیے فکر دیکھتی انہیں تفصیل سے بتا رہی تھی۔۔۔۔۔
چھوٹی سی فیملی تھی۔۔۔ کیا مطلب اب کہاں ہیں۔۔۔۔۔ دعا اس کی فیملی
والی بات پکڑتی ہوئی بولی تھی۔۔۔۔۔
وہ سب کی باتیں دھیان سے سن رہی تھی اور ایک ایک لفظ کا مطلب
بھی جان رہی تھی۔۔۔۔۔ آخر کرتی بھی کیوں نہ ایک قابل وکیل جو
تھی۔۔۔۔۔

میرے ماما اور بابا کی کچھ دن پہلے ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں موت واقع ہو
گئی تھی۔۔۔۔۔ اب میں اکیلی ہوں میرا ان کے علاوہ اس دنیا میں کوئی بھی
نہیں ہیں۔۔۔۔۔ کنزہ دعا کو دیکھتی اپنے نم لہجے پہ قابو پاتی ہوئی بولی
تھی۔۔۔۔۔ لیکن پھر بھی سب نے اس کی آواز میں نمی کو محسوس کر لیا

تھا۔۔۔۔۔ اس کی بات سننتیں ہی سب کو کنزہ پہ بہت زیادہ ترس آیا تھا
جوانی سی عمر میں اکیلی سب کچھ برداشت کر رہی تھی۔
ایم ریلی سوری مجھے نہیں پتا تھا۔۔۔ دعا اس کے ساتھ بیٹھتی ہوئی
افسوس سے بولی تھی۔۔۔۔۔ اسے اتنے کیوٹ طریقے سے سوری بولتا
دیکھ کنزہ صرف پھیکا سا مسکرائی تھی۔۔۔۔۔ کس نے کہا کہ تمہارے
بہن بھائی نہیں ہیں اور تمہاری فیملی نہیں ہیں۔۔۔۔۔ تم ہمیں اپنا بہن
بھائی مان لوں اور اس فیملی کو اپنی فیملی مان لوں۔۔۔۔۔ آیان کنزہ کو دیکھتا
اونچی آواز میں بولا تھا۔۔۔۔۔ اس کی بات پہ سب نے ہی ہاں میں سر ہلایا
تھا صرف فجر کے علاوہ۔۔۔۔۔ بلکل مجھے ہمیشہ اپنا بڑا بھائی ہی سمجھنا
۔۔۔۔۔ جب بھی کسی چیز کی ضرورت ہوں یا کوئی مدد چاہیے ہوں تو تم
مجھے بلا جھجک بول سکتی ہوں۔۔۔۔۔ اگر میں نہیں ہوں تو تم چھوٹے شاہ کو
بول دینا۔۔۔۔۔ ضارب کنزہ کے پاس آتا اس کے سر پر ہاتھ رکھتا پیار سے

اسے سمجھا رہا تھا۔۔۔ اس کی بات سننتیں ہی آیان نے زور شور سے ہاں
میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔

بلکل اسی طرح اب سے تم ہماری بہن پلس دوست جیسے کہ ہم سب ہیں
۔۔۔ دعا کنزہ کے گلے

لگتی حور اور فجر کی طرف اشارہ کرتی ہوئی بولی تھی۔۔۔ سب کی
نظریں اپنی طرف محسوس کر کے مجبوراً فجر کو بھی ہاں میں سر ہلانا پڑا تھا
۔۔۔۔ ڈرامے باز نہ ہو تو پہلے انہی ڈراموں سے زیان کو پھنسا یا تھا اب
سب گھر والوں کو اپنی طرف کر رہی ہیں تاکہ اس گھر میں آتے ہوئے
آسانی ہوں۔۔۔ فجر کنزہ کے آنسو دیکھتی طنزیہ سوچ کر رہ گئی
تھی۔۔۔۔۔

فجر نے جتنا بھی بڑا جگر اکیا ہوں اپنی محبت کی قربانی دی ہوں لیکن اس کے دل میں بھی تھا کہ زیان اگر کنزہ سے محبت کرتا تھا تو اس نے دل سے یہ دعا کی تھی وہ کبھی بھی ایک نہ ہوں۔۔۔

وہ صرف یہ سوچ رہی تھی جیسے مجھے زیان نہیں ملا ویسے کنزہ کو بھی نہ ملے۔۔۔ لیکن اسے نہیں پتا تھا کہ جن کی قسمت اور مقدر خدا جوڑ لیں انہیں کوئی بھی جدا نہیں کر سکتا۔۔۔ جب تک وہ عرش والا نہ چاہیے فرش والے ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔۔۔

ابھی وہ سب لوگ باتیں کر رہے تھے جب زیان اور کایان دونوں ہی ہم قدم چلے آ رہے تھے۔۔۔

ان دونوں نے ہی بلیک شرٹ پہنی ہوئی تھی فرق صرف اتنا تھا کہ زیان نے ساتھ بلیک پینٹ ہی پہنی ہوئی تھی اور کایان نے گرے رنگ کی

پینٹ پہنی ہوئی تھی۔۔۔ وہ دونوں ہی اس وقت رف حلیے میں موجود
تھے۔۔۔۔

ان کے چہرے پہ تھکن کے آثار واضح نظر آرہے تھے۔۔۔ زیان کے
بال بے ترتیب ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے۔۔۔ اس کی بلیک بئیرد بھی
بڑھی ہوئی تھی جیسے کتنے دنوں سے ٹرمنگ نہیں کروائی تھی۔۔۔۔
اس کو دیکھتے ہی کنزہ کا دل ایک الگ انداز میں ڈھرکا تھا۔۔۔ زیان بھی
اس کو دیوانوں کی طرح اسے دیکھ رہا تھا اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر کنزہ
سرخ گلاب بنی ہوئی تھی۔۔۔۔ وہ اپنی ہی حالت سے انجان تھی۔۔۔۔
اسے اپنے اوپر جی بھر کر غصہ آیا تھا۔۔۔ زیان سب کو اپنی طرف دیکھتا
پا کر جلدی سے اپنی نظریں ہٹا گیا تھا۔۔۔ کایان سب سے پہلے وقاص
علی شاہ سے ملتا چور نظروں سے حور کو دیکھتا اپنی ماں کے پاس گیا تھا

۔۔۔۔

تھا۔۔۔۔ میں فریش ہو کر آتا ہوں۔۔۔۔ زیان کنزہ کو دیکھتا جلدی سے اٹھاتا تھا۔ ایک تو وہ پہلے ہی سرخ گلاب بنی ہوئی تھی اب سانس رکنے کی وجہ سے اس کی گرے خوبصورت آنکھوں میں پانی جمع ہو گیا تھا۔۔۔۔ کنزہ کو سمجھ بھی نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کریں۔۔۔۔ اس کے اعصاب پہ تو صرف زیان کے بدن سے اٹھتی مہک ہی ہیوی ہو گئی تھی۔۔۔۔ اس کے اٹھنے پر ہی کنزہ نے ایک گہری سانس بھری تھی۔۔۔۔ زیان ایک نظر اسے پیچھے مڑ کر دیکھتا جواب کچھ ریلیکس نظر آ رہی تھی۔۔۔۔ اپنی سلکی کالے بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا تھا۔۔۔۔ اسے کنزہ کی ایسی حالت بہت اچھی لگی تھی۔۔۔۔ وہ بھی تو یہی چاہتا تھا کہ کنزہ اس سے شرمائے۔۔۔۔ اس کے جاتے ہی کایان بھی فریش ہونے اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔۔۔۔ فجر اور حور دونوں ہی اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔۔۔۔ ان دونوں میں ناراضگی ہنوز برقرار تھی۔۔۔۔ دعا بھی اپنے

کمرے میں چلی گئی تھی اور آیان نے آج اپنے دوستوں کے ساتھ باہر کا پلان بنایا تھا۔۔۔ اس لیے وہ باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔

جب کہ ضارب کن اکھیوں سے فجر کو دیکھ رہا تھا اس کا آج رات اس کے کمرے میں جا کر اس کو اچھا سبق سکھانے کا ارادہ تھا۔۔۔ وہ فون کال کا بہانا بناتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا اسے ایسے سب بڑوں کے درمیان بیٹھنا اچھا نہیں لگا تھا۔۔۔ وقاص علی شاہ سب چھوٹوں کو دیکھتے اپنی بات کا آغاز کرنا چاہ رہے تھے۔۔۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ دیر ہو جائے۔۔۔ انہوں نے نعمان علی شاہ سے بات کی تھی انہیں کوئی مسئلہ نہیں تھا۔۔۔

انہوں نے صرف اتنا کہا تھا کہ وہ ایک بار سب سے بات کر لے آیان سے بھی بعد میں کوئی مسئلہ پیش نہ آئے۔۔۔۔۔

کنزہ بیٹا ہم سب کے لیے چائے بنادوں اور بعد میں جا کر سب کے
کمروں میں بول دینا کہ جلدی نیچے آئے کھانا کھانے کے لیے خاص طور
پر زیاں کو وہ ہی ہمیشہ کچھوے کی چال چلتا ہوا آتا ہیں۔۔۔ کنزہ جو کچن کی
طرف ہی جا رہی تھی عابد علی شاہ کی بات پہ وہر کی تھی۔۔۔

جتنا ہی زیاں کا نام لیتے وقت عابد علی شاہ کا حلق کڑوا ہوا تھا اتنا ہی کنزہ کی
آنکھوں کے سامنے تھوڑی دیر پہلے والا منظر لہرایا تھا۔۔۔ عابد علی شاہ
کو زیاں سے کوئی خاصی ہی چڑ تھی۔۔۔ پیدا ہونے کے بعد وہ اپنی ماں کو
اپنے باپ کے قریب دیکھ کر رونے لگ جاتا تھا۔۔۔

اس لیے وقاص علی شاہ اس زیادہ تر کمرے سے باہر ہی سوتے
تھے۔۔۔ اگر وقاص علی شاہ اب اسے اس بات کا طعنہ دیتے تو وہ ہمیشہ
یہی کہتا تھا کہ۔۔۔

اگر میری وجہ سے ماما آپ سے دور رہی ہیں تو آیان اور حور کو
آپ نے کچرے کے ڈبے سے اٹھایا ہیں پھر۔۔۔۔

وقاص علی شاہ اس کا اتنا بے باک جواب سنتے ہمیشہ خاموش ہو جاتے
تھے۔۔۔۔ اور آخر میں یہی کہتے تھے کہ "بے شرم اولاد نہ مرہ نہ
سواد" ان کی بات زیان ناک سے مکھی اڑانے کی طرح سنتا تھا۔۔۔۔
اب بھی اگر عابد علی شاہ نے کوئی فیصلہ لیا ہو تو ہمیشہ زیان ہی ان کے
خلاف جاتا تھا۔۔۔۔ یہ نہیں تھا کہ اسے اپنے باپ سے محبت نہیں تھی یا
وہ ان کی عزت نہیں کرتا تھا بس انہیں تنگ کرنے میں اسے مرہ آتا
تھا۔۔۔۔

کنزہ سب کو اپنی طرف دیکھتا پا کر جلدی سے ہاں میں سر ہلاتی کچن کی
طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔۔

اگلے دس منٹ میں وہ سب کے لیے چائے لے آئی تھی۔۔۔۔

اس کے بعد ہو وہ اوپر کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔ سب کو پیغام دے کر
اب وہ اس وقت زیان کے دروازے کے باہر کھڑی اپنی انگلیاں مڑور
رہی تھی۔۔۔۔ ایک لمبی سانس لے کر وہ ابھی دروازے پہ ہاتھ رکھنے
ہی والی تھی جب اندر سے آتی آواز پہ اس کا دروازے کی طرف بڑھتا
ہاتھ رکھتا تھا۔۔۔۔

یار توں جوں مینوں سڈیاہیں اپڑی شادی تے توں مینوں سڈے تے میں
نا آواں۔۔۔ اے بھلا ہو سگڈا (یار تو نے مجھے بلایا ہیں اپنی شادی پہ توں
مجھے بلائے اور میں نہ آؤ ایسا ہو سکتا ہیزیان اپنے کسی دوست سے فون پر
سرائیکی میں بات کر رہا تھا۔۔۔ اسے تین زبانیں بہت اچھی طرح آتی
تھی۔۔۔ سرائیکی۔ اردو اور انگلش۔۔۔ باقی دو تین گزارے لائک آتی
تھی۔۔۔ زیان کی آواز میں سرائیکی کے اتنے میٹھے بول سنتے ہی کنزہ کا
دل ایک عجیب انداز میں ڈھڑکا تھا۔۔۔ وہ بے خود سی ہوتی دروازہ

کھولتی کمرے میں داخل ہو گئی تھی۔۔۔ اسے سرانیکی بہت ہی زیادہ پسند
تھی اکثر وہ موبائل پہ بھی سنتی تھی لیکن اس کو بولنی نہیں آتی تھی۔۔۔
پکا وعدہ ہو گیا میڈا میں تیری شادی تے ضرور آسا تے نال کایان نووی لا
آسا (پکا وعدہ ہو گیا میر تجھ سے میں تیری شادی میں ضرور آؤ گا اور کایان
کو بھی ساتھ لے آؤ گا) شاہد موبائل کے دوسری طرف موجود وجود کو
ابھی تک یقین نہیں آیا تھا اس لیے وہ زیان سے وعدہ لے رہا تھا۔۔۔
اسے ایک بار پھر سے سرانیکی بولتا دیکھ کنزہ اسے دیوانوں کی طرح دیکھ
رہی تھی جیسے اس سے زیادہ ضروری کام ہی نہ ہو دنیا میں اور کوئی۔۔۔
اچھا ٹھیک ہے دود ہے پہلے آسا میں تیری شادی تے وٹ مہمان نوازی
تینوں کرنی پمسی ساڈی (ٹھیک ہیں میں دودن
پہلے آؤ گا لیکن مہمان نوازی تجھے کرنی پڑے ہماری) زیان موبائل کے
اس طرف وجود سے ہنس کر بات کر رہا تھا جیسے دونوں بہت ہی گہرے

دوست ہوں ابھی زیان کوئی اور بات کرتا جب اپنے اوپر گہری نظریں
محسوس کرتا اس نے اپنا چہرہ اٹھا کر اوپر کیا تھا۔۔۔ کنزہ کو اپنی طرف
دیوانوں کی طرح تکتا پا کر اس کے دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بے
تاب تھا۔۔۔۔۔ وہ آج خود اس کے کمرے میں آئی تھی پچھلی بار اس
نے بشری بیگم سے کہہ کر بلوایا تھا لیکن اس بار وہ خود آئی تھی اور اس کا
اس طرح دیکھنا زیان کو بہت سی خوش فہمیوں میں مبتلا کر رہا تھا۔۔۔۔۔
آچھایار میں تیرے نال بعد اچ گل کریساں۔۔۔۔۔ (آچھایار میں تجھ سے
بعد میں بات کروں گا) زیان کنزہ کی گرے خوبصورت آنکھوں میں
دیکھتا جلدی سے فون کاٹ گیا تھا۔۔۔۔۔ کنزہ ابھی تک اسے بغیر پلک
جھپکائے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

اس کا اس طرح دیکھنا زیان کو کچھ عجیب لگا تھا۔۔۔۔۔ اس لیے وہ دو
قدم آگے ہوتا ڈکے بالکل نزدیک ہوا تھا۔۔۔۔۔ کنزہ جو اسے ہی دیکھ رہی

تھی اس کی زرا سے مومنٹ سے وہ ہوش کی دنیا میں آئی تھی اور اس کی
مردانہ خوشبو اور اس کے مہک کی خوشبو اسے اپنے

حواسوں پہ چھاتی ہوئی معلوم ہوئی تھی۔۔۔۔۔

آپ کو سرائیکی بھی بولنی آتی ہیں۔۔۔ کنزہ اس کو اپنے اتنے نزدیک دیکھ
کر جلدی سے سوال پوچھ بیٹھی۔۔۔ اس نے جس طرح اپنی آنکھیں
ٹپٹپا کر سوال پوچھا تھا۔۔۔ زیان کو اتنی خوبصورت لگی تھی کہ اس کا دل
کر رہا تھا اس کی آنکھوں پہ اپنی لب رکھ کر انہیں خراج تحسین پیش
کریں اور اسے بتائے اس کی آنکھیں دنیا کی سب سے خوبصورت
آنکھیں ہیں۔۔۔۔۔

اگر میں بول رہا تھا تو مجھے آتی ہی ہوگی کیوں تمہیں پسند ہیں۔۔۔۔۔ زیان
اس کے اور نزدیک ہوتا جس سے کنزہ ایک قدم پیچھے ہوئی تھی بڑے

پیار سے بولا تھا لیکن سیدھا جواب ابھی بھی نہیں دیا تھا۔۔۔ اس کے جواب دینے پہ اور سوال کرنے پہ کنزہ نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔ تمہیں آتی ہیں سرانیکی بولنی۔۔۔ ایک اور سوال جا پہ کنزہ نے اپنا نچلے لب بچوں کی طرح باہر نکال کر جلدی سے ناں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔ اس کا یہ ایکٹ زیان کو بے حد ہی پیارا لگا تھا اس نے کنزہ کی طرف ایک اور قدم بڑھایا جس کی وجہ سے وہ اپنے دو چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ تمہیں سیکھنی ہیں مجھ سے۔۔۔۔۔ زیان اس کی طرف قدم اٹھاتا ہوا بولا تھا اب کنزہ کے ایک قدم اٹھانے کی وجہ سے وہ دیوار کے ساتھ لگی تھی اس کی بات پر اس نے زور شور سے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔ اس سے پہلے میرے ایک سوال کا جواب دوں۔۔۔ زیان اس کے دونوں طرف ہاتھ رکھتا اس کے چہرے کے نزدیک اپنا چہرہ کرتا جس

سے اس کی گرم سانسیں کنزہ کے چہرے پہ پڑ رہی تھی۔۔۔ اتنی
نزدیکی پہ اس کے گال تپ کر لال ہوئے تھے۔۔۔

اس کے گال لال ہونے کی وجہ سے اس کے رخسار پر تل پوری آب
و تاب سے چمک رہا تھا اس کا تل دیکھتے ہی زیان کے گلے میں گلٹی ابھر کر
معدوم ہوئی تھی۔۔۔ اس کے سوال پر کنزہ نے نا سمجھی میں اسے دیکھا
تھا۔۔۔

تم نے مجھے یاد کیا ان چار دنوں میں۔۔۔ زیان اس کی گرے آنکھوں
میں دیکھتا ایک امید سے سوال کر رہا تھا جب کہ کنزہ آنکھوں میں حیرت
لے کر اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ کیوں یاد کرنے لگی اسے۔۔۔

میں کیوں یاد کروں گی آپ کو یاد تو انہیں کرتے ہیں جو آپ کے دل میں
رہتے ہوں۔۔۔ کنزہ زیان کے سینے پہ ہاتھ رکھتی اسے پیچھے کی طرف
دھکیلتی ہوئی بولی تھی۔۔۔ اس کی گرفت ڈھیلی تھی جس کی وجہ سے

وہ پیچھے ہو گیا تھا۔۔۔ ورنہ کنزہ میں کہاں اتنی طاقت تھی کہ وہ اسے پیچھے کر پاتی۔۔۔۔۔ تیرے دل وچ لوک ہزاراں ہن۔

زیان اس کی آنکھوں میں دیکھتا بس ہک میں مسکین ڈی جھا کوئی نی دکھی لہجے میں یہ شعر پڑھ رہا تھا۔۔۔ اسے تکلیف ہوئی تھی کنزہ کے اس طرح بولنے پہ وہ اسے ان چار دنوں میں ایک بار بھی یاد نہیں آیا تھا۔۔۔۔۔ کنزہ کو سمجھ آگئی تھی اس شعر کی لیکن وہ خاموش ہی رہی تھی۔۔۔۔۔

کیا کرنے آئی تھی میرے کمرے میں اور تمہیں کی نے سکھایا نہیں کہ نوک کر کے آتے ہیں۔۔۔۔۔ کنزہ کو خاموش دیکھ کر زیان غصے سے غرایا تھا۔۔۔۔۔

کنزہ تو بس اس کا بدلتہ روپ دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ۔۔۔ میں وہ آپ کو سب نیچے بلارہے ہیں۔۔۔۔ کنزہ اٹک کر بولتی
زیان کو اپنی طرف گھورتا پا کر جلدی سے بولی تھی۔۔۔ کہیں پچھلی بار
کی طرح اس بار بھی وہ ٹوک نہ دے۔۔۔۔ اس کی بات سنتے ہی اس کا
دماغ بھک سے اڑا تھا۔۔۔۔ سب کو نیچے یہی ملی تھی اس کے کمرے میں
بھیجنے کے لیے۔۔۔ وہ آتی ہیں اور اس کے جذبات بھڑکا کر چلی جاتی ہیں
پیچھے تو اسے ہی پوری رات کاٹوں پہ گزارنی پڑتی ہیں۔۔۔۔

یہ آخری اور پہلی بار تھا تم میرے کمرے میں آئی آج کے بعد تمہیں
کوئی بھی کہے میرے کمرے میں آنے کے لیے تم نے نہیں آنا کسی اور
کو بھیج دینا یا فون کر دینا۔۔۔ اب جاسکتی ہوں۔۔۔ زیان اونچی آواز میں
بولتا منہ پھیر گیا تھا۔۔۔ اس کی آواز اونچی تھی لیکن اس کے
لہجے میں غصہ نہیں تھا۔۔۔۔

اس کی بات سنتے ہی کنزہ جلدی سے اس کے کمرے سے نکلی تھی۔۔۔۔

اس کے جاتے ہی زیان نے شوپیس اٹھا کر نیچے دے مارا تھا۔۔۔

اسے خود سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اسے کیا چاہیے۔۔۔ وہ اس بات پہ
بھڑک رہا تھا کہ کنزہ نے اسے ان چار دنوں میں ایک پل بھی یاد نہیں کیا
۔۔۔ لیکن اسے کیا پتا کنزہ کے دماغ میں چار دن وہی گھومتا رہا
ہیں۔۔۔۔۔

اس وقت رات کے گیارہ بج رہے تھے جب ضارب فجر کے کمرے
میں داخل ہوا تھا صدف شکر تھا کہ فجر نے آج دروازہ لاک نہیں کیا تھا
۔۔۔ وہ کبھی کبھار دروازہ لاک کرنا بھول جاتی تھی۔۔۔۔۔
سب اس وقت اپنے کمروں میں سو رہے تھے آج کنزہ کو گھر ضارب
چھوڑنے گیا تھا۔۔۔۔۔ زیان کھانا کھاتا جلدی سے اپنے کمرے میں چلا گیا
تھا۔۔۔ غصے میں اسے یاد بھی نہیں رہا تھا کہ کنزہ کو گھر چھوڑنے وہ بھی تو
جو سکتا ہیں۔۔۔۔۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی ضارب کی نظر فجر پر پڑی تھی جو دنیا جہاں
سے بیگانی سکون سے سو رہی تھی۔۔۔۔ اس وقت کمرے میں صرف
لیمپ کی مدھم روشنی تھی۔۔۔ اس نے اپنے اوپر بلا نکت بھی نہیں ڈالا
ہوا تھا۔۔۔ کتابیں اس کے چاروں طرف بکھری پڑی تھی۔۔۔ وہ
پڑھتیں ہوئے سو گئی تھی شاہد اس لیے اسے دروازہ بند کرنا یاد نہیں رہا

ضارب اس کے پاس جاتا ساری کتابیں سمیت کرا نہیں ایک سائیڈ پر
رکھتا اس کے پاس جا بیٹھا تھا۔۔۔

اس کی طرف دیکھتے ہی ضارب کی آنکھوں میں خمار کی سرخی چھائی
تھی۔۔۔

وہ اس وقت وائٹ کلر کے نائٹ سوت میں ملبوس تھی۔۔۔ جس کے
اوپری دو بٹن کھلے ہونے کی وجہ سے اس کی بدن کی رعنائیاں اپنی جھلک
دکھا رہی تھی۔۔۔

[illegible]

اپنے لب رکھتا وہ نیچے کی طرف آیا تھا۔۔ اس کی گردن چومتا وہ اس کی شرٹ کا تیسرا بٹن بھی کھول کر اس کے ڈھرکنوں کے مقام پہ اپنے لب رکھ گیا تھا۔۔۔۔۔ اپنے بدن پہ کسی کا لمس محسوس کر کے فجر کی آنکھ

کھل گئی۔۔۔ اس طرح ضارب کو اپنی ڈھرکنوں پہ جھکا دیکھ وہ شرم سے سرخ پڑی تھی۔۔۔ ابھی وہ اپنے ہاتھوں سے ضارب کو پیچھے کرتی جب ضارب دونوں ہاتھ اس کے لاک کر گیا تھا اپنی ہاتھوں سے۔۔۔

اسے اس کی ٹھوڑی سے حرکت سے ہی محسوس ہو گیا تھا وہ جاگ گی نہیں
۔۔۔ اس سے پہلے وہ کوئی مزاحمت کرتی یا اپنے بڑے ناخنوں سے اس
کی گردن سرخ کرتی وہ جلدی سے اس کے ہاتھوں کو اپنی قید میں لے
گیا تھا۔۔۔ وہ وقت مکمل طور پر فجر پہ سایہ فگن ہوا تھا۔۔۔ فجر کی
مزاحمت کرتی ٹانگوں کو وہ اپنی ٹانگوں سے لاک کر گیا تھا۔۔۔ سارا وزن
فجر کے اوپر ہونے کی وجہ سے وہ اب ہل بھی نہیں پار ہی تھی۔۔۔
ضارب اس کی شرٹ کو چوتھا بٹن بھی کھول چکا تھا۔۔۔ وہ اب فجر کے
ہاتھوں کو چھوڑ کر اپنے دنوں ہاتھوں کو فجر کی شرٹ کے اندر کر گیا تھا
۔۔۔ فجر جو ابھی اپنے ہوتھ اس کو روکنے کے لیے اٹھا رہی تھی اس کی
اس حرکت پہ وہ سٹل ہوئی تھی۔۔۔

وہ اس کی بند ہوتی سانسیں محسوس کرتا ایک ہی پل میں اسے کمر سے سختی سے پکڑتا اپنے اوپر کر گیا تھا۔۔۔۔۔

فجر کی شرٹ کے بٹن کھلے ہونے کی وجہ سے اس کے ڈھڑکنوں سے نیچے کے مقام تک اس کا قیامت خیز بدن نظر آ رہا تھا۔۔۔

ضارب کا ایک ہاتھ سے اس کو پیٹ کو اور دوسرا ہاتھ اس کی کمر پہ تھا۔۔۔ جو کمر پہ کم اس سے نیچے زیادہ جا رہا تھا۔۔۔۔۔

اتنی بے باکی اور بے شرمی پہ فجر کانوں کی لوں تک سرخ پڑی تھی۔۔۔۔۔

اس میں کچھ بھی بولنے کی ہمت نہیں رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کا دل کر رہا تھا خود کا سردیوار میں مارے جو دروازہ بند کرنا بھول گئی تھی۔۔۔۔۔

اس کا ہاتھ اپنے پیٹ کے نیچے محسوس کرتی وہ ایک ہی جھٹکے سے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

ضارب کی ہی گرفت اس پہ ڈھیلی پڑ گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ تو صرف اس میں
ہی کھویا ہوا تھا۔۔۔۔۔ آپ۔۔۔ میں زرا شرم نہیں ہیں ایسا کون کرتا ہیں
کسی کے ساتھ۔۔۔۔۔ فجر اپنے شرٹ کے بٹنوں پہ ہاتھ رکھتی اس کی
طرف دیکھتی غرائی تھی۔۔۔ اس کے اس طرح غرانے پہ ضارب نے
نار مل انداز میں آئبر واچکا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔ جسے شاہد ہر
تھوڑی دیر میں جن ہوتے تھے۔۔۔۔۔ وہ اس وقت بپھری ہوئی شیرنی
لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

پہلی بات میں نے کسی کے ساتھ بھی کچھ نہیں میں نے صرف اپنی بیوی
کے ساتھ کیا ہیں جو بھی کیا ہیں۔ اور دوسری بات تمہیں میں نے اس
رات بھی کہا تھا کہ میچنگ کیا کروں آج بھی تم نے میچنگ نہیں کی لگتا
ہیں تمہارے پاس اپنے کپڑوں کے ساتھ کی میچنگ کو لیکشن نہیں ہیں
اگر نہیں ہیں تو ہم کل شاپنگ پہ چل کر لے سکتے ہیں۔۔۔۔۔ اگر تمہیں

نہیں آنا تو تم صرف اپنا سائز بتادوں میں ہر کلمہ میں لے آؤ

گا۔۔۔۔۔ ضارب اس کی بلیک سٹریپ دیکھتا بے باکی سے بولا تھا۔۔۔

جیسے اس سے زیادہ دنیا میں اور کوئی اہم بات نہ ہوں۔۔۔۔۔ اس کی بات

پر پہلے تو فجر نے نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا پھر اس کی نظروں کے تعاقب

میں دیکھتی وہ گردن تک سرخ پڑی تھی۔۔۔ اس کی باتیں سن کر اس کا

دل کر رہا تھا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔۔۔ آپ۔۔۔۔۔ مجھ

۔۔۔۔۔ سے۔۔۔ ایسی

۔۔۔ باتیں۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔ کر سکتے۔۔۔ ابھی۔۔۔ ہماری

۔۔۔۔۔ رخصتی۔۔۔ نہیں۔۔۔ ہوئی۔۔۔ فجر اپنا دوسرا ہاتھ بھی اپنے

سینے پہ رکھتی ایک ایک لفظ کر کے بولی تھی۔۔۔ جب کے رخصتی کی بات

پر ضارب نے اسے جن نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

اس کا دل کر رہا تھا اپنی زبان کاٹ دیں۔۔۔۔۔ جو کبھی بھی بند ہوئی تھی
۔۔۔ ہر وقت اسے اپنی زبان کی وجہ سے ہی کچھ نہ کچھ سہنا پڑتا تھا۔۔ اور
آج ضارب اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ اسے لگ رہا تھا
کہ اس کے ساتھ کچھ غلط ہونے والا ہیں اور وہ بھی بہت برے طریقے
سے۔۔۔۔۔

میں تو رخصتی سے پہلے تمہاری روح میں اترنا چاہتا ہوں اور تم کہتی ہوں
کہ میں تم سے ایسی باتیں بھی نہ کروں۔۔۔۔۔ ضارب اسے کمر سے پکڑتا
اپنے نیچے کرتا بے باکی سے بولتا اس کے لبوں پہ جھک گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ
اس کے لبوں پہ جھکتا اپنی شدتیں نچھاور کرتا اس کے بالائی لب پہ اپنے
ڈانٹ گاڑھتا اس کے چہرے کی ایک ایک نقوش کو وہ پیارا اپنے لبوں
سے چھو رہا تھا۔۔۔ اس کی بلیک بئیر ڈکی چھن فجر کے جسم میں سپارک
پیدا کر رہی تھی۔۔۔ آپ پلیر دور ہو جائے مجھے ابھی آپ کے ساتھ اپنا

رشتہ مکمل نہیں کرنا۔۔۔ فجر اس کے ڈااٹ اپنی ڈھڑکنوں کے مقام
پر محسوس کرتی آرام سے بولی تھی۔۔۔ اس نے بد تمیزی نہیں کی تھی
۔۔ کیا پتا اس کے بد تمیزی کرنے پہ وہ
اس سے بھی زیادہ بڑھ سکتا تھا۔۔۔

میں تو چاہتا ہوں کہ ہم اپنا رشتہ مکمل کر لیتے ہیں اور جلدی سے حور اور
دعا کو پھوپھو بنا دیتے ہیں۔۔۔۔ تم نے دیکھا نہیں حور آج کتنی خوش ہو
رہی تھی میرے بچوں کا ذکر سن کر اور ویسے بھی نیک کام میں دیری
کیسی۔۔۔

ضارب اس کے شرٹ کے آخری دو بٹن کھولتا بے باکی سے بولا تھا
۔۔۔ اب اس کا دودھ جیسا سفید بدن دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں خمار
کی سرخی بڑھی تھی۔۔۔۔ فجر نے جلدی سے خود کو کور کرنے کے لیے

اپنے اوپر ہاتھ رکھنے چاہیے لیکن وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ایک ہاتھ میں قید کر تابیدے ساتھ پن کر گیا تھا۔۔۔

مجھے۔۔۔ ابھی۔۔۔ ڈاکٹر۔۔۔ بننا۔۔۔ ہیں۔۔۔ فجر شرم سے اٹک

اٹک کر بولی تھی۔۔۔ اس کو آج ضارب کے ارادے ٹھیک نہیں لگ

رہے تھے۔۔۔ اس لیے اس نے ایک چھوٹی سی کوشش اور کی

تھی۔۔۔ اس کی بات پہ ضارب کا برجستہ قہقہہ گونجا تھا۔۔۔

اس کے ہوں ہنسنے پہ فجر نے اپنا نچل لب دانتوں تلے دبایا تھا

۔۔۔ اسے آج اپنی بے بسی کا احساس اچھی طرح ہوا تھا۔۔۔ وہ جوہر

کسی کے سامنے بوسی گرل بنی پھرتی تھی۔۔۔ آج خود کو بہت زیادہ

کمزور محسوس کر رہی تھی۔۔۔

میرا نور ایسی بہت سی لڑکیاں ہیں جو شادی یا ماں بننے کے بعد ایم بی بی

ایس کی ڈگریاں لیتی ہیں اور تمہیں تو فخر ہونا چاہیے کہ ہمارے بچے بھی

تمہیں ڈاکٹر بنتا دیکھے گے۔۔۔۔۔ضارب اس کے بلی بوٹم پہ لب رکھتا
اسے پل میں بوکھلا گیا تھا۔۔۔۔۔

بچے۔۔۔۔۔فجر شرم سے دوہری پڑتی صرف ایک لفظ کی سرگوشی کی
تھی۔۔۔۔۔اس کی سرگوشی اتنی ضرور تھی کہ ضارب تک پہنچ گئی
تھی۔۔۔۔۔

ہاں بچے اب جتنا پیار میں تم سے کرتا ہوں اور جتنا پر یکٹلی میں کر کے
دکھاؤں گا اس سے اب ایک بچہ تو نہیں ہو گا جڑواں بچے ہو گے
۔۔۔۔۔اگر ایک بچہ ہوا تو میں اپنے بچوں کو کیا منہ دکھاؤں گا کہ اس ان
کے پاپا نے اتنی محنت بھی نہیں کی کہ ہم دودو کر کے اس دنیا میں آسکتے
۔۔۔۔۔ضارب ایک ہاتھ اس کی ڈھڑکنوں کے مقام پہ رکھتا دوسرے
ہاتھ سے اس کے لبوں کو سہلاتا بڑے سنجیدہ آواز میں بولا تھا۔۔۔۔۔جب
کہ اس کی بات سنتی فجر اسے منہ کھولے دیکھ رہی تھی جس نے اتنی

آگے کی پلاننگ بھی کر دی تھی۔۔۔۔ اس لیے کوئی اور بہانا بناؤ یہ اب
بہانے تمہارے میرے آگے فیل ہیں۔۔۔ ضارب اس کے کھلے منہ
سے اس کی زبان پر اپنے ڈانٹ گاڑھتا شیر لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔
سب۔۔۔ گھر والے کیا کہیں گے۔۔۔ ضارب نے ایک اور چھوٹی سے
کوشش کی تھی۔۔۔۔

اس وقت وہ ضارب کے نیچے بالکل دب چکی تھی۔۔۔ ضارب نے اپنا
وزن اس پر ڈالا ہوا نہیں تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے وہ ریلیکس انداز میں
پڑی تھی۔۔۔ ضارب کو اس وقت فجر کے چہرے پہ اپنی قربت کے
رنگ اتنے پیارے لگ رہے تھے۔۔۔ کہ کا دل کر رہا تھا وہ سب ساری
دنیا کو اپنے ذہن سے نکال کر اس میں سما جائے۔۔۔۔ لیکن وہ ابھی اتنی
ذمہ داری فجر پہ نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔۔۔ وہ تو بس اسے ڈرا رہا تھا۔۔۔۔
کچھ بھی نہیں کہیں گے ہمارے گھر والے ہمارا نکاح ہو گیا ہیں یہ رخصتی

تو بس ایک دنیاوی چونچہ ہیں۔۔ نکاح ہمارا ہو گیا ہیں اب تم میری
ملکیت ہوں میں چاہیے تمہارے ساتھ کچھ بھی کروں۔۔۔۔ بیوی ہوں
میری۔۔۔۔

ضارب اس کے لبوں پہ اپنے لب رکھتا پیار سے بولا تھا۔۔۔۔ اس کے
لہجے میں غرور چھپا ہوا تھا۔۔۔۔ فجر اس کی ملکیت تھی اب اس کی بیوی
تھی۔۔۔۔ اس کا حق تھا اس پہ۔۔۔۔ اگر وہ اس کے ساتھ اپنا رشتہ مکمل
کر بھی کیتا تو کسی نے کچھ نہیں کہنا تھا۔۔۔۔

اس کی بات سن کر فجر کے چہرے اور سبز آنکھوں میں خوف کے سائے
لہرائے تھے۔۔۔۔ خوف کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں آنسوؤں نے
اپنی جھلک دکھائی تھی۔۔۔۔ اس کی سبز آنکھوں میں آنسو اتنے پیارے
لگ رہے تھے

کہ ضارب اس کے آنسوؤں کو بہنے سے پہلے ہی اپنے لب اس کی
آنکھوں پہ رکھتا اس کے آنکھوں میں سارا پانی پی گیا تھا۔۔۔۔۔ جب کہ
فجر اس کی اس حرکت پر اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ ایسی بھی
حرکت کر سکتا ہیں۔۔۔۔۔

حالانکہ وہ بہت ہی زیادہ نفاست پسند ہیں۔۔۔۔۔

اب میں ایک ہی ثرت پہ یہاں سے جاسکتا ہوں اگر تم مجھے ایک کس
دونگی اور وہ بھی یہاں پر۔۔۔۔۔ فجر اس پر اپنا سارا وزن ڈالتا اپنے سینے پہ
اشارہ کرتا ہوا بولا تھا۔۔۔۔۔

اس کی بات پر فجر نے جلدی سے ناں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔

چلو جیسی تمہاری مرضی لگتا ہیں تم بھی یہی چاہتی ہوں کہ ہم دونوں کا
رشتہ مکمل ہو جائے۔۔۔۔۔ ضارب اپنی ثرت کے بٹن کھولتا بے شرمی
سے بولا تھا۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔ اسے شرٹ اتارتا دیکھ فجر جلدی سے اس کے سینے پہ اپنے
لب رکھ گئی تھی۔۔۔۔۔ اتنی جلدی فجر کے ماننے پہ ضارب کا دل
پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بے تاب تھا۔۔۔ اس کی آنکھیں چمکی تھی
۔۔۔ اسے اب تک کا خوبصورت احساس ہوا تھا۔۔۔ اب میری باری
۔۔۔ اس کے لب پیچھے کرنے پہ وہ ہوش میں آتا ایک بار پھر اس کی
ڈھڑکنوں کے مقام پہ اپنی سوغاتیں چھوڑتا پیچھے ہوا تھا۔ ابھی فجر لمبے
لمبے سانس بھرتی خود کو پرسکون ہی کر رہی تھی جب وہ اس کے لبوں کو
اپنی

گرفت میں لے گیا تھا۔۔۔۔۔ وہاں پہ اپنی من مانیاں کرتا پیچھے ہوا تھا

۔۔۔

میٹھا کھایا کرو بہت ہی کڑوا ذائقہ ہوتا جا رہا ہیں دن بدن تمہارے ان
لبوں کا۔۔۔ ضارب ایک ہی جسٹ میں اس کے اوپر سے اترتا اسے جلاتا
باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔

اگر وہ دومانٹ بھی اور رہتا تو فجر کے بدن سے اٹھتی گلاب کی خوشبو اس
سے کچھ بھی کروا سکتی تھی۔۔۔ اس نے اپنے آپ پر اے قابو کھودینا تھا
۔۔۔ جب کے ضارب کی آخری بات فجر نے نہیں سنی تھی

اگر سن لیتی تو ضرور اس کا جواب دیتی۔۔۔ اس وقت وہ لمبے لمبے سانس
لیتی خود کو نارمل کر رہی تھی۔۔۔۔

ابھی ضارب باہر نکلا ہی تھا کہ اس کی زوردار ٹکڑ کسی وجود سے ہوئی
تھی۔۔۔۔ وہ خود بھی ایک اچھی جسامت کا مالک تھا لیکن سامنے والا اس
کا بھی باپ تھا۔۔۔ وہ ایک ہی پل میں پہچان گیا تھا کہ کون ہیں

باہر۔۔۔ سالے تجھے سکون نہیں ہیں اپنے کمرے میں یا تو نے چڑیل بن

کر رات کو اس پوری حویلی کا چکر لگانا ہوتا ہیں۔۔۔۔۔ ضارب اس کی سبز آنکھوں میں دیکھتا ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا۔۔۔۔۔

اس سے پہلے زیان کچھ بولتا وہ خود ہی بول پڑا تھا۔۔۔۔۔ اب وہ اتنا مزے کا فخر کے لبوں کا ذائقہ چکھ کر آیا تھا اب زیان سے اس کا بات کرنے کا کوئی موڈ نہیں تھا۔۔۔۔۔ لیکن اگر وہ کوئی بات نہ کرتا تو زیان اسے کبھی بھی نہ جانے دیتا۔۔۔۔۔

مجھے کوئی شوق نہیں حویلی میں گھومنے کا لیکن تجھے مار کھانے کا شوق آج کل سر چڑھا ہوا ہیں۔۔۔۔۔ ضارب اس کے ناک پہ مکہ مارتا ہوا بولا تھا۔۔۔۔۔ وہ آج پھر اسے فخر کے کمرے سے نکلتے ہوئے دیکھ کر غصہ میں آیا تھا۔۔۔۔۔

اور تو مجھے کیوں مارے گا۔۔۔۔۔ ضارب اپنے ناک پہ رکھتا چہرے پہ مصنوعی معصومیت لاتا ہوا بولا تھا۔۔۔۔۔ وہ چاہتا تو جوابی کاروائی کر سکتا تھا

لیکن اس کا ابھی کوئی موڈ نہیں تھا اس کے ساتھ لڑنے کا۔۔۔ کیونکہ
آج کل تیری بے غیرتیاں عروج پر ہیں۔۔۔ اگر میری جگہ کوئی اور
تجھے فجر کے کمرے سے نکلتا دیکھ لیتا تو نا جانے کیا سوچتا۔۔۔ ضارب
اسے فجر کے کمرے سے تھوڑا دور لاتا غصے سے بولا تھا۔۔۔

وہ اس وقت حور کے پاس جا رہا تھا کنزہ کا پوچھنے اسے آج کون چھوڑنے
گیا ہیں۔۔۔ اسے خود پہ بہت غصہ تھا جو اپنے غصے کی وجہ سے اس سے
غافل ہو جاتا تھا۔۔۔ میری بے غیرتیاں عروج پر نہیں بس توں مجھے
دیکھ کر جل رہا ہیں۔۔۔ توں شادی کر لے تجھے صرف اب رومانس کی
شدید ضرورت ہیں۔۔۔ تیرے اس غصے کا علاج اب ڈاکٹروں کے پاس
بھی نہیں۔۔۔۔۔ ضارب اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتا بڑے
دوستانہ لہجے میں بولا تھا۔۔۔

دفعہ ہو جا یہاں سے۔ ح۔۔۔ ر۔۔۔ ا۔۔۔ م۔۔۔ ز۔۔۔ ا۔۔۔ د۔۔۔ ے

۔۔ ضارب اس کا ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹاتا اونچی آواز میں غرایا تھا

۔۔۔ اس کے چہرے پہ لعنت دیتا وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔ اس کے

جاتے ہی ضارب قہقہہ لگاتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔

کایان جو حور کے لیے دھیر ساری چاکلیٹ اور بہت ہی خوبصورت گفٹ

لے کر آیا تھا۔۔۔ اب وہ اسے دینے کے لیے اس کے پاس جا رہا تھا

۔۔۔ کب سے اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ اسے اپنے پاس بٹھا کر اس کی

معصوم معصوم باتیں سنیں۔۔۔

وہ جتنا بھی بڑی تھا لیکن اس نے حور کے لیے یہ سب لینے کے لیے اس

نے بڑی مشکل سے ٹائم نکالا تھا۔۔۔ ٹائم نکالنا کوئی مشکل نہیں ہوتا

بس آپ کے دل میں اہمیت کتنی یہ چیز زیادہ اہم ہوتی ہیں۔۔۔۔

وہ ابھی اس کے کمرے میں جا ہی رہا تھا جب اسے کسی کی سسکیوں کی
آواز سنائی دی تھی۔۔۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو حور اپنی گہری سبز
آنکھوں کو رگڑ رگڑ کر صاف کر رہی تھی اس کو اس طرح روتا دیکھ کر
اس کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔

وہ ایک ہی جسٹ میں اس تک پہنچتا سارا سامان سامنے پڑی ٹیبل پر رکھتا
اس کے پاس جا کر بیٹھا تھا۔۔۔ اس کے پاس بیٹھنے کی وجہ سے حور نے
اپنی آنکھوں سے ہاتھ ہٹا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔ اس کے دیکھنے کا سٹائل
اتنا پیارا تھا کہ کایان کے گلے میں گلی ابھر

کر معدوم ہوئی تھی۔۔۔ وہ اپنی سبز نگینوں جیسی آنکھوں میں نمی
لیے اپنا نچہ لب بچوں کی طرح باہر نکالے۔۔۔ اس کی چھوٹی سی ناک
سرخ ہو چکی تھی۔۔۔ وہ اس وقت اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ کایان کا دل
کیا اسے ساری دنیا سے کہیں دور لے جائے۔۔۔

کیا ہوا ہیں میرے بچے کو۔۔۔ کیوں رو رہا ہیں گندابچہ۔۔۔۔۔ کایان اس کا چہرہ اپنے رومال سے صاف کرتا پیار سے بولا تھا۔۔۔ جبکہ اس کے پوچھنے پہ حور نے ناں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔

مجھے نہیں بتائے گا میرا گندابچہ۔۔۔ اچھا نا بتائے تو پھر جو میں یہ چاکلیٹ اور گفٹ لایا ہوں وہ میں کسی اور کو دے دوں گا۔۔۔۔۔ کایان بیگنز کی طرف اشارہ کرتا جس میں سامان تھا جو وہ حور کے لیے لایا تھا۔۔۔۔۔ اس سامان کو دیکھتے ہی حور نے جلدی سے ناں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔ وہ کیسے چاکلیٹ کو خود سے دور جانے دے سکتی ہیں۔۔۔۔۔ اس کی اتنی جلد بازی پہ کایان نے اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی۔۔۔۔۔

تو پھر بتاؤ جلدی سے میرے گندہ بچے کیوں رو رہا تھا۔۔۔۔۔ رونے سے میرے بچے کی اتنی پیاری آنکھیں گندی لگ رہی ہیں۔۔۔۔۔ کایان اس کے بال کان کے پیچھے کرتا محبت سے بولا تھا۔۔۔۔۔ وہ ایسے ٹریٹ کر رہا تھا

حور کو جیسے سچ میں وہ کوئی پانچ سال کی بچی ہوں۔۔۔ کسی نے کچھ نہیں
کہا۔۔۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔ پہلے فجر آپنی سمجھاتی تھی اب وہ
مجھ سے ناراض تھی اس لیے مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہا تو میں رورہی
تھی۔۔۔ حور سو سوں کرتی کتاب کی طرف اشارہ کرتی ہوئی بولی
تھی۔۔۔

اگر فجر ناراض تھی میرے بچے سے تو میرا بچہ سوری بول دیتا اور یہ
ٹاپک جا کر سمجھ لیتا۔۔۔ کایان اس کی بک اپنی گود میں اٹھاتا اسے پیار
سے سمجھا رہا تھا۔۔۔ فجر کی کلاس وہ بعد میں لینے کا ارادہ رکھتا تھا
جو بات بات پہ ناراض ہو جاتی تھی۔۔۔

میں کیوں بولتی سوری انہوں نے مجھے ڈانتا تھا وہ بھی ضارب بھائی کے
سامنے۔۔۔ اب میں یہ چاکلیٹ لے لوں۔۔۔ پہلی بات پہ حور ناک

سکوڑ کر بولتی فجر کی شکایت لگا رہی تھی۔۔۔ اور پھر جلدی سے لگے ہاتھ
چاکلیٹ بھی مانگ لی تھی۔۔۔۔

ایسی کون سی غلطی کر دی ہیں میرے بچے نے جو فجر نے ڈانتا ہیں
۔۔۔ کایان چاکلیٹ کا سارا بھیک اٹھا کر اس کی گود میں رکھتا بالکل اس کی
طرح ہی پوچھ رہا تھا۔۔۔ حور کایان کو ہاتھ سے دو منٹ صبر کرنے کا
اشارہ کرتی بیگ سے چاکلیٹ نکالتی اسے کھول کر کھانا شروع کر چکی
تھی۔۔۔۔

کایان بس اس کو دیکھ کر رہ گیا تھا جو چاکلیٹ ملتے ہی سب کچھ بھول
جاتی تھی۔۔۔۔

حور کایان کو اپنے فجر اور ضارب کے درمیان ہوئی تمام باتیں بتا رہی اور
ساتھ چاکلیٹ بھی کھا رہی تھی۔۔۔ اب آپ ہی بتائیں میں نے کیا غلط بات
کی تھی بس ایک کیوٹ سا بے بی ہی تو مانگا تھا فجر آپ سے صرف یہ کہا تھا

نہ کہ وہ مجھے پھپھو بنادے پلس ماسی بھی۔۔۔۔۔ حور چاکلیٹ کھاتی
کیوٹ طریقے سے بول رہی تھی۔۔۔۔۔ پھر فجر سے ایک اور رشتہ یاد
آنے پہ جلدی سے بولی تھی۔۔۔۔۔ کا بیان تو بس ڈھرکتے دل سے اس کی
باتیں سن رہا تھا جو وہ اتنے پیارے طریقے سے بتا رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کا
انداز خالص بیویوں والا تھا۔۔۔۔۔ جیسے بیوی اپنے شوہر سے اس کی بہن کی
شکایت لگاتی ہیں۔۔۔۔۔

کچھ بھی غلط نہیں کہا میرے بچے نے اگر فجر تمہیں کہہ دیتی کہ مجھے
بھی پھپھو بننا ہیں پھر تم کہاں سے لاتی بے بی اپنا۔۔۔ کایان حور کی سبز
آنکھوں میں دیکھتا پوچھ رہا تھا۔۔۔ اس کی بات پہ حور کی آنکھوں میں
الجھن کے آثار واضح نظر آرہے تھے۔۔۔

میں کیوں پھپھو بناؤ گی انہیں میرے بچے ہو گے تو وہ خالہ بنے گی
 ---حور کا این کی عقل پہ ماتم کرتی اپنے ماتھے پہ ہاتھ مارتی کسی بڑی

دادی کی طرح بولی تھی۔۔۔۔۔ اس کے اس ایکٹ پہ کایان نے اپنی
مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔

یرے اور تمہارے بچے ہو گے تو فجر پھپھو ہی بنے گی نہ۔۔۔۔۔ کایان اس
کی آنکھوں میں الجھن دیکھتا معصومیت سے بولا تھا۔۔۔ کایان کے اس
طرح بولنے پہ حور کی آنکھوں میں الجھن بڑھی تھی۔۔۔۔۔

زیان جوا بھی حور کے پاس ہی آیا تھا کایان کو اتنا حور کے نزدیک دیکھ کر
وہ پہلو بدل کر رہ گیا تھا۔۔۔

رمانس کی مجھے ضرورت نہیں شاہ حویلی کے سب لڑکوں کو ہیں
۔۔۔۔۔ زیان کایان کو دیکھتا بس سوچ کر رہ گیا تھا۔۔۔ پہلے ضارب اور
اب یہ کایان۔۔۔

ابھی کایان یا حور میں سے کوئی بات کرتا جب کایان کی نظر زیان پر پڑی
تھی جو عصے سے لال ٹماٹر لگ رہا تھا۔۔۔ کایان حور کو کتاب دیتا اسے
ابھی واپس آنے کا کہتا زیان کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔

نظر رکھ رہا ہیں مجھ پہ توں۔۔۔ کایان زیان کے قریب آتا آئیر واچکا کر
بولا تھا۔۔۔ وہ جن نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا لگ تو یہی رہا تھا کہ وہ اس
پہ شک کر رہا ہیں۔۔۔ زیان اس کے بولنے پہ پہلو بدل کر رہ گیا تھا
۔۔۔۔ وہ اسے بولنے کا موقع دیے بغیر ہی اپنی سنائی جا رہے
تھے۔۔۔۔ جب کہ زیان کے دل و دماغ میں کایان کو لے کر ایک پل
کے لیے بھی شک پیدا نہیں ہوا تھا کہ وہ اس کی بہن کے ساتھ کچھ بھی
کر سکتا ہیں۔۔۔۔ اگر مجھے تم پر نظر ہی رکھنی ہوتی یا مجھے تم پر شک ہوتا تو

مینے تمہیں سیدھا اس حویلی سے ہی نکال دینا تھا۔۔۔ کہ میری بہن کے
ساتھ توں کوئی بد تمیزی کر سکتا ہیں۔۔۔ ایک کایان کو کسی پل چین
نہیں مل رہا تھا۔۔۔ اس کے سامنے بار بار کنزہ کا چہرہ گھوم رہا تھا جب وہ
دیوانوں کی طرح اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ اوپر سے ان سب لوگوں
نے اس کا دماغ خراب کیا ہوا تھا۔۔۔

تو پھر توں ایسے ایسے مجھے گھور گھور کر کیوں دیکھ رہا تھا۔۔۔ سب سے
اہم بات تجھے تو اپنے کمرے میں اس وقت آرام کرنا چاہیے تھا تو پھر توں
یہاں کیا کر رہا ہیں۔۔۔ کایان کو یقین تھا کہ زیان کبھی بھی اس پہ شک
نہیں کر سکتا کہ وہ حور کے ساتھ کچھ بھی کریں گا۔۔۔ زیان کو غصے میں
دیکھ کر اس نے اس کو مزید تنگ کرنا اپنا فرض سمجھا تھا۔۔۔

بکو اس نہ کر میں یہاں حور سے کنزہ کے بارے میں پوچھنے آیا تھا کہ وہ
خود گھر گی نہیں یا اسے کوئی چھوڑ آیا ہیں کیونکہ مجھے اس کی فکر ہو رہی ہیں
۔۔۔ زیان اس کی بات سنتا بھڑکا تھا

اسے سمجھ نہیں آرہی تھی وہ پاگل ہو گیا ہیں یا یہ سب مل کر اسے بنا [
رہے ہیں۔۔۔۔۔ کبھی ضارب تو کبھی کا یان۔۔۔۔۔ ایک پہلے ہی اس کا
دل و دماغ اس کے کنٹرول میں نہیں تھا باقی کا ان لوگوں نے خراب کیا
ہوا تھا۔۔۔

بڑی جلدی نہیں یاد آگئی تجھے کنزہ کی ضارب چھوڑ کر آیا تھا اسے
۔۔۔ کا یان اس کو دیکھتا نارمل انداز میں بولا تھا۔۔۔ جبکہ پہلے تو زیان کو
اس کے منہ سے کنزہ کا نام سننا اچھا نہیں لگا تھا۔۔۔ وہ کس حق سے اس
کا نام لے رہا تھا۔۔۔ اور دوسرا ضارب اس کو گھر چھوڑ کر آیا تھا یہ سوچ
کر اس کا دماغ پھٹ رہا تھا میں کہی مر گیا تھا جو تم لوگوں نے اس ضارب

کو بھیج دیا تھا۔۔۔۔۔ زیان اضطرابی میں اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتا
غصے سے ڈھاڑا تھا۔۔۔۔۔

توں ابھی سے کنزہ پہ شک کر رہا ہیں اور رہی بات ضارب کی تو وہ کسی
کے نکاح میں ہیں وہ مر کر بھی اس کے بارے میں ایسا نہیں سوچ سکتا
۔۔۔ کایان اس کا غصہ اور کنزہ کے لیے جنون دیکھتا نرم لہجے میں بولا تھا

وہ کوئی بھی ایسی بات کر کے اسے اور زیادہ غصہ نہیں دلانا چاہتا تھا۔۔۔
مجھے اگر کنزہ کی پاکیزگی پہ زرا بھی شک ہوتا تو میں اس کا ماضی دیکھتا
۔۔۔۔۔ مجھے تو وہ پہلی ہی نظر میں بہت پسند آئی تھی اور میں نے ایک
بار بھی اس پر شک نہیں کیا۔۔۔ وہ اتنی پاکیزہ ہیں کہ اس کے پاک
ہونے کا ثبوت اس کے چہرے پہ نور ہیں۔۔۔۔۔ بس وہ کسی نامحرم کے
ساتھ جائے یا اسے کوئی دیکھے مجھ سے یہ برداشت نہیں ہوتا۔۔۔۔۔

اور ضارب پہ بھی مجھے پورا یقین ہیں وہ۔۔۔ زیان کا یان کی نیلی
آنکھوں میں اپنی سبز آنکھیں گاڑھتا جنونی لہجے میں بولا تھا۔۔۔ اس
سے برداشت نہیں ہو رہا تھا کہ اسے کوئی اور دیکھے اگر وہ ضارب کی کسی
بات پہ مسکرائی ہوگی تو اس کے گالوں میں گرڑھوں پر بھی اس کی نظر
پڑی ہوگی۔۔۔

زیان بس یہی سوچتا پاگل ہو رہا تھا۔۔۔
محرم تو وہ تیری بھی نہیں ہیں جیسے ضارب کے لیے ہیں ویسے ہی تیرے
لیے بھی ہیں وہ۔۔۔۔۔ کا یان اس کا کنزہ کے لیے پاگل پن دیکھتا نرمی
سے اسے سمجھا رہا تھا۔۔۔

اگر وہ ایسا ہی رہا تو کنزہ اور باقی سب گھر والوں کے لیے مسئلہ ہو سکتا تھا

۔۔۔

اگر نہیں ہیں تو بن جائے گی بہت جلدی۔۔۔ زیان اس کی آنکھوں میں
دیکھتا غرور سے بولتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔

کایان تو بس اسے جاتا ہوا دیکھ کر رہ گیا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں ایک
درد تھا اور چہرے پہ تکلیف۔۔۔۔۔ اپنے دوست کو اس حالت میں دیکھ
اسے کچھ ہوا تھا۔۔۔ اس نے پہلے کب دیکھا تھا زیان کو اس حالت میں

وہ حور کے پاس واپس آتا بغیر کوئی بات کیے اسے اس کا ٹاپک آسان
لفظوں میں سمجھاتا جتنا اسے خو سمجھ آیا تھا۔۔۔۔۔ حور کو گڈ نائٹ بولتا وہ
اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔۔۔ اس کے جاتے ہی حور بھی سونے کے
لیے چلی گئی تھی۔۔۔ اس وقت صبح کے نو بج رہے تھے سب لوگ ناشتہ
کر کے اپنے اپنے کاموں میں بڑی تھے۔۔۔ آیان ابھی تک سو رہا تھا

-- دعا ایک کیس کے سلسلے میں کوٹ گئی تھی۔۔۔ ضارب نے فجر اور
حور کو کالج چھوڑ کر اپنے آفس جانا تھا۔۔۔

کایان بشری بیگم کے کہنے پہ کنزہ کو لینے گیا تھا۔۔۔ اس کا کوئی ارادہ
نہیں تھا جانے کا۔۔۔ اس نے تین سے چار مرتبہ زیان کو بھی فون کیا
تھا کہ وہ اسے بلا لے۔۔۔ اگر زیان کو پتا چلا کہ وہ لینے گیا تھا تو اس کی خیر
نہیں ہونی اس کے ہاتھوں۔۔۔

لیکن زیان نے ناہی نیچے آیا تھا اور ناہی اس نے فون اٹھایا تھا۔۔۔ اس
لیے مجبور اسے ہی جانا پڑا تھا۔۔۔ ابھی زیان باہر نکلا ہی تھا۔۔۔ جب
اسے گیٹ میں سے کایان کی گاڑی آتی ہوئی نظر نہیں آئی تھی۔۔۔ وہ
وہی پہرہ رک گیا تھا کہ کایان سے پوچھ سکے وہ واپس کیوں آیا ہیں۔۔۔

گاڑی کا دروازہ کھول کر کنزہ باہر نکلی تھی۔۔۔ اس وقت وہ گرے
رنگ کے عبا ئے میں ملبوس تھی۔۔۔ کنزہ کے باہر نکلتے ہی کایان کی
نظر زیان پر پڑی تھی وہ جس نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔
کایان کنزہ کے نکلتے ہی ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے بغیر گاڑی جلدی سے
بھگا کر لے گیا تھا کوئی بھروسہ نہیں تھا وہ اس کی جان بھی لے لیتا۔۔۔
کایان کی گاڑی کی رفتار کی وجہ سے کنزہ کا عبا یاڑا تھا۔ اس نے پیچھے مڑ
کر دیکھا تھا نہ ہی اس کی گاڑی اوپر تھی اور نا ہی نیچے۔۔۔ اس کے پیچھے
مڑ کے دیکھنے پہ زیان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا وہ ایک ہی جسٹ میں
اس تک پہنچا تھا۔۔۔ کنزہ نے جیسے ہی چہرہ اس طرف موڑا تھا اپنے آگے
زیان کو دیکھتی وہ ایک دم ڈر گئی تھی۔۔۔
اس سے پہلے وہ چیخ مار کر سب کو اپنی طرف متوجہ کرتی زیان اس کے
منہ پہ ہاتھ رکھتا اسے ایک پلر کے پیچھے لے کر چھپا تھا۔۔۔

ایک دم سے اس کا سامنے آنا اور اس کا چھونا کنزہ کا دل پہلو میں ڈھٹ کا تھا

نہیں ہیں وہ چلا گیا ہیں۔۔۔ اگر ایک بٹ وہ یہاں اور کھڑا ہوتا میں
اس کی قبر یہی بنا دیتا۔۔۔ زیان اس کے منہ سے نقاب ہٹاتا دے دے
غصے میں غرایا تھا۔۔۔ وہ کل رات سے اس کو دیکھنے کے لیے بے تاب ہو
رہا تھا۔ اس کا چہرہ دیکھتے ہی اس کے جلتے دل کو سکون پہنچا تھا
۔۔۔۔۔ زیان نے اس کو دیکھتے ہی گہری سانس بھری تھی وہ اس کے
اتنے نزدیک کھڑا تھا کہ کنزہ کو اس کی گرم سانس پنے چہرے پہ پڑتی
ہوئی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ اس کا قد بھی زیان سے تھوڑا ہی نیچے تھا۔
وہ اس کی گردن تک آتی تھی۔۔۔۔۔ وہ دونوں ہی اس وقت ایک
دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔۔۔ کنزہ کی نظروں میں
البحن تھی کہ وہ اسے کس حق سے چھو رہا ہیں

جب کہ زیان کی آنکھوں میں محبت کا گہرہ سمندر آباد تھا۔۔۔
کنزہ اس کی نظروں میں دیکھنے کی تاب نہ لاتی جلدی سے اپنی نظریں جھکا
گی تھی۔۔۔

دور ہٹے مجھ سے مجھے اندر جانا ہیں آنٹی انتظار کر رہی ہو گی۔۔۔۔۔ کنزہ
اس کے ہاتھ اپنے کندھوں سے ہٹاتی اپنی خوبصورت آواز میں بولی
تھی۔۔۔۔۔ اس کی مزاحمت پہ زیان ہوش میں آتا اپنی گرفت اور
مضبوط کر گیا تھا۔۔۔ کنزہ کو لگا تھا کہ اس کے کندھے ابھی ٹوٹ جائے
گے۔۔۔

زیان اس کے چہرے پہ تکلیف کے آثار دیکھتا پانی گرفت ڈھیلی کر گیا تھا
۔۔۔ لیکن چھوڑا اس نے ابھی تک نہیں تھا۔۔۔

جب میں نے بولا تھا کہ میں تمہیں لینے آؤ گا اور میں ہی تمہیں چھوڑ آؤ گا
پھر کیوں تم کسی اور کے ساتھ جاسکتی ہوں۔۔۔۔۔ زیان اس کے چہرے
پہ پھونک مارتا

نرمی سے پوچھ رہا تھا۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس سے خوف کھائے

آپ ہوتے نہیں تھے۔۔۔ اس لیے میں ان کے ساتھ جاتی تھی۔۔۔ کنزہ نے زیان کی بات کا جلدی سے جواب دیا تھا بس وہ یہاں سے جانا چاہتی تھی۔۔۔

میں مر تو نہیں گیا تھا میں مانتا ہوں پچھلے چار دنوں سے میں گھر نہیں تھا
لیکن کل تو تھا۔۔۔ کل کیوں گی تھی تم ضارب کے ساتھ۔۔۔ زیان
اس کا جواب سنتا ایک بار پھر نرمی سے بولا تھا وہ نرمی سے لیے برت رہا
تھا کہ کنزہ اس سے

خوف نہ کھائے اور اس کے سوالوں کا جواب دیں۔۔۔ نہیں تو اس کا
غصہ کسی صورت کل رات سے کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔۔
کیا فرق پڑتا میں آپ کے ساتھ جاؤ یا باقی سب کے ساتھ سب بھی تو
اس گھر کے بیٹے ہیں جیسے کہ آپ ہیں۔۔۔
کنزہ زیان کی آنکھوں میں دیکھتی معصومیت سے بولی تھی۔۔۔ اسے پتا
نہیں کیوں لیکن زیان سے بات کرنا اچھا لگ رہا تھا۔۔۔ اس کی اس ادا
پہ مقابل کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بے تاب تھا۔۔۔ جب کہ اس
کے الفاظ یاد کرتے زیان کا دماغ ایک بار پھر گھوما تھا۔۔۔ وہ اسے باقی
سب سے تشبیح دیں رہی تھی۔۔۔

میری جان ان میں اور مجھ میں بہت فرق ہیں یہ جب وقت آئے گا میں
تمہیں بہت اچھی طرح سمجھاؤں گا ابھی جاؤ یہاں سے اس سے پہلے
میرے جذبات میرا دل اور دماغ میرے بس میں نہ رہے۔۔۔

زیان اس کے تل والے رخسار پہ اپنی کالی بَیر ڈر گڑتا سنجیدگی سے بولتا
اپنے ہاتھ اس کے کندھے سے ہٹا گیا تھا۔۔۔ واقع میں اس کے جذبات
اس کے قابو میں سے نکل رہے تھے۔۔۔ اس کے بدن سے اٹھتی مسحور
کن خوشبو

ہی اسے پاگل کرنے کے لیے کافی تھی۔۔۔۔۔

اس کی اس طرح بولنے اور حرکت کرنے پہ کنزہ کے چہرے کا سارا
خون سمٹ کر اس کے چہرے پہ آیا تھا۔۔۔۔۔ وہ زیان کے پیچھے ہونے پہ
جلدی سے اندر بھاگی تھی۔۔۔ زیان اس کو اندر جاتا دیکھتا اپنی گاڑی کی
طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔

اسے رات جلدی واپس آ کر کچھ اہم کام سرانجام دینا تھا۔ اس نے
سوچ لیا تھا کہ اسے آج کتنا بھی اہم کام کیوں نہ ہوں آفس میں وہ سب
چھوڑ کر کنزہ کو خود ہی گھر چھوڑنے جائے گا۔۔۔۔۔

اس وقت آیان و قاص علی شاہ کے کمرے میں موجود صوفے پہ سر جھکا کر بیٹھا تھا۔۔۔ اسے و قاص علی شاہ نے ہی بلوایا تھا کہ اس سے اس کی رضامندی پوچھ سکے۔۔۔ آیان آتے ساتھ ہی و قاص علی شاہ کو سلام کرتے اب سر جھکا کر بیٹھا تھا۔ ان دونوں کے درمیان ہی پچھلے دس منٹوں سے خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔۔

میں نے تمہیں یہ پوچھنے کے لیے بلایا ہیں کہ میں نے تمہارا رشتہ دعا اے طے کر دیا ہیں۔۔۔ تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں س۔۔۔

آخر کار اس خاموشی کو و قاص علی شاہ کی بھاری آواز نے ہی توڑا تھا۔۔۔ انہوں نے دعا کا نام نہیں لیا تھا کہ وہ انہیں آکر کہہ گی ہیں اپنے اور آیان کے رشتے کے بارے میں۔۔۔۔ وہ نہیں چاہتے تھے اگر کل ان کے درمیان خدا نخواستہ کوئی لڑائی ہو تو آیان ان

کی نوا سی کو طعنہ نہ دے سکے۔۔۔ لیکن انہیں نہیں پتا دعائے آیان کو بتا دیا ہیں۔۔۔ وقاص علی شاہ کی بات سنتے ہی آیان کا چہرہ لال ہوا تھا۔۔۔ اس سے نظریں اٹھان محال ہو گیا تھا۔۔۔ اس کا آج حال لڑکیوں سے بھی برا تھا۔۔۔

مجھے کوئی اعتراض نہیں ہیں داجی۔۔۔ اچھا میں چلتا ہوں مجھے ضروری کام ہیں۔۔۔ آیان اپنے اندر ہمت پیدا کرتا جلدی سے بولتا باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ وہ فل حال وقاص علی کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ جب کے وقاص علی تو بس اسے جاتا ہوا دیکھ کر رہ گئے تھے۔۔۔ دعا ایک لڑکی ہو کر اپنے رشتے کی بات خود کرنے آئی تھی اور وہ شاہ حویلی کا پوتا ہو کر اپنے ہی رشتے پر شرماتا تھا۔۔۔ اللہ میرے چھوٹے شاہ کی حفاظت فرما نا اور اس میں دعا کو برداشت کرنے کی ہمت بھی دینا۔۔۔۔۔ وقاص علی شاہ آیان کو دعا دے کر ہی رہ گئے تھے۔۔۔۔۔

ضارب آج پھر جلدی آفس سے آگیا تھا۔۔۔ اس وقت رات کے آٹھ
بج رہے تھے۔۔۔ جب حور کنزہ اور آیان یہ تینوں ہی بیٹھ کر لڑو کھیل
رہے باقی سب بڑے مل کر آیان اور دعا کی نکاح کی تیاریاں کر رہے
تھے۔۔۔۔

ضارب بھائی آپ بھی ہمارے ساتھ کھیلے ہمارا چوتھا پلیر مسنگ ہیں
۔۔۔ ضارب جو ابھی اپنے کمرے سے فریش ہو کر سب بڑوں کی طرف
ہی جا رہا تھا۔۔۔ حور کی آواز پہ رک کر اسے دیکھا تھا۔۔۔ وہ اس وقت
براؤن رنگ کی شلوار قمیض پہنے بالوں سے اس کے ابھی تک پانی ٹپک
کر چہرے پہ گر رہا تھا۔۔۔ پانی کے قطرے اس کی سفید رنگت پہ بچ
رہے تھے۔۔۔۔ وہ بہت ہی کم شلوار قمیض پہنتا تھا لیکن جب بھی پہنتا
بلا کا

حسین لگتا تھا جیسے کہ اب لگ رہا تھا۔۔۔۔

نہیں حور آپ سب کھیلے میں وہاں جا کر بیٹھتا ہوں۔۔۔ فجر اور دعا کہاں
ہیں ان میں سے کسی ایک کو آپ اپنا چوتھا پلٹیر بنالے۔۔ ضارب کنزہ
کے سر پر ہاتھ رکھتا حور کو منع کر رہا تھا۔۔ اس کے منع کرنے پہ اس کا
چہرہ اتر گیا تھا۔۔۔

اس لیے اس نے جلدی سے فجر اور دعا کا نام لیا تھا۔۔۔۔
نہیں نا آپ کھیلے آپ بڑوں میں بیٹھ کر ایسے ہی بورنگ ہوتے رہے
گے۔۔۔ اور دعا آپ ابھی تک نہیں آئی اور فجر آپ کو ہم کھلاتے نہیں
ہیں۔۔۔۔ اس لیے آپ ہی کھیلے ہمارے ساتھ حور ضارب کو دیکھتی
ضدی انداز میں بولی تھی جب کہ فجر کے نام پر اس نے ناک چڑھایا تھا
۔۔۔ ان دونوں میں ناراضگی ابھی تک قائم تھی۔۔۔ فجر نے کبھی
 سوری بولا نہیں تھا کیونکہ اس کی ناک چھوٹی ہو جاتی ہیں
اس کی ضد پہ ضارب کو مجبوراً بیٹھنا پڑا تھا۔۔۔۔

اب وہ اپنی پرانی گیم کو وہی پہ چھوڑے فی گیم سٹارت کر چکے
تھے۔۔۔۔۔ ان چاروں میں باتیں بھی ہو رہی تھیں۔۔۔۔۔ سب مل کر ہنس
بھی رہے تھے۔۔۔۔۔ بشری بیگم نے کنزہ کو دیکھتے ہی خوش رہنے کی دعا
دی تھی۔ وہ بہت جلد ہی زیان سے پوچھ کر کنزہ کو اپنے گھر لانا چاہتی
تھی۔۔۔۔۔ پہلے انہیں اتنی جلدی نہیں تھی لیکن جب سے انہوں نے سنا
تھا کہ وہ اکیلی رہتی ہیں اس دن سے ہی انہوں نے سوچ لیا تھا۔۔۔۔۔ وہ
بہت جلد اس سے بات کریں گی۔۔۔۔۔

ابھی ان کی گیم درمیان میں ہی تھی جب آیان کا موبائل بجاتا تھا آیان
موبائل کی سکرین پہ اپنے بہت ہی اہم کلائنٹ کا نمبر دیکھتا کھڑا ہوا
تھا۔۔۔۔۔ ان لوگوں کو دو منٹ کے لیے گیم روکنے کا اشارہ کرتا وہ ایک
سائیڈ پہ چلا گیا تھا۔۔۔۔۔

آیاں کو گم ہوئے پانچ منٹ ہو چکے تھے وہ ابھی تک نہیں آیا تھا۔۔۔

میں آیان بھائی کے آنے تک آپ سب کے لیے چائے اور اپنے لیے
چپس لے کر آتی ہوں۔۔۔۔۔ حور آیان کو آتانا دیکھ کر جلدی سے بولتی
وہاں سے چلی گئی تھی۔۔۔۔۔ اسے بھوک بھی بہت زیادہ لگی ہوئی
تھی۔۔۔۔۔ اب وہاں پر صرف ضارب اور کنزہ موجود تھے۔۔۔۔۔

اگر کسی بھی طرح کی ہیلپ چاہیے ہوں یا کبھی فیل ہوں کہ تم اکیلی

ہوں یہ بات یاد رکھنا تمہارا بھائی موجود ہیں تمہارے پاس

۔۔۔ ضارب کترہ کو کنفیوز دیکھتا بات کا آغاز کر رہا تھا۔۔۔

اس کی بات پہ کنزہ نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔ وہ اتنی تو مضبوط تھی

کہ اسے کسی کا احسان لینے کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔ اسے کو گھر سے

لانا اور چھوڑنا یہ بھی صرف کنزہ بشری بیگم کے کہنے پہ مان رہی تھی ورنہ

وہ خود آسکتی تھی۔۔۔ اب ضارب اور کنزہ کے درمیان چھوٹی چھوٹی
باتیں چل رہی تھی۔۔۔ وہ دونوں بہن بھائی ابھی تک نہیں آئے
تھے۔۔۔

اسی وقت زیان حویلی میں داخل ہوا تھا۔۔۔ کنزہ جو کسی بات پہ مسکرا
رہی تھی۔۔۔ اس کے معمولی سا مسکرا نے پہ بھی اس کے دونوں گالوں
پہ ڈمپل اپنے درشن کروارہے تھے۔۔۔ وہ بالکل ہی زیان کے سامنے
بیٹھی تھی وہ اسے آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔۔۔ ابھی زیان ایک قدم آگے
بڑھتا جب اس کی نظر کنزہ پہ پڑی تھی۔۔۔ جو ابھی تک مسکرا رہی
تھی۔۔۔ زیان تو بس اس کی مسکراہٹ میں ہی کھو گیا تھا۔۔۔
اس نے یہ بھی نوٹس نہیں کیا تھا کہ کنزہ کے سامنے کوئی اور بھی بیٹھا
ہیں۔۔۔ ضارب کی زیان کی طرف کمر تھی۔۔۔ اس لیے وہ اس کو نہیں
دیکھ پایا تھا۔۔۔

کنزہ کی مسکراہٹ ختم ہوتے ہی وہ ہوش میں آیا تھا۔۔۔ اس سے پہلے وہ
سب بڑوں کی طرف بڑھتا جب اس کی نظر کنزہ کے سامنے بیٹھے وجود پہ
پڑی تھی۔۔۔۔ اس کے قدم وہی پہرے کے تھے۔۔۔ وہ اپنا قدم موڑتا
ایک پل سے بھی پہلے ان تک پہنچا تھا۔۔۔ اگر یہ آیان تھا تو اس کی آج
خیر نہیں ہونی تھی۔۔۔ کایان تو ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ وہ کنزہ کو گھر
چھوڑنے کے چکروں میں جلدی گھر آتا اپنا سارا کام کایان پہ ڈال آیا تھا
۔۔ جو اس بیچارے سے صبح تک نہیں ہونا تھا۔۔۔۔
توں۔۔۔۔ توں یہاں پہ کیا کر رہا ہیں۔۔۔ زیان ان تک پہنچتا ضارب
کو دیکھتا جلدی سے بولا تھا۔۔۔۔ اس ضارب نے اسے کل رات سے
تپایا ہوا تھا۔۔۔ وہ اس کو اب پھر سے اس کے اتنے نزدیک بیٹھا دیکھ کر
حلق کے بل ڈھاڑا تھا۔۔۔ اس کی ڈھاڑ پر کنزہ جی جان سے لرزی
تھی۔۔۔۔

کیا ہو گیا ہیں تجھے اتنا غصہ کیوں کر رہا ہیں۔۔۔ اور تجھے نظر نہیں آتا کہ
ہم لڑو کھیل رہے ہیں۔۔۔۔۔ ضارب اس کا غصہ دیکھتا نارمل انداز میں
بولا تھا۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی زیان کے غصے کی اتنی وجہ
۔۔۔۔۔ اسے کا بیان نے یہ بتایا تھا کہ زیان کسی سے محبت کرتا ہیں لیکن یہ
نہیں بتایا تھا کہ وہ لڑکی کنزہ ہی ہیں۔۔۔

نہیں تو کبھی بھی کنزہ سے زیان کے سامنے بات نہ کرتا اسے پتا تھا زیان
اپنی چیزوں کو لے کر کتنا جنونی تھا بچپن سے ہی۔۔۔ اگر اس کی کسی چیز
کو کوئی ہاتھ لگا لیتا تھا تو وہ اسے پھینک دیتا تھا یا تباہ کر دیتا تھا یہ تو پھر بھی
اس کی محبت تھی وہ کیسے

کسی کی نظر اس پہ برداشت کر سکتا تھا۔۔۔ اس کے اس طرح نارمل
انداز میں جواب دینے پہ زیان سبک پا ہوا تھا۔۔۔

وہ تو مجھے بھی نظر آرہا ہیں۔۔۔ لیکن توں کیوں کھیل رہا ہیں۔۔۔ زیان
اس کی کالی آنکھوں میں دیکھتا ایک بار پھر غصے سے بولا تھا۔۔۔ اسے خود
سمجھ نہیں آرہی تھی وہ کیا بول رہا ہیں۔۔۔

ہمیشہ ہی وہ غصے میں بھول جاتا تھا سب کچھ بس اسے کچھ یاد رہتا تھا تو
صرف اتنا کہ مجھے اپنا غصہ اتارنا ہیں۔۔۔

کیوں مجھے نہیں آتی کھیلنی جو میں نا کھیلوں۔۔۔۔۔ ضارب ایک بار پھر
اس سے نارمل انداز میں پوچھ رہا تھا۔۔۔ جب کہ کنزہ تو بس زیان کو دیکھ
رہی تھی۔۔۔ جس کی غصے سے چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔۔۔

آیان اور حورا بھی تک نہیں آئے تھے جب کہ ان دونوں کی آواز وہاں
پر بیٹھے کسی بھی بڑے کے پاس نہیں جا رہی تھی۔۔۔ وہ لوگ بھی اپنی
اپنی باتوں میں مصروف تھے۔۔۔۔

نہیں مجھے لگا کہ تمہیں رومانس کے علاوہ کوئی کام ہی نہیں آتا
۔۔۔ زیان کنزہ کو اپنی طرف دیکھتا پا کر تھوڑا نرم پڑا تھا۔۔۔ اس نے
آج پورا دن آفس میں یہی بیٹھ کر سوچا تھا کہ وہ کنزہ سے غصے میں بات
نہیں کریں گا

کیونکہ وہ جب بھی غصہ کرتا تھا وہ اس سے خوف کی وجہ سے بات بھی
نہیں کر پاتی تھی۔۔۔ اب بھی وہ صرف اس کی وجہ سے ہی نارمل ہوا تھا
۔۔۔ نہیں تو اس کا دل کر رہا تھا ضارب کا منہ توڑ دیں۔۔۔ جب کہ
زیان کی اتنی بے باک بات پہ کنزہ کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔۔
ابھی کہاں یا ابھی تو موقع ہی نہیں ملا رو مینس کرنے کا ایک بار رخصتی
کر وادے میری میں تجھے تین سے چار دونوں میں ماموں بننے کی
خوشخبری سناؤ گا۔۔۔ ضارب اس کی طرف دیکھتا بے باکی میں اس کا
بھی ریکارڈ توڑتا اپنی رخصتی نہ ہونے پہ افسوس سے بولا تھا۔۔۔

اس کی بات پہ جلدی سے کنزہ اٹھ کر وہاں سے جا رہی تھی۔۔۔۔ اس
سے پہلے وہ جاتی زیان کی آواز پہ رکی تھی۔۔۔۔
جلدی سے عبایا پہن کر آؤ میں تمہیں گھر چھوڑ دوں۔۔۔ زیان ضارب
کو گھورتا بغیر اس کی طرف دیکھتا ہوا بولا تھا۔۔۔ اس کی بات پہ
وہ ہاں میں سر ہلاتی اوپر کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔۔
تجھے میں بعد میں آکر دیکھتا ہوں۔۔۔ زیان ضارب کو گھور کر دیکھتا ایک
ایک لفظ چبا کر بولتا اس کی سنے بغیر باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔۔
ابھی اس کو گاڑی میں بیٹھے پانچ منٹ ہی ہوئے تھے جب کنزہ باہر آتی
ہوئی دکھائی دی تھی۔۔۔۔ وہ اپنے صحن والے حلیہ میں ہی موجود
تھی۔۔۔ وہ اس حلیے میں اسے اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ اس کا دل پہلو
میں ڈھڑک رہا تھا۔۔۔۔

وہ بغیر کوئی بات کیے خاموشی سے زیان کی ساتھ والی سیٹ پر آکر بیٹھی
تھی۔۔۔ ابھی اسے بیٹھے دو منٹ ہی ہوئے تھے لیکن زیان نے گاڑی
سٹارٹ نہیں کی تھی۔۔۔ وہ بس سیدھا دیکھتا نا جانے کن خیالوں میں گم
تھا۔۔۔

تم اس کے ساتھ لڈو کیوں کھیل رہی تھی۔۔۔ زیان اس کی ٹھوری
سی مومنٹ کرنے پہ ہوش میں آتا اس کی گرے آنکھوں میں اپنی سبز
آنکھیں گاڑھتا غصے سے پوچھ رہا تھا۔۔۔ وہ جو سوچ کر آیا تھا کہ وہ غصہ
نہیں کریں گا لیکن اس سے اپنا غصہ کنٹرول ہی نہیں ہو رہا تھا۔۔۔
وہ جب مسکرا رہی ہوگی تب ضارب نے بھی اس کے ڈمپل دیکھے ہو
؟؟ گے۔۔۔ لیکن کیوں۔۔۔

وہ۔۔۔ ہم۔۔۔ سب۔۔۔ مل۔۔۔ کر۔۔۔ کھیل۔۔۔ ابھی وہ اپنی بات
مکمل کرتی جب زیان کی ڈھاڑ نے اس کی بات کاٹی تھی۔۔۔

آج کے بعد تم اس کے سامنے بھی نہیں جاؤ گی اور لڈو بھی نہیں کھیلو گی۔۔۔ لڈو کیا کوئی گیم بھی نہیں کھیلو گی۔۔۔ زیان اس کے اور نزدیک ہوتا حلق کے بل ڈھاڑا تھا۔۔۔ اس کی بات پہ کنزہ جلدی سے ہاں میں سر ہلا گی تھی۔ جب کے اس کے نزدیک ہونے پہ وہ سانس تک روک گی تھی۔۔۔

زیان کا غصہ اس کے سر ہلانے پہ تھوڑا کم ہوا تھا۔۔۔ وہ اس کے اور نزدیک ہوتا سیٹ بیلٹ باندھتا پیچھے ہوتا گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔۔۔ دوستی کروں گی مجھ سے۔۔۔ ابھی انہیں نکلے پانچ منٹ ہی ہوئے تھے۔۔۔ جب ان دونوں میں موجود خاموشی کو بھاری آواز نے توڑا تھا

زبان اس کی گرے آنکھوں میں دیکھتا ایک آس لیے پوچھ رہا تھا
--- اس کے پوچھنے پہ کنزہ نے جلدی سے ناں میں سر ہلایا تھا
--- زبان نے اسے دوستی کا اس لیے بولا تھا کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ وہ
نارمل ایک دوسرے کے ساتھ رہے۔۔۔ وہ ایک دوسرے کو سمجھیں
--- اس کے بعد ہی وہ نکاح کے خوبصورت بندھن میں
بندھے۔۔۔۔

جب کہ کنزہ کی سوچ زبان کے بالکل ہی برعکس تھی۔۔۔ وہ پہلے اپنے
محرم کے نکاح میں آکر اس سے دوستی کرنا چاہتی تھی اسے سمجھنا چاہتی
تھی۔۔۔ اور اس سے محبت کرنا چاہتی تھی۔۔۔ اب زبان کا اس طرح
دوستی کا بولنا اسے تھوڑا عجیب لگا تھا اس لیے اس نے جلدی سے منع کر
دیا تھا۔۔۔۔

کیوں۔۔۔ زیان اس کا جواب سنتا اپنے اندر اٹھتے اشتعال پہ قابو پاتا ہے
حد ضبط سے بولا تھا۔۔۔ دنیا کی ہر لڑکی اس سے دوستی کرنے کے لیے
مرتی تھی لیکن ایک اس کے سامنے بیٹھی تھی جو اس کے پوزل کوپل
میں ٹھکرا گئی تھی۔۔۔ لیکن وہ یہ نہیں سمجھ رہا تھا۔۔۔ پوری دنیا کی
لڑکیاں ایک اشارے پی چلی آتی ہیں اس کی باہوں کا ہار بننے کے لیے
تیار رہتی ہیں۔۔۔ کونکہ وہ سب سے خاص ہیں۔۔۔ زیان علی شاہ اس کا
نام ہی کافی ہیں۔۔۔ لیکن وہ صرف یہ نہیں سمجھ پارہا تھا کہ جسے اس
کے دل نے پسند کیا ہیں وہ بھی تو عام نہیں ہو سکتی نا۔۔۔
کیونکہ میں لڑکوں سے دوستی نہیں کرتی۔۔۔ اور لڑکا اور لڑکی کبھی
دوست نہیں ہو سکتے۔۔۔ کنزہ اپنا رخ شیشے کی طرف موڑتی اپنی
خوبصورت آواز میں اس دوستی نہ کرنے کی وجہ بتا رہی تھی۔۔۔

یہ تو اچھی بات ہیں کہ تمہارا کوئی لڑکا دوست نہیں لیکن تم پھر بھی مجھ سے دوستی کر سکتی ہوں۔۔۔۔۔ زیان اس کا جواب سنتے اس بار پہلے سے بھی زیادہ نرمی سے بولا تھا۔۔۔

کیوں آپ میں ایسا کیا خاص ہیں۔۔۔۔۔ کنزہ اس کی طرف دیکھتی اپنے
آئبر واچکا کر بولی تھی۔۔۔۔۔

جب تم خود ہی اتنی خوبصورت اور خاص ہوں تو میں تمہیں کیوں لگوں
 گا خاص۔۔۔ زیان اس کی باتیں سنتا اس کی باتوں کو انجوائے کرتا ہوا بول
 رہا تھا۔۔۔ جب کہ اس کی تعریف کرنے پہ کنزہ کا چہرہ سرخ ہوا تھا
 ۔۔۔ اس کے چہرے

پی نقاب ہونے کی وجہ سے زیان دیکھ نہیں پایا تھا۔۔۔۔ اس کی بات پہ
کنزہ نے کوئی جواب بھی نہیں دیا تھا۔۔۔۔ بس وہ خاموشی سے اپنی گود میں
پڑے اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ کسی ریسٹورنٹ میں کھانا کھانے

چلے۔۔۔ زیان سے اس کی خاموشی برداشت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ وہ
اس کو ایک نظر دیکھتا اسے کھانے کی آفر کر رہا تھا۔۔۔ سچ تو یہ تھا کہ وہ
صرف اس کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنا چاہتا تھا۔۔۔ نہیں۔۔۔ کنزہ اس
کی طرف دیکھتی جلدی سے منع کر چکی تھی۔۔۔ اسے اب ایک پل اس
کے ساتھ نہیں رہنا تھا۔۔۔ کیونکہ اس کے ساتھ ہونے کی وجہ سے اس کا
دل ایک الگ انداز میں ڈھرکتا تھا۔۔۔ وہ اور زیادہ اس کے پاس رہ کر اپنا
امتحان نہیں لینا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

کیوں کوئی خاص وجہ نا جانے کی۔۔۔ زیان پچھلی بار ریسٹورنٹ کا وہ
منظر یاد کرتا تھوڑا سختی سے بولا تھا۔۔۔ وہ کیسے بھول سکتا تھا وہ رات وہ
تو ایک قیامت بن کر گزری تھی اس پر سے۔۔۔۔۔

اس کے لہجے میں سختی محسوس کرتی وہ جلدی سے ناں میں سر ہلا گئی
تھی۔۔۔۔۔

تو پھر کیا مسئلہ ہیں۔۔۔ چپ چاپ میرے ساتھ چل رہی ہوں تم
۔۔۔ زیان اس کوناں میں سر ہلات دیکھ اور بھی سختی سے بولا تھا جب
کوئی وجہ ہی نہیں نا جانے کی پھر وہ کیوں نہیں جانا چاہتی تھی۔۔۔ اس کا
غصہ دیکھتے کنزہ نے جلدی سے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔ مقابل کی جان
جاتی تھی اس کے خوف سے۔۔۔۔ زیان نے اس کے اتنی جلدی ماننے
پہ اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ وہ اس کے غصے سے ڈر
رہی ہیں۔۔۔

لیکن ابھی اسے اس بات کو اہم نہیں لینا تھا اہم بات یہ تھی وہ اس کے ساتھ آرہی ہیں۔۔۔۔۔

زیان گاڑی دوسری طرف گھماتا ڈیش بورڈ سے اپنا موبائل اٹھاتا کسی کو
میج کرتا اپنا موبائل واپس رکھ چکا تھا۔۔۔

جب کے کنزہ اب باہر دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس ایسے اس کے ساتھ جانا
اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ اسے کبھی زیان کی آنکھوں میں اپنے لیے
غلاطت نظر نہیں آئی تھی۔۔۔۔۔ لیکن پھر بھی تو وہ اس کے لیے
نامحرم ہی تھا۔۔۔۔۔ ابھی کنزہ زیان کو واپس جانے کا بولتی جب زیان
ایک پھولوں والی دکان پہ اپنی گاڑی روکتا اسے ہاتھ کے اشارے سے دو
منٹ میں واپس آتا بول کر وہ گاڑی سے نیچے اترتا تھا۔۔۔۔۔ کنزہ تو بس
اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔۔۔ جو اتنا زیادہ خوش لگ رہا تھا اس سے پہلے اس
نے زیان کو اتنا خوش کبھی نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔۔ ابھی وہ اس کے بارے
میں سوچ ہی رہی تھی جب وہ دو منٹ سے پہلے واپس آ کر گاڑی میں بیٹھ
چکا تھا۔۔۔۔۔

یہ تمہارے لیے۔۔۔ زیان اس کے سامنے ایک خوبصورت گلاب کا
بکے اس کے سامنے کرتا محبت سے بولا تھا۔۔۔ جب کہ کنزہ نے اس کی

آنکھوں میں دیکھتے ہی وہ بکے تھام لیا تھا۔۔۔ آج مقابل کی آنکھوں میں
ایک الگ ہی چمک تھی۔۔۔

آخر ہوتی بھی کیوں نا اس کی محبت جو اس کے روبرو بیٹھی تھی۔۔۔ وہ
خود کو دنیا کا سب سے خوش قسمت انسان سمجھ رہا تھا۔۔۔ کنزہ تو ویسے
بھی گلاب کے پھولوں کی دیوانی تھی۔۔۔ زیان کے دینے پہ وہ اسے
منع نہیں کر پائی تھی۔۔۔

اگر تو جو اجازت دیوں میں انہا پھلا کو تیدی کلائی وچ پواں کے انہادی
شان وادھاوا۔۔۔ (اگر تم جو اجازت دوں میں تمہاری کلائی میں ان
خوبصورت پھولوں کو پہنا کر ان کی شان بڑھاؤ)

زیان خوبصورت سے گلاب کے پھولوں کے گجرے کنزہ کے سامنے
کرتا سرائیکی میں بولا تھا۔۔۔ جبکہ اس کی اتنی پیاری آواز میں اتنی میٹھی
بولی سن کر کنزہ کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بے تاب تھا۔۔۔ وہ

اس کی آواز سنتی مسمرائز ہو گی تھی۔۔۔ کنزہ زیان کی آنکھوں میں
دیکھتی اپنے دونوں ہاتھ اس کے آگے کر گی تھی۔۔۔ اس کے اس
طرح دیوانوں کی طرح دیکھنے پہ اور اپنے ہاتھ آگے کرنے پہ وہ گہرا
مسکرایا تھا۔۔۔

مقابل کو پتا تھا کہ وہ سراینکی کی دیوانی ہیں اس لیے اس نے گجرے [
پہنانے کی بات سراینکی میں کی تھی تاکہ وہ منع نہ کر سکے۔۔۔۔۔ اسے تو
اس دن ہی پتا چل گیا تھا جب وہ اس کے کمرے میں اسے دیوانوں کی
طرح دیکھ رہی تھی۔۔۔ زیان اس کو جلدی سے گجرے پہناتا۔۔۔ گاڑی
سٹارٹ کر چکا تھا۔۔۔ اس نے کنزہ کی طرف دیکھا تھا جو گجروں کی
طرف ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

تمہارے ہاتھ میں آنے کے بعد یہ اور بھی زیادہ خوبصورت ہو گئے
ہیں۔۔۔ زیان اس کو گجروں کی طرف تکتا پا کر گھمبیر آواز میں بولا
تھا۔۔۔

اس کی بات سنتے کنزہ خاموش ہی رہی تھی۔۔۔

کچھ ہی منٹوں بعد وہ ایک خوبصورت ریسٹورنٹ کے باہر کھڑے تھے
۔۔۔۔۔ زیان گاڑی سے اترتا جلدی سے کنزہ والی سائیڈ پہ آتا دروازہ
کھولتا اپنا ہاتھ آگے کر گیا تھا۔۔۔۔۔

کنزہ ایک نظر زیان کو دیکھتی اور دوسری نظر اس کے ہاتھ کو دیکھتی
خود ہی گاڑی سے اتر آئی تھی۔۔۔۔۔ اس نے زیان کے ہاتھ میں اپنا
ہاتھ نہیں دیا تھا۔۔۔۔۔

زیان ایک نظر اپنے خالی ہاتھ کو دیکھتا اپنے اندر اٹھتے اشتعال پہ قابو پاتا
اس کے ہم قدم ہوا تھا۔۔۔۔۔

مقابل بار بار اسے ٹھکرا رہی تھی اس سے یہ برداشت ہی نہیں ہو رہا تھا
۔۔۔ لیکن پھر بھی وہ اپنے غصے پہ قابو پا گیا تھا۔۔۔ وہ اس کے ساتھ
آئی تھی یہی بہت بڑی بات تھی۔۔۔

اس وقت زیان بلیک پیٹ اور گرے رنگ کی شرٹ میں موجود تھا
۔۔ وہ اس رف حلیے میں بھی کسی کا دل ڈھڑکانے کی وجہ بن سکتا تھا
۔۔ کنزہ کو ہی پہرے دیکھ وہ جلدی سے اس کو آگے چلنے کا اشارہ کرتا اس
کے ساتھ اپنے قدم ملا رہا تھا۔۔۔

ابھی وہ دونوں آگے بڑھتے جب کسی دو مردوں کی آواز سن کر وہ ہی پہرے
رکے تھے۔۔۔۔

ویلم سر۔۔۔ یہ تو آپ کی مہربانی ہیں کہ آپ نے ہمیں اپنی
مہمان۔۔۔ ریسٹورنٹ کا مالک اور مینیجر ایک زبان میں ہو کو بول

رہے تھے۔۔۔ ان کے ہاتھ میں ایک خوبصورت پھولوں کا بکے بھی تھا۔۔۔

اس سے پہلے وہ دونوں اپنی بات مکمل کرتے زبان نے انہیں اپنی سبز آنکھوں میں سرخی لیے جس طرح دیکھا تھا نا ان دونوں کی زبان تالوں سے جا چکی تھی۔۔۔۔

اس نے میسج کر کے پورا ریسٹورنٹ اس لیے خالی کروایا تھا کہ وہاں کسی کی بھی نظر کنزہ پہ نا پڑے۔۔۔ وہ اس پر اٹھی

ایک نظر بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ اور یہاں پر یہ دونوں ہی اس کے سامنے کھڑے تھے۔۔۔۔

میں نے اس لیے یہ پورا ریسٹورنٹ بک کروایا تھا۔۔۔ کہ یہاں پر مجھے کوئی نظر نہ آئے۔۔۔۔ تم لوگوں کا سٹاف بھی نہیں۔۔۔ پھر یہاں ابھی تک کیوں اپنی منحوس شکلیں لے کر کھڑے ہوں۔۔۔

زبان کنزہ کو اپنے پیچھے مکمل چھپاتا حلق کے بل ڈھاڑا تھا۔۔۔ اس کی
ڈھاڑ پر اس کے پیچھے چھپا وجود جی جان سے لرزا تھا۔۔۔۔۔
سرہم آپ کے ویکم۔۔ اس سے پہلے مینیجر اپنی بات مکمل کرتا جب
ایک بار پھر زبان غرایا تھا۔۔۔

نہیں میں کون سا ورلڈ کپ جیت کر آرہا تھا جو تم میرے ویکم میں اس
طرح کھڑے تھے۔۔۔ اب اگلے دس سکیکینڈ میں سب اپنی شکلیں
غائب کروں۔۔۔ نہیں تو مجھے دس سسیکینڈ کا بھی ٹائم نہیں لگے گا تم
لوگوں کو اس دنیا سے غائب کرنے میں۔۔۔ زبان کنزہ کا کاپنا محسوس
کرتا ایک ہاتھ پیچھے کرتا اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتا اسے ریلیکس کرتا
ان دونوں پر غرایا تھا۔۔۔ وہ دونوں ہی زبان کی بات سنتے دس سکیکینڈ
سے بھی پہلے وہاں سے غائب تھے۔۔۔۔۔

زبان کنزہ کا ہاتھ پکڑ کر اندر بڑھا تھا۔۔۔ کنزہ اس کے غصے کی وجہ سے اتنی ڈر گئی تھی کہ اس نے اپنا ہاتھ بھی نہیں چھڑوایا تھا۔۔۔ وہ بس اس کے ساتھ کھینچی چلی جا رہی تھی۔۔۔

اس کی غصے سے جان جاتی تھی۔۔۔ وہ ہمیشہ سے ہی اپنے سب ٹیچرز اور اپنے والدین کی پسندیدہ رہی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے کبھی اس پہ کسی نے غصہ کیا بھی نہیں تھا۔۔۔ رقیہ بیگم اور ظہور علی شاہ نے کبھی اسے ڈانٹا تک نہیں تھا۔۔۔ انہوں نے جیسے ہی قدم اندر رکھا تھا۔۔۔ ان پہ گلابوں کی بارش ہونا شروع کی تھی۔۔۔ پورے فرش پر گلاب کے پھول بچھائے گئے تھے۔۔۔ چاروں طرف سے ہی گلاب نظر آرہے تھے۔۔۔ کنزہ گلاب کی پتیاں اپنے اوپر گرتی محسوس کر رہی تھی۔۔۔ This is for you... کر تے ہو ش میں آئی تھی۔۔۔

اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھامتا اس کے سامنے آتا اس کے کان کے پاس

جھکتا گھمبیر آواز میں بولا تھا۔۔۔ یہ سب اریجمنٹ اس نے ہی کروائی
تھی تھوڑے سے ٹائم میں۔۔۔ اور ریسٹورنٹ والے اس کی بات کو
کیسے رد کر سکتے تھے۔۔۔

کنزہ کے چہرے پہ ابھی تک نقاب تھا۔ اس لیے وہ اس کا گلاب کی
طرح کھلتا چہرہ نہیں دیکھ پا رہا تھا۔۔۔ کنزہ کو بس یہ سب ایک خواب کی
طرح لگ رہا تھا۔۔۔ اور لگتا بھی کیوں نہیں ایسا اس کے لیے کوئی
کیوں کریں گا۔۔۔ زیان اس کا ہاتھ نرمی سے تھامتا اس لے کر چلتا ٹیبل
کے پاس آیا تھا۔۔۔ بارش ابھی ویسے ہی جاری تھی۔۔ وہ اس کے ساتھ
ایک خوبصورت ڈنر کرنا چاہتا تھا۔۔ اس سے پہلے کنزہ گھر جانے کی
بات کرتی۔۔ تمہارے سامنے ان سب کے رنگ پھیکے ہیں۔۔۔ تم
سے خوبصورت تو یہ گلاب کبھی نہیں ہو سکتے۔۔۔ زیان اس کا نقاب
اتارتا گھمبیر آواز میں بولا تھا۔۔۔ وہ جو دیوانوں کی طرح ان گلاب کو

دیکھ رہی تھی زیان کو ان گلابوں سے بھی حسد محسوس وہ رہا
تھا۔۔۔ اس نے اس کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے اسے چھوا تھا
۔۔۔ ورنہ اس کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ وہ تو بس یہی چاہتا تھا کہ ساری
عمر وہ اسے اپنے سمنے بٹھا کر دیکھتا رہے۔۔۔ اب بھی وہ اس کے سامنے
تھی اسے اس کے علاوہ کچھ بھی یاد نہیں تھا۔۔۔ کنزہ تو بس اس کی
آنکھوں میں ہی دیکھ رہی تھی اسے آج مقابل کی آنکھیں اتنی پسند آئی
تھی اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ اس میں کھو جائے یا وقت یہی رک جائے
کیونکہ آج زیان کی آنکھوں میں ایک خاص چمک تھی
اور ہوتی بھی کیوں نہ آج اس کا محبوب اس کے ساتھ تھا۔۔۔ اور
محبوب جب سامنے ہوں تو مرتا ہوا شخص بھی بہت خوشی سے موت کو
گلے لگائے گا کیونکہ آخری وقت میں یار دیدار بھی کسی کسی کو نصیب ہوتا
ہیں۔۔۔۔

♡♡ محفوظ تو

♡♡ محسوس کر

تیرے پاس ہوں

✦✦ میں صدا

تجھ سے نہیں

ہو سکتا میں پل بھر بھی

👄 اب جدا

اب ساتھ ہیں

ہم اس طرح

آنکھوں کے سنگ پلکیں □ آوقت کو

یہ بات ہم

اک بار پھر سے

♥ کہہ دیں

سارے غم سے چھپا کے

ہر نظر سے بچا کے

♥ زندگی بنایا ہیں تجھے

تو ملا جس طرح

🌸 صبا ملے

تو ملا جس طرح

🌟 صبح ملے

تو ملا جس طرح

🌟 دعا ملے

با خدا ✨- زیان کنزہ کی آنکھوں میں دیکھتا اپنی جیب سے ایک نیلے رنگ
کی ڈبی نکالتا گٹھنے کے بل جھکتا اسے اپنی خوبصورت آواز میں گانا گاتا وہ ڈبی
کھول چکا تھا۔۔۔۔

اس ڈبی میں ایک بہت ہی خوبصورت سی ہیروں کے چھوٹے چھوٹے
موتیوں سے بنی نتھلی تھی۔۔۔

کنزہ کو بس آنکھوں میں حیرت لیے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس کے
دل نے کچھ غلط ہونے کا احساس کیا دلا یا تھا اسے۔۔ جب کے اس کی اتنی
پیاری آواز میں گانا سنتے اس کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بے تاب
تھا۔۔۔۔

کیا تم اپنا قیمتی دل اس غریب انسان کو دے کر اسے دنیا کا سب سے
عمیر انسان بنا سکتی ہوں۔۔۔ کیا تم مجھ جیسے عام شخص کو اپنی محبت دے

کر اسے خاص بنا سکتی ہوں۔۔۔ زیان اپنی ایک ٹانگ پیچھے رکھتا اور ایک
کے سہارے پہ جھکتا اس سے محبت مانگ رہا تھا۔۔۔

وہ آج خود کو اس دنیا کا غریب شخص کہہ رہا تھا۔۔۔ وہ خود کو عام کہہ رہا
تھا۔۔۔۔۔ زیان علی شاہ جس کا پوری دنیا میں ایک نام تھا۔۔۔ جس کی
ایک جھلک پہ لڑکیاں اپنا آپ وار کر پھینک دیتی تھی۔۔۔ وہ آج کسی
سے محبت کی بھیک مانگ رہا تھا۔۔۔۔۔

جس کے پاس اتنی دولت تھی کہ وہ پوری دنیا کی دکھاوے والی محبت
اپنے پیسوں سے خرید سکتا تھا۔۔۔۔۔ جس کے پاس اتنی دولت تھی اگر
اس کی سات نصلیں بھی بیٹھ کر بنا کوئی کام کیے کھا سکتی تھی۔۔۔ جب
کے کنزہ کو کسی صدمے کے تحت اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

نہیں کنزہ ابھی تو یہ نہیں کر سکتی ابھی تجھے لائف میں بہت کچھ کرنا ہیں
۔۔۔۔۔ اس کے اندر سے کہی آواز آئی تھی جب کہ اس کا دل کہہ رہا تھا

کہ وہ اس کی محبت کو قبول کر لیں۔۔۔ اس کو کوئی بھی جواب نادیتا دیکھ کر

مقابل کی سانسیں اٹکی تھی۔۔۔ اسے آکسیجن کی کمی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ اس نے یہ نتھلی کنزہ کے لیے بنوائی تھی وہ اسے حور کے تحت یہ گفٹ دیں گا ویسے تو وہ لے گی نہیں۔۔۔ اب موقع دیکھ کر اس نے کنزہ کو پرپوس کر دیا تھا۔۔۔ اسے بھی اچھا نہیں لگا تھا ایسا کرنا۔۔۔ وہ سیدھا

اس سے نکاح کرنا چاہتا تھا۔۔۔ اگر آج اس نے ہاں کر دی تو زیان کا کل ہی نکاح کرنے کا ارادہ تھا۔۔۔ کنزہ کوناں میں سر ہلاتے دیکھ کر مقابل کو فضا میں آکسیجن کی کمی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ اسے لگ رہا تھا کہ اگر مقابل نے منع کر دیا تو وہ اگلی سانس نہیں لے پائے گا۔۔۔ کنزہ یہ

بڑے گھر کے لوگ ہیں انہیں صرف وقتی اٹریکشن ہیں اگر اسے محبت ہوتی تو یہ تجھے نکاح کا پوچھتا نا کہ اس طرح پرپوز کرتا۔۔۔ وہ صرف ٹائم

پاس کریں گاتیرے ساتھ۔۔۔۔ ایک بار پھر اس کے اندر سے آواز آئی
تھی۔۔۔۔

وہ پیچھے کی طرف قدم بڑھاتی سرناں میں ہلاتی باہر کی طرف بھاگ گئی
تھی۔۔۔۔ وہ اس کی محبت کو ٹھکرا کر چلی گئی تھی۔۔۔۔ وہ زیان علی شاہ کو
ٹھکرا کر چلی گئی تھی۔۔۔۔

اس کے جاتے ہی زیان بے یقین نگاہوں سے اس راستے کو دیکھ رہا تھا
جہاں سے ابھی وہ گزر کر گئی تھی۔۔۔۔ اس کے دل میں شدید قسم کا
درد اٹھاتا تھا۔۔۔۔ وہ ڈبی بند کر کے کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔

اس وقت وہ ٹیبل کے ایک سہارے پہ جھک کر کھڑا لمبے لمبے سانس لے
کر خود کو نارمل کر رہا تھا لیکن اگلے ہی پل ٹیبل کے کپڑے کو اس نے
زور سے کھینچ کر نیچے پھینک دیا تھا۔۔۔۔ جس سے سارا کھانا اس پہ پڑا
ایک خوبصورت کیک پھول سب ہی منٹوں میں برباد ہو گیا تھا۔۔۔۔ تم

مجھے ایسے دھتکار نہیں سکتی۔۔۔ تم زیان علی شاہ کو چھوڑ کر نہیں جا
سکتی۔۔۔ واپس تو تمہیں میرے ہی پاس آنا ہو گا۔۔۔ زندگی میں پہلی
بار میں نے کسی کو ٹوٹ کر چاہا ہیں اسے میرا بننا ہی ہو گا۔۔۔ زیان علی
شاہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا حلق کے بل ڈھاڑا تھا۔۔۔
اس نے اپنے منہ پہ ہاتھ پھیرا تھا اسے کچھ گیلا ہٹ محسوس ہوئی تھی
اپنے دونوں عارض پہ۔۔۔ لیکن وہ نظر انداز کرتا باہر کی طرف قدم
بڑھا گیا تھا۔۔۔ باہر آتے ہی وہ تلخی سے مسکرایا تھا۔۔۔ اسے ایک امید
تھ کہ وہ اس کی گاڑی میں بیٹھ کر اس کا انتظار کریں گی۔۔۔ لیکن نہیں وہ
کہیں بھی نہیں۔۔۔ وہ اپنی گھنی بیئر ڈپر ہاتھ پھیرتا ڈرائیونگ سیٹ پر
آکر بیٹھا تھا۔۔۔ اس وقت اسے صرف سکون چاہیے تھا۔۔۔ وہ گاڑی
میں بیٹھا ہی اپنی گاڑی زن سے بھگا گیا تھا۔۔۔

شاہ حویلی میں اس وقت سب سوگمئے تھے زیان کا کوئی پتا نہیں تھا کہ وہ اس وقت کہاں ہیں۔۔۔ کایان بیچارا ابھی تک انہیں کاموں میں بڑی تھا جو اسے زیان سونپ کر آیا تھا۔۔۔ زیان اور کایان کا نام سب نے پوچھا تھا۔۔۔ ضارب نے سب کو یہ کہہ کر یقین دلایا تھا کہ وہ دونوں کام میں بڑی ہیں۔۔۔ اس کیے وہ دیر سے آگمئے تھے۔۔۔ زیان کایان اور فجر کے علاوہ اس وقت سب لوگ ڈائینگ ٹیبل پہ موجود تھے۔۔۔۔

سب کے جاتے ہی ضارب کچن میں داخل ہوتا ایک کھانے کی ٹرے تیار کرتا۔۔۔ اوپر کی طرف برہ گیا تھا۔۔۔ اسے فجر کی بہت زیادہ ٹینشن ہو رہی تھی۔۔۔ اسے حور سے پتا چلا تھا کہ وہ جب سے کالج سے آئی تھی وہ اپنے کمرے میں بند تھی۔۔۔ وہ ٹرے ایک ہاتھ سے پکڑتا اپنی

جیب سے دوسرے ہاتھ سے کچھ نکالتا دروازہ کے لاک میں لگا کر اسے
پل میں ہی کھول گیا تھا۔۔۔۔۔ اسے پورا یقین تھا کہ فجر نے آج دروازہ
لاک کیا ہوا ہو گا اس لیے وہ پورا انتظام کر کے آیا تھا۔۔۔۔۔

وہ دروازہ آرام سے کھولتا اندر داخل ہوا تھا۔۔۔۔۔ فجر جو کانوں میں ہیڈ
فون لگائے موبائل پر فلم دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس کی نظر ابھی تک
ضارب پر نہیں پڑی تھی۔۔۔ ضارب ایک نظر اسے دیکھتا دروازہ اندر
سے لاک کرتا اس کی طرف قدم بڑھا گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ ریلیکس انداز میں بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی ہوئی
تھی۔۔۔۔۔ اس نے آج بلیک کلر کا نائٹ سوٹ پہنا ہوا تھا۔۔۔۔۔
کمرے میں مدھم سی روشنی جل رہی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے وہ اس
بلیک نائٹ سوٹ میں بلا کی حسین لگ رہی تھی۔۔۔ جیسے چاند بادلوں
میں۔۔۔ ضارب سے دے قدموں سے ٹرے ایک سائیڈ پہ رکھتا اس

کے نزدیک جا کر کھڑا ہوا تھا۔۔۔ وہ بھی دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ ایسا کیا دیکھ رہی ہیں۔۔۔۔۔ اگلے ہی لمحے موبائل سکرین پر چلتی فلم کے سین دیکھتا اس کا دماغ بھک سے اڑا تھا۔۔۔۔۔

وہ کوئی انڈین فلم دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ کس میں ہیر و شاور لیتا ٹاول پہن کر باتھ روم سے باہر نکلا تھا۔۔۔۔۔ فجر اسی ہیر و کو بار بار زوم کر کے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ اگلے ہی پل وہ ہیر و ہیر وئن سے رومینس کر رہا تھا۔۔۔۔۔ میں اس سے بھی زیادہ اچھا رومینس کر سکتا ہوں بس تم ایک بار اجازت تو دو۔۔۔۔۔ ضارب اس کے ہاتھ سے موبائل چھینتا زور سے دیوار میں مارتا ایک لفظ لفظ چبا کر بولا تھا۔۔۔۔۔ جتنا وہ کوشش کر رہا تھا کہ وہ غصہ نہ کریں فجر کی حرکتیں اس کے غصے کی آگ میں پٹرول کا کام کرتی تھی۔۔۔۔۔

فجر جو بڑے ہی مزے سے اپنے فیورٹ ہیر و کو دیکھ رہی تھی رو مینس
کرتے ہوئے اس اچانک افتاد پہ اس نے اپنے دل پہ ہاتھ رکھا تھا وہ تو آج
دروازے کے ساتھ ساتھ کھڑکیاں بھی بند کر کے سوئی تھی پھر
ضارب کیسے اس کے کمرے میں آسکتا ہیں۔۔۔ آنا تو دور کی بات ہیں
آتے ساتھ ہی اس کا موبائل بھی توڑ دیا تھا۔۔۔ فجر اپنا موبائل دیکھتی
اپنے دونوں کانوں سے ایئر پوٹس ناکلتی ضارب کو غصے سے گھورتی
کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

یہ کیا بد تمیزی تھی ضارب اور تم میرے کمرے میں کیسے آئے اور اگر
منہ اٹھا کر آ بھی گئے ہوں تو تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری چیزوں کو
چھونے کی۔۔۔۔۔ فجر اس کے مقابل آتی غصے سے حلق کے بل چیخی تھی
۔۔۔۔۔ وہ اتنے دنوں سے اس کی یہ حرکتیں برداشت کر رہی تھی۔۔۔۔۔

لیکن اب اس کی بس ہو گی تھی۔۔۔ ایک تو اسے ایسا انسان ملا تھا جس سے وہ محبت تو دور کی بات اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ اس کا لائف پارٹنر بنے گا۔۔۔ وہ جو اسے پچھلے کچھ دونوں سے "آپ" بلا رہی تھی۔۔۔ آج غصے کی وجہ سے وہ سیدھا اس کے نام اور "تم" بلا رہی ہیں۔۔۔۔۔ مقابل نے اس کی یہ بات شدت سے محسوس کی تھی۔۔۔ اسے اس کے منہ سے پچھلے کچھ دونوں سے آپ سننے کی عادت ہو چکی تھی اور اسے یہ لفظ بھی بہت پیارا لگتا تھا۔۔۔ آج اسے مقابل کا تم کہنا بری طرح چبھتا تھا۔۔۔۔۔

تمہیں کیا لگا اگر تم اس کمرے کو لاک کر کے رکھوں گی تو میں اس کمرے میں نہیں آ پاؤں گا اور دوسری بات میں تمہاری چیزوں کو کیا تمہیں بھی چھونے کا حق رکھتا ہوں اور کہاں کہاں رکھتا ہوں یہ تمہیں بھی اندازہ نہیں ہیں۔۔۔۔۔

ضارب اسے کمر سے پکڑ کر اپنے قریب کرتا نرم لہجے میں بولتا اس کے
لبوں کو اپنی گرفت میں لے گیا تھا۔۔۔ اسے غصہ تو بہت آیا تھا لیکن وہ
صبر کے گھونٹ بھر کر رہ گیا تھا۔ اس سے اچھی طرح کون جانتا تھا
مقابل کو اگر وہ کسی چیز کو یا انسان کو پسند نہیں کرتی تھی تو اسی انسان یا
چیز کو ہی اپنے اندر ایسی کوئی خاصیت پیدا کرنی ہوگی کہ وہ مقابل کو پسند آ
جائے اگر انسان ہیں تو وہی جھکے اس کے سامنے۔۔۔۔۔ وہ اس کی
باتوں کی وجہ سے اس پر غصہ کر کے

اسے خود سے بدگمان نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ وہ اپنی محبت کو کھونے کے
ڈر سے اس کے سامنے جھک جاتا تھا۔۔

⊙⊙ تیری آنکھوں نے مجھ سے میری خوداری چھینی ورنہ

پاؤں کی ٹھوک سے میں کر دیتا تھا دنیا ایک طرف ⊙ وہ ابھی تک اس
کے لبوں کو اپنی سخت گرفت میں لے کر کھڑا تھا۔۔۔ وہ اس کی ایک

ایک مزاحمت پہ اپنے کام میں وہ اور زیادہ شدت لا رہا تھا۔۔۔ اس کے ہاتھ بے باکی سے اس کی کمر سہلا رہے تھے۔۔۔ جب کہ فجر اس کی گرفت میں بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی۔۔۔ وہ اس کا بدن ڈھیلا پڑتا محسوس کرتا اور اس کی بند ہوئی سانسوں کو دیکھتا اس کے بلائی لب پہ اپنے ڈانت سختی سے گاڑھتا پیچھے ہوا تھا۔۔۔ اس کے پیچھے ہونے پہ فجر گہرے گہرے سانس بھرتی خود کو نارمل کر رہی تھی۔۔۔ اس کے اس طرح سانس لینے کے عمل کی وجہ سے اس کے نشیب و فراز ایک خوبصورت منظر پیش کر رہے تھے۔۔۔ آج پھر اس کی شرٹ کے دو بٹن کھلے ہوئے تھے۔۔۔ جس کی وجہ سے اس کی بدن کی رعنائیاں صاف جھلک رہی تھی۔۔۔ یہ سب دیکھتے ہی ضارب کی آنکھیں پل میں خمار آلودہ ہوئی تھی۔۔۔ بلیک رنگ میں اس کا وجود چاندی کی طرح دمک رہا تھا۔۔۔

میں۔۔۔ ابھی فجر کوئی اور بات کرتی جب ضارب اس کے منہ پہ انگلی رکھتا اسے خاموش کروا گیا تھا۔۔۔

سب کڑوی باتیں بعد میں کرنا پہلے کھانا کھالوں۔۔۔ ضارب اس کے کندھوں پہ ٹھوڑا زور دیتا اسے بیڈ پہ بٹھاتا اس کے لب پہ اپنے لب رکھتا نرمی سے بولا تھا۔۔۔

بہت ہی مشکل سے وہ اس کے وجود سے نظریں چرا رہا تھا۔۔۔ کتنا مشکل ہوتا ہیں ناجب ہم کسی پہ حق رکھنے کے باوجود بھی اپنا حق استعمال نہ کر سکتے ہوں۔۔۔

ضارب ٹیبل سے ٹرے اٹھاتا اس کے سامنے رکھتا اسے آنکھوں سے کھانے کا اشارہ کر رہا تھا۔۔۔ اس کے اشارے کرنے پہ فجر اپنی چھوٹی سے ناک سکوڑتی رخ موڑ گی تھی۔۔۔ اس کی اس ادا پہ ضارب رٹوٹ کر پیار آیا تھا۔۔۔

اس طرح منہ بنانے کی کیا ضرورت ہیں سیدھی طرح بول دوں کہ
میرے ہاتھ سے کھانا چاہتی ہوں۔۔۔ ضارب نوالہ بناتا اس کے منہ
کے سامنے کرتا پیار سے بولا تھا۔۔ اس کے اس طرح کرنے پہ فجر نے
ایک بار پھر اپنی ناک چڑھائی تھی۔۔ مجھے نہیں کھانا لے جاؤ اسے بھی
اور خود بھی جاو۔۔۔ فجر ضارب کو دیکھتی اپنے بالوں کا جوڑا بناتی
ایٹیٹیوڈ سے بولی تھی۔۔ اس کی اس طرح بولنے پہ اس کے چہرے
کے ایکسپریشن دیکھ کر ضارب نے اپنا نچلے لب دانتوں تلے دبا کر اپنی
ہنسی روکی تھی۔۔۔

جیسی تمہاری مرضی لیکن میں تمہیں یہ کھلا کر جاؤ گا۔۔ اب تم نے خود
نہیں کھایا اس لیے میں اپنے ہی طریقے سے کھلاؤ گا تمہیں۔۔۔ ضارب
نوالے کا تھوڑا سا حصہ اپنے منہ میں ڈالتا ایک ہاتھ اس کے سر کے پیچھے
کرتا اپنے لب اس کے لب کے پاس لاتا نوالہ اس کے منہ میں ڈال گیا تھا

۔۔۔ اس کے اس طرح نوالہ کھلانے پہ فجر کی آنکھیں مکمل طور پہ کھلی
تھی۔۔۔ نوالہ اس کے گلے میں اٹکا تھا۔۔۔ اسے ایک زوردار کھانسی کا
دورہ پڑا تھا۔۔۔

ضارب جلدی سے پیچھے ہوتا سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھاتا اس کے
سامنے کر گیا تھا۔۔۔ فجر ایک نظر پانی کو دیکھتی غصے سے اپنا رخ موڑ
گی تھی۔۔۔

تھیک ہیں تم نہیں پینا چاہتی تو میں تمہیں اپنے طریقے سے پلا سکتا
ہوں۔۔۔۔۔ ضارب اس کا کھانسی کی وجہ سے سرخ چہرہ دیکھتا بے باکی
سے بولتا گلاس اپنے منہ سے لگا گیا تھا۔۔۔ اس سے پہلے وہ پانی پتا فجر اس
سے چھیننے والے انداز میں گلاس لیتی اپنے منہ سے لگاتی پانی پی گی
تھی۔۔۔

اس کی سپیڈ دیکھ کر ضارب نے بڑی مشکل سے ہنسی کنٹرول کی
تھی۔۔۔۔

وہ جانتا تھا کہ وہ پانی پی لے گی۔۔ یہ صرف اس کو ڈرانے کے لیے کیا
تھا۔۔۔

اب کھالوں گی یا میں ہیلپ کر دوں۔۔۔ ویسے مجھے تو کوئی پر اہلم نہیں
ہیں بس تمہیں ہی کھانسی کا دورہ پڑ جاتا ہے۔۔۔۔ ضارب اس کی سرخ
چہرہ دیکھتا اپنی ہنسی روکتا سنجیدگی سے بولا تھا۔۔۔ اس کے بات کرنے کی
دیر تھی فجر جلدی سے کھانا شروع کر گئی تھی۔۔۔ اگلے دس منٹوں میں
وہ کھانا ختم کر چکی تھی۔۔۔ اس کی سپیڈ ہی اتنی تھی۔۔۔۔ ضارب اس
کو بس دیکھتا رہا تھا۔۔۔ اس نے کچھ بولا نہیں تھا۔۔۔ وہ بول کر اسے
روکنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔

اب جاؤ یہاں سے اور یہ اپنی ٹرے بھی لے جاؤ۔۔۔ فجر کھانا ختم کرتی
اپنے ہاتھ اس کی شرٹ سے صاف کرتی جو وہ ابھی چینج کی تھی اس نے
۔۔۔۔ فجر جانتی تھی کہ مقابل بہت ہی صفائی پسند ہیں۔۔۔ اپنی

شرٹ گندی دیکھتا وہ جلدی سے چلا جائے گا۔۔۔ ضارب ایک نظر اپنی
شرٹ دیکھتا جس پہ زیادہ تو نہیں تھوڑے سے داغ ضرور تھے۔۔۔ وہ
خاموشی سے کھڑا ہوتا ٹرے پکڑتا۔۔۔ سائیڈ ٹیبل پہ ٹرے رکھتا اپنی
شرٹ اتارتا واپس اس کے پاس آیا تھا۔۔۔

فجر جو خوش ہو کر بیٹھی تھی کہ وہ جارہا ہیں اسے واپس آتا دیکھ وہ بھی
شرٹ لیس وہ اس کو غصے سے گھورتی اپنی نظریں جھکا گئی
تھی۔۔۔۔ ضارب اس کی گھوری کی بنا کوئی پرواہ کیے اس کے پاس آتا
اسے اپنے حصار میں لیتا اس پہ اور

اپنے اوپر کبیل دے گیا تھا۔۔۔ اس کا آج رات اس کے پاس سونے کا
اردہ تھا۔۔۔ ویسے بھی کل اتوار تھا۔۔۔ اس لیے وہ اس کے پاس
سکون سے سونا چاہتا تھا۔۔۔

یہ کیا بد تمیزی ہیں نگلوں میرے کمرے سے تم۔۔۔
فجر خود کو اس کے حصار سے چھڑوانے کی پوری کوشش کی تھی
۔۔۔ جب چھڑوا نہیں پائی تو اس کی آنکھوں میں دیکھتی اونچی آواز میں
غرائی تھی۔۔۔ ضارب اس کے بولنے پہ پہلو بدل کر رہ گیا تھا۔۔۔
بد تمیزی نہیں جان یہ میری محبت ہیں۔۔۔ ضارب اس کی گردن پہ
دانٹ گاڑھتا تحمل سے بولا تھا۔۔۔ وہ پوری کوشش کر رہا تھا کہ وہ غصہ
نہ کرے اس پہ۔۔۔ اس کو پیار سے ٹریٹ کریں۔۔۔

مجھے نہیں چاہیے تمہاری یہ محبت جاؤ تم یہاں سے اور میری جان
چھوڑو۔۔۔ فجر اس کو دھکیلتی ایک بار پھر اونچی آواز میں بولی تھی

۔۔۔۔۔ضارب جو اس کی گردن پہ اب نرمی سے لب رکھ رہا تھا۔ اس کی بات سنتے اس کے کام میں شدت آئی تھی۔۔۔۔۔

وہ اس کی بات کا بغیر کوئی جواب دیے اس کی شرٹ کے سارے بٹن کھولتا اس کے ڈھڑکنوں کے مقام پہ جگہ جگہ اپنے دانت گاڑ رہا تھا۔۔۔۔۔فجر کے اب دونوں ہاتھ اس کی قید میں تھے اس لیے وہ کوئی بھی مزاحمت نہیں کر پار ہی تھی۔۔۔۔۔

غصے اور شرم کے ملے جلے تاثرات کی وجہ سے اس کا چہرہ اس وقت بھانپ چھوڑ رہا تھا۔۔۔جان تو اس کی اس وقت ہوا ہوئی تھی جب ضارب اسے ٹھوڑا اوپر کرتا بغیر اسے کوئی سمجھنے کا موقع دیے اس کی شرٹ پل میں اتار چکا تھا۔۔میرا نور میرا یہاں آکر صرف تمہارے سینے پہ سر رکھ کر سونے کا ارادہ تھا لیکن تمہاری ان باتوں کو سن کر مجھے لگا کہ میں اپنے پیار کو ڈیمو تھوڑا سا پریکٹلی کر کے دکھا بھی دوں۔۔ضارب

اس کی ڈھرنوں سے اپنا سر اوپر کرتا اسے آنکھ و نك كرتا بے باكى سے
بولاتا تھا۔۔۔ اس كى بات سنتے هى فجر غصے سے اپنا چهره پھير گى تھى
۔۔ شرم اپنى جگه ليكن غصه اس كا پورے شاه حويلى كے لڑكوں سے
بھى زياده تھا۔۔۔ ضارب اس كا چهره ديكتا جو غصے اور شرم سے لال هو
گيا تھا۔۔۔

وه اب اس كے پيٹ پہ جگه جگه اپنے لب ركھ رها تھا۔۔۔ اس كوئى بھى
مومنٹ نا كرتے ديكتا ضارب اب اس كے پيٹ پہ اپنى كالى بئير ڈر كڑ رها
تھا۔۔ جس سے فجر كو اپنے پيٹ ميں كد كدى محسوس هوئى تھى ليكن وه
هنسى نهىں تھى۔۔۔

اسے خود پہ كنڑول ركھنا آتا تھا۔۔۔ ضارب اپنا سر اس كے پيٹ سے
اٹھاتا اس كے چهرے كى طرف ديكتا جس پہ كوئى اس كى قربت كے

رنگ نہیں تھے۔۔۔ اس کا دماغ بھک سے اڑا تھا۔ پہلے تو کبھی بھی ایسا نہیں ہوا تھا۔۔۔۔

کیا چاہتی ہو تم کہ میں چلا جاؤ چلا جاؤ گا پر یوں بے رخی نہ برتوں میرے ساتھ۔۔۔ تم مجھ سے لڑو بد تمیزی کرو۔۔۔ پر میری قربت میں تم ایسے پڑی رہو جیسے میرے چھونے سے تمہیں فرق نہیں پڑ رہا یہ میں برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔ ضارب اس کو اپنے اوپر کرتا اس کی آنکھوں میں دیکھتا نرمی سے بولا تھا۔۔۔ اور یہ سچ تھا مرد کو اپنی قربت کے رنگ دیکھنا۔ اس کا اثر مانا بہت ہی زیادہ اٹریکٹ اور پسند کرتا ہیں ویسے بھی شرم تو ایک عورت کا گہنا ہے اس کے بغیر تو وہ ادھوری لگتی ہیں۔۔۔۔

ایک عورت شرماتی تب ہیں جب وہ اپنے من پسند انسان کی قربت میں ہوں۔۔۔ میں تو اس انسان کی باہوں میں ہوں جس کے ساتھ میں نے

کبھی یہ سب سوچا بھی نہیں تھا۔۔۔ فجر اس کی آنکھوں میں دیکھتی
برفیلے لہجے میں بولی تھی۔۔۔

اس کی بات سنتے ہی ضارب کا وجود آندھیوں کی زد میں آیا تھا۔ اس کی
آنکھوں میں سرخی چھائی۔ اس کا دل کسی نے مٹھی میں جکڑا تھا
۔۔۔۔ یہ سوچنا ہی اس کے لیے سوہان روح تھا کہ وہ خود کو کسی اور کی
قربت میں دیکھتی رہی ہیں۔۔۔ محبت تک تو بات ٹھیک تھی اس نے
برداشت کر لی لیکن اتنی وہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کی محبت کسی
اور کی قربت کے خواب سجاتی رہی ہیں یہ بات سوچتے ہی اس کی سانسیں
کہی سینے میں اٹکی تھی۔۔۔ غصے کی وجہ سے اس کی دماغ اور ہاتھ کی نیلی
رگیں واضح نظر آرہی تھی۔۔۔ یہ دیکھتے ہی فجر کے گلے میں گلٹی ابھر کر
معدوم ہوئی تھی۔۔۔

اس اپنے ساتھ کچھ غلط ہونے کا احساس ہو رہا تھا۔۔۔ اس کی سرخ آنکھوں کو دیکھتی اس نے اپنی زبان پر سودفعہ لعنت بھیجی تھی جو کہی بھی پسٹ جاتی تھی۔۔۔ اس کی سرخ آنکھیں اس کا بے حد غصے میں ہونے کا پتہ دیں رہی تھی۔۔۔ فجر کے پاس یہ اچھا موقع تھا اس سے طلاق مانگنے کا۔۔۔ اس سے بہتر یہ کون جان سکتا تھا کہ وہ غصے میں ہر حد سے گزر جاتا تھا۔۔۔

فجر اس کی آنکھوں میں دیکھتی یہ سوچ رہی تھی۔۔۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ مرد جتنے بھی غصے میں ہوں لیکن اپنی من پسند عورت کو کبھی بھی نہیں چھوڑتا۔۔۔

میں تمہیں بتاتا ہوں کہ عورت مرد کی قربت میں کیسے شرماتی ہیں چاہیے وہ اس کا من پسند ہوں یا زبردستی واضارب سرد لہجے میں بولتا اس اپنے نیچے کرتا اپنا سارا وزن اس پر ڈال گیا تھا۔۔۔۔۔ اس کا برفیہ

لہجہ دیکھتے اور اس پر اپنا وزن ڈالنے کے بعد وہ خود کو بے بس محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔۔ بے بسی کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں سے آنسو آنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ ضارب اس کے آنسو اگنور کرتا اس کے لبوں کو اپنی سخت گرفت میں لے گیا تھا۔۔۔۔۔ وہاں پہ اپنی شدتیں دکھانے کے بعد وہ رکا نہیں تھا۔۔۔۔۔ گردن بھی اپنی شدتوں سے جامنی کرنے کے بعد وہ اس کی ڈھڑکنوں پہ جھکا تھا۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر پہلے جتنی بھی نرمی دکھائی تھی اب وہاں اس سے بھی زیادہ وہ شدت دکھا رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ کچھ ہی پل میں اس کا سارا بدن اپنی شدتوں سے داغ دار کر چکا تھا۔۔۔۔۔ فجر سے نظریں اٹھانا محال ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ اس نے اپنی کہی بات سچ کر کے دکھائی تھی۔۔۔۔۔ وہ اس کے چہرے پہ اپنی قربت کے رنگ لا کر رہے گا اور ایسا ہی ہوا تھا اس وقت فجر کا چہرہ لہو چھلک رہا تھا۔۔۔۔۔ ابھی تو میں نے کچھ کیا ہی نہیں مینے تم اتنا اثر مار ہی ہوں جب

میں تمہاری روح میں اتروں گا تب تمہیں اچھی طرح اندازہ ہو گا کہ
قربت میں شرمناکسے کہتے ہیں۔۔۔ ضارب اپنا چہرہ اس کے سینے کی
گہرائیوں سے نکالتا اس کے لبوں پہ اپنے لب رکھتا اس کو تھوڑا اوپر اٹھاتا
اس کی سٹریپ کے ہک کھولتا اس بوکھلانے پہ مجبور کر گیا تھا۔۔۔ اس کی
بات سنتے ہی فجر کی آنکھوں میں خوف کے سائے لہرائے تھے
۔۔۔ اس آج ضارب کی آنکھوں میں ایک جنون نظر آیا تھا
۔۔۔ اس میں کچھ بولنے کی ہمت بھی نہیں رہی تھی۔۔۔۔۔ ضارب
نے ابھی تک اس کی آنکھوں میں خوف نہیں دیکھا تھا۔۔۔ ورنہ وہ یہی
سے پیچھے ہو جاتا۔۔۔ وہ کبھی بھی نہیں چاہتا تھا اس کی محبت اس کی
قربت میں اس سے خوف کی وجہ سے آنسو بہائے۔۔۔۔۔ یہ اسے قبول
تھا کہ وہ اس کی شدتوں میں آنسو بہائے اور سسکیاں
بھرے۔۔۔ ضارب اس کی مزاحمت دیکھتا اس کے دونوں ہاتھوں کو

اپنی قید میں لیتا بیڈ کراؤن کے ساتھ پن کر گیا تھا۔۔۔ بغیر اس کا چہرہ
دیکھے وہ اس کی ڈھڑکنوں کے مقام پہ جھکتا اپنے اور اس کے درمیان یہ
چھوٹا سا پردہ بھی اپنے دانتوں سے ایک سائیڈ پہ کر گیا تھا۔۔۔ اس کی
اس حرکت پہ فجر کو اپنے کانوں سے دھواں نکلتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔
پلیز۔۔۔ نہیں

۔۔۔ کریں۔۔۔ میری۔۔۔ طبیعت۔۔۔ خراب۔۔۔ ہیں۔۔۔ وہ جو
اس کے اور اپنے درمیان آخری پردے کو بھی اس کے بدن سے جدا
کرنے والا تھا۔۔۔

فجر کی آواز پہ اپنا چہرہ اوپر کرتا اس کو آئینہ واچکا کر دیکھا تھا۔۔۔
کیا ہوا ہیں تمہاری طبیعت کو لگ تو بالکل ٹھیک رہی ہوں۔۔۔۔۔ زبان
درازی بھی تم نے تھیک کی ہیں۔۔۔۔۔

ضارب اس کی ڈھڑکنوں کو اپنے ہاتھ سے بے باکی سے چھوتا سے سسکی
بھرنے پہ مجبور کر گیا تھا۔۔۔۔۔ اس کا ایک ہاتھ اس کی ڈھڑکنوں پہ تھا
اور ایک ہاتھ اس کے پیٹ پہ۔۔۔۔۔ جان اس کی تب نکلتی تھی جب اس کا
ہاتھ تھوڑا سا نیچے سرکتا تھا۔۔۔۔۔

وہ۔۔۔۔۔ میری۔۔۔۔۔ طبیعت۔۔۔۔۔ سچ

۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ خراب۔۔۔۔۔ ہیں

۔۔۔۔۔ آپ۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ سمجھے۔۔۔۔۔ گے۔۔۔۔۔ فجر ضارب کی آنکھوں
میں دیکھتی اٹک کر بولی تھی۔۔۔۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں زیادہ دیر نہیں
دیکھ پائی تھی۔۔۔۔۔ اس کی آنکھوں میں آج اس کو اپنا بنانے کا ایک الگ
جنون تھا۔۔۔۔۔

اووووو۔۔۔۔۔ اچھا اب میں سمجھا تمہاری طبیعت کس طرح خراب
ہیں۔۔۔۔۔ درد بھی ہو رہا ہو گا۔۔۔۔۔ ایک بار تم مجھے پہلے بتاتی ہیں اس درد

کی نوبت ہی نالاتا جس درد سے تم اب گزر رہی ہوں۔۔۔ ضارب اس کی تکلیف سمجھتا ہے اپنے اوپر سینے پہ لٹاتا بے باکی کی ساری حدیں پار کرتا ہوا بولا تھا۔۔۔

اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہی فجر کا دل کر رہا تھا وہ یہاں سے غائب ہو جائے یا اس انسان کو غائب کر دیں۔

اب سو جاؤ اس سے پہلے میں تمہاری طبیعت خراب کا بھی لحاظ نہ کروں۔۔۔ ضارب اس کی کمر سہلاتا اپنے لہجے کو سخت بناتا ہوا بولا تھا۔۔۔ وہ سچ میں آج اس کو اپنے وجود کا حصہ بنانے والا تھا۔ اگر اس کی طبیعت خراب نہ ہوتی۔۔۔

وہ چھوٹے شاہ کی نکاح والے دن اپنی رخصتی کروانے کا پورا ارادہ رکھتا تھا۔ لیکن اس کی منکوحہ نے اس کے سارے ارادوں پہ پانی پھیر دیا تھا۔۔۔

ایسے۔۔۔ ہی۔۔۔ فجر اس کے سینے سے سر نکالتی اس کی آنکھوں میں
دیکھتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔۔۔ اس طرح سر نکال کر پوچھنے کی وجہ
سے وہ اتنی کیوٹ لگ رہی تھی۔۔۔ ضارب اس کے ہونٹ چوم گیا
تھا۔۔۔

ہاں۔۔۔ ایسے ہی ویسے بھی میں تمہیں مکمل طور پر دیکھ چکا ہوں۔۔۔ اگر
تم نہیں سونا چاہتی تو بتادوں مجھے ہم اور بھی بہت کچھ کر سکتے ہیں
۔۔۔ ضارب اس کی کمر سہلاتا نرمی سے بولا تھا۔۔۔

اس کے بولنے پہ فجر نے اپنی آنکھیں جلدی سے بند کی تھی۔۔۔
کچھ ہی دیر میں وہ دونوں ہی ایک دوسرے کی آغوش میں گہری نیند میں
چلے گئے تھے۔۔۔

اس وقت صبح کے سات بج رہے تھے۔۔۔ آج اتوار ہونے کی وجہ سے
سبھی اپنے اپنے کمروں میں سوئے ہوئے تھے۔۔۔ اتوار کے دن کوئی
بھی کسی کو ڈسٹرب نہیں کریں گا۔۔۔ یہ رول ہماری معصوم سی حور نے
بنایا تھا۔۔۔ جو پورا ہفتہ اپنے بڑی شیڈول کی وجہ سے مصروف رہتی
تھی۔۔۔ اس کا صرف ہفتے کی رات اور اتوار کو دن ہی ناول پڑھنے کے
لیے نصیب ہوتا تھا۔ اس لیے اس نے سب گھر والوں کو سختی سے حکم
دیا تھا کہ وہ اتوار والے دن کسی کو کچھ نہ کہے

خاص طور پر اسے۔۔۔ اور شاہ حویلی کی سب سے چھوٹی لاڈلی کا کوئی حکم
ہوں اور شاہ حویلی والے نامانے ایسا بھلا ہو سکتا ہیں کیا۔۔۔

فجر جو ضارب کے سینے پہ ابھی تک سر رکھ کر سو رہی تھی۔۔۔ ان
دونوں کی ہی حالت شام والی تھی۔۔۔ اس کے بعد کسی کی بھی نیند
نہیں کھلی تھی دوبارہ۔۔۔ ابھی فجر کی آنکھ کھڑکی سے آتی سورج کی

تیز روشنی کی وجہ سے کھلی تھی۔۔۔۔ خود کو ضارب کے حصار میں اس طرح قید دیکھ کر اس کے جسم کا سارا خون چہرے پہ آیا تھا۔۔۔ اس کی نیند بہت زیادہ گہری ہوتی تھی۔۔۔ اس لیے اس رات کو ایک بار بھی محسوس نہیں ہوا کہ وہ کسی کے حصار میں قید ہیں۔۔۔

ضارب جو کب سے جاگ رہا تھا۔۔۔ بس اس کی نیند خراب نہ ہونے کی وجہ سے آرام سے لیٹا ہوا تھا۔۔۔ ابھی فجر کی زرا سے مومنٹ کرنے پہ وہ جاگ گیا تھا۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ اٹھتی ضارب اس پر اپنی پکڑ مضبوط کر گیا تھا۔۔۔ مجھے واٹر روم جانا ہیں۔۔۔ فجر بغیر اس کی طرف دیکھے دھیمی آواز میں بولی تھی۔۔۔ اس وقت وہ شرم سے پانی پانی ہو رہی تھی۔۔۔۔ رات کو لائٹس بالکل مدھم ہونے کی وجہ سے بہت کم وہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

اب تو سارے کمرے میں سورج کی روشنی پھیل گئی تھی۔۔۔

ایسے جاؤں گی واشروم۔۔۔ ضارب اس کی ڈھڑکنوں کو اپنے ہاتھوں سے چھوتا بے باکی سے بولا تھا۔۔۔ اسے تنگ کرنے میں بہت مزا آرہا تھا مقابل کو۔۔۔ رات جو اس نے اسے اپنی باتوں سے تکلیف پہنچائی تھی۔۔۔

اس کو سود سمیٹ اس نے بدلہ لے لیا تھا۔۔۔ فجر اس کی حرکت پر اس کا بات مطلب سمجھتی جلدی سے ناں میں سر ہلا گئی تھی۔۔۔۔۔
تو پھر پڑی رہوں آرام سے۔۔۔۔۔ مجھے میرا مورنگ رو مینس تو کرنے دوں۔۔۔۔۔ ضارب اسے اپنے نیچے کرتا مکمل طور پر اس پر سایہ فگن ہوا تھا۔۔۔

پلیز۔۔۔ نہیں۔۔۔ مجھے۔۔۔ واشروم۔۔۔ جانا۔۔۔ ہیں۔۔۔ فجر اس کو دوبارہ کل رات والے موڈ میں واپس دیکھتی جلدی سے بولی تھی۔۔۔۔۔

کیا کرنا ہیں واثر و م میں جا کر۔۔۔ ابھی تو میں نے کچھ کیا ہی نہیں جو تم
پر غسل فرض ہوں۔۔۔۔۔ ضارب اس کی ڈھڑکنوں پہ جھکتا گھمبیر
آواز میں بولا تھا۔۔۔

اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہی فجر کانوں کی لوں تک سرخ پڑی
تھی۔۔۔۔۔ مقابل اتنا بے شرم اور بے باک ہو گا۔۔ اس یہ اندازہ نہیں
تھا۔۔۔۔۔۔۔ وہ تو اسے بالکل سنجیدہ مزاج اور شریف قسم کا انسان
سمجھتی تھی۔۔۔۔۔

میرا نور شریف ہر کوئی ہوتا لیکن جب اتنی خوبصورت بیوی سامنے ہوں
تو کون کافر شریف رہے گا۔۔۔۔۔ ضارب اس کے لبوں پہ اپنے لب
رکھتا اس کی سٹریپ اٹھاتا۔۔ اسے تھوڑا سا اوپر اٹھاتا پہنا گیا تھا۔۔۔ اس
کی اس حرکت پہ فجر نے اس اپنا چہرہ اس کے سینے میں چھپایا تھا
۔۔۔۔۔ فجر تو بس اس بے باک انسان کو دیکھ کر رہ گئی تھی۔۔۔ جو کب کیا

کر جائے پتا ہی نہیں چلتا اور سب سے اہم بات سے کیسے پتا چل گیا تھا کہ وہ کیا سوچ رہی ہیں۔۔۔۔۔ تو کیا مقابل اس سے اتنی محبت کرتا تھا وہ اس کے دل کا حال بھی جان گیا تھا۔۔۔۔۔ فجر یہ سوچتی پھر اپنی ہی سوچ کو جھٹلا گی تھی۔۔۔۔۔ کل رات تم نے میرے ارادوں پہ پانی بڑی اچھا طرح پھیرا ہیں۔۔۔۔۔ لیکن یہ ناسوچنا تمہاری جان بچ گی مجھ سے میں بہت ہی جلد رخصتی کروا کے تمہیں اپنے پاس لے آؤ گا اور پھر تم ہر رات میری قربت میں گزارو گی۔۔۔۔۔ ضارب اس کی شرٹ اٹھاتا اسے کمر سے اوپر اٹھاتا اسے شرٹ پہناتا سختی سے بولا تھا۔۔۔۔۔ اس کو مقابل کی رات والی باتیں بھول بھی نہیں رہی تھی۔۔۔۔۔ لیکن وہ ابھی تک اس نے اپنے غصے پہ قابو پایا ہوا تھا۔۔۔۔۔ ورنہ دل تو اس کا فجر کو سبق سکھانے کا کر رہا تھا۔۔۔۔۔

جس نے ایسی باتیں اپنے منہ سے نکالی تھی۔۔۔۔۔

اب جاؤ اس سے پہلے میں تمہاری طبیعت کا لحاظ بھی نہ کروں اور تمہیں
اپنے وجود کا حصہ بنادوں۔۔۔۔۔ ضارب اس کے اوپر سے اٹھتا سرد لہجے
میں بولا تھا۔۔۔۔۔

فجر تو بس اس کا دھوپ اور چھاؤں والا روپ ہی دیکھ کر رہ گئی تھی
 --- جتنی اس نے تھوڑی سے نرمی دکھائی تھی --- اتنا ہی اس نے
 اپنے لہجے کو اب سخت کر لیا تھا --- فجر اس کو ایک نظر دیکھتی جلدی
 سے واشروم میں گئی تھی --- اس نے اس لیے نرمی دکھائی تھی کہ وہ
 اس کا نرم لہجہ پاتے ہی پھر سے شیرنی بن جائے گی اور وہ کچھ ایسا بول
 جائے جس سے اس کا صبر ٹوٹ جائے یہ وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا
 --- اور ویسے بھی اسے اب اپنے کمرے میں جانا تھا اگر اس کے
 کمرے میں اس کو ناپا کر کسی کو شک ہو گیا نا تو فجر پر باتیں بن سکتی تھی

اور اس کی محبت یہ کبھی بھی برداشت نہ کر پاتی کہ اس کی محبت پر کوئی
بات کریں۔۔۔۔۔ ویسے بھی دعا کی عادت تھی کہ وہ اس کے کمرے میں
صبح صبح چکر لگاتی تھی۔۔۔۔۔ آج تو اتوار تھا اور سب نے شاپنگ پہ جانا
تھا۔۔۔۔۔

وہ اپنی شرٹ پہنتا جلدی سے فجر کے کمرے سے نکلا تھا۔۔۔ فجر کو
اپنے کمرے کا دروازہ کھلتا اور بند محسوس ہوتا اس نے ایک شکر کی سانس
بھری تھی۔۔

زیان کب سے گھر واپس آچکا تھا۔۔۔ اس وقت وہ اپنی گاڑی
کارپورچ میں کھڑی کرتا ڈرائیونگ سیٹ پر سرٹکا کر بیٹھا ہوا تھا
۔۔۔ پوری رات اس نے اپنے فارم ہاؤس پہ سگریٹ پھونک پھونک کر
گزاری تھی۔۔۔۔

ابھی بھی اس کی انگلیوں میں سگریٹ موجود تھی۔۔۔ جو اس کی انگلیوں کو جلانے کا کام سرانجام دے رہی تھی۔۔

وہ یہاں اس لیے آیا تھا کہ کسی کو اس کی وجہ سے پریشانی نہ ہوں۔۔۔ وہ اپنی اجرّی ہوئی حالت کسی کو دکھا کر پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

خاص طور اپنی ماں کو۔۔ وہ ابھی تک اسی گرے شرٹ میں ملبوس تھا۔۔۔ بلیک بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے۔۔۔ سبز آنکھیں میں اس وقت سرخی چھائی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ گلابی عنابی ہونٹ پوری رات سگریٹ پینے کی وجہ سے ہلکے کلیجی رنگ میں جھال دیں رہے تھے۔۔۔۔۔ اسی وقت کایان کی بھی گاڑی شاہ حویلی میں داخل ہوئی تھی۔۔۔۔۔ وہ اپنی گاڑی کارپورچ میں کھڑی کرتا اندر کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔۔ جب

اس کی نظر گاڑی میں بیٹھے زیان پہ پڑی تھی۔۔۔۔۔ وہ اپنے قدم واپس لیتا اس کی طرف رخ موڑ گیا تھا۔۔۔

زیان کی گاڑی اس کے علاوہ کسی کے استعمال میں نہیں آتی تھی اس لیے دور سے اسے پتا چل گیا تھا کہ اندر بیٹھا وجود زیان ہیں اور کوئی نہیں۔۔۔۔۔ اسے اپنا غصہ بھی تو اس پر نکالنا تھا۔۔۔

وہ اتنا زیادہ کام کر کے تھک گیا تھا۔۔۔ اس نے اپنی آنکھیں بہت مشکل سے کھولی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اب وہ جا کر سوئے گا ورنہ اس کا مود آج پورا دن حور کے ساتھ گزارنے کا تھا۔۔۔۔۔

جو اس کی نیند میں برباد ہونے والا تھا۔۔۔ یہ سب سوچتے ہی کایان کا چہرہ اور زیادہ سرخ ہوا تھا۔۔۔۔۔

نکل باہر۔۔۔۔۔ کایان اس کی گاڑی کے پاس پہنچتا دروازہ کھولتا غصے سے بولا تھا۔۔۔۔۔ اسے غصہ یہ نہیں تھا کہ اس نے اتنا سارا کام اکیسے کیا لیکن

زیان نے اسے کہا تھا کہ وہ کنزہ کو گھر چھوڑ کر واپس اس کے پاس آئے گا
لیکن وہ نہیں آیا تھا۔۔۔

سب سے زیادہ غصہ اسے اس بات تھا۔۔۔

زیان جو کل رات والے واقع میں ہی کھویا ہوا تھا۔۔۔ کایان کی آواز اس
نے سنی ہی نہیں تھی۔۔۔ کایان اس کو سٹل وہی پہ دیکھتا پہلو بدل کر رہ
گیا تھا۔۔۔ وہ اس کو بازو سے پکڑتا گاڑی سے کھینچنے والے انداز میں
اتار گیا تھا۔۔۔

زیان بھی اس کے کھینچنے پہ خاموشی سے نیچے اتر آیا تھا۔۔۔ ورنہ
کایان میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ زیان کو اس کی مرضی کے بغیر اتار
پاتا۔۔۔ شاہ حویلی کے لڑکوں میں سے سب سے زیادہ جم زیان ہی
کرتا تھا۔۔۔

کثرت سے جم کرنے کی وجہ سے اس کا وجود زیادہ چوڑا تھا۔۔۔

بے غیرت انسان۔۔۔ جب تو نے بولا تھا کہ توں کنزہ کو چھوڑ کر واپس
آئے گا پھر یا کیوں نہیں۔۔۔۔ سب سے زیادہ میں ہی تم لوگوں کو نکما
نظر آتا ہوں۔۔۔ تم لوگ تو اپنی اپنی سیٹنگ کر کے سائیڈ پہ ہو جاؤ
۔۔۔ لیکن مجھ غریب کا کیا بنے گا۔۔۔ ایک تجھ سے بھی بڑا بے
غیرت اس گھر میں پایا جاتا ہیں اسے میں نے رات کو فون کیا تھا لیکن
مجال ہیں جو اس نے میرا فون اٹھایا ہوں۔۔۔۔۔

جب سے اس کا نکاح ہوا وہ صرف گھر پر ہی۔۔۔ اس سے پہلے کا یان
اپنی نا ختم ہونے والا لیکچر بند کرتا یان نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا
۔۔۔۔ کا یان اس کی آنکھوں میں سرخی دیکھتا چپ ہوا تھا۔۔۔۔۔ اس
کے چہرے پہ درد کے آثار تھے۔۔۔۔ کا یان نے اس کے حلیے پہ نظر
ماری تھی وہ ابھی تک کل والے حلیے میں ہو موجود تھا۔۔۔۔ اس کو دیکھ
کر کا یان کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔ وہ آج اسے تھکا تھکا سا لگا تھا۔۔۔

ہوگی تیری بکو اس اب چل۔۔۔۔۔ زیاں اس کی طرف دیکھتا بات کو ہوا
میں اڑتا اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتا سے اندر لے کر جا رہا تھا لیکن وہ تو
بس اس کی آواز سن کر ہی وہی پہ جم گیا تھا۔۔۔ اس کی آواز میں آج ایک
درد تھا۔

جو کایاں نے شدت سے محسوس کیا تھا۔۔۔ وہ دونوں بچپن سے ہی ایک دوسرے کے ساتھ رہے ہیں۔۔ ہر دکھ سکھ انہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ شئیر کیا ہیں۔۔۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی شکل دیکھ کر ہی پہچان لیتے تھے کہ کون کس حال میں ہیں۔۔۔

کیا ہوا ہیں تجھے یہ کیا اجرے ہوئی عاشقوں جیسی شکل بنائی ہوئی ہیں
 --- کا یاں اس کو گریبان سے پکڑتا اس کی سبز نگینوں جیسی آنکھوں
 میں اپنی نیلی سمندر جیسی آنکھیں گاڑھتا سختی سے پوچھ رہا تھا۔۔۔ اس

کی بات سنتے زیان گہرا مسکرایا تھا۔۔۔ وہ جتنی بھی کوشش کر لیتا کہ
مقابل کو پتانا چلے کہ وہ کس حال میں ہیں لیکن اسے پتا چل گیا تھا۔۔۔

♥ میرے دل جس دل پہ فدا ہیں

ۛ اک بے وفا ہیں، اک بے وفا ہیں

زیان اس کے چہرے کے قریب ہوتا اپنی خوبصورت آواز میں گانے کی
دولائیں گنگنا تا پیچھے ہوا تھا۔۔۔ جب کے اپنے سوال کا بلکل ہی الٹ
جواب ملنے پہ کایان بس اس کو گھور کر رہ گیا تھا۔۔۔ وہ ہمیشہ ہی ایسا کرتا
تھا جب بھی اس کا سچ بتانے کا موڈ نہ ہوتا

یا تو وہ بات کو گھما دیتا تھا یا پھر وہ کوئی لطیفہ یا گانا سنا کر بات ٹال دیتا تھا

تو نے سیکرٹ پی ہیں۔۔۔ اس کے نزدیک آنے پہ کایان کو اس کے منہ
سے سیکریٹ کی مہک آئی تھی اس لیے اسے گھور کر پوچھ رہا تھا۔۔۔

تو پیسے گا۔۔۔ زیان اپنی جیب سے سگریٹ کی ڈبی اور لائٹرنکالتا ڈبی
میں سے ایک سگریٹ نکال کر اپنے منہ سے لگاتا اس کو بھی آفر کر رہا
تھا۔۔۔ کایان اس کو دیکھ کر اور زیادہ پریشان ہوا تھا وہ تو کبھی گھر میں
سگریٹ نہیں پیتا تھا۔۔۔ پھر آج اس کو ایسی کیا پرشانی تھی جو وہ گھر میں
بھی سگریٹ پھونک رہا تھا۔۔۔

توں کل رات کنزہ کو۔۔۔ اس سے پہلے کایان اپنی بات مکمل کرتا
جب زیان غصے سے ڈھاڑا تھا۔۔۔

بھا بھی بول اس کو۔۔۔ کوئی اور مرد اس کا نام لے یہ مجھے گوارا نہیں ہیں
۔۔۔۔ زیان سگریٹ اور لائٹرز مین پہ پھینکتا غصے سے ڈھاڑا تھا۔۔۔

کل رات کے بعد وہ اس کے لیے اور بھی زیادہ جنونی ہو چکا تھا۔۔

اوکے اوکے۔۔۔ ریسلیکس بھا بھی ہی بولوں گا میں اسے۔۔۔۔ کایان

اسی کی دماغ کی نیلی رگیں دیکھتا اس کو ریسلیکس ہونے کا بول رہا تھا۔۔۔

چپ کر کے اندر چل اور مجھ سے اب توں کوئی سوال نہیں پوچھے گا
۔۔۔ زیان سگریٹ زمین پر پھینکتا اس اپنے پاؤں کی مدد سے مسلتا اس
اپنی بازو کے حالے میں لے کر اندر بڑھ گیا تھا۔۔۔ کایان اس کا غصہ
دیکھتا خاموش ہو گیا تھا۔۔۔ یہ نہیں تھا کہ وہ ڈرتا تھا اس سے یا اس کے
غصے سے

بس غصے کرنے کی وجہ سے زیان کو سرد درد شروع ہو جاتا تھا بعد میں اس
لیے وہ نہیں چاہتا تھا کہ اسے کوئی اور تکلیف ہوں۔۔۔ وہ خاموشی سے
اس کے ساتھ اندر بڑھ گیا تھا۔۔۔ وہ بعد میں اس سے بات کرنے کا
ارادہ رکھتا تھا۔۔۔۔

اس وقت سب ڈائینگ ٹیبل پہ بیٹھے ناشتہ کے لیے بیٹھے زیان کا انتظار کر
رہت تھے۔۔۔ کایان بھی یہاں موجود تھا۔۔۔ اس وقت سب ہی

موجود تھے سوائے زیان کے علاوہ اسے جو یہ (ملازمہ) بلانے گی ہوئی
تھی۔۔۔۔

بھائی آگئے۔۔۔۔ حور جس کو بھوک لگی ہوئی تھی وہ زیان کو دیکھتی
جلدی سے بولی تھی۔۔۔۔ کیونکہ کسی نے بھی ناشتہ شروع نہیں کیا تھا
وہ سب لوگ ہی زیان کا ویٹ کر رہے تھے۔۔۔۔ اگر وہ اکیلی ناشتہ
شروع کر لیتی تو اچھا تھوری لگتا۔۔۔

اس لیے وہ بھی خاموشی سے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔۔ حور کے بولنے پر
سب کی نظریں زیان کی طرف اٹھی تھی۔۔۔۔ وہ اس وقت بلیک شلوار
قمیض پہنے ہوا تھا۔۔۔۔ پاؤں میں پشاور کی چپل پہنے بالوں کو جیل سے
سیٹ کیے وہ بہت زیادہ خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔۔
سب نے اس کو دیکھتے ہی ماشاء اللہ پڑھی تھی۔۔۔۔

زبان سب کو سلام کرتا اپنی ماں کو ملتا اپنی جگہ پر آکر بیٹھا تھا۔۔۔ اس
کے بیٹھتے ہی سب نے ناشتہ شروع کیا تھا۔۔۔ کچھ ہی دیر میں سب کا
ناشتہ مکمل ہو گیا تھا۔۔۔

بیٹھوں سب مجھے بات کرنی ہیں کچھ۔۔۔ زبان جواٹھ کر اپنے کمرے
میں واپس جا رہا تھا وقاص علی ایک نظر اس کو دیکھتے پھر سب کی طرف
دیکھ کر اونچی آواز میں بولے تھے۔۔۔ ان کی بات پہ سب نے ہاں میں
سر ہلایا تھا۔۔۔ زبان جواٹھ کر جا رہا تھا۔ وہ وقاص علی شاہ کی بات سنتا
واپس بیٹھ گیا تھا۔۔۔ اس کا بالکل بھی دل نہیں تھا کسی سے ساتھ بات
کرنے کا اس لیے وہ خاموشی سے آیا تھا اور اب خاموشی سے واپس جا رہا
تھا۔۔۔

اگر آپ دونوں گھر میں موجود ہوں تو آپ کو پتا چلے کے چھوٹے شاہ کا
اس جمعہ کو نکاح ہیں۔۔۔۔۔ وقاص علی شاہ کا بیان اور زیان کو ایک نظر
دیکھتے چھوٹے شاہ پر زور دیتے ہوئے بولے تھے۔۔۔۔۔

ایک تو وہ دونوں ہی گھر سے اکثر غائب رہتے تھے اور دوسرا ان دونوں
سے جو چھوٹے تھے ان کا نکاح ہو گیا تھا اور ایک کا نکاح ہو رہا تھا لیکن ان
دونوں کے کوئی ارادے بھی نہیں لگ رہے تھے۔۔۔۔۔

وقاص علی شاہ کی بات سنتے ہی دونوں نے بروقت آیا ان کو دیکھا تھا
انہیں وقاص علی شاہ کی بات کا مطلب اچھی طرح سمجھ آ گیا تھا لیکن اب
وہ بیچارے بھی کیا کر سکتے تھے۔۔۔۔۔ ایک ہی دلہن ابھی بہت چھوٹی
تھی۔۔۔۔۔ اور دوسرے کی دلہن اسے کل ٹھکرا کر چلی گئی تھی۔۔۔۔۔

زیان اور کا بیان کے دیکھنے کی وجہ سے سب نے ہی اپنی نظریں آیان پر
رکھی تھی۔۔۔۔۔ آیان سب کی نظریں اپنے اوپر محسوس کرتا سرخ پڑا تھا

۔۔۔۔۔ سب نے اس کا سرخ چہرہ دیکھتے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی کنٹرول کی تھی۔۔۔۔۔ اگر سب لوگ ہنس دیتے تو آیان نے رونا شروع کر دینا تھا۔۔۔۔۔

عابد علی شاہ کو اپنے چھوٹے سپوٹ پر ترس آیا تھا۔۔۔۔۔ جس کی حالت لڑکیوں سے بھی بری ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ ایک نظر آیان کو دیکھتے انہوں نے سب کو گھورا تھا۔۔۔۔۔ دعا بھی تک اپنے ناشتے میں مصروف تھی۔۔۔۔۔ اس کی افرق پڑنا تھا اس کے حصے کا کام اس کا ہونے والا شوہر سر انجام دے رہا تھا۔۔۔۔۔

یہ تو بہت اچھی بات ہیں داجی کہ ہمارے چھوٹے شاہ کو نکاح ہو رہا ہیں۔۔۔۔۔ کایان و قاص علی شاہ کو دیکھتا خوشی سے بولا تھا۔۔۔۔۔ اسے یہ بات پہلے سے ہی معلوم تھی اور اس نے زیان کو بھی بتائی تھی۔۔۔۔۔ زیان نے بھی کایان کی بات پہ ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔ جب کہ ان کی بات پہ

وقاص علی شاہ ان کو گھور کر رہ گئے تھے۔۔۔ دوب مروں تم دونوں
۔۔۔ تم سے چھوٹوں کا نکاح ہو رہا ہیں لیکن تم دونوں کو شرم نہیں آئے
گی کہ ہم بھی کچھ سوچ لیں اس بارے میں۔۔۔ وقاص علی شاہ دونوں
کو غصے سے گھورتے شرم دلانے والے انداز میں بولے

تھے۔۔۔۔۔ ان کی بات پہ سب نے اپنی مسکراہٹ روکی تھی۔۔۔۔۔
جب کہ زیان صرف پہلو بدل کر رہ گیا تھا۔۔۔۔۔ کایان اپنی بے عزتی
پہ نیچے سر جھکاتا دو باہ ناشتے میں مصروف ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ ان دونوں کو
ہی امید تھی ان کی کلاس اس ٹوپک پہ ضرور لگیں گی۔۔۔۔۔ ان کو
خاموش دیکھ کر وقاص علی شاہ نے ایک بار پھر گھورا تھا۔۔۔ جو ان کی
ایک بات صرف ایک حکم پر مان لیتے تھے اس بات کو ماننے وقت انہیں
پتا نہیں کیا ہو جاتا تھا۔۔۔

وقاص علی شاہ صرف سوچ کر رہ گئے تھے۔۔۔۔۔

پوری پوری رات تم گھر سے باہر رہتے ہوں کوئی پوچھنے والا ہیں تم
دونوں سے۔۔۔ گھر میں بیوی ہوگی تو تم لوگ جلدی آؤ گے جیسے یہ شاہ
صاحب آتے ہیں بیوی نہ سہی منکوحہ ہی سہی کسی لالچ پہ تو آتے ہی ہیں
نا۔۔۔

واص علی شاہ ان دونوں کو خاموش دیکھ کر ایک بار پھر بولے تھے
۔۔۔ ضارب جوان دونوں کی غزت افزائی مزے سے سن رہا تھا اور
مسکرا بھی رہا تھا و قاص علی شاہ کی باتوں کا رخ اپنی طرف آتا دیکھ اس کی
مسکراہٹ سمٹی تھی۔۔۔

جب کہ فجر کا چہرہ ایک بار پھر شرم سے سرخ ہوا تھا۔۔۔
داجی ہم گھر جلدی آنے کی کوشش کریں گے۔۔۔ زیان کا بیان کو
خاموش دیکھتا خود ہی و قاص علی شاہ کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتا آرام سے بولا
تھا۔۔۔

کیا ضرورت ہیں گھر آنے کی ایک دوسرے سے ہی تم دونوں شادی کر
لوں اور آفس کا ہی گھر بنالوں نکمی اولاء۔۔۔ وقاص علی شاہ اپنا ہاتھ
پیچھے کرتے اس بات پہ ان کا دماغ گھوما تھا کہ وہ ابھی بھی گھر جلدی آنے
کی بات کر رہے تھے

کسی نے یہ نہیں کہا تھا ہم تیار ہیں شادی کے لیے۔۔۔ وہ غصے سے بولتے
اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے تھے۔۔۔ ان کے جاتے ہی سب کا
قہقہہ گونجا تھا۔۔۔ جس میں سب سے زیادہ آواز عابد علی شاہ اور ضارب
کی تھی۔۔۔ ان دونوں کو ہی زیان کی عزت افزائی بہت اچھی لگی
تھی۔۔۔ ان کا قہقہہ سنتے زیان اور کایان دونوں ہی اپنے کمرے کی
طرف بڑھ گئے تھے۔۔۔ پیچھے سے ایک بار پھر سب کا مشترکہ
قہقہہ گونجا تھا۔۔۔

اس وقت دن کے گیارہ بج رہے تھے۔۔۔ سب لوگ ہی شاپنگ پہ
تھے صرف زیان کے علاوہ۔۔۔ کنزہ بھی اس وقت گھر میں ہی موجود
تھی۔۔۔ وہ ان دونوں کے کمرے میں جاتے ہی پیچھے آگئی تھی۔۔۔
زیان جس کو سکون ایک منٹ بھی اپنے کمرے میں نہیں آ رہا تھا
۔۔۔ سونے کی کوشش کرتا تو اس کے سامنے کنزہ کو چہرہ آ جاتا تھا
۔۔۔ جھنجھلاہٹ کے مارے اب وہ اپنے کمرے کا دروازہ زور سے بند
کرتا بشری بیگم کے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔
اسے یہی لگ رہا تھا کہ پچھلی بار کی طرح اس بار بھی کنزہ سب کے ساتھ
شاپنگ پہ گئی ہوگی۔۔۔ اس لیے وہ اب اپنی ماں کی گود میں سر رکھ کر
سکون حاصل کرنا چاہتا تھا۔۔۔

ابھی وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہی ہوا تھا۔۔۔ جب اس کنزہ کی
کھلکھلاہٹ سنائی دی تھی۔۔۔ مطلب وہ یہی تھی۔۔۔ زیان اس کو ہنستا

دیکھ پہلو بدل کر رہ گیا تھا۔۔۔ مطلب اس کا سکون برباد کر کے وہ مسکرا رہی تھی۔۔۔

اس وقت بشری بیگم اور کنزہ لڈو کھیل رہی تھی۔۔۔ اور ساتھ چائے بھی پی رہی تھی۔۔۔ کنزہ کی کمر تھی زیان کی طرف اس لیے اس نے ابھی تک زیان کو نہیں دیکھا تھا۔۔۔

ابھی زیان اندر جانے کی بجائے باہر کی طرف قدم بڑھاتا جب بشری بیگم کی آواز پہرے کا تھا۔۔۔ اس وقت وہ کنزہ کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔ اگر وہ اسے دیکھ لیتا غصے میں کیا کر جاتا اسے خود بھی علم نہیں تھا۔۔۔

واپس کیوں جارہے ہوں زیان بیٹا اندر آو۔۔۔ بشری بیگم زیان کو دیکھتی آرام سے بولی تھی۔۔۔ ناچاہتے ہوئے بھی زیان کو اندر آنا پڑا

تھا۔۔۔ کنزہ زیان کا نام سنتی اور اس کی پرفیوم کی مہک محسوس کرتی
۔۔۔ اس کے چہرے پہ خوف کے سائے لہرائے تھے۔۔۔

وہ زیان کا سامنا بالکل بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔ وہ اس لیے سکون
سے بیٹھی تھی کہ اسے لگایاں شاپنگ پر گیا ہوگا لیکن اسے یہی دیکھ کر
اس کے دل نے سپیڈ پکڑی تھی۔۔۔۔

اتفاق سے وہ بھی آج کالے رنگ کی شلوار قمیض میں لبوس تھی
۔۔۔ بالوں کی لوز سے پونی بنائے سر پر سلیقے سے ڈوپٹا جمائے۔۔۔ وہ زیان
کا دل بری طرح ڈھڑکا چکی تھی۔۔۔۔ وہ دونوں ہی اس وقت ایک
دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔ زیان کی آنکھوں میں درد غصہ
۔۔۔ جنون اور ناجانے کیا کچھ نہیں تھا۔۔۔ جب کے کنزہ کی آنکھیں اور
چہرہ ہر جذبے سے خالی تھا۔۔۔ زیان اس کو دیکھتا تلخی سے مسکرایا تھا
۔۔۔۔ بشری نے ان دونوں کو دیکھتے ہمیشہ خوش رہنے اور ساتھ رہنے

کی عادی تھی وہ اس وقت دونوں ہی کالے لباس میں بے حد
خوبصورت لگ رہے تھے۔۔۔۔

زیان کنزہ کو دیکھتے اپنی نظریں پھیر گیا تھا۔۔۔ اس کا نظریں پھیرنا کنزہ
کو بری طرح چبھاتا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی اتری تھی
۔۔۔ مقابل نے کب اس سے نظریں پھیری تھی۔۔۔ وہ تو ہمیشہ سے
اس کی نظروں میں رہنے کی عادی تھی۔۔۔۔ آج اسے بہت زیادہ
تکلیف ہوئی تھی۔۔۔

زیان اس کو اگنور کرتا بشری بیگم کے پاس جا بیٹھا تھا۔۔۔ کنزہ اس کو
دیکھتی کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ اس سے پہلے وہ کمرے سے باہر جاتی زیان
کی آواز پہر کی تھی۔۔۔۔

کہی باہر جا کر فری بیٹھنے کی ضرورت نہیں ہیں۔۔۔۔۔ سیلری تمہیں کام
کرنے کی دی جاتی ہیں ناکہ فری بیٹھنے کی۔۔۔۔۔ چپ کر کے یہاں آؤ اور
مام کے پاؤں کی ماش کروں بیٹھ کے۔۔۔۔۔ کنزہ جو زیان کے سامنے نہیں
بیٹھنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ سب سے بڑی بات وہ دونوں ماں بیٹے کو وقت دینا
چاہتی تھی۔۔۔۔۔ لیکن زیان کی بات سنتے ہی اس کی آنکھیں ایک بار پھر
بھگی تھی۔۔۔۔۔ وہ اس کو اس کی اوقات دکھا رہا تھا۔۔۔۔۔ زیان کا دماغ تو
یہی چاہتا تھا کہ وہ چلی جائے یہاں سے لیکن اس دل کی کیا کرتا۔۔۔۔۔
جو اس کو اپنے سامنے دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ اس کا لے لباس میں تو وہ ویسے
بھی قیامت لگ رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا وہ باہر کسی کے سامنے
جائے۔۔۔۔۔ وہ اس کا لے لباس میں قیامت لگ رہی تھی
۔۔۔۔۔ بڑی مشکل سے اس نے اپنا لہجہ کڑوا کیا تھا۔۔۔۔۔

ورنہ وہ جتنی خوبصورت لگ رہی تھی اس سادہ سے حلیے میں بھی زیان
کا دل بھی نہیں کر رہا تھا اسے غصے سے دیکھنے کا بھی دل نہیں کر رہا تھا
۔۔۔ کنزہ اپنے آنسوؤں پہ قابو پاتی واپس مڑی تھی۔۔۔
جی میں ابھی کر دیتی ہوں۔۔۔۔۔ کنزہ زیان کو دیکھتی اپنی نظریں جھکا کر
بولی تھی۔۔۔ بشری بیگم کر زیان پر بہت زیادہ غصہ آیا تھا۔۔۔ انہیں
زیان کا رویہ سمجھ نہیں آیا تھا۔۔۔ کنزہ کا توہین کی وجہ سے چہرہ سرخ ہوا
تھا۔۔۔

اس کا چہرہ دیکھتی بشری بیگم نے زیان کو گھوری سے نوازا
تھا۔۔۔۔۔ لیکن اس پر کوئی اثر بھی نہیں ہوا تھا۔۔۔
رہنے دو بچے میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ کنزہ تیل آٹھا کر بشری بیگم کے
پاؤں چھوتی اس سے پہلے
بشری بیگم اپنے پاؤں پیچھے کرتی پیار سے بولی تھی۔۔۔۔۔

کچھ نہیں ہوتا مام یہ کر دیں گی۔۔۔ اور تمہیں کسی نے سمجھایا نہیں کہ
تیل کو گرم کر کے مالش کی جاتی ہیں۔۔۔ اب جاؤ اسے گرم بھی کر
کے لاؤ اور آتے ہوئے میرے لیے کافی بھی بناتی آنا۔۔۔

زیابشری بیگم کو آنکھوں کے اشارے سے ریلیکس کرتا آرام سے بولتا
۔۔ کنزہ کی طرف رخ کر گیا تھا۔۔ اسے ایک بار سخت لہجے میں حکم دیتا
واپس بشری بیگم کی طرف چہرہ موڑ گیا تھا۔ اس کی بات سنتے ہی کنزہ
جلدی سے کمرے کا دروازہ کھولتی باہر کی طرف بڑھ گئی

تھی۔۔۔۔۔ اسے سمجھ آ گئی تھی کہ وہ کل رات کا اپنا غصہ نکال رہا ہیں
۔۔۔ اب اس کا رویہ دیکھ کر کنزہ کو اپنا فیصلہ صبح لگا تھا۔۔۔۔

جو انسان ٹھکرائے جانے پہ اپنا بدلہ لے سکتا ہیں وہ محبت کیسے کر سکتا
ہیں۔۔۔۔۔ محبت میں تو اگر محبوب سے ٹھوکر بھی ملے تو بھی اسے سر

آنکھوں پہ بٹھایا جاتا ہیں۔۔۔۔۔ کنزہ زیان کے لیے کافی بناتی مسلسل یہی سوچ رہی تھی۔۔۔۔۔

یہ کیا طریقہ ہیں زیان بات کرنے کا۔۔۔۔۔ ایسے تو نہیں تھے تم۔۔۔۔۔ اور ویسے بھی تم تو اس سے محبت کرتے ہوں۔۔۔۔۔ جن سے محبت کی جاتی ہیں ان سے ایسے بات کرتے ہیں۔۔۔۔۔ کنزہ کے جاتے ہی بشری بیگم زیان کو دیکھتی اسے پیار سے سمجھا رہی تھی۔۔۔۔۔

اسے پتا تھا کہ وہ غصے کا تیز ہیں کسی بات پہ اس کو غصہ آیا ہو گا جو وہ اس پر اتار رہا تھا لیکن انہیں یہ نہیں پتا تھا کہ یہ غصہ بھی کنزہ پر ہی ہیں اور اترے گا بھی اسی پر۔۔۔۔۔ زیان بشری بیگم کی بات پہ بس خاموش ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

ابھی بشری بیگم کچھ اور کہتی جب کنزہ ٹرے میں کافی اور گرم تیل رکھ کر اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔۔۔ وہ خاموشی سے آتی ٹیبل پہ ٹرے رکھتی

زبان کو اس کی کافی دے کر تیل اٹھاتی بشری بیگم کی پیروں کی مالش کرنا شروع کر دی تھی۔۔۔ کنزہ بیٹا کل تمہارا پیپر ہیں تو ایک کام کرنا زبان تمہیں چھوڑ دے گا یونیورسٹی اور تمہیں لیتا بھی آئے گا۔۔۔ زبان جو کنزہ کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ کنزہ اس ریں خود پر محسوس کرتی صبح سے اپنا کام نہیں کر پار ہی تھی۔۔۔ اس لیے بشری بیگم نے اس کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔۔۔

ونیورسٹی کے نام پہ زبان کے دماغ میں کچھ کلک ہوا تھا۔۔۔ وہ کچھ سوچتا گہرا مسکرایا تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے اس کی بلیک بیئر ڈیس میں موجود ایک چھوٹا سا گڑھا نمودار ہوا تھا۔۔۔ اور وہ گڑھا تب ہی ظاہر ہوتا تھا جب اسے کوئی ہاری ہوئی چیز حاصل ہو جانے کا پورا یقین ہوں۔۔۔

یاتب جب وہ ہاری ہوئی بای جیت جائے۔۔۔ اس سے پہلے کنزہ کوئی جواب دیتی زبان جلدی سے بولا تھا۔۔۔

میری کل بہت اچھوڑ گئی ہیں مٹنگ ہیں جس کی وجہ سے میں مصروف ہوں۔۔۔ اور ویسے بھی میں نوکر نہیں ہوں کسی کا۔۔۔ اور یہ محترمہ خود چلی بھی جائے گی او آ بھی جائے گی۔۔۔ زیاں ایک نظر کنزہ کو دیکھتا آرام سے لہجے میں بولا تھا۔۔۔ اس کی کل کوئی میٹنگ نہیں تھی۔۔۔ بس اسے اپنا پلان کامیاب کرنا تھا۔۔۔ جو اس نے سوچا ہیں ابھی۔۔۔ وہ بشری بیگم کو ملتا باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔

اسے اپنے پلان پہ کام شروع کروانا تھا۔۔۔ اس کی باتیں سنتے ہی کنزہ کو بہت عجیب سا لگا تھا۔۔۔ کل تک جو انسان اسے کسی اور کے ساتھ بھینچنے کو بھی تیار نہیں تھا آج وہ خود ہی کہہ رہا تھا۔۔۔

کیا یہی اس کی محبت تھی۔۔۔ جو صرف ایک ہی رات میں ختم ہو گئی تھی۔۔۔ کنزہ یہ سب سوچتی تلخی سے مسکرائی تھی۔۔۔ لیکن اسے نہیں پتا تھا اس کی زندگی اب اس سے ساری مسکراہٹیں ایک بار پھر

چھیننی والی ہیں۔۔۔۔ اس وقت سب لوگ اپنے اپنے گروپس بنائے
شاپنگ کرنے میں مصروف تھے۔۔۔۔ آیان اور دعا۔۔۔۔ حور اور کایان
۔۔۔۔ ضارب اور فجر۔۔۔۔ دعا کا ڈریس ڈیزائنر کے پاس تھا وہی سے
نکاح والے دن آنا تھا۔۔۔۔ اس وقت وہ صرف ایسے ہی فضول میں
شاپنگ کر رہی تھی۔۔۔۔ آیان کا ڈریس بھی اس کے ڈریس کے ساتھ
ہی آنا تھا۔۔۔۔

اس وقت وہ دونوں ہی مفت میں خوار ہو رہے تھے۔۔۔۔
جب کچھ لینا ہی نہں ہیں تو کیوں ناٹھوڑا رو مینس ہی کر لیتے ہیں
۔۔۔۔ آیان جو کب سے دعا کے ساتھ ذلیل ہو رہا تھا۔۔۔۔ وہ اب کم
رش والی جگہ دیکھتا اسے کمر سے
پکڑتا بے باکی سے بولا تھا۔۔۔۔ اس کی بات پہ دعا اس سے دور ہوتی اسے
گھور رہی تھی۔۔۔۔

یہ میرے سامنے ہی تمہاری ساری شرم ختم ہو جاتی ہیں۔۔۔ صبح کے
وقت تو ایسے شرم مارے تھے جیسے تم ماں بننے والے ہوں۔۔۔ دعا اس کو
گھورتی ایک ایک لفظ چبا کر بولی تھی۔۔۔

اسے اس وقت آیان پر بہت زیادہ غصہ آیا تھا۔۔۔ جب اسے شرمانا
چاہیے تھا۔۔۔ اس وقت وہ شرماتا نہیں تھا لیکن جب کوئی فضول سی
بات ہو جاتی تھی تب ساری شرم اسے آتی تھی۔۔۔ وہ جانتی تھی کہ وہ
بچپن سے ہی بہت شرماتا تھا۔۔۔ جب بھی اسے کوئی کس کرتا تھا تو وہ
لال ٹماٹر بن جاتا تھا۔۔۔ اس لیے دعا اس کو بچپن میں اتنی زیادتی کس
کرتی تھی کہ وہ بیچارہ رونے پہ مجبور ہو جاتا تھا۔۔۔ دعا کے منہ سے طنز
سن کر آیان نے اسے گھوری سے نوازا تھا۔۔۔ وہ اس کی ساری
کمزوریاں بہت اچھی طرح سے جانتی تھی۔۔۔

اس شرمانے کو چھوڑو یہ بتاؤ تم کیسے شرماءوگی جب نکاح والی رات میری
پناہوں میں آؤگی۔۔۔ ایاں اس اپنے قریب کرتا اس کی کمر اپنے سینے
کے ساتھ لگاتا گھمبیر آواز میں بولتا اس کی گردن پہ لب رکھ گیا
تھا۔۔۔ اس کی بات پہ دعا پہلو بدل کر رہ گئی تھی۔۔۔۔۔ جب کے اس
کے لمس پہ اس کی ڈھڑکنیں منتشر ہوئی تھی۔۔۔۔۔
ہمارا نکاح ہو رہا ہیں شادی نہیں۔۔۔ اور ویسے بھی جس نکاح کی تم بات کر
رہے ہوں اس کی بات مینے کی ہیں تم نے نہیں۔۔۔۔۔
م ویسے بہت ہی فضول بولتے ہوں لیکن جب کوئی کام کی بات آتی ہیں
تمہاری زبان ہی نہیں کھلتی۔۔۔۔۔ دعا اس سے دور ہوتی اس گھورتی ایک
ایک لفظ چباتی ہوئی بولی تھی۔۔۔۔۔ اس کو نکاح سے پہلے اس کے منہ
لگنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔۔۔۔۔ ورنہ اس کے لمس کا جواب پر اس کی
گردن پر ڈھیر ساری لو بائت بنانے کو ارادہ رکھتی تھی وہ۔۔۔۔۔ اس

کے نکاح کی بات کا طعنہ سنتے ہی آیان کی مسکراہٹ ایک دم سمٹی
تھی۔۔۔ اس کو یہ طعنہ اب ساری عمر سننا تھا۔۔۔

تمہارا مجھے نکاح کی بات نہ کرنے پر اور کتنی دفعہ طعنہ دینے کا ارادہ

ہیں۔۔۔۔ آیان اس کی آنکھوں میں دیکھتا دانٹ پیس کر بولا تھا

۔۔۔۔ دعا اس کا غصہ دیکھتی مسکرائی تھی۔۔۔ وہ اتنا کیوٹ تھا کہ اس کا

غصہ بھی اس کی طرح کیوٹ لگتا تھا یا پھر صرف اسے ہی لگتا تھا۔۔۔

مینے کوئی طعنہ نہیں دیا تمہیں۔۔۔ اگر پھر بھی تمہیں برا لگا ہو تو ایم

ریلی سوری۔۔۔ دعا اس کو کیوٹ سا چہرہ دیکھتی اس کے قریب ہوتی

اس کے لبوں پہ لب رکھ کر پیچھے ہوتی کان پکڑ کر بولی تھی۔۔۔ اس کا

لمس پاتے ہی آیان کے اندر اس کی پیاس جاگی تھی۔۔۔ اس سے پہلے وہ

اس کے لبوں کو اپنی قید میں لیتا دعا اس کے لبوں پہ ہاتھ رکھتی نفی میں

سر ہلا گی تھی۔۔۔

نکاح سے پہلے میرا تمہارے منہ لگنے کو کوئی ارادہ نہیں ہیں۔۔۔ اس
لیے آرام سے رہوں۔۔۔ یہ ناہوں کہ نکاح سے پہلے ہی کوئی ہڈی ناٹوٹ
جائے میرے ہاتھوں۔۔۔ دعا اس کو ہاتھ پکڑتی

اسے ایک جیولری شاپ میں لے جاتی دھمکی بھرے لہجے میں بولی
تھی۔۔۔ اس کی بات پہ آیان نے اسے کھا جانے والی نظروں سے
دیکھا تھا۔۔۔ وہ خود کر رہی تب صبح تھا اب غلط ہیں۔۔۔ دعا اس کا چہرہ
پڑھتی اپنی ہنسی کنٹرول کر گئی تھی۔۔۔

حور اور کایان اس وقت ایک ساڑھی شاپ میں کھڑے کوئی ساڑھی
دیکھ رہے تھے۔۔۔ آج کایان نے اپنی شاپنگ پہلے کی تھی اور حور کو
اس کے ساتھ میچنگ کرنے کے لیے کہا تھا۔۔۔ لیکن اسے کوئی میچنگ
مل بھی نہیں رہی تھی۔۔۔

اس لیے وہ بار بار روہانسنی ہو کر کایان کی طرف دیکھ رہی تھی
۔۔۔ کایان کو اس پر ترس تو بہت آ رہا تھا لیکن وہ کچھ نہیں ہو سکتا تھا
۔ کیونکہ حور کی پسند صرف لا اور گلابی رنگ پر ہی آ کر رک جاتی تھی اور
کایان کو یہ دونوں ہی رنگ ناپسند تھے۔۔۔۔

یہ ڈن کرتے ہیں شاہ۔۔۔ حور ایک بہت ہی خوبصورت ساڑھی اس
کے سامنے کرتی کایان سے پوچھ رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ اب اس کو کایان
بھائی نہیں بولاتی تھی۔۔۔ کایان نے اس کو بھائی نہ بلانے پر ڈیلی کی دس
چاکلیٹ دینے کا وعدہ کیا تھا۔۔۔ اور ہماری حور چاکلیٹز کی صدا کی ہی
دیوانی تھی۔۔۔ اس لیے وہ جلدی سے مان گئی تھی۔۔۔۔۔ اب وہ اس کو
شاہ بلاتی تھی۔۔۔ اس نام سے اس نے کایان کو پہلی بار بلایا تھا۔۔۔ اس
کے منہ سے یہ نام سنتے ہی کایان کی ڈھڑکنیں منتشر ہوئی

تھی۔۔۔۔ جبکہ ساڑھی کو دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں سے شرارے
لپکے تھے۔۔۔۔

دماغ ٹھیک ہیں تمہارا حور تم یہ ساڑھی پہنوں گی۔۔ اس کی حالت
دیکھی ہیں تم نے۔۔۔ کایان اس کے ہاتھ سے ساڑھی لیتا اسے نیچے
زمین پہ پھینکتا اونچی آواز میں غرایا تھا۔۔۔ اس کا غصہ دیکھتے ہی حور کی
آنکھوں میں نمی چمکی تھی۔۔۔ سب سے زیادہ اسے اپنی ساڑھی کی
عزت افزائی پہ رونا آیا تھا۔۔۔ جو زمین پہ پڑی سلام کر رہی تھی۔۔۔۔
کایان کی اتنی اونچی آواز سنتے ہی دوشام گر لڑبھاگتے ہوئے اس کے
پاس آئی تھی۔۔۔۔

مجھے یہی ساڑھی پہننی ہیں شاہ آپ نے اپنی مرضی سے لیا یہ نے کچھ کہا
اب میں بھی اپنی ہی مرضی کی ڈریس لوں گی۔۔۔ میرے بھائی کا نکاح
ہیں۔۔۔

اور اگر آپ کے پاس پیسے نہیں ہیں تو میں زیان بھائی کو ابھی بلاتی ہوں
وہ پیسے دیں گے لیکن میں یہی پہنوں گی۔۔۔ حور وہ ساڑھی اٹھاتی اپنے
سینے سے لگاتی غصے سے بولی تھی۔۔۔ اس کی آواز میں غصہ کہیں بھی
محسوس نہیں ہو رہا تھا سوائے معصومیت کے۔۔۔

کایان اس کی اتنی اونچی آواز سنتا پہلو بدل کر رہ گیا تھا۔۔۔ اسے اس
ساڑھی کو اپنے سینے سے لگانا ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔۔۔ لیکن وہ اپنی
آنکھیں بند کر کے کھولتا ایک لمبی سانس لیتا خود کو نارمل کر گیا تھا
۔۔۔ اس کا یہ غصہ کنٹرول کرنے کا طریقہ تھا۔۔۔ اگر وہ تھوڑا سا اور
غصہ دکھاتا تو حور نے ضد پہ آ جانا تھا۔۔۔ آخر بہن کس کی تھی
۔۔۔ کایان زیان کے بارے میں سوچتا ڈانٹ پیس کر رہ گیا تھا۔۔۔ وہ
ضد میں سب سے زیادہ ڈھیٹ تھا۔۔۔

ایک چیز جو اسے چاہیے مطلب ہر حال میں ہی چاہیے اور حور بھی تو اس کی بہن ہی تھی نا۔۔۔

میرا بچہ۔۔۔ یہ ساڑھی گندی ہیں ہم کوئی اور دیکھ لیتے ہیں۔۔۔ اگر میرے بچے کو کوئی ساڑھی پسند نہیں آتی تو میں اپنے ضدی بچے کو کسی ڈیزائنر کے پاس لے جاؤ گا۔۔۔۔

کایان اس کے ہاتھ سے ساڑھی لیتا سیلنز گرل کو پکڑتا حور کو پیار سے سمجھا رہا تھا۔۔۔ اس کے اتنے پیار سے بولنے پر دونوں سیلنز گرل کایان کو حیرت اور حسرت سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ جو اتنا کیڑا ننگ اور لونگ تھا۔۔۔ ہاں شاہ ہم چلتے ہیں یہاں سے نہیں تو ان دونوں نے آپ کو نظر لگا دینی ہیں۔۔۔۔۔ حور دونوں سیلنز گرل کو کایان کی طرف دیکھتا پا کر اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے چلنے کا اشارہ کر رہی تھی۔۔۔۔۔ جب کہ اس کی بات پر دونوں سیلنز گرل گڑ بڑا کر وہاں سے نود و گیارہ ہوئی

تھی۔۔۔۔۔ کایان اس کے چہرے پہ جلن کے آثار دیکھتا اندر تک
سرشار ہوا تھا۔۔۔۔۔

سب سے بڑی بات یہ تھی کہ حوران دونوں کے چکروں میں وہ
ساڑھی بھول گئی تھی۔۔۔۔۔ کایان نے اس کو دیکھتے ہی گہری سانس
بھری تھی۔۔۔۔۔ اس ساڑھی کا بلاؤز بہت ہی چھوٹا تھا۔۔۔ اس کی کمر
تک اس نے بڑی مشکل سے آنا تھا۔۔۔ بازو تو اس کے بالکل تھے بھی
نہیں۔۔۔۔۔ کایان تو حور کو

صرف اس کی ضد کی وجہ سے لے کر آیا تھا۔۔۔ نہیں تو اس نے اسے
میکسی لینے کا مشورہ دیا تھا۔۔۔ اگر وہ کایان کی بات مان لیتی تو پھر اس نے
زیان کی بہن کیسے کہلوانا تھا۔۔۔۔۔ ضارب اور فجر ایک خوبصورت
میکسی کی شاپ میں کھڑے پچھلے ایک گھنٹے سے فجر کے لیے میکسی دیکھ

رہے تھے۔۔۔۔۔ ضارب نے اپنی شاپنگ کر لی تھی۔۔۔۔۔ اب وہ فجر کو اپنے ساتھ میچنگ میکسی دلوانے کے لیے آیا تھا۔۔۔

اگر فجر کوئی میکسی پسند کرتی تو اسے ضارب ریجیکٹ کر دیتا تھا۔۔۔ اور اگر کوئی ضارب پسند کرتا تو اسے تو فجر نے ہر حال میں ہی ریجیکٹ کرنا تھا کیونکہ یہ اس نے جو پسند کی تھی۔۔۔۔۔ ضارب کی پسند کی ہوئی کوئی چیز فجر لیتی یہ تو ناممکن کاموں سے ایک تھا۔۔۔۔۔

ضارب بھی اس کی ایک ایک حرکت دیکھ رہا تھا۔۔۔ وہ یہ بھی دیکھ رہا تھا اس کی پسند کی گی میکسی اسے پسند آتی تھی لیکن وہ جان بوجھ کر اسے خراب بول کر رکھ دیتی تھی۔۔۔۔۔ لیکن وہ مقابل کو جانتی نہیں تھی۔۔۔ اس نے بھی تھان لی تھی وہ اس کو اپنی پسند کی میکسی دلوائے

گا۔۔۔۔۔

اس کی تھوڑی سی نرمی دکھانے پہ وہ اس کا رات والا روپ بھول گئی
تھی۔۔۔ اب پھر شیرنی بنے اسے اپنی انگلیوں پہ نچا رہی
تھی۔۔۔۔ ضارب بھی خوشی خوشی اس کی ساری باتیں مان رہا
تھا۔۔۔ لیکن جب جب اس کی رات میں کی گئی باتیں یاد آتی تھی۔۔۔۔
س کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو جاتی تھی۔۔۔۔ اب بھی اس نے بڑی
مشکل سے خود پہ کنٹرول رکھا ہوا تھا۔۔۔۔ یہ کنٹرول کب ختم ہو جائے
اسے خود بھی معلوم نہیں تھا۔۔۔۔

اس کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو جاتی تھی۔۔۔۔ اب بھی اس نے
بڑی مشکل سے خود پہ کنٹرول رکھا ہوا تھا۔۔۔۔ یہ کنٹرول کب ختم ہو
جائے اسے خود بھی معلوم نہیں تھا۔۔۔۔ اگر اب فجر کوئی بات کریں
گی تو اس کا یہ صبر ٹوٹ سکتا تھا۔۔۔۔ یہ بہت زیادہ خوبصورت لگے گی
تم پہ فجر۔۔۔۔ جا کر ٹرائیل روم میں چیک کر لو جا کر۔۔۔۔ ضارب بہت

ہی خوبصورت پستہ رنگ میں میکسی پکڑتا اس کے پاس آیا تھا۔۔۔ ضارب
کے ڈریس کارنگ گرے کا تھا۔۔۔ اس نے شلوار قمیض نہیں لیا تھا

اس کی پسند لائی گی میکسی بہت ہی خوبصورت تھی لیکن فجر نے اس کو
دیکھ کر اپنا ناک چڑھایا تھا۔۔۔۔

مجھے نہیں پسند یہ۔ اور نہ ہی میں اسے ٹرائی کروں گی۔۔۔۔ مجھے
ہیں۔۔۔ فجر اس کے old موڈرن سٹائل میں میکسی چاہیے یہ بہت
ہاتھ سے میکسی لیتی واپس رکھتی ایک ادا سے بولی تھی۔۔۔۔ ابھی وہ
دوسری میکسی دیکھ رہی تھی۔۔۔ جب ضارب اس کا ہاتھ پکڑتا وہ میکسی
بھی دوسرے ہاتھ میں اٹھاتا ٹرائل روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔

فجر کو سمجھ بھی نہیں آیا تھا کہ کیا ہوا ہیں وہ بس اس کے ساتھ کھینچی چلی
جارہی تھی۔۔۔ وہ اس کو ٹرائل روم کے پاس لاتا اسے اندر بھیجتا دھر

ادھر دیکھتا خود بھی اندر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ فجر بس اس کو ہکا بکا ہو
کر دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

تم کیوں ہر بار میرا صبر آزماتی ہوں۔۔۔ کب سے میں دیکھ رہا ہوں تم
مجھے اور میرے پسند کیے گئے کپڑوں کو اگنور کر رہی ہوں۔۔۔ لیکن
اب جو میں نے ڈریس پسند کی ہیں تم وہی پہنو گی۔۔۔۔ اب تم خود چینیج
کروں گی وہ بھی میرے سامنے۔۔۔

اگر تم نہیں کروں گی تو مجھے کروانا آتا ہیں۔۔۔ ضارب درازہ لاک کرتا
اس کے پاس آتا اس کے وجود سے چادر اتارتا ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا
۔۔۔ اس کی بات پہ فجر نے جلدی سے ناں میں سر ہلایا تھا۔ دو منٹ ہیں
تمہارے پاس جلدی چینیج کروں میں اس سائیڈ پہ منہ کر لیتا ہوں ویسے
تو مینے سب کچھ ہی دیکھا ہوا ہیں لیکن پھر بھی تمہاری کمفرٹ کے لیے

یہ بھی کر لیتا ہوں۔۔۔۔۔ ضارب اس کے ہاتھ میں میکسی دیتا احسان
کرنے والا انداز میں بولتا دروازے کی طرف منہ کر گیا تھا۔۔۔۔۔
دومنٹ بعد اس نے منہ واپس موڑا تھا لیکن فجر ہنوز اسی پوزیشن میں
کھڑی تھی جس میں وہ دومنٹ پہلے کھڑی تھی۔۔۔۔۔
لگتا ہیں تمہیں میرے ہاتھوں سے چینج کروانا ہیں۔۔۔۔۔ ضارب اس کے
ہاتھ سے میکسی لیتا اسے اپنے نزدیک کرتا ہو بولا تھا۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ آپ
۔۔۔۔۔ باہر۔۔۔۔۔ جائے۔۔۔۔۔ میں

۔۔۔۔۔ پھر۔۔۔۔۔ کروں۔۔۔۔۔ گی۔ فجر اس کی آنکھوں میں دیکھتی
شرم سے سرخ پڑتی ہوئی بولی تھی۔۔۔۔۔ اس کی بات پہ ضارب کا
برجستہ قہقہہ گونجا تھا۔۔۔۔۔

تمہیں لگتا ہیں کہ میں تمہاری بات مان کر اتنا اچھا موقع اپنے ہاتھ سے
جانے دوں گا۔۔۔۔۔ ضارب اس کی زپ کھولتا ایک ہی جسٹ میں اس کی

قمیض اتارتا اس کی آنکھوں میں دیکھتا آئبر واچکا کر پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ
ابھی تک اس کی آنکھوں میں ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ لیکن اس کے ہاتھ اس
کے پورے بدن کا طواف کر رہے تھے۔۔

لگتا ہیں میری بات تمہیں سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔ میں نے کہا تھا
تمہیں ہر سوٹ کے ساتھ میچنگ کیا کروں۔۔۔ لگتا ہیں میری بات سمجھ
نہیں آئی تمہیں۔۔۔ ایک کام کرتے ہیں ہم شاپنگ کرنے تو ویسے آئے
ہوئے کیوں نا تمہارے لیے میں ہر رنگ میچ دیکھ لوں بس تم
مجھے اپنا سائز بتادو اچھا وہ بھی چھوڑوں میں خود دیکھ لیتا ہوں
۔۔۔۔۔ ضارب اس کی لال رنگ کی سٹریپ دیکھتا بے شرمی کے
سارے ریکارڈ ٹورٹا ہوا بولا تھا۔۔۔

اس کی بات سن کر فجر کو اپنے کانوں سے دھواں نکلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا
۔۔۔۔۔ وہ اپنی آنکھیں زور سے میچتی اس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپاگی

تھی۔۔۔۔۔ضارب اس کی حالت پہ ترس کھاتا اس کو جلدی سے وہ میکسی
پہنا گیا تھا۔۔۔۔۔

اس کو میکسی پہناتا وہ اسے ٹھورا پیچھے کرتا جو اس کے سینے میں سمانے کو
تیار تھی۔۔۔۔۔

آنکھیں کھولوں۔۔۔ضارب اس کے اس میکسی میں دو آتشہ روپ کو
دیکھتا سختی سے بولا تھا۔۔۔۔۔

وہ بھی تو دیکھیں کہ اس کی پسند میں وہ کتنی خوبصورت لگ رہی [
تھی۔۔۔۔۔

اس کے لہجے میں سختی محسوس کرتی فجر جلدی سے اپنی آنکھیں کھول گئی
تھی۔۔۔وہ اس میکسی میں بغیر کو تیاری کیے قیامت لگ رہی تھی۔۔۔۔۔
جب تیار ہو گی تب کیا حال ہونے والا تھا اس کا وہ سوچ کر ہی پاگل ہو رہا
تھا۔۔۔۔۔

جلدی سے اتار کر باہر آؤ۔۔۔ یہی میکسی پہنوں گی تم آیان اور دعا کے نکاح پہ۔۔۔۔۔ ضارب اس کے دو آتشہ روپ سے نظریں چراتا اسے حکم دیتا باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ اگر وہ ایک منٹ بھی یہاں رہتا تو کوئی بہت بڑی گستاخی ہو جانی تھی اس سے۔۔۔۔۔ فجر اس کو باہر جاتا دیکھ جلدی سے چینج کرتی خود کو اچھے سے چادر سے کور کرتی باہر کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔۔۔

کوئی پتا نہیں تھا اس سر پھرے شاہ کا وہ دوبارہ سے اندر آ جاتا۔۔۔۔۔ اس کے باہر نکلتے ہی ضارب اس کا ہاتھ پکڑتا اور دوسرے ہاتھ سے میکسی لیتا شاپ کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔ آیان کا میسج آ گیا تھا سب نے شاپنگ کر لی ہیں بس ان دونوں کا ہی انتظار ہیں۔۔۔۔۔ کایان کو زیان کا فون آیتا ایمر جنسی میں اس نے کایان کو بلایا تھا۔۔۔۔۔ اس نے جو پلان بنایا تھا۔۔۔۔۔ اس میں اسے کایان کی ہیلپ چاہیے تھی۔۔۔۔۔

اب ایسا بھلا ہو سکتا ہیں کہ زیان اسے بلائے اور وہ ناجائے۔۔۔
حور کی ساڑھی رہ گئی تھی۔۔۔۔۔ جس کو کایان نے لے آنا تھا۔۔۔ باقی
سب کی شاپنگ ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ سب اس وقت ضارب اور فجر کا
انتظار کر رہے تھے۔۔۔۔۔ جو انہیں دور سے آتے ہوئے دکھائی دیے
تھے۔۔۔۔۔ ان کو دیکھتے ہی سب جلدی سے ان کو اپنے ساتھ لیتے گھر کی
طرف روانہ ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ سب لوگ ہی بہت زیادہ تھک چکے
تھے۔۔۔۔۔

اس وقت کنزہ یونیورسٹی کے باہر کھڑی ناجائے کن سوچوں میں گم
تھی۔۔۔۔۔ وہ اتنے دنوں بعد یونیورسٹی آئی تھی۔۔۔۔۔ اس لیے وہ

صرف یہ سوچ رہی تھی کہ قسمت کتنی جلدی بدل جاتی ہیں۔۔۔۔۔ کسی
کو کیا خبر کہ کیا ہو جائے۔۔۔۔۔ اس کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا۔۔۔
کچھ ہی دنوں میں اس کی تقدیر بالکل ہی بدل گئی تھی۔۔۔ اس کے جان
سے پیارے ماں باپ اسے چھوڑ کر چکے گئے تھے۔۔۔ وہ اپنی
دوستوں سے دور ہو گئی تھی۔۔۔ کسی نے کبھی اس کی طرف آنکھ اٹھا کر
بھی نہیں دیکھا تھا۔۔۔ اب اسے سب کی باتیں سننے کو مل رہی تھی
۔۔۔ خاص طور زیان کی۔۔۔ کل زیان کے بشری بیگم کے کمرے سے
جانے کے بعد اس کی دوبارہ زیان سے ملاقات نہیں ہوئی تھی اور نہ ہہ
وہ کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ وہ خود ہی آئی تھی۔۔۔ اس نے دو جگہ اور
نوکری کی تلاش کرنی چاہی تھی۔۔۔ لیکن ابھی تک اسے کوئی جواب
نہیں ملا تھا۔۔۔۔۔

اسے اب شاہ حویلی کام نہیں کرنا تھا۔۔۔ باقی سب لوگ ہی بہت اچھے
تھے۔ لیکن وہ زیان کے سامنے نہیں جانا چاہتی تھی۔۔۔ اس کو دیکھتے
ہی اس کا دل ایک الگ انداز میں ڈھرکتا تھا۔۔۔ وہ اپنی ہی حالت سے
ناواقف تھی یا پھر جان بوجھ کر انجان بن رہی تھی۔۔۔ جو بھی تھا پر
اسے زیان کا سامنا نہیں کرنا تھا۔۔۔ کنزہ ہوش میں آتی اندر کی طرف
بڑھ گئی تھی۔۔۔ اس وقت اس نے مکمل وائٹ رنگ میں عبا یا پہنا ہوا
تھا۔۔۔ اس بے سات وائٹ حجاب بھی لیا ہوا تھا۔۔۔ جس میں صرف
اس کی آنکھیں نظر آرہی تھی۔۔۔ اس سفید عبا یے میں وہ کی آسمان
سے اتری ہوئی حور لگ رہی تھی۔۔۔

بھی وہ اپنی کلاس میں جاتی جب اسے اپنی طرف عاصمہ اور شبانہ آتی
ہوئی دیکھائی دی تھی۔۔۔ وہ کلاس میں جانے کی بجائے ان کی طرف
مڑ گئی تھی۔۔۔

وہ دونوں اسی کا ہی انتظار کر رہے تھے۔۔۔۔۔ کنزہ کو دیکھتی عاصمہ
دوڑنے والے سائل میں اس کے پاس گئی تھی۔۔۔ اس کے پاس جاتے
ہی اس کو زور سے اپنے گلے لگا گئی تھی۔۔۔

کیسی ہوں کنو۔۔۔۔۔ عاصمہ اس کے نقاب سے اوپر سے ہی اس کے
عارضہ پہ اپنے لب رکھتی شوخ لہجے میں پوچھ رہی تھی۔۔۔ وہ تھی ہی
ایسی کنزہ کی دیوانی۔۔۔ وہ اسے اکثر اس سے کہا کرتی تھی کہ اگر وہ لڑکا
ہوتی تو اس نے کنزہ کو ہی اپنی دلہن بنانا تھا۔۔۔

پیچھے ہو جا مجھے بھی ملنے دیں۔۔۔۔۔ شبانہ اس کو کنزہ کے ساتھ ویسے ہی
چپکے دیکھ کر ڈانٹ پیس کر بولی تھی۔۔۔ ان دونوں کی محبت دیکھتے ہی
کنزہ کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ وہ کتنے دنوں بعد ان دونوں سے مل
رہی تھی۔۔۔

روکیوں رہی ہیں کنو۔۔۔۔۔ شبنہ اس کے گلے لگتی اس کی آنکھوں میں
نمی دیکھتی پریشانی سے پوچھ رہی تھی۔۔۔۔۔

کچھ نہیں بس۔۔۔ اتنے دنوں بعد تم دونوں سے ملی ہوں تو آنکھوں میں
پانی آگیا ہیں۔۔۔ وہ تینوں ہی کلاس کی طرف قدم بڑھاتی ہوئی کنزہ کو
دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ دونوں سچ میں اس کے لیے بہت زیادہ پریشان ہو
گی تھی۔۔۔ وہ تینوں کلاس میں داخل ہوتی۔۔۔ کنزہ اپنی کچھ کلاس
فیلوز سے ملتی تھی۔۔۔ جن سے ان کی اچھی سلام دعا تھی۔۔۔ اس
کے بعد وہ تینوں ایک ساتھ بیٹھ گئی تھی۔۔۔ ابھی تک کلاس میں ٹیچر
نہیں آیا تھا اس لیے سب سٹوڈنٹ ہی باتوں میں مصروف تھے۔۔۔
وہ تینوں بھی باتوں میں ہی مصروف تھے۔۔۔ کسی کے چہرے پہ کوئی
ٹینشن نہیں تھی کہ تھوڑی دیر بعد ان کا پیپر ہیں۔۔۔ ان تینوں میں

سب سے زیادہ عاصمہ بول رہی تھی۔۔۔ کنزہ تو خاموشی سے سن رہی تھی۔۔۔ جب کہ شبانہ کا دل کر رہا تھا کہ وہ اس کا سر پھاڑ دیں۔۔۔۔۔ یا پھر اس کی زبان نکال دیں جو اتنا بول رہی تھی۔۔۔ ابھی شانہ عاصمہ کو کچھ کہتی جب سر کلاس میں انٹر ہوئے تھے۔۔۔ انہیں دیکھتے ہی سب بچے خاموش ہو کر ان احترام میں کھڑے ہو گئے تھے سر سب سٹوڈنٹ کو ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ کرتے اپنی جگہ پہ جا کر کھڑے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ اس سے پہلے وہ کچھ بولتے جب کلاس میں ایک لڑکا داخل ہوا تھا۔۔۔

سر کنزہ ظہور علی شاہ کو پرنسپل بلار ہے ہیں۔۔۔۔۔ وہ لڑکا سر کو سلام کرتا ادب سے بولا تھا۔۔۔

جب کہ کنزہ اپنا نام سنتی پریشان ہوئی تھی۔۔۔۔۔ پر سبیل کیوں اسے بلار ہے تھے۔۔۔۔۔

کنزہ ظہور علی شاہ جائے پر نسیل کے پاس۔۔۔ سر فیصل کسی کو کھڑا نہ ہوتا
دیکھ کر نرم لہجے مگر اونچی آواز میں بولے تھے۔۔۔ ان کے بولنے پہ
کنزہ جلدی سے اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی تھی۔۔۔

سر پیپر۔۔۔ کنزہ جو باہر جا رہی تھی۔۔۔ پیچھے مڑ کر وہ معصومیت
سے پوچھ رہی تھی۔۔۔ یہ ناہو کہ جس وجہ سے وہ آئی تھی۔۔۔ وہ ہی نا
ہوں۔۔۔ آپ جائے بچے آپ کے نے تک ہم پیپر شروع نہیں
کریں گے۔۔۔ سر فیصل کنزہ کے پاس آتے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے
نرم لہجے میں بول رہے تھے۔۔۔ ان کی بات سنتے ہی کنزہ باہر کی
طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔ کنزہ کلاس کی سب سے قابل سٹوڈنٹ
تھی۔۔۔ اس کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا تھا پچھلے دنوں میں وہ سب
لوگ ہی جانتے تھے۔۔۔

کنزہ ابھی پر نسیل آفس کے باہر پہنچی ہی تھی۔۔۔ جب اسے پر نسیل باہر
کھڑے ہوئے نظر آئے تھے۔۔۔ اس کو پر نسیل کو باہر کھڑا دیکھ کر
حیرت ہوئی تھی۔۔۔ لیکن وہ اپنی حیرانی پہ قابو پاتی پر نسیل کی طرف
بڑھ گئی تھی۔۔۔

اسلام علیکم سر۔۔۔۔۔ آپ نے مجھے بلایا۔۔۔۔۔ کنزہ پر نسیل کے پاس
جاتی ادب سے سلام کرتی ہوئی ان سے سنجیدگی سے پوچھ رہی
تھی۔۔۔۔۔ اس کے چہرے پہ اب نقاب نہیں تھا۔۔۔۔۔ صرف حجاب سر
پہ موجود تھا۔۔۔۔۔

جی مینے بلایا ہیں آپ کو آپ سے کوئی ملنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔
پر نسیل کنزہ کو دیکھتے نرم لہجے میں بولے تھے۔۔۔۔۔ ایسی کچھ تو بات تھی
اس میں جو اس سے پاکستان کی اتنی بڑی ہستی ملنا آیا تھا۔۔۔۔۔ اندر موجود

ہستی کے بارے میں سوچتے ہی وہ نرمی سے بولے تھے۔۔۔ ورنہ نرمی
جیسا کوئی لفظ ان کی ڈکشنری میں آتا بھی نہیں تھا۔۔۔

پرنسپل کی بات سن کر کنزہ کے چہرے پہ حیرت کے تاثرات نمودار
ہوئے تھے۔۔۔ اس سے کون ملنے آسکتا تھا۔۔۔ وہ بھی اس وقت

آپ جائے اور جا کر مل لے۔۔۔ جب تک آپ آ نہیں جاتی آپ کا پیپر
سٹارٹ نہیں ہوگا۔۔۔ پرنسپل کنزہ کے چہرے پہ حیرت دیکھتے سنجیدگی
سے استفسار کر رہے تھے۔۔۔ ان کی بات سنتے ہی کنزہ ہاں میں سر ہلاتی
اندر کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔ دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز پہ
اندر بیٹھے وجود کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ جس سے اس کا
گڑھا نمودار ہوا تھا۔۔۔

کنزہ جیسے ہی اندر داخل ہوئی تھی اسے جانی پہچانی خوشبو محسوس ہوئی
تھی لیکن وہ اپنے ہی خیال کو جھٹلاتی آگے کی طرف بڑھ گئی
تھی۔۔۔۔۔ سامنے بیٹھے وجود کا منہ دیوار کی طرف تھا۔۔۔ اس
وقت وہ وجود پر نسیل کی کرسی پہ بیٹھا کرسی کو تھوڑا تھوڑا کر کے گھما رہا
تھا۔۔۔

سامنے بیٹھے وجود کو پر نسیل کی کرسی پہ بیٹھا دیکھ کنزہ کی آنکھوں میں
حیرت بڑھی تھی۔۔۔ ایسا کون ہو سکتا ہیں جو پہلے اس سے ملنے آیا تھا
اور پر نسیل کی کرسی پی بھی بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ ابھی کنزہ کچھ بولتی جب
سامنے بیٹھے وجود نے کرسی گھما کر اپنا رخ کنزہ کی طرف کیا تھا۔۔۔
اس کے چہرہ دیکھتے ہی کنزہ کو لگا تھا یونیورسٹی کی پوری بلڈنگ اس کے
سر پر آکر گری۔۔۔ وہ یہاں پر کیا کر رہا تھا۔۔۔ اس کا یہاں کوئی کام

نہیں تھا۔۔۔ تو کیا وہ صرف اس سے ہی ملنے آیا تھا۔۔۔ دل میں خوش
فہمی آئی تھی۔۔۔ لیکن وہ اپنے دل کو ڈپٹی خاموش کروا گئی تھی۔۔۔

س کو دیکھتے ہی کنزہ کا دل ایک بار پھر زور سے ڈھڑکا تھا۔۔۔

اس وقت سامنے کھڑا وجود گرے رنگ کی شلواری قمیض

پہنے۔۔۔۔۔ پاؤں میں پشاور ی چپل پہنے کالے بالوں کو جیل سے سیٹ

کیے۔۔۔ عنابی ہونٹوں پہ ایک مغرور سی مسکراہٹ موجود تھی۔۔۔۔

تمہیں کیا لگا کون آیا ہوں گا تم سے ملنے۔۔۔ یہ بات یاد رکھنا کہ زیان

علی شاہ کے علاوہ اور کوئی بھی تمہیں نہیں دیکھ سکتا تم سے ملاقات

دور کی بات ہیں۔۔۔۔۔ زیان اس کے پاس آتا اس کے کان کے پاس

جھلٹا گھمبیر آواز میں بولا تھا۔۔۔

آپ۔۔۔۔۔ یہاں۔۔۔۔۔ چہ۔۔۔۔۔ کیا۔۔۔۔۔ کر۔۔۔۔۔ رہے

۔۔۔۔۔ ہیں۔۔۔ کنزہ اس سے تھوڑا دور ہوتی نظریں جھکا کر بولی

تھی۔۔۔ اس کی پرفیوم کی مہک اس کے حواسوں پہ چھا رہی
تھی۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آیا تھا مقابل کا یہاں آنا۔۔ کل تو اس نے منع
کر دیا تھا۔۔۔

یہ یونیورسٹی میری ہی ہیں۔۔ میں گزر رہا تھا تو سوچا تم سے ملتا جاؤں
۔۔ زیان اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے چئیر پہ بٹھاتا اس کے لیے گلاس میں پانی
نکالتا مغروریت سے بولا تھا۔۔ اس کے سامنے گلاس کرتا اس کی ساتھ
والی کرسی کھیچتا اس کے پاس ہو کر بیٹھ گیا تھا۔۔

گلاس تھامنے کی بجائے کنزہ ناں میں سر ہلاتی کرسی سے اٹھ رہی
تھی۔۔ اس سے پہلے وہ اٹھتی زیان گلاس ٹیبل پہ رکھتا اس کے دونوں
طرف ہاتھ جما گیا تھا۔۔ اور اس کو آنکھوں کے اشارے سے وہی پہ
بیٹھے رہنے کا کہا تھا۔۔

کنزہ اس کی آنکھوں میں سختی دیکھتی وہی پہ بیٹھ گی تھی۔۔

مجھے پیپر دینا ہیں۔۔ بعد میں مجھے شاہ حویلی بھی جانا ہیں۔۔۔ کنزہ خود کو
نار مل کرتی اپنی خوبصورت آواز میں معصومیت سے بولی تھی۔۔۔۔ وہ
جس نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا کنزہ کو اس سے خوف محسوس ہو رہا تھا
۔۔۔ اب تم شاہ حویلی میں تب ہی قدم رکھوں گی جب میرے نکاح
میں آؤ گی۔۔۔ اور رہی پیپر کی بات وہ تب ہی شروع ہو گا جب میں
چاہوں گا۔۔۔ اگر میں ناچا ہوں تو تم یہ پیپر بھی نہیں دیں
سکتی۔۔۔ زیان اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کرتا
مغرور لہجے میں بولا تھا۔۔۔ اس وقت ایک محبت کرنے والا زیان علی
شاہ نہیں بلکہ اس کی پاور اس کا پیسہ بول رہا تھا۔۔۔
یہ کیا بے ہودہ مزاق ہیں۔۔۔ کنزہ زیان کی آنکھوں میں دیکھتی غصے
سے بولی تھی۔۔۔۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ مقابل بدلہ لینے کے لیے

اس حد تک گر سکتا ہیں۔۔۔۔۔ یہ محبت تو نہیں ہوتی۔۔۔ محبت تھی تو وہ اس سے پوچھتا نکاح کے بارے میں ایسے اپنی پاور کے ذریعے زبردستی کرنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔۔۔ زیان کو اپنی طرف دیکھتا پا کر کنزہ غصے سے اپنی نظریں پھیر گئی تھی۔۔۔ بس اس کی اسی حرکت پہ زیان کا دماغ بھک سے اڑا تھا۔۔۔ اس کی آنکھیں مقابل کو اتنی زیادہ ند تھی۔۔۔ اس کا دل کرتا تھا وہ اس آنکھوں کو ہمیشہ کے لیے صرف اپنا پابند بنا کر رکھ دے۔۔۔ اس کے سوا وہ کسی انسان تو دور کسی چیز کو بھی نا دیکھے۔۔۔۔۔ مزاق نہیں میری جان یہ سچ ہیں اب فیصلہ تم نے کرنا ہیں مجھ سے نکاح کروں گی یا پھر اس یونیورسٹی سے جاؤ گی۔۔۔ اور تم پیپر بھی نہیں دے پاؤ گی۔۔۔ اب فیصلہ تمہارا ہیں۔۔۔ مجھ سے نکاح کر کے اور اس یونیورسٹی میں رہ کر اپنا فیوچر برائٹیٹ کرنا ہیں یا اپنا فیوچر اپنے ہاتھوں سے برباد کرنے کا ارادہ ہیں۔۔۔

زبان اس کا چہرہ اپنی طرف موڑتا ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا۔۔۔۔۔ وہ
اگر پیار سے مان لیتی تو اسے یہ راستہ نا اپنا پڑتا اور نہ ہی اس کے ساتھ
زبردستی کرنی پڑتی۔۔۔۔۔

کل کا یان کو بلا کر اس نے ساری انفارمیشن نکلوائی تھی۔۔۔ اس کے
بارے میں۔۔۔ اسے پتا چلا تھا کہ اس کے والدین حیات نہں ہیں
۔۔۔ اس لیے اب اسے اور بھی فکر لگ گئی تھی اس کی۔۔۔۔۔
اسے یہ پتا نہیں چلا تھا کہ اس کے والدین کون ہیں اگر اسے پتا چل جاتا
کہ اس کا باپ ظہور علی شاہ ہیں تو وہ کبھی بھی اس سے نکاح نہیں کرتا
۔۔۔۔۔ نکاح تو دور کی بات ہیں وہ کبھی اس کو مڑ کر بھی نادیکھتا۔۔۔۔۔ وہ
اتنی زیادہ نفرت کرتا تھا اپنے چاچو سے۔۔۔۔۔

مجھے اپنا فیوچر برباد کرنا منظور ہیں لیکن آپ جیسے انسان کے ساتھ نکاح
کرنا منظور نہیں ہیں۔۔۔ جو انسان اپنے ٹھکرائے جانے پہ اس انداز میں

بدلہ لے سکتا ہیں وہ کل تک مجھ سے جی بھرنے پہ چھوڑ بھی تو سکتا ہیں
مجھے۔۔۔ کنزہ زیان کی آنکھوں میں اپنی نم گرے آنکھیں گاڑھتی غصے
سے بولی تھی۔۔۔۔

اس کی بات سن کر زیان کی آنکھوں میں خون اتر اٹھا۔۔۔ اس کو اپنا
فیوچر برباد کرنا منظور تھا لیکن اس کے ساتھ رہنا منظور نہیں تھا لیکن
کیوں۔۔۔۔ کیا کمی تھی اس میں۔۔۔ جو اسے وہ بار بار دھتکار دیتی
تھی۔۔۔۔

تم اپنا فیوچر تو برباد کر لوں گی لیکن اپنی دوستوں کا تو نہیں ہونے دوں گی
۔۔۔ اگر تم مجھ سے نکاح نہیں کرتی تو تمہارے ساتھ ساتھ میں تمہاری
دونوں فرینڈز کو بھی اس یونیورسٹی سے فارغ کر دوں گا۔۔۔ اس کے بعد
تم تینوں پاکستان کی کسی بھی یونیورسٹی میں نہیں پڑھ سکو گے۔۔۔۔۔ زیان
اس کو بازو سے پکڑتا اپنے نزدیک کرتا اس کی آنکھوں میں دیکھتا غرایا

تھا۔۔۔ اس کی بات پہ کنزہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔۔۔ وہ اس حد تک گر سکتا تھا وہ یہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔۔۔ زیان اس کی آنکھوں میں دیکھ کر گہرا مسکرایا تھا۔۔۔۔۔ اس لگ رہا تھا اب وہ منع نہیں کر پائے گی اسے اور اس کی بات سن کر اس کا اندازہ بالکل ہی تھیک نکلا تھا۔۔۔۔۔

مجھے منظور ہیں آپ کی بات لیکن مجھ سے وعدہ کریں کہ آپ اپنی بات سے نہیں مقررے گے نکاح کے بعد۔۔۔ کنزہ اس کی آنکھوں میں سنجیدگی سے استفسار کر رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ اپنی زندگی تو برباد کر سکتی تھی لیکن اپنی دوستوں کی نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔۔ وہ اتنی سیلفش نہیں تھی۔۔۔۔۔ زیان اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔۔ جس میں ناہی کوئی جذبہ تھا ناہی غصہ۔۔۔۔۔ وہ ہر احساس سے خالی تھی۔۔۔۔۔ اس کی آنکھوں میں خالی پن دیکھ کر زیان کے ل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔ اس نے اس

کے چہرے پہ کچھ دیکھنا چاہا لیکن اس کا چہرہ بھی ہر طرح کے جذبے سے خالی تھا۔۔۔ اس کے چہرے پہ بھی کوئی تحریر نہیں تھی۔۔۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اس وقت کچھ سوچ بھی نہیں رہی تھی۔۔۔ بہت ہی کوئی سمجھدار ہوں۔۔۔ اب جاؤ پیپر دے کر فوراً یونی سے باہر نکلنا۔۔۔ یونی سے باہر تمہیں کایان لینے آئے گا چپ چاپ اس کے ساتھ آ جانا۔۔۔ زیان اس کے چہرے پہ نقاب اس کو تنبیح کرنے والا انداز میں بولا تھا۔۔۔ کنزہ بغیر کوئی بات کیے بغیر ہی اس کی طرف دیکھے ہاں میں سر ہلاتی باہر کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔ اگر یہ بھی اللہ کی طرف سے کوئی آزمائش تھی تو وہ تیار تھی۔۔۔

کایان نے زیان کو بہت بار سمجھانا چاہا وہ کچھ دن صبر کر لیں لیکن اس کو فوراً نہ کریں نکاح کرنے کے لیے لیکن وہ زیان ہی کیا جو کایان کی بات سن لیں۔۔۔ اتنا سمجھانے کے بعد بھی کایان کو ہی ہارمانی پڑی

تھی۔۔۔۔ وہ اب اپنے دوست کی خوشی کے لیے ہی یہ سب کچھ کر رہا
تھا۔۔۔۔ اس وقت وہ زیان کے فارم ہاؤس میں کھڑا نکاح کی تیاریاں
کروا رہا تھا۔۔۔۔

کنزہ کو پیپر دیتے اور اپنی سب دوستوں سے ملتے دو گھنٹے لگ گئے
تھے۔۔۔۔ یہاں کنزہ جتنی ڈری ہوئی تھی وہاں پہ زیان اتنا ہی بے
صبری سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔۔ اس کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ کچھ ہی
دیر میں اس کی محبت اسے ملنے والی ہیں ہمیشہ کے لیے یہ بات سوچتے
ہی وہ کتنی بار خوشی سے جھومتا تھا۔۔۔۔ اس کو پتا تھا کہ وہ غلط طریقہ اپنا رہا
ہیں لیکن وہ کیا کرتا اس سے اب اور انتظار نہیں ہوتا تھا۔۔۔۔

کنزہ اچھے سے نقاب کرتی سب کو خدا حافظ بولتی یونی سے باہر آ گئی
تھی۔۔۔۔ یونی کے بالکل سامنے ہی اس کو کایان نظر آیا تھا۔۔۔۔ کایان نے
بھی اس گرے آنکھوں والی شہزادی کو پہچان لیا تھا۔۔۔۔ جس پہ اس کا

دوست اپنی جان بھی دینے کو تیار تھا۔۔۔ کنزہ کا بیان کو دیکھتی نظریں
جھکا کر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی
تھی۔۔۔ کا بیان اس کو بیک ویو مرر سے دیکھتا خاموشی سے گاڑی سٹارٹ
کر چکا تھا۔۔۔ اس نے بھی کوئی بات نہیں کی تھی۔۔۔ اس کے ایک
کان میں ایرپوٹ لگا ہوا تھا۔۔۔ جس سے زیان اس کی سامی باتیں سن
سکتا تھا۔۔۔

اس نے سختی سے کہا تھا وہ بات کرنا تو دور کی بات اسے آنکھ اٹھا کر دیکھے
گا بھی نہیں۔۔۔۔ زیان کی بات سن کر کا بیان منہ بسور کر چلا آیا تھا
۔۔۔ اس سے کوئی بھی بحث کرنا بیکار ہی تھی۔۔۔ وہ کنزہ کو لے کر
شدت پسند ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

یونی سے زیان کے فارم ہاؤس کا فاصلہ صرف بیس منٹ کا تھا۔۔۔ جو
کا بیان نے دس منٹ میں طے کیا تھا۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ اس کا دوست

بہت ہی کوئی بے صبر انسانا ہیں۔۔۔۔ اگر وہ جلدی ناپہنچا تو اس نے خود ہی مولوی کو لے کر آ جانا تھا۔۔۔۔ کایان دس منٹ میں زیان کے فارم ہاؤس پہ اپنی گاڑی لاتا جلدی سے نیچے اترتا کنزہ کی سائیڈ کا دروازہ کھول گیا تھا۔۔۔

کنزہ ایک نظر اس کو دیکھتی نیچے اتری تھی۔۔۔۔

آپ لوگوں کے مجھ پہ پہلے ہی بہت زیادہ احسان ہیں۔۔۔۔ اور احسان کر کے مجھے شرمندہ نہ کرے کہ میں خود سے بھی نظریں ملانے کے قابل نہ ہوں۔۔۔۔ کنزہ کایان کی طرف دیکھتی طنزیہ بولتی اُگے کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔۔

اس کی بات سنتے ہی کایان نے اسے ایک سو گالیوں سے نوازا تھا۔۔۔۔ جس نے اس کی بھی امیج کنزہ کی نظروں میں خراب کر دی تھی۔۔۔۔ دوسری طرف زیان اپنے ایئر پوٹ میں اس کی بات سنتا

پریشان ہوا تھا۔۔۔۔ وہ آخر ہی کنزہ کو منالے گا ایک نا ایک دن لیکن
تب تک اس کی ناراضگی کیسے سہے گا۔۔۔ ابھی وہ اس سوچوں میں ہی گم
تھا۔۔۔ جب اسے وہ دونوں ہی اندر آتے ہوئے دکھائی دیے
تھے۔۔۔ کایان آگے چل رہا تھا جب کہ کنزہ اس کے پیچھے سر جھکا کر
چل رہی تھی۔۔۔۔ اس کا جھکا سر زیان کو ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔۔۔ وہ
کیوں مجرموں کی طرح سر جھکا کر چل رہی تھی۔۔۔۔ جب اس نے
کچھ کیا ہی نہیں تھا۔۔۔ وہ اب زیان علی شاہ کی بیوی بننے جا رہی
تھی۔۔۔۔ اسے اپنے عہدے کا پتا ہونا چاہیے۔۔۔۔
تم سارے انتظام دیکھو۔۔۔ اور تم میرے ساتھ آؤ میں تمہیں
تمہاری نکاح کی ڈریس دیتا ہوں جلدی سے تیار ہو جاؤ۔۔۔ ان دونوں
کی قریب آتے ہی زیان کایان کی طرف دیکھتا ہوا بولتا اسے آنکھوں کے

اشارے سے جانے کا بولتا کنزہ کا ہاتھ پکڑتا ایک کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔۔

اس کو اس کا نکاح کا ڈریس دیتا اسے جلدی تیار ہونے کا بولتا واپس نیچے آیا تھا۔۔۔

توں یہاں پہ کیا کر رہا ہیں۔۔۔ کا یان کو ایک جگہ پہ سٹل کھڑا ہوا دیکھ کر وہ آئبر واچکا کر اس سے پوچھ رہا تھا۔۔۔۔

زیان یہ ایک بلین حق مہر کچھ زیادہ نہس ہو جائے گی۔۔۔۔ کا یان اس کی طرف دیکھتا سنجیدگی سے بول رہا تھا۔۔۔۔ اسے اب پتا چلا تھا کہ اس نے مولوی صاحب کو نکاح نامے پہ لکھنے کے لیے ایک بلین حق مہر کا بولا تھا۔۔۔۔ جسے سن کر بیچارے مولوی صاحب بھی پریشان ہو گئے تھے۔۔۔۔

کچھ بھی زیادہ نہیں ہیں۔۔۔ یہ تو صرف میری بیوی کی آنکھوں کی بھی
قیمت نہیں ہیں اور ویسے بھی یہ اس کا حق ہیں۔۔۔۔۔ زیان کا یان کے
کندھے پہ ہاتھ رکھتا کنزہ کی گرے آنکھیں کو تصور میں لاتا پیار سے بول
رہا تھا۔۔۔ جبکہ کا یان اس کو دیکھ کر رہ گیا تھا جو پورا پاگل لگ رہا تھا اس
کی محبت میں۔۔۔۔۔ اچھا جیسی تمہاری مرضی۔۔۔۔۔ اب جاؤں تیار ہو
جاؤ سب انتظام ہو گیا ہیں۔۔۔ کا یان اس کے چہرے پہ خوشی دیکھتا اندر
تک سرشار ہوا تھا۔۔۔

کنزہ اپنے نکاح کا ڈریس دیکھتی تلخی سے مسکرائی تھی۔۔۔۔۔ بہت ہی
خوبصورت ڈریس تھا اس کے نکاح کا۔۔۔ گرے رنگ کا لہنگا تھا
۔۔۔ جس پہ بلیک چھوٹے چھوٹے ہیروں سے ڈیکوریشن کی گئی تھی

-- اس کے ساتھ ہی گرے رنگ کا بڑا سادو پٹا تھا۔ جس کی
سائیڈوں پہ "زیان کی دلہن" لکھا ہوا تھا۔۔۔ اس کو تیار کرنے
کے لیے ایک بیوٹیشن آئی ہوئی تھی۔۔۔ اگرچہ نکاح کا ان تینوں کو
علاوہ کسی کو پتا نہیں تھا لیکن پھر بھی زیان چاہتا تھا کہ اس کے نکاح میں
کسی چیز کی کمی نا آئے۔۔۔۔۔ اس کو گرے رنگ سے محبت ہو گی
تھی۔۔۔۔۔ اس کا اپنا ڈریس بھی گرے رنگ میں ہی تھا۔۔۔ یہ
اس نے صرف ایک ہی دن میں بنوایا تھا۔۔۔۔۔ کچھ ہی دیر میں زیان کو
اطلاع ملی تھی کہ کنزہ تیار ہو گی ہیں۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی دلہن
کو سب سے پہلے کوئی بھی دیکھے اس لیے وہ جلدی سے اس کے کمرے
میں گیا تھا۔۔۔ اڈوقت وہ مکمل طور پر تیار تھا۔۔۔

زیان دروازہ نوک کرتا اندر داخل ہوا تھا۔۔۔ اس کے اندر داخل
ہوتے ہی بیوٹیشن ایک نظر اس خوبصورت انسان کو دیکھتی باہر کی

طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔ اسے کنزہ کی قسمت پہ رشک محسوس ہوا تھا
۔۔۔ اسے کنزہ کی شکل دیکھ کر ہی معلوم ہو رہا تھا کہ وہ یہ نکاح نہیں
کرنا چاہتی۔۔۔ اس وقت اس بیو ٹیشن کو کنزہ دنیا کی سب سے بڑی
بیوقوف لگی تھی۔۔۔ جو خدا کے اتنے خوبصورت فیصلے پہ ناخوش بیٹھی
تھی۔۔۔ اس وقت کنزہ کا منہ مرر کی طرف تھا۔۔۔

زیان مرر میں اس کا عکس دیکھتا پاگل ہوا تھا۔۔۔ وہ گرے رنگ کے
لہنگے میں سب سے زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔ اس پہ اس کی
گرے رنگ کی خوبصورت آنکھیں جو اس وقت جھکی ہوئی
تھی۔۔۔ چہرے پہ بالکل ہی سیمپل سامیک اپ لگائے وہ زیان کا دل بری
طرح ڈھڑکا چکی تھی۔۔۔

اس کا ڈوپتہ سلیقے سے اس کے سر پر جمایا گیا تھا۔۔۔ ڈوپتا اس طرح
لگایا گیا تھا کہ اس کو بعد میں گھونگٹ کی شکل میں اس کو چہرہ چھپایا جاسکے

۔۔۔۔۔ یہ زیان نے ہی اس بیو ٹیشن کو سختی سے کہا تھا۔۔۔۔۔ وہ نہیں
چاہتا تھا کہ کنزہ کا چہرہ کوئی بھی دیکھے۔۔۔۔۔ ڈوپتا اس طرح کا تھا کہ
اس میں سے صاف چہرہ نظر نہیں آتا تھا۔۔۔

زیان اس کے پیچھے کھڑا ہوتا اس کے دونوں کندھوں پہ ہاتھ رکھتا اسے
اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ کیوں نظریں جھکا کر بیٹھی تھی۔۔۔ یہ
اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ اسے اپنی
خوبصورت آنکھوں سے دیکھیں۔۔۔۔۔ زیان کو اس کی آنکھوں سے ہی تو
سب سے زیادہ محبت تھی۔۔۔۔۔

اس کے ہاتھ رکھنے پہ کنزہ کے بدن میں سپارک پیدا ہوا تھا۔ اس نے
نظریں اٹھا کر زیان کو دیکھا تھا۔۔۔ وہ گرے رنگ کی خوبصورت شلوار
قمیض پہنے اس کے اوپر کالی واسکٹ پہنے بالکل ہی کنزہ کے ساتھ میچنگ
کی ہوئی تھی اس نے۔۔۔۔۔

کنزہ کے لہنگے کی پوری چولی پہ بلیک چھوٹے چھوٹے ہیروں کا کام تھا جو اس کے پیٹ تک جاتا تھا۔۔۔۔۔ اس کے نظریں اٹھا کر دیکھنے پہ زیان کو اپنا دل پسلیاں ٹوڑ کر باہر نکلتا ہوا لگ رہا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں نمی تھی۔۔۔۔۔ جو زیان کو ایک آنکھ نہیں بھائی تھی۔۔۔۔۔

میری جان یہ تمہاری آنکھوں میں نمی کیوں ہیں۔۔۔ میں مانتا ہوں کہ میرا طریقہ غلط ہیں لیکن ایک دن ایسا آئے گا جب تم میری انسکیورٹی سمجھ سکوں گی۔۔۔ میں نے کیوں یہ طریقہ اپنایا ہیں۔۔۔ زیان اس کے آگے آتا اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھتا ہوا نرمی سے بولا تھا۔۔۔ اس کی بات پہ کنزہ نے اس کی طرف خالی خالی نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں ناہی کوئی شکوہ تھا ناہی کوئی درد۔۔۔ اس کی آنکھوں میں اپنی سبز آنکھیں گاڑھتا زیان کو کچھ ہوا تھا۔۔۔ وہ ایسے ہی دیکھ رہی تھی اسے جیسے اس کے لیے وہ ایک انجان ہوں۔۔۔

مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہیں۔۔۔۔۔ کنزہ زیان کی طرف دیکھتی
سنجیدگی سے بولی تھی۔۔۔ اس کا لہجہ ہر جذبے سے خالی تھا۔۔۔ زیان اس
کو آواز سنتا اندر تک شرسار ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں جتنی پیاری
تھی۔۔۔ آواز اس کی اتنی ہی میٹھی تھی۔۔۔ وہ اس کے چہرے پہ اپنی
گرم نگاہیں گاڑھے ہوا تھا۔۔۔

س کے رخسار اور ٹھوری کا تل دیکھتے ہی زیان کو ان دونوں سے حسد
محسوس ہوئی تھی۔۔۔ وہ اس وقت پوری آب و تاب سے چمک رہے
تھے۔۔۔۔۔ میک اپ سے بھی نہیں چھپے تھے۔۔۔ زیان نکاح کے بعد
سب سے پہلے ان کو اپنی گرفت میں لینے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔ جو اس
کے اتنے قریب تھے۔۔۔

حکم کریں۔۔۔ کیا پوچھنا ہیں آپ کو مجھ سے۔۔۔ یہ غلام حاضر ہیں
۔۔۔ زیان اس کی بات سنتا اس کے سامنے اپنا سر جھکاتا شریر لہجے میں

بولا تھا۔۔ اس کے اس طرح بولنے پہ کنزہ نے اس کو دیکھا تھا۔۔۔ جس
کا لہجہ کب بدل جائے کسی کو پتا ہی نہیں تھا۔۔۔۔ آپ مجھے نکاح کے
بعد اپنے گھر لے جائے گا یا یہ نکاح سب سے چھپا کر رکھے
گے۔۔۔۔۔ کنزہ اس کی سبز آنکھوں میں اپنی گرے آنکھیں گاڑتی
عام سے لہجے میں پوچھ رہی تھی۔۔۔ اس کے سوال پر زیان کی
مسکراہٹ سمٹی تھی۔۔۔ اسے جس بات کا ڈر تھا وہی اس نے پوچھ لیا تھا
۔۔۔ وہ ابھی اس نکاح کے بارے میں کسی کو بھی نہیں بتانا چاہتا تھا
۔۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا اس نکاح کے بارے میں پتا چلنے کے بعد اس کے
داجی کو کچھ ہوں۔۔۔۔۔

بے شک انہوں نے سب کو اپنی مرضی سے شادی کرنے کی اجازت
دے رکھی تھی۔۔۔ لیکن وہ یہ برداشت نہیں کر پاتے جو قدم ان کے
بیٹے نے اٹھایا تھا۔۔ وہ آج ان کا پوتا اٹھائے۔۔۔۔ زیان ان کو تکلیف

نہیں دینا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ صبح وقت آنے پہ وہ سب کو بتا دینا چاہتا تھا۔۔۔۔۔

اس کی خاموشی دیکھتے ہی کنزہ تلخی سے مسکرائی تھی۔۔۔۔ اس کو بھی اسی بات کا ڈر تھا کہیں وہ اس سے نکاح کرنے کے بعد اس کو اپنا نام دینے سے منع نہ کر دیں۔۔۔ اگر وہ پوری دنیا سے چھپا کر رکھیں گا تو اس کا کیا وجود رہ جائے گا۔۔۔ وہ ایسا لائف پارٹنر بلکل نہیں چاہتی تھی۔ لیکن وہ کہتے ہیں ناقسمت کو کچھ اور ہی منظور ہوتا ہیں۔۔ کنزہ اپنی قسمت کے بارے میں سوچتی کرب کی انتہا پر پہنچی تھی تو کیا اتنی بری تھی اس کا نصیب اسے اپنے شوہر کا نام بھی نہیں نصیب ہو گا۔۔۔ نہیں میں ابھی نہیں بتا سکتا اپنی فیملی کو لیکن میں بہت جلد ہی بتا دوں گا۔۔۔ زیان کنزہ سے نظریں چراتا ہوا بولا تھا۔۔۔ اس کی نظریں چرانے

پہ کنزہ کا ایک خوبصورت قہقہہ اس کرے کی زینت بنا تھا۔۔۔۔۔ زیان
اس کو اتنا زور سے ہنستا ہوا دیکھ پریشان ہوا تھا۔۔۔۔۔

سیدھی طرح کہے دیں کہ آپ مجھ سے صرف بدلہ لینے کے لیے شادی کر رہے ہیں۔۔۔ اصل شادی تو آپ اپنی فیملی کی مرضی سے کریں گے اس لڑکی سے جو آپ کے شان شایان ہوں۔۔۔ کزہ ہنستے ہوئے بمشکل ہی بولی تھی۔۔۔۔ جب کہ بدلے کی بات پہ زیان کی آنکھوں میں نا سمجھی کے تاثرات تھے۔۔۔۔

اس نے کس چیز کا بدلہ لینا ہیں۔۔۔ اس نے کوئی بھی جواب نہیں دیا تھا وہ بالکل خاموش کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ جس کی آنکھوں سے ہنسنے کی وجہ سے آنسو جاری ہو گئے تھے۔۔۔ لیکن اس نے ہنسنابند نہیں کیا تھا۔۔۔

اس بات کا بدلہ کے مینے آپ کو ٹھکرایا تھا۔۔۔ آپ صرف مجھے رکھیل
بنا کر رکھنا چاہتے ہیں لیکن رکھیلوں میں فرق یہ ہوتا ہے کہ ان سے نکاح
نہیں کیا جاتا اور آپ نے مجھ سے نکاح کیا۔۔۔ کیونکہ آپ ایک
سید زادے ہیں اپنی شان تو برقرار رکھنی ہیں نا۔۔۔

کنزہ اس کے نزدیک ہوتی کرب سے ایک ایک لفظ چبا کر بولی
تھی۔۔۔ اس کی بات سنتیں ہی زیان کی آنکھوں میں خون اترتا تھا
۔۔۔۔۔ غصے سے اس کی دماغ کی نیلی رگیں واضح دکھائی دے رہی
تھی۔۔۔۔۔ اس وقت وہ دونوں ہی ایک دوسرے کی آنکھوں میں
آنکھیں ڈالیں کھڑے تھے۔۔۔۔۔ ایسی بلو اس کیسے کر سکتی ہوں تم
۔۔۔ میں تمہیں اتنا گرا ہوا انسان لگتا ہوں۔۔۔۔۔ جو تم نے اپنے دماغ
میں یہ گھٹیا باتیں بٹھالی تھی۔۔۔ زیان کنزہ کو بازو سے پکڑ کر اپنے

نزدیک کرتا اس کے کان کے پاس گرایا تھا۔۔۔ اس ک سمجھ نہیں آرہا تھا کہ

وہ کیسے اتنا گھٹیا لفظ خود کے لیے استعمال کر سکتی ہیں جسے سوچ کر زیان کی جان جارہی تھی۔۔۔۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ ایسا بول سکتی ہیں۔۔۔۔

اگر میری گھٹیا سوچ ہیں تو نا کریں مجھ سے نکاح۔۔۔ چھوڑ دیں مجھے۔۔۔ کنزہ ایک بار پھر اس کو دیکھتی سختی سے بولی تھی۔۔۔۔ وہ صرف اس کو اکسانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ کہ وہ غصے میں آکر اسے چھوڑ دیں۔۔۔۔

یہ تمہاری بھول ہیں کہ زیان علی شاہ تمہیں چھوڑ سکتا ہیں۔۔۔۔ وہ اپنی جان تو دیں سکتا ہیں لیکن تمہیں نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔

اب تم نے اپنے لیے یہ گھٹیا الفاظ استعمال کر ہی لیا ہیں تو میں تمہیں
اس کا مطلب بھی اچھی طرح سمجھاؤ گا۔۔۔ زیان اس کی آنکھوں میں
دیکھتا غرایا تھا۔۔۔ اس کی بات پہ کنزہ کے چہرے پہ خوف لہرایا تھا
۔۔۔ اس کا ڈرا ہوا چہرہ دیکھتا زیان فتح مندی سے مسکرایا تھا۔۔۔
اب خود کو تیار کر لوں میرے بنانے کے لیے۔۔۔ زیان اپنی جیب
سے کتنے ہی پانچ پانچ ہزار والے نوٹ نکالتا اس کے سر کا کے اوپر سے
سات مرتبہ گھماتا اس کا صدقہ اتارتا ہوا بولا تھا۔۔۔ کنزہ اس کی بات
سنتی ابھی تک ڈر سے اپنا سر جھکا کر کھڑی تھی۔۔۔ زیان وہ نوٹ ایک
سائیڈ پر رکھتا۔۔۔ اس کو چھوڑ کر الماری کی طرف بڑھتا ایک
خوبصورت سی گرے رنگ کی چادر نکال کر لایا تھا۔۔۔ یہ اس
کے لہنگے کے ساتھ ہی تھی۔۔۔ وہ اس کے پاس آتا اس کا ڈوپٹا اس کے
چہرے پہ دیتا چادر اس کے اوپر اوڑھا گیا تھا۔۔۔

زیان اس کا ہاتھ پکڑتا دروازہ کھولتا باہر لے آیا تھا۔۔۔ نکاح کا ٹائم ہو رہا تھا۔۔۔ زیان اس کا لہنگا اپنے ہاتھ سے پیچھے کرتا اس کو سیڑھیاں اترنے میں مدد کر رہا تھا۔۔۔ کنزہ بس نم نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ جو صرف دکھاوا کرنے کے لیے یہ سب کر رہا تھا۔۔۔

زیان اس کا ہاتھ پکڑتا اس کو اس جگہ پہ لاتا جہاں نکاح کرنے کا انتظام کیا گیا تھا۔۔۔ کایان اور مولوی صاحب وہاں پہلے سے ہی موجود تھے۔۔۔ اس جگہ کو بہت ہی خوبصورت طریقے سے سجایا تھا۔۔۔ وہاں پہ بھی ہر چیز گرے رنگ میں ہی تھی۔۔۔ کنزہ اس جگہ کو ایک نظر دیکھتی نظریں جھاگی تھی۔۔۔ اسے یہ ہر چیز گرے رنگ میں ہونے کا مطلب سمجھ نہیں آیا تھا۔۔۔ دو طرف خوبصورت سے گرے رنگ میں صوفے رکھے گئے تھے۔۔۔ ان صوفوں کے

درمیان گرے رنگ کے پھولوں کی خوبصورت سی لڑیاں لگائی
تھی۔۔۔ جس سے وہ دیوار کی شکل اختیار کر گئی تھی۔۔۔

کایان بھی گرے رنگ کے پھول دیکھتا حیران ہوا تھا۔ اسے سمجھ
نہیں آیا تھا کہ اس نے یہ پھول کہاں سے لیے تھے۔۔۔ لیکن پھر یہ
سوچ کر چپ ہو گیا تھا کہ وہ زیان علی شاہ تھا وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔۔
زیان کنزہ کو صوفے پہ بٹھاتا خود دوسری سائیڈ پہ آکر بیٹھا

تھا۔۔۔ کایان کو ایک اشارہ کرتا وہ اپنی نظریں دوبارہ اس پار بیٹھی اپنی
خوبصورت منکوحہ پر جما گیا تھا۔۔۔ جو نظریں جھکا کر بیٹھی تھی۔۔۔
زیان کا اشارہ ملتے ہی کایان وہاں سے جاتا اپنے ساتھ کچھ اور گواہوں کو
لے کر آیا تھا۔۔۔ جو بالکل ہی زیان کے پیچھے آکر کھڑے ہو گئے
تھے۔۔۔ ان گواہوں نے ایک بار بھی نظریں اٹھا کر ادھر ادھر نہیں
دیکھا تھا۔۔۔

کایان نے ہی ان لوگوں کو سختی سے کہا تھا۔۔۔ اگر وہ غلطی سے بھی
نظریں اٹھا کر کنزہ کو دیکھ لیتے تو زیان نے ان کی آنکھیں تو نکالنی ہی تھی
ساتھ میں اس کی بھی خیر نہیں ہونی تھی۔۔۔

زیان کا اشارہ ملتے ہی مولوی صاحب نکاح شروع کر دیا
تھے۔۔۔ نکاح شروع ہوتے ہی کایان کنزہ کی سائیڈ پہ جاتا اس کے سر پر
ہاتھ رکھتا اس کو بھائیوں والا مان بخشا تھا۔۔۔ اپنے سر پر کسی کا ہوتھ
محسوس کرتی کنزہ کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔
اس وقت وہ اپنے ماں باپ کو بہت زیادہ یاد کر رہی تھی۔۔۔ ہر لڑکی
کی طرح اس کی بھی خواہش تھی کہ وہ نکاح ہوتے وقت اس کے باپ کا
ہاتھ اس کے سر پر موجود ہوں۔۔۔ رونے کی وجہ سے اس کا بدن ہلکا ہلکا
کانپ رہا تھا۔۔۔

زیان علی شاہ ولد عابد علی شاہ آپ کو نکاح کنزہ ظہور ولد ظہور علی شاہ
سے سکہ رائج الوقت ایک بلین حق مہر کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہیں
۔۔۔ مولوی صاحب زیان کے پاس آتے نکاح شروع کر چکے
تھے۔۔۔ جبکہ ظہور علی شاہ کا نام سنتے ہی کایان اور زیان نے ایک
دوسرے کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ لیکن زیان یہ سوچتا کہ دنیا میں اور بھی
تو اس نام سے ہو سکتے ہیں۔۔۔ اس لیے زیان کایان کو آنکھوں سے
ریلیکس رہنے کا اشارہ کرتا مولوی صاحب کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔ وہ
کسی بھی شک کی بدولت اپنے نکاح خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔
قبول ہیں۔۔۔ (مجھے یہ گرے آنکھوں والی شہزادی دل و جان سے قبول
ہیں) زیان کنزہ کی طرف دیکھتا شیر لہجے میں بولا تھا۔۔۔ کنزہ کا بدن
کلپنتا دیکھ کر زیان پریشان ہوا تھا۔۔۔ لیکن وہ اپنے دل پہ پہرا بٹھا رہا
تھا۔۔۔

ایک بار نکاح ہو جائے وہ بعد میں اس کے سارے غموں کو اپنے سر لینے
کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

مولوی صاحب کے تینوں بار کہنے پہ زیان نے دل و جان سے اس کو اپنے
نکاح میں لیا تھا۔۔۔ نکاح پڑھوانے کے بعد مولوی صاحب کنزہ کی
طرف گئے تھے۔۔۔

کنزہ ظہور ولد ظہور علی شاہ آپ کو نکاح زیان علی شاہ ولد عابد علی شاہ
سے سکہ رائج الوقت ایک بلین حق مہر کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہیں۔۔۔
مولوی صاحب کے بولنے پہ کنزہ ایک نظر زیان کو دیکھتی مولوی
صاحب کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔۔

ق۔۔۔ب۔۔۔و۔۔۔ل ہیں (شوہر ہونے کے ناطے میں آپ کی عزت
کروں گی لیکن کبھی آپ سے محبت نہیں کر پاؤں گی اور نہ ہی آپ کو
اپنے دل میں جگہ دے پاؤں گی)

کنزہ نکاح قبول کرتی زیان کو اپنا شوہر تسلیم کر گئی تھی۔۔۔۔۔ مولوی صاحب دومرتبہ اور بولتے نکاح نامے پہ سائن کرتے زیان کی طرف واپس آئے تھے۔۔۔۔۔

اس سے نکاح نامے پہ سائن کرواتے اس کو مبارک دیتے وہاں سے چلے گئے تھے۔۔۔۔۔ اس کے جاتے ہی کایان بھاگ کر آتا اس کو گلے سے لگاتا مبارک دے رہا تھا۔۔۔۔۔ زیان کے چہرے پہ اس وقت دنیا جہاں کا سکون تھا۔۔۔۔۔

کایان سے الگ ہوتے ہی زیان ایک ملازمہ کو اشارہ کرتا۔۔۔۔۔ جو اس کے اشارے پہ کنزہ کو اس کے کمرے میں چھوڑ آئی تھی۔۔۔۔۔ اس کو کنزہ کی حالت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔۔۔۔۔ زیان کایان کے پاس بیٹھتا اسے سب کچھ سمجھاتا کہ وہ کیسے کنزہ کے گھر ناجانے پہ سب کو سنبھالے گا اور آج اگر وہ گھر نا آئے تو اس کی بھی غیر حاضری سے

وقاص علی شاہ کو اپنی باتوں سے مطمئن کر لے گا۔۔۔ اس کی بات
سننے ہی کا یان اس کی شکل پہ لعنت بھیجتا جو اس کو جھوٹ بولنا سکھا رہا تھا
۔۔۔ اس سے پہلے زیان کوئی جوابی کاروائی کرتا کا یان بھاگنے والے
انداز میں وہاں سے غائب ہوا تھا۔۔ اس کے جاتے ہی زیان اپنے گھنے
کالوں بالوں میں ہاتھ پھیرتا اپنے کمرے کی طرف رخ کر گیا تھا۔۔
زیان جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا تھا سامنے کا منظر دیکھ کر اس کی
آنکھوں میں چنگھاڑیاں نظر آئی تھیں۔۔۔ کنزہ اس وقت مکمل طور پہ
عبائے میں موجود تھیں۔۔ اس نے وہ لہنگا اتار دیا تھا۔۔ اس نے آتے
ہی وہ لہنگا اتار دیا تھا۔۔

اس ڈریس میں اس کا دم گھٹ رہا تھا۔۔۔ زیان دروازہ بند کرتا ایک ہی
جسٹ میں اس تک پہنچتا اسے بازو سے پکڑ کر اپنے نزدیک کرتا اس کا

نقاب اتار گیا تھا۔۔۔ وہ اس کو اس روپ میں اب جی بھر کر دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔

وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ پہلے اتنی حسین لگتی تھی۔۔۔ اب اس کی محرم بن کر بن کر وہ کیسی لگ رہی تھی۔۔۔۔۔ زیان اس کا نقاب اتارتا بغیر اس کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر ہی اس کے لبوں کو اپنی گرفت میں لے گیا تھا۔۔۔۔۔ زیان ایک ہاتھ سے اس کا حجاب اتارتا اس کے بالوں کو گدی سے پکڑتا اس کے لبوں کا جام پی رہا تھا۔۔۔۔۔ اس کی شدت پر کنزہ کے آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ زیان اس کے آنسو دیکھتا اپنے عمل میں شدت لے آیا تھا۔۔۔

اس کو لبوں پہ اپنے ڈانٹ گاڑتا وہ اس کے ٹھوری کے تل پہ آیا تھا۔۔۔۔۔ وہاں پہ اپنے ڈانٹ گاڑتا وہ اس تل پہ ہی اپنا غصہ اتار رہا تھا۔۔۔۔۔ اس کے ڈانٹ گاڑنے پہ کنزہ کی سسکی بلند ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اس کی

سسکی سنتا وہ اس کے لبوں کو اپنی گرفت میں لیتا اس کی سسکی کا گلا
گھونٹ گیا تھا۔۔۔۔۔

اس کی اتنی شدت پہ کنزہ اس کے گریبان کو اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر
اس کو ہوش دلار ہی تھی۔۔۔ اس کی سانسیں بند ہونے کے درپہ
تھی۔۔۔۔ اس کے جھجھوڑنے پہ وہ ہوش میں آتا اس کے لبوں کو چھوڑ
گیا تھا۔۔۔ اس کی اس حرکت پہ کنزہ کا چہرہ شرم سے لال ہوا تھا۔۔۔
ڈریس کیوں اتار دیا اتنی جلدی ابھی تو مجھے تمہیں جی بھر کر دیکھنا تھا
۔۔۔ زیان اس کا عبا یا ایک ہی جھٹکے میں اتارتا اس کے نشیب و فراز پہ
اپنی خمار آلودہ نگا ڈالتا اس کی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھ رہا تھا۔۔۔
وہ۔۔۔ مجھے۔۔۔ گھٹن۔۔۔ محسوس۔۔۔ ہو۔۔۔ رہی۔۔۔ تھی۔۔۔

اس۔۔۔ ڈریس۔۔۔ میں۔۔۔ کنزہ شرم سے دوہری ہوتی نظریں جھکا کر
بولی تھی۔۔۔ زیان جو کب سے اس کی آنکھوں میں خالی پن دیکھ کر

پریشان ہو رہا تھا۔۔۔ اب اس کی آنکھوں میں شرم کے رنگ دیکھتا وہ اندر
تک سرشار ہوا تھا۔۔۔۔

صرف میرے آنے تک ہی صبر کر لیتی پیلنے تو بھی وہ لہنگا آکر اتارنا ہی
تھا اپنے سٹائل میں کیونکہ آج کا آدھا دن اور پوری رات مجھے تمہاری
آغوش میں گزارنی ہیں۔۔۔ زیان اس کے اپنے نزدیک کرتا اس کے بدن
کے ناز کی اچھے سے محسوس کرتا ایک ہاتھ اس کی قمیض کے اندر سے
ڈالتا اس کی سٹریپ سے چھیر چھانی کرتا ہوا بولا تھا۔۔۔

اس کی بات پہ کنزہ نے جلدی سے ناں میں سر ہلایا تھا۔۔۔ اس کے
چہرے پہ خوف لہرایا تھا۔ وہ اتنی بھی بچی نہیں تھی جو اس کی بات نا سمجھ
پاتی۔۔۔ اس کے چہرے اور آنکھوں میں خوف زیان کو ایک آنکھ نہیں
بھایا تھا۔۔۔ وہ صرف اس کو ڈرا رہا تھا۔۔۔ وہ بھی اس کی پڑھائی مکمل
ہونے تک اس کے ساتھ اپنا رشتہ مکمل نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن کب وہ

بہک جائے اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا۔۔۔۔۔ لیکن آج رات وہ صرف اس کی پناہوں میں رہ کر خود کو یقین کروانا چاہتا تھا کہ وہ اس کی ہیں۔۔۔ میں نہیں چاہتا کہ تمہارے پاس کوئی بھی جواز ہوں اس میں دوری اختیار کرنے کا اس لیے میں آج رات تم میں شدت سے سما جانا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ زیان اپنی قمیض اتارتا اسے نرمی سے اٹھا کر بیڈ پہ لے جاتا بہکے بہکے لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔۔

اس کا برہنہ سینہ دیکھت اور اس کی بات سنتے ہی کنزہ نے اس کے سینے میں منہ چھپایا تھا۔۔۔۔۔ اس کے منہ چھپانے پہ زیان کا برجستہ قہقہہ کمرے کی زینت بنا تھا۔۔۔۔۔

یہ طریقہ اچھا ہیں بیگم میری شدتوں سے بچنے کے لیے مجھ میں ہی پناہ لینا۔۔۔۔۔ زیان اس کو نرمی سے بیڈ پہ لٹاتا اس کے ماتھے پہ بوسہ دیتا شریر لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔۔ اس کی بات سنتے ہی کنزہ اس سے پہلے اٹھتی

جب زیان اس کو واپس بیڈ پہ لٹاتا اس پر کالی گھٹا بن کر چھایا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں دیکھتا وہ اس کے لبوں کو اپنی قید میں لے گیا تھا۔۔۔

ایک ہاتھ زیان کا اس کی پوری کمر پہ رینگ رہا تھا جبکہ دوسرا ہاتھ اس کے بالوں کو نرمی سے سہلا رہا تھا۔۔۔ اس کے لبوں کو ابھی تک اس نے آزادی نہیں دی تھی۔۔۔ اس پر زیان نے اپنا پورا وزن دالا ہوا تھا۔۔۔ اس کے اتنے قریب ہونے کی وجہ سے وہ اس کے بدن کی ناز کی اچھے سے محسوس کرتا پو گل ہو رہا تھا۔۔۔ اس کے جذبات باہر نکلنے کے لیے پاگل ہو رہے تھے۔۔۔ اپنے جذباتوں کو کنٹرول کرنے کے چکروں میں اس نے ساری شدتیں اس کے لبوں پہ ڈھائی ہوئی تھی۔۔۔

کنزہ جو شرم سے کچھ کر بھی نہیں پار ہی تھی اپنی سانسیں بند ہونے پہ
اس نے اپنے ہاتھوں سے زیاں کی گردن پہ ناخن گاڑھے تھے۔۔۔۔۔ وہ
کتنے ہی وقت سے اس کی سانسیں پی رہا تھا۔۔۔ اس کے ناخن مارنے پہ
زیاں پیچھے نرمی سے اس کے لب چومتا پیچھے ہوا تھا۔۔۔۔۔

زیاں اس کے لب چھوڑتا نرمی سے اس کے اوپر سے اٹھ چکا تھا
۔۔۔ اس کے اٹھنے اور لبوں کو آزادی ملنے پہ کنزہ گہرے گہرے سانس
بھرتی خود کو نارمل کر رہی تھی۔۔۔۔۔ جس سے اس کے نشیب و فراز
ایک بہت ہی خوبصورت منظر پیش کر رہے تھے۔۔۔۔۔ زیاں یہ منظر
دیکھتا بے خود سا ہوتا اس کی ڈھرکنوں کے مقام پہ جھکا تھا۔۔۔۔۔ اس کی
اس حرکت پہ کنزہ کے گال تپ کر قندھار ہوئے تھے۔۔۔۔۔ وہ اپنی
آنکھیں زور سے مینچ گی تھی۔۔۔۔۔ زیاں قمیض کے اوپر سے ہی اپنے
ڈانت گاڑھتا پیچھے ہوا تھا۔۔۔۔۔

اس کے ڈانت گاڑھنے پہ کنزہ کی سسکی بلند ہوئی تھی۔۔۔ اس سے کچھ بولا
بھی نہیں جا رہا تھا۔۔۔ اس کے پیچھے ہونے پہ کنزہ جلدی سے اپنا چہرہ
تکیہ میں چھپاتی اس کی طرف پشت کر گئی تھی۔۔۔ اس کی لہروں جیسی
بل کھاتی کمر دیکھ زیا کی آنکھیں اور زیادہ خمار آلودہ ہوئی تھی۔۔۔ وہ اس
کی پشت پہ اپنے ہاتھ پھیرتا اس کو کاپنے پہ مجبور کر رہا تھا۔۔۔ زیان اس
کا کاپنا دیکھ کر اس کی زپ اور زیادہ نیچے کھسکا گیا تھا۔۔۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا
کہ وہ اسے کب تک خاموشی سے برداشت کرتی ہیں۔۔۔ اپنی زپ
کھلتی ہوئی محسوس کرتی کنزہ کی جان ہوا ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اس سے پہلے
وہ زیان کو روکتی زیان اس کی مکمل زپ نیچے کھسکاتا اپنے لب رکھ گیا تھا
وہاں پر۔۔۔ اس کی اتنی سی قربت پہ اس کی سانسیں بند ہونے کے در
پر تھی۔۔۔۔۔

اس کو کوئی بھی رد عمل نہ کرتا دیکھ زیاں اپنے عمل میں شدت لے آیا تھا
وہ جگہ جگہ ڈانٹ گاڑتا اس کو سسکنے پہ مجبور کر رہا تھا۔۔۔ وہ کچھی ہی
دیر میں اس کی کمر پوری طرح سے جامنی کر چکا تھا۔ اس کی سسکیاں
اب ہچکیوں میں بندھ چکی تھیں۔۔۔ زیاں اس کو کمر سے پکڑتا ایک ہی
جسٹ میں اپنے سینے پہ لٹا گیا تھا۔۔۔ اس کی اس ایکٹ میں کنزہ کا چہرہ
بھانپ چھوڑنے لگ گیا تھا۔۔۔۔۔ اس کو گہری نگاہوں سے اپنی
طرف دیکھتا پا کر وہ سانس تک روک چکی تھی۔۔ زیاں اس کو سانس
روکیں دیکھ کر گہرا مسکرایا تھا۔ اس کے مسکرا نے پہ کنزہ اپنی آنکھوں
میں غصہ لے کر اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کا تکلیف دیں کر وہ مسکرا
رہا تھا۔۔۔ اس سے پہلے کنزہ اس کے اوپر سے اٹھ کر جاتی زیاں اس کو
کمر سے سختی سے پکڑتا اس کے لبوں پہ جھک اسے اپنی سانسیں دے رہا
تھا۔۔۔ اس کو اچھی طرح سانسیں دینے کے بعد وہ پیچھے ہوا تھا

دینے پہ کنزہ اب لمبی لمبی سانسیں لے کر خود۔۔۔۔ اس طرح سانسیں
کونار مل کر رہی تھی۔۔۔۔ زیان کا ہاتھ اپنی کمر سے نیچے محسوس کرتی وہ
کانوں کی لوں تک سرخ ہوئی تھی۔۔۔۔ مجھے۔۔۔۔ جانا

۔۔۔۔ ہیں۔۔۔۔ آنٹی۔۔۔۔ میرا۔۔۔۔ انتظار۔۔۔۔ کر۔۔۔۔ رہی۔۔۔۔ ہو
گی۔۔۔۔ کنزہ اس کی ڈھیلی گرفت محسوس کرتی جلدی سے کھڑی ہوتی
شرم سے بو جھل ہو کر اٹکتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔ اس کے کھڑے
ہونے پہ زیان بھی اٹھ کر بیٹھتا اس کو کمر سے پکڑتا اس کی اپنی طرف
پشت کرتا گود میں بٹھا گیا تھا۔۔۔۔ لگتا ہیں میری بات سنی نہیں تم نے
ہیں نے کہا تھا کہ آج کا آدھا دن اور پوری رات میں تمہاری آغوش میں
گزارو گا۔۔۔۔ اب یہ تمہاری مرضی ہیں کہ آرام سے رہنا ہیں یا میں اپنا
طریقہ اپناؤ۔۔۔۔ زیان اس کی گردن میں اپنی پر تپش سانسیں چھوڑتا
گھمبیر آواز میں بولا تھا۔۔۔۔ اس کی بات سنتے ہی کنزہ کی ریڑھ کی ہڈی

میں سنسناہٹ ہوئی تھی۔۔۔ وہ صرف نظریں جھکا کر بیٹھی
تھی۔۔۔۔۔ زیان کے ہاتھ مسلسل بے باکی سے اس کے پورے وجود پر
رینگ رہے تھے۔

سب۔۔۔۔۔ لوگ۔۔۔۔۔ مجھ۔۔۔۔۔ سے۔۔۔۔۔ پوچھے۔۔۔۔۔ گے۔۔۔۔۔
تو۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ کیا۔۔۔۔۔ کہوں۔۔۔۔۔ گی۔۔۔۔۔ کنزہ زیان کی طرف
دیکھتی معصومیت سے بولی تھی۔۔۔۔۔ جیسے کسی چھوٹے بچے نے سکول
سے چھٹی کی ہوں اور اپنی ماں سے پوچھ رہا ہوں کہ
سکول جا کر وہ کیا بہانا بنائے گا۔۔۔۔۔ اس کے اتنے معصوم سوال پر زیان
کو ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔۔۔۔۔ وہ ایک ہی جسٹ میں اس کی قمیض اتارتا اس کو
اپنے سینے پہ لٹاتا اپنے اور اس کے اوپر بلینکٹ دے گیا تھا۔۔۔۔۔ کمرے
میں اس وقت ایک مدھم سی لائٹ جل رہی تھی۔۔۔۔۔ جس کی وجہ سے
کمرے میں بالکل اندھیرا تھا۔۔۔۔۔ کھڑکیوں پہ پردے ڈالے گئے

تھے۔۔۔ جس کی وجہ سے سورج کی روشنی اندر نہیں آ پار ہی
تھی۔۔۔ کنزہ تو بس آنکھیں کھول کر سمجھنے کی کوشش کر ہی
تھی۔۔۔ کہ اس کے ساتھ ہوا کیا ہی سو جاؤ خاموشی سے اور مام کی فکر
چھوڑ دوں کا یان سب سنبھال لے گا۔۔۔ زیان اس کی سٹریپ میں
انگلیاں پھنساتا بے حد سنجیدگی سے بولا تھا۔۔۔ اس سے اپنے جذبات ہی
کنٹرول نہیں ہو رہے تھے۔۔۔ اس کی بات سنتے ہی کنزہ جلدی سے
نکھیں بند کر گئی تھی۔۔۔ زیان بھی اس کی پناہوں میں کچھ دیر کے لیے
سکون چاہتا تھا۔۔۔ اس وقت وہ دونوں ہی برہنہ حالت میں موجود
تھے۔۔۔۔ اس کو آنکھیں بند کرتا دیکھ زیان بھی اپنی آنکھیں بند کرتا
اس کے گرد اپنا مضبوط حصار باندھ گیا تھا۔۔۔۔
کچھ ہی دیر میں کنزہ کی بھاری سانس اپنے سینے پہ محسوس کر کے وہ سمجھ
گیا تھا کہ اس کی معصوم ای منکوحہ سو گئی ہیں۔۔۔۔ زیان کی آنکھوں

سے نیند آج کو سوں دور تھی۔۔۔ اتنی خوبصورت منکوحہ جس کے
سینے پہ سر رکھ کر

سورہی ہوں تو کس کافر کو نیند آئے گہ۔۔۔ زیان کڑوت بدلتا اس کو
اپنے بازو پہ لٹاتا اس کے چہرے کے ایک ایک نقوش پہ اپنے لب رکھ رہا
تھا۔۔۔ اس کے لب رکھنے کی وجہ سے اس کی مونچھوں اور گھنی بٹیرڈ
کی چبھن محسوس کرتی وہ ہلکا سا کسمکائی تھی لیکن پھر سو گئی

تھی۔۔۔ زیان کو اتنا تو یقین ہو گیا تھا کہ اس کی منکوحہ کی نیند بہت ہی
زیادہ پکی ہیں۔۔۔ آگے چل کر اس کو بہت زیادہ آسانی ہونے والی ہیں
۔۔۔ وہ کچھ بھی کر لیتا اس کے ساتھ لیکن اس کو تو اپنی نیند ہی پیاری
تھی۔۔۔ زیان اس کو کس کر اپنی باہوں میں بھرتا جگہ جگہ لب رکھ رہا
تھا۔۔۔ اس کے رخسار کے تل اور ٹھوڑی کا تل اسے سب سے زیادہ

پیارا تھا۔۔۔۔۔ وہ زیادہ اپنا پیار وہی پہ دکھا رہا تھا۔۔۔ وہ اس کے ٹھوری
کے تل پہ لب رکھتا نیچے کی طرف آیا تھا۔۔۔۔۔

اس کی گردن پہ اپنی تنگی مٹاؤ وہ اس کی ڈھرکنوں کے مقام پہ لب رکھ
رہا تھا۔ ایک ہاتھ مسلسل بے باکی سے اس کی کمر سہلا رہا تھا۔۔۔۔۔ اس کی
مونچھوں کی چھن محسوس کرتی وہ مسلسل کسمکارتی تھی۔۔۔۔۔ اس کی
نیندا بھی کچی تھی۔۔۔۔۔

زیان اس کو چہرے کے بگڑتے ایکسپریشن دیکھ کر اپنی ہنسی کنٹرول کرتا
اپنے دل پر پہرے بٹھاتا اس کو اور بھی اپنے نزدیک کرتا اس کے سینے کی
گہرائیوں میں منہ چھپاتا اپنی آنکھیں موند گیا تھا۔۔۔۔۔

شام کے چھ بجے زیان کی آنکھ اپنے بازوؤں میں ہوئی ہلچل سے ہوئی
تھی۔۔۔۔۔ اس کی نیندا تنی بھی پکی نہیں ہوتی تھی کہ اس کے آس پاس
کچھ بھی ہوتا رہے اور اس کی آنکھ نہ کھلے۔۔۔۔۔

زبان کو آج اتنے دنوں بعد سکون کی نیند نصیب ہوئی تھی۔۔۔۔۔ کنزہ
جس کی آنکھ کب کی کھل گئی تھی۔۔۔۔۔ زبان کی اتنی سخت گرفت پہ
اس کا نکلنا محال ہو گیا تھا۔۔۔ اور کچھ اپنی حالت دیکھ کر اس کو شرم
محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ اگر وہ باپرنکلی اور مقابل کی آنکھ کھل گئی وہ
کیسے اسے برداشت کریں گی۔۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ زبان کی گرفت کو ڈھیلی کرتی باہر نکلتی زبان اپنی
گرفت سخت کرتا اسے اپنے سینے پہ لٹا گیا تھا۔۔۔۔۔ ایک بار پھر وہ سرخ
گلاب بنی تھی۔۔۔۔۔ زبان اس کو اپنے سینے پہ لٹاتا اس کے لبوں کو اپنی
قید میں لے گیا تھا۔۔۔۔۔ اس اچانک افتاد پہ کنزہ کے گال تپ کر قندھار
ہوئے تھے۔۔۔۔۔ وہ اس کے لبوں کا جام پیتا اس کے نچلے لب کو اپنے
لبوں میں سک کرتا پیچھے ہوتا اسے دیکھ رہا تھا جو سرخ گلاب بنی ہوئی
تھی۔۔۔۔۔ زبان اس کو دیکھتا اس کی آنکھوں پہ لب رکھ گیا

تھا۔۔۔ کہاں جا رہی تھی میری زندگی۔۔۔ زیان اس کی ناک میں
پہنی گی بلیک رنگ کی نوزین پہ اپنے لب رکھتا اس کی آنکھوں میں دیکھ
کر سوال پوچھ رہا تھا۔۔۔ کنزہ اس کے سوال پر اپنی نظریں جھکا گی
تھی۔۔۔

اب وہ اس کو کیا بتاتی کہ وہ واشر و م جا رہی تھی وہ بھی اس حالت میں
۔۔۔ زیان کو ایک نظر دیکھتی کنزہ اپنا نچہ لب بے دردی سے اپنے
ڈانتوں سے کچلتی نظری جھکا گی تھی۔۔۔ اس کی اس حرکت پہ زیان
نے اپنے ماتھے پہ بل سمیٹ کر اسے دیکھا تھا۔ جوا بھی بھی بے دردی
سے اپنا نچہ لب کچل رہی تھی زیان جلدی سے اس کے لبوں کو اپنے
لبوں میں قید کر گیا تھا۔ اس کے بالائی لب پہ اپنے ڈانٹ گاڑھتا اس
کے نچلے لب پہ نرمی سے لب رکھتا پیچھے ہوا تھا۔۔۔ وہ اس کے نچلے لب

کو اور زیادہ تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا۔۔۔ وہ نرمی سے اس کے نچلے لب
پہ انگوٹھا پھیرتا اس پہ لگا خون صاف کر رہا تھا۔۔۔

یہ کام میں بہت اچھے سے کر سکتا ہو میری کنزرو۔۔۔ آج کے بعد اگر تم
نے میری چیزوں کو تکلیف پہنچانے کی غلطی مت کرنا ورنہ بہت بری
طرح پیش آؤ گا۔۔۔ زیان اس کو بٹھتا کمبل اس کے اوپر اچھی طرح دیتا
خود نیچے اترتا تھا۔۔۔ وہ الماری سے ایک بلیک رنگ کی شرٹ نکالتا واپس
آتا اس کو دیتا گہری نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ کنزہ بالکل ہی ویسی
جم کر بیٹھی تھی۔۔۔ نظریں اس کی ہنوز جھکی ہوئی تھی۔۔۔ پہنوں کی خود
اسے یا یہ نیک کام بھی ہمارے حصے میں آئے گا۔۔۔ زیان وہ شرٹ
اٹھاتا اس کی طرف بڑھتا شریر لہجے میں بولا تھا۔۔۔ اس کی بات سنتے ہی
کنزہ نے جلدی سے نا میں سر ہلایا

تھا۔۔۔ آپ۔۔۔ جائے۔۔۔ تو۔۔۔ ہی۔۔۔ تو۔۔۔ میں۔۔۔ پہنوں

---گی---نا--- کنزہ اس کے ہاتھ سے شرٹ لیتی اس کو گھور کر
دیکھتی ہوئی بولی تھی۔۔۔ لیکن اپنی آواز پر قابو نہیں پارہی
تھی۔۔۔ شرم کی وجہ سے لفظ ٹوٹے ہوئے ادا ہو رہے تھے اس کی بات
کا برجستہ قہقہہ گونجتا تھا۔۔۔ پہ زیان

میری جان مجھ سے کیسی پردہ داری اب میں سب کچھ دیکھ چکا ہوں
۔۔۔ اگر یقین نہ آئے تو دیکھ یہ دیکھ لینا کہ تمہاری ڈھڑکنوں کے مقام پہ
ایک خوبصورت تل ہیں۔۔۔

زیان اس کو اپنی طرف گھورتا پا کر ایک آنکھ ونک کرتا ہوا بولا تھا
۔۔۔ اس کی بات پہ کنزہ کو اپنے کانوں سے دھواں نکلتا ہوا محسوس ہوا تھا
۔۔۔ وہ کتنے ہی لمحے کچھ بول نہیں پائی تھی۔۔۔

مجھے۔۔۔ بھوک۔۔۔ لگی۔۔۔ ہیں۔۔۔ زیان کو اپنی طرف بہکی
ہوئی نظروں سے دیکھتا پا کر وہ جلدی سے بولی تھی۔۔۔ ایک یہی موقع

تھا اس کے پاس زیان کو کمرے سے باہر بھیجنے کا۔۔۔۔ وہ جتنی مرضی
اس سے نفرت کا دعوا کر لیتی۔۔ لیکن تھی تو ایک لڑکی شرم و حیا کی وجہ
سے وہ کچھ بول بھی نہیں پارہی تھی۔۔۔۔

اس کی بات سنتے ہی زیان اسے دس منٹ میں واپس آنے کا بول کر
کمرے سے باہر چلا گیا تھا۔۔۔ وہ اس کو تھوڑی سی سپیس دینا چاہتا
تھا۔۔۔

اس کے جاتے ہی کنزہ اس کی شرٹ ایک سائیڈ پہ رکھتی اپنی قمیض
جلدی سے پہنتی واشروم میں فریش ہونے چلی گئی تھی۔۔۔۔

اس نے دل سے دعا کی تھی زیان اب واپس نا آئے اسے کچھ کام پڑ جائے
۔۔۔ تقریباً زیان دس منٹوں بعد ہی ہاتھ میں کھانے کی ٹرے پکڑتا
واپس آیا تھا۔۔۔۔

کنزہ کو دیکھ کر اس نے اپنی ہنسی کنٹرول کی تھی۔۔۔۔۔ اسے پتا تھا کہ وہ
اس کی شرٹ نہیں پہنے گی۔۔۔۔۔ اور اس کا اندازہ بالکل ہی صحیح نکلا
تھا۔۔۔۔۔ اس کو مسکراتے دیکھ کنزہ خفت کا شکار ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اس نے
ایک نگاہ اپنے اوپر ڈالی تھی کہ کہیں اس نے کچھ الٹا تو نہیں پہن لیا
۔۔۔۔۔ زیان اس کو اپنا جائزہ لیتا دیکھ اپنی ہنسی کنٹرول کرتا ٹیبل پہ ٹرے
رکھتا اس کے پاس بیڈ پہ جا بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

میری شرٹ کیوں نہیں پہنی مائے لو۔۔۔۔۔ یقین کروں اس میں تم بہت
ہی زیادہ سیکسی لگتی۔۔۔۔۔ زیان اس کا ہاتھ پکڑتا اسے کھڑا کرتا بے حد
ہی بے باکی سے بولا تھا۔۔۔۔۔ اس کی بات پہ کنزہ نے اس کو گھور کر دیکھا
تھا۔۔۔۔۔ زیان اس کو پکڑتا صوفے پہ بٹھاتا خود بھی اس کے ساتھ ہی
بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ اس کے بیٹھنے پہ کنزہ کھسک کر اس سے تھوڑا دور ہو کر
بیٹھی۔۔۔۔۔ اس کا دور ہونے پہ زیان اور اس کے قریب ہوا تھا

-- یہی عمل اس نے تین سے چار مرتبہ دہرایا تھا۔۔۔ آخر کار ہی
صوفہ ختم ہو گیا تھا۔۔۔ زیان اس کو کمر سے پکڑتا اپنی گود میں بٹھا گیا تھا

آگے جگہ ختم ہو گئی ہیں اب تمہیں میری گود میں ہی بیٹھ کر کھانا کھانا ہو
گا۔۔۔ زیان کھانے کی ٹرے اپنی طرف کرتا۔ اس میں سے بریانی کا
ایک چمچ بھرتا کنزہ کے منہ کے قریب کر گیا تھا۔ ایک نظر زیان کو
دیکھتی وہ منہ پھر گئی تھی۔۔۔۔ میرے ہاتھ سے کھالو ورنہ میں اپنے
منہ سے کھلاؤں گا تمہیں۔۔۔ زیان اس کی طرف تحریر زدہ نگاہوں
سے بولا تھا۔ اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہی کنزہ جلدی سے منہ
کھولے وہ چمچ اپنے منہ میں رکھ گئی تھی۔۔۔۔

زیان مسلسل اسے کھلا رہا تھا اور وہ کچھ اس سے ڈر کر اور کچھ بھوک کی
وجہ سے خاموشی سے کھا رہی تھی۔۔۔ اس نے ایک بار بھی اس سے

کھانے کا نہیں پوچھا تھا۔۔۔ اس کے ذہن میں یہ آیا تھا لیکن وہ پوچھ کر
اسے خوش فہم نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔ پیٹ بھرنے پہ کنزہ اس منع کرتی
اس کی گرفت ڈھیلی محسوس کرتی اس کی گود سے اٹھی تھی۔۔۔ زیان
اسے کے اٹھنے پہ جلدی سے اٹھا تھا۔۔۔ وہ اب اپنا عبا یا پہن رہی
تھی۔۔۔ اس سے پہلے وہ پہنتی زیان اس سے کھینچنے والے انداز میں
عبا یا لے گیا تھا۔۔۔

مجھے گھر جانا ہیں۔۔۔ اور ابھی کہ ابھی جانا ہیں۔۔۔ کنزہ اس سے اپنا عبا یا
لینے کی کوشش کرتی چیخی تھی۔۔۔ اس کے چیخنے پہ زیان پہلو بدل کر
رہ گیا تھا۔۔۔ وہ ایک ہی جسٹ میں اسے خود کے نزدیک کرتا اس کے
لبوں کو اپنی قید میں لے گیا تھا۔۔۔

ایک یہی راستہ تھا اسے چپ کروانے کا۔ اس کے لبوں کو اپنی قید میں
لیتا وہ اس کی قمیض گلے پہ ہاتھ رکھتا دو حصوں میں چاک کر گیا تھا

۔۔۔ اس کے بالائی لب کو اپنے لبوں میں سک کرتا وہ پیچھے ہوا
تھا۔۔۔ کنزہ اپنی حالت دیکھتی اس کے سینے میں چھپنے کی کوشش کر
رہی تھی۔۔۔

زیان اس کی حالت دیکھتا گہرہ مسکرایا تھا۔۔۔ کنزہ کو اپنی باہوں میں اٹھتا
وہ بیڈ پہ لے کر آیا تھا۔ اس وقت وہ بھی شرٹ لیس ہی تھا۔۔۔ اس کو
اپنے سینے پہ لٹاتا وہ اس کی قمیض اس کے تن سے جدا کر گیا تھا۔۔۔ ٹھیک
ہیں پھر مجھے میرا حق لینے دوں میں تمہیں گھر چھوڑ آؤ گا صبح ہونے سے
پہلے۔۔۔۔ وہ اس کی گہرائیوں کو بے باکی سے چھوتا دوسرے ہاتھ سے
اس کی ڈھرنوں کو بے دردی سے مسل گیا تھا۔ جس پہ مقابلہ سک
کر رہ گئی تھی۔۔۔

اس کی بات پہ کنزہ نے جلدی سے ناں میں سر ہلایا تھا۔۔۔ وہ اس کو خود
سے دور نہیں جانے دینا چاہتا تھا۔۔۔ اس لیے اس کو ڈرا کو اپنے پاس
رکھنا چاہتا تھا۔۔۔

میرے پاس ایک اور اوپشن بھی ہیں اگر وہ میری بات مان لوں گی تو میں
کچھ نہیں کروں گا۔۔۔

زیان اس کے کان کے پاس جھکتا گھمبیر سرگوشی کرتا ہوا بولا تھا
۔۔۔ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہی کنزہ نے آئیر واچکائے

تھے۔۔۔ جیسے پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ کیا اوپشن ہیں۔۔۔ اس کی یہ ادا
دیکھتے ہی زیان کا دل پسلیاں ٹوڑ کر باہر آنے کو بے تاب تھا۔۔۔ تم مجھے
ساری رات اپنی ان خوبصورت آنکھوں سے دیکھوں گی بیٹھ کر اگر تم
سوئی یا کہیں ادھر ادھر نظریں گھمائی تو مجھے تم میں سما جانے کے لیے

تمہاری اجازت بھی نہیں چاہیے۔۔۔ زیان اس کی آنکھوں میں دیکھتا
ایک ایک لفظ پہ زور دیتا ہوا بولا تھا۔۔۔

مجھے۔۔۔ منظور۔۔۔ ہیں۔۔۔ زیان۔۔۔ کنزہ زیان کی بات سنتی
جلدی سے بولی تھی۔۔۔ زیان اس کی بات سنتا کروٹ لیتا اسے بلکل
اپنے سامنے کر گیا تھا۔۔۔ تاکہ اسے دیکھنے میں آسانی ہوں۔ وہ اس کو
اپنی پہلی ملاقات اور اس کے بعد جتنی بھی ملاقاتیں ہوئی تھی۔۔۔ اس
میں نظریں پھیرنے کی سزا دیں رہا تھا تاکہ وہ آج کے بعد یہ غلطی نا
دہرائے۔۔۔ کنزہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔۔ ایک بار بھی اس
نے پلک نہیں جھپکائی تھی۔۔۔ اگرچہ زیان کے ہاتھ مسلسل بے باکی
سے اس کو چھو بھی رہے تھے۔۔۔

شاہ حویلی میں اس وقت صبح کے دس بج رہے تھے۔۔۔ زیان اٹھ بچے
ہی حویلی واپس آچکا تھا۔۔۔ کنزہ کو دیکھتے دیکھتے ناجانے کب اس کی آنکھ
لگ گئی تھی۔۔۔ جب وہ اٹھا تھا تو کنزہ وہاں پر موجود نہیں تھی۔۔۔ وہ
اس کے اٹھنے سے پہلے ہی جا چکی تھی۔۔۔۔۔ زیان یہ سب سنتا ہی غصے
سے سرخ ہوا تھا۔۔۔ اس کے خون میں ابال اٹھ رہے تھے۔۔۔۔۔ دس
بج گئے تھے لیکن کنزہ ابھی تک حویلی نہیں پہنچی تھی۔۔۔۔۔ زیان
اپنے کمرے میں موجود تھا۔۔۔ ضارب اور حور دونوں ہی آج کالج نہیں
گئی تھی۔۔۔ دعا اور آیان بھی گھر میں ہی موجود تھے۔۔۔۔۔

اس وقت سب ناشتے کے بعد لاؤنچ میں بیٹھے باتوں میں مصروف تھے
۔۔۔ بشری بیگم کی بھانجی انوشہ بھی آئی ہوئی تھی۔۔۔ آیان اور دعا کے
نکاح میں شرکت کرنے کے لیے۔۔۔ جبکہ دعا اس کو دیکھتی پہلو بدل
کر رہ گئی تھی۔۔۔۔۔ جو دو دن پہلے ہی زبردستی آگئی تھی۔۔۔ وہ اسے کچھ

بول بھی نہیں سکتی تھی کیونکہ اس حویلی میں اس کی دو پھپھور ہتی تھی وہ
جب چاہیے یہاں آسکتی تھی۔۔۔۔۔ دعا کو اس کے چہرے پہ کوئی بھی
دکھ یا جلن نظر نہیں آئی تھی۔۔۔۔۔ وہ بہت ہی سکون سے حور کے ساتھ
باتوں میں مصروف تھی۔۔۔۔۔

ابھی وہ سب باتیں ہی کر رہے تھے جب کنزہ ان کے پاس آتی سب کو
سلام کرتی بشری بیگم کے پاس جا کر کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔۔
کیسی طبیعت ہیں بچے تمہاری۔۔۔۔۔ بشری بیگم کنزہ کو ہاتھ سے پکڑتی
اپنے پاس بٹھاتی ہوئی بولی تھی۔۔۔۔۔ کنزہ بشری بیگم کی طرف نا سمجھی
سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ نقاب اس نے اتار دی تھی۔۔۔۔۔ بشری بیگم کی
بات پر سب کنزہ کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔۔۔۔ جب کہ کایان کے
چہرے پہ پریشانی کے آثار نظر آئے تھے۔۔۔۔۔ سب کو اپنی طرف متوجہ پا
کر اس نے کایان کو دیکھا تھا جو اسے کچھ اشارے کر رہا تھا۔۔۔۔۔ کنزہ کے

دماغ میں زیان کی کل رات کی گئی بات یاد آئی تھی جب اس نے کہا تھا
کہ کایان سب کچھ سنبھال لے گا۔۔۔ مطلب کل اس نے اس کی
طبیعت کا بہانا بنایا تھا۔۔۔

میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ کنزہ کایان کا اشارہ سمجھتی جلدی سے بولی تھی
۔۔ اس کی آنکھوں میں رت جگے کی سرخی تھی۔۔۔ بشری بیگم کو اس کی
طبیعت تھوڑی سی خراب لگی تھی۔۔۔۔ بشری بیگم اس کو گلے لگاتی اس
کے ماتھے پہ بوسہ دے گی تھی

ابھی سب لوگ بات ہی کر رہے ہیں تھے جب زیان اپنی رعب دار
پر سنیلٹی کے ساتھ کایان کے پاس آ بیٹھا تھا۔۔۔ اس نے بلیک شلوار
قمیض پہنی ہوئی تھی۔۔۔۔ وہ بنا کسی کو مخاطب کیے کنزہ کو بس غصے سے
گھور رہا تھا۔۔۔ اس پہ کسی نے زیادہ دھیان

نہیں دیا تھا کیونکہ سب لوگ ہی اپنی اپنی باتوں میں مصروف
تھے۔۔۔۔۔ اب زیان اس کو گھور ہی رہا تھا جب انوشہ اس کے پاس
بیٹھتی اس کے گلے لگی تھی۔۔۔ اس کی اس حرکت پہ زیان کے ماتھے پہ
ایک ساتھ کی بل آئے تھے۔۔۔۔۔ سب ہی ایک دم خاموش ہو گئے
تھے۔۔۔۔۔ سب کی نظریں ہی زیان پر تھی لیکن زیان کی نظریں صرف
کنزہ پر تھی۔۔۔۔۔ اسے فرق نہیں پڑ رہا تھا کہ کون اس کے بارے میں کیا
سوچ رہا ہیں۔۔۔۔۔ اپنے دونوں ہاتھوں سے وہ انوشہ کو پیچھے کرنے کی
کوشش کر رہا تھا لیکن اس نے کس کر زیان کو ہگ کیا ہوا تھا۔۔۔
کنزہ اس کو ایک نظر دیکھتی اپنی نظریں پھیر گئی تھی۔۔۔۔۔ جیسے اسے کوئی
فرق ہی نا پڑا ہوں۔۔۔۔۔ زیان یہ سب دیکھتا اندر تک سلگا تھا۔۔۔۔۔ وہ
غصے میں ایک ہی جھٹکے سے اس کو خود سے دور کر گیا تھا۔۔۔۔۔

چڑیل کہیں کی ایک بھائی اگر ہاتھ نہں آیا تو دوسرے کو پتانے کی
کوشش کر رہی ہیں۔۔۔۔۔ دعا انوشہ کو دیکھتی اور زیان کا سرخ چہرہ
دیکھتی تا سَف سے سوچ کر رہ گئی تھی۔۔۔۔۔ اس نے آیان پر نظر ڈالی
تھی۔۔۔۔۔ جو بس اس کو دیکھ کر ہی سرخ ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ دعا اس کو اتنا سرخ
دیکھ کر گھور کر رہ گئی تھی۔۔۔۔۔ اس سے پہلے زیان اس کو کچھ بھی کہتا
بشری بیگم زیان کو آنکھوں کے اشارے سے چپ کروا گئی
تھی۔۔۔۔۔ زیان ان کا اشارہ دیکھتے ہی خاموش ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ نہیں
چاہتی تھی کہ ان کی بھانجی کو یہاں کوئی بھی تکلیف ہوں کیونکہ وہ اپنے
بھائی کے سامنے شرمندہ نہیں ہونا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ اور وہ زیان کو اچھی
طرح جانتی تھی کہ اس نے اتنا غصہ کرنا نہیں کہ اس نے گھر چھوڑ کر چلا
جانا نہیں۔۔۔۔۔

کیسے ہو زیان۔۔۔۔۔ انوشہ اس کے بلیک بالوں میں ہاتھ پھیرتی شوخ
لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔۔ زیان اس کی اس حرکت پر پہلو بدل کر رہ
گیا تھا۔۔۔۔۔ کایان تو بس اس کی شکل دیکھتا اپنی ہنسی کنٹرول کر رہا تھا
۔۔۔۔۔ اس کی اس حرکت پر سب بڑے مرد حضرات
وہاں سے چلے گئے تھے۔۔۔۔۔ ضارب تو بس فجر کو دیکھ رہا تھا جو غصے
سے سرخ چہرہ لیے انوشہ کو گھور رہی تھی۔۔۔۔۔ ضارب کو اس کا گھورنا
سمجھ نہیں آیا تھا۔۔۔۔۔ لیکن وہ اپنی ہی سوچ کو جھٹلاتا زیان کی طرف متوجہ
ہوا تھا۔۔۔۔۔

میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔ آج کے بعد یہ حرکت نا کرنا۔۔۔۔۔ زیان
کنزہ کو گھورتا انوشہ کو ایک ایک لفظ چبا کر بول رہا تھا۔۔۔۔۔ اور ڈھیٹ
انوشہ وہ بنا زیان کی بات کو کسی خاٹے میں لائے بغیر اس کی طرف دیکھ
کر مسکرا رہی تھی۔۔۔۔۔

او کم اون یار کبھی ہنس بھی لیا کروں جب دیکھوں اپنے اس پیارے سے
ماتھے پہ تیوری چڑھائے رکھتے ہوں۔۔۔۔۔ انوشہ اس کے ماتھے پہ ہاتھ
رکھتی شوخ سے لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔۔ زیان نے جلدی سے اس کا
ہاتھ اپنے ماتھے سے جھٹکا تھا۔۔۔ اور اسے جس نظروں سے اس نے
اسے دیکھا تھا وہ اسی وقت ہی خاموش ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ زیان کا سرخ
چہرہ اور غصے سے نیلی رگیں دیکھتی واپس حور کے پاس آکر بیٹھی
تھی۔۔۔۔۔

اس کی شکل دیکھتے ہی دعا نے اپنا نچہ لب دبا کر اپنی ہنسی کنٹرول کی
تھی۔۔۔۔۔ وہ اس وقت ڈری ہوئی دعا کو بہت ہی زیادہ ڈرپوک قسم کی
لگ رہی تھی۔۔۔ اگر وہ یہ سب آیان کے ساتھ کرتی تو دعا اس
وقت ہی اس کا گلہ دبا دیتی۔۔۔ اس کے اٹھنے پہ سب نے ہی ایک گہری
سانس بھری تھی اگر وہ تھوڑی دیر اس کے پاس بیٹھی رہتی تو زیان نے

اس کو اٹھا کر اس حویلی سے ہی باہر پھینک دینا تھا۔ کنزہ بیٹا سب کے لیے
چائے بنا آؤ۔۔۔ کنزہ جو زیان کی نظریں اپنے اوپر دیکھ کر وہاں سے اٹھ
کر جا رہی تھی۔۔۔ مہرین بیگم اس کو دیکھتی پیار سے بولی تھی۔۔۔ ان کی
بات پہ کنزہ ہاں میں سر ہلاتی

جلدی سے وہاں سے چلی گئی تھی۔۔۔ اس کے غائب ہونے تک
زیان کی نظروں نے اس کا پیچھا کیا تھا۔۔۔ کایان بس اس کو دیکھتا
تاسف سے ناں میں سر ہلا گیا تھا۔۔۔ جیسے کہنا چاہ رہا ہوں کہ یہ کبھی کسی
کی نہیں سن سکتا۔۔۔ پورا آدھا دن اور پوری رات کنزہ تمہارے پاس
تھی۔۔۔ تم تب تم اس کو دیکھ لیتے اب یہ بے شرمیوں کی طرح
گھورنے کا مطلب۔۔۔ کایان اس کے کان کے پاس جھکتا ایک ایک لفظ
چباتا سرگوشی نما آواز میں بولا تھا۔۔۔

بکو اس بند کر اپنی میری بیوی ہیں میں اس کو جہاں مرضی دیکھوں اور
توں بھا بھی بولا کر اسے آج کے بعد اگر تیرے منہ سے میں نے اس کا
نام سن لیا نا تو میں تیری زبان کاٹ کر کتے کو کھلا دوں گا۔۔۔ زیان اس کی
طرف دیکھتا سرگوشی نما آواز میں حلق کے بل ڈھاڑا تھا۔۔۔

بھائی!! کل چودہ اگست ہیں اور ہم نے کوئی پلان ہی نہیں بنایا
۔۔۔ اس سے پہلے کا یان کوئی جواب دیتا حور کی ادا سی بھری آواز آئی
تھی۔۔۔ اس کی بات پہ سب ہی اس کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔۔۔
حور بچے پاکستان تمہارے بھائی نے تو نہیں بنایا جو تم اس کو پلان بنانے
کا بول رہی ہوں۔۔۔ یہ تو ایک نمبر کا آل سی ہیں یہ اگر کوئی پلان نہیں بن
سکتا تو پاکستان کیا خاک بنائے گا۔۔۔ اس سے پہلے زیان حور کو کوئی
جواب دیتی ضارب حور کو دیکھتا طنز یہ بولا تھا۔۔۔ اس کے بولنے پہ
زیان پہلو بدل کر رہ گیا تھا۔۔۔

اور کیا پلان بنایا ہیں تو نے۔۔۔ زیان حور کو ایک سائڈ دیکھتا اپنے چہرے پہ
جھوٹی مسکراہٹ لاتا چبا کر بولا تھا۔۔۔ میں نے سب کے ہی 14 اگست
والی ڈریس بنوا لیے ہیں اور ہم گھر میں ہی ایک چھوٹی سی پاڑتی کریں گے
۔۔۔ آخر کار پاکستان کو بنے 77 سال ہو جائے گے۔۔۔۔۔ ضارب سب
کی طرف دیکھتا جود کو داد دینے والے انداز میں بولا تھا۔۔۔۔۔ اس کی
بات پر سب لوگ ہی بہت زیادہ خوش ہو گئے تھے سب سے زیادہ تو
کایان ہوا تھا حور کو دیکھ کر ہر سال یہ پلان زیان اور وہ بناتے تھے
۔۔۔ لیکن اس سال زیان کے چکروں میں اسے اپنا ملک ہی بھول گیا تھا
۔۔۔ اس نے ایک بار پھر زیان کو دل میں دھڑساری گالیوں سے نوازا
تھا۔۔۔ جو سیڑھیوں کی طرف اپنی آنکھیں بچھا کر بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ وہ
کنزہ کا انتظار کر رہا تھا کہ وہ کب عبایا اتار کر نیچے آئے۔۔۔

اور وہ اپنے اگلے پچھلے حساب بے باک کریں۔۔۔۔۔ ابھی کا بیان
اس کو پھر سے کچھ کہتا جب کنزہ سیڑھیاں اترتی نیچے آئی تھی۔۔۔ زیان
اس کو خود کو انگور کرتا دیکھ کر اس کے پیچھے ہی گیا تھا۔۔۔ کسی کا بھی اس
کی طرف دھیان نہیں گیا تھا۔۔۔

سب لوگ ہی اپنی اپنی باتوں میں مصروف تھے کایان نے اسے لعنتوں سے نوازا تھا۔۔۔ اب صرف وہی ہی ایک شدید سنگل رہ گیا تھا اس کا کسی کو خیال نہیں آیا تھا۔۔۔ اس نے ایک نظر حور کو دیکھا تھا جو کل کی پلاننگ میں سب سے آگے تھی۔۔

اگر ایسا ہی رہا تو توں تو کنوارہ ہی مرے گا اور وہ بھی پرو میکس ناکوئی منگنی
ناکوئی نکاح۔۔ کا پان حورک دیکھتا سوچ کر رہ گیا تھا۔۔۔

کنزہ جو اس وقت کچن میں چائے کی کیتلی سٹوپہ رکھ کر پانی ابلنے کا انتظار
کر رہی تھی۔۔۔۔۔ زیان دبے پاؤں اندر داخل ہوتا اس کے بالکل ہی

کچھ کھڑا ہوا تھا۔ اس وقت کچن میں ان دونوں کے علاوہ کوئی بھی
موجود نہیں تھا۔۔۔۔

کنزہ کو اپنے ارگرد جانی پہچانی پر فیوم کی خوشبو محسوس کرتی پلٹی ہی
تھی۔۔۔ پلٹنے پر وہ زیان کے چٹانی سینے کے ساتھ ٹکرائی
تھی۔۔۔ زیان کو ادھر دیکھ کر اس کا چہرہ ایک بار پھر سرخ ہوا
تھا۔۔۔ زیان اس کو کمر سے سختی سے پکڑ کر اپنے اور زیادہ نزدیک کر گیا
تھا۔۔۔ مجھے بنا بتائے کیوں آگئی تھی تم وہاں سے۔۔۔ زیان کنزہ کی کمر پہ
اپنی گرفت مضبوط کرتا دے دے انداز میں غرایا تھا۔۔۔ کنزہ اس کی
آنکھوں میں دیکھتی خود کو چھڑوانے کے کوشش کر رہی
تھی۔۔۔ جواب اس نے ابھی بھی نہیں دیا تھا۔۔۔ بولوں کیوں آئی تھی
وہاں سے۔۔۔ زیان اس کی آنکھوں میں تکلیف دیکھتا اور سختی سے اس

کی کمر کو اپنی مٹھی میں بھرتا پوچھ رہا تھا۔ اتنی تکلیف پہ کنزہ کی آنکھوں میں نمی چمکی تھی۔۔۔

میرا دم گھٹ رہا تھا وہاں پر اس لیے میں آگئی تھی۔۔۔ اور ویسے بھی میرا نکاح ہوا ہیں آپ نے خریدا نہیں ہیں مجھے۔۔۔ اس لیے میں آپ کو جواب دہ نہں ہوں۔۔۔ کنزہ اپنی تکلیف نظر انداز کرتی ایک ایک لفظ چبا کر بولی تھی۔۔۔

ایک بلین حق مہر دے کر سمجھو میں نے تمہیں خرید ہی لیا ہیں۔۔۔ زیان اس کے بازو پہ اپنی گرفت سخت کرتا مغرور سے لہجے میں بولا تھا وہ یہ بولنا تو نہیں چاہتا تھا لیکن کنزہ کی بات سن کر اسے مجبوری میں بولنا پڑا تھا۔۔۔

ہی نے نہیں کہا تھا آپ کو کہ اتنا زیادہ حق مہر ہوں۔۔۔ ابھی دیا تو نہیں
ہیں اس لیے آپ نے مجھے خریدا نہیں ہیں۔۔۔ کنزہ اس کی بات سنتی
اس کی آنکھوں میں دیکھتی جواب بولی تھی۔۔۔۔۔

تم میری ملکیت ہوں اور ہمیشہ رہوں گی۔۔۔ رہی بات حق مہر کی جس
دن میں اپنا حق لوں گا تم اس دن حق مہر بھی تمہیں مل جائے
گی۔۔۔۔۔ زیان ایک الگ لہجے میں بولتا اس کے لبوں کو اپنی گرفت میں
کے گیا تھا۔ اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں سک کرتا اس کی کمر پہ بے
باکی سے ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔۔۔۔ اس کی سانسیں چراتا۔۔۔ اس کے
ٹھوڑی کے تل پہ اپنے ڈانٹ گاڑھتا پیچھے ہوا تھا۔۔۔ اس کے پیچھے
ہونے پہ کنزہ نے اس کو گھور کر دیکھا تھا۔۔۔۔۔ اس کو جگہ کا بھی لحاظ
نہیں تھا۔۔۔۔۔ جب انوشہ میرے گلے لگی تھی تو تمہاری آنکھوں میں
جلن تو دور تمہیں دیکھ کر لگ رہا تھا کہ کوئی فرق بھی نہیں پڑا تمہیں

۔۔۔۔۔ زیان اس کو کمر سے پکڑ کر سلیپ پہ بٹھاتا ایک آٹ لے کر پوچھ
رہا تھا۔۔۔۔۔

اس نے دل سے دعا کی تھی کہ مقابل بول دیں اسے فرق پڑا تھا
۔۔۔۔۔ جب کہ کنزہ اس کو دیکھ کر رہ گئی تھی۔۔۔۔۔ جو اتنا سب کچھ کرنے
کے بعد بھی یہ امید رکھ کر بیٹھا تھا کہ اسے کوئی فرق پڑے گا۔۔۔۔۔ مجھے
کیوں فرق پڑے گا۔۔۔۔۔ آپ اس سے نکاح کریں۔۔۔۔۔ شادی کریں
۔۔۔۔۔ مجھے زرا بھی فرق نہیں پڑے گا۔۔۔۔۔ کنزہ زیان کی آنکھوں میں
دیکھتی استہزائیہ مسکراتی ہوئی بولی تھی۔۔۔۔۔

یہ سنتے ہی زیان کی دماغ کی نیلی رگیں ایک بار پھر واضح ہوئی
تھی۔۔۔۔۔ وہ کنزہ کے اور قریب ہوتا اس کی تھانز پہ ہاتھ رکھتا اس کے
لبوں کو اپنی گرفت میں لے گیا تھا۔۔۔۔۔ اس کی اتنی گرفت پہ مقابل
مچل کر رہ گئی تھی تمہیں فرق پڑے گا۔۔۔۔۔ ایک دن ایسا آئے گا

۔۔۔ جب میری ذرا سی اکنور یس بھی تم سے برداشت نہیں ہوگی
۔۔۔ اور تم ہر وقت میرے ساتھ میرا سایہ بن کر رہو گی۔۔۔ زیان
اس کے لبوں کو چھوڑتا پر امید لہجے میں بولا تھا۔۔۔

مجھے ذرا بھی فرق نہیں پڑے گا۔۔۔ آپ دوسری شادی بھی کر کے آ
جائے گے۔۔۔ میں اپنی زبان پر شکوہ بھی نہیں لے آؤ گی۔۔۔ فرق تب
پڑتا جب میں آپ سے محبت کرتی میں تو صرف آپ کی اپنے شوہر ہونے
کے ناطے عزت کرتی ہوں۔۔۔ اگر مجھے آپ سے محبت ہو بھی گی تو
میں پھر آپ کی دوسری شادی کا روگ اپنے اندر لے کر مر جاؤں گی
لیکن شکوہ پھر بھی نہیں کروں گی۔۔۔

کنزہ فرقت ڈھیلی محسوس کرتی۔۔۔ اس سے ٹھوڑا دور ہوتی یقین کے
ساتھ بولی تھی۔۔۔ یہ سچ بھی تھا اگر وہ دوسری شادی بھی کر لیتا تب
بھی اسے فرق نہیں پڑنا تھا۔۔۔ وہ یہ روگ اپنے اندر لے کر ہی مر

جاتی۔۔۔ اس کے مرنے کی بات پہ زیان کا دل کسی نے مٹھی میں جکڑا
تھا۔۔۔ اس کی باتیں سنتا اس کا دماغ غصے سے پھٹنے کے درپر تھا
۔۔۔ اسے تو اس کی محبت چاہیے تھے۔۔۔ عزت تو خود ہی بن جاتی
ہیں۔۔۔ یہاں پہ وہ اس کی عزت کرتی تھی لیکن اس سے محبت نہیں
۔۔۔۔ یہ تو وقت ہی بتائیں گا کہ میری بے وفائی پہ تمہیں فرق پڑتا ہیں یا
نہیں۔۔۔ زیان اس کو ڈھڑکنوں کے مقام سے پکڑتا اپنی طرف کھینچتا
اس کی ڈھڑکنوں پہ جھکا تھا۔۔۔ وہاں پہ اپنی ڈانت گاڑھتا وہ لمبے لمبے
ڈگ بھرتا باہر نکل گیا تھا۔۔۔ اس کی اس حرکت پہ کنزہ کو اپنے کانوں
سے دھواں نکلتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ وہ کہیں لمحے ہل نہیں پائی تھی۔۔۔
آپ نے سوچا تو ہوا ہیں بے وفائی کرنے کے بارے میں جس دن آپ
بے وفائی کریں گے مجھے بھی آپ سے علیحدگی اختیار کرنے کا موقع مل
جائے گا۔۔۔ کنزہ اس راستے کو دیکھتی جس سے زیان گزرا تھا

۔۔۔ صرف سوچ کر رہ گئی تھی۔۔۔ خود کو نارمل کرتی وہ چائے کی
طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔۔

اس وقت شام کے چار بج رہے تھے۔۔۔ زیان۔ کایان اور ضارب یہ
تینوں ہی آفس گئے ہوئے تھے۔۔۔ دعا اور آیان دونوں ہی کوٹ
گئے تھے۔۔۔ کنزہ بشری بیگم کے کمرے میں موجود
تھی۔۔۔ حور اپنے کمرے سو رہی تھی۔۔۔ انوشہ اپنی کمرے میں
بیٹھی موبائل کو سکروول کر رہی تھی جب دروازہ نوک ہوا تھا۔۔۔ وہ
موبائل سے دھیان ہٹاٹی دروازے کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔۔ وہ
موبائل سائیڈ پر رکھتی اندر آنے والے انسان کو اجازت دے چکی
تھی۔۔۔ فجر کو اپنے کمرے میں دیکھ کر وہ حیران ہوئی تھی۔۔۔ اس

نے تو کبھی سیدھے منہ بات بھی نہیں کی تھی اس سے۔۔۔۔۔ اب وہ اس کے کمرے میں کیا کرنے آئے گی۔۔۔۔۔ انوشہ اس کو منہ کھولے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کا منہ کھلا دیکھ کر فجر پہلو بدل کر رہ گئی

تھی۔۔۔۔۔ اسے کیا کیا اور کس کس کے منہ لگنا پڑ رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ جانتی تھی کہ مقابل اس وقت کیا سوچ رہی ہو گی لیکن اپنی ناکام محبت کا بدلہ تو لینا تھا۔۔۔۔۔ اور اس کے لیے اسے گدھے کو بھی وقتی طور پر باپ بنانا پڑے تو وہ پیچھے نہیں ہٹے گی۔۔۔۔۔

یہ منہ کس خوشی میں کھولا ہوا ہیں جیسے میں تمہیں مٹھائی کھلانے آرہی ہوں۔۔۔۔۔ فجر اس کا کھلا منہ دیکھ کر طنزیہ بولی تھی۔۔۔۔۔ اس کے بولنے پہ انوشہ نے جلدی سے منہ بند کیا تھا۔۔۔۔۔

تم میرے کمرے میں کیا کر رہی ہوں۔۔۔۔۔ پہلے تو کبھی مجھ سے فجر زاہد اوسوری فجر ضارب علی شاہ نے کبھی سیدھے منہ بات نہیں کی آج

ایسا کیا کام پڑ گیا کہ وہ خود ہی میرے کمرے میں تشریف لے آئی
ہیں۔۔۔

انوشہ فجر کو دیکھتی طنزیہ بولی تھی۔۔۔ اس کا طنز فجر نے صبر کا گھونٹ
بھر کر برداشت کیا تھا جبکہ اپنے نام کے ساتھ ضارب کا نام سن کر اس کا
حلق تک بھی کڑوا ہو گیا تھا۔۔۔ اپنا کام نکلوانے کے کیے وہ خاموش ہو
گئی تھی۔۔۔ زیان سے محبت کرتی ہوں۔۔۔ فجر بغیر اس کے سوال کا
جواب دیے اپنی مطلب کی بات پہ آئی تھی۔۔۔ اس کی بات سن کر
انوشہ کے چہرے پہ ایک رنگ آ رہا تھا اور ایک جا رہا تھا۔۔۔ اسے کیسے
پتا چل گیا تھا کہ وہ زیان کو پسند کرتی ہیں

انوشہ بڑی ہی دل پھینکو قسم کی لڑکی تھی۔۔۔ آج سے کچھ دن پہلے
اسے آیان پسند آیا تھا۔۔۔ جب اس نے آیان کے نکاح کے بارے میں سنا

تھا۔۔۔ اب اس نے اپنی قسمت زیان پر آزمانی شروع کر دی
تھی۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔ ہاں۔۔۔ میرا مطلب تمہیں کس نے بتایا۔۔۔ انوشہ خود کو
نار مل کرتی فجر کو دیکھتی جو اس کے بیڈ پہ کسی مہارانی کی طرح پہل کر
بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔۔ اس کے بوکھلانے پہ فجر کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ بھی
اس کی طرح زیان کو دل دے بیٹھی ہیں۔۔۔ تمہاری یہ دو نمبر والی شکل
بتا رہی ہیں کہ تم اس کی محبت میں گوڈے گوڈے ڈوبی ہوئی ہوں
۔۔۔ لیکن افسوس وہ کسی اور سے محبت کرتا ہیں۔۔۔ تمہاری کوئی جگہ
نہیں ہوگی اس کی لائف میں اگر تم نے محبت ناک تو اپنی جگہ بنانے
کے لیے۔۔۔۔

فجر اس کی حالت دیکھتی افسوس زدہ لہجے میں بولی تھی۔۔۔ اس کی
بات پہ انوشہ نے اسے نا سمجھی سے دیکھا تھا۔۔۔ وہ کہنا کیا چاہتی

تھی۔۔۔ پہلے خود ہی اس سے پوچھ کر اب خود ہی اس کو ڈرارہی
تھی۔۔۔ کہنا کیا چاہتی ہوں تم صاف صاف کہوں۔۔۔ اور کس سے
محبت کرتا ہیں میرا ہیرو۔۔۔ انوشہ اس کی طرف دیکھتی اپنے بھورے
بالوں کو ایک ادا سے پیچھے کرتی میرے ہیرو پہ اچھا خاصہ زور دیتی ہوئی
بولی تھی۔۔۔۔

فجر تو بس اس کو ہونکوں کی طرح دیکھ کر رہ گئی تھی۔۔۔۔ جواتنے
ڈھڑلے سے اسے اپنا بول رہی تھی۔۔۔۔

وہ محبت کرتا ہیں کنزہ ظہور یعنی تائی جی کی کثیر ٹیکر سے۔۔۔ فجر بھی
انوشہ کی نقل کرتی ادا سے بولی تھی۔۔۔ جب کہ کنزہ کے نام پہ اس کی
آنکھوں میں نفرت کی ایک جھلک دکھائی دی تھی۔۔۔ کیا۔۔۔ آئی یو
سرپسلی۔۔۔ اب وہ ایک ملازمہ۔۔۔ وہ بھی دو ٹکے کی اس گندی سی
نوکرانی کے لیے۔۔۔ زیان اس کا دیوانہ۔۔۔ مجھے شروع سے ہی پتا تھا

کہ اس کی پسند بہت ہی زیادہ بری ہیں لیکن اتنی بری میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ انوشہ اپنے لہجے میں حقارت اور اپنی اوشن بلیو آنکھوں میں نفرت لیے بولی تھی۔۔۔۔۔ وہ بہت ہی زیادہ بگڑی ہوئی اولاد تھی اپنے ماں باپ کی۔۔۔۔۔ اس سے اس کا ایک بڑا بھائی تھا جو اس سے بھی زیادہ بگڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔ وہ بشری بیگم کی کنزہ کی طرف اتنی محبت دیکھ کر جل تو پہلے بھی رہی تھی لیکن وہ خاموش ہو گئی تھی کہ اس کی پھپھو بڑی رحم دل ہیں وہ ہر کسی سے ایسے ہی بات کرتی ہیں۔۔۔۔۔ اب وہ زیان کی محبت تھی

یہ جان کر اسے اور بھی زیادہ برا لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

جی وہی دو ٹکے کی کئیر ٹیکر ہی زیان کی محبت ہیں اگر تم اس کو اس کی لائف میں سے نکالنا چاہتی ہوں تو تمہیں میرے پلان پر کام کرنا ہو گا اور جیسا میں چاہوں گی ویسا ہی تمہیں کرنا پڑے گا۔۔۔۔۔

فجر اس کو لالچ دیتی اپنے پلان کو دماغ میں سیٹ کرتی ہوئی بولی تھی۔۔۔
لیکن اگر مجھے زیاں مل گیا تو تمہیں اس سے کیا فائدہ ہو گا۔۔۔ انوشہ اس
کو جانچتی ہوئی نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی تھی۔۔۔

مجھے کیا ملے گا یہ چھوڑو تمہیں کیا چاہیے اس بات پہ دھیان دو
۔۔۔ اب بتاؤ کام کرنا ہیں میرے ساتھ یا زیاں کو کھونا ہیں۔۔۔ فجر
سیدھی ہوتی ہی بولی تھی۔۔۔ اس کی بات پہ مقابل نے جلدی سے
ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔

اب غور سے سنوں اور جتنی جلدی ہو سکے اس پلان پہ ہم کام کرنا
شرع کرتے ہیں۔۔۔ فجر بیڈ سے اٹھتی اس کے پاس کر بیٹھتی اس کو اپنا
پلان بتا رہی تھی۔۔۔ انوشہ تو بس منہ کھول کر اس کا اتنا خطرناک پلا
سن رہی تھی۔۔۔ منہ بند کروں اور پلان بی سنوں یہ پلان ہم ابھی
ٹرائی نہیں کریں گے۔۔۔ فجر اس کا ہاتھ سے منہ بند کرواتی اسکو اپنا

پلان بی بتا رہی تھی۔۔۔ جس سے کنزہ کی لائف میں مشکلیں اور زیادہ
بڑھ سکتی ہیں۔۔۔۔۔ انوشہ تو بس اس کا یہ پلان سن کر خوش ہی ہو
گی تھی۔۔۔

اسے پورا یقین تھا کہ یہ اس کا پلان ضرور کامیاب کریں گا۔۔۔۔۔ لیکن
پھر بھی اس کے دل میں ٹھوڑا سا ڈر تھا کہ اگر یہ پلان فیل ہو گیا اور
زیان کو پتا چل گیا کہ یہ سب اس نے کیا ہیں تو وہ زندہ نہیں رہنے والی
تھی۔۔۔۔۔

تمہیں پورا یقین ہیں کہ یہ پلان کامیاب کریں گا۔۔۔۔۔ انوشہ اپنی نکھیں
چھوٹی کر کے اس سے یقین دہانی کروانا چاہ رہی تھی۔۔۔۔۔
ہا ہا ہا۔۔۔ تم ایسے ہی محبت کا دعویٰ کرتی ہوں لیکن زیان کے بارے میں
ابھی کچھ نہیں جانتی۔۔۔۔۔ فجر اس کھڑی ہوتی ایک ادا سے بولی

تھی۔۔۔ جیسے وہ خود اس کے بارے میں بہت کچھ جانتی ہوں۔۔۔۔۔ اس
کی بات پہ مقابل خاموش ہی رہی تھی۔۔۔۔۔

زبان کا بیان بھائی کا دوست ہیں۔۔۔ اور تم نے بھی دیکھا ہو گا کہ وہ اپنی اور
کایان بھائی ک دوستی میں کسی تیسرے کو شریک نہیں ہونے دیتا یہاں
تک کہ ضارب اور آیان کو بھی نہیں۔۔۔ سوچو جو انسان دوستی میں اتنا
شدت پسند اور پوزیسو ہیں وہ جس سے محبت کریں گا اگر اس کی لائف
میں کوئی اور ہو تو وہ کیسے برداشت کریں گا۔۔۔

فجر اس کی آنکھوں میں دیکھتی اس کو اپنے پلان کا مقصد سمجھا رہی
تھی۔۔۔۔۔ جو اسے پورا یقین تھا کہ اس موٹی عقل والی انوشہ کو تو سمجھ
نہیں آیا ہو گا۔۔۔ اس کی بات سنتے ہی انوشہ نے صرف ہاں میں سر ہلایا
تھا۔۔۔

ابھی کے لیے اتنا کافی ہیں باقی کا بعد میں میں تمہیں سمجھا دوں گی اور یہ
پلان ہم آیان کے نکاح والے دن شریع کریں گے۔۔۔ فجر اس کو
دیکھتی آگے کا پلان بتاتی اس کے کمرے سے باہر چکی گی تھی۔۔۔
اس وقت رات کے دس بج رہے تھے۔۔۔ کنزہ کو غیر ارادی طور پر ہی
صبح لیکن زیان کا انتظار تھا۔۔۔ اس نے نہیں آیا تھا اور نا ہی وہ آیا
۔۔۔ وہ صبح کا گیا ابھی تک گھر نہیں آیا تھا۔۔۔ کنزہ کو آیان ہی گھر چھوڑ
کر آیا تھا۔۔۔ سب لوگ ہی گھر میں موجود تھے سوائے زیان کے
علاوہ۔۔۔ جس کا کوئی پتا نہیں تھا کہ وہ کہا گیا۔۔۔ کا یان صبح سے اب
تک سو سے زیادہ کالز اسے کر چکا تھا لیکن اس نے ایک بھی نہیں اٹھائی
تھی۔۔۔ ڈنر کرتے وقت وقاص علی شاہ اس کو وہاں ناپا کر پہلو بدل کر
رہ گئے تھے۔۔۔

کایان تو اسی دن کی ہوئی عزت افزائی کے بعد ٹائم پہ گھر آ جاتا تھا
۔۔۔ کھانا کھاتے ہی سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے
تھے۔۔۔ جبکہ کایان اور ضارب کچھ دیر آفس کے نئے پروجیکٹ کے
متعلق باتیں کر کے کایان اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ جبکہ
ضارب کا رخ فجر کے کمرے کی طرف تھا۔ دوراتوں سے اس کی اپنی
نخریلی منکوحہ سے ملاقات نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اب اسے ملاقات بھی
کرنی تھی اور اسے چودہ اگست کا ڈریس بھی دینا تھا۔۔۔
ضارب فجر کے کمرے میں جانے سے پہلے اپنے کمرے میں گیا تھا
۔۔۔ وہاں سے خوبصورت سی پیروں کو چھوٹی فرائک اس کے لیے لاتا جو
کہ سبز اور سفید میں تھی۔۔۔۔۔ پوری فرائک سفید تھی۔۔۔ جبکہ اس کا
ڈوپتہ گرین تھا۔۔۔

ضارب نے جیسے ہی اس کے کمرے کے دروازے کے لاک پر ہاتھ رکھا تھا تو وہ کھلتا ہی چلا گیا وہ یہ دیکھ کر کہ فجر نے دروازہ لاک ہی نہیں کیا شاہد وہ جو دوراتوں سے نہیں آیا تھا اس وجہ سے اسے لگا کہ وہ آج بھی نہیں آئے گا۔۔۔ وہ فجر کی سوچ پر اندازہ لگاتا ہی گہرہ مسکرایا تھا۔۔۔۔۔ وہ اندر داخل ہوتے ہی دروازہ لاک کرتا اس کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ جو کمبل اپنی گردن تک لے کر اس میں ڈبک کر سو رہی تھی۔۔۔ کمرے میں مدھم لائٹس جل رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ فراک ایک سائیڈ پر رکھتا اس کے سر کے پاس جا بیٹھتا اس کے لبوں کو اپنی گرفت میں لے گیا تھا۔۔۔ فجر جو ابھی ہی سوئی تھی۔۔۔ اپنے لبوں پہ اس کی سیرٹو کی چبھن محسوس کرتی پٹ سے اپنی نکھیں کھول گئی تھی۔۔۔ آنکھیں کھولتی فجر نے اسے اپنا پورا زور لگا کر دھکیل گئی تھی۔۔۔ ضارب جو اس کو گہری نیند میں سمجھ رہا تھا۔۔۔۔۔ اس کے

دھکیلنے پہ وہ ٹھوڑا سا لڑکھرایا تھا لیکن جلدی ہی سمجھل گیا

تھا۔۔۔ سمجھلتے ہی وہ فجر کے نزدیک ہوتا اس کو دونوں کندھوں سے

پکڑتا تکیہ پہ گراتا اس پہ

سایہ فگن ہوا تھا۔۔۔

لگتا ہیں پچھلی بار جو بزمِ تمیزی تم نے کی تھی اس کی سزا بھول گئی ہوں

۔۔۔ ضارب اس کی نائٹ شرٹ کے بٹن کھولتا ایک ہی جھٹکے میں اس

کی شرٹ اتار چکا تھا۔۔۔ فجر تو بس اس کے سینے میں گھسنے کی تیاری کر

رہی تھی۔۔۔

ضارب اس کا چہرہ اپنے سینے سے نکالتا اس کو کھڑا کر کے بٹھاتا فراک

لے آتا اس کو پہنارہا تھا۔۔۔ فجر تو بس منہ اور آنکھیں کھول کر اس پاگل

شاہ کو دیکھ رہی تھی جو پتا نہیں کیا کر رہا تھا۔۔۔ ضارب اس کو فراک

پہناتا اس کے لب چومتا جس پہ فجر نے فوری اپنا منہ بند کیا تھا۔۔۔ میں

اس لیے یہاں آیا تھا تاکہ تمہیں یہ فراک پہنا کر سب سے پہلے دیکھ
سکوں۔۔۔۔۔ اب تم نے مجھ سے بد تمیزی کی ہیں اس لیے میں ساری
رات اب تمہارے پاس گزار دوں گا۔۔۔۔۔ ضارب اس کا فراک ایک ہی
جھٹکے میں اتارتا صوفے پہ اچھالتا خود کو شرٹ لیس کرتا اس کو اپنے سینے
پہ لٹاتا کمرے میں جو مدھم سی راشنی جل رہی تھی وہ بھی بجھا چکا تھا
۔۔۔۔۔ فجر تو بس سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ اس کے ساتھ ہوا کیا ہیں
۔۔۔۔۔ اس کو آج بہت زیادہ سردی لگ رہی تھی اس لیے وہ کمبل میں
چھپ کر سو رہی تھی۔۔۔۔۔ مجھے سردی لگ رہی ہیں۔۔۔۔۔ اس کو اسیے
موندتیں دیکھ فجر بڑی ہمت کر کے بولی تھی۔۔۔۔۔ اس وقت ہی آنکھیں
وہ بالکل ہی برہنہ حالت میں تھی صرف اس کے ڈھڑکنوں کے مقام پر
ایک چھوٹا سا پردہ تھا۔۔۔۔۔ کوئی بات نہیں میرا نور۔۔۔۔۔ جب تمہیں
زیادہ سردی لگیں تو تم مجھ میں سما سکتی ہوں لیکن شرط یہ ہیں کہ سمانا

تمہیں خود ہو گا میں کی محنت نہیں کرنے والا۔۔۔۔۔ وہ اس کے

ڈھرنوں کے مقام کا آخر پردہ بھی جدا کرتا اسے اپنے نیچے لٹاتا اس کی

ڈھرنوں کو اپنی گرفت میں لیتا اس کی گہرائیوں میں ہاتھ پھیرتا بے

باکی سے بولا تھا۔۔۔۔۔ اس کی بات تضاد اس کے ایکٹ پہ فجر کانوں کی

لوں تک سرخ پڑی تھی۔۔۔۔۔ وہ اس کی ڈھرنوں پر جگہ جگہ اپنے ڈانٹ

گاڑھ کر اس کو سسکنے پہ مجبور کر رہا تھا۔۔۔۔۔ اس کی شدت پہ مقابل

کی سانس بے بند ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ اب خاموشی سے سو جاؤ زرا بھی

مومنٹ نہیں کرنا نہیں تو تمہاری سردی کیسے ختم کرنی ہیں مجھے اچھی

طرح پتا ہیں اور مجھے زرا دیر بھی نہیں لگے گی یہ کام کرنے میں۔۔۔۔۔ وہ

اس کے لبوں کو اپنی گرفت میں لیتا ہوا بولا تھا۔۔۔۔۔

اس کی بات سنتے ہی فجر جلدی سے آنکھیں بند کر گئی تھی۔۔۔۔۔ ضارب

اس کو سختی سے آنکھیں بند کرتا دیکھ گہرا مسکرایا تھا۔۔۔۔۔ وہ اس کو

آنکھیں بند کرتا دیکھ اپنے لب اس کے پورے بدن پہ رکھ رہا تھا۔۔۔ وہ بہت ہی زیادہ نرمی سے چھو رہا تھا اسے۔۔۔ فجر تو بس اس کے خوف سے دم سادھ کر پڑی تھی۔۔۔ وہ ہل بھی نہیں پار ہی تھی۔۔۔ ضارب اس کو اپنی گرفت میں لیتا اس کے ماتھے پہ اپنے لب رکھتا آنکھیں موند گیا تھا۔۔۔

اس وقت صبح کے دس بج رہے تھے۔۔۔ سب لوگ ہی تیار کھڑے تھے۔۔۔ زیان بھی سفید شلوار قمیض پہنے سب کے درمیان بے دلی سے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ اس کا ذرا بھی دل نہیں تھا۔۔۔ لیکن وقاص علی شاہ کو دکھانے کے لیے اور حور کا دل رکھنے کے لیے وہ یہ سب کچھ کر رہا تھا۔۔۔

حور اس وقت ایک بہت ہی بڑا سا باجالے جر بجا رہی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے پوری حویلی میں شور تھا۔۔۔ کنزہ نے بھی سفید شلوار قمیض ہی

پہنی ہوئی تھی۔۔۔ یہ اتفاق سے ہو گیا تھا۔۔۔ نہیں تو وہ کبھی بھی زیان
کے ساتھ میچنگ نہ کرتی۔۔۔

زیان نے اس پہ ایک سے دوسری نظر نہیں ڈالی تھی۔۔۔ نا ہی اس
سے کوئی بات کی تھی۔۔۔ وہ اس کو ٹائم دینا چاہتا تھا۔۔۔ وہ اس نکاح کو
اچھے سے سمجھ لے۔۔۔ فجر اور انوشہ دونوں ہی گھور گھور کر کنزہ کو دیکھ
رہی تھی

کنزہ ان دونوں کو خود کو گھرتا پا کر تذبذب کا شکار ہو رہی تھی۔۔۔ اسے
سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیوں گھور رہی ہیں اسے۔۔۔۔۔ ابھی ان سب
لوگوں نے گھومنے جانا تھا۔۔۔۔۔ بس آیا ان اور دعا کا انتظار تھا

جو آنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔۔۔۔ کنزہ کو بھی بشری بیگم نے
کہا تھا لیکن اس نے منع کر دیا تھا۔۔۔ اس کا بالکل بھی دل نہیں تھا کہیں

جانے کا اور ناہی اسے کبھی شوق رہا ہیں۔۔۔ اسے اکثر تنہائی ہی پسند آتی تھی۔۔۔

کسی نے اسے زیادہ انسٹ نہیں کیا تھا جانے کے لیے۔۔۔۔۔
دعا اور آیان کو نیچے سیڑھیوں سے اترتا دیکھ سب ہی کھڑے ہوئے
تھے۔۔۔۔۔ آیان اس وقت سبز اور سفید مکس کلر کی ٹی شرٹ میں
ملبوس تھا۔۔۔۔۔

دعا نے سادہ سی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی جس کے اوپر ستار بنے ہوئے
تھے۔۔۔۔۔ سب لوگ ہی باہر کی طرف بڑھ گئے تھے۔۔۔۔۔ سب سے
آگے حور تھی۔۔۔۔۔ زیان ایک نظر کنزہ کو دیکھتا باہر جانے کی بجائے اپنے
کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔

اس کا بالکل دل نہیں تھا جانے کا۔۔۔۔۔ اس کو اپنے کمرے میں جاتے
دیکھ کنزہ نے اپنا نچلے لب بے دردی سے کاٹا تھا۔۔۔۔۔

اس وقت شاہ حویلی میں صبح کے آٹھ بج رہے تھے۔۔۔ آج آیان اور دعا کا نکاح تھا۔۔۔ سب لوگ ہی کوئی نا کوئی تیاریوں میں مصروف تھے۔۔۔ کل سب لوگوں نے بہت زیادہ انجوائے کیا تھا۔۔۔ ان کو گھر آتے بہت زیادہ دیر ہو گئی تھی۔۔۔ کنزہ کو زیان گھر چھوڑ کر آیا تھا۔۔۔ ان دونوں کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔۔۔ دونوں طرف مکمل خاموشی تھی۔۔۔ زیان تو کل کی گئی اس کی باتیں دل پہ لگا کر بیٹھا تھا۔۔۔ وہ یہی چاہتا تھا کہ وہ اس کو مخاطب کریں۔۔۔ اسے اپنی محبت سے زیادہ اپنی انا پیاری تھی۔۔۔

کنزہ کو اس کی خاموشی بہت زیادہ چبھی تھی لیکن اس نے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔۔ اس کو یہی لگ رہا تھا کہ اس کا دل بھر گیا ہیں اس سے۔۔۔ وہ

صرف اسے اپنے نکاح میں رکھ کر اپنے ٹھکرائے جانے کی سزا دینا چاہتا
تھا۔۔۔۔۔ وہ اس کو خاموشی سے گھر چھوڑ کر اپنی
گاڑی زن سے وہاں سے بھگا کر لے گیا تھا۔۔۔ جیسے وہ مقابل کو جانتا بھی
ناہو۔۔۔۔۔

ابھی وہ بھی اپنے بھائی کی خوشی کے لیے مل کر تیاری کروا رہا تھا
۔۔۔ اس کا دل تو نہیں تھا کسی سے ملنے کا یا بات کرنے کا لیکن اسے اپنے
چھوٹے شاہ کی خوشی سب سے زیادہ پیاری تھی۔۔۔

اس وقت کا یاں اور زیان دونوں ہی سیٹیج بنوارے تھے اور ساتھ وہ جگہ
بھی جہاں نکاح پڑھوایا جاتا تھا۔۔۔ یہ دعا کی فرمائش تھی کہ نکاح آمنے
سامنے ہوں۔۔۔۔۔ وہ دونوں ہی اس وقت اپنے اپنے کاموں میں

مصروف تھے۔۔۔

جبکہ وقاص علی شاہ اپنے دونوں بڑے سپوٹوں کو گھور گھور کر دیکھ رہے
تھے۔۔۔۔ جن کے چہرے پہ اتنی سی بھی شرم نہیں تھی۔۔۔ وہ اپنے
سے چھوٹوں کے نکاح کی تیاری کر رہے ہیں لیکن خود کے لیے ابھی تک
کوئی لڑکی نہیں چنی تھی۔۔۔ ناہی وہ خود بات کر رہے تھے ناہی ان کو
کرنے دے رہے تھے۔۔۔

وہ چاہتے تھے کہ کایان کی ناسہی پر زیان کی اولاد کو دیکھ کر جائے
۔۔۔ لیکن اب انہیں لگ رہا تھا کہ یہ ناممکن کاموں میں سے ایک ہیں
۔۔۔ ابھی تک کنزہ نہیں آئی تھی۔۔۔ زیان نے اس کے لیے اپنے
ڈریس کے ساتھ میچنگ میکسی لی تھی جو وہ آج اس کو پہنانے والا تھا
۔۔۔ اگر وہ آرام سے اس کی بات مانتی ہیں تو ٹھیک ہیں نہیں تو وہ اپنا
طریقہ آزمائے گا۔۔۔۔ دعا اس وقت اپنے ڈریس کے لیٹ آنے کی
وجہ سے فون پر کسی کی خوب عزت افزائی کر رہی تھی۔۔۔۔۔ آیان تو

بس شرمائے کا کام کر رہا تھا۔۔۔ جس بھی اس کی طرف کوئی ہنس کر
دیکھتا تھا اس کا چہرہ لال سیب کی طرح ہو جاتا تھا۔۔۔ وقاص علی شاہ کو
آیان کی حالت دیکھ کر اس پر ترس آرہا تھا۔۔۔ ان کا دل کر رہا تھا کہ وہ
آیان کو ابھی مزید ٹائم دے بڑا ہونے کے لیے۔۔۔ یہ نکاح یہی پہ
روک دیں۔۔۔ زیان ابھی کاموں میں ہی مصروف تھا جب اس کی نظر
کنزہ پر پڑی تھی۔۔۔ جو براؤن رنگ کا عبایا پہنے اس کے ساتھ ہی
میچنگ رنگ کا حجاب لیے چلی آرہی تھی۔۔۔ اس کے مقابل ہی
ضارب بھی موجود تھا۔۔۔ وہ دونوں ہی آپس میں باتیں کر رہیں
تھے۔۔۔ یہ سب دیکھتے ہی زیان کی آنکھوں میں لہو اتر اٹھا۔۔۔ جب سے
یہ ضارب یہاں آیا تھا وہ ایک دن بھی سکون سے نہیں رہ پایا تھا
۔۔۔ اس کو کیا ضرورت تھی کنزہ کے ساتھ فری ہونے کی۔۔۔ سب
سے بڑھ کر اسے کنزہ پہ غصہ آیا تھا۔۔۔

جو اس کے ساتھ باتیں کر رہی تھی۔۔۔ اسے یہ خیال بھی نہیں آیا تھا کہ وہ کسی کے نکاح میں ہیں۔۔۔۔۔ کنزہ زیان کو دیکھتی اپنی نظریں پھیر گئی تھی۔۔۔ وہ ضارب سے اپنی بات مکمل کرتی اوپر کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔۔۔ اس کا ایسے اگنور کرنا جلتی پر تیل کا کام کر گیا تھا۔۔۔۔۔

ابھی زیان کنزہ کے پیچھے جاتا جب دعا کی آواز پہرے کا تھا۔۔۔ دعا جس کا ڈریس ابھی آیا تھا اس کو دیکھ کر وہ خوشی سے جھوم رہی تھی۔۔۔۔۔ جبکہ فجر اور انوشہ کو لگ رہا تھا کہ یہ پاگل ہو گئی ہیں۔۔۔۔۔ آیان بھی دعا کو مسکراتا دیکھ خوش ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ لیکن اسے نہیں پتا تھا کہ یہ خوشی کچھ ہی پل کی ہیں۔۔۔۔۔ سب نے دعا کا ڈریس دیکھا تھا۔۔۔ جو سفید رنگ کا ایک باربی فرائک تھا۔۔۔ اس کے اوپر چھوٹے چھوٹے ہیرے موجود تھے۔۔۔۔۔ ساتھ ہی آیان کا بھی سفید ہی رنگ کا فور پیس ڈنر سوٹ بھی موجود تھا۔۔۔۔۔ جو خاص اس نے اپنے ساتھ میچنگ کروائی تھی۔۔۔۔۔ وہ دونوں

ہی بلکل ویسٹرن لک دے رہے تھے۔۔۔ سب کو ہی دعا کی پسند بہت زیادہ اچھی لگی تھی۔۔۔۔ سوائے مہرین بیگم کے وہ بھی اس کو لہنگے میں دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔ ہر ماں کی طرح۔۔۔

لیکن ان کی یہ اولاد ہر بار کچھ ایسا کام کرتی تھی جو ان کو سر جھکانے پہ مجبور کر دیتا تھا۔۔۔ یہ تو بشری بیگم جیسی نیک ساس ملی تھی اسے اگر کوئی اور ان کی جگہ ہوتی تو پھر بتاتی اسے۔ مہرین بیگم دعا کو گھورتی بس سوچ کر رہ گئی تھی۔۔۔

آیان پے کریں گا اس کے پیسے۔۔۔ دعا جو اپنا ڈریس بڑی مشکل سے سمجھالتی اپنے کمرے کی طرف جارہی تھی۔۔۔ ڈیزائنر کے مینجر کی آواز پہ رک کر اس نے آیان کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔ دعا کی بات سنتا آیان آگے ہوا تھا۔۔۔

دعا یہ کیا بد تمیزی ہیں آیان کیوں کریں گاپیمنٹ تم بھائی کو بول دیتی وہ
کر دیتا۔۔۔ مہرین بیگم اس کو آنکھیں دکھاتی ضارب کی طرف اشارہ کر
رہی تھی۔۔۔ ان کی بات پر ضارب نے بھی ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔
وہ کیوں ماما۔۔۔ ہمیشہ دلہن کے نکاح کا جوڑا اس کے سسرال سے آتا
ہیں۔۔۔ اور میرا بھی سمجھے سسرال سے ہی آیا بس فرق صرف اتنا ہیں
کہ مینے خود پسند کیا ہیں۔۔۔۔ اس لیے پیسے بھی آیان دیں گا ہاں نابڑی
ممائی۔۔۔ دعا مہرین بیگم کر دیکھتی انہیں بتا رہی تھی۔۔۔
جیسے ان کو پتا ہی ناہوں۔۔۔ آخر میں اس نے بشری بیگم کی طرف دیکھ
کر پوچھا تھا۔ اس کی بات پہ انہوں نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔ اور
آیان کی طرف اشارہ کیا تھا۔ ان کا اشارہ ملنے پر آیان نے جلدی سے
ہاں میں سر ہلادیا تھا۔۔۔

سرچالیں کروڑ اس کے اور دو کروڑ اس کے۔۔۔۔۔ آیان کے سر
ہلانے پہ مینیجر نے اسے دعا کے ڈریس کی قیمت چالیں کروڑ بتائی تھی
جبکہ آیان کے ڈریس کی قیمت دو کروڑ۔۔۔۔۔ آیان تو قیمت سن کر پورا
منہ کھول کر مینیجر کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

دونوں ہی ڈریسز پہ ریل ڈائمنڈ لگے ہوئے ہیں اس لیے ان کی قیمت
اتنی زیادہ ہیں۔۔۔ اب چپ کر کے پے کروں۔۔۔ آیان کا منہ کھلا دیکھ کر
دعا واپس آتی سرگوشی نما آواز میں بولی تھی۔۔۔ اس کی بات پہ آیان
اس کو گھورتا اندر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔

اس کو جاتا دیکھ دعا حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ مطلب یہ کنجوس
شاہ اس کے ڈریس کے پیسے نہیں بھرے گا۔۔۔ اگر اس نے پیسے نا
دیے تو وہ بھی اس سے نکاح نہیں کریں گی۔۔۔ دعا نے اپنے دماغ میں
پلان بنا لیا تھا۔۔۔

لیکن اس کو واپس آتا دیکھ اس نے شکر کا سانس لیا تھا اور اپنے بنائے
گئے پلان کو کینسل کیا تھا۔۔۔۔۔ آیان کے ہاتھ میں چیک بک دیکھ کر
اسے اپنے نیلی آنکھوں والی شہزادے پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔۔۔ وہ جانتی
تھی کہ وہ کتنا زیادہ کنجوس ہیں۔۔۔ اب چالیس کروڑ دیتے وقت تو اس
کی جان حلق میں اٹکی ہوگی۔۔۔۔۔

آیان چیک بک پہ آماؤنٹ لکھتا اس کو مینجر کو دیتا۔۔۔ دعا کی طرف غصے
سے گھورتا۔۔۔ پیر پٹکتا اندر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔ سب نے
اس کے انداز میں اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔۔۔

یہ اس کی عمر بھر کی کمائی تھی۔۔۔ جو اس کی ہونے والی منکوحہ نے کچھ ہی
وقت میں ختم کر دی تھی۔۔۔ آیان کے جاتے ہی سب لوگ اپنے اپنے
کاموں میں مصروف ہو گئے تھے۔۔۔ زیان کی نظر کنزہ پہ پڑی
تھی۔۔۔ جو سیڑھیوں پہ کھڑی یہ سب کچھ بڑی دلچسپی سے دیکھ رہی

تھی۔۔۔۔۔ سب کو اپنے کاموں میں مصروف ہوتا دیکھ زیاں ایک ہی

جسٹ میں اس تک پہنچتا اس کو کلائی سے جکڑتا

اپنے ساتھ گھسٹیا اپنے کمرے میں لے گیا تھا۔۔۔۔۔ کنزہ تو بس پھٹی

پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ جو اسے بیڈ پہ بے دردی سے

دھکیل کر دروازہ لاک کر رہا تھا۔۔۔۔۔ ابھی کنزہ بیڈ سے اٹھ کر اس کے

مقابل آتی۔۔۔۔۔ جب زیاں جلدی سے اس تک پہنچتا

اسے نرمی سے بیڈ پر دھکیل اس پر سایہ فگن ہوا تھا۔۔۔۔۔ اس کی انگلیوں

میں اپنی انگلیاں الجھاتا اس کے لبوں کو اپنی گرفت میں لے گیا تھا

۔۔۔۔۔ وہ اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں لے کر شدت پسند ہو رہا تھا

۔۔۔۔۔ وہ اس کے لبوں کو اپنے ڈانٹوں میں لے کر چبا رہا تھا۔۔۔۔۔ کنزہ اس

کی گرفت میں مچل کر رہ گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ اپنے ہاتھ پیر کو ہلا کر اس کی

گرفت میں سے نکلنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔ زیان اس کی مزاحمت کو دیکھتا اس کی ٹانگوں کو اپنی ٹانگوں میں لاک کر گیا تھا۔۔۔۔۔ اس کی گردن کے نیچے ہاتھ رکھتا وہ اس کے لبوں کو اور زیادہ اپنے لبوں میں لے کر سک کر رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ بہت ہی زیادہ نرمی سے چھو رہا تھا اسے۔۔۔۔۔ اتنا زیادہ غصے میں ہونے کے باوجود بھی وہ اس پر سختی نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔۔

کیا باتیں ہو رہی تھی ضارب کے ساتھ جو تم نے مجھے بھی اگنور کر دیا
 --- زیاں اس کے لبوں کو چھوڑتا ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا
 --- اس کی بات سنیں ہی کنزہ غصے سے نظریں پھیر گئی
 تھی۔۔۔۔۔ اس کا نظریں پھیرنا مقابل کو آگ لگا گیا تھا۔۔۔۔۔
 جب جب تم مجھ سے نظریں پھیروں گی سزا تمہاری ان خوبصورت
 ڈھڑکنوں کو ملے گی۔۔ وہ اس کی روح کی گہرائیوں میں ہاتھ پھیرتا اس

فراک کے اوپر سے اس کی ڈھڑکنوں پہ اپنے ڈانٹ گاڑھتا بے باکی سے
بولا تھا۔۔۔ میری زندگی ہیں میں جس سے مرضی بات کروں
۔۔۔۔ آپ سے نکاح کر کے میں قید نہیں ہوگی۔۔۔ کنزہ اس کے
سینے پہ ہاتھ رکھ کر اس کو دردھکیلنے کی کوشش کرتی ہوئی بولی
تھی۔۔۔۔ وہ اس کو ایک انچ بھی نہیں ہلا پائی تھی۔۔۔ البتہ اس کے
سینے پہ ہاتھ رکھنے کی وجہ سے زیان کا دل پسلیا ٹوڑ کر باہر آنے کو بے
تاب تھا۔۔۔۔

تمہیں میں قید نہیں کرنا چاہتا بس صرف اپنا بنانا چاہتا ہوں
۔۔۔۔ تمہیں کسی اور کے ساتھ دیکھ کر میرا خون جلتا ہیں۔۔۔۔ مجھے
نہیں پتا محبت کیسی ہوتی ہیں لیکن جو تم سے ہیں نا
اس کو میں لفظوں میں بیان نہیں کر پاتا۔۔۔ زیان اس کو اپنے مقابل
بٹھاتا اس کے ماتھے پہ عقیدت سے لب رکھتا ایک الگ انداز میں اس

سے اظہار محبت کر رہا تھا۔۔۔۔۔ کنزہ اس کی بات سنتے ہی نگاہیں پھر کر
ایک ہی جسٹ میں وہاں سے اٹھی تھی۔۔۔ ناہی مجھے آپ سے کوئی
غرض ہیں اور ناہی آپ کی محبت سے۔۔۔۔۔ اس لیے مجھ سے آپ یہ
اپنی جھوٹی محبت ناجتائے تو ہی بہتر ہیں ویسے بھی بہت جلد میں آپ سے
علیحدگی اختیار کر لوں گی۔۔۔۔۔ کنزہ زیان کی طرف دیکھتی اونچی آواز
میں ڈھاڑتی دروازہ کھولے بغیر ہی زیان کی کوئی بات سنتی باہر کی طرف
بڑھ گی تھی۔۔۔۔۔ اس کے جاتے ہی زیان کی سبز آنکھوں میں خون اتر
تھا۔۔۔۔۔ دماغ کی نیلی رگیں واضح ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اس نے اپنے جبرے
بری طرح بھینچے تھے۔۔۔۔۔

آج میں تمہاری ہر راہ فرار بند کروں گا۔۔۔ تم سے آج اپنا رشتہ مکمل
کروں گا تاکہ مجھ سے دور جانے کا کوئی جواز بھی ناہو تمہارے پاس
۔۔۔۔۔ زیان اس خالی راستے کو دیکھتا جہاں سے ابھی وہ شتمگر گزری تھی

--جواسے ہر بار ٹھکرا کر چلی جاتی تھی۔۔۔ایک ایک لفظ کر چبا کر بولا
تھا۔۔اس کی علیحدگی اختیار کرنے والی بات پہ اس کا دل کسی نے مٹھی
میں جکڑا تھا۔۔اس وقت سب لوگ ہی تیار ہو گئے تھے آیان اور
دعا کے نکاح کے لیے۔۔۔کنزہ کا ڈریس زیان نے حور کو دیا تھا
۔۔۔کہ وہ کنزہ کو یہ ڈریس دے دیں اور ہماری معصوم سی حور نے آگے
سے وجہ بھی نہیں پوچھی تھی اور نا ہی اس کو کسی ایسی نظروں سے دیکھا
تھا۔۔۔حور نے کنزہ کو وہ ڈریس زبردستی ہی پہنایا تھا۔۔۔کنزہ نے
اسے بہت بار منع کیا تھا لیکن پھر حور کے روٹھنے پہ وہ مان گئی تھی
۔۔۔اس وقت وہ بھی گرے رنگ کی میکسی پہنے ڈوپٹا گلے میں ڈالے
بالوں کو کھلا چھوڑے کسی بھی انسان کا ایمان ڈگمگا سکتی تھی۔۔۔یہ اتنی
ساری تیاری اس نے حور کے کہنے پہ ہی کی تھی۔۔۔حور خود اس وقت
گرین رنگ کی خوبصورت ساڑھی پہنے بولوں کو رول کیے ان کو اپنے

کندھوں پہ ڈالے سمپل س میک اپ کیے قیامت لگ رہی
تھی۔۔۔ ہاتھوں میں اس نے بھر بھر کر چوڑیا پہنی ہوئی تھی۔۔۔
جیولری بھی اس نے مکمل ہی لی ہوئی تھی۔۔۔ جبکہ کنزہ نے جیولری
کے نام پہ صرف کانوں میں چھوٹے چھوٹے ٹوپس پہنے ہوئے
تھے۔۔۔ اور ناک میں خوبصورت سی نوز پین پہنی ہوئی تھی بلیک کلر کا
ڈائمنڈ لگا ہوا تھا اس میں۔۔۔ وہ اتنی سی تیاری میں بھی حور کومات دیں
رہی تھی۔۔۔

حور اس کو دیکھ کر بار بار روہانسی ہو رہی تھی۔۔۔ وہ بار بار اپنا میک اپ تیز
کر رہی تھی کہ وہ کنزہ سے خوبصورت لگ سکے۔۔۔ اسے کنزہ سے اب
جلن ہونے لگی تھی۔۔۔

دوسری طرف فجر بھی پستہ کلر کی میکسی میں بہت زیادہ خوبصورت لگ
رہی تھی۔۔۔ کایان نے بھی گرین کلر میں شلوار قمیض ہی پہنی ہوئی

تھی۔۔۔ضارب نے گرے رنگ میں تھری پیس سوٹ پہنا ہوا تھا
۔۔۔زیان کی گرے رنگ میں شلوار قمیض تھی۔۔۔

وہ سب ہی اس وقت تیار ہو کر نیچے موجود تھے۔۔۔سب ہی
مہمانوں کو ویلکم کر رہے تھے۔۔جب کایان کی نظر حور پر پڑی تھی
۔۔جو کھلکھلا رہی تھی۔۔اس کو پلک جھپکنا بھی بھول گیا تھا
۔۔زیان جو کب سے اس کی بکو اس سن رہا تھا۔۔اس کو خاموش
ہونے پہ اس نے اس کی طرف دیکھا تھا۔اس کو آنکھیں کھول کر اوپر
کی طرف دیکھنے پر زیان نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا
تھا۔۔۔اس کی نظریں ہتے سے انکای ہو گئی تھی۔۔۔وہ دیوانوں کی
طرح اس کو دیکھ رہا تھا۔اس کے کمر سے بھی نیچے آتے بال دیکھ کر
پاگل ہوا تھا۔اس کے ہونٹوں پہ سچی پھیکی رنگ کی لپیٹک دیکھ کر
اس کو اپنے حلق میں کاٹنے چبھتے ہوئے محسوس ہو رہے۔اس کے گلے

میں گلی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔۔۔ وہ کوئی افسر الگ رہی تھی اس
وقت۔۔۔ بشری بیگم اپنے بیٹے کی حالت دیکھتی مسکرا کر رہ گئی تھی
۔۔۔ جس کو اب شادی کرنے کی اشد ضرورت تھی۔۔۔

فجر اور انوشہ دونوں ہی جو زیان کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ زیان کو کنزہ کی
طرف دیوانوں کی طرف دیکھتا پا کر وہ کلس کر رہ گئی تھی۔۔۔ ان دونوں
نے ہی دل سے قبول کیا تھا کہ وہ کسی بھی خوبصورت لڑکے کا عشق ہو
سکتی ہیں۔۔۔

زیان ہوش کی دنیا میں تب لوٹا تھا جب وہ اس کی نظروں سے اوجھل ہو
گئی تھی۔۔۔ زیان ہوش میں آتا کا یان کے پیٹ میں مکہ مارتا اسے
ہوش دلارہا تھا۔۔۔ جو ابھی تک آنکھیں کھول کر کھڑا تھا۔۔۔ مکہ لگنے پہ
وہ ہوش میں آتا حور کے پیچھے گیا تھا۔۔۔

شام کے سات بج رہے تھے سب لوگ ہی آگئے]

تھے۔۔۔ مہمانوں سے پوری شاہ حویلی بھری پڑی تھی۔۔۔ نکاح ہو گیا تھا۔ اب آیان اور دعادونوں ہی سیٹج پر بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ آیان ابھی تک منہ پھلایا ہوا تھا۔۔۔

جیسے اس کو زبردستی بٹھایا گیا ہو۔۔۔ جبکہ دعا اس کو منانے کی بجائے پلیٹ میں بڑا سا کیک کا ٹکڑا لے کر کھا رہی تھی۔۔۔ جیسے اس سے زیادہ کوئی اور اہم کام نا ہو۔۔۔ آیان اس کو کھانا دیکھ اور بھی زیادہ کلس رہا تھا۔۔۔

وہ چاہتا تھا کہ وہ اس کو خود منائے۔۔۔ کا بیان تو حور کو بس ادھر ادھر گھومتا دیکھ کر پہلو بدل کر رہ گیا تھا۔۔۔ اس کے گھومنے کی وجہ سے سب لڑکوں کی نظر اس کی طرف اٹھ رہی تھی۔۔۔ سب سے زیادہ تو اسے کامران ملک کے بھائی احسن ملک پر غصہ آرہا تھا۔۔۔ جو جب سے آیا تھا

اپنی نظریں حور پر گاڑھ کر کھڑا تھا۔۔۔ اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ اس کا جا کر
منہ ٹوڑ دیں۔۔۔۔۔ حور جو اس کی طرف ہی آرہی تھی۔۔۔۔۔ کایان کے
آنکھیں دکھانے پہ وہ وہی پہرکتی بچوں کی طرح نچلے لب باہر نکالتی
واپس مڑ گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ اس وقت بہت سے لڑکوں کے درمیان کھڑا
تھا۔۔۔۔۔ زیان تو خود پر بہت مشکل سے کنٹرول رکھ کر کھڑا تھا۔۔۔۔۔ کنزہ
بشری بیگم کے پاس سائیڈ پہ کھڑی تھی۔۔۔۔۔ فجر نے ضارب کو گجرے
لینے کے لیے بھیجا تھا۔ ابھی فجر اور انوشہ بات ہی کر رہی تھی جب فجر
کے موبائل پہ ضارب کی کال آئی تھی۔۔۔۔۔ اس کا دل تو نہیں تھا لیکن
اپنے پلان کی کامیابی کے لیے اسے ضارب کی اشد ضرورت
تھی۔۔۔۔۔ وہ کال اٹھاتی اس کو جواب دیتی کال کاٹ کر کنزہ کی طرف
گئی تھی۔۔۔۔۔

کنزہ پلینز ضارب کے کمرے میں گجرے آئے پڑے ہیں پلینز وہ تولادوں
مجھے۔۔۔ فجر اس کے پاس جاتی اس کے ساتھ بڑے ہی نرم لہجے میں
بولی تھی۔۔۔ کنزہ اس کا اتنا نرم لہجہ سنتی پہلے تو حیران ہوئی تھی۔۔۔ پھر
جلدی سے ہاں میں سر ہلاتی وہاں سے چلی گئی تھی۔۔۔ اس کو جاتا دیکھ کر
وہ دونوں ہی ایک دوسرے کی طرف مسکرائی تھی۔۔۔ فجر اس کو آنکھ
مارتی اپنے موبائل سے زیان کو کال ملاتی ایک سائیڈ پہ ہو گئی
تھی۔۔۔ جس سے وہ زیان کو ناکھ سکے۔۔۔

اپنے موبائل پر فجر کی کال آتی دیکھ کر زیان پہلے تو حیران ہوا تھا
۔۔۔۔۔ پھر کوئی ضروری کام ہو گا یہ سمجھتا وہ کال اٹھا چکا تھا۔۔۔۔۔
اس کے کال اٹھانے پہ فجر اس کو بات بتاتی کال کاٹ گئی تھی۔۔۔
پہلے تو وہ ٹھوڑا حیران ہوا تھا کہ اگر ضارب نے اسے بلانا ہی تھا تو وہ خود
بلا لیتا لیکن پھر وہ کندھے اچکاتا اوپر ضارب کے طرف بڑھ گیا تھا

۔۔۔ اس نے ادھر ادھر نظریں ڈوڑائی تھی لیکن اس کو کنزہ کہیں نظر نہیں آئی تھی۔۔۔

زیان ضارب کے کمرے میں پہنچا ہی تھا جب سامنے کا منظر دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چنگھاڑیاں اٹھ اٹھیں۔۔۔ اس کے دماغ کی نیلی رگیں واضح ہوئی تھیں۔۔۔

اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ ساری دنیا کو آگ لگا دیں۔۔۔

کنزہ جو گجرے لینے آئی تھی۔۔۔ ضارب بھی اس وقت وہاں پر موجود تھا۔۔۔ کنزہ کو گجرے لے جاتا دیکھ کر اس نے کہا تھا کہ وہ اپنی بہن کو خود ہی گجرے پہنائے گا جس پر کنزہ نے جھجھکتے ہوئے ہاں میں سر ہلادیا تھا۔۔۔ ابھی وہ اس کو گجرے پہنا ہی رہا تھا جب زیان وہاں پر پہنچا تھا

۔۔۔ یہ دیکھ کر ہی وہ غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔۔۔ ابھی وہ آگے بڑھتا
جب کنزہ کی نظر اس پر پڑی تھی۔۔۔

اس کی آنکھوں میں سرخی دیکھ کر اس کو خوف محسوس ہوا تھا
۔۔۔ ابھی زیان کوئی بات کرتا جب ضارب نے اس کو گجرے پہنا کر
زیان کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ جو اپنی لہو چھلکاتی آنکھوں سے اسے ہی
دیکھ رہا تھا۔۔۔

توں یہاں پہ کیا کر رہا ہیں۔۔۔ ضارب اس کو دیکھتا بڑے ہی دوستانہ
لہجے میں بولا تھا۔۔۔ ان دونوں کو آپس میں مصروف دیکھ کر کنزہ وہاں
سے نو دو گیارہ ہوئی تھی۔۔۔ باہر آ کر اس نے شکر کا سانس لیا تھا کہ وہ
بچ گئی

لیکن اسے نہیں پتا تھا یہ رات اس پر ایک نیا عذاب لے آئے گی۔۔۔

اس کے جاتے ہیں زیان بغیر ضارب کی بات کا جواب دیے اس کو گھورتا
اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ اسے اپنا غصہ بھی تو کم کرنا کسی نا
کس طریقے سے۔۔۔۔

ضارب اس کو خاموشی سے جاتا دیکھ کر رہ گیا تھا۔ اسے آج کل زیان
کی حالت کچھ نہیں لگ رہی تھی۔۔۔۔ وہ بہت ہی زیادہ الگ بیہو کر رہا
تھا۔۔۔۔ ابھی بھی اس طرح اس کا اچانک آنا اور چلے جانا اسے سمجھ
نہیں آیا تھا۔۔۔

ضارب زیان کو جاتا دیکھ خود بھی کندھے اچکاتا نیچے کی طرف بڑھ گیا
تھا۔۔۔ اسے اپنی خوبصورت منکوحہ کو بھی دیکھنا تھا جو اس سے چھپتی
پھر رہی تھی۔۔۔ گجرے لانے کا بھی اس نے فون پہ ہی کہا تھا۔ وہ خود
اس کے سامنے نہیں آئی تھی۔۔۔۔

کایان جو ابھی اپنے دوستوں سے فری ہو کر حور کے پاس ہی آرہا تھا
۔۔۔ اسے احسن ملک کے ساتھ ہنستے ہوئے بات کرتا دیکھ کر وہ کھٹاک
سے رکا تھا۔۔۔ وہ ایسے اس سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔

جیسے بہت پہلے سے اس کو جانتی ہوں۔۔۔ کایان اس کی آنکھوں میں
حوس دیکھتا غصے سے سرخ ہوا تھا۔ حور جو اپنی باتوں میں ہی مصروف
تھی۔۔۔ احسن ملک کی نظریں اس کا مکمل طور پر جائزہ لے رہی
تھی۔۔۔ وہ اس کو اپنی نظروں سے حور کا ایکسرے کرتا
دیکھ ایک ہی جسٹ میں ان تک پہنچتا حور کے سامنے دیوار بن کر کھڑا ہوا
تھا۔۔۔

نکاح میرے خیال میں وہاں ہو رہا ہیں۔۔۔ کایان اس کو دیکھتا ایک ایک
لفظ چبا کر بولا تھا۔۔۔ کایان کے سامنے آنے پہ حور جلدی سے آگے
ہوئی تھی۔۔۔

اس کو کایان کے چٹانی وجود کے آگے کچھ نظر بھی نہیں آ رہا تھا
۔۔۔ اس سے پہلے وہ پھر سے اس احسن ملک کے سامنے آتی کایان اس
کو کر سے پکڑے اپنے سینے سے لگا گیا تھا۔۔۔ اب احسن ملک کے
سامنے حور کی پشت نظر آ رہی تھی۔۔۔

جس پہ بھی کایان اپنے دونوں ہاتھ رکھ کر کھڑا تھا۔۔۔ اس کا بس نہیں
چل رہا تھا وہ مقابل کی آنکھیں نکال دیں۔۔۔ حور جو کایان کی گرفت
سے نکلنے کی جدوجہد میں لگ ہوئی تھی کایان کی آنکھیں دکھانے پہ وہ
اپنی مزاحمت ترک کرتی سکون سے اس کے سینے سے لگ کر کھڑی
تھی۔۔۔

جی بلکل نکاح وہاں ہو رہا ہیں لیکن میں یہاں سے گزر رہا تھا تو مجھے حور
مل گئی تھی تو میں اس سے باتیں کرنا لگ گیا۔۔۔ احسن ملک کو کایان کا
حور پہ اتنا حق جتنا ایک آنکھ نہیں بھایا تھا لیکن وہ خود پر کنٹرول کرتا ایک

سٹائل سے بولا تھا۔۔۔ جیسے حور سے بڑا ہی کوئی پرانا رشتہ ہوں
۔۔۔ اس کی بات سنتے ہی حور نے بھی کایان کے سینے سے سر نکال کر
ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔ اس کے سر ہلانے پہ کایان نے اسے گھور کر
دیکھا تھا اس کے گھورنے پہ حور اپنا نچلے لب باہر نکالتی نروٹھے
انداز میں ایک بار پھر اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی تھی۔۔۔
تم اس کے پھوپھی کے بیٹے ہوں جو اس سے بات کر رہے
تھے۔۔۔ کایان اس کی طرف دیکھتا ڈانٹ پیس کر بولا تھا۔۔۔ مقابل
ڈھیتوں کی طرح اب بھی حور کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس سے پہلے احسن
ملک کوئی جواب دیتا اس کا فون بجا تھا وہ اپنے فون پر کول دیکھتا کایان کو
ایکسیوزز کرتا وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔ اس کے جانے پہ کایان گہری
سانس بھرتا حور کو اپنے سینے سے الگ کرتا جو اس کے بٹنوں کے ساتھ
کھیل رہی تھی۔۔۔ وہ اس کو اپنے سامنے کر گیا تھا جو اس کے جذبات

بھڑکانے کا کام رہی تھی۔۔۔۔ اگر وہ اس کے ساتھ کوئی چھوٹی سے
گستاخی کر دیتا تو وہ اس کی محبت کو گندی حرکتوں کا نام دے کر بھاگ
جاتی۔۔۔ وہ اس کو گھور کر دیکھ رہا تھا جو اپنے ناخن چبارہی تھی۔۔۔۔
کیا باتیں کر رہی تھی تم اس کے ساتھ اور کیوں کر رہی تھی
۔۔۔ تمہارے ماموں کا بیٹا تو نہیں لگتا تھا وہ جو اس کے ساتھ کھڑی کہیں
ہانک رہی تھی۔۔۔ کایان اس کی کلامی اپنے ہاتھ میں جکڑتا ڈانٹ پیس
کر بولا تھا۔۔۔

ماموں کا بیٹا نہیں تھا میرے کالج کا سینئر سٹوڈنٹ تھا اس سے دوستی کر
رہی تھی کل مجھے اگر ہیلپ چاہیے ہوگی تو میرے کچھ کام تو آئے گا نا
۔۔۔ حور اپنا ہاتھ چھڑواتی کایان کی طرف دیکھتی غصے سے بولی
تھی۔۔۔ اس کا غصہ بھی اتنا پیارا تھا کہ کایان کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا
۔۔۔ اگر اس پر کوئی غصہ کرتا تھا تو وہ بھی بدلے میں اس کا جواب غصے

سے دیتی تھی۔۔۔۔ آخر غصہ دکھاتی بھی کیوں نازیباں علی شاہ کی بہن
تھی۔۔ اور شاہ خاندان میں سب سے خوبصورت ہونے کا ٹیگ اس کے
پاس تھا یہی ایک بات اس کو سب سے زیادہ مغرور بناتی تھی۔۔ لیکن
اسے نہیں پتا تھا بہت جلد اس سے یہ ٹیگ کوئی لینے والا ہیں۔۔۔۔
میری حور کو کیوں کسی کی ہیلپ کی ضرورت پڑے گی وہ خود اتنی ذہین
ہیں اور اگر کبھی پڑی بھی صحیح ناتو میں ہوں نا میں ہیلپ کر دوں گا اپنی حور
کی۔۔۔

کایاں اس کو اپنی طرف کھینچتا پیار سے بولا تھا۔۔۔ اس کا نرم لہجہ محسوس
کر کے حور نڑو تھے انداز میں منہ موڑ گئی تھی۔۔۔۔
آپ میری کب تک ہیلپ کریں گے آپ کی شادی ہو جائے گی۔۔۔ تو
آپ مجھ سے دور ہو جائے گے۔۔۔

اس لیے میں اپنے دوست بنارہی ہوں تاکہ مجھے ہیلپ مل سکے
۔۔۔ حور اپنی چھوٹی سی ناک سکوڑتی ایک ادا سے بولی تھی۔۔۔ اسے خود
بھی نہیں پتا تھا کہ وہ کیا بول گئی ہیں۔۔۔ اس کی بات سن کر کایان نے
اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی۔۔۔ میری بیوی کو کوئی برا بلم نہیں ہوگی
۔۔۔ اگر تم میرے ساتھ بھی رہو ساری عمر تب بھی وہ برا نہیں منائے
گی۔۔۔ کایان اس کا ہاتھ پکڑتا اس کو کچن کی طرف لے جاتا ہوا بولا تھا
۔۔۔ اس کی بات مقابل کے سر سے اوپر سے گزر گئی تھی۔۔۔
کیا مطلب۔۔۔ حور اپنی سبز آنکھوں میں الجھن لیے اس سے پوچھ
رہی تھی۔۔۔

مطلب کہ تم تا عمر میرے ساتھ رہو گی۔۔۔ اب کوئی سوال نہیں
نہیں تو میں جو آنسکریم لایا تھا وہ فجر کو دے دوں گا۔۔۔ کایان اس کو
دوبارہ کچھ پوچھنے کے لیے منہ کھولتا دیکھ جلدی سے بولا تھا۔۔۔ اس کی

دھمکی پر حور نے اپنے لبوں پہ انگلی رکھی تھی۔۔۔۔۔ کایان کو پتا تھا وہ اس سے سوال کرے گی اس لیے اس نے پہلے سے ہی کچن کا رخ کیا تھا۔۔۔ وہ اس وقت اپنے لبوں پر انگلی رکھ رکھ اتنی زیادہ کیوٹ لگ رہی تھی کہ اس کا دل کیا وہ اس کے لبوں کو اپنی گرفت میں لے لیں۔۔۔ کنزہ جو اس وقت بشری بیگم کے پاس واپس جا رہی تھی اپنے پیچھے آتی آواز کی وجہ سے وہر کی تھی۔۔۔ اپنے پیچھے ایک لڑکے کو دیکھ کر پہلے تو اس نے نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا۔۔۔ پھر وہ ادھر ادھر دیکھتی وہاں سے چل دی تھی۔۔۔ اس وقت وہ یہاں پر بالکل اکیلی تھی۔۔۔ اگر یہاں اسے کوئی دیکھ لیتا تو کیس سوچتا۔۔۔ سب سے بڑی بات اگر زیان نے دیکھ لیا تو وہ اس کی جان نکال دیں گا۔۔۔ وہ جس طرح اسے ضارب کی موجودگی میں دیکھ رہا تھا اسے خوف محسوس ہو رہا تھا تب

۔۔۔۔۔

ایکسیوز می رکھے۔۔۔ ایک بار پھر اس لڑکے کی آواز پہ اسے رکنپڑا تھا
اور کوئی نہیں بلکہ کامران ملک ہی تھا۔۔۔ جو اس کو واشروم کا پوچھنے
کے بہانے روک رہا تھا۔۔۔ اس کی آواز پہ کنزہ کو مجبور ار کنپڑا تھا
۔۔۔ کنزہ کے رکنے پہ کامران ملک جلدی سے کنزہ کے سامنے آیا تھا۔
آپ مجھے بتا سکتی ہیں واشروم کا طرف ہیں۔۔۔ وہ کنزہ پر گہری نگاہ ڈالتا
ادب سے بولا تھا۔۔۔ اس کے پوچھنے پہ کنزہ اس کو اپنے ہاتھ کے
اشارے سے واشروم کا پتا بتا رہی تھی۔۔۔ لیکن وہ اس کے ہاتھوں کو
دیکھنے کے باوجود اس کے پورے جسم کا اپنی گہری نگاہوں سے معائنہ کر
رہا تھا۔: پلیز ایک بار اور سمجھا دیں۔۔۔ کنزہ جو وہاں سے جارہی تھی
۔۔۔ کامران ملک کی آواز سنتی وہ اسے ایک بار پھر راستہ بتانے لگ گئی
تھی۔۔۔۔۔ زیان جو وہاں سے ہی گزر رہا تھا کنزہ کی میکیسی دیکھتا اس کی
طرف آیا تھا سامنے کا منظر دیکھ اس نے

اپنے جڑے بری طرح بھینچے تھے۔۔۔ اس کے دماغ کی نیلی رگے تن
کر واضح ہوئی تھی۔۔۔۔۔ کامران ملک کی نگاہیں کنزہ کے نشیوں و
فراز پہ محسوس کرتا وہ اپنی آنکھوں میں چنگھاڑیاں لیتا ایک ہی جسٹ میں
اس تک پہنچا تھا۔۔۔ اس کے خون میں ابال اٹھ رہے تھے۔۔۔ وہ
کامران ملک کو اگنور کرتا کنزہ کی کلائی اپنی آہنی گرفت میں لیتا اسے
اپنے ساتھ گھسیٹا باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ وہ اس کو اپنے حصار میں
چھپاتا کارپورچ میں داخل ہوتا۔۔۔

ایک ہی جھٹکے میں اپنی گاڑی کا دروازہ کھولتا اس کو بے دردی سے
دھکیل گیا تھا۔۔۔ دواز زور سے بند کرتا وہ اپنی سائیڈ کا دروازہ کھول کر
ڈرائیونگ سیٹ سمجھالتا اپنا دروازہ اور بھی زیادہ زور سے بند کر گیا تھا
۔۔۔ اس کے دروازہ بند کرنے پہ کنزہ سہم کر دروازے کے ساتھ لگی

تھی۔۔۔۔ اس کی اتنی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ کچھ بول پاتی

۔۔۔ زیان گاڑی سٹارٹ کرتا باہر کی طرف رخ موڑ گیا تھا۔۔۔۔

ز۔۔۔ یا۔۔۔ ن۔۔۔ اس کی آنکھوں سرخی اترتی دیکھ کر مقابل نے خود میں

ہمت کر کے اسے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں پکارا تھا۔۔۔ اس کے

پکارنے پہ زیان نے اپنے جبرے بری طرح بھینچے تھے۔۔۔۔ وہ

خاموش رہا تھا اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔

ہم۔۔۔۔ کہاں۔۔۔۔ جا۔۔۔۔ رہے۔۔۔۔ ہیں۔۔۔۔ اس کو خاموش پا کر

کنزہ ایک بار پھر ہمت کر کے بولی تھی لیکن اپنی لڑکھڑاہٹ پہ قابو نہیں

پاسی تھی۔۔۔۔ زیان کو اس طرح دیکھ کر اس کا رگوں میں ڈوڑتا خون

منجمد ہوا تھا۔۔۔۔ شٹ اپ۔۔۔۔ اب آواز نا آئے تمہاری نہیں تو جو مینے

تمہارے ساتھ کمرے میں کرنا وہ میں یہی پر ہی نا کر دوں۔۔۔۔ زیان

اس کی طرف دیکھتا حلق کے بل ڈھاڑا تھا۔۔۔ اس کی ڈھاڑ پہ کنزہ جی

جان سے لرزی تھی۔۔۔ جب کہ اس کی باتوں پہ وہ اپنا سراپنہ ہاتھوں
؟؟ میں گرا گئی تھی۔۔۔ وہ کیا کرنے والا تھا اس کے ساتھ۔۔۔

یہی سوچ سوچ کر اس کی جان ہوا ہورہی تھی۔۔۔۔۔ اس کو روتا دیکھ
زیان نے گاڑی کی رفتار اور زیادہ بڑھائی تھی۔۔۔۔۔ وہ اس کو آج بخشنے کا
ارادہ نہیں رکھتا تھا۔۔۔

شاہ حویلی میں اس وقت رات کے ایک بج رہے تھے سب مہمان ہی
چلے گئے تھے۔۔۔ گھر کے سب لوگ اس وقت آرام کر رہے
تھے۔۔۔ سوائے دعا کے جو غیر ارادی طور پر آیان کا انتظار کر رہی
تھی۔۔۔ جبکہ آیان دعا کا انتظار کر رہا تھا کہ وہ اس کو منانے آئے
گی۔۔۔۔۔ لیکن وہ نہیں آئی تھی۔۔۔۔۔ اس لیے آیان اب اس کی آنے
کی امید ختم کر تابید پر لیٹ گیا تھا۔۔۔ وہ سونے کی کوشش کر رہا تھا لیکن
نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔۔ اسے اپنے چالیس کروڑ

بھولے نہیں بھول پارہے تھے۔۔۔۔۔ اوپر سے سٹیج پر دعا کی بے اعتنائی
اسے کافی چبھی تھی۔۔۔۔۔ اس نے ایک بار بھی اسے بلا نا ضروری نہیں
سمجھا تھا۔۔۔ اس وجہ سے ہمارے چھوٹے شاہ ناراض ہو گئے
تھے۔۔۔

ضارب جس کے ہاتھ آج پورا دن فجر نہیں لگی تھی۔۔۔ وہ سب کے
سونے کے بعد اس کے کمرے میں آیا تھا۔۔۔ تاکہ وہ اپنی منکوحہ کے
ساتھ گستاخیاں کر سکے۔۔۔ جس نے پورا دن جلوہ بکھیر کر اس کے دل
پہ بجلیاں گرائی تھی۔۔۔ اس کا دروازہ لاک دیکھ کر ضارب نے وہ پچھلا
طریقہ اپنایا تھا لیکن اس نے دروازے کو آج اندر سے کنڈی لگائی تھی
جس کی وجہ سے وہ اندر نہیں جا پایا تھا۔۔۔ اسے فجر کی اس حرکت پر جتنا
غصہ آیا تھا اس سے زیادہ

ہنسی آئی تھی۔۔۔ جو اس سے بچنے کے لیے یہ کام کر رہی

تھی۔۔۔ ضارب اس کو بعد میں سزا دینے کا ارادہ رکھتا اپنے کمرے کی
طرف بڑھ گیا تھا۔۔

زیان اپنے فارم ہاؤس پہ میں گاڑی روکتا ایک نظر کنزہ کو دیکھتا جو سہم
کر بیٹھی تھی۔۔۔ وہ دوسرے ہی لمحے دروازہ کھول کر باہر اترتا کنزہ کی
سائیڈ پہ آیا تھا۔۔۔۔

اس کی سائیڈ کا دروازہ کھولتا اس کے نکلنے کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔

باہر آؤ۔۔۔ اس کو باہر نا آتا دیکھ کر زیان اونچی آواز میں ڈھاڑا

تھا۔۔۔ اس کے ڈھاڑنے پہ کنزہ نے خوف سے ناں میں سر ہلایا تھا

۔۔۔ اس کے منع کرنے پہ زیان نے اسے شرر بار نگاہوں سے دیکھا تھا

۔۔۔

وہ اس کو ایک ہی جھٹکے میں اپنی گود میں اٹھاتا اس کو چیخنے پہ مجبور کر گیا تھا

اگر اب تمہاری آواز آئی ناتویہ نے جو آج رات تمہیں اپنی پناہوں میں
ٹھوڑی سی رعایت دینی ہیں وہ بھی نہیں دوں گا ٹوٹ کر برسوں کا تم پر
--- زیاں اس کی گردن پر ڈانٹ گاڑھتا ذو معنی انداز میں بولا تھا
--- اس کا لہجہ بالکل سرد تھا۔۔۔ اس کا برفیدہ لہجہ محسوس کرتی تضاد اس
کی اتنی بے باکی پہ مقابل کی زبان تالو سے چپکی تھی۔۔۔ اس کے
ڈانٹ گاڑھنے پہ ایک سسکی بھری تھی جس کا گل زیاں اپنے لبوں سے
گھونٹ گیا تھا۔۔۔ وہ اس کے لبوں پہ پانی شدتیں ڈھاتا اس کو گود میں
اٹھاتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ اس کے لبوں کو آزادی ابھی
تک نہیں بخشی تھی اس نے۔۔۔ وہ اس کے لبوں پہ اپنے ڈانٹ گاڑھتا

پیچھے ہوتا اس کے آنسو دیکھتا واشروم کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ واشروم
کا دروازہ زور سے بند کرتا۔۔۔ کنزہ کو شاور کے نیچے کھڑا کرتا
اس کے گجرے اتار کر وہاں پڑی ڈست بن میں پھینکتا اس کی دونوں
کلائیوں پہ اپنے ڈانٹ شدت سے گاڑھ گیا تھا۔ اس کے ڈانٹ گاڑھنے
پہ کنزہ نے سسکی لی تھی۔۔۔ واشروم میں صرف اس وقت کنزہ کی
سسکیاں اور زیان کی گہری سانسیں سنائی دیں رہی تھی۔۔۔ وہ اس کے
آنسو دیکھتا اور بھی زیادہ مشتعل ہوا تھا۔۔۔۔۔ وہ رؤف شاور اون کرتا
اسے پانے نزدیک کر گیا تھا۔۔۔ پانی ان دونوں کے اوپر گر کر کچھ ہی
منٹوں میں دونوں کو گیلا کر چکا تھا۔۔۔ زیان کے ہاتھ بے باکی سے
اس کے پوری کر کا طواف کر رہے تھے۔۔۔

پلیز۔۔۔ مجھے۔۔۔ جانے۔۔۔ دیں۔۔۔ کنزہ زیان کی آنکھوں
میں دیکھتی ٹوٹے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں میں

دیکھ کر کنزہ کو لگ رہا تھا کہ وہ آج ہر حد پار کرنے والا ہیں۔۔۔۔۔ اس کو حق دینے سے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔۔۔ وہ آج نہیں تو کل اس نے لینا تھا

--

لیکن جس حالت میں زیان اس وقت تھا۔۔۔ اسے آگے کا سوچ کر ہی اس کی جان جا رہی تھی۔۔۔ وہ اس کا محرم تھا۔۔۔ نکاح والے دن بھی اس نے یہی کہا تھا کہ وہ اس کی عزت کریں گی لیکن اس سے محبت نہیں کریں گی اور وہ آج بھی اسی بات پر قائم تھی۔۔۔۔

اب رہائی ناممکن ہیں تمہیں لگتا ہیں کہ میں یہاں سے پیچھے ہٹ سکتا ہوں۔۔۔۔۔ زیان اس کے نشیب و فراز پر اپنی گہری نگاہیں گاڑھتا جن کنزہ کے گہرے سانس لینے پہ ایک خوبصورت سا منظر پیش کر رہے تھے۔۔۔۔۔ وہ یہ خوبصورت منظر دیکھتا سرد بر فیلے لہجے میں بولا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں میں کنزہ اپنی طلب واضح دیکھ سکتی تھی۔۔۔۔۔ وہ اس کی باتیں سن کر روتے ہوئے ایک زوردار ہچکی لیتی اس کے سینے میں منہ چھپاگی تھی۔۔۔۔۔ پانی ہنوز ویسے ہی گر رہا تھا۔۔۔۔۔ زیان شاہور بند کرتا اس کی زپ کھولتا میکسی اس کے کندھوں سے نیچے کھسکاتا اس کو کاپنے پہ مجبور کر گیا تھا۔۔۔۔۔

اس کا بدن ہلکا ہلکا ز رہا تھا۔۔۔۔۔ زیان اس کی کمر پہ اپنی گرفت سخت کرتا اس کی بیوٹی بون پہ جھکتا وہاں پہ اپنے ڈانٹ گاڑ رہا تھا۔۔۔۔۔ وہاں پہ اپنے ڈانٹ گاڑھتا وہ اس کی گردن سے اس کے کندھوں پر آتا اس کی سٹریپ اپنے ڈانٹوں سے ایک سائیڈ پہ کرتا وہاں اپنے ڈانٹ گاڑ رہا تھا۔۔۔۔۔ یہی عمل اس کے دائیں کندھے پہ دہراتا وہ رکا تھا۔۔۔۔۔ جہاں ایک خوبصورت سائل تھا۔۔۔۔۔ اسے اس تل سے حسد محسوس ہوا تھا۔۔۔۔۔ جو اس کے اتنے پاس تھے۔۔۔۔۔

زبان اس تل پہ اپنی شدتیں ڈھاتا ایک ہی جھٹکے میں میکسی اس کے تن
سے جدا کر گیا تھا۔۔۔۔۔ کنزہ اپنی حالت دیکھتی سرخ پڑتی اس کے سینے
میں چھپنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔ زبان اس کو سختی سے خود میں
بھینجتا باٹھ ٹب کے پاس آتا اس کو نرمی سے باٹھ ٹب میں لٹاتا اپنی
قمیض اتارتا

اس پر سایہ فگن ہوا تھا۔۔۔۔۔ وہ باٹھ ٹب اتنا بڑا تھا کہ زبان جیسا لمبے
قد کاٹھ والا آدمی اس میں آسانی سے آسکے۔۔۔۔۔ زبان اس کی ٹانگوں کو
اپنی ٹانگوں میں لاک کرتا اسے قید کر گیا تھا۔۔۔۔۔ اس کی ہاتھوں کی
انگلیوں کو اپنی انگلیوں میں الجھاتا وہ اس کی ڈھڑکنوں پہ جھکا
اپنی ساری تشنگی مٹا رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ اتنی شدت سے وہاں اپنے ڈانٹ گاڑھ
رہا تھا کہ پورے واشروم میں صرف کنزہ کی سسکیاں گونج رہی

تھی۔۔۔ جو اس کی شدتوں میں اضافہ کرنے کا باعث بن رہی
تھی۔۔۔۔

پتاہیں پہلے میں نے شاور کیوں دلوا یا تمہیں تاکہ وہ کامران ملک جو تم پر
اپنی حوس سے بھری نظریں گاڑھ کر کھڑا تھا اس کا اثر ختم ہو سکے
۔۔۔ اس کی نظریں مجھے کسی تیر کی طرح چبھ رہی تھی۔۔۔ اس کو تو
میں دیکھ لوں گا پہلے اپنی بیوی سے تق حساب برابر کر لو۔۔۔ زیان اس
کے اور اپنے درمیان آخری پردوں کو بھی ختم کرتا اس کی گہرائیوں میں
بے باک گستاخی کرتا بر فیلے لہجے میں بولا تھا۔۔۔ یہ سچ تھا کہ وہ کامران
ملک کو بھی بخشنے والا نہں تھا۔۔۔

اس کی گستاخی پہ کنزہ کارنگ تانبے کی مانند سرخ ہوا تھا۔۔۔ وہ اپنی
نکھیں زور سے میچنتی ہاتھ ٹب کو دونوں سائیدوں سے مضبوطی سے
پکڑ گئی تھی۔۔۔ یہی بات اس کے غصے میں پٹرول کا کام کر رہی تھی

-- کہ وہ اس کی قربت میں بھی اسے ہاتھ لگانا بھی گورا نہیں کر رہی
-- زیان اس کے دونوں ہاتھوں کو باٹھ ٹب سے ہٹاتا اپنی پشت کے
گرد لاک کر گیا تھا۔۔۔ وہ اس کے لبوں کو اپنی گرفت میں لیتا اس کی
ڈھڑکنوں کو اپنے ہاتھوں سے بے دردی سے مسل رہا تھا۔ بیڈ روم
سے زیادہ تو یہاں مزہ آئے گا اپنا حق لینے میں۔۔۔ وہ اس کی گہرائیوں
میں خود کو ایڈجسٹ کرتا بے باک لہجے میں بولا تھا۔۔۔ اگلے ہی پل اس
کو اپنی روح میں اسرایت کرتا دیکھ اس کی چیخ بلند ہوئی تھی۔۔۔ اس
انیس سالہ لڑکی کے لیے ایک اٹھائیس سالی بھرپور مرد کو جھیلنا کوئی
آسان کام نہیں تھا۔۔۔ ابھی تو کچھ کیا ہی نہیں مینے۔۔۔ جب کروں گا
گا وہ ایک بار پھر خود کو ایڈجسٹ کرتا معنی خیز انداز میں تب کیا حال بنے
بولتا اس کے لبوں کو اپنی گرفت میں لیتا۔۔۔ جب اگلے ہی پل۔۔۔

جب اگلے ہی پل وہ اس کی روح میں اپنی موجودگی کا احساس کروانا پچھے
ہوتا اس کے چہرے کی اڑی ہوئی ہوائیاں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ ابھی تک تو
بس اس نے محسوس کروایا تھا اسے۔۔۔ اس کا یہ حال تھا۔۔۔ زیان کو
لگ رہا تھا کہ اس کے جسم کا سارا خون اس کے چہرے پہ آگیا ہیں
۔۔۔ ابھی تک تو میں کچھ کر نہیں رہا تم اپنی حالت دیکھو جیسے مرنے
والی ہو گئی ہیں۔۔۔ جب میں آج رات تم پر ٹوٹ کر برسوں گا تو
تمہارا کیا حال ہو گا۔۔۔ زیان ایک بار پھر خود میں اس کو ایڈجسٹ کرتا
اس کے لبوں کو اپنی گرفت لیتا ایک ہی جھٹکے میں اس میں داخل ہوا
تھا۔۔۔

اس تکلیف پہ کنزہ کی آنکھوں سے نسو بہنا شروع ہو گئے
تھے۔۔۔ وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اس کی گردن سے زور سے پکڑ گئی

تھی۔۔۔۔۔ اس کے چھونے پہ زیان گہرا مسکرایا تھا۔۔۔۔۔ وہ بس اس
کے وجود کے ساتھ اپنا وجود جوڑا ہوا تھا۔۔۔ ابھی تو اس نے اپنی شدتیں
نچھاور نہیں کی تھی۔۔۔ اس کے لبوں کو اپنی سخت گرفت میں لے کر
وہ اس کی سانسیں قطرہ قطرہ پی رہا تھا۔۔۔ اپنے جسم میں ایک الگ قسم
کو درد اور اپنی ہونٹوں پہ اس کی بیئرڈ کی جبھن محسوس کرتے اس
نے زیان کی گردن میں اپنی ناخن گاڑھے تھے۔۔۔ اس کی مزاحمت
کے باوجود بھی زیان اس کے لبوں کو چھوڑ نہیں رہا تھا۔۔۔ البتہ اس کے
وجود ک خود سے الگ کر لیا تھا۔۔۔ زیان کے دونوں ہاتھ اس کی
ڈھڑکنوں کو بے دردی سے مسل رہے تھے۔۔۔ جس سے پورے
واشروم میں اس کی سسکیاں بلند ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ زیان اس کے لبوں
کو آزادی دیتا اس کی رخسار کے تل پہ اپنے ڈانٹ گاڑھتا ایک بار پھر خود
کو اس کے وجود کو حصہ بنا گیا تھا۔۔۔ اس تکلیف سے ابھی مقابل نکلی

پلیز۔۔۔ مجھ۔۔۔ سے۔۔۔ دور۔۔۔ ہو۔۔۔ جائے۔۔۔ مجھے۔۔۔ درد۔۔۔ ہو
۔۔۔ رہا۔۔۔ ہیں۔۔۔ وہ روتے ہوئے ٹوٹے الفاظ سے مشکل بولی
تھی۔۔۔ وہ اس کی بات سنتا اس سے دور ہونے کی بجائے اور شدت
سے اس میں داخل ہوا تھا۔۔۔ اس کی شدت پہ کنزہ نے اپنی بھیگی شکوہ
کناں نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

زیان اس کے دیکھنے پر اس کی آنکھیں چومتا ایک بار پھر اپنے کام میں
بزی ہو گیا تھا۔۔۔ اس کی شدتوں کی وجہ سے اس کا بدن ہچکولے بھر رہا
تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے اس کے نشیب و فراز ایک خوبصورت سا منظر
پیش کر رہے تھے۔۔۔

زیان اس کی سسکیاں سنتا اس کے منہ پر اپنا بھاری ہاتھ رکھتا اس کی
ڈھڑکنوں پہ جھکا تھا۔۔۔ وہاں سے سر کتا وہ اس کے پیٹ پر اپنے لب

رکھتا۔۔ ایک ہی جھٹکے میں خود سے اس کو الگ کرتا اسے اپنے سینے پہ لٹا
گیا تھا۔۔ کوئی بات نہیں میری جان۔۔ یہ درد تو سب کو سہنا ہوتا ہیں
لیکن تم نے زرا جلدی سہہ لیا۔۔ زیان اس کی کمر نرمی سے سہلاتا ہے
باکی سے بولا تھا۔۔۔ اس کی بات پر کنزہ نے کوئی جواب نہیں دیا تھا نا
ہی اس نے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

وہ بس اس کے سینے پہ سر رکھ اپنے دونوں ہاتھوں کو باٹھ ٹب میں
گرائے روئے جارہی تھی۔۔۔ اس کا ہاتھ نار کھنا ایک زیان کے دماغ کا
پاراہائی کر رہا تھا دوسرا اس کا رونا اسے اور زیادہ مشتعل کر رہا تھا
۔۔۔ وہ اس کو کمر سے سختی سے پکڑتا اس کا چہرہ اپنے چہرے کے
نزدیک کرتا شعلہ بارنگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

ایسا کیا ظلم ہو گیا ہیں تم پر جو اتنا رورہی ہوں۔۔۔ تم نے کوئی انوکھا کام
نہیں کیا۔۔ یہ ہر لڑکی اپنے شوہر کو اس کا حق دیتی ہیں۔۔۔۔

زبان اس کی ٹھوڑی پہ ڈانٹ گاڑھتا سرد بر فیلے لہجے میں بولا تھا۔۔ مجھے
۔۔۔ درد۔۔۔ ہو۔۔۔ رہا۔۔۔ ہیں۔۔۔ میں۔۔۔ اس۔۔۔ لیے۔۔۔ رو
۔۔۔ رہی۔۔۔ ہوں۔۔۔ وہ زبان کے سینے میں چھپتی ہچکیوں کے
درمیان بولی تھی۔۔۔ اس حالت میں اسے زبان کے سامنے جاتے
ہوئے بھی شرم آرہی تھی۔۔۔ اس کا رنگ تابنے کی مانند سرخ تھا۔
کہاں درد ہو رہا ہیں۔۔۔ بتاؤ مجھے میں اپنے لبوں سے وہاں پہ مرہم رکھتا
ہوں۔۔۔ زبان اس کے چہرے پہ اپنی قربت کے رنگ دیکھتا شرارت
سے گویا ہوا تھا۔۔۔ اس کی بات پہ کنزہ کو اپنے کانوں سے دھواں نکلتا
ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔ کہیں نہیں درد ہو رہا۔۔۔ اس کی بات پر وہ
جلدی سے بولی تھی۔۔۔ کوئی اندازہ بھی نہیں تھا وہ ایسا کر بھی گزرتا
۔۔۔ وہ دونوں ہی اس وقت بغیر کسی پردے کے ایک دوسرے کے
ساتھ تھے۔۔۔

ابھی تو تم نے کہا کہ تمہیں درد ہو رہا ہیں مطلب میں ایک اور شفٹ لگا کر اپنا حق اچھے سے وصول کر سکتا ہوں۔۔۔۔۔ زیان اس کی ڈھڑکنوں پہ ہاتھ پھیرتا بے باکی سے بولا تھا۔۔۔ اس کا بس چلتا تو وہ ساری رات اس کو اپنے وجود کا حصہ بنائے رکھتا۔۔۔ لیکن اس کی بیوی نے یہ دنیا ہی چھوڑ دینی تھی درد سے۔۔۔۔

اس کی بات پہ وہ جلدی سے ناں میں سر ہلاتی اس کے سینے میں چھپی
تھی۔۔۔ لیکن زیان کا آج کوئی ارادہ نہیں تھا اس کو بخشنے کا۔۔۔ اس کے
جسم کا حصہ بننے کے بعد اس کی آنکھوں میں اس کی طلب واضح
تھی۔۔۔۔

پانی بہت زیادہ ٹھنڈا تھا۔۔۔ اس وقت باتھ روم میں بالکل ہی مدھم سی لائٹس جل رہی تھیں۔۔۔ وہ ایک دوسرے کو بھی بڑی مشکل سے ہی

دیکھ پارہے تھے۔۔۔ زیان کنزہ کو باتھ ٹب میں نرمی سے لٹاتا۔۔ خود

ساتھ پڑا باتھ روب گاؤن اپنے گرد لپیٹا باہر نکلاتھا۔۔

اس کے دور ہونے پہ کنزہ گہرے گہرے سانس بھرت خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ زیان اس وقت کنزہ کے ایکسپریشن نوٹ کر رہا تھا اور ساتھ اپنے ہیر لیس کٹس دار سینے سے پانی بھی صاف کر رہا تھا۔۔۔ کنزہ کو اپنا کب کچلتا دیکھ کر وہ اس کی سائیڈ پہ بیٹھتا اس کا ہونٹ اپنی ہاتھ کی مدد سے چھڑوا گیا تھا۔۔

میری جان پہلے بھی کہا تھا کہ یہ کام میں بہت اچھی طرح سے کر سکتا ہوں۔۔۔ اسے لیے میری چیزوں کو چھونے یا نقصان پہچانے کی ضرورت نہیں ہیں۔۔۔ زیان اس کے لیے باتھ روب لاتا اسکو کھڑا کر کے پہناتا۔۔۔ اپنی باہوں میں اسے بھرتا باہر کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔

گرنے کے ڈر سے کنزہ نے اس کی گردن میں بائیں ہاتھ کی
تھپی۔۔۔۔۔ زیان اس کو کمرے میں لا کر بیڈ پر نرمی سے لٹاتا اس کا ہاتھ
رو ب ریمو کرتا اس پر کمبل صبح سے سیٹ کرتا اس کے ماتھے پہ عقیدت
سے لب رکھتا وہ دروازے کی طرف بڑھتا تھا۔۔۔۔۔

وہ دروازے کو لاک کرتا ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ اس کو
گھر میں ناپا کر اکثر کایان اس کے پیچھے آتا تھا۔۔ اور اس کی عادت ہوتی
تھی وہ زیان کے روم میں بغیر اجازت کے ہی داخل ہو جاتا تھا
۔۔۔۔۔ اس لیے احتیاط کرنا ضروری تھا۔۔۔۔۔

کنزہ جو آنکھیں بند کر کے اپنی کمر میں اٹھتا درد محسوس کر رہی تھی
۔۔۔۔۔ زیان ڈریسنگ روم سے دو خوبصورت اور ملائم گرے رنگ کی
ڈبیاں لاتا اس کے پاس آتا ایک ہی جھٹکے میں اس پر سے کمبل اتارتا اس کو
کمر سے پکڑ کر بٹھاتا اس پر پھر سے کمبل لپیٹ گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ اس کے سامنے بیٹھتا وہ ابھی تک ٹاول میں ہی موجود تھا۔۔۔ زیان اس کی ناک پہ لب رکھتا اس کے لبوں کو چھوتا اس کی ٹھوڑی کے تل پر ڈانٹ گاڑھتا اس کی آنکھوں میں دیکھتا اس کے سامنے ایک ڈبی کرتا وہ کھول گیا تھا۔۔۔

اس کا پورا چہرہ لہو چلکا رہا تھا۔۔۔ ڈر کی وجہ سے اس کا بدن ہلکا ہلکا کانپ بھی رہا تھا۔۔۔ زیان اس میں سے ایک خوبصورت چین نکالتا اس کے سامنے کر گیا تھا۔۔۔ اس چین پہ ایک خوبصورت سادل میں پینڈت بنا ہوا تھا جس کے ارد گرد گرے رنگ میں ڈائمنڈ لگے ہوئے تھے۔۔۔

اس کے درمیان میں کالے ہیروں کے ساتھ "جان زیان" لکھا ہوا تھا۔۔۔۔۔ زیان اس کی گردن کے گرد کبیل ہٹاتا اس کے گلے میں وہ چین پہنا گیا تھا۔۔۔ کنزہ نے کوئی ایکسپریشن نہیں دیا تھا۔۔۔۔۔ وہ بس

خاموشی سے کسی غیر مری نقطے کو گھور رہی تھی۔ زیان اس کو کوئی بھی
مومنٹ نہ کرتا دیکھ اس پینڈن پہ اپنے لب رکھتا پیچھے ہوتا دوسری ڈبی
بھی کھول چکا تھا۔۔۔ اس میں ایک بہت ہی خوبصورت سی رنگ
تھی۔۔۔ اس پر بھی گرے ہیروں سے دل بنا ہوا تھا اس میں بہت ہی
لکھا ہوا تھا "kinoo" خوبصورت طریقے سے کالے ہیروں سے
۔۔۔ زیان اس کا ہاتھ آگے کرتا اس کو وہ رنگ پہنا کر

وہاں پر بھی اپنے لب رکھ گیا تھا۔۔۔ ابھی بھی کنزہ کو مومنٹ نہیں کی
تھی زیان اس کو ایسے دیکھ کر پریشان ہوا تھا۔۔۔ وہ اس کو اپنے نزدیک
کرتا اس کا چہرہ اپنی طرف کرتا اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔۔ جس
میں اسے کچھ بھی نظر نہیں آیا تھا۔۔۔ اب یہ دونوں ہی چیزیں
تمہارے وجود سے میں کبھی دور نہ دیکھوں۔۔۔ زیان اس کا ہاتھ پکڑتا
اسے بڑے پیار سے بول رہا تھا۔۔۔ اس کی بات سنتے ہی کنزہ نے اس

کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔ زیاں اس کی آنکھوں میں دیکھ کر الجھن کا شکار
ہوا تھا۔۔۔۔۔

وہ پتا نہیں کیا سوچ رہی تھی۔۔۔ اس کا چہرہ دیکھ کر زیان کو تو سمجھ نہیں آیا تھا۔۔۔

آپ اپنے گھر والوں کو کب بتا رہے ہیں ہمارے نکاح کے بارے
میں۔۔۔ کنزہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی سوال پوچھ رہی تھی۔۔۔
اس نے اپنا رشتہ مکمل کر لیا تھا۔ لیکن ابھی تک اپنی فیملی کو نہیں بتایا تھا
پر کیوں۔۔۔ یہی ایک بات اسے بہت زیادہ پریشان کر رہی

تھی۔۔۔۔ اگر وہ اس سے اتنی ہی محبت کرتا تھا تو پھر وہ یہ نکاح کو چھپا
کیوں رہا تھا۔۔۔ اس کا سوال سنتے ہی زیان کے چہرے پہ پریشانی کے
آثار واضح تھے۔۔۔ وہ اب اس کو کیا جواب دیں اسے سمجھ نہیں آرہی
تھی۔۔۔ وجہ بھی اس کو نہیں بتا سکتا تھا۔۔۔ وہ کیا سوچیں گی سید زیان

علی شاہ جو کسی سے نہیں ڈرتا وہ ایک نکاح بتاتے وقت ڈر رہا ہیں۔۔۔ اس کی انادر میان میں آرہی تھی۔۔۔

بہت جلد بتا دوں گا۔۔۔ اب اس بارے میں سوال نہیں کرنا مجھ سے۔۔۔ میں آج کی رات ان فضول سوالوں میں نہیں جانے دینا چاہتا۔۔۔ زیان اس کو کمر سے پکڑتا اپنی گود میں بٹھاتا نرم لہجے میں بولا تھا۔۔۔ اس کی بات سنتے کنزہ کے چہرے پہ ایک تلخ مسکراہٹ نظر آئی تھی۔۔۔

جس سے اس کے دونوں ڈمپل واضح دکھائی دے رہے تھے۔۔۔ زیان اس کے ڈمپل دیکھتا پاگل ہوتا وہاں پہ اپنے لب رکھتا اس سے پہلے ہی کنزہ اس کو دھکا دیتی اسے دور ہوتی خود پہ اچھی طرح کمبل لپیٹ گئی تھی۔۔۔

اس کے جھٹکنے پہ زیان کی آنکھوں میں سرخی چھائی تھی۔۔۔۔۔ ماتھے پہ
بل سمیٹ کر وہ اس کو دیکھ رہا تھا۔ جو اس کی آنکھوں میں دیکھتی غصے
سے گھور رہی تھی اسے۔۔۔۔۔ اس وقت اس کا خوف کہیں دور جا سو یا
تھا۔۔۔

اگر آپ کو اپنی حوس ہی مٹانی تھی تو کسی بازار و عورت سے مٹا لیتے
 -- میری زندگی خراب کرنے کی کیا ضرورت تھی -- ایک طوائف
 بھی آپ کی جسم کی بھوک اچھی طرح مٹا سکتی تھی -- کنزہ اس کی
 آنکھوں میں دیکھتی حلق کے بل چینی تھی --

اس کی یہ بکو اس سنتے ہی زیاں کی آنکھوں میں خون اتر اٹھا۔۔۔ اس نے اپنے جبرے بڑی طرح بھینچے تھے۔۔۔۔۔ وہ کیسے اس کی محبت کو حوس کا نام دے سکتی ہیں۔ کیسے اس پاک رشتے کا اتنا گندامطلب نکال

سکتی ہیں۔۔ اگر اسے جسم کی ہی بھوک ہوتی تو وہ اس سے نکاح کیوں کرتا۔۔۔

وہ اس سے ایسے بھی تو اپنی بھوک مٹا سکتا تھا۔۔ اس نکاح کرنے کرنے کی کیا ضرورت تھی۔۔ اگر وہ اس کے ساتھ کچھ کر لیتا تو کون اسے کچھ کہہ سکتا تھا۔۔ کوئی بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔۔۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی اتنی گھٹیا بکو اس کرنے۔۔۔ پتا بھی ہیں حوس کسے کہتے ہیں۔۔۔ جسم کی بھوک کیسے مٹائی جاتی ہیں۔۔ زیان اس کا جبرہ اپنی آہنی گرفت میں لیتا اس کی آنکھوں میں دیکھتا حلق کے بل ڈھاڑا تھا۔۔ اس کے دماغ کی نیلی رگیں واضح نظر آرہی تھی۔۔۔

یہی جو آپ میرے ساتھ ابھی واشروم میں کر کے آئے ہیں اسے ہی حوس کہتے ہیں۔۔۔ کنزہ بھی مقابل کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھتی

مدھم آواز میں بولی تھی۔۔ اس کی سرخ آنکھیں دیکھ کر اسے خوف
محسوس ہو رہا تھا۔۔

اسے حوس نہیں کہتے وہ تو میرا پیار تھا حوس تو ہو گی جواب میں تمہارے
ساتھ کروں گا اسے حوس کہتے ہیں۔۔۔ زیان اس ایک ہی جسٹ میں
اپنے نیچے کرتا اس پر سایہ فگن ہوتا اپنا ٹاول نکالتا بغیر اس کو سمجھنے کا
موقع دیتا اس میں شدت سے داخل ہوا تھا۔۔

اس اچانک افناد پہ اس کی چیخ بلند ہوئی تھی۔۔ آنکھوں سے آنسو زار و
قطار بہنا بلند ہوئے تھے۔۔۔ زیان اس کی ڈھر کنوں پہ ہاتھ رکھتا جھکتا
اس کی سسکیوں کو اپنے لبوں میں دبا گیا تھا۔۔ وہ اس کے لبوں پہ اپنی
شدتیں بڑھانے کے ساتھ ساتھ

اس اپنی شدتوں سے بھی روں شناس کر وار ہا تھا۔۔ اس کی شدتیں
سہتے کنزہ کا پورا بدن ہچکولے کھا رہا تھا جس سے زیان اس کے بدن کی

ناز کی اچھے سے محسوس کر رہا جس سے اس کی شدتوں میں اضافہ ہو رہا تھا۔۔۔ زیاں اس کے لبوں کو آزادی دیتا اس کی گردن پہ جھکتا وہاں پر اپنے ڈانٹ گاڑ رہا تھا۔۔۔ اپنی شدتوں میں اس نے کمی ابھی تک نہیں کی تھی۔۔۔ جس سے کنزہ کی آہیں اور سسکیاں بلند ہو رہی تھی۔۔۔ اس کی سسکیاں سن کر زیاں اپنے کام میں اور زیادہ شدت لا رہا تھا۔۔۔ وہ اسے آج ہی حوس کا مطلب سمجھانا چاہتا تھا کیونکہ دوبارہ وہ اس کے منہ سے یہ لفظ نہیں سننا چاہتا تھا۔۔۔ یہ لفظ اسے اپنی محبت پہ ایک گالی کی طرح لگا تھا۔۔۔ وہ اس کی گردن پہ اپنی سوغاتیں چھوڑتا اس کی ڈھڑکنوں پہ جھکتا وہاں اپنی شدتیں دکھا رہا تھا۔۔۔ اسے اپنی شدتیں لٹاتے بیس منٹ سے زیادہ ٹائم ہو گیا تھا لیکن اس نے ابھی تک اسے آزادی نہیں دی تھی۔۔۔ کنزہ کا رنگ تانبے کی مانند سرخ تھا۔۔۔

اس کے پورے جسم پہ زیاں کی دی گئی شدتیں موجود تھیں۔۔۔ غصے
میں ہونے کے باوجود بھی اس نے زیادہ غصہ مقابل پہ نہیں اتارا تھا
۔۔۔ ابھی تو اس نے حوس کا آدھا مطلب بھی اسے نہیں سمجھایا تھا
۔۔۔ جب وہ سمجھا دیتا تب پتا نہیں کیا حال ہوتا۔۔۔ وہ اس کے آنسو دیکھتا
اس پر جھکتا اس کے آنسو اپنے لبوں سے چن گیا تھا۔۔۔ اس کے لبوں
کو اپنی گرفت میں لیتا وہ خود کو نرمی سے اس سے جدا کر گیا تھا۔۔۔ کنزہ
کی کمر میں اس وقت درد کی ٹیسس اٹھ رہی تھی۔۔۔ اس میں کوئی
مزاحمت یا کچھ بھی بولنے کی ہمت نہیں رہی تھی۔۔۔
یہ تو آدھا دیمو بھی نہیں دکھایا مینے تمہیں حوس کا تمہارا یہ حال
ہیں۔۔۔۔ اگر میں تمہیں حوس کا صحیح مطلب بتاتا تو تمہارا کیا حال
ہوتا۔۔۔ زیاں اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتا اس کو بٹھاتا اپنے سینے سے لگا کر اکی
کمر سہلاتا نرمی سے بولا تھا۔۔۔ وہ چاہا کر بھی اس کے ساتھ زیادہ برا

سلوک نہیں کر پایا تھا۔۔۔۔۔ اس کی پہلی نظر کی محبت کی تھی۔۔۔۔۔ وہ
اس کو اب بھی روتا دیکھ کر پریشان ہو رہا تھا۔۔۔ روتے ہوئے اس کی
ہچکیاں بندھ گئی تھی۔۔۔

کیوں ماتم منار ہی ہوں تمہاری تو حسرت پوری ہوئی ہیں حوس پوری ہوتا
دیکھنے کی۔۔۔ تمہیں تو خوش ہونا چاہیے۔۔۔۔۔ زیان اس کی
ڈھرنوں کو سہلاتا سرد لہجے میں بولا تھا۔۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ وہ
نرمی برتے اس سے لیکن اس کی انا آڑے آرہی تھی۔۔۔

اس کی بات میں پہ کنزہ نے اسے خالی خالی نظروں سے دیکھا اس نے
کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔ زیان اس کی خالی نظریں دیکھتا اس کو اوندھے
منہ پر گراتا اس کے اوپر جھکا تھا۔۔ اس وقت اس کی سفید دودھیا کمر اس
کے سامنے تھی۔۔۔۔۔ اس کی بل کھاتی کمر دیکھ کر اس کی آنکھیں خمار
آلودہ ہوئی تھی۔۔۔۔۔ وہ اس کی سفید کمر پہ جھکتا وہاں پر اپنے ڈانٹ

گاڑھ رہا تھا۔۔۔ کچھ ہی منٹوں میں اس کی کمر زیان کی شدتوں کی وجہ سے داغ دار ہو چکی تھی۔۔۔ زیان اس کی سسکیاں سنتا اپنے دونوں ہاتھ اس کے نیچے سے گزارتا اس کی ڈھڑکنوں پر سختی سے جماتا اسے ایک ہی جھٹکے میں اپنے سینے پہ لٹا گیا تھا۔۔۔ زیان اس کے بالوں کو اس کے چہرے پر سے ہٹاتا اس کے ناک کی ٹپ پہ اپنے لب رکھ گیا تھا۔۔۔ اس کے کالے سلکی بال اس کی قربت میں الجھ گئے تھے۔۔۔ زیان ایک ہاتھ سے اس کی کمر کو سختی سے پکڑ کر اپنے نزدیک کیا وہ اس کے بالوں کو سلجھا رہا تھا ہوا تھا جب کے دوسرے ہاتھ سے۔۔۔ بالوں کو سلجھانے پر اس کے ہاتھ اس کی کمر کے نیچے سرکتے مقابل کو کا اپنے پہ مجبور کر رہے تھے۔۔۔ تمہاری یہ کالی زلفیں کسی دن مجھے پاگل کریں گی۔۔۔ زیان اس کو ایک بار پھر نیچے کرتا اس کے ماتھے پہ لب رکھتا شر ہر لہجے میں بولا تھا اس کی بات پر کنزہ نے کوئی ری ایکشن نہیں

دیا تھا۔۔۔ وہ بس خاموشی سے اس کی سبز آنکھوں میں نا جانے کیا دیکھ
رہی تھی۔۔۔۔

زیان اس کو اپنی طرف دیکھتا پا کر اس پر سے اٹھتا ایک سائیڈ پہ لیٹ گیا
تھا اس کو ایک سائیڈ پہ ہوتا دیکھ کنزہ اپنے اوپر کمر لپیٹ کر اٹھ بیٹھی
تھی۔۔ اس سے پہلے وہ نیچے اترتی زیان اس کا اردہ سمجھتا اس کا بازو پکڑ
کر اپنے قریب کر گیا تھا۔۔ کہاں جا رہی ہوں۔۔۔ زیان اس کی
طرف دیکھتا آبرو اچکا کر بولا تھا۔۔ وہ اس وقت اسے اپنی آغوش میں
لے کر سونا چاہتا تھا۔۔ اس وقت رات کے تین بج رہے تھے۔۔۔۔
فجر ہونے میں کچھ وقت ہی رہتا تھا۔۔ کنزہ کا صبح پیپر بھی تھا۔۔۔ جو
اس نے رکوا دیا تھا۔۔۔

جب وہ آئے گی تب ہی پیپر شروع کروایا جائے۔۔۔

واثر دم جارہی ہوں اپنے کپڑے لینے۔۔۔ یہاں میرا آپ کے ساتھ
دم گھٹ رہا ہیں مجھے گھر جانا ہیں۔۔ کنزہ اس کی طرف دیکھتی اجنبی لہجے
میں بولی تھی۔۔ اس کی بات سنتا زیان کے ماتھے پہ ایک ساتھ کہیں
بل آئے تھے۔۔ وہ اس پر سے کمر ہٹاتا اسے اپنے ساتھ لٹاتا اپنے وجود
کو اس کے ساتھ ٹچ کیا تھا۔۔ اس حرکت پر کنزہ کا چہرہ لال ٹماڑ بنا تھا
۔۔۔ وہ اس تکیہ پہ گراتا ایک بار پھر اس کو خود میں ایڈجسٹ کرتا اس
میں شدت سے سما یا تھا۔۔ جس پہ کنزہ کی سسکی بلند ہوئی
تھی۔۔ زیان وہ سسکی اپنے لبوں میں ہی گھونٹ گیا تھا۔۔ وہ کچھ ہی
گھنٹوں میں اس میں تیسری بار سمارہا تھا۔۔
زیان کا کوئی ارادہ نہیں تھا اس میں سما نے کا لیکن اس کی باتیں اسے غصہ
دلا جاتی تھی۔۔ جس کی وجہ سے وہ ایک بار پھر اس میں سما یا

تھا۔۔۔۔۔ اسے اپنی شدتوں سے روشناس کرواتے وہ کروٹ لیتا اسے
خود سے جدا کرتا اپنے سینے میں بھینچتے اپنے قریب کر گیا تھا۔۔۔
اب خاموشی سے سو جاؤ نہیں تو مینے ایک بار پھر تم میں سما جانا ہیں
۔۔۔۔۔ زیان اس کی گہرائیوں میں ہاتھ پھیرتا بے باکی سے بولا تھا
۔۔۔۔۔ اس کی بات پہ کنزہ نے جلدی سے آنکھیں موندی تھی۔۔۔
اس کے چہرے پہ اپنی قربت کے رنگوں کے ساتھ تکلیف کے آثار
دیکھتے زیان نے خود پہ لعنت بھیجی تھی۔۔۔ اسے اتنی بار اس سے اپنا حق
نہیں لینا تھا۔ اگر حق لے بھی لیا تھا تو نرمی سے لیتا۔۔۔ اس کو آنکھیں
موندتا دیکھ زیان نرمی سے اس کی کمر سہلا رہا تھا۔۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ
دونوں سکون کی نیند سوگئے تھے۔۔۔۔۔ دوسری طرف کا یان زیان
کو فون کر رہا تھا۔ اس نے ایک فون بھی اس کا نہیں اٹھایا تھا۔۔۔۔۔ وہ
اس کے لیے بہت زیادہ پریشان ہو رہا تھا۔۔۔ چوکیدار سے پوچھنے پہ پتا

چلا تھا کہ وہ بہت غصے میں نکلا ہیں اور ساتھ ایک لڑکی بھی تھی۔۔
چوکیدار کنزہ کو نہیں جانتا تھا اس لیے لڑکی کہا تھا۔۔۔ لڑکی کا نام سنتے ہی
کایان کو کنزہ کا خیال آیا تھا وہ غصے میں کیوں تھا یہ اسے سمجھ نہیں آیا
تھا۔۔۔

اس وقت صبح کے آٹھ بج رہے تھے جب کنزہ کی آنکھ کھلی
تھی۔۔۔ اس وقت وہ بلیک کلر کی شرٹ میں موجود زیان کی سخت
گرفت میں تھی۔۔ اس کا حصار اتنا زیادہ مضبوط تھا کہ وہ سانس بھی
بڑی مشکل سے لے رہی تھی۔۔۔ اس نے نکلنا چاہا لیکن وہ نکل بھی
نہیں پار ہی تھی۔۔ خود کو شرٹ میں دیکھ کر اس کی خوبصورت
گرے آنکھوں میں الجھن بڑھی تھی۔۔۔ اس کو اچھی طرح یاد تھا کہ

وہ سوتے وقت بالکل ہی برہنہ حالت میں اس کی باہوں میں سمائی
تھی۔۔۔ اب یہ اس کو کس نے پہنا دی۔۔۔ کہیں زیاں نے تو نہیں وہ
اپنا چہرہ اوپر اٹھاتی زیاں کو دیکھتی ہوئی سوچ رہی تھی۔۔۔

یہ سوچتے ہی اس کے گال دھک کر لال ہوئے تھے۔۔۔ وہ اس کے
خوبصورت چہرہ پر نظریں جمائے ہوئے تھے۔۔۔ سبز آنکھیں جو اس
وقت بند تھی۔۔۔ لمبی مڑی ہوئی پلکیں۔۔۔ کھڑی مغرور

ناک۔۔۔ خوبصورت گلابی ہونٹ۔۔۔ اس کے دل نے اعتراف کیا
تھا کہ وہ اس دنیا کا

سب سے خوبصورت مرد تھا۔۔۔ اسے اپنی قسمت پر رشک محسوس
ہوا تھا۔۔۔ اس کا اتنا پیارا نصیب ہو گا اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا
۔۔۔ اس کو دیکھ کر اس نے اللہ کا شکر ادا کیا تھا۔۔۔ ابھی تک وہ اس کو
دیوانوں کی طرح دیکھ رہی تھی۔۔۔ ابھی کنزہ اس کی بلیک بیئر ڈپرے

خیالی میں ہی ہاتھ پھیر رہی تھی جب وہی ہاتھ زیان پکڑ کر اپنے لبوں
کے ساتھ لگا گیا تھا۔۔۔ وہ کب سے جاگ رہا تھا۔۔۔ اس کی نظریں
بھی اپنے اوپر محسوس کر چکا تھا۔۔۔ جو وہ پچھلے دس منٹ سے اس پر
گاڑھی ہوئی تھی۔۔۔

اس کے جاگنے پہ کنزہ شرم سے پانی پانی ہوئی تھی۔۔۔ اس خود پہ جی
بھر کر غصہ آیا تھا۔۔۔ اسے کیا ضرورت تھی اسے چھونے کی اور دیکھنے
کی۔۔۔ اب وہ اسے جس نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ کنزہ کی جان ہوا ہو
رہی تھی کیا ضرورت تھی مجھے ان خوبصورت نگاہوں سے دیکھنے کی اور
ان پیارے ہاتھوں سے چھونے کی۔۔۔ میں نے خود پر بڑی مشکل سے
کنٹرول کیا ہوا تھا۔۔۔ اب تمہارے چھونے سے پھر سے مجھے تمہاری
طلب ہو رہی ہیں۔۔۔ زیان اس کا چہرہ اپنی طرف موڑتا اس کی شرٹ
کے بٹن کھولتا اس کی ڈھڑکنوں پہ جھکتا شیر لہجے میں بولا تھا۔۔۔ وہ

ایک ہی رات میں اس کی رگوں میں نشہ بن کے ڈور رہی تھی۔۔۔ اگر
آج پیپر ناہوتا اس کا وہ پورا دن اس کے ساتھ گزارنا چاہتا تھا۔۔۔
اس کو پھر سے شروع ہوتا دیکھ کر کنزہ کے چہرے پہ خوف کے سائے
لہرائے تھے۔۔۔ وہ اس کی ڈھڑکنوں پہ بڑی ہبے دردی سے اپنے
ڈانٹ گاڑ رہا تھا جس کی وجہ سے اس کی سسکیاں گونج رہی
تھی۔۔۔ وہ اپنے ہاتھ اس کے بالوں میں سختی سے الجھاتی اسے روکنے کی
کوشش کر رہی تھی۔۔۔

زیان اس کے ہاتھ اپنے بالوں میں محسوس کرتا اور اس کی سسکیاں سنتا
اپنے کام کو وہی پہ روکتا۔۔۔ اس پر اپن سارا وزن دالٹا اس کے لبوں کو
اپنی گرفت میں لے گیا تھا۔۔۔ وہ ایک ہاتھ سے اس کی گہرائیوں کو
سہلاتا اور دوسرا ہاتھ اس کے سر کے نیچے رکھتا

وہ اس کے لبوں پہ اپنی نرمی دکھا رہا تھا۔۔ وہ بہت ہی نرمی سے ان
پنکھڑیوں کو چھو رہا تھا۔۔۔ اس کی رکتی سانسیں محسوس کرتا زیان
بیچھے ہوا تھا۔۔ زیان اس کا خوبصورت چہرہ دیکھتا اندر تک شرشار ہوا
تھا۔۔ اس وقت اسے اپنی قربت کے رنگ دنیا کے سب رنگوں سے
زیادہ پیارے لگ رہے تھے۔۔۔ فجر کی آذان کے وقت اس کی آنکھ
کھلی تھی۔۔ کنزہ کو گہری نیند میں سوتا دیکھ اس نے بہت ہی بے باک
گستاخیاں کی تھی۔۔ زیان الماری سے اپنی شرٹ نکالتا اس کو پہنا گیا تھا
۔۔ اس کا دل تو نہیں تھا لیکن وہ نہیہ چاہتا تھا کہ اس کی
گرے آنکھوں والی شہزادی جب اٹھے اور خود کو اس حالت میں دیکھ
کر خفت کا شکار ہوں۔۔۔ سوتے وقت تو خوف تھا اسے اس لیے بغیر اپنی
حالت سمجھے ہی وہ سو گئی تھی۔۔ زیان نے اس کے لیے خوبصورت
ڈریس بھی آڑدر کیے تھے۔۔ ساتھ میں عبائے اور اس کی ضرورت کا ہر

سامان اس نے منگو انا تھا جو اس کی سمجھ میں آیا تھا۔۔۔ وہ بہت ہی ہلکے
کلمے میں رہتی تھی اس کا ابھی ابھی نکاح ہوا تھا۔۔۔ خیر نکاح تو نہیں اب
وہ بیوی کے عہدے پہ فائز ہو گئی تھی۔۔۔ اس لیے زیان جو بھی ڈریس
منگوائی تھی وہ سب ہی ڈارک کلمے میں تھی۔۔۔

زیان اس کی آنکھوں میں دیکھتا اس کی ڈھڑکنوں کو نرمی سے سہلا رہا تھا
۔۔۔ اس وقت وہ خود بھی وائٹ ٹراؤزر میں ملبوس تھا۔۔۔ کنزہ اس کو

اپنی طرف گرم نگاہوں سے دیکھتا پا کر وہ خفت کا شکار ہو رہی
تھی۔۔۔ وہ اپنی نظریں ادھر ادھر گھمار رہی تھی۔۔۔۔۔ زیان اس کی
کمر میں ہاتھ ڈالتا اسے اپنے سینے پہ منتقل کر گیا تھا۔۔۔ وہ اب اس کی
آنکھیں چوم رہا تھا جس میں اس کی جان بستی تھی۔۔۔ جبکہ کنزہ اس
کے سینے پہ ایک ہاتھ رکھتی اور دوسرے ہاتھ سے اپنی شرٹ کو مٹھی
میں جکڑے وہ اس پر سے اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

وہ اس کی کوشش ناکام بناتا ایک ہی جسٹ میں اسے کمر سے پکڑتا اپنے
نیچے کر گیا تھا۔ اس کا دل بھی نہیں کر رہا تھا اس سے دور ہونے کے لیے
۔۔۔ وہ اس کے پاس رہنا چاہتا تھا بہت پاس۔۔۔ اس کے جسم سے
اٹھتی خوشبو زیان کو اپنے طرف مغروب کر رہی تھی۔۔۔ زیان اس کی
ڈھرنوں پہ جھکتا کسی اور ہی دنیا میں پہنچ چکا تھا۔۔۔ اس کے مزاحمت
کرتے ہاتھوں کو وہ اپنی انگلیوں میں پھنساتا بیڈ کراؤن کے ساتھ لگا گیا
تھا۔۔۔۔ اس کی ٹانگوں کو بھی وہ بھی اپنی ٹانگوں میں لاک کرتا بے
بس کر گیا تھا اس کے ڈانٹ گاڑھنے اور اس کی بیئرڈ کی چبھن محسوس
کر کے اس کی جان ہوا ہر رہی تھی۔۔۔ اس کے منہ سے ڈبی ڈبی
سسکیاں نکل رہی تھی۔۔۔ جو مقابل کو اور زیادہ مدہوش کر رہی
تھی۔۔۔

ز۔۔۔یا۔ن۔۔۔اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس کر کے کنزہ نے اس کو
ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں پکارا تھا۔۔۔وہ بہت ہی جنونی طریقے سے اس
پر اپنی شدتیں ڈھارہا تھا۔۔۔کنزہ کی ڈھرکنوں کے مقام والی جگہ
بلکل ہی سرخ ہو چکی تھی۔۔۔جگہ جگہ لوہاٹ بنی ہوئی تھی۔۔
جی جان زیان۔۔۔زیان اس کے اوپر اپنا وزن ڈالتا اپنی سبز نگینوں جیسی
آنکھوں میں خمار کی سرخی لیے وہ اس کی طرف دیکھتا ہوا بولا
تھا۔۔۔اس کی آنکھوں میں سرخی دیکھ کر وہ نظریں جھکا گئی
تھی۔۔۔اس کی آنکھوں میں دیکھنے کی
ہمت نہیں کر پارہی تھی۔۔۔اس کی نظریں جھکانے پہ وہ گہرا مسکرایا
تھا۔۔۔وہ اس کی آنکھوں کو چومتا اس کے ناک پہ اپنے لب رکھتا
۔۔۔اس کے ایک ایک نقوش پر لب رکھ رہا تھا۔۔۔وہ اسے ایسے چوم
رہا تھا جیسے اسے ابھی حفظ کر لے گا سارا۔۔۔

میرا۔۔۔ پیپر۔۔۔ ہیں۔۔۔ آج۔۔۔ لیٹ۔۔۔ ہو۔۔۔ رہی۔۔۔ ہیں۔
۔۔۔ مجھے۔۔۔ پیلیز۔۔۔ جانے۔۔۔ دیں۔۔۔ زیان جو اس کی دنوں
آنکھوں کو بار بار چوم رہا تھا۔۔۔ کنزہ کی معصومیت بھری آواز سن کر
اس نے سراٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ جیسے لگ رہا تھا کہ وہ
ابھی رو دے گی۔۔۔ زیان کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔۔۔ ابھی وہ
کچھ بولتا جب دروازہ ناک ہوا تھا۔۔۔ زیان اس کی شرٹ کے بٹن بند
کرتا اس کے لبوں کو اپنے لبو سے نرمی سے چھوتا دروازے کی طرف
بڑھا تھا۔۔۔ دروازے کھولتے ہی اس کے تین ملازم ہاتھوں میں دھیر
سارے شاپنگ بیگ لے کر کھڑے تھے۔۔۔ اس کو دیکھتے ہی سب نے
زیان کو ادب سے سلام کیا تھا۔۔۔ اس سے پہلے کوئی ملازم اندر داخل
ہوتا زیان ان کو گھورتا دروازے کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔۔۔

سب لوگ ہی یہاں پر بیگ رکھوں اور جاؤں نیچے ناشتہ تیار کروں
۔۔۔۔۔ زیان ان کو سختی سے حکم دیتا نیچے رکھے گئے بیگ اٹھا رہا
تھا۔۔۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ان میں سے کسی کی بھی نظر کنزہ پر پڑے
۔۔۔۔۔ اگر غلطی سے پڑ بھی جاتی وہ

آنکھیں نکال دیتا سب کی۔۔۔۔۔ اس کے حکم پر سب ملازم ایک منٹ
سے بھی پہلے وہاں سے غائب ہوئے تھے۔۔۔۔۔ زیان وہ سب بیگ باری
باری اٹھاتا اندر لا کر صوفے پہ رکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ جبکہ کنزہ اس کو اپنی
آنکھوں میں حیرت لیے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

اتنے سارے شاپنگ بیگز دیکھ کر اسے سمجھ نہیں آیا تھا کہ یہ سب کس
لیے ہیں۔۔۔۔۔ اس کی نظریں خوپر محسوس کر کے زیان اس کو فائننگ
کس دیتا باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔ اس کی اس حرکت پہ کنزہ نے

اپنا چہرہ

کمبل میں چھپایا تھا۔۔۔۔۔ زیان سب بیگ اندر لاتا اور وزاہ لاک کرتا اس کی طرف بڑھتا اس کے چہرے سے کمبل اٹھاتا اسے اپنی باہوں میں اٹھاتا واشروم کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔ اس اچانک افتاد پہ کنزہ کی آنکھیں مکمل پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھی۔۔۔۔۔ اپنا حق اگر مینے لیا ہیں تو تمہیں غسل کروانے کا حق بھی تو مجھے ہوا نا۔۔۔۔۔ زیان اس کو واشروم میں لاتا شاور کے نیچے کھڑا کرتا اس کی شرٹ ریمو کرتا اس کو بوکھلانے پہ مجبور کر گیا تھا۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ خود۔۔۔۔۔ کر۔۔۔۔۔ لوں۔۔۔۔۔ گی۔۔۔۔۔ کنزہ اس کے ارادے جانتی اٹکٹے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آیا تھا کہ وہ کیا کہہ رہی ہیں۔۔۔۔۔ زیان اس کی بات سنتا اپنی ہنسی کنٹرول کر رہا تھا۔ اس کا پورا چہرہ جیسے لہو چلکا رہا تھا۔۔۔۔۔ کیا کر لوں گی۔۔۔۔۔؟؟ زیان اس کی طرف دیکھتا سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔ جبکہ اس کی آنکھوں میں

شرارت ناچ رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کے پوچھنے پر کنزہ نے روتے
ہوئے اس کے سینے میں منہ چھپایا تھا۔۔۔ وہ اب ہچکیوں کے درمیان
رورہی تھی۔۔۔۔۔ زیان اس کو اس طرح روتا دیکھ کر پریشان ہوا
تھا۔۔۔

وہ تو صرف مذاق کر رہا تھا۔۔۔۔۔
ہے۔۔۔۔۔ ڈونٹ کرائنگ۔۔۔۔۔ کیوں رو رہی ہوں۔۔۔ میں صرف
مذاق کر رہا تھا۔۔۔ میں جا رہا ہوں تم ریلیکس ہو کر فریش ہو جاؤ
۔۔۔۔۔ زیان اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا پیار سے بولا تھا
۔۔۔ اس کی بات پہ کنزہ نے روتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔
اب تمہارے پاس صرف پندرہ منٹ ہیں۔۔۔ یہاں سے سیدھا
ڈریسنگ روم میں آ جانا میں وہاں پر انتظار کر رہا ہوں۔۔۔ اگر تم نے
پندرہ منٹ سے ایک منٹ بھی اوپر لگایا تو

میں اپنے کہے پہ عمل کر کے دکھاؤ گا۔۔۔ زیان اس کی ڈھڑکنوں کو
بے باکی سے چھوتا اس کو دھمکی دیتا باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ اس
کے جانے پہ کنزہ نے شکر کا سانس بھرا تھا۔۔۔ یہ سوچ کر ہی اس کی
حالت خراب ہو رہی تھی۔۔۔ وہ اس کے ساتھ شاو ر لے گا۔۔۔ اس
کی دھمکی یاد آتے کنزہ نے جلدی سے شاو ر لیا تھا۔۔۔ اس بے باک شاہ
کا کوئی بھروسہ نہیں تھا۔۔۔ کنزہ شاو ر لیتی ٹاول سے خود کو اچھی طرح
لپیٹ کر خود کو آئینے میں دیکھ رہی تھی۔۔۔

واشروم میں اس سے بڑی کوئی چیز نہیں تھی ورنہ وہ کبھی یہ ٹاول نا
لیٹی ابھی بھی اس کو شرم آرہی تھی اس کے سامنے جاتے ہوئے وہ ابھی
گہرے سانس بھرتی خود کو نارمل کر رہی تھی۔۔۔۔ ڈریسنگ روم اور
واشروم کے درمیان کا دروازہ کھٹکھٹانے پہ کنزہ جلدی سے دروازے
کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔ اس سے پہلے کنزہ دروازہ کھولتی زیان

دروازہ کھول چکا تھا۔۔۔ دروازہ کھلنے کی وجہ سے کنزہ سیدھا اس کے
برہنہ سینے سے ٹکرائی تھی۔۔۔ وہ بالکل ہی دروازے کے پاس کھڑی
تھی۔۔۔ زیان اس اچانک افناد پہ فریز ہوا تھا۔۔۔ وہ اپنی مکمل آنکھیں
کھول کر اس کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر کنزہ جلدی
سے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتی اس کے اور اپنے درمیان فاصلہ بنا گئی
تھی۔۔۔۔۔ زیان اس کو دیکھتا ایک بار پھر اپنا سانس تک روک گیا
تھا۔۔۔

سفید ٹاول جو اس وقت اس کی ڈھرنوں کے مقام سے شروع ہو کر اس
کی تھانز تک مشکل پہنچ رہا تھا۔۔۔ اس پہ تضاد اس کی قربت کے رنگ
اور اس کی سوغاتیں پورے آب و تاب سے اس کے جسم پہ چمک رہی
تھی۔۔۔۔۔ وہ اس کو کمر سے اپنے نزدیک کرتا ایک ہی جھٹکے میں اس کا
ٹاول اس کے جسم سے جدا کرتا اسے ڈیسنگ روم میں پڑے صوفے پہ

لٹاتا اس پر سایہ فگن ہوا تھا۔۔۔ وہ اس پر جھکتا اس کی ڈھڑکنوں سے بری طرح کھلوار کر رہا تھا۔۔۔۔

کنزہ تو بس اپنی گرے آنکھیں مکمل کھول کر سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ اس کے ساتھ ہوا کیا ہیں۔۔۔ اس کے شدتیں اپنی ڈھڑکنوں پر محسوس کرتی وہ اپنی انگلیاں زیاں کے گھنے بالوں میں پھنساتی اسے روک رہی تھی۔۔۔

ز۔۔۔ یان۔۔۔ پیپر۔۔۔ ہیں۔۔۔ وہ اس کو خود سے ہر پردے سے جدا ہوتا دیکھ کر جلدی سے بولی تھی۔۔۔ اس کے چہرے پہ خوف تھا۔۔۔ وہ اس کو اب برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔ اسے سب سے زیادہ اپنے پیپر کی ٹینشن ہو رہی تھی۔۔۔۔

میری مرضی کے بنا وہاں پر پیپر شروع نہیں ہو گا اس لیے تم پیپر کی فکر چھوڑ کر مجھے محسوس کرو۔۔۔۔ تمہیں کس نے کہا تھا کہ اس روپ

میں میرے سامنے آؤ۔۔۔ تمہارا شوہر تمہیں دیکھ کر بہک تو سکتا ہیں
۔۔۔ زیان اس کی ڈھڑکنوں پہ ہاتھوں کا ڈباؤ بڑھاتا اپنے بدن کو اس کے
نزدیک کرتا اس کی گہرائیوں کو محسوس کرتا پیچھے ہوا تھا۔ اگلے ہی پل
وہ اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں قید کرتا اپنی پوزیشن اسکی گہرائیوں
سیٹ کرتا اس میں شدت سے داخل ہوا تھا۔۔۔ وہ اپنی شدتیں اس پہ
نچھاور کر رہا تھا۔ ایک ہی منٹ میں ان دونوں کے وجود پسینے سے
بھیک چکے تھے۔۔۔ ڈریسنگ روم میں کمرے سے کم ٹھنڈک تھی۔۔۔
اس کی شدتوں پر کنزہ کا بدن بری طرح ہچکولے کھا رہا تھا۔۔۔ ڈریسنگ
روم میں اس وقت روشنی ناہونے کے برابر تھی۔۔۔ زیان اس کے
لبوں پہ اپنے ڈانٹ گاڑھتا اس کی ڈھڑکنوں پہ جھکا تھا۔۔۔ اس ک
شدتوں میں کمی نہیں آئی تھی۔۔۔ وہ صوفہ بہت ہی چھوٹا تھا۔ زیان کا
وجود اس میں مکمل طور پر ایڈجسٹ نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ وہ اس کی

ڈھڑکنوں پہ سب سے زیادہ ظلم ڈھارہا تھا۔۔۔ اسے سب سے زیادہ ان
پہ اپنی سوغاتیں دیکھنا پسند آئی تھی۔۔۔ کنزہ کی سسکیاں پورے
کمرے میں گونج رہی تھی۔۔۔ اس کے آنسوؤں سے پورا چہرہ بھیگ چکا
تھا۔۔۔

زیان اس کے آنسو دیکھتا نرمی سے اس کے وجود سے اپنے وجود کو جدا
کرتا اسے اپنے سینے پہ لٹا گیا تھا۔۔۔ وہ نرمی سے اس کی کمر سہلا رہا تھا
۔۔۔ اس کے آنسو وہ اپنے لبوں سے چن گیا تھا۔۔۔ اب وہ نرمی سے
اس کے لب چوم رہا تھا۔۔۔ جو بری طرح کپکپا رہے تھے۔۔۔ ابھی تو
میرادل نہیں بھرا میری جان اور تم نے اتنے برے طریقے سے رونا
بھی شروع کر دیا ہیں۔۔۔ زیان اس کے نروٹھے چہرے کو دیکھتا پیار
سے بول رہا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں شرارت واضح دکھائی دے

رہی تھی۔۔۔ یہ بھی سچ تھا کہ اس کی طلب ابھی ختم نہیں ہوئی
تھی۔۔۔

بہت برے ہیں آپ۔۔۔ کنزہ زیان کی طرف دیکھتی اس کے سینے
پہ مکے مارتی نروٹھے انداز میں بولی تھی۔۔۔ اس کی بات پہ زیان کا
برجستہ قہقہہ گونجا تھا۔۔۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ معجزے اتنی
جلدی بھی ہوتے ہیں۔۔۔ وہ جتنا بھی اللہ کا شکر ادا کرتا اتنا کم تھا۔۔۔
میری جان ابھی تو مجھے برا بتا دیکھا نہیں ہیں جس دن دیکھ لوں گی مجھ
سے چھپتی پھروں گی۔۔۔ زیان اسے اپنے نیچے کرتا ایک بار پھر اسے
اپنے وجود کو محسوس کرواتا بے باکی سے بولا تھا۔۔۔ اس کی بات پہ کنزہ
اس کو گھورتی نظریں جھکا گئی تھی۔۔۔ یہ لاسٹ ٹائم۔۔۔ اس کے بعد
نہیں سماؤں گا تم میں جب تک تمہاری مرضی نہیں ہوگی۔۔۔ زیان
کنزہ کی آنکھوں میں دیکھتا ایک ہی جھٹکے میں اس میں داخل ہوتا ایک

ہاتھ اس کی ڈھڑکنوں پہ رکھتا اسکے لبوں کو اپنے لبوں میں قید کر گیا تھا۔۔۔ وہ اس میں اب آخری حد تک سمار ہا تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے مقابل کا پورا وجود ایک دفعہ فریز ہوا تھا۔۔

وہ اس پر ٹوٹ کر اپنی شدتیں نچھاور کر رہا تھا۔۔۔ پندرہ سے بیس منٹ بعد وہ اس کو آزادی دیتا سے اپنے سینے پہ لٹا کر اس کو سہلا رہا تھا۔۔۔ رورو کر مقابل کی ہچکیاں بدھ گئی تھیں۔۔۔۔۔ وہ اس کو ریلیکس کرتا اس کو بڑے سے ٹاول میں لپیٹ کر واشروم میں چھوڑ کر آیا تھا۔۔۔ کنزہ کے چہرے پہ تکلیف سے زیادہ غصے کی رک شامل تھی۔۔۔۔۔ وہ شاور لیتی ڈریسنگ روم میں داخل ہوتی زیان کا منتخب کیا گیا ڈریس پہنتی باہر کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔۔۔ اسے زیان پہ غصہ تھا لیکن وہ اس کو منع کر کے اسے ایک بار پھر موقع نہیں دینا چاہتی تھی۔۔۔

وہ پچھلے آٹھ گھنٹوں میں اس سے پانچ بار اپنا حق لے چکا تھا۔۔۔۔۔ اب
کنزہ میں اتنی ہمت نہیں بچی تھی کہ وہ اس کو سہہ پاتی۔۔۔۔۔ اس کی کمر
میں بہت زیادہ درد اٹھا ہوا تھا۔۔۔

اس کے باہر آنے پہ زیان ڈریسنگ مرر کے سامنے گرے رنگ کا
تھری پیس سوٹ پہنے اپنے بالوں کو جیل سے سیٹ کر رہا تھا۔۔۔ کنزہ
بھی اس وقت گرے رنگ کے خوبصورت شاڑٹ فرائک میں ملبوس
تھی۔۔۔ جس کے اوپر سے لے کر شیشیشوں کا کام ہوا ہوا تھا۔۔۔ وہ
بلکل ہی پٹھانی لگ رہی تھی۔۔۔

اس کے کالے کھلے بال جو کمر سے بہت ہی نیچے تک آرہے تھے ان میں
سے پانی ٹپک کر اس کی پشت کو گیلا کر رہا تھا۔۔۔ زیان اس کی طرف
بڑھتا اس کا ہاتھ تھا متا سے ڈریسنگ مرر کے سامنے بٹھاتا اس کے ماتھے
پہ لب رکھتا

ڈرائیڑ اٹھاتا اس کے بال سکھار ہا تھا۔۔۔ کنزہ نے ایک بار اٹھنے کی
کوشش کی تھی۔۔۔ زیان اس کو آنکھیں دکھاتا واپس بٹھا چکا تھا۔۔۔ وہ
اس کے کل رات والی اور صبح ڈریسنگ روم والی بے باکیاں یاد کرتی وہ
بیٹھ گی تھی۔۔۔

وہ خو مخواہ ہی سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ زیان اس کو سرخ پڑتا دیکھ اپنی ہنسی
کنٹرول کر رہا تھا۔۔۔ وہ اب اس کے بال سلجھاتا اب اس کے بالوں کو
بہت ہی خوبصورت ساسٹائل بنا رہا تھا۔۔۔ وہ اس کے بالوں کا جوڑا بناتا
اس کی بیک سائیڈ زپ بند کرتا اس کی آنکھوں میں کاجل لگا رہا تھا۔۔۔
وہ اس کے لبوں پر لپ گلو ز لگاتا اس کھڑا کرتا کاجل اس کے کان کے
پیچھے لگاتا اس کو اپنے سینے سے لگا گیا تھا۔۔۔ کنزہ تو بس اس کا اتنا نرم
روپ دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس وقت اسے پھر سے اپنی قسمت پر رشک
محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ زیان اس کے ٹھوڑی پر اپنے لب رکھتا پیچھے ہوتا

بیڈ سے اپنا موبائل اٹھاتا اس کو اپنے سینے سے لگاتا مری میں اپنی فوٹولے
رہا تھا۔۔۔ اس کے رخسار کے تل پہ اپنے لب رکھتا وہ پھر سے دو تین
فوٹولیتا موبائل بند کر گیا تھا۔۔۔

وہ اب اس کا عبا یا اٹھاتا جو گرے ہی کلر میں موجود تھا۔۔۔ اس کو پہنا کر
وہ اس کا حجاب اس کے سر پر اچھے سے اوڑھاتا اس کی مکمل تیاری کروا چکا
تھا۔۔۔ وہ اس کے چہرے پہ نقاب دیتا اس کا ہاتھ پکڑتا باہر کی طرف بڑھ
گیا تھا۔۔۔

اس کو آتا دیکھ کر سب ملازموں نے ہی اپنی نظریں نیچے جھکائی
تھی۔۔۔ وہ اس لیے نقاب لگوا کر آیا تھا اسے تاکہ کسی کی نظر نا پڑے
اس پر۔۔۔۔۔ وہ اس کو ڈائینگ ہال میں لاتا سب کو ملازموں کو ہاتھ کے
اشارے سے باہر بھیجتا کر سی پر اسے بٹھاتا اس کے قریب جا کر بیٹھا
تھا۔۔۔ وہ اس کو اپنے ہاتھ سے خوموشی سے ناشتہ کرواتا اور خود بھی

کرتا باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔ ان دونوں میں ابھی تک کوئی بات
نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔۔ زیان راستے میں گجرے اس کے لیے لیتا اس کو
گجرے پہناتا یونیورسٹی کی طرف گاڑی موڑ چکا تھا۔۔۔ وہ یونی کے
سامنے گاڑی روکتا خود اترتا کنزہ کی سائیڈ پہ آتا اس کا دروازہ کھولتا اس
کے سامنے ہاتھ پھیلا گیا تھا۔۔۔ کنزہ اس کا ہاتھ دیکھتی کچھ دیر بعد اس
کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ رکھ گئی تھی۔۔۔۔۔ اس کو خالی ہاتھ پیچھے بھیجنا اس کو
اچھا نہیں لگا تھا۔۔۔ لڑکے اور لڑکیاں مڑ مڑ کر اس شہزادے جیسے ہی
پر سنیلٹی رکھنے والے انسان کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ جو ایک لڑکی کے
سامنے اپنا سر جھکا کر کھڑا تھا۔۔۔۔۔ کسی کو اس کی قسمت پر رشک
محسوس ہوا تھا تو کسی کو حسد۔۔۔ زیان اس کا ہاتھ پکڑتا اسے یونی میں لاتا
اس کی کلاس کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ سب لوگ ہی اس شہزادے کے
ساتھ خوبصورت شہزادی کو دیکھ رہے تھے۔۔۔ جس کی آنکھوں کے سوا

کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔۔۔ بہت سے لوگوں نے تو زیان کو پہچان لیا تھا۔۔۔۔۔ زیان سب کی نظریں خود پر اور مقابل پر محسوس کرتا غصے سے سرخ پڑتا جلدی سے کلاس میں داخل ہوا تھا۔۔۔

اس وقت پوری کلاس یہاں تک پر نسیل بھی کنزہ کی انتظار میں تھا۔۔۔۔۔ زیان کو اندر آتا دیکھ کر پر نسیل جلدی سے اس کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔۔ زیان پر نسیل کو اگنور کرتا کنزہ کو اس کی سیٹ پی بٹھا کر کچھ بول رہا تھا۔۔۔۔۔ جب کے پوری کلاس منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ عاصمہ تو بھاگ کر اس کے پاس جا رہی تھی۔۔۔ اس کا ہاتھ شبانہ نے پکڑا ہوا تھا۔۔۔

میں خود لینے آؤ گا۔۔۔ میرا انتظار کرنا۔۔۔ زیان اس کے ماتھے پہ لب رکھتا پیچھے مڑتا پر نسیل کو پیپر شروع کروانے کا اشارہ کرتا باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔

اس کے جاتے ہی پر نسیل کنزہ کو گھورتا۔۔۔ پر نسیل تو کیا سب لوگ ہی
اس کو گھور رہے تھے۔۔۔ کچھ لڑکیاں تو حسد سے اسے دیکھ رہی
تھی۔۔
تھی۔۔۔ نقاب ابھی تک اس نے نہیں اتارا تھا۔۔۔

کلاس ٹیچر کی آواز پہ سب اس کی طرف متوجہ ہوتے پیپر شروع
کر چکے تھے۔۔۔۔۔

تھی۔۔۔۔۔ کنزہ سب کی نظریں خود پہ محسوس کرتی رور ہی

تھی۔۔۔ نقاب ابھی تک اس نے نہیں اتارا تھا۔۔۔

کلاس ٹیچر کی آواز پہ سب اس کی طرف متوجہ ہوتے پیپر شروع کر چکے تھے۔۔۔۔

زیان کنزہ کو چھوڑ کر سیدھا اپنے آفس ہی آیا تھا۔۔ وہاں پر کچھ امپورٹنٹ
کا کام تھا اسے۔۔۔ کایان وہاں پر پہلے سے ہی موجود تھا۔۔۔ وہ ایک
میٹنگ اٹینڈ کر رہا تھا جب اسے زیان کے آنے کی خبر ملی تھی۔۔۔
وہ جلدی سے میٹنگ ختم کرتا اس کے پاس پہنچا تھا۔۔۔

کاکام تھا اسے۔۔۔ کایان وہاں پر پہلے سے ہی موجود تھا۔۔۔ وہ ایک

میٹنگ اٹینڈ کر رہا تھا جب اسے زیان کے آنے کی خبر ملی تھی۔۔۔

وہ جلدی سے میٹنگ ختم کرتا اس کے پاس پہنچا تھا۔۔۔

اسے کل رات سے اس کی بہت زیادہ فکر ہو ہی تھی۔۔۔ اب اس سے رہا
نہیں گیا تھا۔۔۔ یہ میٹنگ زیان نے اٹینڈ کرنی تھی۔۔۔ لیکن وہ فون
نہیں اٹھا رہا تھا اس لیے اس کو ہی آنا پڑا تھا۔۔۔

جب وہ آفس آیا تھا تو شاہ حویلی میں سب لوگ ہی سو رہے
تھے۔۔۔ رات کو بھی اس نے ہی بہانا بنایا تھا کہ اسے کوئی کام پڑ گیا ہیں
اس لیے اسے جانا پڑا۔۔۔ اس کا جواب سنتے ہی وقاص علی شاہ اس کو غصے
سے گھورتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے تھے۔۔۔ کا بیان بغیر
اجازت لیتا اس کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔۔ زیان کو دیکھ کر وہ
کھٹک کر رہا تھا۔۔۔ اس کے چہرے پہ مسکراہٹ تھی۔۔۔ جس سے
اس کی بلیک بئیر ڈم میں گڑھا اپنی بھرپور نمائش کروا رہا تھا۔۔۔ وہ اس
وقت کرسی سے ٹیک لگائے جھول رہا تھا۔۔۔

کایان اس کو گھورتا اس کے سامنے جا بیٹھا تھا۔۔۔ جو ابھی تک پتا نہیں
کن خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔۔۔ اس کے اندر نے اور بیٹھنے پہ بھی وہ
اس کی طرف متوجہ نہیں ہوا تھا۔۔۔ کایان اس کے چہرے پہ
مسکراہٹ دیکھتا سب کچھ سمجھ گیا تھا۔۔۔

آج اس کے چہرے پہ ایک الگ چمک تھی۔۔۔ جو اس پہ بہت کچھ
واضح کر رہی تھی۔۔۔ اس کو اتنا خوش دیکھ کر کایان کے چہرے پہ بھی
مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ جس کو وہ چھپا گیا تھا۔۔۔ فل حال اسے زیان
سے اپنا حساب برابر کرنا تھا۔۔۔

کمینے انسان اتنے ڈانٹ کس خوشی میں نکل رہے ہیں۔۔۔ اور رات بھر
کہاں منہ مارتا رہا ہیں۔۔۔ توں تو منہ اٹھا کر چلا جاتا ہیں تیرے حصے کے
کی صفائیاں اور تجھے بچانے کے لیے جھوٹ مجھے بولنے پڑتے ہیں۔ کایان
اس کی طرف ٹیبل پر پڑی فائل اٹھا کر پھینکتا۔۔۔ مصنوعی غصے سے پوچھ

رہا تھا۔۔ اس کے اس طرح پوچھنے پہ زیان نے آئبر واچکا کر اسے دیکھا
تھا۔۔۔ جیسے کہنا چارہا ہوں کہ پہلے کون سے سوال کا جواب دوں
۔۔ اس کے اتنے ٹھڈے ایکسپریشن پہ کایان نے اسے دل میں سو سے
زیادہ گالیوں سے نوازا تھا۔۔۔

یہ تجھ جیسا شدید سنگل انسان نہیں سمجھ گا کہ میں کہا گیا تھا۔۔۔ زیان
اس کا سرخ چہرہ دیکھتا انٹر کام اٹھاتا دو کپ کافی منگواتا اس کو مزید سلگا رہا
تھا۔۔۔ جب کہ کل رات کے ذکر پہ زیان کی آنکھوں کے سامنے
خوبصورت سا منظر لہرایا تھا۔۔۔ بکو اس نا کر۔۔۔ یہ بتا اتنی کیا ایمر جسی
پڑ گئی تھی تجھے جو توں رات کے ایک بجے بھا بھی کو لے کر نکل پڑا
تھا۔۔۔ کایان شدید سنگل ہونے کا طعنہ برداشت کرتا اپنا سوال دہرا رہا
تھا۔۔ اس نے کنزہ کو بھا بھی کہاں تھا۔۔ زیان کا موڈ اچھا تھا وہ کنزہ کو
اس کے نام سے بلا کر

غصہ نہیں دلو انا چاہتا تھا۔۔۔

کام تھا تو کیا تھا۔۔۔ اب توں یہ بتاتوں یہاں پہ کیا کر رہا ہیں تجھے کوئی کام نہیں ہیں جو یہاں پر بیٹھا گپیں لڑا رہا ہیں۔۔۔۔۔ زیان بات کو چینج کرتا اس کے ساتھ والی کرسی پر آ بیٹھا تھا۔۔۔ ابھی کا بیان اس کو کوئی جواب دیتا جب ملازم ٹرے میں دو کافی کے کپ پکڑتا اجازت لیتا اندر داخل ہوا تھا۔۔۔۔۔ وہ کافی رکھتا باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ جب کہ زیان کافی کا مگ اٹھاتا اپنے منہ سے لگاتا آئیر واچکا کر اسے اپنے سوال کا جواب پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔

مجھے حور سے نکاح کرنا ہیں۔۔۔۔۔ زیان کے آئیر واچکا نے پہ کا بیان اس کے سوال کو نظر انداز کرتا مدعے پہ آیا تھا۔ اس کی بات سنتا زیان مگ رکھتا اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔ کیوں؟؟ سب خیریت۔۔ اتنی بھی کیا جلدی ہیں ابھی حور بہت چھوٹی ہیں اور میں نے تمہیں کہا بھی ہیں

کہ حور کی شادی تم سے ہی ہوگی۔۔۔ پھر یہ بار بار تم کیوں ایک ہی بات کرتے ہوں۔۔۔۔۔ زیان اس کی طرف دیکھتا سنجیدگی سے استفسار کر رہا تھا۔۔۔۔۔ مینے نکاح کا بولا ہیں رخصتی کا نہیں اور ویسے بھی رخصتی بھی ہو جائے تو میں اس سے اپنا حق نہیں لوں گا مجھے پتا ہیں حور چھوٹی ہیں۔۔۔۔۔ ویسے کنزہ بھی چھوٹی ہیں حور کے جتنی ہی عمر ہیں اس کی۔۔۔۔۔ تم نے بھی تو اس کے ساتھ اپنا رشتہ مکمل کیا اگر میں بھی کر لوں گا تو کوئی گناہ نہیں ہو جائے گا۔۔۔۔۔ کایان اس کی طرف دیکھتا سنجیدگی سے بول رہا تھا۔۔۔۔۔ جبکہ آخر میں اس نے اسے طعنہ بھی دے دیا تھا۔۔۔۔۔ اب کایان کو حور اپنے نکاح میں چاہیے تھی۔۔۔۔۔ ایک زیان ہی ذریعہ تھا جو سب کو آسانی سے منالیتا۔۔۔۔۔ اگر وہ بھی حور کو اپنے نکاح میں لینے کی بات کرتا تو کسی نے منع نہیں کرنا تھا۔۔۔۔۔ لیکن جب زیان کو بول کر سب کام آسانی

سے ہو جانا تھا تو اسے کیا ضرورت تھی۔۔۔ کسی کے سامنے سر کھپانے کی۔۔۔

اس کی بات سنتے ہی زیان کا چہرہ مکمل سرخ ہوا تھا۔۔۔ اس نے اپنے جڑے بری طرح بھنیجے تھے۔۔۔ اس کا حیرت بھی ہوئی تھی کہ مقابل کو کیسے پتا چلا تھا کہ وہ اپنا رشتہ مکمل کر گیا ہیں۔۔۔ لیکن پھر وہ سر جھٹکٹا اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔

حور سے تمہیں نکاح کرنا ہیں تو ہو جائے گا لیکن یہ میری پرسنل لائف مطلب کہ کنزہ اور میرے معاملے میں بولنے کی ضرورت نہیں ہیں۔۔۔ اور نا ہی میں اس کا نام کسی کے منہ سے برداشت کر سکتا ہوں۔۔۔ زیان اس کی طرف دیکھتا چبا چبا کر بولا تھا۔۔۔ پرسنل پر زیان کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑا تھا۔ اس لیے اس نے وضاحت پیش کی تھی۔۔۔ اس کی بات سنتے ہی کا یان نے مقابل کو جانچتی نظروں سے

دیکھا تھا تو کیا وہ واقع اپنا رشتہ مکمل کر چکا تھا۔۔۔ اس نے تو بس اس کی شکل دیکھ کر ہوا میں تیر چلایا تھا۔

اگر اس کا تیر غلط ہوتا تو زیان اس کا جان سے مار ڈالتا اس نے کوئی زیادہ ری ایکشن نہی دیا تھا۔۔۔ مطلب سچ تھا۔۔۔ اسے زیان پر بہت ہی زیادہ غصہ آیا تھا۔۔۔ لیکن وہ صبر کے گھونٹ بھر گیا تھا۔ وہ تو کنزہ کے معاملے میں کوئی بات بھی نہیں سننا چاہتا تھا۔۔۔ بہن ہیں وہ میری۔۔۔ میرا جب دل کریں گا تو میں اس کے لیے تجھ سے لڑوں گا۔ تجھ سے سوال بھی پوچھوں گا۔ اور تجھے جواب بھی دینے ہوں

گے۔۔۔ کا یان اس کی طرف دیکھتا ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا۔۔۔ اگر تیری جگہ اس کا سگہ بھائی بھی ہوتا تو میں پھر بھی کسی کا جواب دہ نہیں تھا۔۔۔۔۔ اب توں یہاں سے اپنی شکل گم کر میں گھر جا کر سب سے بات کروں گا۔۔۔ ابھی مجھ یونی کنزہ کو پک کرنے جانا ہیں۔۔۔ زیان

گھڑی میں ٹائم دیکھتا ایک ایک لفظ چباتا وہاں سے نود و گیارہ ہوا تھا۔۔۔۔۔
اس کے جاتے ہی کایان مسکراتا حور کو اپنے ذہن میں تصور کرتا باہر کی
طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ اسے زیان کے لیے بھی بہت خوشی ہوئی تھی۔۔
اس وقت شاہ حویلی میں دوپہر کے ایک بج رہے تھے۔۔۔ سب لوگ
ہی جاگ چکے تھے۔۔۔ کنزہ بھی پیپر دیتی سیدھا شاہ حویلی ہی آئی
تھی۔۔۔۔ اس نے زیان کا انتظار نہیں کیا تھا۔۔۔ بشری بیگم اس وقت
اپنے کمرے میں موجود تھی اور کنزہ بھی ان کے ساتھ ہی تھی۔۔۔ وہ
کنزہ کے چہرے پہ یہ بدلے بدلے رنگ دیکھ رہی تھی۔۔۔ انہوں نے
ایک عمر گزاری تھی۔۔۔ انہیں سب کچھ سمجھ آ رہا تھا۔۔۔ اب وہ کنزہ کو
بار بار دیکھتی پریشانی سے اپنی نظریں پھیر رہی تھی۔۔۔ کنزہ کی گردن
پہ وہ محبت کے نشانات دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ اس کا اتنا سچ کر آنا نہیں سمجھ
نہیں آ رہا تھا۔۔۔ وہ پہلے کبھی بھی اس طرح کی ڈریسنگ کر کے شاہ

حویلی نہیں آئی تھی۔۔۔ کنزہ بھی بشری بیگم کی نظریں بار بار خود پہ
محسوس کر کے پریشان ہو رہی تھی۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیوں
اسے دیکھ رہی ہیں۔۔۔

کنزہ کو اس روپ میں دیکھ کر بشری بیگم میں ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ
وہ اس سے پوچھ پاتی کہ وہ اس کی شادی ہو گی ہیں۔۔۔ انہیں یہی لگ رہا
تھا کہ اس کے ماں باپ کے مرنے سے پہلے اس کا نکاح ہوا ہوا ہوں
۔۔۔ اور اب اپنی حفاظت کے لیے اس نے رخصتی کروالی ہوں۔۔۔
اگر ان کی سوچ سچ تھی تو ان کے بیٹے کا کیا بنے گا۔۔۔ وہ زیان کو لے کر
بہت زیادہ پریشان ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ اسے زندگی میں پہلی بار کوئی لڑکی
پسند آئی تھی اگر وہ بھی نامی تو ان کے بیٹے کا کیا بنے گا۔۔۔ یہ سب
سوچتے ہی وہ نیند کی وادیوں میں چلی گی تھی۔۔۔

ان کو سوتا دیکھ کنزہ نے شکر کا سانس لیا تھا۔۔۔ وہ ان کی نظروں سے بہت زیادہ کنفیوز ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ اپنی سب سوچوں کو جھٹلاتی اپنے اگلے پیپر کی تیاری کرنے لگ گئی تھی۔۔۔ اس کی زندگی میں جو کچھ ہو گیا تھا اس کو بھول کر اپنی نئے والی زندگی سنوارنی تھی۔۔۔

دعا جس نے پوری رات اور اب ایک بجے تک اپنے کمرے میں بیٹھ کر آیان کا انتظار کیا تھا لیکن وہ نہیں آیا تھا۔۔۔ اس کو آیان پر جی بھر کر غصہ آیا تھا۔۔۔ جو صرف اپنے چالیس کڑور کا غم سینے سے لگا کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔ وہ جلتی کڑھتی خود ہی اٹھ کر اس کے کمرے میں گئی تھی۔۔۔ وہ اس وقت پنک کالر کے ٹروازر اور پنک ہی کھکی شرٹ میں ملبوس تھی۔۔۔ بالوں کا اس نے رف سا جوڑا بنایا ہوا تھا۔۔۔ وہ اس وقت کہی سے بھی ایک دن کی منکوحہ نہیں لگ رہی تھی۔۔۔ وہ آیان کے کمرے کا دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔ آیان کہی بھی اسے نظر نہیں آیا تھا البتہ

اسے واشروم سے پانی گرنے کی آواز ضرور آرہی تھی۔۔۔۔۔ دعا پانی
گرنے کی آواز سنتی آیان کے کمرے کا دروازہ لاک کرتی آنکھوں میں
شرارت لیتی واشروم کی طرف بڑھی تھی۔۔۔ واشروم کا دروازی بھی
اس وقت ان لاک تھا۔۔۔ وہ دبے پاؤں اندر داخل ہوتی آیان کے پیچھے
جا کر کھڑی ہوئی تھی۔۔ آیان اس وقت خود پر اچھے سے ٹاول لپیٹ کر
باہر آنے کی تیاری کر رہا تھا۔۔۔۔۔ بھورے بالوں سے پانی ٹپک کر اس
کے سکس پیک پر گر رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ اس وقت ایک چھوٹے سے ٹاول
سے اپنے دونوں ہاتھ اوپر کر کے اپنے بھورے بال خشک کر رہا تھا
۔۔۔ رات پتا نہیں اسے کس پہر نیند آئی تھی۔۔۔ اس کا بھی دل کر رہا تھا
کہ وہ دعا سے اپنی منکوحہ کی حثیت سے ملاقات کر آئے لیکن اس کی
نکاح کے دوران اجنبیت دیکھتا وہ اپنے آپ کو روک گیا تھا۔۔۔ اب اس
کی آنکھ کھلی تھی وہ اس لیے اس وقت شاور لے رہا تھا۔۔۔۔۔ شاور لینے

کے بعد اس کا دعا سے ملنے کا ارادہ تھا دعا اس کا اپنے ہی خیالوں میں مگن
دیکھتی اس کے دونوں بازوؤں کو نیچے سے گزارتی اس کو سینے پہ اپنے
دونوں ہاتھ باندھتی اس کی دودھیا چٹائی کمر پہ اپنے لب رکھتی آیان کو
بوکھلانے پی مجبور کر چکی تھی۔۔۔

آیان کے منہ سے چیخ نکلتی رہ گئی تھی۔۔۔۔۔ دعا اس کی ڈھڑکنیں
تیز ہوتی محسوس کرتی زور سے کھلکھلائی تھی۔۔۔۔۔ آیان کا چہرہ اس
وقت بالکل ہی سرخ تھا۔۔۔ ڈھڑکنیں ابھی تک اس کی تیز تھی۔۔۔ وہ
اس اچنک افتاد پہ ڈر گیا تھا۔۔۔ کیونکہ ہمارا چھوٹا شاہ بہت ہی کمزور دل کا
مالک تھا۔۔۔ دعا کو ہنستے دیکھ وہ اس کو کلائی سے جکڑتا اپنے سامنے کرتا
ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر دوسرے ہاتھ سے اس کی بالوں کو گڈی
سے پکڑتا اس کے لبوں کو اپنی قید میں لے گیا تھا۔۔۔ وہ ایسے اسے قریب
آکر اس کے جواں جذباتوں کو بھڑکا چکی تھی۔۔۔ وہ اس کے لبوں پہ اپنی

سد تیں نچھاور کر رہا تھا۔۔۔ دعا اپنا سانس بند ہوتا محسوس کرتی اس کا
ساتھ دینے لگ گئی تھی۔۔۔ وہ آہستہ آہستہ اب آیان سے سانسیں لے
رہی تھی۔۔۔

اس کو اپنا ساتھ دیتا دیکھ آیان خود کو روک چکا تھا۔۔۔ اب دعا بہت ہی
نرمی سے اس کی سانسیں پی رہی تھی۔۔۔ آیان بس اس کی کمر کو بے
باکی سے چھو رہا تھا۔۔۔ اب اس کے پاس پورا پورا حق تھا اس کو چھونے کا
۔۔۔ دعا کو اپنے لبوں کا جام پیتا دیکھ کر آیان کے جسم میں سپارک اٹھ
رہے تھے۔۔۔۔۔ وہ بڑے ہی مشکل سے اپنے اوپر قابو پا کر کھڑا تھا
۔۔۔ دعا پچھلے دس منٹوں سے بڑی نرمی سے اس کی سانسوں کو پی رہی
تھی۔۔۔ اسے یہ بھی محسوس نہیں ہوا تھا کہ آیان کب سے صرف اس
کو محسوس کر رہا ہیں

وہ اس کا ساتھ نہیں دے رہا۔۔۔ دعا اپنی سانسیں کم پڑتی محسوس کرتی
اس سے ایک لمبی سانس لیتی پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ اب وہ ایک نظر
آیان کو دیکھتی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر
رہی تھی۔۔۔ اس کے سانس لینے کے عمل کی وجہ سے اس کے نشیب
و فراز ایک خوبصورت

سامنظر پیش کر رہے تھے۔۔۔ یہ منظر دیکھتے ہی آیان کی نکھیں خمار
آلودہ ہوئی تھی۔۔۔ دعا اس کی نظریں اپنی ڈھڑکنوں کے مقام پر
محسوس کرتی کانوں کی لوں تک سرخ پڑی تھی۔۔۔ وہ جس نظروں
سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ دعا کو لگ رہا تھا کہ اس نے یہاں کر غلطی کر
دی ہیں۔۔۔ اس وقت وہ صرف ایک عام لڑکی کی طرح اس کے سامنے
کھڑی تھی۔۔۔ اسے اپنا چینج بلکل بھی یاد نہیں تھا۔۔۔ جو اس نے
آیان کے ساتھ کیا تھا۔۔۔ آیان اس کو سرخ پڑتا دیکھ کر گہرا مسکرایا

تھا۔۔۔ یہاں پہ کیا کرنے آئی ہوں۔۔۔ آیان اس کو اپنے نزدیک کرتا
اس کے بدن کی ناز کی اچھے سے محسوس کرتا سرد برفیلے لہجے میں پوچھ
رہا تھا۔۔۔ اس کے سرد لہجے پہ دعا نے اسے گھور کر دیکھا تھا
۔۔۔ ابھی تک اس نے اپنے چالیس کڑوڑ کا غم منایا ہوا تھا۔۔۔ میں
یہاں اس لیے آئی ہوں تاکہ تمہیں یاد دلا سکوں کہ تمہاری ایک عدد
منکوحہ بھی ہیں جو پوری رات تمہارا انتظار کرتی رہی ہیں کہ وہ اس سے
ملنے آئے گا لیکن مجھے نہیں پتا تھا تمہیں مجھ سے زیادہ اپنے چالیس کڑوڑ
پیارے ہیں۔۔۔

دعا اس کے سینے پہ اپنے دانت گاڑھتی چالیس کڑوڑ کا طنز کرتی ہوئی بولی
تھی۔۔۔ اس کے طنز پہ آیان نے غصے سے اپنی آنکھیں گھمائی
تھی۔۔۔ اسے کیا پتا تھا کہ اسے چالیس کڑوڑ سے زیادہ اپنی سبز
آنکھوں والی بے باک منکوحہ ہی پسند تھی۔۔۔ اگر میں رات تمہارے

پاس آجاتا تو میں کیا کر جاتا یہ مجھے بھی پتا نہیں ہیں اور بعد میں تمہیں ہی شکایت رہنی تھی مجھ سے اور رہی بات چالیس کڑور کی تو وہ چالیس نہیں بیا لیس کڑور تھا۔۔ جو میں رخصتی ہونے کے بعد تم سے اپنے طریقے سے وصول کروں گا۔۔۔

آیان اس کو کمر سے پکڑتا ہاتھ ٹب میں نرمی سے گراتا اس پر سایہ فلن ہوتا بے باکی سے بولا تھا۔۔ اس کے ایکٹ اور بات پہ دعا کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔۔ ہاتھ ٹب میں گرنے کی وجہ سے اس کے کپڑے گیلے ہو گئے تھے۔۔۔

جس کی وجہ سے اس کا نشیب و فراز اور بھی خوبصورت سا منظر پیش کر رہے تھے۔۔ آیان اس کو لپچائی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس کو اپنی طرف دیکھتا پا کر دعا نے خود کو گالیوں سے نوازا تھا اسے کیا ضرورت تھی یہاں پر آنے کی۔۔۔

اب وہ جس نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا اس کی جان ہوا ہورہی
تھی۔۔۔۔ اس کے ہاتھ پوری طرح اپنا حق اس پر جتا رہے تھے۔۔۔ وہ
اس کی بے باکیوں کو روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ آیان باٹھ ٹب
میں شیمپو گراتا ایک ہی جھٹکے میں اپنا ٹاول نکالتا اس اپنے سینے پہ لٹا گیا
تھا۔۔۔ اس کے اس ایکٹ پہ دعا کی آنکھیں مکمل طور پر پھیلی
تھی۔۔۔ تو کیا وہ اس سے اپنا حق لے گا۔۔۔ یہ سوچتے ہی اس نے
اپنے ہاتھ اس کے سینے پہ رکھ کر مزاحمت شروع کی تھی۔۔۔ وہ اس کے
اوپر سے اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ آیان ایک ہاتھ اس کی کمر پہ
رکھتا اس کو مضبوطی سے اپنے سینے میں سماتا اس کو ہر پردے سے جدا کر
گیا تھا۔۔۔

آ۔۔۔ یان۔۔۔ کیا۔۔۔ کر رہے۔۔۔ ہوں۔۔۔ مجھے جانے دوں میں بس تم
سے ملنے آئی تھی۔۔۔ دعا اس کی بڑھتی گستاخیوں پہ اپنے لہجے پہ قابو

پانی منت بھرے انداز میں بولی تھی۔۔۔۔۔ آیان اس کو دیکھتا اپنی
آنکھوں میں خمار کی سرخی لیے اس کی

ڈھڑکنوں پہ جھکا تھا۔۔۔ وہ اس کی ڈھڑکنوں کو اپنی شدتوں سے سرخ
کرتا اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس وقت مقابل کا پورا وجود
اس کی ذرا سی قربت میں سرخ ہو گیا تھا۔۔۔ اگر دعا کو زرا سا بھی اپنا
چیلنج یاد ہوتا تو وہ اس کا لال ٹاٹر کر دیتی۔۔۔۔۔ چپ کر کے لیٹی رہی ہوں
یہاں پہ یہ جو تم نے میرا بیا لیس کر ڈور ایک منٹ میں ختم کیا ہیں اس کا
زرا سادہ مود کھادوں تمہیں۔۔۔ آیان اپنے وجود کو اس کی گہرائیوں
کے ساتھ لگا کر محسوس کرواتا اس کی گہرائیوں پہ اپنے وجود کو سیٹ کرتا
ڈھڑکنوں پہ اپنے دانت گاڑتا بے باک لہجے میں بولا تھا۔۔۔

اس کے دانت گاڑنے اور اتلے بے باک ایکٹ پہ دعا کی سسکی بلند
ہوئی تھی جس کا وہ اپنے لبوں میں ہی گلا گھونٹ گیا تھا۔۔۔ مقابل کو اس

سے اتنی زیادہ بے باکی کی امید نہیں تھی۔۔۔۔۔ لیکن وہ شاید بھول رہی
تھی کہ وہ سید زیان زیان علی شاہ کا بھائی ہیں جس کو سب بے باکی میں
اپنا استاد مانتے ہیں۔۔۔ اگر رو مینس پر اس جو لیکچر دینا ہوتا تو سید زیان
علی شاہ آج بہت بڑا پروفیسر ہوتا رو مینس کا۔۔۔۔۔ وہ ابھی تک اس
کی ڈھڑکنوں میں منہ چھپائے بہت ہی زیادہ گستاخیاں کر رہا تھا۔۔۔ دعا کا
رنگ زرد پڑتا دیکھ کر اس نے اپنا وجود اس کے وجود سے جد کر دیا تھا
۔۔۔۔۔ وہ اس کے ساتھ اپنے بے باک گستاخیاں کر رہا تھا۔۔۔۔۔ اس
کے ہاتھ پورے وجود پہ اپنی من مرضیاں کر رہے تھے۔۔۔ وہ اس کہ
حالت خراب دیکھتا اپنے وجود پر ساتھ پڑا طاول لپیٹتا باہر نکلتا ایک اور بڑا
گیا تھا۔ وہ ساٹاول نکالتا دعا کو کمر سے اٹھاتا اس کے گرد اچھے سے لپیٹ
اس کو اپنی باہوں میں بھرتا کمرے میں لاتا بیڈ پر لٹا گیا تھا۔۔۔ خود

ڈریسنگ روم میں بند ہوتا بلیک ٹروازر پہن کر باہر آیا تھا۔۔۔ اس کے ہاتھ میں ایک بلیک رنگ کی شرٹ تھی۔۔۔

دعا کے پاس آتا اس کو اٹھاتا اس کو شرٹ پہناتا اس کو اپنے سینے میں بھینچ گیا تھا۔۔۔ دعا اس کے بے باک روپ سے اتنا زیادہ ڈر گئی تھی کہ اس میں ہمت نہیں ہو رہی تھی وہ کچھ بول پاتی۔۔۔۔

اب آرام سے سو جاؤ کچھ ہی دیر میں تمہیں تمہارے کمرے میں چھوڑ آؤ گا۔۔۔ آیان اس کے ساتھ بے باک گستاخیاں کرتا گھمبیر آواز میں بولا تھا اس کی بات پہ مقابل نے جلدی سے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔ اس وقت رات کے ساڑھے نو بج رہے تھے۔۔۔۔ جب زیان جلدی جلدی قدم اٹھاتا شاہ حویلی میں داخل ہوا تھا۔۔۔ وہ کنزہ کو یونی سے پک کرنے گیا تھا۔ لیکن وہ اس کو وہاں ناپا کر اپنے آفس واپس چلا آیا تھا۔۔۔ اب اسے پتا چلا تھا کہ کنزہ شاہ حویلی آئی تھی یونی کے بعد۔۔۔ وہ

نہیں چاہتا تھا کہ وہ حویلی آکر کوئی کام کرتی۔۔۔ پوری رات اس نے اس کی شدتیں سہی تھی۔۔۔ صبح کے وقت بھی اس کی شدتیں سہتی وہ نڈھال ہو چکی تھی۔۔۔ اس کے بعد یونی جانا۔۔۔ وہ دیکھ سکتا تھا کہ اس کی آنکھیں نیند سے بو جھل تھی۔ اس لیے وہ چاہتا تھا کہ وہ اس لینے جائے گا اس کو شاہ حویلی کے بجائے وہ سیدھا اس کے گھر چھوڑ کر آئے گا تاکہ وہ اپنی نیند پوری کر سکیں۔۔۔ سب سے بڑی بات وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کا یہ خوبصورت روپ کوئی اور دیکھے۔۔۔ ابھی وہ شاہ حویلی داخل ہی ہوا تھا جب اس کی ٹکر کایان سے ہوئی تھی۔۔۔۔۔ کایان کے چہرے پہ اس وقت دنیا جہاں کی پریشانی تھی۔۔۔ جیسے کچھ بہت بڑا راز پتا چلا ہیں اسے۔۔۔ زیان اوپر جانے کی بجائے کایان کے پاس ہی رک گیا تھا۔۔۔ کہاں جا رہا ہیں اتنی جلدی میں۔۔۔ کایان اپنی پریشانی کو سائیڈ پہ رکھتا اس سے سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔۔ اسے معلوم بھی تھا کہ وہ

کنزہ کے پاس ہی جا رہا ہیں۔۔ لیکن وہ اسے باتوں میں الجھا کر اسے روکنا چاہتا تھا۔ میں کنزہ کو گھر چھوڑنے جا رہا ہوں اس لیے اسے اوپر سے بلانے جا رہا تھا۔۔ زیان اس کو بتاتا اوپر کی طرف جا رہا تھا اس سے پہلے وہ اس سے دور جاتا کایان جلدی سے بولا تھا۔۔ اس کی بات پہ زیان کی آنکھوں میں خوں اتر رہا تھا۔۔

اس کو ضارب چھوڑنے چلا گیا ہیں۔۔ اس لیے توں میرے ساتھ آ ہم مل کر باتیں کرتے ہیں اور کوئی اچھی سی فلم بھی دیکھتے ہیں۔۔ کتنے دن ہو گئے ہیں ہم نے انجوائے نہیں کیا۔۔ کایان اس کو دیکھتا شریر لہجے میں بولا تھا۔۔

نہیں پھر کبھی۔۔ ابھی مجھے ایسا لگ رہا ہیں کہ اگر میں نے کنزہ کو نادیکھا تو میرا سانس تک نہیں آئے گا۔۔ زیان اس کو کندھے پہ ہاتھ رکھتا جلدی سے بولتا باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔ یہ بھی سچ تھا کہ وہ ضارب

کو چھوڑنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔۔۔ اس سے پہلے وہ کنزہ کو سزا دینے کا
ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

زیان اس وقت کنزہ کے گھر کے باہر کھڑا اندر جانے کا کوئی راستہ ڈھونڈ
رہا تھا۔۔۔ ضارب کو اس نے راستے میں جاتا ہوا دیکھ لیا تھا۔۔۔ اس کا
فل حال اس کے منہ لگنے کا کوئی موڈ نہیں تھا اس لیے وہ سیدھا کنزہ کے
پاس آیا تھا۔۔۔ وہ چاہتا تو بیل بجا کر ہی اندر جا سکتا تھا لیکن وہ اس
سپرائیز کرنا چاہتا تھا۔۔۔ اس لیے وہ اپنی جیب سے ایک چھوٹی سی کوئی
چیز نکالتا دھردھردی کھتا اس لاک میں لگا کر گھنا گیا تھا۔۔۔ کچھ ہی پل
میں دروازہ کھل چکا تھا۔۔۔ وہ پھر سے چاروں طرف نظریں ڈوڑاتا اندر
داخل ہوتا دروازہ لاک کر چکا تھا۔۔۔ گھر میں داخل ہوتے ہی اس نے

لکھا ہوا kinza's room نظر ایک روم پر پڑی تھی جس کے اوپر
تھا۔۔۔ وہ یہ پڑھتا مسکراتا ہوا اس کے روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔
یہ گھرتین کمروں پر مشتمل تھا۔۔۔ ایک بہت ہی خوبصورت سالانچ
تھا۔۔۔ ایک اوپن کچن موجود تھا اس کے پاس ہی ڈائینگ ٹیبل بھی
موجود تھی۔۔۔۔۔ یہ گھر بہت چھوٹا سا تھا مگر بہت ہی خوبصورت
طریقے سے سجایا گیا تھا۔۔۔

زیان کنزہ کا کمرہ ان لاک دیکھتا دے پاؤں اندر داخل ہوا تھا۔۔۔ وہ
دیکھنا چاہتا تھا کہ اس کی بیوی کیا کر رہی ہیں۔۔۔۔۔ اسے جتنا اس پر غصہ
تھا ناب اتنا ہی اس کی قربت کا سوچ کر وہ غصہ ہوا ہو گیا تھا۔۔۔ اس کا
انگ انگ اس میں سمانے کے لیے بے تاب ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

ایک ہی دن میں وہ اس کا نشہ بن چکی تھی۔۔۔۔۔ اس کی قربت کے لیے
وہ مر رہا تھا۔۔۔ اس کو ایسا لگ رہا تھا اگر وہ اگلے کچھ لمحوں میں اس کی

روح میں سرایت ناکر پایا تو وہ مر جائے گا۔۔۔ کنزہ کی کم عمری اور اس کی خوبصورت اسے اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔۔۔

ابھی وہ اندر داخل ہی ہوا تھا جب سامنے کا منظر دیکھ کر اس کو فضا میں آکسیجن کی کمی محسوس ہونے لگی تھی۔۔۔ ایسا لگ رہا تھا اس کا دل پسلیاں ٹور کر باہر آجائے گا۔۔۔ وہ اپنی وائٹ شرٹ کے بٹن کھولتا خود کو نارمل کر رہا تھا۔۔۔

کنزہ جو ابھی شاور لے کر آئی تھی۔۔۔ اس وقت وہ پاؤں کو چھوٹی سلک کی نائٹی میں موجود تھی۔۔۔ جس سے اس کا دودھیا پیٹ صاف واضح دکھائی دے رہا تھا۔۔۔ اس کے دودھیا بازو پوری آب تاب سے چمک رہے تھے۔۔۔

اس کے نیچے اس نے وائٹ سٹریپ ہی پہنی تھی۔ جو صاف نظر آرہی تھی۔۔۔۔۔ زیان کو یہاں دیکھ کر وہ کھٹک کر مڑی تھی۔۔۔ اس وقت

وہ جو انے گیکے بالوں کو سکھار ہی تھی۔۔۔ زیان کو یو اچانک دیکھ کر
ڈرائر اس کے ہاتھ سے نیچے گرا تھا۔۔۔

گیلے بال اس کی پشت پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔ جس کی وجہ سے اس
کی بل کھاتی کمر اپنے نظارے کروار ہی تھی۔۔۔ اس خوبصورت نائٹی میں
اس کی دی گئی سوغاتیں پوری آب و تاب سے چمک رہی تھی۔۔۔ زیان
کو یہاں دیکھتے کنزہ کو سانس لینے میں تکلیف ہو رہی تھی۔۔۔

اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا وہ یہاں بھی آئے گا۔۔۔ گہرے
گہرے سانس بھرنے کی وجہ سے اس کا جسم اور بھی زیادہ دلکش لگ رہا
تھا۔۔۔۔۔ زیان یہ منظر دیکھتا پاگل ہوتا اہنی شرٹ کے سارے بٹن
کھول چکا تھا۔۔۔

ایک کی اس کی قربت پانے کے لیے سانس لینے میں کمی ہو رہی
تھی۔۔۔ جب کہ مقابل کی اس کی قربت سے خوف سے سانس بند ہو

سوچتے ہی اس کی جان ہوا ہورہی تھی۔۔۔۔ اس کا چہرہ خوف سے زرد
پڑ رہا تھا۔۔۔ اس میں اسے برداشت کرنے کی ہمت نہیں
تھی۔۔۔ زیان اس کی نائیٹی ایک ہی جھٹکے میں اتارتا اس کے پورے
بدن پہ اپنے لب رکھ کر اس کے جسم کو مہکا رہا تھا۔۔۔ اس وقت مقابل
کے بدن پر صرف ایک وائٹ رنگ کا چھوٹا سا پردہ رہ گیا تھا۔۔۔ وہ چھوٹا
سا پردہ بھی اس کے خوبصورت خدو خال کو چھپانے
کے لیے ناکافی تھا۔۔۔ اس میں اس کے نشیب و فراز ایک بہت ہی
خوبصورت سا منظر پیش کر رہے تھے۔۔۔ زیان اس کے پیٹ پر لب
رکھتا اوپر کی طرف آتا اس کی ڈھڑکنوں پہ جھکتا اس کی جان لینے کے درپہ
تھا۔۔۔ اس کے سر پر آج ایک جنون سوار تھا۔۔۔ وہ اس کی ڈھڑکنوں
پہ اپنی جنونی شدتیں نچھاور کرنے کے بعد اس کے لبوں کو اپنی گرفت
میں لیتا اس کو بے بس کر گیا تھا۔۔۔ وہ قطرہ قطرہ اس کی سانسیں اپنے

اندرانڈیل رہا تھا۔۔۔ وہ اس کو سانس لینے کی مہلت بھی نہیں دے رہا
تھا۔۔۔ اپنی بند ہوتی سانسوں کو دیکھتے اس نے زیان کی پشت پر اپنے
ناخن گاڑھے تھے۔۔۔۔۔ زیان اس کی سانسوں کو آزادی بخشا اس کی
ڈھڑکنوں پہ جھکا تھا۔۔۔ اس کے وجود کے اس خوبصورت اور نرم
ونازک حصے پہ اسے اپنی سوغاتیں دیکھنا بہت زیادہ پسند تھی۔۔۔۔۔
ز۔۔۔۔۔ زیان۔۔۔۔۔ کنزہ اپنی بھاری ہوتی سانسوں کو مشکل سے سنبھالتی
اسے پکار رہی تھی جو کچھ ہی دیر میں اس کی جان لبوں پہ لے آیا
تھا۔۔۔ وہ اس کو اس کا صبح کے وقت ڈریسنگ روم میں کیا گیا پرومسیاد
کرانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

جی جان زیان۔۔۔۔۔ زیان اس کی ڈھڑکنوں سے اپنا چہرہ نکالتا محبت سے
بھرپور لہجے میں بولا تھا۔۔۔ اس کی ہاتھ کی بے باکیاں اس کی گہرائیوں
میں گھومتی اس کی جان نکال رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ بار بار اپنی ٹانگوں سے

مزاحمت کرتی اس کو روک رہی تھی۔۔ لیکن اس کے روکنے پہ اس کے ہاتھ اور زیادہ شدت کر گزرتے تھے۔۔۔

آپ۔۔۔ نے۔۔۔ کہاں۔۔۔ تھا۔۔۔ کہ۔۔۔ آپ۔۔۔ میری۔۔۔ مرضی۔۔۔ کے۔۔۔ بغیر۔۔۔ نہیں۔۔۔ کریں۔۔۔ گے۔۔۔ کنزہ اس کے دیکھنے پہ اپنا نچلے لب کترتی الجھن بھرے لہجے میں بولی تھی۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیسے اسے روکے۔۔۔ اس کی بات پہ زیان نے اسے نا سمجھی سے دیکھا تھا۔۔۔

کیا نہیں کروں گا میری جان۔۔۔۔۔ زیان خود کو ہر پردے سے آزاد کرواتا اس کی ٹانگوں کو اپنی پشت کے گرد لاک کرتا اس کی ٹانگوں کے درمیان اپنی جگہ بناتا سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔۔ اسے سمجھ آ گی تھی کہ وہ کیا کہنا چاہ رہی ہیں لیکن اب یہاں سے دور جانا

اس کے لیے موت کو گلے لگانے کے مترادف تھا۔۔۔ اگر اب وہ اس کے اتنے نزدیک ہو کر پیچھے ہٹ جاتا تو اس کی سانس رک سکتی تھی۔۔۔ وہ اس کی روح میں سمانے کے لیے تڑپ رہا تھا۔۔۔ اس کی ایکٹ پر اور اس کی پوچھے گئے سوال پر کنزہ نے اپنی آنکھیں زور سے مینچی تھی۔۔۔ آنکھیں کھولوں۔۔۔ زیان اس کو اپنی آنکھیں بند کرتا دیکھ کر سرد لہجے میں بولا تھا۔۔۔ وہ اس کو آج اپنی قربت میں مہکا چاہتا تھا۔۔۔ وہ چاہتا تھا کہ پہلی بار وہ جب اس کے نزدیک گیا تھا۔۔۔ تب صرف اس کی آنکھوں میں خوف تھا۔۔۔ اب اسے خوف کے ساتھ اس کی گرے آنکھوں میں کچھ اور بھی نظر آ رہا تھا۔۔۔ اس لیے وہ چاہتا تھا کہ وہ آج اسے محسوس کریں۔۔۔ اس کا ساتھ دیں جو اس زندگی میں تو ناممکن کاموں میں سے ایک ہونے والا تھا۔۔۔ اس کی آنکھیں ہنوز بند دیکھتا اس کی گہرائیوں میں ٹھوڑا سا اترتا اس کو اپنی شدت سے

سکی لیتی آنکھیں پٹ روشناس کروا رہا تھا۔۔۔ اس کی شدت پہ کنزہ
سے کھول گئی تھی۔۔۔ مقابل کا خوف اس کی رگوں میں کنڈلی مار کر بیٹھ
گیا تھا۔۔۔ زیان اس کی ٹانگیں ایک بار پھر اپنی پشت کے گرد لاک
کرتا اس کی ڈھڑکنوں پہ جھکا تھا۔۔۔ مجھے یاد ہیں میری جان اپنا پر اس پر
کیا کروں تمہارا یہ دو آتشہ روپ دیکھ کر میں بہک رہا ہوں۔۔۔ تم جب
سے میری زندگی میں آئی ہوں میں بہکا بہکا سار ہنا لگا ہوں۔۔۔ مجھے
سمجھ نہیں آتا میں کیا کر رہا ہوں۔۔۔ سوچتا کچھ ہوں۔۔۔ کرتا کچھ
ہوں اور ہو کچھ جاتا ہیں۔۔۔

اگر میں سیدھی طرح بولوں تو تم نے مجھے پاگل کر دیا ہیں۔۔۔ اب
اگر میں یہاں سے پیچھے گیا تو میری جان جانے کا خطرہ ہیں۔۔۔ زیان
اس کی بدن کے حساس حصے میں اپنے ہاتھ کی گستاخیاں کرتا سنجیدگی سے
بول رہا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں خمار کی سرخی چھائی ہوئی تھی۔۔۔

کنزہ بس اپنی سانس روکے اس کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ زیان لگ ہی نہیں رہا تھا جس سے پوری دنیا ڈرتی ہیں یہ تو کوئی اور ہی معلوم ہو رہا تھا۔۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں اپنی طلب دیکھتی نظریں جھاگی تھی۔۔۔ ادھر دیکھوں میری طرف!!! میں جانتا ہوں کہ میں نے تمہارے ساتھ زبردستی نکاح کر کے اچھا نہیں کیا!!!! لیکن میں کیا کرتا اس دن جب تمہیں مجھے ٹھکرا کر گئی تھی!!!! مجھے لگ رہا تھا میں تمہیں ہمیشہ کے لیے کھودوں گا!!!! اس لیے مجھے مجبوری میں یہ سب کرنا پڑا!!!! اور میں وعدہ کرتا بہت جلد میں سب گھر والوں کو اپنے نکاح کے بارے میں بتا دوں گا۔۔۔ فل حال ٹھوڑا سا صبر کروں اور میرا یقین بھی!!!! ایک وجہ ہیں جس کی وجہ سے میں نے یہ نکاح چھپایا ہوا ہیں۔۔۔ میں جس دن سب کو بتاؤں گا اس دن ہم ایک بار پھر سب کے سامنے دوبارہ نکاح کریں گے۔۔۔۔ اور ایک بار پھر گولڈن نائٹ منائے گے۔۔۔ کنزہ جو اپنی

گرے آنکھوں کو بڑا کر کے زیان جو سن رہی تھی۔۔۔ اس کے دل و
دماغ میں ایک الگ جنگ چلی ہوئی تھی۔۔۔ دل کہتا ہے کہ اس نے جو
لفظ بھی بولا ہے وہ سب سچ ہیں۔۔۔ جبکہ دماغ کہہ رہا تھا۔۔۔ پوری دنیا
کو اپنے پیروں کی خاک سمجھنے والا آخر کس بات سے ڈر رہا تھا۔۔۔ اسے
کس بات کا خوف تھا!!! وہ جو اسے بڑے غور سے سن رہی

تھی۔۔۔ اس کی آخری بات یہ اس نے اس کے سینے میں چہرہ چھپایا
تھا۔۔۔ اس کے یوں چھپنے پہ زیان کا ایک خوبصورت قہقہہ کمرے کا
زینت بنا تھا۔۔۔ وہ اس کا چہرہ اپنے سینے سے نکالتا اس کے چہرے کے
نقوش کو بڑی ہی نرمی سے چھو رہا تھا۔۔۔ اسے پتا تھا کہ عورت ٹیڑھی
بنائی گئی ہیں اگر وہ اسے سیدھی کرنے کی کوشش کرتا تو وہ پسلی سے
ٹوٹ سکتی تھی۔۔۔ اس لیے اس نے اپنی انا کو سائیڈ پہ رکھ کر اس کے
سامنے جھکا تھا۔۔۔ اس نے اسے یقین دلایا تھا کہ وہ اسے اس کا مرتبہ

ضرور دلائے گا۔۔۔ اس کے لمس پر کنزہ اپنی آنکھیں کھول کر اس کے
چہرے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس اپنی طرف اتنے پیار سے دیکھتا پا کر وہ
گہرا مسکرایا تھا۔۔۔ جس سے اس کا گڑھا اپنی جھلک دکھا رہا تھا۔۔۔ کنزہ
اس کے گڑھے پہ اپنی نظریں گاڑھتی اپنا ایک ہاتھ اس کے گڑھے پہ
لا شعوری طور پر پھیر رہی تھی۔۔۔ اس کے چھونے پہ زیان اپنا سانس
تک روک گیا تھا۔۔۔ وہ بہت ہی نرمی سے اس کے ڈمپل والی جگہ کو چھو
رہی تھی۔۔۔

وہ اس کو چھوتی ہلکا سا مسکرائی تھی۔۔۔ جس سے اس کے دونوں
ڈمپلز اپنی بھرپور نمائش کروا رہے تھے۔۔۔ زیان اس کے ڈمپل دیکھتا
اس کے دونوں ڈمپل والی سائیڈز پہ اپنے ڈانٹ گاڑھتا پیچھے ہوا
تھا۔۔۔ اس کے ڈانٹ گاڑھنے پہ کنزہ سسکی لیتی اس کی گردن پہ ناخن
گاڑھ گی تھی۔۔۔ تم نے مجھے چھوا تو سوچا میں بھی تو تمہارے ڈمپلز کو

چھو سکتا ہوں کیونکہ اب تمہاری ہر چیز میری ہیں۔۔۔ تم سر سے لے کر
پیر تک مکمل طور پر صرف میری ہوں۔۔۔ میں جیسے چاہوں تمہیں چھو
سکتا ہوں۔۔۔۔۔ زیاں ایک بار پھر خود کو اس میں ایڈجسٹ کرتا ہے
باک لہجے میں بولا تھا۔۔۔

اس کی بات پہ کنزہ اس کے سینے میں چہرہ چھپاتی۔۔۔ اور اس کے ایکٹ
میں بیڈ شیٹ مٹھیوں میں جکڑ گئی تھی۔۔۔ آنکھیں اس نے ابھی تک
بھی بند نہیں کی تھی۔۔۔ وہ زیاں کی سبز نگینوں جیسی آنکھوں میں اپنی
آنکھیں گاڑھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ وہ اس کے خوف سے پلکیں تک بھی
نہیں جھپکار ہی تھی۔۔۔

ویسے جب میری سیٹیاں ہوگی تو ہم دونوں کے ڈمپل مل کر ان کے
پاس جائے گے۔۔۔ اور میری سیٹیاں جب مسکرائے گی تو وہ تم سے بھی
زیادہ خوبصورت لگیں گی۔۔۔۔۔ زیاں اس کے لبوں پہ نرمی سے لب

رکھتا شیر لہجے میں بولا تھا۔۔۔ وہ اس وقت کنزہ سے باتیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ وہ اس کو ریلیکس کر کے اس کے بعد اس میں سما نا چاہتا تھا۔۔۔ اس کی بیٹیوں والی بات پہ کنزہ سرخ پڑتی شرم سے آنکھیں جھپکا گی تھی۔۔۔ جب کہ اس کی آخری بات پہ اس نے اپنے ماتھے پہ بل سمیٹ کر زیان کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ اس کو غصہ میں دیکھ کر زیان فتح مندی سے مسکرایا تھا۔۔۔ وہ اس کے چہرے پہ جلن کے آثار دیکھ چکا تھا۔۔۔

میرے بیٹے بھی آپ سے زیادہ خوبصورت ہو گے۔۔۔ کنزہ اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتی اسے خود سے دور کرنے کی تگ و دو میں غصے سے بولی تھی۔۔۔

اس کی بات پہ زیان کا برجستہ قہقہہ کمرے میں گونجا تھا۔۔۔ اس کو قہقہہ لگتا دیکھ کنزہ اپنی بولی ہوئی بات یاد کرتی خفت سے اس کی پشت پہ اپنے

ہاتھ رکھتی اس کو ہگ کرتی اس کے سینے میں چہرہ چھپا گی تھی۔۔۔ جلن
اسے اتنی زیادہ ہوئی تھی زیان کے منہ سے کسی اور کے ساتھ اسے
کمپن کر تے ہوئے اس کی زبان پھسل گی تھی۔۔۔ اب اس کو اتنی زیادہ
شرم آرہی تھی وہ زیان کے سینے میں گھسنے کی کوشش کر رہی
تھی۔۔۔۔ اس وقت اسے اپنی حالت کا احساس بھی نہیں تھا۔۔۔ اس
کے اتنی قربت پر زیان کا دل پہلو میں ڈھڑک رہا تھا۔۔۔

میری جان تم کچھ کرنے دو گی تو میری سیٹیاں اور تمہارے بیٹے اس دنیا
میں آئے گے۔۔۔ زیان اس کو چہرہ اپنے سینے سے نکالتا اس کی خفت مٹاتا
بے باکی سے بولا تھا۔۔۔ اس کی بات پہ مقابل کو اپنے کانوں سے دھوا
نکلتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔۔

اب مجھے اجازت دوں تاکہ میں تم میں اپنی شدتوں کے ساتھ داخل ہو
سکو۔۔۔ یہ زبردستی کرتے ہوئے مجھے مزا نہں آتا۔۔۔۔ زیان اس کی

آنکھوں میں دیکھتا اس سے اجازت طلب کر رہا تھا۔۔۔۔۔ اس کو
زبردستی کرنا اچھا نہیں لگتا تھا۔۔۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ بھی اس سے ایسی ہی
محبت کریں جیسے وہ کرتا ہیں۔۔۔ اس کی بات پہ کنزہ کانوں کی لوں تک
سرخ پڑی تھی۔۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی اب اپنی آنکھیں زور
سے میچتی اس کو اجازت دے چکی تھی۔۔۔۔۔ وہ منع کر کے اللہ کی
عدالت میں جواب دہ نہیں ہونا چاہتی تھی۔۔۔ ناہی اپنے شوہر کے
حقوق سے وہ نظریں چرانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

زیان اس کی آنکھوں میں اجازت دیکھتا فتح مندی سے مسکرایا
تھا۔۔۔ اسے پتا تھا کہ وہ منع نہیں کریں گی۔۔۔ زیان اس کو آنکھیں
موندتا دیکھ اس کی آنکھوں پہ باری باری لب رکھتا اس پر پھر سے ایک بار
سایہ فگن ہوا تھا۔۔۔۔۔

محبوب کی اجازت پہ وہ آج اس پر ٹوٹ کر برسے والا تھا۔۔۔ اس کا آج کوئی ارداہ نہیں تھا اس کو بخشنے کا۔۔۔ وہ آج اس میں آخری حد تک سما کر اپنی ساری تشنگی مٹانا چاہتا تھا۔۔۔ جو مرتے دم تک ختم نہیں ہونے والی تھی۔۔۔ زیان اس کی اجازت ملنے پہ اس کی سٹریپ میں ہاتھ الجھاتا اس کے جسم کا آخری پردہ بھی اس کے تن سے جدا کرتا اس کے لبوں پہ جھکتا اپنی پوزیشن سیٹ کرتا نرمی سے اس میں داخل ہوا تھا۔ اس کی سسکیاں وہ اپنے لبوں سے ہی گھونٹ گیا تھا۔۔۔ تکلیف کی وجہ سے مقابل کی آنکھوں سے آنسو آنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔ وہ بے حد نرمی دکھا رہا تھا لیکن اس کے باوجود بھی وہ اس کو برداشت نہیں کر پار رہی تھی۔۔۔

ریلیکس کنو۔۔۔ وہ اس کے آنسو اپنے لبوں سے چٹتا اس کے دونوں ہاتھوں میں اپنی انگلیاں الجھاتا ایک ہی جھٹکے میں شدت سے اس کے

وجود کا حصہ بنا تھا۔۔۔۔۔ وہ اپنے عمل میں شدت لاتا اس کی جان لبوں پہ
سجا گیا تھا۔۔۔ اس کے یوں شدت سے سمانے کی وجہ سے اس کا پورا
وجود حرکت کرتا گہری گہری سانس بھر رہا تھا۔۔۔ اس کے سانس لینے
کے عمل کی وجہ سے اس کے جسم کے خدو خال اور بھی زیادہ
خوبصورت منظر پیش کر رہے تھے۔۔۔ وہ مزید بہکتا اس میں آخر تک
سما گیا تھا۔۔۔ وہ اس میں شدت سے سماتا اس کے چودہ طبق روشن کر چکا
تھا۔۔۔ کنزہ اس کی گردن اور پشت پر بار بار ناخن گاڑھتی اسے روکنے
کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ لیکن آج زیان کا کوئی ارادہ نہیں تھا اس پہ
رحم کھانے کا۔۔۔ اس کے اس بے رحم عمل پہ دونوں کی سانسیں
پھول چکی تھی۔۔۔

اتنی زیادہ گرمی میں اے سی بھی ان کے ملن اور زیان کی شدتوں پر کوئی
کام نہیں کر رہا تھا۔۔۔ ان دونوں کا وجود ہی پسینے سے بھیگ چکا تھا

۔۔۔ ان کو تقریباً تین گھنٹے ہو چکے تھے۔۔۔ لیکن زیان نے اسے اپنی شدتوں سے آزادی نہیں بخشی تھی۔۔۔

وہ اس کی ڈھڑکنوں پہ جھکا وہاں پہ اپنے لب رکھتا تو کبھی اپنے دانت گاڑھ کر اس کو سکھنے پہ مجبور کر رہا تھا۔۔۔ کنزہ کا پورا بدن تھکاوٹ سے چور ہو چکا تھا۔۔۔ اس کی کمر میں بہت زیادہ درد اٹھ رہا تھا۔۔۔ اس کے مزاحمت کرتے ہاتھوں کو زیان نے اس کی پونی سے اس کے سر کے اوپر سے گزار کر باندھ دیا تھا۔۔۔ اب وہ کوئی بھی مزاحمت نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔ اس گرے آنکھیں اس وقت بند تھی۔۔۔ اس کی نکھیں نیند سے بو جھل ہو گئی تھی۔۔۔ کل رات بھی وہ اس کی شدتوں میں رہی تھی۔۔۔ اور آج تو خود اس نے اپنے پیر پہ کلہاری ماری تھی۔۔۔

زیان۔۔۔ بس۔۔۔ کریں۔۔۔ پلیز۔۔۔ وہ اپنی آنکھیں کھولتی اس کو اپنے کام میں مگن دیکھتی لڑکھڑاتے لہجے میں لیکن اونچی آواز میں بولی

تھی۔۔۔۔ اس نے اپنی شدتوں میں کمی کر دی تھی لیکن اس کو خود سے جدا نہیں کیا تھا۔۔۔

اس کی معصومیت بھری آواز سنتا زیان نے اس کی ڈھڑکنوں میں سے سراٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا لیکن وہ اس کے دیکھنے پہ اپنی آنکھوں میں شکوہ لیتی نظریں پھیر گئی تھی۔۔ اس کے شکوے پہ زیان اپنے عمل میں ایک بار پھر سے شدت لاتا اس کو بوکھلانے پی مجبور کر گیا

تھا۔۔۔ ایسی کوئی جگہ نہیں تھی جہاں اس نے اپنے بوسوں کی بو چھاڑنا کی ہوں۔۔۔ اس کے پورے بدن کو اپنے لمس سے مہکا رہا تھا۔۔۔ وہ اس کی شدتوں پہ نڈھال ہوتی اب اپنی نکھیں زور سے میچتی اپنا جسم کو اکڑا چکی تھی۔۔۔ اس کے یوں نڈھال ہونے پہ زیان اس سے اپنا آپ الگ کرتا اس کے جسم کو ایک بار پھر اپنے لمس سے مہکا رہا تھا۔۔۔۔ وہ اس کے دائیں کندھے پہ موجود تل پر اپنے دانت شدت سے گاڑھتا اپنی

شرٹ اٹھاتا اس کے وجود پر پہناتا خود بھی اپنی جنس پہن گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ
اس کی کمر کو سختی سے پکڑتا اپنے سینے پہ لٹا گیا تھا۔۔۔۔۔ مقابل کی
ڈھڑکنیں اس کے خوف سے ابھی تک دھونکی کے مانند چل رہی
تھی۔۔۔۔۔ جان زیان۔۔۔۔۔ اس کو کوئی بھی مزاحمت نہ کرتا دیکھ کر وہ اس
کے ہاتھوں کو آزاد کرتا اس کے بالوں کا جوڑا بناتا اس کو پیار سے پکار رہا تھا
۔۔۔۔۔ لیکن مقابل کی طرف سے کوئی بھی جواب نہیں آیا تھا۔۔۔۔۔
کنو۔۔۔۔۔ وہ اس کو خاموش دیکھتا ایک بار پھر سے پکار رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ اپنی
آنکھیں کھول کر کسی غیر مری نقطے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ لیکن وہ اس کو
جواب نہیں دے رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کے چہرے پہ زیان کو غصہ اور
ناراضگی صاف دکھائی دے رہی تھی۔۔۔۔۔ یہ تو اس کو تھکا ہوا دیکھ کر
اس نے آزادی دے دی تھی ورنہ اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا اس آج

رات بخشنے کا۔۔۔ ابھی بھی وہ بے باکی سے اس کی کمر سے نیچے ہاتھ لے جاتا اس کو اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا۔۔۔

پپر کیسا ہوا تھا میری جان کا۔۔۔ زیاں اس کو خاموش دیکھتا ایک بار پھر سے سولا کر رہا تھا۔ اس یقین تھا کہ اس سوال کا جواب اسے ضرور ملے گا اور ایسا ہی ہوا تھا۔۔۔ اس سوال پر کنزہ اس کے سینے پہ اپنی کہنی ٹکا کر اسے غصے گھورتی

کوئی پیاری سی گڑیا معلوم ہو رہی تھی۔۔۔ اس کے چہرے پہ اس کی قربت کے رنگ آوارہ لٹیں اس کے عارضوں کو چھو رہی تھی۔۔۔ چھوٹی سی ناک میں بلیک نوز پن اس وقت چمک رہی تھی۔۔۔ گھورنے کی وجہ سے اس کی آنکھیں بڑی بڑی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔ آج کے بعد آپ میرے ساتھ یونی نہیں آئے گے اور نا ہی میرے کسی معاملے میں ٹانگ اڑائے گے۔۔۔ میں

اپنے سب کام خود کروں گی۔۔۔ وہ اس کی طرف دیکھتی انگلی اٹھا کر
اسے وارن کر رہی تھی۔۔۔ اس کی اتنی بہادری پہ زیان نے داد دینے
والے ادا ز میں آئبر اچکایا تھا۔

اور میں کیوں نہیں آؤ گا یونی تمہارے ساتھ۔۔۔ جب میں تم میں اتنا
زیادہ شامل ہو چکا ہوں تو تمہارا ہر معاملہ صرف تمہارا کیسا ہوا اب یہ میرا
معاملہ ہیں۔۔۔ زیان اس کی طرف دیکھتا بے باکی سے بولا

تھا۔۔ اس کے اتنے بے باک جواب پہ مقابل کی زبان تالو سے چپکی
تھی۔۔۔ اب بتاؤ کیوں نا آؤ میں تمہارے ساتھ یونی۔۔ کسی نے کچھ
کہا ہیں۔۔ زیان اس کو سرخ پڑتا دیکھ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔ وہ
جاننا چاہتا تھا کہ کسی نے اسے کچھ کہا تو نہیں۔۔۔ اگر کسی نے کچھ کہا
ہیں تو اس کی قبر زیان کے ہاتھوں ہی بنے گی۔۔

آپ کی وجہ سے سب مجھے گھور کر دیکھ رہے تھے۔۔۔ آپ کے جانے
کے بعد پرنسپل سرنے مجھے گھورا تھا کیونکہ میری وجہ سے پیپر لیٹ
سٹارٹ ہوا تھا۔۔۔ کنزہ زیان کی طرف دیکھتی معصومیت سے اسے وجہ
بتا رہی تھی۔۔۔ اس کی بات سنتے ہی زیان کے چہرہ بے حد سرخ ہوا
تھا۔۔۔

اچھا کچھ نہیں ہوتا اب میرا بچہ سو جائے اس سے پہلے میں پھر سے گستاخ
ہو جاؤں۔۔۔ زیان اس کی کمر سہلاتا نرمی سے بول رہا تھا۔۔۔ اس کی
بات سنتے ہی کنزہ جلدی سے آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔ کچھ ہی دیر میں
وہ نیند کی وادیوں میں گم ہو گئی تھی۔۔۔

زیان اس کو سوتا دیکھ اپنا موبائل اٹھاتا کسی کو میسج کرتا موبائل رکھ چکا تھا
۔۔۔ اس وقت اس کی آنکھوں میں غنیمت و غضب کی سرخی چھائی ہوئی

تھی۔۔ اس کا چہرہ خطرناک حد تک سرخ اور سنجیدہ تھا۔۔۔۔ وہ میسج کرتا
موبائل رکھتا کنزہ کو اپنے حصار میں لیتا آنکھیں موند گیا تھا۔

اس وقت صبح کے سات بج رہے تھے۔۔۔۔ جب کنزہ کی آنکھ کھڑکی
سے آتی سورج کی تیز روشنی سے کھلی تھی۔۔۔۔۔ آنکھیں کھولتے ہی
اس کے سامنے کل رات کا سارا منظر لہرایا تھا۔۔ جسے سوچتے ہی وہ ایک
بار پھر سرخ پڑی تھی۔۔۔

اپنے ساتھ زیان کو ناپا کر وہ جلدی سے اٹھ بیٹھی تھی۔۔ اسے اچھی
طرح یاد تھا کہ سونے سے پہلے وہ اس کے ساتھ تھا۔۔ اگر وہ ساتھ تھا تو
اب کہاں چلا گیا تھا۔۔۔؟ کیا وہ اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا؟؟ یا پھر
؟؟ اس کا دل بھر گیا تھا

تو کیا اس نے جو رات مجھ س باتیں کی تھی وہ سب جھوٹ تھی!! یہ سوچتے ہی کنزہ کی آنکھوں می نمی چمکی تھی۔۔۔ جس کو وہ پلک جھپکا کر اپنے حلق میں اتار گی تھی۔۔۔ اس وقت وہ اپنے نائٹ سوٹ میں موجود تھی۔۔۔

زیان جانے سے پہلے اس چینیج کروا گیا تھا۔۔۔ وہ اب ایسے تو بار بار جانہیں سکتا تھا۔۔۔ کنزہ اس کی شرٹ کی جگہ اپنا نائٹ سوٹ دیکھتی اپنے آنسو نہیں روک پائی تھی۔۔۔ وہ اس سے اپنی قربت میں دی گی نشانی بھی لے گیا تھا!! ابھی وہ مزید آنسو بہاتی جب اس کی نظر سائیڈ ٹیبل پر موجود ایک کاغذ پر پڑی تھی۔۔۔ جو پانی کے گلاس کے نیچے پڑا تھا۔۔۔ کنزہ اپنے آنسو صف کرتی جلدی سے وہ کاغذ اٹھاتی اس کو کھول کر دیکھنے لگی تھی۔۔۔ وہ زیان رکھ کر گیا تھا۔۔۔ اسے کہیں جانا تھا جس کی وجہ سے وہ اس کے اٹھنے کا انتظار بھی نہیں کر پایا تھا۔۔۔ سب سے بڑی

بات اگر وہ یہاں رہتا تو اس کے ساتھ پھر سے بے باک گستاخیاں کر جاتا
جس کی وجہ سے اس کی بیوی نے اس سے ناراض ہو جانا تھا۔۔۔ یہ رونا
نہیں شروع کر دینا!!! مجھے گھر پہنچنا تھا ہر حال میں اس لیے تمہارے
جاگنے سے پہلے ہی چلا آیا ہوں!!! اگر ویسے بھی میں ابھی تک تمہارے
ہوتا تو تمہاری سسکیاں ایک بار پھر کمرے میں گونج رہی ساتھ
ہوتی!!! شکر کروں تمہاری ننھی سی جاں کی بچت ہو گی!!! آج شاہ
حویلی آنے کی ضرورت نہیں ہیں میں وہاں سب کچھ خود سنبھال
لوں گا!!! تم آرام کرنا اور نیند پوری کو ناشاہد میں آج رات پھر سے
تمہاری جان کا دشمن بنو!!! اپنی شرٹ اس لیے لے آیا ہوں تاکہ جس
وجود پر میری زندگی کا حق اس پر کسی کی نظر بھی نا پڑیں!!! اپنا خیال
رکھنا اور ناشتہ ٹائم سے کر لینا۔۔

اس خط کو پڑھتے ہی کنزہ کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ نا جانے
کیوں اسے اس کا جانا اچھا نہیں لگا تھا وہ بھی بننا بتائے۔ اب اس کا پیغام
پڑھتی وہ مسکراتی شاور لینے چلی گئی تھی۔۔۔ اسے شاہ حویلی جانے کے
لیے تیار ہونا تھا۔۔۔

وہ بشری بیگم کی صحت پر کی ٹکیر و مائز نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ کل گھر
آتے وقت اس نے ان کا بلڈ پریشر چیک کیا تھا۔۔۔ ان کا بلڈ پریشر بہت
زیادہ بڑھا ہوا تھا۔۔۔ کنزہ ان کو دوائی دیتی ان کو اپنا خیال رکھنے کا بولتی
گھر آگئی تھی۔۔۔

جب کہ وہ نہیں جانتی تھی اس کو دیکھ کر ہی انہوں نے ٹینشن لی ہیں جس
کی وجہ سے ان کا بلڈ پریشر بڑھ گیا تھا۔۔۔ وہ زیان کا سامنا نہیں کرنا
چاہتی تھی لیکن اس سے دور بھی نہیں رہنا چاہتی تھی۔۔۔ اسے خود
سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا چاہیے۔۔۔ وہ اپنی سب سوچوں کو جھلاتی

واثر روم میں داخل ہوئی تھی۔۔۔ اسے جلدی شاہ حویلی پہنچنا

تھا۔۔۔ زیان کے منع کرنے کے باوجود بھی وہ جارہی تھی۔۔۔ زیان اس کا کیا ایکٹ ہونے والا تھا اس کو دیکھ کر۔۔۔

اس وقت ایک بج رہے تھے۔۔۔ سب لوگ ہی اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔۔۔ زیان، کایان ضارب یہ تینوں ہی اپنے آفس گئے ہوئے تھے۔۔۔ آیان اور دعا دونوں ہی عدالت گئے تھے۔۔۔ ایک کیس کے سلسلے میں۔۔۔ دعا اور فجر کالج میں تھی۔۔۔ اس وقت گھر شاہ حویلی میں کچھ مہمان آئے ہوئے تھے۔۔۔

وہ مہمان اور کوئی نہیں کامران ملک اس کا بھائی احسن ملک اور ان دونوں کی ماں نازیہ بیگم وہاں پر موجود تھی۔۔۔ اس وقت سب پڑے ہی وہاں پر موجود تھے۔۔۔ کنزہ مہمانوں کے لیے کھانا لگوار ہی تھی۔۔۔۔۔ اس وقت جو بات نازیہ بیگم نے کی تھی۔۔۔ سب ہی ان

کی بات پر خاموشی سے بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ کامران ملک اپنی نظریں
ادھر ادھر ڈوڑاتا کنزہ کو ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔ اگر آج زیان وہاں پر ہوتا تو وہ
اس کی آنکھیں نکال لیتا۔۔۔۔۔ سب کو خاموش دیکھ کر وقاص علی شاہ
نے بات کا آغاز کیا تھا۔۔۔ ان کی بات پر سب ہی ان کی طرف متوجہ
ہوئے تھے۔۔۔

ہمیں اس رشتے سے کوئی اعتراض نہیں ہیں لیکن ابھی ہم آپ کو ہاں
نہیں کر سکتے۔۔۔ پہلے ہم حور سے پوچھے گئے۔۔۔ ہم نے اپنے
پوتے اور پوتیوں کے ساتھ زبردستی کبھی نہیں کی۔۔۔ اس لیے ہم
چاہتے ہیں ہم حور سے اس کی مرضی جان لے۔۔۔

سب سے بڑی بات حور کا بڑا بھائی زیان اس سے بھی پوچھے گئے۔۔۔ ہم
سب سے زیادہ وہ اس کی ہی لاڈلی ہیں۔۔۔ وقاص علی شاہ کامران ملک
کی طرف دیکھتے سنجیدگی سے بول رہے تھے۔۔۔۔۔ ان کی بات پر سب

نے ہی ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔ حور کو دیکھنے کے بعد احسن ملک نے
گھر میں تماشا لگا کر اپنے بھائی اور ماں کو رشتے کے لیے لے آیا تھا
۔۔۔۔۔ ان لوگوں کو بھی اتنے بڑے گھر میں رشتہ کرنے میں کوئی پرالہم
نہیں تھی۔۔۔۔۔ ان کے لیے یہ فخر کی بات تھی کہ وہ بزنس ٹائیکون سید
زیان علی شاہ کے گھر رختہ کرنے جا رہے تھے۔۔۔۔۔ ہمیں کوئی اعتراض
نہیں ہیں داجی لیکن جواب آپ کا ہاں میں ہی ہونا چاہیے۔۔۔۔۔ آپ
لوگ ہمیں مایوس نہیں کریں گے!!! ویسے بھی زیان میرا بہت اچھا
دوست ہیں۔۔۔۔۔ وہ مجھے خالی ہاتھ نہیں بھیجے گا۔۔۔۔۔ کامران ملک کنزہ
پہ اپنی نگاہیں گاڑتے ایک سٹائل سے بولے تھے۔۔۔۔۔ کنزہ جوا بھی
بشری بیگم کے پاس کھڑی ان سے کچھ پوچھ رہی تھی۔۔۔۔۔ اس وقت وہ
جامنی رنگ کی شلوار قمیض پہنے اس پر ہم رنگ سرپرڈ وپٹا جمائے۔ بہت
ہی زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کے چہرے پہ کسی قسم کا کوئی

مصنوعی رنگ نہیں لگا ہوا تھا۔۔۔۔۔ وہ ایسے ہی کسی کو اپنا منٹوں میں
دیوانا بنا سکتی تھی۔۔۔۔۔ آج زیان اس کو دیکھ کر پھر سے پاگل ہونے والا
تھا۔۔۔

کامران ملک کی بات سنتے ہی وقاص علی شاہ نے ہاں میں سر ہلایا تھا
۔۔۔ انہوں نے ان لوگوں کو کھانے کا بولا تھا لیکن وہ جلدی کا کہتے ار
دوبارہ کھانا کھانے کا وعدہ کرتے وہاں سے چلے گئے تھے۔۔۔ ان
کے جاتے ہی سب لوگ واپس اپنی جگہ پہ بیٹھے تھے۔۔۔

ابھی ان لوگوں کو گئے دس منٹ ہی ہوئے تھے۔۔۔ جب زیان
, کایان اور ضارب اندر داخل ہوئے تھے۔۔۔ ان تینوں کو آفس میں کام
کوئی کام نہیں تھا اس لیے سب ہی واپس آگئے تھے۔۔۔ وہ تینوں ہی
اس وقت کسی بات پہ ہنس رہے تھے۔۔۔ جب زیان کی نظر سامنے سے
آتی کنزہ پر پڑی تھی۔۔۔ وہ اس کو دیکھ کر حیران ہوا تھا۔۔۔ اس وقت وہ

اس کا دل بری طرح ڈھڑکا چکی تھی۔۔۔ زیان بس دنیا کو بھولتا اس کو
گھور رہا تھا۔۔۔ وہ اس کی گرے آنکھوں میں نیند کی خماری صاف دیکھ
سکتا تھا۔۔۔

اس کے گھورنے پہ کنزہ اپنا نچہ لب اپنے دانتوں تلے کچلتی سرخ پڑ رہی
تھی۔۔۔ ابھی کسی کی نظر زیان اور باقی سب پر نہیں پڑی
تھی۔۔۔ ضارب زیان کو کنزہ کو گھورتا پا کر اور کنزہ کا سرخ ہونا محسوس
کرتا حیران ہوا تھا۔۔۔ کچھ شرم کر لیں سب یہی بیٹھیں ہیں۔۔۔ اس کو
ہنوز کنزہ کی طرف دیکھتا پا کر کایان اس کے کان کے پاس جھکتا سرگوشی
نما آواز میں سنجیدگی سے بولا تھا۔۔۔ اس کے سنجیدگی سے بولنے پر
زیان نے اس کو گھورا تھا۔۔۔ ان دونوں کو کھسر پھسر رتا دیکھ ضارب
الجھن کا شکار ہوا تھا۔۔۔ تو کیا کچھ ایسا تھا جو اس سے چھپ رہا تھا
۔۔۔ آج زیان اس سے صبح طرح بولا بھی نہیں تھا۔۔۔ وہ اس سے کچھ

کھینچا کھینچا سا تھا۔۔۔۔۔ ضارب زیان کو دیکھ رہا تھا جواب کا یان کو گھور
رہا تھا۔۔۔ اس کے بعد اس نے کنزہ کو دیکھا تھا جو نظریں جھکا کر سرخ پڑ
رہی تھی۔۔۔

دیکھ آج تم دونوں نے میچنگ کی ہوئی ہیں کہیں رات میں ڈیسا ٹیڈ تو
نہیں کر آئے تھے۔۔۔ اس کو اپنی طرف گھورتا پا کر کا یان آنکھ و نک
کر تاثر یر انداز میں بولا تھا۔۔۔ اس کے بات پہ زیان نے اس کھا
جانے والی نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔ جیسا ابھی کھا جائے گا۔۔۔

پھر اس نے ایک نظر کنزہ کو دیکھا تھا جس نے پرپل رنگ کی شلوار قمیض
پہنی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ زیان اس وقت پرپل رنگ کی شرٹ پہنے بلیک
رنگ کی جینز پہنے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے۔۔۔ پاؤں میں بلیک ہی
شوز پہنے۔۔۔ ہاتھ میں برانڈ و ایچ پہنے وہ حسن کا شہزادہ معلوم ہو رہا
تھا۔۔۔ وہی ضارب نے بلیو شرٹ کے ساتھ وائٹ جینز پہنے اپنے

کالے بالوں کو ماتھے پہ بکھیرے کسی بھی لڑکی کا دل ڈھڑکا سکتا تھا۔۔۔ کایان بلیک ہی شرٹ پہنے اس کے نیچے وائٹ جینز پہنے اپنی بلیو آنکھوں میں شرارت لیے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ جواب کنزہ پر اپنی نظریں گاڑھ کر کھڑا تھا۔۔۔

وہاں پہ کیوں کھڑے ہوں یہاں آؤ۔۔۔ مجھے تم سب سے بات کرنی ہیں۔۔۔ اگر آپ کے پاس بھی فرصت ہیں تو تشریف لے آئے یہاں پر۔۔۔ ابھی کایان پھر سے زیان کو آگ لگاتا و قاص علی شاہ ان کو سٹل ایک جگہ پر دیکھ کر جلدی سے بولے تھے۔۔۔ اور پھر آخر میں زیان کو دیکھ کر طنزیہ بولے تھے۔۔۔ جو اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر ان کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ ان کی بات سنتے ہی زیان اور کایان بے دلی سے ان کے ساتھ جا کر بیٹھے تھے۔۔۔ ان کو یقین تھا ان کی شادی کے بارے میں ہی بات ہوگی پھر سے۔۔۔ اس کے علاوہ اس گھر میں اور

ضروری بات کیا ہو سکتی ہیں۔۔۔۔۔ ان کے بیٹھے ہی وقاص علی شاہ نے
زیان اور کایان کو گھور کر بات کا آغاز کیا تھا۔۔۔

تم دونوں نے تو شادی کرنی نہیں ہیں میرے جیتے جی۔۔۔ اس لیے
اب مینے امید بھی چھوڑ دی ہیں اور تم دونوں سے بات کرنا بھی شادی
کے متعلق۔۔۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ میں تم دونوں کے علاوہ اپنی
سب پوتے پوتیوں اور نواسوں کے بچے دیکھ کر جاؤں۔۔۔ وقاص علی
شاہ ان دونوں کو گھورتے ایک ایک لفظ دانت پیس کر بولے

تھے۔۔۔۔۔ ابھی میری بات ختم نہیں ہوئی۔۔۔ میرے سب گھر میں

سب کا ہی نکاح ہو چکا ہیں۔۔۔ صرف تم دونوں اور حور کے علاوہ

۔۔۔۔۔ اس لیے مینے تم دونوں کو چھوڑ دیا تمہارے اپنے حالات پر

۔۔۔ اور حور کے لیے آج ایک رشتہ آیا تھا۔۔۔ ہم سب کو تو وہ لوگ بہت

اچھے لگے تم حور کے بھائی ہوں تو سوچا تم سے بھی پوچھ لوں اور سب

سے زیادہ تمہارے جاننے والے ہیں۔۔۔۔۔ وقاص علی شاہ ان کو ایک بار پھر طعنہ دیتے ان کو اس رشتے کے بارے میں آگاہ کر رہے تھے۔۔۔۔۔ ان کی بات سنتے ہی کایان کی بلیو آنکھوں میں سرخی چھائی تھی۔۔۔ اس کو ایسا لگ رہا تھا شاہ حویلی اس پر گر رہی ہیں۔۔۔ زیان نے ایک نظر اسے دیکھا تھا۔۔۔ جو مشکل سے ہی خود پر قابو رکھے ہوا تھا۔۔۔ اسے ایسا لگ رہا تھا ابھی وہ کچھ کر دیں گا۔۔۔ اپنی محبت کے بارے میں یہ سننا کہ اس کا رشتہ ہو رہا ہیں۔۔۔ زیان ایک نظر کنزہ کو دیکھتے جو وہی پر کھڑی تھی۔۔۔ اس نے ایک جھر جھری لی تھی۔۔۔ وہ یہ تصور میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا۔ اس نے پھر سے کایان کی طرف دیکھا تھا!!! جس کی آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی تھی!!! وہ ایسا ہی تھا بات بات پہ اس کی آنکھوں میں نمی آ جاتی تھی!!! وہ روتا نہیں تھا!!! بہت مضبوط تھا بس اگر اس کے دل میں کوئی بات چبھتی تھی تو بس اس کی آنکھوں میں پانی

جمع ہو جاتا تھا۔۔۔ جو اس کی نیلی آنکھوں میں سمندر کا منظر پیش کرتا تھا
۔۔۔ ابھی زیان سب کو کچھ بولتا جب کایان اس کی طرف ایک امید سے
دیکھتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ اس کو سب جاتا ہوا دیکھ
رہے تھے۔۔۔ سب کو سمجھ نہیں آیا تھا کہ اسے کیا ہوا ہیں
۔۔۔۔۔ ضارب بھی اس کی حالت دیکھ کر پریشان ہوا تھا۔۔۔ کہیں بھی
نہیں حور کی شادی ہو گی وہ اس گھر میں ہی رہے گی کایان کی بیوی بن کر
!!! اس کا جو بھی رشتہ ہوا ہیں وہ آپ سب بھول جائے۔۔۔ حور کی
شادی کایان سے ہی ہو گی۔۔۔ زیان سب کی طرف دیکھتا اٹل لہجے میں
بولا تھا۔۔۔ اس کی بات پہ سب ہی حیرت سے اسے دیکھ رہے
تھے۔۔۔

سوائے آمنہ بیگم کے وہ اپنے بیٹے کی ایسی حالت دیکھ کر پریشان ہوئی
تھی۔۔۔ ان سے زیادہ اچھی طرح اپنے بیٹے کی دل کی حالت سے کون

واقف نہیں ہوگا۔۔۔ بس وہ گھر میں کسی کے خلاف نہیں جانا چاہتی تھی۔۔۔ اب زیان کو بات کرتا دیکھ ان کو کچھ حوصلہ ہوا تھا کہ شاہد ان کے بیٹے کو ان کی محبت مل جائے۔۔۔ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہیں زیان۔۔۔ وہ اسے بھائی بولاتی ہیں اور کایان ویسے بھی حور سے دس سال بڑا ہیں۔۔۔ ان کا آپس میں کوئی میل نہیں ہیں۔۔۔ ان کی شادی وہی ہونے دوں جہاں سے ابھی رشتہ آیا ہیں۔۔۔ سب کو خاموش دیکھ کر زاہد علی شاہ زیان کو سمجھاتے ہوئے بولے تھے۔۔۔

کایان کا یہاں سے جانا ان پر بہت کچھ واضح کر گیا تھا۔۔۔ ان کو اپنے بیٹے سے ایسی امید نہیں تھی۔۔۔ عابد علی شامی صرف خاموشی سے زیان کو سن رہے تھے۔۔۔ وہ کچھ بھی نہیں بولنا چاہتے تھے۔۔۔ اگر وہ کچھ بولتے تو زیان نے ہمیشہ الٹا ہی کرنا ہوتا تھا۔۔۔ تو اب وہ کہاں ان کی سننے والا تھا۔۔۔ ان کو بھی کایان اور حور کا جوڑ زیادہ برا نہیں لگا تھا۔۔۔ جبکہ

بشری بیگم کو بھی زیان کا فیصلہ بہت اچھا لگا تھا۔۔۔ ان کو اس سے بڑھ کر خوشی کیا ہوگی کہ ان کی بیٹی یہی رہ جائیں ہمیشہ ان کے پاس۔۔۔ کایان بھی زیادہ بڑا نہیں لگا تھا انہیں حور کے لیے۔۔۔ اگر وہ کنزہ کو زیان کی بیوی بنانے کا سوچ سکتی تھی۔۔۔ تو حور کو کایان کی بیوی بننے میں کیا برائی تھی۔۔۔ حور اور کنزہ دونوں ہی ہم عمر تھی۔۔۔ زیان اور کایان بھی ایک جیسے ہی تھے عمر میں۔۔۔ وہ دوسروں کی بیٹیوں کو بھی اپنی ہی بیٹیاں سمجھتی تھی۔۔۔ اس لیے ان کو زیان کا یہ فیصلہ بہت اچھا لگا تھا۔۔۔ کنزہ زیان کو غصے میں دیکھ کر وہاں سے نود و گیارہ ہنپ تھی۔۔۔ اس میں کون سی بڑی بات ہیں چاچو۔۔۔ اگر حور کایان سے دس سال چھوٹی ہیں تو اور ویسے بھی چاچی تو آپ سے آٹھ سال چھوٹی ہیں عمر میں تب آپ کو اتنا جڈ فیر نس نظر نہیں آیا تھا!!! اگر حور کی شادی کایان سے

نہیں ہوگی تو وہ ساری عمر یہی بیٹھی رہے گی لیکن اس کے علاوہ کسی اور
!!! سے شادی نہیں کریں گی

زبان زاہد علی شاہ کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑتا ایک ایک لفظ چبا
کر بولا تھا۔۔۔ اس کی بات پر سب ہی پریشان ہوئے تھے۔۔۔ وغصے کا
بہت تیز تھا لیکن اتنا نہیں تھا کہ وہ اپنے ہی رشتوں کو تکلیف
پہنچاتا۔۔۔ وقاص علی شاہ بس اپنے لڑے سپوٹ کو گھور کر رہ گئے
تھے۔۔۔ جو دوستی میں جان دینے کا بھی خذ بہ رکھتا تھا۔۔۔
اپنی بہن کو تکلیف دینا اس کے لیے کون سی بڑی بات تھی۔۔۔ اس
وقت سب لوگ ہی وقاص علی شاہ کو دیکھ رہے تھے۔۔۔ آخری
فیصلہ تو ان کا ہی ہونا تھا۔۔۔ وقاص علی شاہ اس وقت زبان کے
چہرے کی طرف دیکھتے نا جانے کیا سوچ رہے تھے۔

کایان کو حور پسند ہیں!!! اور یہ تمہارا آخری فیصلہ ہیں!!! کایان کا نکاح تو کروارہے ہوں اپنے بارے میں کیا خیال ہیں۔۔۔ سب کو اپنی طرف دیکھتا پا کر وقاص علی شاہ سنجیدگی سے بولے تھے اور ساتھ لگے ہاتھوں اپنے مطلب کی بات پر بھی آئے تھے۔۔۔ ان کو بھی یہ رشتہ زیادہ برا نہیں لگا تھا۔۔۔ لیکن وہ چاہتے تھے کہ کایان کے ساتھ زیان کا بھی گھر بس جائے۔۔۔ ان کی بات سنتے ہی زیان گہری سانس بھرتا ان کی طرف دیکھتا مسکرایا تھا۔۔۔ اسے پورا یقین تھا کہ وہ منع نہیں کریں گے اس

!!! رشتے سے

میں وعدہ کرتا ہوں جس دن کایان کا نکاح ہوا اس سے ٹھیک تین دن بعد میں بھی نکاح کروں گا۔۔۔ مجھے ایک لڑکی پسند ہیں بہت جلد میں آپ سب کو ملواؤں گا اس سے۔۔۔ زیان سب کی طرف دیکھتا سنجیدگی سے بول رہا تھا۔۔۔ اس کی بات پر سب کی آنکھیں تحیر سے پھیلی

تھی۔۔۔ تو پھر طے رہا آج سے ٹھیک ایک ہفتے بعد حور اور کایان کا نکاح ہو گا اور ساتھ ہی فجر اور ضارب کی رخصتی بھی۔۔۔ وقاص علی شاہ سب کو دیکھتے دو ٹوک انداز میں بولتے سب کے سر میں بم پھوڑ گئے تھے۔۔۔ ضارب وقاص علی شاہ کی بات سنتے ہی فتح مندی سے مسکرایا تھا۔۔۔

لیکن بابا فجر ابھی پڑھ رہی ہیں۔۔۔ آمنہ بیگم وقاص علی شاہ کی بات سنتے ہی جلدی سے بولی تھی۔۔۔ ان کی بیٹی ابھی چھوٹی تھی۔۔۔ اور پہلے نکاح اب شادی وہ یہ سب کیسے برداشت کریں گی۔۔۔ آخر ماں تھی اپنی بیٹی کو کیسے تکلیف میں دیکھ سکتی ہیں۔۔۔ سب لوگوں نے ہی آمنہ بیگم کی بات پہ ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔

میں اچھے سے جانتا ہوں کون بڑا ہیں اور کون پڑھ رہا ہیں بیٹیاں جتنی جلدی ہو سکے اپنے گھر کی ذمہ داریاں سنبھال لی اتنا ہی اچھا ہوتا

ہیں!!! ویسے بھی وہ کون سا دور جا رہی ہیں تم لوگوں سے رہنا تو اس نے
بھی یہی ہیں!!! جس کو میرے فیصلے پہ اعتراض ہیں وہ بول سکتا ہیں!!!
وقاص علی شاہ سنجیدگی سے استفسار کرتے کھڑے ہوتے بولے
تھے۔۔۔ ان کی بات پر سب نے جلدی سے ناں میں سر ہلایا تھا۔۔۔ وہ
سب کو ایک نظر دیکھتے پھر ضارب کی طرف دیکھ کر مسکراتے اپنے
کمرے کی طرف بڑھ گئے تھے۔۔۔ ان کے جاتے ہی باقی سب
لوگ ہی اپنے کمروں کی طرف بڑھ گئے تھے۔۔۔

یہ ضارب کا ہی پلین تھا ہمیشہ کے لیے فجر کو اپنے پاس لانے کا۔۔۔ اس
نے ہی وقاص علی شاہ سے جا کر بات کی تھی۔۔۔ اس کی باتوں سے
وقاص علی شاہ کچھ مطمئن ہوتے ہاں کر گئے تھے۔۔۔ اس کے بعد
سے ہی ضارب کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔۔۔ کنزہ جو بشری بیگم کی
طرف ہی جا رہی تھی۔۔۔ زیان کو سامنے سے آتا دیکھ کر وہ جلدی سے

پلر کے پیچھے چھپی تھی۔۔۔۔۔۔ زیاں اس وقت فون میں کچھ دیکھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔۔ اپنے سامنے کسی چیز کی آہٹ محسوس کرتا اس نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا تھا۔۔

جہاں کوئی نظر تو نہیں آ رہا تھا لیکن کنزہ کے ڈوپٹے کا کونا نظر آ رہا تھا
مطلب اس کی بیوی اس سے چھپ رہی تھی۔۔۔۔۔ زیان اس کو چھپتے
دیکھ کر اپنی مسکراہٹ روکتا اپنے قدم آگے کی طرف بڑھا گیا
تھا۔۔۔۔۔ کنزہ جو اس کی خوشبو اپنے قریب محسوس کر کے اپنی آنکھیں
بند کر گئی تھی۔۔۔۔۔

زبان بغیر آواز کیے اس کے سامنے جا کر کھڑا ہوا تھا۔۔۔ ابھی کنزہ نے آنکھیں کھولی ہی تھی جب زبان کو اپنے اتنے نزدیک دیکھ کر اس کی چیخ نکلی تھی۔۔۔ اس سے پہلے وہ اور زیادہ آواز میں چیختی زبان اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں شدت سے قید کر گیا تھا۔۔۔

وہ نرمی سے اس کے لبوں کو اپنے لبوں سے سک کر رہا تھا۔۔۔ کنزہ
مزاحمت کرتی اس کو جگہ کا احساس دلانے کی کوشش کر رہی
تھی۔۔۔ اس کی مزاحمت کو دیکھتے وہ سختی سے اس کے لبوں پر دانت
گاڑھتا اس کو گود میں اٹھاتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گی تھی۔۔۔۔ اس
نے اس کے لبوں کو آزادی ابھی تک نہیں بخشی تھی۔۔۔ کنزہ اس کے
حصار میں بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی۔۔۔ وہ لبوں سے اس
کی زبان کو قید میں کرتا وہاں اپنے دانت گاڑھتا پیچھے ہوا تھا۔۔۔ وہ اسے
اپنے کمرے میں لاتا اس کے لبوں کو آزادی بخشتا اس کو اپنے مقابل کر گیا
تھا۔۔۔

جب مینے منع کیا تھا کہ آج تم نہیں آؤ گی صرف ریٹ کروں گی اور
خود کو آج رات کے لیے میری شدتوں کے لیے تیار کروں گی۔۔۔ زیان

اس کمر سے پکڑتا اپنے نزدیک کرتا گھمبیر آواز میں بولا تھا۔۔۔ اس کے
بات اور اپنی پوزیشن دیکھتی کنزہ کانوں کی لوں تک سرخ پڑی تھی۔۔۔
اس کی بات پر کنزہ اس کو بغیر کوئی جواب دیے نظریں جھکا کر کھڑی
اس کے حصار سے نکلنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔ لیکن وہ اس کو
ایک انچ بھی نہیں ہلا پائی تھی۔۔ اس کی گرفت اتنی زیادہ مضبوط تھی
کہ کنزہ کی بدن کی ناز کی زیان کے سینے سے ٹکرا رہی تھی۔۔۔ جواب دو
مائی لو!! زیان اس کے کان کے اس جھکتے اس کی دانتوں کی لوں اپنے
کان سے کانٹا سرگوشی نما آواز میں بولا تھا۔۔۔۔ اس کی اتنی سی قربت پر
اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی تھی۔۔ وہ اس کے سینے پہ ہاتھ
رکھتی اس کو دور دھکیل گئی تھی۔۔۔۔ دور۔۔۔ رہ کر بات

کریں۔۔۔۔ اور یہ میرا کام ہیں مجھے آنا ہی تھا۔۔۔ اب میں اپنی پرسنل
لائف کی وجہ سے اپنی پروفیشنل لائف کو نہیں چھوڑ سکتی۔۔۔ کنزہ زیان

کی طرف غصے سے دیکھتی دو ٹوک انداز میں بولی تھی۔۔۔ جب زیان
نیچے اپنے رشتے کی بات کر رہا تھا تو اس نے سن لی تھی۔۔۔ نا جانے کیوں
اس کو مقابل کی یہ کی گئی بات ایک آنکھ نہیں بھائی تھی۔۔۔ اس کی
آنکھوں میں غصہ اور اس کے لہجے میں بد تمیزی کا عنصر محسوس کر کے
زیان نے اپنے جبرے بری طرح بھینج ڈالے تھے۔۔۔ اس کو مقابل کا
اس لہجے میں بات کرنا اچھا نہیں لگا تھا۔۔۔ اب بھی اس نے کنزہ کی
طرف دیکھا جو اسے غصے سے گھور رہی تھی۔۔۔ زیان اس کو دیکھتا
نرمی سے اس کو پیچھے پڑے بیڈ پر دھکیل گیا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کنزہ اٹھتی زیان اس پر سایہ فگن ہوا تھا۔۔۔ اس کے
دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لاک کرتا وہ اس کے لبوں کو اپنی قید میں
لے کر اس کے لبوں کا جام گھونٹ بھر بھر کر پی رہا تھا۔۔۔ وہ اس کی

ٹانگوں کو اپنی ٹانگوں میں رول کرتا اس کی مزاحمت روکتا اس کو بے بس کر گیا تھا۔۔

وہ اس کی بند ہوتی سانسیں محسوس کرتا اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں سک کرتا آزادی بخش گیا تھا۔۔ اس کے آزادی بخشنے پہ کنزہ نے اسے خفگی سے دیکھ کر ظریں پھیرتی گہرے گہرے سانس لیتی خود کو نارمل کر رہی تھی۔۔ زیان کا باڈی بلڈر جیسا وزن ہونے کی وجہ سے وہ کھل کو سانس بھی نہیں کے پار ہی تھی۔۔ چلو پھر یہ تو آج رات ہی پتا چلے گا کہ تم اپنی پرسنل لائف میں مجھے کتنا برداشت کرتی ہوں۔۔ زیان اس کے لب چومتا اپنا وجود اس کی گہرائیوں کے ساتھ ٹچ کرتا بے باکی سے بولتا اس کی ڈھڑکنوں پہ جھک گیا تھا۔۔

اس کے ایکٹ پہ کنزہ کو اپنے کانوں سے دھواں نکلتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔ اس کا رنگ تانبے کی مانند سرخ پڑا تھا۔۔ وہ زیان کو خود سے دور

دھکیلتی جلدی سے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ زیان کی اس پر گرفت بہت ہی نرم تھی جس کی وجہ سے وہ اس کو خود سے دور کر پائی تھی۔۔۔ ورنہ اس کو ہلا بھی ناپاتی۔۔

اس سے پہلے وہ دروازے کی طرف بڑھتی زیان اس کو کلائی سے پکڑتا اپنی گود میں بٹھا گیا تھا۔۔۔ وہ اس کو ڈوپٹا ایک سائیڈ پہ کرتا اس کی گردن پہ اپنے دہکتے لب رکھتا اپنے ہاتھوں سے اس کی ڈھڑکنوں کو بے باکی سے چھو رہا تھا۔۔۔ مجھے۔۔۔ آنٹی۔۔۔ کو کھانا۔۔۔ دینا۔۔۔ ہیں۔۔۔ وہ زیان کے لب اپنی کمر پہ محسوس کرتی بھیگی آواز میں بولی تھی۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا اس کے رشتے والی بات پہ اس کو اتنا زیادہ برا کیوں لگ رہا ہیں۔۔۔ زیان اس کی بھیگی آواز سنتا اس کو اپنے حصار سے آزاد کر گیا تھا۔۔۔

اس کو آزادی ملنے پر کنزہ اس کی طرف شکوہ کن نظروں سے دیکھتی
اپنے آنسو صاف کرتی باہر کی طرف بھاگی تھی۔۔۔ زیان اس کی
آنکھوں میں شکوہ دیکھتا پریشان ہوا تھا۔۔۔ اب تو اس نے زبردستی بھی
نہیں کی تھی تو پھر یہ شکوہ کس لیے۔۔۔ وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا
صرف سوچ کر رہ گیا تھا۔۔۔ اس کی شام سات بجے کی فلیٹ تھی آسٹریلیا
کی۔۔۔ وہ پانچ دنوں کے لیے جا رہا تھا۔۔۔ اس لیے اس کو جانے سے پہلے
اپنی محبت سے ایک تفصیلی ملاقات کرنی تھی۔۔۔ اب تو اس کا شکوہ
دیکھتے اسے ہر حال میں ملنا تھا نہیں تو وہ بے چین رہتا۔۔۔

اس وقت شام کے چھ بج رہے تھے جب زیان کے کمرے میں کایان
داخل ہوا تھا۔۔۔ زیان اس وقت گرے رنگ کی شرٹ پہنے بلیک جینز

پہنے ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا اپنے بال سیٹ کر رہا تھا۔ بیڈ پر اس کی کچھ پیکنگ ہوئی پڑی تھی۔۔۔

وہ جلدی سے تیار ہوتا کنزہ سے مل کر جانا چاہتا تھا۔۔۔ اسے اس پر بہت زیادہ غصہ بھی تھا۔۔۔ وہ آج جلدی چلی گی تھی۔۔۔ اسے کوئی کام تھا گھر میں۔۔۔ اس لیے اس کو آیاں چھوڑ کر آیا تھا۔۔۔ جب اسے پتا تھا کہ وہ آج گھر میٹھ موجود ہیں تو اسے کہہ دیتی چھوڑنے کے لیے۔۔۔۔۔ سب لوگ ہی گھر آگئے تھے۔۔۔ دعا کو جب سے پتا چلا تھا کہ اس کے بھائی کی شادی ہونے والی ہیں وہ بہت ہی زیادہ خوش تھی۔۔۔ سب سے زیادہ خوشی اس بات کی تھی کہ حور اور کایان کا نکاح ہونے والا ہیں۔۔۔ وہ فجر اور حور کو تھوری تھوری دیر میں چھیر رہی تھی۔۔۔ جس پہ فجر نے تو کوئی ری ایکشن نہیں دیا تھا۔۔۔ وہ بس سرد و سپاٹ چہرے کے ساتھ

بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ وہی پہ حور دعا کے چھیڑنے پہ رونا شروع کر دیتی
تھی۔۔۔ دعا اس کو چپ کر داتی۔۔۔ اس کو نار مل کرتی پھر شروع ہو جاتی
تھی۔۔۔ ان سب کو بہت زیادہ خوشی تھی کہ حور بھی ہمیشہ ان کے ساتھ
ہی رہے گی۔۔۔

اس سے پہلے زیان پیچھے کی طرف مڑتا کیا ان اس کی پشت کے گرد اپنا
حصار باندھتا اس کو گلے لگا گیا تھا۔۔۔ اسے پتا تھا کہ زیان اس کے لیے
ضرور لڑیں گا۔۔۔ وہ اس لیے وہاں سے اٹھ کر آ گیا تھا کیونکہ وہ نہیں
چاہتا تھا کہ وہ سب بڑوں کے سامنے کوئی بد تمیزی کرتا۔۔۔ وہ غصے میں
زیان سے بھی زیادہ تیز تھا۔۔۔ بس اس کا غصہ ایک مقرر وقت پر آتا
تھا۔۔۔ وہ زیادہ غصہ نہیں کرتا تھا۔۔۔ لیکن جب اسے آتا تھا غصہ وہ
سامنے والے کا لحاظ بھی نہیں کرتا تھا۔۔۔ اس کا خود پر کنٹرول نہیں رہتا
تھا۔۔۔ اب بھی وہ بہت خوش تھا۔۔۔

زبان کو اس کو بازو سے پکڑتے اس کی بانہیں اپنی گردن سے چھڑواتا
اسے گھور رہا تھا۔۔ جو چہرے پہ دنیا جیتنے کے جیسے مسکراہٹ لیے اسے
دیکھ رہا تھا۔۔ زبان نے اس کو اتنا خوش دیکھ کر دل سے دعادی تھی کہ
وہ ہمیشہ ایسے ہی خوش رہے۔۔۔

یہ پیچھے رہ کر بات کر بیویوں کی طرح کیوں چپک رہا ہیں۔۔۔ زبان اس
کو اپنے تھوڑا دور مقابل کھڑا کرتا اس کو ڈپٹنے والے انداز میں بولا
تھا۔۔ وہ محبت سب سے ہی بے حد کرتا تھا بس وہ جتنا نہیں
تھا۔۔۔ کایان اس کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔۔۔ جب کہ اس کی بات سنتے
ہی اس کی ساری مسکراہٹ سمٹی تھی۔۔۔ ہاں اب توں بھی بیوی والا ہو
گیا ہیں مجھے کہاں لفٹ کروائے گا۔ کایان اس کے بیڈ پہ ڈھڑم سے
گرتا ایک سٹائل میں بولا تھا۔ اس کے بولنے پہ زبان نے بس ناک

سے مکھی اڑائی تھی۔۔۔ وہ ابھی اپنا بیگ اٹھا کر باہر کی طرف بڑھتا جب
کایان جلدی سے

کھڑا ہوتا اس کا ہاتھ پکڑتا اس کو سامنے رکھے صوفے پہ بٹھاتا اس کے
ساتھ بیٹھا تھا۔۔۔ زیان نے اس کو دیکھ کر آئیر و اچکائی تھی۔۔۔ اس کو
جلدی تھی اور یہ اتنا ہی اس کا ٹائم برباد کر رہا تھا۔۔۔ اس کے ابرو
اچکانے پہ کایان اس کو دیکھتا اس کی گال پہ لب رکھتا اس کے گلے لگا
تھا۔۔۔ تجھے پتا ہیں آج میں بہت زیادہ خوش ہوں۔۔۔۔ تیری وجہ سے
مجھے دنیا کی سب سے بڑی خوشی ملی ہیں۔۔۔ کایان پیچھے ہوتا اس کے
دوسرے گال پہ بھی لب رکھتا شرشار ہو کر بول رہا تھا۔۔۔ خوشی اس کے
چہرے سے جھلک رہی تھی۔۔۔

اس کے لب رکھنے والی حرکت پہ زیان اس کو گھور کر دیکھتا اس کے منہ
پر آرام سے ایک مکہ جڑ گیا تھا۔

آج تو قتل بھی میرا معاف ہیں تجھے۔۔۔ کایان اس کے مکے کا جواب
دیے بنا ایک الگ انداز میں بولا تھا۔ میں تیرا قتل تو اس دن کروں گا
جب تو نے میری بہن کو زرا بھی تکلیف پہنچائی۔۔۔ زیان اپنی دونوں
گالوں پہ اس کو لمس کا نشان مٹاتے دات پیس کر بولا تھا۔۔۔ اس کی
ایکٹ پر زیان نے اس کو گھور کر دیکھا تھا۔ وہ اس کو بغیر سمجھنے کا موقع
دیے پھر سے اس کے عارض پر کب رکھ گیا تھا۔ کیا مصیبت ہیں
تجھے۔۔۔ زین کھڑا ہوتا اپنی گال صاف کرتا بھڑکا تھا۔۔۔ اس سے پہلے
وہ پھر سے اپنا بیگ اٹھاتا دور جاتا کایان اس کو کلائی سے جکڑتا پھر سے بٹھا
گیا تھا۔۔۔ اس کے اس ایکٹ پہ زیان آئیر واچ کا سوال پوچھ رہا
تھا۔۔۔

مجھ سے تجھ سے ایک بات شنیر کرنی۔۔۔ ادھر میری اسی میٹھ کر میری
بات سن جب تک توں میری بات نہیں سنے گا تب تک میں تجھے یہاں

سے جانے نہیں دوں گا۔۔۔ کایان اس کو بٹھاتا اس کی ٹانگوں پر اپنی
ٹانگیں رکھتا سرس خجید گی سے بول رہا تھا۔۔

مجھے تیری کوئی بکو اس نہیہ سننی۔۔۔ مجھے جانے سے پہلے کنزہ سے بھی
ملنا ہیں۔۔۔ زیان اس کی ٹانگیں اپنی ٹانگوں سے اٹھانے کی کوشش کرتا
ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا۔۔۔ کنزہ کے ذکر پر کایان کا چہرے پہ ایک
سایہ لہرایا تھا۔۔۔

بکو اس تو توں میری سن کو جائے گا۔۔۔ اگر تو نے یہاں سے ایک قدم
بھی اٹھایا توں تیری اور میری دوستی ختم۔۔۔ اس کے بعد ہم صرف
بز نس پاٹنر اور کزن بن کر ملے گے۔۔۔ اس کے چہرے پہ بے چینی
دیکھتا کایان دو ٹوک انداز میں بولا تھا۔۔۔ اس کے پاس ایک یہی راستہ
تھا زیان کو روکنے کا

جلدی بول۔۔۔ زیان اس کو گھورتا جلدی سے بولا تھا۔۔۔ جب جب دوستی ان کے درمیان میں آتی تھی زیان کو جھکنا پڑتا تھا وہ کایان جیسا دوست نہیں کھونا چاہتا تھا۔۔۔ اس کو ہار مانتا دیکھ کایان گہرا مسکرایا تھا۔۔۔ اس کو چپ دیکھ کر زیان نے ایک بار پھر اسے گھورا تھا۔ جس پہ کایان نے خود میں ہمت پیدا کر کے بات کا آغاز کیا تھا۔۔۔ جو بات وہ کرنے جا رہا تھا اس کے لیے بہت ساری ہمت چاہیے تھے تاکہ مقابل کا غصہ بھی برداشت کر لیتا۔۔۔ اس کی بات سنتے ہی زیان کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا تھا۔۔۔

تجھے پتا ہیں دا جی نے کس وجہ سے ظہور چاچو کو گھر میں رہنے نہیں دیا تھا۔۔۔ ہم سب کو تو یہی لگتا تھا نا کہ انہوں نے چوری شادی کی تھی لیکن جہ کچھ اور ہی تھی جو ہم سب کو نہیں پتا۔۔۔ کایان اس کو دیکھتا جلدی سے بولا تھا۔۔۔ جس کو سن کر زیان کی آنکھیں سرخ ہوئی تھی۔۔۔

وجہ جو بھی تھی۔۔۔ مجھے صرف یہ پتا ہیں کہ ان کی وجہ سے میرے
داجی کو بہت زیادہ تکلیف کا سامنا کرنا پڑا تھا۔۔۔ ان کی جدائی میں میری
دادی اس دنیا سے چل بسی تھی۔۔۔ اب اگر تجھے اسی بارے میں ہی
بات کرنی ہیں تو مجھے تیری کوئی بات نہیں سننی۔۔۔

زیان اس دیکھتا حلق کے بل ڈھاڑا تھا۔۔۔ وہ اب اٹھنے کی کوشش کر رہا
تھا۔۔۔ جس پہ کایان اس پر اپنا سارا وزن ڈال گیا تھا۔۔۔ اس کا کسرتی وجود
زیان کو کچھ حد تک روکنے کے لیے کافی تھا۔۔۔ اس کو اپنا سارا وزن
ڈالتا دیکھ کر زیان نے اس کے منہ پر ایک گھوسہ جڑا تھا۔۔۔ بات تو
توں میری سن کر جائے گا جو میں تجھے بتانا چاہتا ہوں وہ تو سن کر جا
۔۔۔۔ کایان اس کو مزاحمت کرتا دیکھ التجائیہ لہجے میں بول رہا تھا
۔۔۔ اس وقت وہ دونوں ہی کوئی رومینٹک کیل لگ رہے تھے۔۔۔ جو
کسی بات پر لڑنے کے بعد اب ایک دوسرے کو گھور رہے ہوں۔۔۔۔

جلدی بول۔۔۔ زیان گہرہ سانس بھرتا ہار ماننے والے لہجے میں بولا
تھا۔ اسے پتا تھا تھا یہ صدا کا ڈھیٹ انسان کبھی اس کو بات سننے بغیر نہیں
جانے دے گا۔۔۔ لیکن اس کا ذرا بھی دل نہیں تھا کہ وہ اپنے چاچو کا ذکر
سنے۔۔۔ اس وقت اس کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھیں۔۔۔
تجھے پتا ہیں چاچو نے جس سے شادی کی تھی۔۔۔ وہ ایک طوائف کی بیٹی
تھی۔۔۔ وہ خود طوائف نہیں۔۔۔ اس سے پہلے کا بیان اپنی بات مکمل کرتا
جب زیان حلق کے بل ڈھاڑا تھا۔۔۔ اس کے لہجے میں حقارت ہی
حقارت تھی۔۔۔۔۔ کا بیان اس کی بات سنتا لب بھینج گیا تھا۔۔۔
طوائف کی بیٹی بھی ایک طوائف ہی کہلائے گی۔۔۔ چاہیے وہ کتنی ہی
پاک کیوں ناہوں۔۔۔ اگر اتنی پاک باز تھی تو ظہور علی شاہ سے شادی نا
کرتی چھپ کر ان کو بولتی کہ ہم سب گھر والوں کے سامنے نکاح کریں
گے!!! اور مجھے تو ویسے تو یہ سوچ کر گھن آرہی ہیں کہ ظہور علی شاہ

ایک سید فیملی سے ہونے کے باوجود بھی ایک طوائف کی بیٹی کو اپنے لیے
کیسے پسند کر سکتے ہیں۔۔۔ زیان کا یان کی طرف دیکھتا حلق کے بل
ڈھاڑا تھا۔۔۔ اگر اس کو معلوم ہوتا کہ کا یان یہی بات کرنے والا ہیں وہ
کبھی اس کی بات ناسنتا۔۔۔

محبت انسان سے کیا کچھ نہیں کروا سکتی۔۔۔ پھر یہ کیا میسٹر کرتا ہیں کہ
سامنے والا انسان کون ہیں۔۔۔ تمہیں بھی تو ہوئی ہیں محبت تم نے بھی
چاچو کی طرح ہی قدم اٹھایا تھا۔۔۔ کا یان اس کی بات سنتا سنجیدگی سے
بول رہا تھا۔۔۔ بکو اس بند کر اپنی۔۔۔ میری اور ان کی محبت میں زمین
آسمان کا فرق ہیں۔۔۔ اس کی پاکیزگی کی گواہی خود سید زیان علی شاہ
دے گا۔۔۔ زیان خود کا موازنہ ظہور علی شاہ سے ہوتا دیکھ سیخ پا ہوا تھا
۔۔۔ اس نے اپنے جبرے بری طرح بھینچ ڈالے تھے۔۔۔

اگر سوچ تیری محبت بھی ایسی ہوتی تو تو توں کیا۔۔۔ ابھی کا بیان اپنی بات مکمل کرتا جب مقابل اس کا گریبان پکڑتا اس کو روک گیا تھا۔۔۔ وہ اتنے برے لفظ اپنی محبت کے لیے سنتا اور وہ بھی اپنے ہی جگری یار سے یہ اس سے برداشت نہیں ہونا تھا۔۔۔ زبان کھینچ لوں گا میں تیری اگر تو نے اپنی زبان سے ایک لفظ بھی اور نکالا تو۔۔۔ میں بھول جاؤں گا کہ ہماری دوستی کتنی پرانی ہیں۔۔۔ زبان اس کو گریبان چھوڑتا اس کو صوفے پہ دھکا دیتا اپنے بال کھینچ رہا تھا۔ اس وقت اس کی سبز آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔۔۔ اس کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کا بیان ایسی بات کیسے کر سکتا ہیں۔۔۔ بات بھی کروں گا اور جواب بھی تجھے دینا ہو گا بس ایک سوال کا جواب دیں گا اگر تجھے کسی سے محبت ہوتی اور وہ ایک طوائف کی بیٹی ہوتی نا بھی ہوتی تو میرا مطلب اس کی ماں ایک طوائف کی بیٹی ہوتی۔۔۔ اس سوال کا جواب دیں پھر میں چلا جاؤں گا۔۔۔ کا بیان جو اس کی طرف بنا دیکھے

بات کر رہا تھا بعد میں اس کی سرخ آنکھوں میں دیکھنے سے ہی وہ تھوک
نگلتا اپنی بات بھولتا جلدی سے بولا تھا۔۔۔ اس کو کنزہ کے بارے میں پتا
چل گیا تھا کہ وہ اس کے چاچو کی بیٹی ہیں۔۔۔ نکاح والے دن سے ہی
اسے شک ہوا تھا۔ اس سے کچھ دن بعد جب اس نے پتا کروایا تھا تو اس کا
شک یقین میں بدل گیا تھا۔۔۔ اس کو اپنے چاچو کی وفات کا سن کر بہت
زیادہ دکھ ہوا تھا۔۔۔ لیکن کنزہ سے ملنے کے بعد اس کو خوشی بھی ہوئی
تھی کہ اس کے چاچو کی امانت صحیح ہاتھوں میں گئی ہیں۔۔۔ اب اسے زیان
سچائی پتا چلنے کے ری ایکشن سے ڈر لگ رہا تھا اسے لگ رہا تھا کہ اس کی
کے بعد وہ اسے چھوڑنا دیں۔۔۔ اس سے پہلے اسے کہیں اور سے پتا چلتا وہ
بتانا چاہتا تھا پر ایسے نہیں اس کو رویہ دیکھ کر۔۔۔ اب اس کو جو رویہ تھا
کایان دل میں شکر ادا کر رہا تھا کہ اس نے سیدھا آکر بتا نہیں دیا۔۔۔

میں چھوڑ دیتا سے۔۔۔ کبھی اپناتا ہی نا۔۔۔ زیان اس کی طرف دیکھتا
سنجیدگی سے بولتا اپنا بیگ اٹھاتا گھڑی میں ٹائم دیکھتا باہر کی طرف بڑھ گیا
تھا۔۔۔ اس کا جواب سن کر کایان کا ڈر سچ ثابت ہوا تھا۔۔۔ وہ آج بھی ویسا
ہی تھا۔۔۔

اپنی محبت کے ملنے کے باوجود بھی بے حس اور ظالم۔۔۔ کایان آنے
والے وقت کے بارے میں سوچتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا
تھا۔۔۔ سب کو آنے والے وقت میں بہت زیادہ پریشانیوں کا سامنا کرنا
پڑنا تھا۔۔۔

کایان ابھی اپنے کمرے میں داخل ہی ہوا تھا جب حور کو وہاں دیکھ کر وہ
کھٹک کر رہ گیا تھا۔۔۔ اپنی آنکھوں میں حیرت لیے وہ حور کو دیکھ رہا تھا
۔۔۔ جو اس کے بیڈ پر بیٹھی ہاتھ میں لیز پکڑے بڑے مزے سے کھا رہی
تھی۔۔۔۔۔ وہ اپنے ہی خیالوں میں بیٹھی اپنے کھانے میں مصروف تھی

۔۔۔ نا جانے وہ کن سوچوں میں گم تھی۔۔۔ کایان کی حیرت اس کو
یہاں دیکھ کر بنتی تھی۔۔۔ اس کو لگا تھا کہ وہ اس نکاح کے بارے میں
جان کر نکاح سے پہلے اس کے سامنے نہیں آئے گی۔۔۔
لیکن یہاں تو وہ خود ہی اس کے کمرے کو اپنی ملکیت سمجھ کر بیٹھی
تھی۔۔۔ کایان اس کو دیکھتا گہرہ مسکرایا تھا۔۔۔ جواب اپنی انگلیوں کو
اپنے لبوں کی مدد سے صاف کر رہی تھی۔۔۔ یہ دیکھتے ہی کایان کے
حلق میں کانٹے چبھے تھے۔۔۔ وہ اس پر ابھی کوئی حق نہیں رکھتا تھا نہیں
تو ان گلاب کی پنکھڑیوں کا وہ بہت برا حال کرتا۔ اس سے پہلے کایان کچھ
بولتا جب حور اس کو دیکھ کر جلدی سے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ کایان اس
کو کھڑا دیکھ کر دو قدم چلتا اس کے مقابل ہوا تھا۔ اب وہ دونوں اتنے
قریب کھڑے تھے کہ ایک دوسرے کی سانسوں کی مہک ان پہ پڑ رہی
تھی۔۔۔

یہاں پہ کیا کر رہا ہیں میرا بچہ۔۔۔ کایان اپنی جیب سے رومال نکالتا اس کے ہاتھ صاف کرتا پیار سے بولا تھا۔ اس کی بات پہ حور نے اپنی سبز آنکھوں سے اس خفگی سے دیکھا تھا۔۔۔ وہ اس کی سبز نگلیوں جیسی آنکھوں میں ناراضگی دیکھ کر حیران ہوا تھا۔

اس نے کچھ ایسا کیا بھی نہیں تھا پھر وہ کیوں ناراض تھی اس سے۔۔۔ حور اور زیان کی آنکھیں بالکل ہی ایک جیسی تھی۔۔۔ جب کہ فجر اور دعا کی سبز آنکھیں ان دونوں سے ٹھوڑی الگ تھی۔۔۔

مجھے یہ نکاح نہیں کرنا۔ آپ جا کر منع کر دے داجی کو۔۔۔ حور کایان کی طرف دیکھتی آنکھوں میں آنسو لاتی معصومیت سے بولی تھی۔ اسکی بات پہ کایان کا دماغ بھک سے اڑا تھا۔۔۔ وہ اس کو بازو سے جکڑتا اپنے مقابل کر گیا تھا۔۔۔ وہ جو اپنے ہی دھیان میں کھڑی تھی۔ اس کے جھٹکے پہ اس کے چٹانے سینے سے ٹکرائی تھی۔۔۔ اس

کی آنکھوں میں غصہ دیکھ کر حور کارگوں میں ڈورتا خون منجمد ہوا
تھا۔۔۔ وہ تھک نگلتی مزاحمت کر رہی تھی۔۔۔ اس کی مزاحمت کو
دیکھتے کایان اس کو کمر سے پکڑتا اپنے اور نزدیک کرتا
اس کے راہ فرار کے سارے راستے بند کر گیا تھا۔۔۔ اس کے اس
ایکٹ پہ حور اپنا سانس تک روک گی تھی۔۔۔

تمہیں میری ایک بات سمجھ نہیں آتی کہ تم مرتے دم تک صرف سید
کایان علی شاہ کی ہی رہو گی!!! تمہیں مجھ سے کوئی جدا نہیں کر سکتا
تم خود بھی نہیں!!! اگر تم مجھ سے دور گی تو مس تمہاری جان لے لوں
گا!!! تم اگر میری نہیں ہو سکتی پھر کسی کی بھی نہیں ہو گی!!! تمہاری
قبر میں یہی اپنے کمرے میں بناؤ گا اور روز اس پر فاتحہ پڑھوں گا

۔۔۔ کایان اس کی سبز آنکھوں میں اپنی نیلی آنکھیں گاڑھتا حلق کے

بل جنونی

آواز میں بولا تھا۔۔۔ اس کی بات سنتے ہی حور کا چہرہ خوف سے زرد پڑا
تھا۔۔۔ وہ اپنی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لے کر کایان کی
آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔۔ پلک اس نے نہیں جھپکائی تھی۔۔۔ اگر وہ
پلک جھپکاتی تو یہ آنسو اس کے عارضوں ہر گرتے بے مول ہو
جاتے۔۔۔ کروں گی نا مجھ سے نکاح۔۔۔ کایان اس کے آنسو دیکھتا اپنے
لہجے کو نارمل بناتا ہوا بولا تھا۔۔۔ وہ پہلے زیان کی وجہ سے ڈسٹرب تھا
اب اس کی بہن۔۔۔ اس لیے وہ غصہ کر بیٹھا تھا ورنہ وہ سوچ بھی
نہیں سکتا تھا کہ اپنی حور پہ وہ غصہ بھی کریں گا۔
اس کی بات پر حور نے جلدی سے سر اثبات میں ہلایا تھا۔ اس کے سر
ہلانے پہ کایان نے شکر کا سانس کیا تھا کچھ ہی پل میں مقابل نے اس کی
جان نکال دی تھی۔۔۔

اب بتاؤں کیوں نہیں کرنا چاہتا تھا میرا گندابچہ مجھ سے نکاح۔۔۔ کایان
اس کو ہاتھ سے پکڑ کر بیڈ پر بٹھاتا اس کے آنسو صاف کرتا نرمی سے پوچھ
رہا تھا۔ اس کی بات سنتے ہی حور اس کی شکوہ کن نظروں سے دیکھتی
نکاح نا کرنے کی وجہ بتا رہی تھی۔۔۔ میں چاہتی تھی کہ میرا دلہا بہت
دور سے میرے لیے آئے جیسے ناولوں میں ہوتا ہیں۔۔۔ اگر دور سے نا
بھی آئے تو میرا رشتہ دھوم دھام سے ہوں لیکن یہاں پر تو صرف مجھے
سے مٹھائی بھی نہیں پوچھی گئی۔۔۔۔۔ حور سو سوں کرتی اس کو اپنے
نکاح نا کرنے کی وجہ بتا رہی تھی۔۔۔۔۔ اور آخر میں مٹھائی کا طعنہ بھی
دے گی تھی۔۔۔

اس کی وجہ جان کر اور اس کے شکوے پہ کایان نے اپنا نچلے لب دبا کر
اپنی ہنسی روکی تھی۔۔۔ وہ اس چھوٹی سی وجہ سے اس سے اپنا رشتہ توڑ
رہی تھی۔۔۔۔۔ کایان اس کی طرف دیکھتا بس سوچ کر رہ گیا تھا۔۔۔۔۔

کوئی بات نہیں میرے گندے بچے کو میں ابھی آئسکریم، چاکلیٹ اور
مٹھائی کھلا کر آتا ہوں۔۔۔ اور رہی بات رشتے کی تو اس کے بارے میں
بھی کچھ سوچتے ہیں۔۔۔ کایان حور کا ہاتھ پکڑ کر نیچے کی طرف قدم بڑھا
گیا تھا۔۔۔ وہ اس کو اب آئسکریم کھلانے لے جا رہا تھا۔۔۔ حور بھی
خوش ہوتی اس کے ساتھ اپنے چھوٹے چھوٹے قدم مل رہی تھی۔۔۔ وہ
نیچے آتا بشری بیگم سے اجازت لیتا باہر کی طرف قدم بڑھا گیا تھا
۔۔۔ بشری بیگم کو وہ زیان کی طرح ہی پیارا تھا۔۔۔ اب تو اور بھی زیادہ
پیارا لگنے والا تھا کیونکہ وہ ان کی اکلوتی بیٹی

کا ہونے والا شوہر تھا۔۔۔ اس لیے ان کو کایان پہ پورا یقین تھا۔۔۔ آمنہ
بیگم نے ان کو جاتا دیکھ کر ہمیشہ خوش رہنے کی عادی تھی۔۔۔ اس وقت
رات کے دس بج رہے تھے جب ضارب کے کمرے کا دروازہ نوک ہوا
تھا وہ جو اس وقت اپنے کام میں مصروف تھا۔۔۔ اس وقت وہ اپنے روم

کے باہر کسی کو دیکھ کر حیران ہوا تھا۔۔۔ شاہ حویلی میں ب لوگ ہی
جلدی سو جاتے تھے۔۔۔ وہ اپنی گود میں پڑا لپ ٹوپ ٹیبل پر رکھتا
دروازے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ ضارب دروازہ کھولتے ہی حیران ہوا
تھا۔۔۔ اس کی آنکھیں مکمل کھل گئی تھیں۔۔۔ فجر اس وقت پنک نائٹ
سوٹ پہنے بالوں کا جوڑا بنائے نظریں جھکا کر کھڑی تھیں۔۔۔ دروازہ کھلنے
پہ اس نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔ ضارب اس کی آنکھیں دیکھتا
پریشان ہوا تھا۔۔۔ اس وقت اس کی آنکھوں میں گلابی پن
تھا جو اس کے رونے کی گواہی دے رہا تھا۔۔۔ اس کو اپنی طرف دیکھتا
پاکر ضارب اس کو کمر سے پکڑتا روم میں لاتا درازہ لاک کر گیا
تھا۔۔۔ اب وہ اس کی دونوں آنکھوں پہ باری باری اپنے لب رکھ رہا
تھا۔۔۔

ذہ نصیب۔۔۔ آج تو کنواں خود پیا سے کے پاس آیا ہیں۔۔۔ ضارب اس کے دونوں عارض تج لب رکھتا مخمور لہجے میں بولا تھا۔۔۔ اس کی بات پہ فجر نے کوئی جواب نہیں دیا تھا وہ بس نظریں جھکا کر کھڑی تھی۔۔۔ نا ہی اس نے کوئی مزاحمت کی تھی۔۔۔

مجھے۔۔۔ آپ۔۔۔ سے۔۔۔ بات۔۔۔ کرنی۔۔۔ ہیں۔۔۔ فجر اس کی طرف دیکھتی اپنے بھگے لہجے پی قابو پاتی مشکل سے بولی تھی

۔۔۔ اس کا بھیگا لہجہ محسوس کرتے ضارب نے اپنے جبرے بری طرح بھینچے تھے۔۔۔ وہ کیا بات کرنا چاہتی تھی یہ بھی اس کو معلوم تھا

لیکن وہ آج اس پر کوئی رحم کھانے کے موڈ میں نہیں تھا۔۔۔ مجھے پتا ہیں تم کیا بات کرنے آئی ہوں یہی ناکہ میں رخصتی رکوادوں لیکن میں یہ رخصتی رکوا کر تم پر رحم تو کھا سکتا ہوں لیکن خود پر ظلم ہوگا

میرے۔۔۔ اس لیے مجھ سے امید مت لگاؤں۔۔۔ مجھے سے یہ امید لگا

سکتی ہوں کہ میں جو آج رات کروں گا وہ تم بھی کہوں گی کہ میری
رخصتی ہو جائے وہی بہتر ہیں۔۔ ضارب اس کو گود میں اٹھا کر بیڈ پر نرمی
سے لٹاتا اپنی شرٹ اتارتا بے باکی سے بولا تھا۔۔ اس کی بات پہ فجر نے
ناں میں سر ہلایا تھا اس سے پہلے وہ اٹھتی ضارب اس کی ٹانگوں پر اپنی
ٹانگیں رکھتا اس پر سایہ فگن ہوتا اپنا سارا وزن ڈال گیا تھا۔۔
اس کے ایکٹ میں فجر کی آنکھوں میں بے یقینی واضح دیکھی جاسکتی
تھی۔۔۔ وہ ناول میں سر ہلاتی اس کو خود سے دور دھکیل رہی
تھی۔۔۔ ضارب اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لاک کرتا
دوسرے ہاتھ سے اس کے شرٹ کے بٹن کھول رہا تھا۔۔۔ جب کی
اس کے لبوں کو اس نے اپنی قید میں لیا ہوا تھا۔۔۔ وہ اس کی شرٹ ایک
ہی جھٹکے میں اتارتا ایک ہاتھ اس کی سٹریپ میں الجھتا جب کہ
دوسرے ہاتھ سے اس کی ڈھڑکنوں کو نرمی سے سہلا رہا تھا۔۔۔ لبوں کو

آزادی اس نے ابھی تک نہیں دی تھی۔۔۔ آج رات تمہاری خیر نہیں
ہونے والی۔۔۔ وہ اس کی ڈھڑکنوں پہ جھکتا خمار آلودہ لہجے میں بولتا اس
کو بے بس کر گیا تھا۔۔۔ وہ خود آج اس کے پاس آئی تھی تو اتنا چھامو قع وہ
کیسے جانے دیتا۔

پلیز۔۔۔ نہیں۔۔۔ مجھے۔۔۔ جانے۔۔۔ دوں۔۔۔ آپ بے شک رخصتی
نار کو انا۔۔۔ فجر اس کا بے باک لمس اپنی ڈھڑکنوں پہ برداشت کرتی
ٹوٹے ہوئے لفظوں میں بولی تھی۔۔۔ وہ گہرے گہرے سانس بھرتی
خود کو نار مل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ اس کے منہ سے
"آپ" سنتا ضارب کے لبوں

پر مسکراہٹ اٹڈی تھی۔۔۔ وہ ہمیشہ اس کی قربت میں ہی اسے آپ
پکارتی تھی۔۔ ضارب اس کی بات کا بنا کوئی جواب دیے اس کو ٹھوڑا پر
اٹھاتا اس کی سٹریپ میں ہاتھ الجھاتا اپنے اور اس کی ڈھڑکنوں کے
درمیان موجود یہ آخری پردہ بھی اتار گیا تھا۔۔۔ اس کی اس حرکت پہ
فجر سرخ پڑتی اپنے ناخن اس کی پشت پر گاڑھ گی تھی۔۔۔ اس کی
ناخنوں کی چبھن محسوس کر کے ضارب کی آنکھیں خمار آلودہ ہوئی
تھی۔۔۔۔ وہ اب اس کی ڈھڑکنوں کو چھوڑتا اس کی بیوٹی بون پہ جھکا
تھا۔۔۔

وہ وہاں پہ کبھی دانت گاڑھتا فجر کو سسکنے پہ مجبور کر رہا تھا تو کبھی اس کی
سسکیاں سنتا اپنے نرم لب وہاں پر رکھ دیتا تھا۔۔۔ اس وقت فجر اپنے
دونوں ہاتھوں سے اس کو دقر دھکیل رہی تھی لیکن وہ اس دیو ہیکل کو
ایک انچ بھی نہیں ہلا پائی تھی۔۔ اس کی مزاحمت کرنے پہ ضارب نے

بہکی بہکی نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ جس کا چہرہ لہو چھلک رہا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسو ہنوز جاری تھے جو اس کے سرخ عارض پر بہہ کر ایک خوبصورت سا منظر پیش کر رہے تھے۔۔۔

اس وقت تمہارے آنسو تمہاری گال پہ ایسے لگ رہے ہیں جیسے گلاب کے پھولوں پہ شبنم کے قطرے موجود ہوں □ ♥۔۔۔ وہ اس کے آنسو اپنے لبوں سے چٹا گھمبیر آواز میں بولا تھا۔۔۔ اس کی بات پر فجر نے ایک ہچکی لی تھی۔۔۔

جہاں تک بات ہیں جانے کی تو آج تمہیں میری پناہوں سے آزادی نہیں ملے گی تم خود آئی ہو اپنے اس دیوانے کے پاس۔۔۔۔۔ جب تمہیں پتا ہیں کہ میں تمہیں دیکھ کر ہوش کھونے لگتا ہوں تو کیوں آتی ہوں میرے سامنے۔۔۔۔۔ وہ اس کے لبوں پر لب رکھتے ہوا بولا تھا جب کہ اس کا

ایک ہاتھ اس کو ڈھڑکنوں پر سختی سے جما ہوا تھا۔۔۔ جو مقابل کو کچھ
بھی بولنے سے روکے ہوئے تھا۔۔۔ اب وہ اس کے لبوں کو اپنے لبوں
اور زبان سے سک کر رہا تھا۔۔۔ فجر کا بدن ہلکا ہلکا لرز رہا تھا۔۔۔ اس کی
بات سنتے ہی فجر نے ہمت کر کے اس کو جواب دیا تھا۔۔۔

پلیز۔۔۔ جانے۔۔۔ مجھے۔۔۔ دے۔۔۔ میں۔۔۔ پھر۔۔۔ کبھی
۔۔۔ آپ۔۔۔ کے

۔۔۔ سامنے۔۔۔ نہیں۔۔۔ آؤ۔۔۔ گی۔۔۔ آپ رخصتی بھی کروا کے
میں منع نہیں کروں گی۔۔۔ اپنے لبوں کو آزادی ملنے پہ فجر اس کی
طرف دیکھتی معصومیت سے بولی تھی۔۔۔ اس کی بات سنتے ہی
ضارب کا بلند و بانگ قہقہہ کمرے کی زینت بنا تھا۔۔۔

میرا نور یہ صرف تمہاری سوچ ہیں کہ تم اب مجھ سے بچ کر جاسکتی ہوں
رخصتی تو ہر حال میں ہوگی۔۔۔ اب یہ دیوانا تمہارے بغیر نہیں رہ

سکتا۔۔۔ بات ہیں تمہیں یہاں سے جانے دینے کی تو جانا ہی کیوں

۔۔ ہیں اچھا ہیں نا آج میں تم میں سما کر تمہیں بتاؤں

گا کہ رخصتی پر ویڈنگ نائٹ کیسے منائی جاتی ہیں تاکہ اس رات تمہیں
سمجھانے میں میرا وقت ناکل جائے۔۔۔ آخر کار پہلی بار مینے زندگی میں

گولڈن نائٹ منانی ہیں۔۔۔۔۔ ضارب اس کی تھائیئر پہ ہاتھ رکھتا اس کی

ڈھڑکنوں کو بے باکی سے اپنے ہاتھ میں سہلاتا اسے ایک آنکھ و نک کرتا

بولا تھا۔۔۔ جب کہ آخری جملہ اس نے معصومیت سے کہا تھا۔۔۔ فجر

اس کی بات سنتی بے بسی سے اس کو دیکھتی رہ گئی تھی۔۔۔ اس کا بچنا

یہاں سے مشکل لگ رہا تھا۔۔۔ وہ بے بسی سے دیکھتی اپنی دنوں آنکھیں

میچتی گہرے گہرے سانس بھر رہی تھی۔۔۔ جس سے اس کے بدن کی

رعنائیاں ایک خوبصورت منظر پیش

کر رہی تھی۔۔ اس کی رعنائیاں جھلکتے وجود کو دیکھتے ضارب کا دل
اچھل کر حلق میں آیا تھا۔۔ اگلے ہی پل وہ اپنے دل کی سنتا اسکی
ڈھڑکنوں پہ جھکا تھا۔۔۔ وہ بہت بری طرح اس کی ڈھڑکنوں پی
دانت گاڑھتا اس کو سکھنے پہ مجبور کر رہا تھا۔۔ اس کے اتنی سختی سے
دانت گاڑھنے پہ پورے کمرے میں فجر کی سسکیاں گونج رہی
تھی۔۔۔ وہ مسلسل مزاحمت کرتی اس کو روکنے کی کوشش کر رہی
تھی۔۔۔ اس کو اتنی زیادہ مزاحمت کرتا دیکھ ضارب بد مزہ ہوتا اس کی
ڈھڑکنوں سے چہرہ نکالتا اس کو گھور رہا تھا۔۔ کیا مسئلہ ہیں تمہارے
ساتھ!!! آرام سے پڑی رہوں گی تو بہت نرمی سے چھوؤ گا!!! اگر
مزاحمت کروں گی تو اتنی شدتیں دھاؤں گا تم پر کہ تم سے چلنا محال ہو
جائے گا!!! میرا ساتھ دو گی تو اور بھی مزہ آئے گا مجھے۔۔ ضارب جو
اس کو گھورتا دانت پیس کر بولا تھا۔۔ اس کو چہرہ زرد پڑتا دیکھ کر وہ اسے

آخر میں آنکھ و نک کرتا بے باکی سے بولتا اس کو چھپنے پہ مجبور کر گیا تھا
۔۔ اس کو شرماتا دیکھ ضارب اس کے پیٹ پر جھکتا وہاں پر لب رکھ رہا
تھا۔۔ وہ پیٹ سے اوپر آتا اس کی ڈھڑکنوں پر اپنے دونوں ہاتھ جماتا اس
کے لبوں کو اپنی قید میں لے گیا تھا۔۔

مجھ۔۔۔ صبح۔۔۔ کالج۔۔۔ جانا ہیں۔۔۔ پلینز۔۔۔ مجھے

۔۔۔ جانے۔۔۔ دیں۔۔۔ فجر اس کی طرف دیکھتی منت بھرے لہجے
میں بولی تھی۔۔۔ اس کی بات سنتے ہی ضارب جو اس کے لب چھوڑ کر
اس کی گردن سرخ کر رہا تھا۔۔۔ اس نے چہرہ اٹھا کر اپنی بیوی کو دیکھا تھا
جو سرخ گلاب بنی ہوئی تھی۔۔۔ وہ استحقاق بھری نظروں سے اسے
دیکھتا اس کے لبوں کو اپنے لبوں سے نرمی سے چھوٹا پیچھے ہوا

تھا۔۔۔ اب وہ نرمی سے اس کے چہرے کے ایک ایک نقوش کو چھو رہا
تھا۔۔۔ اتنی نرمی سے چھونے پر فجر کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی

تھی۔۔ اس کے ہاتھ بے باکی سے اس کے پورے بدن کو چھو رہے
تھے۔۔ جس کی وجہ سے اس کا چہرہ اب لہو چھلک رہا تھا۔۔ وہ اس کی
طرف ایک امید سے دیکھ رہی تھی کہ وہ اس کو جانے دیں گا۔۔ فجر کو
خود سمجھ نہیں آ رہا تھا ویسے تو بڑی شیرنی بنی پھرتی ہیں لیکن اس بے
باک

انسان کے سامنے اس کی زبان کیوں نہیں کھلتی۔۔ وہ اس کو بہت کچھ
کہنا چاہتی تھی لیکن اس کی زبان تالو سے چپکی ہوئی تھی۔۔ جیسے اس
کے پاس الفاظ ہی ختم ہو گئے ہوں۔۔

میری جان کل اتوار ہیں اور ویسے بھی میں نے تمہاری اور حور کی تب
تک چھٹیاں لی ہیں جب حور اور کایان کا نکاح نہیں ہو جاتا اور تمہاری
رخصتی نہیں ہو جاتی۔۔ اس کو اپنی طرف دیکھتا پا کر اس کی آنکھیں

چومتا گھمبیر

آواز میں بولا تھا۔۔ اس کی بات سنتے ہی فجر کی آنکھیں آخری حد تک
پھیلی ہوئی تھی۔۔ آخر کیا تھا یہ انسان۔۔ اس کو سمجھ نہیں آئی تھی
۔۔ مطلب کی یہ سب پلیننگ اس نے پہلے سے ہی کی ہوئی تھی۔۔ تو
اس کا مطلب ہوا کہ داجی کو رخصتی کا بھی اس نے ہی بولا ہو گا۔۔
فجر اپنے دماغ میں سوچتی بغیر اپنی پوزیشن کا خیال کیے بغیر اس کو دھکا
دیتی خود پہ اچھے سے کمبل لپیٹی اٹھ کر بیٹھی اسے گھور ہی
تھی۔۔۔ ضارب جو ہاتھوں سے اس کی ڈھڑکنوں کو اور پورے جسم کو
چھو رہا تھا اور استحقاق بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔
اس اچانک افتاد پہ اس کی آنکھیں پھیلی تھی۔۔۔ وہ اچھا خاصہ بدمزہ ہوتا
اس کو گھور رہا تھا۔۔ فجر اب خود پہ اچھے سے کمبل لپیٹی غصے سے سرخ
ہو رہی تھی۔۔ اس سے پہلے وہ بیڈ سے نیچے اتر کر اپنی شرٹ اٹھاتی
ضارب اس کو اپنی طرف کھینچتا حلق کے بل ڈھاڑا تھا۔۔ یہ کیا

بد تمیزی تھی فجر۔۔۔ مجھے تم اپنی قربت میں مزاحمت کرتی نظر آؤ یا
کوئی بد تمیزی یہ میں ہر گز برداشت نہیں کروں گا۔۔ تم نے جتنے لاڈ
اٹھوانے ہیں مجھ سے اٹھوالوں لیکن میری قربت میں تم ہمیشہ خاموش
نظر آؤ یا پھر میرا ساتھ دیتی۔۔

وہ اس کی آنکھوں میں اپنی کالی سیاہ آنکھیں گاڑھتا حلق کے بل ڈھاڑا تھا
۔۔ اس کی کالی آنکھوں میں اس وقت غصے کی سرخی اور اس کی طلب
دونوں ہی ڈور رہی تھی۔۔ جس سے اس کی آنکھوں سے فجر کو خوف
محسوس ہو رہا تھا۔۔ لیکن پھر ہمت کرتی اس کے مقابل آئی تھی۔
تمہیں صرف میرے جسم سے محبت ہیں۔۔ تم اس لیے رخصتی کروا
رہے ہوں!!! ورنہ تم سے بڑے زیان اور کایان بھائی نے تو نہیں کی
آج تک شادی کی بات!!! تم صرف ایک حوس پرست انسان

ہوں!!! جس سے اب اپنی حوس سمجھالی نہیں جارہی۔۔ اس لیے
تمہیں اب رخصتی چاہیے تاکہ تم

میرے جسم کے ساتھ کھیل سکو۔۔۔ فجر اس کی کالی آنکھوں میں

اپنی سبز آنکھیں گاڑھتی اس کی طرح ہی حلق کے بل ڈھاڑی

تھی۔۔۔ اس کی بات سنتے ہی مقابل کی کالی آنکھوں میں خون اتر اٹھا

اس نے اپنے جبرے بری طرح بھینچے تھے۔۔۔ چہرہ اس کا غصے اور

اشتعال کی وجہ سے سرخ ہوا تھا۔۔

میں حوس پرست انسان ہوں!!! اگر میں حوس پرست انسان ہوتا تو

اس دن بھی اپنا حق وصول کر سکتا تھا جس دن تم نے اپنی طبیعت خرابی

کا بہانا بنایا تھا!!! مجھے اسی وقت ہی پتا چل گیا تھا کہ تم بالکل تھیک ہوں

!!! لیکن میں پھر بھی تمہارے اتنے نزدیک آکر پیچھے ہٹ گیا تھا

کہی تم مجھ سے بدگمان ناہو جاؤں کہ میں نے تمہارے ساتھ زبردستی [کی !!! لیکن مجھے نہیں پتا تھا تم اتنا گھٹیا سوچتی ہوں میرے بارے !!! ایک شوہر کبھی حوس پرست نہیں ہو سکتا خدا نے یہ رشتہ ہی ایسا بنایا ہیں کہ ہم حرام کرنے کی بجائے حلال رشتے سے اپنی طلب مٹا سکے۔۔۔ اب تم نے یہ سب بولا ہی ہیں تو میں تمہیں آج ایک حوس پرست انسان بن کر دکھاؤں گا۔۔۔ ضارب ایک ہی جھٹکے میں اس پر کسبل اتارتا اسے اپنے نیچے کرتا اس کو ہر پردے سے آزاد کر گیا تھا۔۔۔ اس کے ایکٹ پہ فجر کے چہرے پہ خوف لہرایا تھا۔۔۔ وہ مسلسل نفی میں سر ہلاتی اسے روک رہی تھی۔۔۔ ہمیشہ کی طرح اب بھی اس کی زبان اس کو دھوکہ دے گی تھی۔۔۔ ضارب کا ایک ہاتھ اس کی ڈھڑکنوں کو سہلار ہاتھ جبکہ دوسرا اس کی گہرائیوں کو بے باکی سے چھوتا فجر کی جان نکال رہا تھا۔۔۔ اس کے لبوں کو وہ اپنی قید میں لیتا اس کی

کے لبوں کو وہ اپنی سخت قید میں لیتا اس پر بولتی بند کیے ہوا تھا۔۔۔ اس
اس کی سانسیں بھی تنگ کر گیا تھا۔۔۔ فجر اپنی بند ہوتی سانسوں سے
مشکل اس کو خدو نوں ہاتھوں سے دور دھکیل رہی تھی۔۔۔
اب یہ مزاحمت کیسی تمہیہ بتاؤ گا کہ حوس کہتے کسے ہیں۔۔۔۔ اب
تمہاری کوئی مزاحمت بھی ہوئی تو مجھ سے زیادہ برا کوئی نہیں ہو
گا۔۔۔ ضارب اپنی پینٹ سے بیلٹ نکالتا اس کے دونوں ہاتھوں کو اوپر
کی طرف لے جاتا بیلٹ کی مدد سے باندھتا دے دے انداز میں گرایا
تھا۔۔۔

اب فجر خود کو بے بس محسوس کرتی ہچکیوں سے رو رہی
تھی۔۔۔ ضارب اس کو روتا دیکھ اس کے آنسو بے دردی سے صاف کر
گیا تھا۔۔۔ وہ آج بخشنے کا اسے کوئی ارادہ نہیں رکھتا تھا۔۔۔ اس کی محبت

کو اس نے حوس کا نام دیا تھا۔۔۔۔۔ یہ سوچ آتے ہی ضارب کی رگوں
میں آگ بھڑکانے کا کام کر رہے تھے۔۔۔

اگلے ہی پل وہ لائٹ بلکل ہی مدھم کرتا جس میں وہ ایک دوسرے کو
بھی مشکل سے دیکھ پا رہے تھے۔۔۔ ضارب خود کو بھی ہر پردے سے
آزاد کرتا اس کی گہرائیوں سے اپنا وجود لگاتا اس کے لبوں کو اپنی قید میں
لیتا اس کی سسکیوں کا گلا گھونٹ گیا تھا۔۔۔

اس کی اس حرکت پہ فجر اپنی آنکھیں زور سے میچتی بیڈ شیٹ مٹھیوں
میں جکڑ گئی تھی۔۔۔ اس کا رنگ تانبے کی مانند سرخ پڑا تھا۔ اس کا
بدن ہلکا ہلکا لرز رہا تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے ضارب اس کے لبوں کو
چھوڑتا نرمی سے اس کو کمر سے پکڑتا اپنے اوپر کر گیا تھا۔۔۔ وہ اب نرمی
سے اس کی کمر سہلا رہا تھا وہ اس کو چھوڑنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا لیکن
اس سے پہلے اس کو ڈر ختم کرنا چاہتا تھا۔ اس کی نرمی پہ فجر کچھ پل میں

ہی نارمل ہوتی اس پرست اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔ لیکن
ضارب کی گرفت اس کی کمر پر بہت زیادہ مضبوط ہونے کی وجہ سے وہ
اس کو ہلا بھی نہیں پائی تھی۔۔۔۔۔ ضارب اس کو نارمل ہوتا دیکھ کر ایک
ہی جھٹکے میں اس کو اپنے نیچے کرتا اس کے لبوں کو اپنی قید میں لے گیا تھا
۔۔۔۔۔ وہ اپنے ہاتھ کی مدد سے اس کی گہرائیوں کو تو کبھی اس کی ڈھڑکنوں
کی نہیں اس پہ جھکا تھا۔۔۔۔۔ فجر جو یہ سوچ رہی تھی کہ اس کی جان بچ
عمل پہ اس کی جان ایک بار پھر ہوا ہوئی تھی۔۔۔۔۔ وہ اس کے لبوں کو
چھوڑتا اس چھوٹا سا تکیہ اٹھاتا اس کی کمر کے نیچے رکھتا بغیر اس کو سمجھنے کا
موقع دیے بغیر ہی شدت سے اس کی روح میں داخل ہوا تھا۔۔۔۔۔ اس
کی سسکیاں سنتا وہ بے خود سا ہوتا اس میں آخری حد تک سما یا تھا۔۔۔۔۔
تمہیں کیا لگا تمہاری جان بچ گئی نہیں مجھ سے اب جو کچھ تم نے کہا ہیں
مجھ سے اس کا ڈیمو بھی تو دکھانا تھا تمہیں ضارب اس کے کو اپنی شدتوں

سے روشنائش کروانا ایک آنکھ ونک کرتا اس کی سسکیوں کا گلا اپنے لبوں
سے گھوٹ گیا تھا۔۔۔۔۔ اس کی شدتوں کی وجہ سے اس کا بدن ہچکولے
کھاتا ایک خوبصورت منظر پیش کر رہا تھا۔ اس کے نشیب و فراز دیکھتا
ضارب بے خود سا ہوتا اس کی ڈھڑکنوں پہ جھکتا اس کو اور زیادہ سسکنے پہ
مجبور کر رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ اتنی زیادہ شدت سے اپنا حق وصول کر رہا تھا کہ
فجر کی سسکیاں پورے کمرے میں گونج رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کی
سسکیاں مقابل کو اور زیادہ مدہوش کر رہی تھی۔۔۔۔۔ جس کی وجہ سے وہ
اس پر ٹوٹ کر برس رہا تھا۔۔۔۔۔ پلینز۔۔۔۔۔ مجھے۔۔۔۔۔ جانے
۔۔۔۔۔ دوں۔۔۔۔۔ فجر گہرا سانس بھرتی اس کی شدتوں سے نڈھال ہوتی
ٹوٹے لفظوں سے بولی تھی۔۔۔۔۔ ان دونوں کا بدن پسینے سے بھیگ چکا تھا
۔۔۔۔۔ لیکن ضارب کی شدتوں میں وقت کے ساتھ اضافہ ہوتا چلا گیا
تھا۔۔۔۔۔

اس کا بدن ڈھیلا پڑتا محسوس کر کے ضارب نے نرمی سے خود کو اس سے جدا کیا تھا۔۔۔ اب وہ اس کو اپنے اوپر سینے پہ لٹاتا اس کو کمر کو سہلارہا تھا۔ اس کی بدن کی ناز کی محسوس کرتا اس کے جذبات مزید بھڑکے تھے۔۔۔

جس پہ وہ فل حال لگام دے گیا تھا۔۔۔

آپ۔۔۔ بہت۔۔۔ ظالم۔۔۔ ہیں۔۔۔ فجر تھکن زدہ لہجے میں بولتی اس کی گردن پہ اپنے ناخن گاڑھ گی تھی۔۔۔ اس کے شکوہ کرنے پہ مقابل کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔۔۔

وہ اسے اپنے سینے پہ لٹانے سے پہلے اس کے ہاتھ آزاد کر گیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ اس کی گردن پہلے سے زیادہ اپنے ناخنوں سے زخمی کر رہی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے مقابل کی آنکھیں اور زیادہ خمار آلودہ ہو رہی تھی۔۔۔ یہ تکلیف اس کے جذبات بھڑکانے کا کام کر رہی تھی۔۔۔

زبان بغیر اس کی بات پر کان دھرے اور اس کو کوئی جواب دیے اس کی گردن پہ اپنی شدتیں نچھاور کر رہا تھا۔۔۔ اور فجر اس وقت اس کی گردن پہ اپنے ناخن گاڑ رہی تھی ایک ہاتھ اس کی کمر پر تھا جس کی وجہ سے وہ اٹھ بھی نہیں پارہی تھی اس لے اپنا غصہ ایسے نکال رہی تھی۔۔۔

ضارب کو ایک بار پھر خود میں سرایت کرتا دیکھ اس کے ہاتھ رکے تھے۔۔۔ اس کے چہرے پہ ایک بار پھر خوف لہرایا تھا۔۔۔ ابھی وہ مقابل کی شدتوں کا پچھلا درد بھولی نہیں تھی۔۔۔ ضارب اس کار کا ہاتھ محسوس کرتا فتح مندی سے مسکراتا اسے خود کے نیچے کرتا ایک جھٹکے میں اس میں سما یا تھا۔۔۔ جس پہ فجر کی ایک چیخ بلند ہوئی تھی۔۔۔ اس بار اس کا چیخ کا گلا ضارب نے اپنے ہونٹوں سے نہیں دبایا تھا بس وہ رات میں سورج دکھانے کا کام سرانجام دے رہا تھا۔۔۔ وہ اس کی سسکیاں

سنتا اس کی ڈھڑکنوں پہ اپنے دانت گاڑھتا اوپر چہرہ اٹھاتا فجر کو دیکھ رہا تھا
۔۔ جس کے چہرے پہ تکلیف واضح دکھائی دے رہی تھی۔۔۔ وہ اس کی
سسکیوں کو اپنے لبوں میں دباتا اپنی شدتوں میں اور زیادہ اضافہ کر گیا
تھا۔۔۔ ضارب کے جسم سے پسینا گر کر فجر کے جسم پر گر اس کو بھگورہا
تھا۔۔۔ اس کے لبوں کو وہ اب اپنی نرم گرفت میں لیتا اس کے لبوں
سک کر رہا تھا۔۔۔ کو

فجر کی آنسو اس کے عارضوں کو بھگو کر اس کے پورے چہرے کو بھگو
رہے تھے۔۔۔ ضارب نے اس کے لبوں کو آزادی نہیں دی تھی۔۔۔ وہ
کبھی اس کی سانسیں پی رہا تھا تو کبھی اسے اپنی سانسیں دے رہا تھا۔۔۔ وہ
اس کے آنسو دیکھتا نرمی سے خود کو اس سے جدا کر گیا تھا۔۔۔

ابھی فجر گہرے سانس بھرتی خود کو نارمل ہی کر رہی تھی۔ جب
ضارب اسے کمر سے اٹھاتا اس کی ٹانگیں اپنی پشت کے گرد لپیٹا بیڈ سے

نیچے اتر اٹھا۔۔۔ وہ اس کو ایک ہاتھ سے تھامتا دوسرے ہاتھ اے کمرے میں جلتی ایک چھوٹی سی روشنی وہ بھی بجھا گیا تھا۔

وہ اس کو صوفے پہ لٹاتا اس پر سایہ فگن ہوتا خود کو اس میں ایڈجسٹ کرتا ایک ہی جھٹکے میں اس میں شامل ہوا تھا۔۔۔ فجر جو ابھی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ وہ کیا کرنے والا ہیں اس کے جسم کا سارا خون اس کے چہرے پہ آیا تھا اس سے پہلے اس کی چیخ بلند ہوتی ضارب اس کے منہ پر ہاتھ رکھ گیا تھا۔ کو میری جان وہاں پر مزہ نہیں آ رہا تھا۔ تو سوچا یہاں پر ٹرائی کر لی جائے۔۔۔ وہ اس کو آنکھ و نک کرتا بے باکی سے بولتا آخری حد تک اس میں سماتا چلا گیا تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے فجر کی سانسیں اٹکی تھی۔۔۔ وہ بہت مشکل سے اس کو برداشت کر رہی تھی۔ پلیز۔۔۔ بس۔۔۔ کر۔۔۔ دیں۔ وہ اس کی شدتیں سہتی ٹوٹے پھوٹے لفظوں سے روتی ہوئی بولی تھی۔۔۔ وہ بہت بے دردی سے اس میں سماتا

جارہا تھا۔۔۔ اس کی آواز سنتے ضارب اس کو خود سے ایک ہی جھٹکے میں
جدا کرتا اس کو کمر سے پکڑتا اپنی گود میں بٹھا گیا تھا۔۔

میری جان تم تو ابھی سے تک گی ہوں۔۔ مجھے کیا کہہ رہی تھی کہ میں
ایک حوس پرست انسان ہوں۔۔ اور حوس ایسے تو نہیں مٹائی جاتی
۔۔ ابھی تو میں نے تمہی ایک پرسنٹ بھی نہیں دکھایا اپنی حوس کا

۔۔۔ ضارب اس کو اپنی گود سے اٹھاتا ڈریسنگ مرر کے پاس لاتا ساری
چیزیں اپنے ہاتھ سے گراتا اسے ڈریسنگ مرر پر بٹھا گیا تھا۔۔

تیار کر لوں ج رات خود میری شدتیں سہنے کے لیے کیونکہ تمہیں آج
رات آزادی نہیں ملنے والی۔۔۔ ضارب ڈریسنگ مرر کے سامنے آتا
اس کی ٹانگیں اپنی پشت کے گرد لاک کرتا اس میں ایک بار پھر شدت
سے سمایا تھا۔ اس یقین نہیں ہو رہا تھا کہ اس کی محبت اس کو ایک حوس
پرست انسان کہہ رہی تھی۔۔

اس کے اتنے شدت سے سمانے پر وہ ٹپاٹھی تھی۔۔ اس کی کمر میں
درد کی ایک لہر ڈور گئی تھی۔۔ جو اس کے لیے ناقابل برداشت
تھی۔۔۔ وہ زور سے اس کے کندھوں کو جکڑ گئی تھی۔۔۔ ضارب بے
خود ہوتا اس کی ڈھڑکنوں پر اپنے دانت گاڑ رہا تھا۔۔ اس وقت وہ
غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔ اپنا غصہ وہ فجر پر مکمل طور پر نکال رہا تھا۔۔
اگلے ہی پل وہ اس کو ڈریسنگ مرر سے اٹھاتا دیوار کے ساتھ لگا گیا تھا
۔۔ اس کے اتنے زور سے دیوار سے لگانے پر فجر کی کمر میں ایک درد کی
لہر دوڑی تھی۔۔ جس پہ وہ کراہ کر رہ گئی تھی۔۔۔ ضارب نے خود کو
اس سے الگ نہیں کیا تھا۔۔ وہ اس کی ٹانگیں اپنی پشت کے گرد اچھے
سے لاک کرتا اس کی بلی بوٹم کو چھو رہا تھا اپنے لبوں کی مدد سے میری
جان یہ پورا کمرہ اس بات کی گواہی دے سکے کہ میں نے تم سے پہلی بار
اپنا حق اچھے سے وصول کیا تھا۔۔ وہ اس کی گہرائیوں سے خود کو نرمی سے

الگ کرتا اسے بے باکی سے بولتا اس کے لبوں کو اپنی قید میں لیتا ایک ہی جھٹکے میں اس میں سمایا تھا۔۔۔ پہلے بیڈ پھر صوفہ۔۔ اس کے بعد ڈریسنگ مرر اور اب دیوار کے ساتھ لگا کر وہ اس سے اپنا حق بہت بری طرح لے رہا تھا۔ وہ پہلی بار ہی اس سے تین گھنٹوں میں چار بار حق لے چکا تھا۔

آدھے گھنٹے بعد وہ اس اپنا حق لینے کے بعد اس نرمی سے اپنی گود میں اٹھاتا واشروم میں داخل ہوا تھا۔ اس شاور کے نیچے کھڑا کرتا وہ اس کو پانچ منٹ میں غسل کرنے کا بولتا خود واشروم کی دوسری سائیڈ پہ آیا تھا۔۔۔ فجر نے جلدی سے شاور کی سائیڈ پی موجود بلیک رنگ کی گلاس کا وال کا سہارا لیا تھا اس سے کھڑا رہنا مشکل ہو گیا تھا اس کی کمر درد سے ٹوٹ رہی تھی۔۔۔ جگہ چینج کرنے کی وجہ سے بھی اسے کچھ زیادہ درد ہو رہا تھا۔ اس کا اتنا برا سلوک اور اتنی بری طرح حق لینے پہ وہ سسک

کر رہ پڑی تھی۔۔۔ لیکن اس شتمگر کا وقت یاد آنے پہ وہ جلدی سے شاور
لیتی باتھ روب گاؤن لپیٹی واشروم سے باہر نکلی تھی۔۔۔ چلتے وقت اس
کے قدم لڑکھڑاہے تھے۔۔۔ ضارب جو اپنے گیلے بالوں میں ہاتھ پھیر
رہا تھا اس کو اس طرح چلتا دیکھ کر وہ جلدی سے اس کو گود میں اٹھاتا بیڈ
کا کی بڑھا تھا۔ اس وقت رات کے دیڑھ بج رہے تھے۔۔۔ وہ اس
چہرہ زرد پڑتا دیکھ کر اچھا خاصہ پریشان ہوا تھا۔۔۔ کچھ نہیں کر رہا
۔۔۔ آرام سے سو جاؤ۔ اس کو بیڈ پر لیٹانے کی وجہ سے اس کو چہرہ
خوف سے پیلا پڑا تھا۔ ضارب اس کی آنکھوں میں خوف دیکھتا اس کو
پیار سے بولتا اپنے حصار میں لے کر سو گیا تھا۔۔۔

اسے خود پہ جی بھر کر غصہ آیا تھا۔۔۔ وہ اپنے غصے پہ کنٹرول نہیں کر پاتا
تھا۔۔۔۔۔ اسے چھوٹی چھوٹی باتوں پر غصہ آ جاتا تھا۔ اب تو فجر نے جو
بات کی تھی وہ چھوٹی بھی نہیں تھی۔۔۔ اس کے حصار میں فجر تھکن کی

وجہ سے آنکھیں موند گئی تھیں۔۔۔ کچھ ہی پل میں وہ گہری نیند سو گئی تھی۔۔۔ ایم سوری میرا نور۔۔۔ ضارب اس کے ماتھے پہ لب رکھتا پیار سے بولتا خود بھی آنکھیں موند گیا تھا۔۔۔

اس وقت فجر کی آذانیں آرہی تھیں جب ضارب کی آنکھ کھلی تھی اپنی باہوں میں موجود اپنی متاع جان کو دیکھ کر اس کے چہرے پہ مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔ رات کو سارا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا تھا۔۔۔ اس کے جذبات مزید بھڑکے تھے۔۔۔ لیکن اگلے ہی پل اس کے سامنے اس کا لڑکھر کر چلنا یاد آیا تھا۔۔۔ اس کا چہرے کی مسکراہٹ سسٹی تھی اور اگلے ہی پل اس کے چہرہ پر پریشانی کے آثار واضح نظر آئے تھے۔۔۔ وہ اس کو نرمی سے اپنی حصار سے آزاد کرتا اس کو تکیے پہ لٹا گیا

تھا۔۔ وہ اس کا ہاتھ روب گاؤن کی ڈوڑی کھولتا گلے ہی پل اسے خود پہ
غصہ آیا تھا۔۔ اس نے اپنے جبرے بری طرح بھینچے تھے۔۔ اس کی
نظریں غصے سے سرخ ہوئی تھی۔۔۔ اس کا دل کر رہا تھا خود کو آگ لگا
دیں۔۔۔ پورے بدن پر اس کی شدتوں کے نشان تھے۔۔ اس کی
ڈھڑکنیں بالکل ہی سرخ تھی۔۔۔ جگہ جگہ لو بائت بنی ہوئی
تھی۔۔۔ اس کی گردن بھی بالکل سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ وہ نرمی سے
اس کی ہاتھ روب گاؤن دونوں اطراف پہ کرتا اب نرمی سے
اپنی دی گئی سوغاتوں پر نرمی سے لب رکھ رہا تھا۔۔۔ وہ نرمی سے اس کو
پورے بدن کو چھو رہا تھا اپنے لبوں سے۔۔۔ کبھی اس کی گردن کا تو
کبھی اس کی ڈھڑکنوں پہ۔۔۔ وہ اب اس کے پیٹ پر نرمی سے چھو رہا تھا
گھڑی پر نظر پڑتے نہی وہ جلدی سے سیدھا ہوتا اس کی ہاتھ روب گاؤن
اتارتا اس کا نائٹ سوٹ اسے پہناتا اپنی گود میں اٹھاتا وہ باہر کی طرف

قدم بڑھا گیا تھا۔۔۔۔۔ فجر تھکن کی وجہ سے اتنی گہری نیند سو رہی تھی کہ وہ زرا سا کسمکائی بھی نہیں تھی۔۔۔

وہ سب کے اٹھنے سے پہلے ہی اس کو اس کے روم میں سلا آ کر آنا چاہتا تھا تا کہ کسی کو بھی کوئی بات کرنے کا موقع نہ ملے۔۔۔ رخصتی میں تو ابھی ایک ڈیڑھ ہفتہ رہتا تھا۔۔۔ لیکن پھر بھی وہ کسی کو بات کرنے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔۔۔ وہ اس کے روم میں داخل ہوتا اس کو نرمی سے بیڈ پر لٹاتا اس پر کنبل اوڑھ کر ٹھوڑی سی جگہ بناتا اس کت ساتھ بیٹھا تھا۔۔۔ اب وہ پیار سے اس کے بال جو کھلے ہونے کی وجہ سے اس کے چہرے پر آرہے تھے۔۔۔ وہ اس کے چہرے سے ہٹا رہا تھا۔۔۔ ایم سوری میرا نور۔۔۔ میں غصے میں کچھ زیادہ ہی آؤٹ آف کنٹرول ہو گیا تھا۔۔۔ لیکن میں وعدہ کرتا ہوں آج کے بعد میں جب بھی تمہارے قریب آؤں گا تو پوری کوشش کروں گا کہ تمہیں نرمی سے

چھوؤ۔۔ اتنے پیار سے تم میں سماؤ کہ تم بعد میں خود مجھ میں سمانا چاہوں
۔۔۔ ضارب اس کے لبوں پر موجود اپنی سوغاتوں پر لب رکھتا پیار سے
لبریز لہجے میں بول رہا تھا۔ اس کو اس وقت خود پر بہت زیادہ غصہ آرہا
تھا کہ اسے کیا ضرورت تھی۔ اتنا غصے ہونے کی جب کہ وہ اچھی طرح
جانتا تھا کہ وہ ایسی ہی ہیں جو بھی بات اس کے دل میں ہوں وہ بول دیتی
تھی۔ وہ ایک بار پھر اس کے ماتھے پہ لب رکھتا لائٹ آف کرتا باہر کی
طرف قدم بڑھا گیا تھا۔۔ سب لوگ ہی اس وقت نماز کے لیے اٹھتے
تھے اگر کسی نے اسے دیکھ لیا فجر کے کمرے سے نکلتے ہوئے ناجانے کی
سوچیں گے۔۔۔ وہ تو لڑکا ہو کر بیچ جائے گا لیکن فجر کو کردار مشکوک ہو
آٹھ بج رہے تھے۔۔ جب دعا آیان کے کمرے جائے گا۔ اس وقت
میں داخل ہوئی تھی۔۔ اس وقت واشروم سے پانی گرنے کی آواز آ
رہی تھی۔۔۔ وہ واشروم سے پانی گرنے کی آواز سنتی خاموشی سے بیڈ پر

بیٹھ گئی تھی۔۔۔ اس نے پچھلی بار کی طرح اس بار اندر جانے کی غلطی نہیں کی تھی۔۔۔

لیکن وہ اپنا پچھلی بار کا حساب برابر کرنے آئی تھی۔۔۔ اس کو اپنے کمرے میں جا کر اپنا آیان کے ساتھ کیا گیا چیلنج یاد آیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود نے اس نے رات کو اس کے کمرے میں جانے کی غلطی نہیں کی تھی۔۔۔ اب صبح ہوتے ہی وہ اس کے کمرے میں چلی آئی

تھی۔۔۔ آیان جو ابھی جم سے واپس آیا اور اب شاور لے رہا تھا۔۔۔ دعا اس وقت اس کا انتظار کر رہی تھی جب کلک کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا تھا۔۔۔ آیان اس وقت سکائی بلیو شلوار قمیض پہنے اس پہ تضاد اس کی نیلی آنکھیں اس کی شلوار قمیض کے ساتھ میچ کر رہی تھی۔۔۔ وہ اپنے بھورے بالوں میں اس وقت ٹاول رگڑتا ان کو خشک کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ بھوری بیڑی اس وقت پانی کے قطرے موجود

تھے۔۔۔۔۔ جو اس کے چہرے کو اور بھی جاذب بنا رہے تھے۔۔۔۔۔ اس کی قمیض کے بٹن کھلے ہوئے تھے جس کی وجہ سے اس کا چٹانی سینہ واضح نظر آ رہا تھا۔۔۔

اس کو دیکھتے ہی دعا کے گلے میں گلیٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔۔۔۔۔ آیان اس سے پہلے ایک قدم اور بڑھتا جب وہ دعا کو سامنے دیکھ کر ٹھٹک کر رکا تھا۔۔۔۔۔ اس کا یہاں آنا اس کو حیرت میں مبتلا کر گیا تھا اسے لگا تھا کہ وہ اب یہاں نہیں آئے گی جیسے کل اس کی حالت ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ لیکن وہ آج پھر

وہ اس کے کمرے میں موجود تھی۔۔۔۔۔ آیان ابھی اس سے دو قدم کے فاصلے پہ رک گیا تھا۔۔۔۔۔ اس کو وہی رکتا دیکھ وہ آئبر واچکا کر اس کی طرف اس کی طرف قدم بڑھا رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کے چہرے پہ ایک عجیب سی مسکراہٹ تھی جو آیان کو بہت الگ لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

اسے اپنے ساتھ کچھ غلط ہونے کا احساس ہو رہا تھا۔ اسے یہ کل والی
دعا نہیں لگی تھی جو اس کی زرا سی قربت پہ سرخ گلاب بن گئی
تھی۔۔۔ وہ اس کے پاس آکر رکتی اس کے ہاتھ سے ٹاول لیتی پیچھے
پڑے صوفے پہ گرا گئی تھی۔۔۔ وہ اب اس کی گردن پہ انگلی پھیرتی اس
کو سرخ ہونے پہ مجبور کر رہی تھی۔۔۔ یہاں پہ کیا کر رہی ہوں اور
پیچھے ہو کر بات کروں۔۔۔ آیان اپنے پہلو میں ڈھڑکتے دل کو بڑی
مشکل سے ڈپٹتا اس کا ہاتھ پکڑتا اسے روک گیا تھا۔۔۔ اب آیان اس کو
گھور کر دیکھ رہا تھا جو اس کے منع کرنے کی بجائے اور اس کے قریب آ
رہی تھی۔۔۔ اس کے نزدیک آنے پہ آیان پیچھے کی طرف قدم ں مڑھا
رہا تھا۔۔۔ اس کے پیچھے کی طرف قدم ں مڑھانے پہ دعا اس کے دل
کے مقام پر رکھتی اس کی طرف قدم بڑھا رہی تھی۔۔۔ آیان اس کو اپنی
طرف بہکی بہکی نظروں سے دیکھتا تھو کہ نگلتا اپنے اپنے آپ کو نارمل

بعد ہی پیچھے صوفہ آیا کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ پانچ چھ قدموں کے
تھا جس پہ آیان گرنے والے سٹائل میں بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ دعا اس کی
آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھتی ایک پاؤں اس کے سینے پہ رکھتی اور
دوسرا پاؤں صوفے پہ رکھتی اس کی تھانز پہ اپنا سارا وزن ڈالتی اس کے
لبوں کو اپنی قید میں لے گی تھی۔۔۔۔۔ اس اچانک افتاد پہ آیان
کا دل پسلیاں ٹور کر باہر آنے کو بے تاب تھا۔۔۔۔۔ وہ اس کی کمر کو
مٹھیوں میں بھرتا دوسرے ہاتھ اس کے بالوں میں الجھا گیا تھا۔۔۔۔۔ دعا
نرمی سے اس کے لبوں کو اپنے لبوں اور زبان سے سک کر رہی
تھی۔۔۔۔۔ جس پہ آیان کچھ پل بعد اس کا ساتھ دینے لگ گیا تھا
۔۔۔۔۔ اب وہ نرمی سے ایک دوسرے کے لبوں کو سک کر رہے تھے تو
کبھی زبان کو۔۔۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ پھولی سانسوں کے درمیان
ایک دوسرے کے لبوں کو چھوڑ چکے تھے۔۔۔۔۔ اب پوزیشن کچھ ایسی

تھی کہ دعا دونوں طرف سے اپنی ٹانگیں رکھ کر اس کی تھانز پہ بیٹھی
تھی۔۔۔ اس وقت وہ سیلو کلر کی شرٹ پہنے جو ناہی زیادہ لمبی تھی اور نا
ہی زیادہ چھوٹی اس کے ساتھ ہی

وہ بلیک رنگ میں کھلا ٹروازر پہنا ہوا تھا بالوں کا اس نے جوڑا بنایا ہوا تھا
اس وقت وہ بغیر ڈوپتے کے تھی۔۔۔ زیادہ تر اس کے ڈریسر ایسے تھے
جن کے ساتھ ڈوپتا نہیں تھا۔ شاہ حویلی میں کسی کو بھی پردے پر زیادہ
روک ٹوک نہیں تھی۔۔۔ اس لیے فجر اور حور صرف چادر ہی لیتی
تھی۔۔۔ دعا چادر بھی نہیں لیتی تھی۔۔۔ آیان نے اور ناہی ضارب اور نا
ہی نعمان علی شاہ نے دعا کو پردہ لینے کو کہا تھا کیونکہ وہ یہ اچھی طرح
جانتے تھے کہ دعا اپنی حفاظت خود کر سکتی ہیں۔۔۔ لیکن نکاح کے بعد
آیان نے اس کے لیے ایک چادر لی تھی۔۔۔ جو اس نے دعا کو نکاح کے

بعد گفت کی تھی۔۔ اور آج وہی چادر دےانے اپنے سر پر لی ہوئی
تھی۔۔۔

دےانے بھی اس کے خلوص اور پوز یسونس کو دیکھتے ہوئے وہ چادر اوڑھ
کر لی تھی۔۔۔ وہ جانتا تھا جب اس پر مردوں کی نظر پڑتی تھی تو آیان کا
چہرہ سرخ ہو جاتا تھا۔۔۔ اس کو غصے میں دیکھ کر دعا کو اس پر ٹوٹ کر پیار
آتا تھا۔۔۔ اتنے غصے میں ہونے کے باوجود بھی اس نے کبھی ایک لفظ
نہیں بولا تھا اسے۔۔

ابھی وہ دونوں ایک دوسرے کے اتنے نزدیک بیٹھے تھے کہ ان کی
سانیس ایک دوسرے کے چہرے پہ پڑ رہی تھی۔۔۔ گہرے گہرے
سانس بھرنے کی وجہ سے مقابل کے نشیب و فراز پر آیان کی نظر پڑتے
ہی اس کی بلیو آنکھیں خمار آلودہ ہوئی تھی۔۔۔ وہ اس کے بدن کی
رعنائیاں دیکھتا اس کو کمر سے پکڑتا اپنے نزدیک کر گیا تھا۔۔۔ اب وہ

مقابل کے بدن کی ناز کی اچھے سے محسوس کر سکتا تھا جو اس کے جذبات
بھڑکانے کا کام کر رہی تھی۔۔۔ دعا جس پوزیشن میں اس وقت اس پر
بیٹھی تھی۔۔۔ وہ آیان کو اپنی طرف ذومعنی انداز میں
اپنی طرف دیکھتا پا کر کانوں کی لوں تک سرخ پڑی تھی۔۔۔ وہ اب اپنا
ہاتھ اس کے بالوں میں الجھاتا اس کے کالے سیاہ بال کھول چکا تھا جو کمر
تک آتے تھے۔۔۔ اس کی آنکھیں اپنی ماں کی طرح لیکن بال اپنے باپ
نعمان علی شاہ پرگمے تھے۔۔۔

شاہ حویلی میں سب سے لمبے بال حور کے تھے۔۔۔ لیکن اگر کیپلز کے
نظریے سے دیکھا جائے تو پھر سب سے لمبے اور خوبصورت بال کنزہ
کے تھے۔۔۔ اس پہ تضاد زیان کے کالے بال جو بہت لمبے تو نہیں لیکن
اس کی پرسنیلٹی پہ سوٹ کرتے تھے۔۔۔ آیان اس کے بال کھولتا اس
میں اپنا چہرہ چھپاتا اس کی خوشبو اپنے اندر اتار رہا تھا۔ اس کے ہاتھ بے

باکی سے اس کے پورے جسم پر گستاخیاں کر رہے تھے۔۔۔۔۔ دعا سرخ
پڑتی اس کو روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ لیکن پھر دماغ میں کچھ
کلک ہونے کے ساتھ اس نے آیان کو پورا زور لگا کر خود سے دور کیا
تھا۔۔۔ وہ اس کو ہرانے آئی تھی لیکن ہمیشہ یہ شرمیلا شاہ اپنی بے
باکیوں سے اسے بے بس کر دیتا تھا۔۔۔ اس بار اسے ہار نہیں ماننی
تھی۔۔۔ اور جو بات مطلب بم پھوڑنے اس پر ہو آئی تھی وہ تو بتا
دیں۔۔۔۔۔ اسے وہ سب کچھ گھر والوں سے بھی پتا چل جانا تھا لیکن جو
مزا اسے آنا تھا اکیلے میں بتائے ہوئے وہ کہاں ملتا سب کے سامنے تم
نے پوچھنا کہ میں یہاں کیوں آئی ہوں تو میں بتاتی چلوں میں یہاں اپنا
کمرہ دیکھنے آئی ہوں اگر مجھے کچھ پسند نہیں تو میں چینیج کر واسکتی ہوں
۔۔۔ آیان جو خود کو دور کرنے کی وجہ سے اسے آسیر و اچکا کر گھور کر

دیکھ رہا تھا اس کی بات سن کر اس کی بلیو آنکھوں میں الجھن واضح نظر آئی تھی۔۔

وہ نا سمجھی سے اس کو دیکھ رہا تھا دعا اس کو اپنی طرف نا سمجھی سے دیکھتی مسکرائی تھی۔۔۔ وہ اس کو گریبان اپنی مٹھیوں میں بھرتی اس کے عارض پر دانت گاڑتی پیچھے ہوتی ہوئی اس کے سر پر بم پھوڑ گی تھی۔۔ اس کے دانت گاڑھنے پہ آیان ایک بار پھر سرخ ہوا تھا۔۔۔ میں کل نانو سے ملنے گی تھی تو وہاں زیان بھائی نانو کو بول رہے تھے کہ وہ صرف نکاح نہیں کریں گے بلکہ رخصتی بھی کروائے گے !!! وہ بھی ضارب بھائی کی شادی کے بعد انہیں ہر کام اکیلے کرنے کا شوق ہیں وہ اپنی شادی بھی ساتھ کروا کر ضارب بھائی کی شادی نہیں خراب کرنا چاہتے !!!

توان کی بات سنتے میں نے بھی نانو کو بولا

تھا!!! کہ۔۔۔؟؟۔۔۔ کہ۔۔۔؟۔۔۔ دعا اس کو منہ کھول کر اپنی بات سنتا
دیکھ اپنی بات وہی پہ روک کر اپنے ناخنوں پر پھونک مار رہی تھی وہ ابھی
تک آیان کی تھائیز پر ہی بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ اس کی بات سنتے ہی آیان
نے رو ہا نسنا ہو کر اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

جو اس کی بے بسی کا مذاق اڑا رہی تھی۔۔۔ دعا اس کا منہ کھلا دیکھ کر اس
کے نزدیک ہوتی ایک سر اس کے ہاتھ کے پیچھے رکھتی اس کی زبان اپنے
لبوں کی قید میں لیتی اسے نرمی سے سک کر رہی تھی۔۔۔ اس کی اس
حرکت پر آیان بالکل سٹل ہوا تھا۔۔۔ وہ اس کو کمر سے مضبوطی سے پکڑ گیا
تھا۔۔۔

وہ اب نرمی سے اس کے لبوں پہ اپنے دانت گاڑ رہی تھی۔۔۔ کچھ ہی
دیر میں وہ پیچھے ہوتی اس کی طرف آئبر واچکا کر دیکھ رہی تھی جس کا

چہرہ لہو چھلک رہا تھا۔۔۔ اس وقت دعا کو وہ اتنا زیادہ پیار الگ رہا تھا کہ
اس کا دل کر رہا تھا اسے کچا چبا جائے۔۔۔ اس کے اُبھرنا چکانے پہ آیان
نے جلدی سے ہاں میٹھ سر ہلایا تھا جیسے کہنا چاہ رہا ہوں پلیز بتا دوں اس
کی بے تابی دیکھتے دعا اس کے نزدیک ہوتی اس کے لب اپنے لبوں سے
لگاتی بات مکمل کر گئی تھی۔۔۔ بولتے وقت اس کے لب آیان کے لبوں
سے ٹکرا رہے تھے جو آیان کے جذباتوں میں آگ بھڑکانے کا کام کر
رہے تھے۔۔۔

پھر مینے نانو کو بولا مجھے بھی آیان کی رخصتی چاہیے !!! او میرا مطلب کہ
میں رخصت ہو کر آیان کے کمرے میں جانا چاہتی ہوں جس پہ دا جی
نے کایان بھائی اور حور کے علاوہ سب کی رخصتی اپرو کر دی ہیں۔۔۔ دعا
اس کے لب کو اپنے لبوں کے ساتھ لگاتی

اس پر شاہ حویلی کی چھٹ گراگی تھی وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ دعا
کچھ ایسا کر سکتی ہیں وہ وہ ایک لڑکا ہو کر نہیں بول پایا تھا تو دعا نے کیسے
بول دیا تھا وہ بس اپنی آنکھیں مکمل طور پر کھول کر اسے دیکھ رہا تھا
۔۔۔ اس کے اس طرح دیکھنے پہ وہ اپنا نچلے لب دباتی اپنی ہنسی کنٹرول کر
گی تھی۔۔ کیا ہوا اچھا نہیں لگا کہ میں رخصت ہو کر ہمیشہ کے لیے
تمہاری بن جاؤں گی۔۔ دعا اس کی طرف معصومیت سے دیکھتی اپنی
آنکھیں ٹپٹپاتی ہوئی بولی تھی۔۔ یہ نہیں تھا کہ آیان کو اچھا نہیں لگا تھا
اسے بہت خوشی ہوئی تھی لیکن وہ ڈر بھی رہا تھا ابھی وہ
صرف اس کے نکاح میں تھی تو اسے اتنا ڈرایا ہوا تھا جب وہ رخصت ہو
کر اس کے پاس آگی تو ہو تو اس کا جینا محال کر دے گی۔۔ اس کے پوچھنے
پہ آیان نفی میں سر ہلا گیا تھا۔۔ اس سے پہلے دعا ٹھٹی اس کی گود سے
آیان اسے کمر سے پکڑتا اپنی نیچے کرتا اس

پر جھکا تھا۔ ایک گھٹنہ اس کا صوفے پی ہیں تھا جب کہ دوسری ٹانگ
اس کی نیچے تھی۔ اس اچانک افتاد پہ دعائے اسے سہم کر دیکھا تھا۔ وہ
اس ایک آنکھ ونک کرتا اس کی شرٹ کے اوپر سے ہی اس کی ڈھڑکنوں
کے مقام پر جھکتا وہاں اپنے دانت گاڑھ گیا تھا جو کب سے اسے اپنی
طرف اٹریکٹ کر رہی تھی۔۔۔ اس کے دانت گاڑھنے پہ دعائے ایک
سکلی لی تھی۔۔ وہ بہت بری طرح اس کی ڈھڑکنوں پر ظلم کر رہا تھا
۔۔ دعا اپنا پورا زور لگاتی اسے پیچھے دھکیل رہی تھی۔۔ لیکن وہ اس کو
زرا سا بھی پیچھے نہیں کر پائی تھی۔ ایک ہاتھ اس کو مسلسل بے باکی
سے اس کی تھانز کو سہلا رہا تھا

اچھا اگر ایسی بات ہیں تو پھر ہم شادی سے پہلے ہی ایک خوبصورت
گولڈن نائٹ منالیتے ہیں تاکہ ہماری ویڈنگ نائٹ کو کوئی پر اہلم ناہو
۔۔ وہ اپنے وجود کو کپڑے سے ہی اس کی گہرائیوں سے لگاتا اس کی

ڈھڑکنوں کو چھوڑتا بے باکی سے بولا تھا۔۔۔ اس کے ہاتھ اب اس کی گہرائیوں میں اپنی من مرصیاں کر رہے تھے۔ اس کی بات اور اس کی حرکات پہ دعا غصے اور شرم سے سرخ پڑتی اپنا پورا زور لگاتی اسے صوفیہ گراتی اس کے اوپر آئی تھی۔۔۔ اب وہ اس کو غصے سے گھور رہی تھی جس کے ہاتھ بے باکی سے اس کی کمر کے نیچے جارہے تھے۔۔۔ ابھی دعا مزید کچھ بولتی جب دروازہ کھلا ہونے کی وجہ سے حور اندر داخل ہوتی ان دونوں کو دیکھتی اپنی دنوں آنکھوں پر ہاتھ رکھتی معصومیت سے بولی تھی۔۔۔ اس کی آواز سنتے ہی وہ دونوں جلدی سے الگ ہوئے تھے۔۔۔

بھائی اور دعا آپنی منے کچھ نہیں دیکھا سچی میں!! وہ میں آپ دونوں کو بلانے آئی تھی!!! حور معصومیت اور بھگی آواز میں بولی تھی۔۔۔ اس کی بھگی آواز سنتے ہی آیان دعا کو ایک نظر دیکھتا حور کو اپنے سینے سے لگاتا

پیار سے اس کو سمجھا رہا تھا۔۔۔ ہم کچھ نہیں کر رہے تھے حور!!! اور
میرا بچہ تو بہت سمجھدار ہیں جو کچھ بھی گندا نہیں دیکھتی!!! اور میں
تمہیں کچھ نہیں کہہ رہا تو تم کیوں رہ رہی ہوں۔۔۔ آیان اسے پیار سے
سمجھا رہا تھا اسے لگا تھا کہ آیان اسے ہمیشہ کی طرح دروازہ ناک ناک کرنے
کی وجہ سے ڈانٹے گا۔۔۔

وہ پھر بھی اسے دانت لیا کرتا لیکن زیان اسے کبھی کچھ نہیں کہتا چاہیے
جتنا مرضی وہ اسے ڈسٹرب کر لیں۔۔۔ اس نے سب سے زیادہ تنگ
بھی کایان اور زیان کو کیا تھا وہ اکثر ان کی آفس سے ریلیٹڈ امپورٹنٹ
فائل پھاڑ دیتی تھی پھر۔۔۔ جب ان کو پتا چلتا تھا تو وہ

رونا شروع کر دیتی تھی جس پہ کایان اس کو اپنے ساتھ لے جاتا اس کو
سوری بھی بولتا تھا اور پورے تین چار گھنٹے اسے کبھی آفسکریم کھلانے
لے جاتا تو کبھی اسے چاکلیٹ لے دیتا تو کبھی اس کو پارک میں لے جاتا

تھا لیکن وہ چپ ہمیشہ پھول اور گجرے ملنے پر ہی کرتی تھی۔۔ لیکن بعد
میں وہ زیان کے سمجھانے پہ وہ ان کی فائل پھاڑنا تو بند کر چکی تھی لیکن
ان کو تنگ کرنا بند نہیں کیا تھا۔۔۔ وہ سب سے زیادہ کایان کو تنگ کرتی
تھی جس پہ وہ اسے چاکلیٹ دیتا تھا۔ اس کو اتنا کایان کے ساتھ اٹیچ دیکھ
کر زیان اور کایان کی ہمیشہ آپس میں لڑائی ہوتی تھی۔۔۔

ابھی بھی حور کو روتا دیکھ کر آیان نے بے بسی سے دعا کو دیکھا تھا وہ اس
کے دیکھنے پہ اسے گھورتی آیان کو حور سے الگ کرتی اس کو اپنے سینے سے
لگا گئی تھی دعا کو سمجھ نہیں آیا تھا کہ وہ رو کس وجہ سے رہی ہیں
۔۔۔ آیان بس حور کو دیکھ کر رہ گیا تھا۔۔۔

حور کچھ غلط نہیں دیکھا تم نے میں بس اپنے شوہر کے پاس بیٹھی ہوئی
تھی۔۔۔ اور تم نے اپنے بھیا اور بھابھی کو دیکھا تھا۔۔۔ اس میں اتنا
رونے والے کی کیا بات ہیں۔۔۔ دعا اس کو پیار سے چپ کر واتی اسے

سمجھا رہی تھی۔۔۔ جس پہ سوں سوں کرتی ہوئی معصومیت سے بولی
تھی۔۔

مجھے دروازہ نوک کر کے آنا چاہیے تھا مینے آپ کو ڈسٹرب کر دیا اب
میں چلتی ہوں آپ اپنے شوہر سے لڑائی کر سکتی ہیں اب میں چلتی ہوں
۔۔ حور سوں سوں کرتی معصومیت سے بولی تھی۔۔۔ اس کی بات پر
آیان اور دعا نے ایک دوسرے کی طرف بیک وقت دیکھا تھا وہ ان کے
رومینس کو لڑائی بول رہی تھی۔۔۔ اب
اب ان کا جواب سنے بغیر وہ خاموشی سے جا رہی تھی۔۔۔ اس سے پہلے
وہ باہر قدم بڑھاتی آیان اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتا اس کو واپس اندر
کی طرف لاتا اس کو صوفے پہ بٹھاتا اپنے کمرے میں موجود ایک چھوٹے
سے فریزر میں سے اس کے لیے چاکلیٹ نکالتا واپس آیا تھا۔۔

سے پتا تھا ایسے اس کی بیوقوف بہن نے چپ نہیں کرنا اور اسے لالچ تو
دینا تھا نا کہ اس نے جو کچھ بھی دیکھا ہیں وہ کسی کو نابتائے۔۔۔ چاکلیٹ کو
دیکھ کر حور کی آنکھیں چمکی تھی۔۔۔ وہ جلدی سے آیان کے چاکلیٹ
دینے پہ چاکلیٹ لے گی تھی۔۔۔ یہ مینے تجھے اس لیے دی ہیں تاکہ تم نے
جو کچھ بھی دیکھا ہیں وہ کسی کو نابتاؤں۔۔۔ اگر تم نے بتا دیا تو تمہاری خیر
نہیں ہونی میرے ہاتھوں۔۔۔ آیان اس کے ہاتھ سے چاکلیٹ اس کو
دھمکی بھرے لہجے میں سمجھا رہا تھا۔ اس کی بات سنتے حور جلدی سے
ہاں میں سر ہلاتی اس کے ہاتھ سے چاکلیٹ چھینتی صوفے سے کھڑی
ہوئی تھی۔۔۔ ابھی وہ باہر جاتی جب اس کو دعا نے روکا تھا۔۔۔
کوئی کام تھا تمہیں آیان سے حور۔۔۔ دعا اس کی طرف دیکھتی پیار سے
لبریز لہجے میں پوچھ رہی تھی۔ اس کی بات پہ دعا اپنے ماتھے پہ ہاتھ
مارتی اپنی عقل پر ماتم کرتی ہوئی ہاں میں سر ہلا گی تھی۔۔۔

وہ ناکایان بھائی میرا رشتہ لے کر آرہے ہیں لاہور سے تو اس کی تیاری کروانی تھی اس لیے ماما نے آیان بھائی کو بلایا ہیں تاکہ وہ کچھ مدد کر سکیں زیان بھائی بھی یہاں موجود نہیں ہیں ورنہ وہی کر دیتے۔۔۔ حور دعا کو دیکھتی آیان کی طرف اشارہ کرتی ہوئی بولی تھی۔۔۔

جب کی اس کے منہ سے "بھائی" سن کر دعا نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔ جیسے کہنا چاہی ہوں یہ بھائی سے بھی زیادہ معصوم اور شرمیلی ہیں۔۔۔ اس وقت دعا کا چہرہ کایان کے ذکر پر سرخ ہوا تھا حالانکہ بلایا سے بھائی تھا اس نے۔۔۔

ہم چلتے ہیں آیان آجائے گا اور دوسری بات اب سے تم کایان بھائی کو بھائی نہیں بلاؤں گی ہم وہ تمہارے ہونے والے شوہر ہیں۔۔۔۔ دعا اس کو اپنے بازو کے ہالے میں لیتی پیار سے سمجھا رہی تھی۔۔۔ اس کی بات پر حور نے آنکھوں میں نمی لے کر دعا کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ دعا

آپی ہم کیا بلائے انہیں۔۔۔ وہ ہم سے بڑے ہیں ہم نام سے بھی نہیں بلا
سکتے۔۔۔۔ تو پھر مجھے سمجھ نہیں آتا کیا بلائے ان کو۔۔۔۔ حور اپنی
آنکھوں میں نمی لیتی اس کی طرف دیکھ کر سوال پوچھ رہی تھی۔۔۔ اس
کی بات پر دعا پر سوچ انداز میں اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ تم ان کو
شاہ بلا یا کروں گی ان کو یہ بے حد پسند آئے گا اور تمہیں بلانے میں بھی
آسانی ہوگی۔۔۔ دعا ایک منٹ سے پہلے اس کو نام بتاتی اس کی پریشانی کا
حل نکال چکی تھی۔۔۔۔ اس کی بات پہ حور خوشی سے اس کے گلے لگی
تھی۔۔۔۔ اچھا چلوں اب میں تمہارے لیے اچھی سی ڈریس سلیکٹ کر
دیتی ہوں۔۔۔ تاکہ کایان بھائی تم سے دوبار نکاح کرنے کا اعلان کر دیں
۔۔۔ دعا اس کا ناک دباتی اس کو لے کر کمرے کی طرف بڑھ گئی
تھی۔۔۔۔ کایان کل شام حور کی بات سنتا آمنہ بیگم سے بات کرتا جن
پہ وہ اپنے بیٹے کی خوشی کو دیکھتے ہوئے اس کے ساتھ لاہور چل دی

تھی۔۔ ساتھ میں زاہد علی شاہ بھی تھے۔۔ انہوں نے فجر سے بھی
پوچھا تھا لیکن اس نے منع کر دیا۔۔ کایان کو یہی لگا تھا کہ فجر ساتھ آئے
گی وہ پہلے سے ہی ایئر پورٹ پر پہنچ چکا تھا فجر کو نا آتا دیکھ کر وہ اچھا خاصہ
پریشان ہوا تھا۔۔ لیکن اب اس کی فلائٹ کا ٹائم ہو گیا تھا اس لیے وہ
فجر سے بعد میں بات کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔ اس کو پریشان دیکھ کر
بشری بیگم نے اسے تسلی دی تھی کہ اسے بخار ہیں اسے لیے وہ نہیں آ
پائی جس پہ کایان ہاں میں سر ہلاتا اپنے سفر پر روانہ ہوا تھا۔۔ وہ حور کا
رشتہ لاہور سے ملتان لانے والے تھے۔۔۔۔۔

اس وقت شام کے چھ بج رہے تھے شاہ حویلی میں سب لوگ ہی تیاریاں
کر کے اپنے اپنے کمروں میں تیار ہونے لگے تھے۔۔ کایان کا ہی حکم تھا

کہ کسی چیز میں کوئی کمی نہیں رہنی چاہیے۔۔۔ حور کو وہ سب ملنا چاہیے جو کچھ وہ ڈیزرو کرتی ہیں۔۔۔ وہ چاہتا تھا کہ اس کی بیوی نے جیسے اس کے ساتھ اپنی فرمائش ظاہر کی تھی۔۔ وہ ویسے ہی اس کے ساتھ برتاو کریں۔۔ اس دنیا کی ہر خوشی دیں۔۔ اس وقت کنزہ حور کے لیے کھانا لینے گئی تھی اس کو تیار کروانے میں وہی مدد کر رہی تھی۔۔ اس کو پتا نہیں کیوں لیکن وہ زیان کو دیکھنے کے لیے بے تاب ہو رہی تھی۔۔۔ کا بیان کی بات سننے کی وجہ سے وہ کنزہ سے مل کر نہیں گیا تھا۔۔ اس لیے اسے پتا نہیں تھا کہ وہ آسٹریلیا میں موجود ہیں۔۔۔ ناہی زیان کے پاس اس کا نمبر تھا جو اس سے بات کر لیتا۔۔ اس وقت اس کے دل میں ایک عجیب سی بے چینی تھی۔۔ وہ کھانا ہاتھ میں لیتی حور کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتی جب اندر سے آتی

آواز پہ اس کی دل کی ڈھڑکنیں منتشر ہوئی تھی۔۔۔ وہ دروازہ آرام سے
دھکیلتی اندر داخل ہوتی حور کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

جو پنک شارٹ فرائیڈ جس پہ گولڈن کام کیا گیا تھا اس کے ساتھ
ہی پنک اینڈ گولڈن کمپینیشن میں شرارہ پہنا ہوا تھا اس کے ساتھ ہی
اس کا ڈپٹا تھا جو کہ بہت زیادہ ہیوی ہونے کی وجہ سے بیڈ پر پڑا تھا اور وہ
خود ڈریسنگ مرر پر لیپ ٹاپ رکھ کر گھوم گھوم کر زیاں کو اپنی تیاری
دکھا رہی تھی۔۔۔

میری حور اس دنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی لگ رہی ہیں۔۔۔ کنزہ
جو ٹیبل پر کھانے کی پلیٹ رکھ رہی تھی زیاں کی گھمبیر آواز سنتے ہی اس
کے ہاتھ لرزے تھے۔۔۔ اس کے چہرہ سرخ ہوا تھا۔ اس کا دل کر رہا
تھا کہ وہ ایک بار اسے دیکھ لے جو پتا نہیں کہا بڑی تھا لیکن وہ اپنے دل کو
ڈپٹی ایک سائیڈ پہ ہو کر کھڑی حور کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

بھائی میں آپ سے ناراض ہوں۔۔۔۔ آپ کیوں گئے ہیں اسٹریلیا
۔۔۔ حور اپنا گھومنا بند کرتی زیاں کی طرف دیکھتی منہ پھولا کر بولی تھی
۔۔۔ اس کی بات پر زیاں نے کان پکڑ کر اس سے سوری بولی
تھی۔۔۔ ابھی حور کوئی بات کرتی جب زیاں کی طرف سے ایک
دوسرے وجود کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔

میرا بھی بہت زیادہ دل تھا کہ میں وہی ہوتی اور تمہارا اور کایاں بھائی کا
رشتہ انجوائے کرتی۔۔۔ دوسری طرف سے انوشہ کی آواز سن کر کنزہ
ٹھوڑا سا آگے ہوئی تھی۔۔۔ جبکہ حور بھی آنکھوں میں الجھن لیے اسے
دیکھ رہی تھی۔۔۔ کنزہ زیان کی کرسی پر ہاتھ رکھ کر کھڑی ہوتی انوشہ کو
دیکھتی غصے سے سرخ ہوئی تھی۔۔۔ آپی آپ کیا کر رہی ہیں زیان بھائی
کے ساتھ۔۔۔ حور انوشہ کو دیکھت جلدی سے بولی تھی۔۔۔ اس کی
بات پر انوشہ اپنے بال ایک سٹائل سے سمجھے کرتی ایک ادا سے بولی

تھی۔۔ اس وقت زیان جس ہوٹل میں سٹے کر رہا تھا اس ہوٹل میں
انوشہ بھی ٹھہری ہوئی تھی۔۔ وہ اپنے بھائی کے ساتھ گھومنے آئی
تھی۔۔ میں یہاں پر آؤٹنگ کے لیے آئی تھی۔۔ ہم دونوں ایک ہی
ہوٹل میں سٹے کر رہے ہیں۔۔ زیان یہاں پر اکیلا بیٹھا تھا اس کو دیکھ کر
سوچا میں بھی کیوں نا اسے جوائن کر لوں۔۔ انوشہ زیان کے کندھے
پر ہاتھ رکھتی ایک ادا سے بولتی کنزہ کو جلن میں مبتلا کر گئی تھی۔۔
اس وقت اس کا چہرہ جلن کی وجہ سے سرخ ہو رہا تھا آج اس نے
میرون رنگ کی شلوار قیض پہنی ہوئی تھی۔۔۔ جس پہ سلیقے سے ڈوپٹا
ٹکائے۔۔ ہاتھوں میں میچنگ چوڑیاں پہنے۔۔۔ ہونٹوں پر لپ گلوں
لگائے وہ آج مکمل تیار ہو کر آئی تھی۔۔ پتا نہیں کیوں اس کا بڑا دل کر رہا
تھا کہ وہ ج تیار ہو کر شاہ حویلی جاے شاہد زیان کو دکھانے کے
لیے۔۔ ابھی زیان یو انوشہ میں سے کوئی کچھ بولتا جب حور کے قدم

لڑکھڑائے تھے۔۔ اس کا شرارہ اس سے ٹھوڑا بڑا تھا۔۔ اس سے پہل
گرتی کنزہ نے اس سمجھالا تھا۔۔

حور سمجھل کر۔۔ کنزہ اس کو کندھوں سے جکڑتی اپنے ساتھ لگاتی اس
کو کھڑا کر رہی تھی۔۔ زیان جو انوشہ کو گھور رہا تھا دوسری طرف سے
آتی آواز پہ اس کا دل شدت سے ڈھڑکا تھا۔

اس کی نظریں لیپ ٹاپ کی سکریں کی طرف اٹھی تھی اور جھپکنا بھول
گی تھی۔۔ اس کے گلابی لب دیکھتے ہی زیان کے گلے میں کانٹے چبھتے

ہوئے محسوس ہوئے تھے۔۔ وہ دیوانوں کی طرح اسے دیکھ رہا تھا

۔۔ لیکن کنزہ نے اس پر ایک نظر نہیں ڈالی تھی۔۔ انوشہ زیان کی

نظریں کنزہ پہ محسوس کرتی اندر تک جلی تھی۔۔ وہ ابھی کچھ بولتی

زیان کو جب حور کی چہکتی ہوئی آواز آئی تھی۔۔ اور حور کو زیان سے

بات کرتا دیکھ مقابل نے اپنی گرے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا

تھا۔۔۔ وہ اس وقت بلیک شرٹ میں ملبوس بالوں کو ماتھ پہ بکھیر کر اس کو دل زوروں سے ڈھڑکا گیا تھا۔۔۔

وہ جلدی سے اس پر سے نظریں پھیرتی حور کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔۔ زیان تو حور کی بات سن ہی نہیں رہا تھا وہ بس کنزہ کو دیکھ رہا تھا جو اپنی نظریں نیچے زمین پر مرکوز کر کے کھڑی اپنا نچلہ کب کتر رہی تھی۔۔۔ اس کے لب کتر نے یہ زیان کا چہرہ سرخ ہوا تھا اگر وہ وہاں پر موجود ہوتا تو اس کی بہت بری سزا دیتا اسے۔۔۔

بھائی ہم بعد میں بات کریں گے۔۔۔ ابھی میں کھانا کھا لوں۔۔۔ کنو پلینز لیپ ٹاپ بند کر دوں۔۔۔ حور زیان کو باے بولتی جلدی سے کھانا کے سامنے جا کر بیٹھی تھی۔۔۔ جب کہ کنزہ اس کی بات سنتی ہاں مس سر ہلاتی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی لیپ ٹاپ کے پاس جا رہی تھی۔۔۔۔

وہ چاہتی تھی کہ اس کے جانے سے پہلے زیان کال بند کر دیں انوشہ
ابھی تک ڈھیتوں کی طرح وہی پر بیٹھی تھی۔۔۔ کنزہ لیپ ٹاپ کے
پاس پہنچتی اپنی گرے آنکھوں سے پلکوں کا جھالراٹھا کر اس نے شکوہ
کن نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں شکوے کے
ساتھ نمی بھی تھی۔۔۔ جو زیان نے بخوبی نوٹ کی تھی۔۔۔ اس کے
چہرے پہ جلن دیکھتا زیان نے پریشانی سے اپنی لنیپی مسلی تھی۔۔۔ وہ
جلدی سے کال آف کرتی لیپ ٹاپ بند کرتی ایک گہرا سانس بھرتی حور
کے پاس جا بیٹھی تھی۔۔۔

دوسری طرف زیان اچھا خاصہ پریشان ہو گیا تھا وہ جلدی سے اپنا لیپ
ٹاپ اٹھاٹا انوشہ کو اگنور کرتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ اسے
کسی بھی طرح اب کنزہ سے بات کرنی تھی۔۔۔۔

دوسری طرف وہ یہ سوچتا کہ وہ جلن فیل کر رہی ہیں تو کیا اسے بھی
محبت تھی وہ بھی اس کے لیے وہ سب فیل کرتی تھی جو کچھ وہ چاہتا تھا
۔۔۔ وہ یہ سب سوچتا فتح مندی سے مسکراتا آنکھیں موند گیا تھا۔۔۔۔
دوسری طرف کنزہ اپنی آنکھوں کی نمی پر قابو پاتی حور کی طرف بڑھی
تھی۔۔۔ جو ایسا کھانے کھا رہی تھی کیسے کتنے ہی دونوں سے وہ بچاری
بھوکی تھی۔۔۔۔ کنزہ اس کے ساتھ بیٹھتی اس کی تیاری ابھی رہتی
تھی۔۔۔ اس کو تیار کر کے کنزہ کو نیچے بھی جانا تھا حور کے کھانا کھاتے
ہی وہ جلدی سے اس کو تیار کرتی اس کا ڈپٹا دونوں بازو میں پھنساتی بالوں
کو کھلا چھوڑتی اس سچ میں حور بنا گئی تھی۔۔۔ کنزہ جو حور کا ڈپٹا سیٹ کر
رہی تھی۔۔۔ حور اس کے چہرے کو بڑے غور سے دیکھ رہی
تھی۔۔۔ اس کو آج بھی کنزہ سے جلن محسوس ہوئی تھی۔۔۔ وہ آج
بھی اس سے زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔ کنزہ اس کی نظریں خود

پہ محسوس کرتی اس کی تیاری مکمل کروا کر اس کو گلے سے لگاتی باہر کی
طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔ نا جانے کیوں اسے زیان کا انوشہ کے ساتھ
بیٹھنا ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔۔۔

سب سے بڑی بات یہ تھی کہ وہ آسٹریلیا گیا تھا اور اس سے مل کر بھی
نہیں گیا تھا۔۔۔ اوپر سے اس انوشہ کا اس کے ساتھ ہونا اسے مزید بے
چین کر رہا تھا۔۔۔ وہ بشری بیگم کے کمرے میں جانے کی بجائے زیان کے
کمرے کا رخ کر گئی تھی۔۔۔ وہ اس کے کمرے کے دروازہ کھولتی اندر
داخل ہوئی

تھی جب اس کی ناک سے زیان کے پرفیوم کی مہک ٹکرائی تھی۔۔۔
تھی جب اس کی ناک سے زیان کے پرفیوم کی مہک ٹکرائی
تھی۔۔۔ اس کے جسم سے اٹھتی اور اس کے پرفیم کی مہک اس کے
حواسوں پہ چھائی تھی۔۔۔ دوسری طرف زیان جو کسی سے فون پر بات

کر رہا تھا اپنے لیپ ٹاپ سے آتی ایک مخصوص آواز کی طرف متوجہ ہوا
تھا لیکن اگلے ہی لمحے اس کے کمرے کی فوٹج اس کے سامنے چلنا شروع
ہو گئی تھی۔۔۔ یہ اس کے کمرے میں بہت ہی خاص قسم کا الارم لگا ہوا
تھا یہ تب ہی بجتا تھا جب اس کی غیر موجودگی میں کوئی انسان اس کے
کمرے میں داخل ہوتا تھا۔۔۔ زیان کنزہ کو اپنے کمرے میں دیکھ کر
حیران ہوا تھا اس سے بھی زیادہ حیران وہ اس کے اگلے ایکٹ پہ ہوا تھا
۔۔۔ وہ اس کی فوٹو جو بیڈ کے ساتھ موجود سائیڈ ٹیبل پر پڑی
تھی۔۔۔ اس کو اپنے ہاتھ میں لیتی بڑی غور سے اس کو دیکھتی اس کے
ایک ایک نقوش کو چھو رہی تھی۔۔۔ وہ اپنی گرے آنکھوں سے اسے
بڑے غور سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ ساتھ ساتھ اس کے نقوش کو بھی چھو
رہی تھی۔۔۔۔۔ زیان کا دل پسلیاں ٹور کر باہر آنے کو بے تاب تھا

۔۔ اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ اسی پل وہاں ہوں اور اپنی جان کو یہ سب کرنے پہ

اور اس کا دل شدت سے ڈھڑکانے پہ اپنے سینے میں بھینچ لے۔۔ وہ اگلے ہی پل اپنے دل کی سنتا فون اٹھاتا پاکستان کی فلائٹ بک کروا چکا تھا وہ اپنے سب ضروری کام چھوڑ کر جا رہا تھا۔۔

زبان کنزہ کو دیکھ رہا تھا جواب اس کا فوٹو واپس اسی جگہ پر رکھتی ڈریسنگ مرر کے سامنے اس کا پرفیوم اٹھا کر دیکھ رہی تھی۔۔ اگلے ہی پل وہ اس کا پرفیوم کا دھکن کھولتی اس کی کو اپنی ناک سے لگاتی خوشبو محسوس کر رہی تھی۔۔۔

اس نے پرفیوم کو ناک سے لگا کر ایک گہری سانس بھری تھی جس سے اس کے نشیب و فراز ایک خوبصورت منظر پیش کر رہے تھے۔۔ جس کو دیکھ کر زبان کی آنکھیں خمار آلودہ ہوئی تھی۔۔ وہ اس پر نظر پڑتیں

ہی گہری سانس بھر کر ری گیا تھا۔ کنزہ زیان کا پرفیوم اپنے اوپر چھڑکتی
اپنا ہاتھ روکتی نظر ڈریسنگ ٹیبل پر پڑی ہوئی ایک ڈبی پڑی تھی۔۔۔۔۔ وہ
پرفیوم واپس رکھتی وہ ڈبی اٹھاتی اسے کھول کر دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس کو
دیکھتے ہی کنزہ کی آنکھوں میں نمی آئی تھی۔۔۔ اس میں وہی نتھلی تھی
جو زیان نے اسے پرپوز کرتے وقت دی تھی۔۔۔۔ اور وہ اس کو ٹھکرا کر
چلی گئی تھی۔۔۔۔ وہ اس ڈبی کو وہی پر رکھتی جلدی سے اس کے کمرے
سے نکلی تھی۔۔۔ اس کو اس طرح جاتا دیکھ زیان پریشان ہوا تھا
۔۔۔ اس ڈبی پر نظر پڑتے ہی زیان بہت حد تک بات سمجھ گیا تھا۔۔۔
آج رات آنے دوں مجھے۔۔۔ پھر می تمہیں اپنے ہاتھوں سے یہ نتھلی
پہناؤں گا میری جان۔۔۔ بس آج رات تم بچ کر دکھاؤ۔ زیان اس کو
جاتا دیکھ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا گھمبیر آواز میں تصور میں اسے سے
مخاطب ہوا تھا۔۔۔۔ اس وقت شاہ حویلی کے لاؤنج کو بہت ہی

خوبصورت سے سجایا گیا تھا۔۔۔۔ اس میں چھوٹی چھوٹی لائٹس لگی ہوئی تھی۔۔۔ گلاب کے پھولوں کی خوشبو چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔۔۔۔ سب لوگ ہی اس وقت صوفوں پر بیٹھے ہنسی مذاق کر رہے تھے۔۔۔۔ کایان کو اتنا خوش دیکھ رک و قاص علی شاہ اندر تک سرشار ہو رہے تھے ان کو زیان کا کیا گیا فیصلہ بے حد تک پسند آیا تھا اور سب سے بڑی بات وہ ابھی سے حور کا اتنا خیال رکھ رہا تھا وہ اس کی ہر خوشی کا بھرپور طریقے سے منارہا تھا۔ اس وقت کنزہ سیڑھیوں پر کھڑی ان سب کو ہنستا ہوا دیکھ رہی تھی۔۔

حور ابھی تک اپنے کمرے میں موجود تھی۔۔۔ فجر بھی اپنی حالت پہ قابو پاتی سب کے درمیان آکر بیٹھی تھی۔ کایان نے چاہیے اس کے ساتھ کتنا ہی برا کیا تھا لیکن وہ بہن تھی اپنے بھائی کی خوشی خراب نہں

کر سکتی تھی۔۔۔ وہ بہن تھی اپنے بھائی کو اداس دیکھ بھی نہیں سکتی
تھی۔۔۔۔

ضارب نے فجر کی طرف دیکھا تھا جو اپنی آنکھوں میں نفرت لیے اسے
دیکھتی اپنے نظریں پھیر گئی تھی۔۔ اس نے جو کل رات اس کے ساتھ
کیا تھا وہ بھولنے کے قابل نہیں تھا۔۔ اور نا ہی معاف کرنے۔۔ اس
نے صبح شاور لیتے وقت اپنے جسم پر اس کی دی گئی سوغاتیں دیکھتی

پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔۔ ضارب اس کو سپاٹ چہرے کے ساتھ
بیٹھا دیکھ کر بے چین ہو رہا تھا۔ اس کے چہرے پہ شرمندگی کے آثار
واضح دیکھے جاسکتے تھے۔۔ وہ آج رات اس سے معافی مانگنے کا ارادہ
رکھتا تھا۔۔۔ ضارب آیاں اور کایاں یہ تینوں ایک ساتھ بیٹھے

تھے۔۔ ان کے ساتھ ہی بڑے صوفے پہ زاہد علی شاہ نعمان علی شاہ
اور عابد علی شاہ بیٹھے تھے۔۔ دعا اور فجر دونوں ہی ایک ساتھ بیٹھی

ہوئی تھی۔۔۔ مہرین بیگم اکیلے صوفے پہ بیٹھی تھی جبکہ آمنہ اور بشری
بیگم دونوں ہی ساتھ بیٹھی ہوئی تھی لگ ہی نہیں رہا تھا کہ یہ سب لوگ
کہ وہ سچ میں حور کا رشتہ لینے آئے ایک ہی گھر کے ہیں ایسا لگ رہا تھا
ہوں اور وہ بھی بہت دور سے۔۔۔ اس وقت سب کی باتوں نے ماحول
کو اچھا خاصہ گرم کیا ہوا تھا۔۔۔ ان سب میں سے صرف فجر ہی
خاموشی سے بیٹھی تھی۔۔۔ اس کو ایسے بیٹھا دیکھ کر کایان پریشان ہو رہا تھا
۔۔۔ جس دن سے اس کا نکاح ہوا تھا اس کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا تھا اس
نے۔۔۔ وہ سچ میں ہی خود غرض ٹھہرا تھا اس وقت اس کا دل ایسا لگ رہا
تھا کہ جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑا ہوں۔۔۔۔۔ ابھی وہ اٹھ کر فجر کے
پاس جاتا جب آمنہ بیگم کی آواز سنتا وہ وہی پر بیٹھ گیا تھا وہ بعد میں اس
سے بات کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔ ہماری معصوم سی بیٹی کو تو بلایا
جائے۔۔۔ آمنہ بیگم دعا کی طرف دیکھتی پیار سے بول رہی تھی

-- انہوں نے بہو کہنے کی بجائے بیٹی کہا تھا۔ چاہیے ان کی بیٹی کو محبت
نہیں ملی تھی لیکن وہ اپنے بیٹے سے اس کی محبت نہیں چھین سکتی
تھی۔۔ ان کی بات سننے ہی دعا ہاں

میں سر ہلاتی اوپر کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔۔۔ کایان بھی آج پنک کلر کی
شلوار قمیض پہنے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے کسی ریاست کا شہزادہ
معلوم ہو رہا تھا۔ اس کے کپڑوں کا رنگ بے بی پنک تھا۔ اس سے
بہتر کون جان سکتا تھا کہ حور کو پنک کلر کتنا پسند ہیں اس لیے وہ آج
مجبوری میں یہ پہن کر آیا تھا۔۔۔

جو اس پر بہت زیادہ سوٹ کر رہا تھا۔ ابھی وہ سب باتیں ہی کر رہیں
تھے جب حور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ان کی طرف بڑھ رہی تھی
اس کے ساتھ ہی دعا موجود تھی جو اس کے کان میں کچھ بول رہی

تھی۔۔ جس پہ حور سوخ پڑی تھی۔۔۔۔۔ سب نے ہی حور کو دیکھتے
ماشاء اللہ بولا تھا۔۔۔

وہ کوئی گڑ یا معلوم ہو رہی تھی۔۔۔ وہ اپنے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی
آمنہ بیگم اور بشری بیگم کے پاس جا کر بیٹھی تھی۔۔ اس کو دیکھتے ہی
آمنہ بیگم اس کے گلے ملتی اس کا ماتھا چوم گی تھی۔۔۔ وہ بھی ان سے
خوش دلی سے ملتی کا بیان کو کن اکھیوں سے دیکھ رہی تھی۔۔
جو پنک کلر میں بے حد خوبصورت لگ رہا تھا ابھی وہ اسے دیکھ ہی رہی
تھی۔۔۔۔۔ جب کا بیان اس کے پاس آتا اپنی جیب سے پیسے نکالتا اس کے
سر پر سے وارتا پاس کھڑی ملازمہ کو دے گیا تھا۔۔۔ جب کے باقی سب
منہ کھولے اس ہونقوں کی طرح دیکھ رہے تھے۔۔۔

آیان جو مسکرا رہا تھا دعا کی گھوریوں اور آئیر واچکانے پہ اس کی
مسکراہٹ سمٹی تھی۔۔ جیسے کہنا چاہ رہی ہوں کہ تم نے بھی کبھی ایسا کیا

ہیں۔۔ اس کے گھورنے پہ آیان اپنا منہ پھولاتا نظریں جھکا گیا تھا اس کے منہ پھلانے پہ دعا کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔۔

اس کے پیسے دینے پہ حور نے خفگی سے منہ پھلا کر کایان کی طرف دیکھا تھا اس کے اس طرح دیکھنے پہ کایان نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا تھا لیکن اسے سمجھ نہیں آیا تھا کہ اب اس سے کیا گستاخی ہوگی ہیں اس کی اگلی بات پہ کایان کا دل کیا اپنا سر پھوڑ دیں۔۔ ایک تو سب اسے جس نظروں سے دیکھ رہے تھے اس میں ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ کسی کی طرف دیکھے و قاص علی شاہ تو اسے باقاعدہ گھور رہے تھے۔۔۔ ان کو کایان سے ایسی امید نہیں تھی اگر یہی کام زیان کرتا پھر بھی ان کی سمجھ میں آ جاتا۔۔

آپ یہ پیسے مجھے دے دیتے میں چاکلیٹ اور گجرے لے لیتی۔۔ حور کایان کی طرف دیکھتی خفگی سے بول رہی تھی۔۔ اس کی بات اپنا سر

دیوار میں دے مارے۔۔۔ حور کی بات پر سب نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔ جب کہ بشری بیگم نے حور کو آنکھیں دکھائی تھی۔۔۔

اپنی حور کے صدقے کے پیسے میں اسے ہی دے دیتا بلکل بھی نہیں۔۔۔۔ اور رہی بات چاکلیٹ اور گجروں کی تو وہ میں ابھی پیش کر دیتا ہوں حور کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔۔۔ کایان حور کے نزدیک ہوتا اس کی سبز کانچ سی آنکھوں میں دیکھتا پیار سے لبریز لہجے میں بولتا سب کو بوکھلانے پہ مجبور کر چکا

تھا۔۔۔ زاہد علی شاہ کو تو لگ رہا تھا کہ ان کا بیٹا آج کوئی نشہ کر کے آیا ہیں جو اتنی بہکی بہکی باتیں کر رہا ہیں۔۔۔۔ لیکن انہیں نہیں پتا تھا کہ زیان کے ساتھ رہتا تھا وہ اور سب سے بڑھ کر وہ حور کے معاملے میں ایسے ہی تھا۔۔۔ کایان کے سیٹی بجانے پہ دس سے زیادہ ملازم اپنے ہاتھوں میں چاکلیٹ لیے اندر کی طرف بڑھے تھے۔۔۔ جب کہ ایک ملازم کے ہاتھ

میں ایک خوبصورت پلیٹ تھی بڑی سی جس میں پھولوں کے اوپر
گجرے پڑے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ حوران اب چیزوں ک دیکھتی چہکی
تھی۔۔۔

وہ سب لوگ چاکلیٹ کے بیگز پاس پڑی ٹیبل پر رکھتے باہر کی طرف بڑھ
گے تھے سوائے اس کے جس کے ہاتھ میں گجرے تھے۔۔۔۔۔ کایان
جویریہ کو اشارہ کرتا وہ گجرے اس ملازم کے ہاتھ سے لے لیں۔۔۔۔۔ اس
کے اشارہ کرنے پر ملازمہ جلدی سے وہ گجرے پکڑتی کایان کی طرف
بڑھی تھی۔۔۔۔۔ ملازم کے جاتے ہی کایان نے گجرے اٹھا کر حور کی
کلائیوں میں پہنائے تھے۔۔۔۔۔ جو وہ پہلے سے ہی آگے کر کے کھڑی
تھی۔۔۔۔۔ اب وہ گجرے پہنتی گول گول چکر لگا رہی تھی۔۔۔۔۔ سب نے ہی
کایان اور حور کو دیکھ کر ماشاء اللہ بولا تھا۔۔۔۔۔ جب کہ دعا نے ہوٹنگ کی
تھی۔۔۔۔۔ بس سب لوگ اپنے اپنے کمرے میں جاؤ ہو گیا ہیں رشتہ

اب نکاح کی تیاری کروں۔۔۔ وقاص علی شاہ اپنے زن مرید پوتوں اور
نواسوں کو دیکھتے جو اپنی اپنی بیویوں کو گھور کر دیکھ رہے تھے۔۔۔ انہوں
نے کایان کو یہ سب کرتا دیکھ کانوں کو ہاتھ لگایا تھا۔۔۔

زیان کی صحبت کا یہ اثر تھا اس پہ تو زیان کا کیا حال ہونے والا تھا
۔۔۔ وقاص علی شاہ زیان کا مستقبل تصور کرتے ایک جھر جھری لیتے
کایان کو گھورتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے تھے۔۔۔ ان کے
جاتے ہی آمنہ بیگم نے حور کو چوڑیاں پہنائی تھی۔۔۔ اس وقت حور کے
چہرے پہ جو خوشی تھی۔۔۔ وہ کایان کو اتنا سکون دے رہی تھی کہ وہ
لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ دعا اس وقت بیگم سے چاکلیٹ
نکال کر اسے کھولتی سب کو کھلا رہی تھی۔۔۔ فجر اس کے ہاتھ سے
چاکلیٹ کھاتی اس کو گلے لگاتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔

اس کو جاتا دیکھ کر ضارب بھی سب کو مصروف دیکھتا اس کے پیچھے گیا تھا

باقی سب اس وقت حور اور کایان کو مبارک باد دیں رہے تھے۔۔۔۔۔
کنزہ بھی اس وقت سب کے ساتھ کھڑی تھی۔۔۔ اس کے چہرے پہ
ایک ادا سی تھی۔۔۔ کایان تو بس حور کو ہی دیکھ رہا تھا جو سب سے زیادہ
خوش نظر آرہی تھی۔۔۔ اسے معلوم تھا کہ وہ اپنے رشتے سے زیادہ اتنی
ساری چاکلیٹ دیکھ کر خوش ہو رہی تھی۔۔۔ کایان کو بہت زیادہ محنت
لگنے والی تھی اس کو اپنے بیوی کے درجے فائز کروانے کے لیے۔۔۔
وہ آج صرف اپنی محبت کی خوشی کے لیے ایک گھر میں ہونے کے
باوجود بھی رشتہ لے کر آیا تھا کیونکہ اس کی بیوی چاہتی تھی کہ اس کو
رشتہ دور سے آئے۔۔۔

سب اس وقت اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے تھے۔۔۔ آیان حور کو
چھوڑنے گیا تھا جب کہ کایان حور کو لے کر گول گپے کھلانے گیا تھا
کیونکہ اس کی معصوم سی ہونے والی منکوحہ نے زیادہ چاکلیٹ کھالی
تھی۔۔

ابھی بھی کوئی حوس پوری کرنی ہیں جو میرے کمرے میں آئے ہوں
۔۔۔ فجر ضارب کو اپنے کمرے میں دیکھ کر حلق کے بل ڈھاڑی
تھی۔۔۔ اس کی بات سنتے ہی مقابل کی آنکھوں میں خون اتر اٹھا۔۔۔
میں تم سے معافی مانگنے آیا ہوں کل رات میرا خود پر کنٹرول نہیں رہا تھا
غصے کی وجہ سے پلیز مجھے معاف کر دوں۔۔۔ ضارب خود پر قابو پاتا
نرمی سے اس کی طرف قدم بڑھاتا ہوا بولا تھا۔۔۔ اس کے قدم
بڑھانے پہ فجر پیچھے کی طرف قدم بڑھاگی تھی۔۔۔

اس لیے مجھ سے معافی مانگ رہے ہوں تاکہ آج رات پھر اپنی حوس
پوری کر کے میرے جسم کی دھچکیاں اڑا سکوں۔۔۔ اس کو ہاتھ کے
اشارے سے وہ پروکتی بے تاثر لہجے میں بولی تھی۔۔۔

تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہیں جو اتنی بکو اس کر رہی ہوں۔۔۔ اگر میں
نے کل تمہارے ساتھ برا کیا تو اس کی معافی بھی تو مانگ رہا ہوں
۔۔۔ ضارب ایک ہی جسٹ میں اس تک پہنچتا اسے دیوار کے ساتھ پن
کرتا دبی دبی آواز میں غرا آیا تھا۔۔۔

اس کے دیوار کے ساتھ پن کرنے کی وجہ سے اس کی کمر میں ایک درد
کی شدید لہر ڈوڑی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے اس نے اپنی آنکھیں بند کی
تھی۔۔۔ اس کے نکھیہ بند کرنے پہ فجر کی آنکھوں میں سے آنسو اس

کی عارض پر بہہ نکلے تھے۔۔ اس میں اب اتنی ہمت نہیں بچی تھی کہ وہ ضارب کو کوئی جواب دیتی۔۔۔

ضارب اس کا چہرہ زرد پڑتا دیکھ پریشان ہوا تھا۔۔ وہ چہرہ جس پر ہر وقت مسکراہٹ رہتی تھی اور گلاب کی طرح کھلا ہوا کرتا تھا۔۔ آج وہ بالکل مرجھایا ہوا تھا۔۔ ہونٹ اس کے بری طرح کپکپا رہے تھے۔۔۔ یہ سب دیکھتے ہی اس نے خود پہ لعنت بھیجی تھی۔۔۔

وہ اپنی محبت کو اتنی زیادہ تکلیف کیسے دے سکتا تھا۔۔ وہ اس سے اتنا زیادہ خوف کھا رہی تھی کہ اس کو پورا بدن ہلکا ہلکا لرز رہا تھا۔۔ ضارب اس کو کمر سے پکڑتا اس کے عارض سے آنسو اپنے لبوں کی مدد سے چٹتا اس کے لبوں پہ نرمی سے لب رکھتا اس کو باہوں میں اٹھا گیا تھا۔۔

اس کے اٹھانے پہ فجر نے خوف سے اس کی طرف دیکھا تھا تو کیا وہ آج بھی اس سے اپنا حق لے گا۔۔ اس کی آنکھوں میں دیکھتے فجر نے ناں

میں سر ہلایا تھا۔۔۔ وہ اس کی سیاہ آنکھوں میں اپنی سبز آنکھیں گاڑھی
ہوئی تھی۔۔۔ جہاں سیاہ آنکھوں میں پریشانی تھی۔

وہی سبز آنکھوں میں خوف تھا۔۔۔ خوف کی وجہ سے اب فجر باقاعدہ
کانپ رہی تھی۔۔۔۔ اس کو مضبوطی سے ضارب اپنی باہوں میں اٹھا کر
بیڈ پر نرمی سے بٹھاتا اس کے ساتھ بیٹھا تھا۔۔۔۔ وہ نرمی سے اس کا ڈوپٹا
اتارتا جو کندھے پہ جھول رہا تھا۔۔۔

اس کے ڈوپٹا اتارنے پہ فجر بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں بھرتی اپنی آنکھیں
زور سے میچ گئی تھی۔۔۔۔ اس کے آنکھیں میچنے پہ ضارب اس کے
ماتھے پہ لب رکھتا اس کو ایک نظر دیکھتا باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔
اس کو باہر جاتا دیکھ کر فجر بے یقین ہوئی تھی کہ وہ پیچھے کیسے ہٹ سکتا تھا
لیکن وہ ساتھ میں خوش بھی ہوئی تھی کہ اس نے اس کے ساتھ کسی
قسم کی کوئی زبردستی نہیں کی تھی۔۔۔۔ ابھی وہ خود وہ یہ سب سوچتی

خوش ہو کر واشروم میں داخل ہوتی جب کلک کی آواز کے ساتھ دروازہ
کھلا تھا اور ضارب ہاتھ میں کھانے کی ٹرے پکڑتا اندر داخل ہوا تھا
۔۔۔ اس کو واپس دیکھ کر فجر واپس سے بیڈ پر بیٹھی تھی۔ ضارب دروازہ
لاک کرتا اس کے پاس آتا بیڈ پر اس کے اور اپنے درمیان کھانے کی
ٹرے رکھتا خود بھی جگہ بنا کر فجر کے سامنے بیٹھا تھا۔ کچھ نہیں کر رہا
میں اگر تم نے میری بات نہیں مانی تو میں کیا کر ڈالوں گا تمہیں اندازہ
نہیں ہیں۔۔۔۔۔ ضارب نوالہ بنا کر اس کے منہ کی طرف لے جاتا
سنجیدگی سے بولا تھا اس کی بات سننے ہی فجر جلدی سے منہ کھولتی
کھانا کھا گی تھی۔۔۔ اب ضارب اس کو چپ کر کے کھلا رہا تھا اور فجر
نظریں جھکا کر کھا رہی تھی۔۔۔ اس نے ایک بار بھی منع نہیں کیا تھا
۔۔۔ اس کو کھلانے کے ساتھ ساتھ ضارب خود بھی کھا رہا تھا۔ کھانا
ختم ہونے کے بعد وہ اپنی جیب سے رومال نکالتا اس کا منہ صاف کرتا اس

کے سامنے پانی کا گلاس اور ایک میڈیسن کرتا اس کو کھانے کا اشارہ کر رہا تھا۔۔ تمہاری کمر میں جو درد ہیں اس میں آرام ملیں گا۔۔۔ فجر کو میڈیسن کی طرف نا سمجھی سے دیکھ کر ضارب سنجیدگی سے بولا تھا اس کی آواز سنتے ہی فجر نے اس کی طرف دیکھا تھا جو آنکھوں میں سرخی لیے اس کو گھور رہا تھا اس کے گھورنے پہ فجر جلدی سے دوای ہاتھ میں لے کر اپنے منہ میں رکھتی نگل گئی تھی وہ بھی بغیر پانی کے۔۔۔

مقابل کا خوف ہی اتنا تھا کہ اس کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کریں۔۔ اس کے ایسے ہی گولی نکلنے کی وجہ سے ضارب پہلو بدل کر رہ گیا تھا۔۔۔ وہ اس سے اتنا زیادہ خوف کھا رہی تھی ضارب اس کو دیکھتے ہی بے چین ہوا تھا۔ وہ اس کو اپنے نظروں کے حصار میں رکھتا ٹرے اٹھاتا ٹیبل پر رکھ کر اس کے پاس واپس آیا تھا۔۔۔ وہ واپس آتا کمرے کی لائٹس بالکل ہی مدھم کرتا اس کے پاس بیٹھتا اس کو اپنی گود میں اس

طرح بٹھا گیا تھا کہ اس کی پشت ضارب کے سینے سے لگ رہی

تھی۔۔۔ اس کے اس ایکٹ پہ فجر سانس تک روک گی تھی۔۔۔

وہ اس کو سانس روکے دیکھ کر اس کو اپنی گود میں ہی جھکاتا اس کے لبوں

پر قابض ہوا تھا۔ وہ بہت نرمی سے اس میں اپنی سانسیں انڈھیل کر رہا

تھا۔۔۔ ایک ہاتھ اس کی قمیض کی زپ پر موجود تھا۔۔۔ اگلے ہی پل

وہ اس کی زپ چر کی آواز کے ساتھ کھل گئی تھی۔ اس کا دل زوروں سے

ڈھڑکا تھا۔۔۔ فجر کی آنکھیں مکمل طور پر کھلی تھی۔۔۔ ضارب جو اس

کو اپنی سانسیں دے رہا تھا فجر اس کی سانس دینے پر بھی اس کی دی گئی

سانسیں واپس اس کو دے گئی تھی۔۔۔ اس کا چہرہ جو مکمل طور پر سرخ

تھا زپ کھولنے پہ وہ زرد پڑا تھا۔۔۔ ضارب اس کے لبوں پر نرمی سے

لب رکھتا اس کے لبوں کو آزادی دیتا اس کا چہرہ اپنی ہتھیلیوں میں بھرتا

اس کی سبز آنکھوں میں دیکھ رہا تھا جہاں خوف کا ایک جہاں آباد

تھا... فجر نے ڈر سے اپنی آنکھیں بھی نہیں جھپکائی تھی۔۔۔۔۔ ضارب
اس کی آنکھوں میں دیکھتا ایک ہی جھٹکے میں اس کی قمیض اس کے تن
سے جدا کر گیا تھا۔۔۔ اس کے اس ایکٹ پہ فجر نے اس کے سینے میں اپنا
چہرہ چھپایا تھا۔۔۔ ڈر کی وجہ سے اس کا بدن ہلکا ہلکا لرز رہا تھا
۔۔۔ ضارب اس کو سختی سے خود میں بھیجا گھمبیر آواز میں بولا تھا۔
میرا نور میں کچھ نہیں کر رہا بلکہ اپنے کل کے کیے گے جرم کی معافی
مانگنے آیا ہوں۔۔۔ پلیز مجھے معاف کر دوں!!! میں وعدہ کرتا ہوں
جب تک تم نہیں کہوں گی میں تمہارے ساتھ زبردستی نہیں کروں گا
!!! یہ چھوٹی چھوٹی گستاخیوں کی گاڑنی میں نہیں دیتا۔۔۔ ضارب اس
کا ایک ہاتھ اس کی سٹریپ میں الجھاتا دوسرے ہاتھ سے اس کی کمر دباتا
نرمی سے بولا تھا۔۔۔ اس کے اتنے نرم لہجے پہ فجر نے ایک ہچکلی لی
تھی۔۔۔۔۔ جب کہ اس کے کمر پہ اتنی نرمی سے مساج کرنے پہ فجر کو

سکون محسوس ہوا تھا۔۔۔ وہ شرم سے اب سرخ پڑتی اس کے سینے میں
گھسنے کی تیاری کر رہی تھی۔۔۔۔ وہ بہت نرمی سے اس کی کمر میں مساج
کر رہا تھا جس پہ فجر انکھیں موندتی اس کے کندھے پہ سر ٹکاگی تھی اس
نے کوئی بھی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔

اپنے درمیان آتا صارب اس کی ڈھڑکنوں پر موجود وہ آخری پردہ بھی
جدا کر گیا تھا۔ اس کے سکون سے آنکھیں موندنے پہ وہ کچھ ریلیکس
ہوتا اب پوری نرمی سے اس کی کمر کو دبا رہا تھا۔۔۔ کچھ ہی دیر میں اس
فجر کی بھاری ہوتی سانسیں اپنے کندھے پہ پڑتی ہوئی محسوس ہوئی
تھی۔۔۔

وہ اس کو نرمی سے خود سے الگ کرتا اپنی شرٹ اتارتا اس کب کو پہناتا
اپنے حصار میں لیتا اس کی ماتھے پہ لب رکھتا اس کے سینے میں منہ چھپاتا
سو گیا تھا۔۔۔ اس کے اہل نے قریب آنے پر اس کے جذبات اٹاٹا کر

باہر آنے کو بے تاب تھا۔۔ جن کو وہ تھپک تھپک کر سلاتا اپنے آپ پر قابو پا گیا تھا۔۔ یہ نہیں تھا کہ وہ جسم سے محبت کرتا تھا یا اسے جسم کی چاہ تھی۔۔ لیکن اپنی من پسند عورت اور خاص کر ایسی عورت جس پہ انسان مکمل حق رکھتا ہوں اس سے دور رہنا بہت مشکل ہوتا ہیں اس رشتے کو خدا نے بنایا بھی ایسے ہی ہیں۔۔ ایک دوسرے کے بغیر گزارہ کرنا بہت مشکل ہوتا ہیں۔۔ ضارب اسکے سینے میں چہرہ چھپاتا آنکھیں موند گیا تھا۔۔ دعا جو ابھی اپنے کمرے میں آتی نائٹ سوٹ پہننے کے لیے واش روم میں گئی تھی۔۔ اس کے نکلتے ہی اسے اپنے دروازے پہ دستک ہوتی سنائی دی تھی۔۔ دستک بھی ایسے ہو رہی تھی جیسے کہ دروازے کے اس پار کھڑے انسان کو زرا صبر ناہوں۔۔ دعا اپنے بالوں کا جوڑا بناتی دروازے کی طرف بڑھی تھی۔۔ دروازہ کھولتے ہی اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھی۔۔ وہ ایک سائیڈ پہ ہوتی آیان

کو اندر آنے کی جگہ دے گی تھی۔۔۔ خود بھی دروازہ بند کرتی اس کے پیچھے گی تھی۔۔۔ جو خود اس وقت وائٹ نائٹ سوٹ میں موجود تھا

دعا نے اس کو جو صبح کے وقت ڈیمود کھایا تھا اسے امید نہیں تھی کہ وہ اس کے کمرے میں خود چل کر آئے گا۔۔۔ دعا اس کی نیلی آنکھوں میں دیکھتی آئبر واچکا کر پوچھ رہی تھی۔۔۔۔۔ جیسے کہنا چاہ رہی ہوں یہاں پر کیا کر رہے ہوں تم

تمہاری ساری زندگی مجھ سے شکایت ختم نہیں ہونی اس لیے میں نے سوچا کہ کیوں نا ایک چھوٹی سی کوشش کی جائے۔۔۔ آیان اپنے ہاتھ میں موجود پانچ پانچ ہزار کے نوٹ اس کے سر پر سے وارتا ایک سائڈ پہ وہ نوٹ رکھتا اس کو دیکھتا گھور کو بولا تھا۔۔۔۔۔ اس کے پیسے وارنے پہ دعا ایک بار غشش کھا کر مرنے والی ہو گی تھی۔۔۔۔۔ اسے آیان سے تو اس

جہنم میں ایسی امید نہیں تھی۔۔۔ وہ اپنی سبز آنکھیں مکمل طور پر کھولے
اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ آیان اس کے اس طرح دیکھنے کا مطلب اچھی
طرح سمجھ گیا تھا۔

اگلے ہی پل وہ اپنے ہاتھ اس کے گیلے بالوں میں الجھاتا اس کو کمر سے پکڑ
کر اپنے نزدیک کرتا اس کے لبوں کو اپنی قید میں لے گیا تھا۔۔۔ اس
کی اتنی شدت پہ دعا نے اس کا کالر اپنی مٹھیوں میں جکڑا تھا۔ وہ بہت
ہی شدت سے اپنے دانتوں سے اس کے لبوں کو سک کر رہا تھا۔
دعا اپنی بند ہوتی سانس محسوس کرتی اس کو کالر کو زور سے اپنی
مٹھیوں میں کھینچتی اس کو روکنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی
تھی۔۔۔ جب کہ آیان اس آنکھوں کے اشارے سے اس کو اپنا ساتھ
دینے کو کہا تھا۔۔۔

اس کو ساتھ نادیتا دیکھ کر آیان غصے سے اس کے لبوں پر دانت گاڑھتا
پیچھے ہوا تھا۔۔۔ اس کے دانت گاڑھنے پہ دعا ایک سسکی لیتی اس کا کالر
اپنی مٹھیوں میں ایک بار پھر سے بھرتی اس کے قدموں پر اپنے قدم
رکھتی اس کو بغیر سمجھنے کا موقع دے

اس کے کے لبوں کو پہ اپنے دانت گاڑھ رہی تھی۔۔۔ جس پہ آیان
مصنوعی کراہتا اس کو اور زیادہ شدت پسند بنا رہا تھا۔۔۔ وہ اس کو
آنکھوں سے گھورتی خاموش رہنے کی تنبیہ کرتی اب اپنے لبوں سے
اس کی زبان سک کر رہی تھی۔۔۔

ایک ہاتھ دعا کا اس کے بالوں میں الجھا ہوا تھا۔۔۔ وہ بہت ہی شدت
پسندی سے کبھی اس کے لبوں کو سک کر رہی تھی تو کبھی اس کی
زبان کو۔۔۔ آیان اس کا ساتھ دینے کی بجائے بے باکی سے اس کی کمر میں
ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔۔

جب وہ آیا تھا کہ تو یہ سوچ کر آیا تھا کہ دعا کچھ ایسا ضرور کریں گی کہ
جس سے آیان شر ما جائے۔۔ لیکن آج اسے دعا کے سامنے ہار نہیں ماننی
تھی۔۔۔ دعا اس کو اتنے نارمل انداز میں دیکھتی حیران ہوئی
تھی۔۔۔ وہ آج سرخ نہیں ہوا تھا۔۔۔ یہ دعا کو اپنے رومینس کی توہین
لگی تھی۔۔۔ اس کے دیکھنے پہ آیان دعا کو ایک آنکھ و نک کرتا اس کو کمر
سے اٹھاتا اب اس کا سات دے رہا تھا۔۔۔ شرم کے مارے اور اپنی
قربت کے رنگ نادیکھ کر وہ توہین خجالت کی وجہ سے سرخ پڑی
تھی۔۔۔ وہ ایک ہی جھٹکے میں آیان کو خود سے دور کر گئی تھی۔۔۔
او کے تم آرام کروں میں چلتا ہوں۔۔۔ یہ ناہو میری نیند نا پوری
ہونے کی وجہ سے میرے آنکھوں کے نیچے حلقے پڑ جائے اور میں
خوبصورت بھی نالگوں اپنی شادی پہ۔۔۔ آیان اس کو گال پہ کس کرتا

اس کی آنکھوں میں اپنی طلب دیکھتا ایک سٹائل سے بولتا وہاں سے جا رہا تھا۔۔۔ جب کہ اس کی آنکھوں میں شرارت واضح تھی

جو غصے کی وجہ سے دعا کو نظر نہی آئی تھی۔۔۔ وہ دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔۔۔ وہ ایسے کیسے جاسکتا تھا اس کے اتنے پاس آکر اس سے پہلے آیان باہر کی طرف قدم بڑھاتا دعا اس کی کلائی پکڑ کر اسے روک گئی تھی۔۔۔۔۔ اس کی کلائی پکڑے پہ آیان مسکرایا تھا۔۔۔ لیکن پھر اپنی

مسکراہٹ پر قابو پاتا معصوم سامنہ بناتا دعا کی طرف مڑا تھا۔۔۔ آنکھوں میں نا سمجھی لے کر اس کی طرف دیکھا تھا اس کے اس طرح دیکھنے پہ دعا نے غصے سے پہلو بدلا تھا۔۔۔ وہ اب اتنا بھی معصوم نہیں تھا کہ کسی کے جذبات کو نا سمجھ پاتا۔۔۔

آج رات میرے پاس رہ جاؤں۔۔ دعا اس کی نیلی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی تھی۔۔۔ اسے خود نہیں پتا تھا کہ وہ کیا بول رہی ہیں۔۔۔ اس

کی بات پہ آیان اندر تک سرشار ہوا تھا۔۔۔ وہ اس کو اپنے قریب کرتا کر
سے پکڑتا گھمبیر آواز میں بولا تھا۔۔۔ سوچ لوں آج رات مجھے برداشت
کر پاؤں گی۔۔۔ آیان اس کے نائٹ سوٹ کا بٹن کھولتا اس کی دودھیا
سفید گردن پر اپنی نظریں گاڑتا خمار آلودہ لہجے میں بولا تھا۔۔۔ اس
کی بات پر دعا کے گلے میں گٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔۔
اس کی بات پر دعا نے صرف خاموشی اختیار کی تھی اس نے کوئی جواب
نہیں دیا تھا۔۔

اوکے۔۔۔ اس کی خاموشی دیکھتے ہی آیان اس کو باہوں اٹھاتا بیڈ پہ لیٹاتا
لائٹس بند کرتا اس پر سایہ فگن ہوا تھا وہ اب دعا کو خاموش دیکھ کر اس
کے بٹن کھول رہا تھا جب کہ اس کے لبوں کو وہ اپنی قید میں لے گیا تھا
تاکہ دعا کچھ بول ناسکیں۔۔۔ اسے پتا تھا جیسے ہی اسے اپنا چیلنج یاد آئے گا
۔۔۔ وہ ضرور اس کو شرمانے پہ مجبور کر دیں گی۔۔۔ آیان اس کے

شرٹ کے سارے بٹن کھولتا اس کے سر کے نیچے سے ہاتھ رکھتا اس کو
اوپر اٹھاتا ایک ہی جھٹکے میں اس کی شرٹ اس کے تن سے جدا کر گیا
تھا۔۔۔ اس کے لبوں کو آزادی ایک پل اس نے نہیں بخشی
تھی۔۔۔ اس کی بند ہوتی سانسیں محسوس کرتا وہ اس کے لبوں کو چھوڑتا
اپنی شرٹ بھی ایک ہی جھٹکے میں اتار گیا تھا۔۔۔ دعا کے گہرے گہرے
سانس بھرے کی وجہ سے اس کے نشیب و فراز ایک خوبصورت سا منظر
پیش کر رہے تھے۔۔

وہ اس کے بدن کی رعنائیاں دیکھتا اپنی آنکھوں میں خمار کی سرخی لیے
اس کی ڈھڑکنوں پہ جھکا تھا۔۔۔ وہ اس کی ڈھڑکنوں پہ دانت گاڑھتا
اس کو سکسنے پہ مجبور کر رہا تھا۔۔۔ اپنے درمیان رکاوٹ کا وہ آخری پردہ
بھی اس کی ڈھڑکنوں سے جدا کرتا اس کو بوکھلانے پہ مجبور کر گیا تھا۔۔۔

اس کا ظلم اپنی ڈھڑکنوں پہ برداشت کرتی دعا نے اپنا ہاتھ اس کے بالوں
میں الجھا کر اس کو روکنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ لیکن وہ اس کے
دونوں ہاتھ پکڑتا بیڈ کے ساتھ پن کرتا اس کو ہر پردے سے آزاد کر گیا
تھا۔۔۔

تیار ہو جاؤں مجھے یہاں روکنے کی سزا بھگتنے کے لیے۔۔۔ آیان خود کو
ہر پردے سے آزاد کرتا اس کے لبوں کو اپنی قید میں لیتا اپنی پوزیشن
سیٹ کرتا اس میں اپنا وجود گھول گیا تھا۔۔۔

آہہ۔۔۔ آ۔۔۔ یا۔۔۔ ن۔۔۔ اس کے اتنے شدت سے سمانے پہ دعا نے
ایک ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں اسے پکارا تھا۔۔۔ اس کی آہیں سنتا وہ
مدہوش ہوتا آخری حد تک اس میں سماتا اس کے آنسوؤں کی وجہ بنا
تھا۔۔۔

وہ اس کے آنسو دیکھتا مزید شدت سے اس میں سماتا اس کو اپنی شدتوں سے روشناس کروا رہا تھا۔۔۔ دعا کی سسکیاں پورے کمرے میں گونج رہی تھیں۔۔۔ اس کی سسکیاں آیان اپنے لبوں میں دبا گیا تھا۔ اب وہ اپنی شدتوں میں اور زیادہ اضافہ کر آیا تھا جس کی وجہ سے دعا کے بدن کی رعنائیاں اس کے چوڑے سینے سے ٹکرا کر اس کے مدہوش ہونے کا باعث بن رہی تھیں۔۔۔ وہ اس کے آنسو دیکھتا نرمی سے اس کو خود سے الگ کرتا اس کی ٹانگوں کو اپنی ٹانگوں میں لاک کرتا اس طرح کے مقابل کوئی بھی مزاحمت نہ کر پائے۔۔۔ وہ اب اس کی بیوٹی بون پر جھکا تھا جو کب سے اس کو اپنی طرف اٹریکٹ کر رہی تھی۔۔۔ وہ اس کی گردن مکمل طور پر سرخ کرتا اب اس کی ڈھڑکنوں پر جھکا تھا جب کے اس کی شدتوں کی وجہ سے دعا بیڈ شیٹ مٹھیوں میں بھرتی اس لمبے لمبے

سازں س لیتی خود کو نار مل کر رہی تھی۔۔۔ آیان اب اس کے بلی بٹن
پر جھک کر وہاں اپنے دانت گاڑھتا اس کو رونے پہ مجبور کر رہا تھا۔۔۔
میں نے پہلے ہی کہا تھا مجھے روکنے سے پہلے سوچ لوں مجھے برداشت کر
پاؤگی۔۔۔ آیان کشن اٹھا کر اس کی کمر کے نیچے رکھتا اس کی ٹانگیں اپنی
پشت کے گرد لاک کرتا نرمی سے اس میں سرایت کر گیا تھا۔۔۔ اس
سے پہلے دعا سسکی لیتی وہ اس کے لبوں کو اپن قید میں لیتا اپنی شدتوں کا
اضافہ کر گیا تھا۔۔۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ اس کا نڈھال پڑتا جسم محسوس کرتا اس کو
آزادی دیتا اپنے کمر سے پکڑ کر اپنے سینے پہ لٹا گیا تھا۔۔۔ دعا بس اس کی
شدتوں پر آنسو بہا رہی تھی۔۔۔ اس نے خود ہی آئیل مجھے مار والا کام
اپنے ساتھ کر دیا تھا۔۔۔

تم بہت برے ہوں یا نو۔۔۔ میں اب کبھی تمہیں اپنے پاس رکنے کے لیے نہیں کہوں گی۔۔۔ دعا اس کی گردن پہ اپنے ناخن گاڑھتی ہچکی لیتی معصومیت سے بولی تھی۔۔۔ اس کی بات پہ آیاں فقط مسکرا کر رہ گیا۔۔۔ جب کہ اپنے نام بگاڑنے پہ اس نے دعا کو گھورا تھا۔۔۔ جواب اپنے ناخن اس کی گردن میں گاڑھ رہی تھی۔۔۔ اور اس کے سینے پہ اپنے دانتوں کے نشان بنا رہی تھی۔۔۔ جس پہ آیاں مصنوعی کراہتا اس کو اور زیادہ غصہ دلارہا تھا۔۔۔ دعا اس کا کراہنا سنتی غصے سے اپنے دانت اور زور سے اس کے سینے میں

گاڑھ رہی تھی۔۔۔ جس پہ آیاں مسکراتا ایک ہاتھ اس کے بالوں میں سہلاتا جب کہ دوسرے ہاتھ سے اس کی کمر سہلا رہا تھا۔ دعا کا غصہ کچھ کم ہونے پہ وہ اب آرام سے اپنے دانت گاڑھنے والی جگہوں پہ لب رکھ رہی تھی۔۔۔

اب آرام سے سو جاؤ میری بوسی والٹنی۔۔۔ نہیں تو میں نے ساری رات
تمہیں سونے نہیں دینا اور رہی بات تمہارے پاس رکنے کی تو تم کچھ ہی
دونوں میں میرے پاس آ جاؤں گی۔۔۔ آ یاں اپنی شٹرٹ اٹھا کر اس کو
پہناتا گھمبیر آواز میں بولتا اس کے ماتھے

پہ اپنے لب رکھ گیا تھا۔۔۔ اس کی بات سنتے ہی دعا اس کو گھور کر
دیکھتی اس کے اوپر آئی تھی۔۔۔ اس کے ایکٹ پر آ یاں نے اسے نا سمجھی
کر دیکھا تھا۔۔۔ وہ اب اس کے سینے پہ سر رکھ کر اس کے گرد اپنا
حصار مضبوط کر گئی تھی۔۔۔ میری کمر دباؤ۔۔۔ تمہاری حرکت کی وجہ
سے میری کمر دکھ رہی ہیں اور تب تک دباؤں گے جب تک میں سو
نہیں جاتی۔۔۔ دعا اس کے سینے سے اپنا چہرہ نکالتی اس کو حکم دیتی ہوئی
بولی تھی۔۔۔ اس کی بات پہ آ یاں کی آنکھوں میں شرارت ناچی
تھی۔۔۔

کمریا کچھ اور بھی دبا دوں۔۔۔ آیان اپنا ہاتھ اس کی گہرائیوں میں لاتا
اپنی مسکراہٹ پر قابو پاتا ذو معنی انداز میں بولا تھا۔۔ اس کی بات اور
تضاد حرکت پہ دعا کنگ تانبے کی مانند سرخ پڑا تھا۔۔

آیان۔۔۔ انسانوں کی طرح جو کہا ہیں وہ کروں اب تمہارے ہاتھوں
کی گستاخیاں ہیں نے ادھر ادھر کہیں محسوس کی تو میں نے تمہارے ہاتھ
کاٹ دینے ہیں دعا اس کا ہاتھ پکڑتی اونچی آواز میں غصے سے بولتی اس کو
حکم دے رہی تھی۔ اس کو اپنے پرانے والے انداز میں واپس آتا دیکھ آیا
جلدی سے ہاں میں سر ہلا گیا تھا۔۔۔ یہ ناہو وہ اب اس کو ہی بوکھلانے پہ
مجبور کر دیں۔ اس کے ہاں میں سر ہلانے پہ دعا اس کو آنکھوں سے تنبیہ
کرتی اس کے سینے پہ سر رکھتی آنکھیں موند گئی تھی۔ اب آیان نرمی
سے اس کی کمر پر مساج کر رہا تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ دونوں نیند کی وادیوں میں چلے گئے تھے۔۔۔۔

اس وقت صبح کے پانچ بج رہے تھے جب زیان شاہ حویلی میں داخل ہوا
تھا۔ ابھی وہ اندر جاتا جب اسے باہر گارڈن میں کایان کرسی پہ ٹیک لگا
کر سوتا ہوا نظر آیا تھا۔۔۔ وہ اس کو دیکھ کر ٹھٹک کر رہا تھا۔۔۔ وہ باہر
کیوں سو رہا تھا۔۔۔ زیان اپنی انگلیوں کی مدد سے اپنی کنپٹی
مسلتا اس کے پاس گیا تھا۔۔۔ اس کے پاس جاتے ہی وہ اس کے
کندھے پر ہاتھ رکھتا اس کو نیند سے جگا گیا تھا۔ اس کی نیند بہت کچی
ہوتی تھی اور ویسے بھی وہ آج ان کمفر ٹیبل جگہ پر سویا ہوا تھا۔۔۔ وہ
اپنی نیند سے بوجھل ہوتی آنکھوں نیلی آنکھوں
سرخی لیے اس گھور ہا تھا۔۔۔

تم سے دوستی ہیں اس لیے اور میں اس دوستی پہ جان دیتا ہوں اس ورنہ
تم پر یہ باندروں (بندروں) والے نخرے سوٹ نہیں
کرتے۔۔۔ کایان اپنی آنکھیں مسلتا دانت کچا کر بولا تھا۔۔ اس کی بات
پر زیان اس کو غصے سے گھورتانا سمجھی سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ ابھی وہ نا
سمجھی سے اسے دیکھ ہی رہا تھا جب کایان اپنی جیب سے ڈبی نکالتا اس کے
سامنے کر گیا تھا۔۔ اس ڈبی کو دیکھتے ہی زیان کو سب کچھ سمجھ گیا
تھا۔۔۔

کل رات اس نے اسے ہی فون کیا تھا کہ وہ اس کے روم سے نتھلی اٹھا
کر لائے۔۔ اس گھر کے اندر نا جانے پڑے۔۔ کایان جو حور کو گول گپے
کھلانے کے بعد اس کو لونگ ڈرائیونگ کروا رہا تھا۔۔ زیان کا فون
آتے ہی وہ جلدی سے گھر واپس آیا تھا۔۔

گھر آتے ہی وہ نتھلی اٹھاتا اس کے روم سے رات گیارہ بجے سے وہ اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔ انتظار کرتے کرتے اس کو نیند آ گئی تھی۔۔۔

لیکن زیان نہیں آیا تھا۔۔۔ اب وہ صبح کے وقت آ رہا تھا۔۔۔ زیان اس کی نیلی نیند سے بوجھل آنکھیں دیکھتا شر مندہ ہوا تھا۔ ایم ریٹلی سوری۔۔۔ وہ کایان کو ایک نظر دیکھتا نظریں جھکا کر بولتا وہاں سے جانے لگا تھا اس سے پہلے وہ جاتا کایان اس کا ہاتھ پکڑتا اپنے مقابل کر گیا تھا۔۔۔ اس کی کلائی پکڑنے پہ زیان نے ائیر واچ کا کراسے دیکھا تھا۔۔۔

کہاں تھا توں رات بھر!!! تیری تو رات کی فلائیٹ تھی نانا!!! اور یہ حلیہ کیا بنایا ہو ہیں!! کایان اس کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی دیکھتا آبرو اچکا کر بولا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں نمی اس کا دل چیر رہی تھی۔۔۔ اس کے سوال کا جواب دیے بغیر ہی زیان اس کے گلے لگا تھا۔۔۔

تجھے پتا ہیں جب اس نے آج مجھے انوشہ کے ساتھ دیکھا تھا اس کا چہرہ
جلن کے مارے سرخ ہو گیا تھا !!! جب اس کو پتا چلیں گا کہ میں کیا کر
کے آیا ہوں !!! وہ مجھے چھوڑ دیں گی !!! اور سید زیان علی شاہ اس کے
بغیر مر جائے گا !!! زیان اس کے گلے لگتا کسی صدمے کی کیفیت میں
بول رہا تھا۔۔۔ کایان اپنے کندھے پہ گیلا ہٹ محسوس کرتا اس کو خود
سے الگ کرتا اس کو چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔۔ زیان رو رہا تھا یہ دیکھتے ہی اس کو
دل کسی نے مٹھی میں جکڑا تھا۔۔۔ وہ کبھی کسی بات پر نارونے والا انسان
آج رو رہا تھا۔۔۔ آخر ایسی کیا بات ہوگی تھی جو وہ رو رہا تھا۔ اتنا تو اسے
سمجھ آ گیا تھا کہ وہ کنزہ کے بارے میں ہی بات کر رہا ہیں لیکن اس نے
ایسا کون سا کام کیا ہیں جس کی وجہ سے وہ اسے چھوڑ سکتی ہیں۔ کیا کیا
ہیں تو نے۔۔۔ کایان اس کے آنسو صاف کرتا بولا تھا۔ اس کی بات پر

بازو سے آنسوڑ گڑتا جاتا اس کی ذیان اس کو بعد میں بتانے کا بولتا اپنے
اگلی بات پہ رکا تھا۔۔۔

آج کنزہ کا بڑا تھدے ہیں۔۔۔ کایان اس کے ساتھ قدم ملاتا ہوا بولا تھا
۔۔ اس کی بات پر زیان اس کو کوئی جواب دیتا اپنے کمرے کی طرف
بڑھ گیا تھا۔۔۔ کایان نے نکاح نامے سے اس کی بڑا تھدے دیٹ دیکھی
تھی۔۔

اس وقت دوپہر کا ایک بج رہا تھا جب زیان بشری بیگم کے کمرے میں
داخل ہوا تھا۔۔ زیان صبح ناشتے کی ٹیبل پر ہی سب سے مل چکا تھا
۔۔ ابھی زیان درازہ کھول کر اندر داخل ہوتا۔۔ کنزہ جو باہر ہی جا رہی
تھی وہ ایک دم زیان کے سینے سے ٹکرائی تھی۔۔۔

زیان اس کو کمرے سے پکڑتا گرنے سے بچا گیا تھا۔۔۔ اپنے سامنے زیان کو
اس طرح دیکھ کر کنزہ کا دل ڈھڑکا تھا۔۔ زیان نے اس کی آنکھوں کی

طرف دیکھا تھا جو رونے کی چغلی کھا رہی تھی۔۔۔ اس کی گرے
خوبصورت سوجی ہوئی آنکھوں کو دیکھ کر زیان کا دل بے چین ہوا تھا

شہد وہ اس کی وجہ سے روتی رہی تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں کو دیکھ کر
زیان کو تو ایسا ہی لگا تھا۔۔۔ جبکہ مقابل اس کو بنپلکے جھپکائے دیکھ رہی
تھی۔۔۔ وہ اس وقت کالی رنگ کی شلوار قمیض پہنے بالوں کو ماتھے پہ
بکھیرا ہوا تھا۔۔۔ وہ کنزہ کا دل بہت بری طرح ڈھڑکا چکا تھا۔ بشری بیگم
جو واشروم سے ابھی نکلی تھی۔۔۔ زیان اس کو دیکھتا اس کو خود سے جدا کر
گیا تھا۔۔۔۔۔ اپنی اگنورینس پہ کنزہ کی آنکھیں مکمل طور پر پھیلی
تھی۔۔۔ کنزہ زیان کی طرف نم شکوہ کن نظروں سے دیکھتی باہر کی
طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔۔۔ اس کی شکوہ کن نظروں کو دیکھ کر زیان کا دل
ڈوب کر ابھرا۔۔۔ وہ مزید بے چین ہوا تھا۔۔۔ لیکن آج رات کے

بارے میں ہی سوچتا وہ مسکرایا تھا۔۔۔ وہ آج رات اپنی ساری غلطیوں کا اعتراف کرنے والا تھا۔۔۔ وہ آج اس کو کھل کر بتانے والا تھا کہ کنزہ سید زیان علی شاہ کے لے سانسوں سے بھی زیادہ ضروری ہو چکی ہیں مسکراتا بشری بیگم کے پاس جا بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ کچھ ہی دیر بعد وہ۔۔۔۔۔ وہ ان کی گود میں سر رکھ کر سو گیا تھا۔۔۔

کنزہ اس بشری بیگم کے کمرے میں آتی جب کچھ بولتی بشری بیگم اس کو ہاتھ سے اشارے سے چپ کروا گئی تھی۔۔۔۔۔ ان کے اشارے کرنے پہ کنزہ ایک نظر زیان کو دیکھتی جس کے بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ وہ بے حد ہی کیوٹ لگ رہا تھا۔۔۔

اس کو دیکھتی کنزہ اپنا نچلے لب دانتوں تلے دباتی اس کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ جب بھی اس کو دیکھتی تھی اس کا دل زوروں سے ڈھڑکتا تھا۔۔۔۔۔ بشری بیگم کنزہ کو دیکھ رہی تھی جو زیان کو دیکھتی سرخ پڑ رہی

تھی۔۔ اس کے چہرے پہ زیان کے لیے محبت کا ایک جہاں آباد تھا
۔۔۔ بشری بیگم اس کو دیکھتی مسکرائی تھی۔۔ وہ خاموشی سے بیڈ کے
ایک کونے پہ بیٹھ کر اس کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس کو یہ تک بھول گیا تھا
اس وقت بشری بیگم بھی یہاں موجود ہیں۔۔۔ بشری بیگم اس ک
دیکھتی اپنی مسکراہٹ روک رہی تھی۔۔۔۔۔ کنزہ کل رات کال کا منظر
یاد کرتی اور آج اپنا گنور ہونا ایک بار پھر آنکھوں کے سامنے لہرایا
تھا۔۔۔۔ وہ اپنی آنکھوں میں نمی لیتی وہاں سے اٹھتی اپنے کام میں
مصروف ہو گئی تھی۔۔۔۔ بشری بیگم کو اس کے بدلتے روپ کی سمجھ
نہیں آئی تھی۔۔۔

اس وقت رات کے آٹھ بج رہے تھے جب کایان کنزہ کو گھر چھوڑنے
کے لیے بڑی مشکل سے مناچکا تھا۔۔۔ کنزہ کا کہنا تھا کہ اس کا ٹائم نوبے
ختم ہوتا ہیں۔۔۔ اس لیے وہ نوبے ہی جائے گی جب کہ کایان زیان کا

پلین خراب ہوتا دیکھ کر جلدی سے اس کو یہ کہتا کہ گھر میں اور کوئی
چھوڑنے والا نہیں ہیں اس کی بات پر بشری بیگم نے بھی ہاں ملائی تھی
اور کنزہ کو سمجھایا بھی تھا کہ وہ چلی جائے جس پہ کنزہ کو ان کی بات مان کر
جانا پڑا تھا۔ اس کے آتے ہی کایان نے گہری سانس بھری تھی۔ ابھی
کایان اور کنزہ آدھے راستے ہی گئے تھے جب کایان گاڑی اس کے
گھر کے راستے کی بجائے دوسرے راستے پہ موڑ گیا تھا۔۔۔ اس کو گاڑی
موڑتا دیکھ کر کنزہ نے کایان کی طرف نا سمجھی سے دیکھا تھا۔۔۔
ہم یہ کہاں جا رہے ہیں بھائی۔۔۔ کنزہ کایان کی طرف دیکھتی تشویش
زدہ لہجے میں بول رہی تھی۔ اس کے بھائی کہنے پہ کایان کو جو سکون ملا
تھا وہ لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا تھا وہ۔۔۔ وہ اس کی طرف دیکھتا
مسکرا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھتا اس کو بھائیوں والا مان بخش گیا
تھا۔۔۔۔

یہ میر شہزادی کو کچھ ہی دیر میں پتا چل جائے گا۔۔۔ کایان اس کی طرف دیکھتا نرمی سے بولا تھا۔ اس کی بات پہ کنزہ حیران ہوتی ہاں میں سر ہلاتی نظریں جھکا گئی تھی۔۔۔

اچھا میں ایک ہنٹ دے دوں اپنی شہزادی کو کہ اس کے مزا جی خدانے اس کے لیے ایک سپرائس پلان کیا ہیں اور یقین کروں زیان اتنا خود بھی خوبصورت نہیں ہیں جتنا اس نے میری شہزادی کے لیے سپرائس پلان کیا ہیں۔۔۔

کایان اس کی آنکھوں میں حیرانی دیکھتا اس کے سامنے زیان کا آدھارا ز فاش کو چکا تھا۔ اس کی بات سنتے ہی کنزہ کی آنکھوں میں ایک چمک آئی تھی جو کایان سے چھپی نہیں تھی۔ ان دونوں کی خوشی دیکھتے ہی کایان نے دل میں ان کو ہمیشہ خوش اور ساتھ رہنے کی دعا دی تھی لیکن وہ کہتے ہیں ناکہ ہر دعا قبول نہیں ہوتی۔ کسی دعا کی قبولیت کا وقت ابھی

نہیں آیا ہوتا۔۔۔ وہ گاڑی بہاؤ لیوٹر کے بڑے ہوٹل گرین پالم میں
کھڑی کرتا کنزہ کے اترتے ہی وہ بھی گاڑی وہاں سے بھگا کر لے گیا تھا
۔۔۔ اس کے جاتے ہی دو لڑکیاں جو کہ اسی ہوٹل کے سٹاف میں سے
تھی وہ ہاتھ میں پھولوں کا بکے لیتی کنزہ کو ویلکم کرتی اپنے ساتھ اندر کی
طرف لے گی تھی۔۔۔ وہ بیک سائیڈ سے اسے اندر لے گی تھی۔۔۔
وہ اس کو روم میں لاتی ایک فون اس کی طرفں مڑھاگی تھی جس پہ
زیان کی گھمبیر آواز گونجی تھی وہ اس کو تیار ہونے کا بولتا فون رکھ چکا تھا
۔۔۔ کنزہ اس کی بات سنتی فون واپس دیتی خود کو ان بیوٹیشن کے حوالے
چھوڑ گی تھی جو وہاں پہ پہلے سے ہی موجود تھی۔۔۔
کچھ ہی دیر میں وہ اس کو مکمل طور پر تیار کرتی اس کو چادر سے ڈھاپنی لیتی
باہر کی جانب بڑھ گی تھی۔۔۔ کنزہ اس وقت جس ڈریس میں موجود

تھی اس خود شرم آرہ تھی اس لیے وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی آگے
کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔

وہ اس کو سیڑھیوں پہ کھڑا کرتی اس کے وجود سے چادر ہٹاتی وہاں سے
چلی گئی تھی۔۔ ان سب کے جاتے ہی ایک سیوٹ لائٹ کنزہ پہ آئی
تھی۔۔۔۔ پورے حال میں اس وقت اندھیرا چھایا ہوا تھا۔۔ زیان جو
دوسری طرف منہ کر کے کھڑا تھا لائٹس بند ہونے کی وجہ سے اس نے
پیچھے مڑ کر دیکھا تھا اور وہ پلک جھپکنا بھول گیا تھا۔۔ اس کا دل پسلیاں
ٹوڑ کر باہر آنے کو بے تاب تھا۔ اس وقت کنزہ بلیک رنگ کی ساڑھی
پہنے جس سے اس کا پیٹ اور دودھیا بازو صاف واضح نظر آرہے
تھے۔۔۔ اس کو دیکھتے ہی زیان کے گلے میں گلیٹی ابھر کر معدوم ہوئی
تھی۔۔۔۔

اس کا بلا وز کافی فٹنگ میں ہونے کی وجہ سے اس کے بدن کی رعنائیاں
پورے آب و تاب سے چمک رہی تھی۔۔ اس کے کالے لمبے بال جو کمر
سے نیچے آتے تھے سارے کھلے ہوئے تھے۔۔ ناک میں اس نے زیان
کی نتھلی پہنی ہوئی تھی۔۔ سمپل سے میک اپ میں وہ چودیں کا چاند لگ
رہی تھی۔۔۔ زیان اس کی طرف قدم بڑھاتا اس کے پاس جاتا اس کے
سامنے اپنا ہاتھ پھلا گیا تھا۔۔۔ کنزہ ایک نظر اس کو دیکھتی اپنا ہاتھ پھلا
رکھ گی تھی۔۔۔ وہ اب اس کے ساتھ قدم ملا کر چل رہا تھا۔۔ زیان
بھی اس وقت فور پیس سوٹ میں ملبوس اپنی تمام تر جاہٹ کے ساتھ
اس کا دل دھر کا رہا تھا۔ زیان کو درمیان میں کھڑا کرتا۔۔ اس کے
سامنے گھٹنوں کے بل جھکا تھا۔۔ اس کے جھکنے پہ بیک گراؤن میوزک
آن ہو گیا تھا اور ان پر پھولوں کی برسات شروع ہو گئی تھی۔۔ زیان
اس کو پاؤں پکڑ کر اپنے گٹھنے پہ رکھتا اس پہ اپنے لب رکھ گیا تھا

اس سے پہلے کنزہ قدم پیچھے کرتی زیان اپنی گرفت مضبوط کرتا اپنے جیب سے ایک پیاری سی پائل نکالتا اس کو پہنا گیا تھا۔ دوسرے پاؤں میں بھی اس نے سیم یہی پروسیجر کیا تھا۔۔۔ اب وہ کھڑا ہوتا اس کو اپنے سینے سے لگاتا اس کے کان میں سرگوشی نما آواز میں اسے بڑتھڈے وش کر رہا تھا۔۔۔

اس کی آواز سنتے ہی کنزہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھی اس کیسے پتا چلا تھا کہ آج اس کا بڑتھڈے تھا اور سب سے بڑی بات اسے خود بھی یاد نہیں تھا۔۔۔

آپ کو کیسے پتا ہیں کہ آج میرا بڑتھڈے ہیں۔۔۔ کنزہ اس کے سینے سے چہرہ

نکالتی معصومیت سے پوچھ رہی تھی۔۔۔ اس کی بات کا جواب دیے بغیر ہی زیان اس کے سرخ لبوں پر جھک گیا تھا جا کب سے اس کی پیاس بڑھا

رہے تھے۔۔۔ وہ بہت ہی نرمی سے اس کے لبوں کو اپنی گرفت میں
لیے ہوا تھا۔۔

کنزہ اس کے اتنے نرم لمس پہ بھی اس کا گریبان اپنی مٹھیوں میں جکڑ گئی
تھی۔۔۔ وہ بہت ہی نرمی سے اس کے لبوں کو اپنے لبوں کی مدد سے
سک کر رہا تھا۔ جس سے مقابل کی لپسٹک بھی خراب ناہو۔۔۔ وہ اس
کے کو کمر سے پکڑ کر اوپر اٹھاتا اس کے ٹھوڑی پہ موجود تل پہ
اپنے دانت گاڑھتا اس کو سکھنے پہ مجبور کر گیا تھا۔۔۔ اس کو قیامت خیز
بدن اس بلیک سلو لیس ساڑھی میں دمک رہا تھا۔ وہ بہت مشکل سے
ہی اس سے نظریں چرا کر اپنے جذبات پر قابو پا رہا تھا
۔۔۔ یہ دورائیں اس پر قیامت بن کر گزری تھی۔۔۔ وہ اس کو نیچے اتارتا
اسکو اپنے مقابل کرتا اس کی گرے نکھیں چوم رہا تھا جو اسے سب سے

زیادہ پسند تھی۔۔ اگر کوئی اسے کہتے کہ ان آنکھوں کا صدقہ دیا جائے تو زیان خود کو وار کر پھینک دیتا ان پر سے۔۔

کنزہ زیان علی شاہ سید زیان علی شاہ کی سانسوں سے بھی زیادہ پیاری ہیں اس کو اور یہ ہو سکتا تھا کہ میں اپنی کنو کا بڑا تھدے بھول جاتا۔۔۔ زیان اس کے رخسار والے تل پر اپنے لب رکھتا محبت سے لبریز لہجے میں بولا تھا۔۔۔

اس کی اتنی پیاراظہار پر کنزہ کی آنکھیں نم ہوئی تھی لیکن اگلے ہی پل وہ اس کو اپنے مقابل کرتی اس کو گھور رہی تھی۔۔۔ زیان جو اس کے ایک ایک نقوش کو نرمی سے چھو رہا تھا اس کے دور کرنے پہ اچھا خاصہ بدمزہ ہوتا آئیر واچکا کر پوچھ رہا تھا۔۔۔ کل آپ انوشہ کے ساتھ کیا کر رہے تھے۔۔۔۔۔ کنزہ اس کے آئیر واچکانے پہ کنزہ دانت پیس کر بولی تھی اس کی بات سنتے ہی زیان کے چہرے پہ خوف آیا تھا جس کو وہ

جلدی سے چھپاتا کنزہ کو کمر سے پکڑتا اپنے نزدیک کر گیا تھا۔۔۔ اس کے
چہرے پہ جلن زیاں کو صاف دکھائی دے رہی تھی۔۔۔ تمہیں اچھا
نہیں لگا تھا میرا اس کے ساتھ ہونا اور ویسے بھی وہ میری کزن
ہیں۔۔۔ زیاں اس کے کالے بالوں میں ہاتھ پھیرتا خود کو نارمل کرتا ہوا
بولا تھا۔۔۔ اس کی بات سنتے ہی کنزہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا تھا۔۔۔ وہ
اتنے آرام سے یہ بات کیسے کہہ سکتا تھا جبکہ سب سے اہم بات وہ کزن
کہنے کہ بجائے اسے بہن بھی تو بلا سکتا تھا۔۔۔

مجھے کیا اگر دنیا کی کوئی بھی بیوی ہوتی تو وہ اپنے شوہر کو کسی لڑکی کے
ساتھ دیکھ کر یہ سوال ضرور کرتی۔۔۔۔ اور رہی بات میری وہ جیسے کل
آپ کے پاس کھڑی تھی میرا سوال کرنا جائز ہیں اور آپ کا جواب دینا
فرض۔۔۔ کنزہ اس کو خود سے دور کرنے کی کوشش کرتی ایک ایک لفظ

چبا کر بولی تھی۔۔ اس کی اتنی زیادہ پوز یسونس پر زیان کا دل ڈوب کر
ابھرا تھا۔۔ وہ تو اس سے بھی پوز یسونس میں دوہا تھ آگے نکلی تھی۔۔
کہیں پیار تو نہیں ہو گیا مجھ سے۔۔

زیان بات کو بدلتا اس کے ماتھے پہ لب رکھتا شیر لہجے میں بولتا اس کو
کمر سے اٹھاتا اس کو چہرہ اپنے مقابل کر گیا تھا۔ اس کے بدن کی ناز کی
محسوس کر کے اس کے خدبات آؤٹ آف کنٹرول ہو رہے تھے۔۔
پیار کا تو پتا نہیں لیکن میں اپنے کسی رشتے میں شراکت برداشت نہیں
کرتی جو میرا ہیں وہ میرا ہی ہیں اور جو میری محبت میں کسی کو شریک
کریں گا پھر میں بھی اس کی نہیں رہوں گی۔۔ کنزہ زیان کی آنکھوں
میں دیکھتی ایک ایک لفظ چبا کر بولی تھی۔۔ اس کی بات سنتے ہی زیان
کے گلے میں گلی ابھر کر معدم ہوئی تھی۔۔

اچھا کیا کروں گی تم۔۔۔ زیان کو اپنی ہی آواز کسی کھائی سے آتی ہوئی
محسوس ہوئی تھی۔۔۔ اس کا دل آج پہلی بار خوف کی وجہ سے لرز رہا تھا
۔۔۔ میں خاموشی سے کنارہ کر لوں گی آپ سے ایک سوال بھی نہیں
کروں گی۔۔۔ اور نا ہی کبھی مڑ کر دیکھوں گی۔۔۔ کنزہ اس کی آنکھوں
میں دیکھتی اٹل لہجے میں بولی تھی۔۔۔ اس کی بات سنتے ہی زیان کا دل
ایک منٹ کے لے صرف ایک منٹ کے لیے رکا تھا۔۔۔ اس کا چہرہ
خوف کی وجہ سے تاریک پڑا تھا۔ لیکن وہ جلد ہی خود پر قابو پاتا کنزہ کو اپنی
باہوں اٹھاتا اس کے پیٹ میں اپنی بئیر ڈ سے گد گدی کر رہا تھا۔ ان پر
پھولوں کی برسات ہنوز جاری تھی۔۔۔ اس کے گد گدی کرنے پہ کنزہ
کی کھلکھلاہٹ پورے ایریا میں گونجی تھی۔۔۔

جس سے اس کے دونوں ڈمپل پوری آب و تاب سے چمکے
تھے۔۔۔ زیان اس کے ڈمپل دیکھتا وہاں پر اپنے لب رکھتا اب اس کے

ڈھٹکنوں پر اپنی برڈر گڑرہا تھا۔۔۔ جس سے کنزہ کارنگ تابنے کی مانند
سرخ پڑا تھا۔۔۔ وہ اس کے سینے میں چہرہ چھپاتی اس کو روکنے کی ناکام
کوشش کر رہی تھی۔۔۔ زیان اس کو وہاں سے اپنی باہوں میں اٹھا کر
لاتاڈانگ ٹیبل پر لے کر آیا تھا۔۔۔ وہ اب زیادہ ٹائم ویسٹ نہیں کر سکتا
تھا ایک ایک منٹ اس پر قیامت بن کر گزر رہا تھا۔۔۔ وہ جلدی سے
اسے اور خود کو ایک کر کے اپنی پیاس اور تشنگی

مٹانا چاہتا تھا۔۔۔ وہ اس کو ٹیبل کے پاس کھڑا کرتا کر سی پیچھے کی
طرف کرتا سر جھکا کر اس کے بیٹھنے کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔ کنزہ ٹیبل پڑ
پڑے لزیذ کھانوں کو دیکھتی منہ پھلا کر زیان کی طرف دیکھا تھا۔۔۔
اس کے اس طرح منہ پھلا کر اور کیوٹ سے ایکسپریشن پر زیان نے
اُتیرواچکا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ اس کی بات سنتے ہی زیان کو

اس پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔۔۔ اس کے ناک کی نتھلی دیکھتا زیان کے دل
ڈوب کر بھر رہا تھا۔۔۔

آپ نے بتایا نہیں کہ میں کیسی لگ رہی ہوں۔۔۔ اور کیک بھی نہیں ہیں
یہاں۔۔۔ کنزہ اس پاس ہوتی منہ پھلا کر بولی تھی۔ اس کے اتنے
قریب آنے پہ زیان کا دل پہلو میں ڈھڑکا تھا۔۔۔ وہ اپنے سینے پہ ہاتھ
رکتا دوسرے ہاتھ کی مدد سے اس کو کمر سے اپنے نزدیک کر گیا تھا۔۔۔
ہاں داٹو ٹالگدی پی۔۔۔ زیان اس کی کمر کو اپنی مٹھیوں میں بھرتا اس کے
کان کے پاس جھکتا سر گوشہ نما آواز میں بولا تھا۔ اس کے منہ سے
سرائیکی میں اپنی تعریف سن کر کنزہ شرم سے نظریں جھکا گئی تھی۔ اور
رہی بات کیک کی تو وہ میں اپنی کنو کو اپنے سٹائل میں کھلاؤ گا کمرے میں
اور تمہارا سپرائس تمہیں کل مل جائے گا۔۔۔ آج کے دن اس پر گزارا
کروں۔۔۔ زیان اس کے بدن کو دیکھتا ذو معنی انداز میں بولا تھا۔۔۔ جب

کہ کنزہ اس کی بات سنتی شرم سے نظریں جھکا کر کر سی پہ بیٹھ گئی
تھی۔۔۔ وہ اس کو دیکھتا اس کے سامنے جا کر بیٹھا تھا۔۔۔ کچھ ہی دیر میں
وہ کھانا کھا کر فری ہو گئے تھے۔۔۔ زیان اس کی طرف آتا جو اپنی
انگلیاں مڑوڑ رہی تھی۔۔۔۔

وہ ایک ہی جھٹکے میں کنزہ کو اپنی گود میں اٹھاتا اوپر کی برف بڑھا گیا تھا
۔۔۔

وہ اسے لے کر ایک کمرے میں داخل ہی ہوا تھا جب کنزہ اس کی
آنکھیں اس کمرے کو دیکھ کر مکمل طور پر کھلی تھی۔۔۔ وہ بڑے اشتیاق
سے اس کمرے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

جس میں سب کچھ سرخ پھولوں سے سجایا گیا تھا۔۔۔ کمرے میں ہلکا ہلکا
میوزک چل رہا تھا جبکہ پورے کمرے میں صرف کانڈل کی روشنی
موجود تھی۔۔۔ سفید بیڈ کی چادر پر جان زیان لکھا ہوا تھا۔۔۔

یہ سب۔۔ ابھی کنزہ اپنی بات مکمل کرتی جب زیان بولا تھا۔۔
اگر روز تم مجھے خود میں سمانے کی اجازت دوں تو میں یہ روز ہی ایسا بیڈ
سجاسکتا ہوں۔۔۔ زیان اس کو دیوار کے ساتھ لگاتا اس کے کندھے سے
ساڑھی کاپلوں کھسکاتا گھٹنوں کے بل اس کے دودھیا پیٹ کو منٹوں میں
اپنی شدتوں سے سرخ کر چکا تھا۔۔

ز۔۔ یا۔۔ ن۔۔۔ کنزہ اپنے پیٹ پر اس کی شدتیں برداشت کرتی
مشکل بولی تھی۔۔ اس وقت اس کے بدن کی رعنائیاں اس فٹنگ والے
بلاوز میں باہر آنے کو بے تاب تھی۔۔۔ اسکی پکار کر پر زیان اس کی
طرف آنکھوں میں خمار کی سرخی لیے کھڑا ہوا تھا۔۔

جی جان زیان۔۔۔ زیان ایک ہاتھ اس کی ساڑھی کے ہک پر رکھتا اس کو کمر سے پکڑتا گھمبیر آواز میں بولا تھا۔۔۔ اس وقت وہ اس کی آنکھوں اور رگوں میں طلب بن کر ڈور رہی تھی۔۔۔ اس کا ہاتھ اب کمر سے اوپر بلاؤز کی تسلیز میں تھا۔ وہ تسلیز اتنے کمزور تھے کہ ایک بار زور سے کھینچنے پہ گر جاتے۔۔۔ ایک۔۔۔ کنزہ زیان کی بے باکیوں پر گہرا سانس لیتی کیک کو لپچائی نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی تھی۔۔۔ اسے معلوم تھا کہ آج رات اس کی بخشش نہیں ہونے والی تو کیوں نا کیک ہی پہلے کھا لیا جائے۔۔۔ زیان اس کو کیک کی طرف دیکھتا پا کر مسکرایا تھا۔۔۔ اگلے ہی پل وہ اس کو بانہوں

میں اٹھاتا کیک کے پاس لے جاتا صوفے پر بیٹھا تھا۔۔۔ چھوٹی سی ٹیبل پر چاکلیٹ کیک پڑا ہوا تھا وہ ٹیبل گلاب کے پھولوں سے سچی ہوئی

تھی۔۔۔ اس ٹیبل پہ کیک کے ساتھ خوبصورت گجرے بھی پڑے

تھے۔۔۔ سائیڈوں پہ کانسڈل جل ہوئی تھی۔۔۔

وہ ٹیبل کو اپنی طرف کھیچتا کنزہ کو پیٹ سے پکڑتا اپنی گود میں بٹھا گیا تھا

۔۔۔ کنزہ جو کیک کو اپنی طرف آتا ہوا دیکھ کر خوش ہو رہی تھی اس

اچانک افتاد پہ وہ کانوں کی لوں تک سرخ پڑی تھی۔۔۔ اس سے پہلے وہ

اٹھتی زیان اس کو ایک بار پھر اپنی تھائز پہ بٹھا گیا تھا۔۔۔ اس کے اس

طرح بیٹھنے پہ زیان کا وجود اس کے ساتھ ٹچ ہو رہا تھا۔۔۔ کنزہ اپنی

پوزیشن دیکھتی گردن تک سرخ پڑتی زیان کو دیکھا تھا روہا نسنی ہو کر

اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ اس کے دیکھنے پہ زیان نے اس کو گھور کر دیکھا

تھا۔۔۔ اور اس کو وہی پر بیٹھنے کا آنکھوں سے بول گیا تھا۔۔۔ اس کی

آنکھوں میں دھمکی کے تاثرات دیکھنے کے باوجود بھی کنزہ نے ایک بار

پھر اٹھنے کی کوشش کی تھی لیکن زیان کی اگلی بات پر وہ وہی پر جم گئی تھی

-- شرم کے مارے اس کی پلکیں اس کے عارض پر سجدہ ریز ہوئی
تھی۔۔۔

اگر اب تم نے یہاں سے اٹھنے کی کوشش کی تو میں تمہیں یک کھلائے
بنا ہی تم میں تم میں اپنا وجود منتقل کر دوں گا۔۔۔ اور جگہ کا بھی لحاظ نہیں
کروں گا۔۔۔ وہ اس کے بال اس کی پشت سے ہٹا ٹا کنڈھے پہ ڈالتا اپنے
سلگتے لب اس کی گردن پہ رکھ گیا تھا۔ اس کی بات سنتے ہی مقابل کے
جسم کا سارا خون سمٹ کر اس کے چہرے پہ آیا تھا۔۔۔ زیان اس کا چہرہ
ایک نظر دیکھتا۔ ہاتھ اس کے ڈھڑکنوں سے گزار کر وہ گجرے اٹھاتا
اسکی کلائیوں میں پہنار ہاتھ تھا۔۔۔ جبکہ کنزہ اس کے ہاتھ گزارنے پہ
سانس تک روک گی تھی۔۔۔ زیان اس کو سانس روکا دیکھ اور اس کا
بدن اکڑتا ہوا محسوس کر کے ایک ہی پل میں اس کو پیچھے صوفے کی
طرف جھکاتا اس کے لبوں پہ اپنے لب رکھ کر اس کو سانسیں دے رہا تھا

-- جب کہ اس کے ہاتھ بہت بے باکی سے اس کی ڈھڑکنوں کو چھو
رہے تھے۔۔۔ کچھ ہی دیر میں زیاں اس کو سانسیں دیتا اس کو اٹھا کر
بٹھاتا کیک اٹھا کر اس کے سامنے رکھ گیا تھا۔ کنزہ اس کی بے باک
جسارت کو بھی کیک سامنے دیکھ کر بھول چکی تھی۔۔۔ اس نے ایک
نظر کیک کو دیکھ کر زیاں کو معصومیت سے دیکھا تھا۔ جیسے پوچھنا چاہ
رہی ہوں میں کیک کاٹ سکتی ہوں۔۔۔ اس طرح دیکھنے پہ زیاں کا
دل پہلو میں ڈھڑکا تھا۔۔۔ وہ چیخ اٹھاتا اس میں کیک بھرتا اس کے منہ
کے سامنے کر گیا تھا۔۔۔ مقابل ایک چور نظر سے اس کو دیکھتی
مسکراتی ہوئی جلدی سے منہ کھول گئی تھی۔۔۔ اس کے مسکرا نے پہ
کنزہ کے ڈمپل پوری آب و تاب سے چمکے تھے۔۔۔ جس پہ زیاں اپنے
دانت شدت سے گاڑھ گیا تھا۔ اس سے پہلے کنزہ سسکی لیتی زیاں
کیک سے بھرا اور چیخ اس کے منہ میں ڈال گیا تھا۔۔۔ جس پہ کنزہ ایک

خفگی بھری نظر سے دیکھتی کیک کھانے لگ رہی تھی۔۔۔ زیان بڑی
مشکل سے ہی اپنے جواں جذباتوں پر کنٹرول پارہا تھا۔

آپ نہیں کھائے گے۔۔۔ کنزہ جو آدھے سے زیادہ کیک ختم کر چکی
تھی۔۔۔ زیان کی طرف دیکھتے معومیت سے پوچھ رہی تھی۔۔۔ اس کے
لبوں پر کیک لگا ہوا تھا جو زیان کو مجبور کر رہا تھا کہ وہ اس کے لبوں کو اپنی
قید میں لے جائے۔۔۔ زیان کب سے اپنے ہاتھوں سے خاموشی سے
اس کے ساتھ بغیر کوئی گستاخی کیے اس کو کھلا رہا تھا۔ اس کو اتنا تو پتا چل
گیا تھا کہ اس کی بیوی میٹھے کی دیوانی ہیں۔۔۔ اس کے پوچھنے پہ زیان نا
میں سر ہلاتا اس کے سامنے کیک کا بھرا ہوا ایک اور چمچ کر گیا تھا۔ جس
کو دیکھتے ہی مقابل نے ناں میں سر ہلایا تھا۔ اس کے ناں بیچ سر ہلانے
پہ زیان چمچ رکھتا اس کو پیچھے صوفے پہ نرمی سے لٹاتا اس پر سایہ فلگن ہوا
تھا۔۔۔ اس اچانک حملے پہ کنزہ کی آنکھیں مکمل طور پر پھیلی تھی۔۔۔ اس

کے خطرناک ارادے دیکھتے ہی اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ
ہوئی تھی۔۔۔ زیان اس کا چہرہ پڑھتا مسکرایا تھا۔۔۔ وہ اب اس کی
گردن میں چہرہ چھپائے اپنا سارا وزن اس پہ ڈالا ہوا تھا جس پہ کنزہ مشکل
سانس لے رہی تھی۔۔۔ سب سے زیادہ وزن اس کی ٹانگوں اور ڈھڑکنو
پر تھا۔۔۔ جس سے وہ شرم سے سرخ پڑ کر اپنے ہاتھ اس کی پشت پر مار
کر اس کو اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ یہ جو تم نے مجھے کیک نہی
کھلایا اب تیار ہو جاؤ میں کسیے کھاتا ہوں کیک۔۔۔ زیان بچا ہوا کیک اٹھا
کر اپنی انگلی پہ لگاتا اس کے ڈمپل والی جگہ پر لگاتا وہاں پر اپنی زبان پھیر
رہا تھا۔۔۔ اب وہ پھر سے اٹھاتا اس کے دوسرے عارض پر لگا کر یہی
عمل دہرا رہا تھا۔۔۔

اب وہ کیک اٹھاتا اس کی گردن پہ لگا کر اب اپنے دانتوں سے اس کی
گردن سرخ کر رہا تھا۔۔۔ جس پہ کنزہ کی سسکیاں بلند ہو رہی

تھی۔۔ اس کی سسکیاں سنتا زیان اپنے منہ میں کیک لیتا اسکے لبوں پر
جھکا تھا۔۔۔ وہ آہستہ آہستہ اب کیک اس کے حلق میں اتار رہا تھا۔۔۔
زہ تاسوتہ دزو کا^{۰۰} ور^۰ مبار کی وایم، کہ نن ور^۰ نہ وای، زہ بہ^۰ بر^۰ ہ د
خپ^۰ خ^۰ ستر^۰ و شہزاد^{۰۰} سرہ وینم؟

(سا لگر بہت بہت مبارک ہوں جان زیان۔۔۔ اگر آج کا دن ناہوتا تو
مجھے میری میری گرے آنکھوں والی شہزادی کیسے ملتی) زیان کیک سارا
اس کے حلق میں اتارتا پشتو میں بولتا اس کو حیران ہونے پہ مجبور کر گیا تھا
مقابل کو سمجھ تو کچھ نہیں آئی تھی۔ لیکن اس کو زیان کے منہ سے پشتو
بہت ہی خوبصورت لگی تھی۔۔۔ وہ اپنی گرے آنکھوں سے بھرے
استحق سے زیان کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ تنھنجون اکیون تمام، یون
آھن جیہ^۰۔ ھن زین علی شاہہ کی ھیء دنیا ھی ھا تہ پنھنجون سر۔
اکیون خیرات^۰۔ نی ھا

تمہاری آنکھیں اتنی پیاری ہیں اگر زیان علی شاہ کے نام یہ دنیا ہوتی تو)
وہ ساری اپنی کنو کی آنکھوں کا صدقہ دے دیتا زیان اس کی آنکھیں
چومتا سندھی زبان میں بولتا اسکو اور زیادہ حیرانی پہ پاچکا تھا۔ اس کو سمجھ
تو نہیں آئی تھی کہ یہ کون سی زبان ہیں لیکن اس کو پیاری بہت لگی
تھی۔۔۔ وہ اب اپنا ہاتھ اوپر کرتی اس کے لبوں پر پھیر رہی تھی
اس کی اس نرم لمس پر زیان کا دل شدت سے ڈھڑکا تھا۔ وہ اس کا وہی
ہاتھ پکڑ کر اپنے لبوں سے لگا گیا تھا۔۔۔

یدیک ناعمة جدّ الدرّة أنّه حتی لو لمست الزهور، فسوف تغار من
تمہارے ہاتھ اتنے نرم ہیں اگر تم پھولوں کو بھی چھولوں تو وہ بھی تم
... سے حسد کرنے لگ جائے

وہ اس کو ہاتھ کو اپنے ہاتھ سے پکڑتا خود کو شرٹ لیس کر گیا تھا۔ کنزہ
جو اس کے زبان سے عربی سن رہی تھی۔۔۔ اسے سمجھ آگئی تھی کہ یہ
عربی ہی ہیں زبان کا برہنہ سینہ دیکھ کر نظریں جھکا گئی تھی۔

These moles on your cheeks irritate
me so much that I want to erase them,
but only because of your pain I
withdraw. They are the closest to my
eyes---

تمہارے یہ رخسار کے تل سے مجھے اتنی جلن ہوتی ہیں میرا دل کرتا)
ہیں کہ میں اس کو مٹا دوں لیکن صرف تمہاری تکلیف کی وجہ سے پیچھے
ہٹ جاتا ہوں۔۔۔۔ یہ میری آنکھوں کے سب سے نزدیک ہیں۔۔
زبان اس کو اوپر کرتا اس کے بلاؤز کی تسلیز ایک ہی جھٹکے میں ٹوڑتا اس کو

بلاؤ اس کے کندھے سے نیچے کھسکاتا وہاں پر بھی اپنے لب رکھ گیا تھا
۔۔۔ اب اس کا ایک ہاتھ اس کی ساڑھی میں الجھا رہا تھا۔۔۔
کنزہ اپنی آنکھیں زور سے میچ گئی تھیں۔۔۔

وہ اس کے بازو اپنی گردن کے گرد لپیٹا ایک ہی جھٹکے میں اس کی
ڈھڑکنوں پر وہ آخری پردہ بھی جدا کر گیا تھا۔۔۔ اس کی اس جسارت پر
کنزہ سرخ پڑتی اس کے سینے میں چھپنے کی کوشش کر رہی
تھی۔۔۔ کمرے میں اس وقت اتنی روشنی موجود تھی کہ کمرے کی
ہر چیز کو باآسانی دیکھا جاسکتا تھا۔۔۔ اگلے ہی پل وہ اس کی ڈھڑکنوں پر
ایک لگاتار اس کے دنوں گجرے والے ہاتھوں کو وہ اپنے ایک ہاتھ میں لیتا
اس کی ساڑھی بھی اس کے تن سے جدا کر گیا تھا۔۔۔ اب وہ اس کی
ڈھڑکنوں پر جھکا ایک اپنے لبوں کی مدد سے حلق میں اتار رہا تھا۔ وہ
ایک اب اس کے پیٹ پر لگاتا اس پر بھی یہی عمل دہرا رہا تھا۔ اس کی

نرمی آہستہ آہستہ شدت پسندی میں بدلتی جا رہی تھی۔۔۔ جو کنزہ کو
سسکیاں لینے پہ مجبور کر رہی تھی۔۔۔ زیان اس کی سسکیاں سنتا خود کو
بھی ہر پردے سے آزاد کروا گیا تھا۔۔۔ اگلے پل وہ اس کی ٹانگیں اپنی
پشت کے گرد لاک کرتا اس کو کیک کھلاتا نرمی سے اس کی روح میں اپنا
وجود گھول گیا تھا۔۔۔ اس سے پہلے مقابل کی چیخ بلند ہوتی ہو وہ اس کے
لبوں کو اپنی قید میں لیتا اس کے منہ میں موجود کیک کو اپنے حلق میں اتار
سرائت کر رہا رہا تھا۔ وہ اب نرمی سے مکمل طور پر اس کی روح میں
تھا۔ جس سے مقابل کے آنسو بہہ کر اس کے عارض پر گر رہے
تھے۔۔۔ زیان اب اس کے لبوں کو آزادی دیتا ایک انگلی پر کیک لگاتا
اس کے سینے پر لگا کر وہاں اپنے لبوں کی مدد سے شدتیں نچھاور کر رہا تھا
۔۔۔ وہ صوفے سے کشن اٹھاتا مقابل کی کمر کے نیچے رکھتا اب نرمی
سے اس کو اپنی قربت سے رشناس کر وارہا تھا۔ جس کی وجہ سے اس

کے بدن کے ساتھ صوفہ بھی لرز رہا تھا۔۔۔ وہ بہت نرمی سے اس پر اپنا
پیار لٹا رہا تھا لیکن کنزہ کے لیے اس کو برداشت کرنا بے حد ہی مشکل
تھا۔۔۔ زیان کو اس کی سسکیاں اور زیادہ مدہوش کر رہی تھیں۔۔۔
زیان اب اس کے پیٹ اور تھانز پر وہی کیک لگا کر اس کو اپنے لبوں سے
چن رہا تھا۔۔۔ اس نے خود کو ابھی تک اس سے جدا نہیں کیا
تھا۔۔۔ کنزہ جو اپنے ہاتھوں کو اس کے بالوں میں پھنسا کر روکنے کی
کوشش کر رہی تھی۔۔۔ زیان اس کو وہ ہاتھ پکڑتا پیچھے صوفے پہ ٹکا گیا
تھا۔۔۔

وہ اس کے لبوں کی طرف آتا وہاں پر اپنے لب رکھتا نرمی سے اس کے
لبوں کو چھو رہا تھا۔۔۔ ٹھوڑی کا دل دیکھتے ہی وہ وہاں پر ثرت سے
دانت گاڑھ گیا تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے ایک چیخ کمرے کی زینت بنی
تھی۔۔۔

اب وہ کیک اپنی انگلی پر لگاتا اس کے ڈھڑکنوں کے درمیان پر لگا کر وہاں
جھکا تھا۔۔۔ جب کہ اب اس کی شدتوں میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا جس کی
وجہ سے ص مقابل کی سکلیاں بلند ہو رہی تھیں۔۔۔ زیان کیک لگانے کا
عمل اس کے پورے بدن پر کر رہا تھا۔۔۔ اب وہ جہاں بھی لب رکھتا تھا
تو میٹھا ذائقہ ہی اس

کے منہ کو لگتا تھا۔۔۔ آدھے سے زیادہ کیک وہ صرف اس کے بدن
سے لگاتا اپنے حلق میں اتار گیا تھا۔۔۔ حالانکہ اس کو میٹھا نہیں پسند تھا
۔۔۔ اب وہ اس کے لبوں کو اپنی قید میں لیتا اس میں آخری حد تک سماتا
خود کو پر سکون کر رہا تھا۔۔۔ تقریباً ایک گھنٹے میں بعد وہ اسے جدا ہوتا
اس کے ماتھے پہ لب رکھتا اس کو کمر سے پکڑ کر اپنی گود میں بٹھا گیا تھا
۔۔۔ اس کی اتنی زیادہ شدتیں سہنے کے بعد کنزہ اپنا منہ پھلا کر اس سے
ناراض ہو کر بیٹھی تھی۔۔۔

اس کو اپنی گود میں بٹھانے کے بعد زیان ایک خوبصورت بڑا سا گرے
رنگ کا کپڑا اٹھاتا خود کو اور مقابل کو اچھے سے کور کر گیا تھا۔۔۔ اسے پتا
تھا کہ وہ ایسے کمفر ٹیبل نہیں بیٹھی۔۔۔ زیان اس کی گردن پر لب رکھتے
اس کا چہرہ اپنی طرف موڑ کر اس کے لبوں کو اپنی دسترس میں لے گیا
تھا۔۔۔ پوری زندگی میں نے اتنا میٹھا نہیں کھایا جتنا تمہارے بدن کے
ساتھ لگ کر کیک میٹھا ہو گیا تھا۔۔۔ زیان اس کے لبوں کو ازادی دیتا اس
کے تل والی گال پر اپنی زبان پھیرتا ذومغنی انداز میں بولا تھا۔۔۔ اس کی
بات پر کنزہ سرخ پڑتی اپنا چہرہ موڑ گی تھی۔۔۔

This i for you jan e Zayn ♥

میری ڈھڑکن ڈھڑکن تم ہوں۔

میرا دونوں جہاں اب تم ہوں۔

میری ڈھڑکن ڈھڑکن تم ہوں۔

میرا دونوں جہاں اب تم ہوں۔۔ زیان ایک ہاتھ صوفے کے پیچھے کرتا
گٹاراٹھا کر کنزہ کی گود میں رکھتا ایک ہاتھ اس کی ڈھڑکنوں کے مقام
سے گزارتا گٹار آن کرتا محبت سے لبریز لہجے میں بولا تھا۔۔ اس کی اتنی
خوبصورت آواز سنتے ہی کنزہ کا دل شدت سے ڈھڑکا تھا۔

میرا اللہ ایشور اب تم ہوں۔۔۔

میرا پیار محبت تم ہوں۔۔۔

تم ہوں۔۔ تم ہوں زنگدانی۔۔

تم ہوں۔۔ تم ہوں۔۔ تم ہوں۔۔ زنگدانی۔۔

زیان اس کے عارض پر بہتے آنسو صاف کرتا اپنی آواز کا جادو چلا رہا
تھا۔۔

دل کو ڈھڑکنا تم نے سیکھایا۔۔

محبت کیا ہوتی ہیں تم نے بتایا۔۔۔

میں تو صرف پتھر تھا دنیا کی آنکھوں میں۔۔ تمہاتی نگاہوں نے انساں
دیوانا بنایا۔۔

تم ہی فسانہ میرا تم ہی ہوں

تم ہی کہانی میری۔۔

تم ہی فسانہ میرا

تم ہی کہانی۔۔ ان آنکھوں میں تم جب سے ہوں گے گم۔۔

سارا جہاں تیرا چہرہ۔۔۔

ان آنکھوں میں تم جب سے ہو گے گم۔۔

سارا جہاں تیرا چہرہ۔۔۔

زیان گٹارا ایک سائیڈ پہ رکھتا اس کے گلے لگتا آخردولا سنیں بولتا اس

کے بالوں میں اپنا چہرہ چھپا گیا تھا۔۔۔ کنزہ جو اس کی آواز کے ساحر

میں ہی گم تھی۔۔۔ اپنے کندھے پہ کچھ گیلا محسوس کرتی اس کا دل مٹھی
میں جکڑا تھا کسی نے۔۔۔ زیان بنا آواز کیے اس کے بالوں میں چہرہ
چھپائے رو رہا تھا۔۔۔ وہ انسان جو دنیا کے لیے ایک پتھر تھا۔۔۔ جسے کبھی
کسی کا درد اقر تکلیف نظر نہیں آئی تھی۔۔۔ وہ آج اپنی مس پسند عورت کی
قربت میں رو رہا تھا۔۔۔ اس کو کھونے کے خوف سے رو رہا تھا۔ اس
سے اظہار محبت کرتے ہوئے رو رہا تھا۔۔۔

زیادہ۔۔۔ کنزہ اپنا زور لگاتی اس کو چہرہ اپنے مقابل کرتی اس کو روتا
ہوا دیکھ کر ٹرپ کر بولی تھی۔۔۔ وہ اپنے محرم کو اس طرح کبھی نہیں
دیکھ سکتی تھی۔۔۔ جس کے بغیر اب اس کو بھی لگتا تھا کہ وہ ایک پل
سانس نہیں لے پائے گی۔۔۔

مجھے کبھی چھوڑ کر مت جانا۔۔۔ زیان کا وجود اب اپنی کنو کے بغیر ادھور
ہیں !!! کبھی تمہیں کوئی بات پتا چلیں جو تمہارے اور میرے درمیان

فاصلوں کا باعث بنے!!!! تم بس ایک بار مجھ سے آکر پوچھ لینا زیاں
تمہارے قدموں میں اپنا دل نکال کر رکھ دیں گا لیکن کبھی مجھے چھوڑ کر
!!! ناجانا

میں صرف دنیا کے لیے سید زیاں علی شاہ ہوں لیکن تمہارے کیے
صرف زیاں!!! اگر کبھی تمہیں لگے کہ میں غلطی پر تھا تو مجھ بتانا میں تم
سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ لو گا!!!! تمہارے قدموں میں گر جاؤں گا
!! لیکن تمہیں کبھی خود سے دور نہیں کروں گا!!!! تم وہ پہلی لڑکی ہوں
جس سے سید زیاں علی شاہ کو محبت ہوئی ہیں!!!! اور اب یہ محبت عشق کا
!!! روپ دھار رہی ہیں

زیاں اس کے ایک ایک نقش کو چومتا اس کی ہتھیلیاں اپنے ہاتھوں
میں لے کر وہاں اپنے لب رکھتا اپنا حال دل سنار ہا تھا۔ جب کہ آنسو
اس کے دونوں عارض پر بہہ کر اس کی بلیک بیئر ڈم میں جذب ہو رہے

تھے۔۔۔ کنزہ اس کی بات سنتی ہاں میں سر ہلا گئی تھی۔۔۔ اسے سمجھ نہیں
آیا تھا کہ ہو کیوں اتنا خوف زدہ ہیں کنزہ اس کے آنسو دیکھتی اسکے
عارض کے قریب اپنے لب کرتی اپنے لبوں سے آنسو صاف کر گئی
تھی۔۔۔ اس کی اتنے نرم لمس پر زیان سٹل ہوا تھا۔ اس کا یہ پہلا لمس
تھا جو اس مقابل کو سکون دے گیا تھا۔۔۔ پتا نہیں کیوں پر لیکن کنزہ کو
اس کے آنسو تکلیف دے رہے تھے۔ اب وہ دونوں ایک دوسرے کے
سینے سے لگے ایک دوسرے کی ڈھڑکن سن رہے تھے۔۔۔ جہاں کنزہ
کی ڈھڑکنیں نارمل سپیڈ سے چل رہی تھی وہی مقابل کی ڈھڑکنیں اس
کے لمس پر دھونکی کے مانند چل رہی تھی۔۔۔ اواز اتنی زیادہ تھی کہ
اس کو اپنے کانوں میں بجتی ہی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

میر پاس بہت کم رشتے ہیں۔۔۔ اور ان میں سے بھی کچھ چلے گئے
ہیں!!! شاہد اللہ کو ان کی ضرورت تھی!!! لیکن جتنے بھی ہیں وہ

میرے ساتھ مخلص ہیں!!! اور میں چاہتی ہوں کہ جن کے ساتھ میں
!!! مخلص رہوں وہ میرے ساتھ بھی مخلص ہوں

اب میرے پاس صرف ایک آپ کا رشتہ ہیں اور میری دوستیں ہیں!!!
آپ کا رشتہ میرے لیے سب سے اہم ہیں اس لیے میں چاہتی ہوں کہ
آپ تا عمر میرے ساتھ مخلص بن کر رہے!!! میں وعدہ کرتی ہوں کہ
میں آپ کو کبھی چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔۔۔۔۔!!! جس دن آپ کو
لگے کہ آپ کا دل بھر گیا ہیں مجھ سے مجھے بتا دیجے گا یہ دھوکہ نادیجے گا
!!! مجھے

ابھی میری بات ختم نہیں ہوئی۔۔۔ زیان جس نے کچھ بولنے کے لیے
لب کھولے ہی تھی کنزہ حکمیہ انداز میں بولتی اس کے لبوں پر انگلی رکھ گئی
تھی۔۔۔ زیان اس کے لبوں پر انگلی رکھنے کی وجہ سے سانس تک روک
گیا تھا۔۔۔ میں خود ہی چلی جاؤں گی آپ کی زندگی سے۔۔۔۔۔ لیکن

دھوکہ مجھ سے برداشت نہیں ہو گا۔۔ لیکن اگر کبھی اللہ نے مجھے ہمت دی تو دوسری لڑکیوں کی طرح خاموشی اختیار نہیں کروں۔۔۔ آپ سے اپنا حق سود سمیٹ لوں گی۔۔ کنزہ اس سبز آنکھوں میں اپنی گرے آنکھیں گاڑتی ایک ایک لفظ پہ زور دیتی ہوئی بولی تھی۔۔۔ کس کافر کا تم سے دل بھرے گا۔۔ زیان اس کو پیٹ سے پکڑتا اپنے سامنے کرتا گھمبیر آواز میں بولتا اس کے لبوں پر جھک گیا تھا۔ اس سے پہلے وہ اس کے لبوں کو اپنی قید میں لیتا کنزہ اس کے لبوں پہ اپنا ہاتھ رکھتی نفی میں سر ہلائی تھی۔۔۔ زیان اس کی گرے آنکھوں میں دیکھتا لکھجھن بھرے انداز میں ابڑا چکا گیا تھا۔۔۔

مجھے شاور لینا ہیں آپ کے کیک کھانے کے چکروں میں میرا پورا بدن اکڑ گیا ہیں ایسا لگ رہا ہیں جیسے میرے بدن پر چیونٹیاں رینگ رہی ہیں۔۔ کنزہ نظریں جھکاتی نڑوٹھے انداز میں اس کو اس کے کارنامے بتا رہی

تھی۔۔۔ اس کے اس طرح منہ پھولانے پہ اس کے ڈمپل ابھرے
تھے۔۔۔ اس کے ڈمپل اتنی گہرے تھے جب وہ بولتی تھی تب بھی
وہ پوری آب و تاب سے چمکتے تھے۔۔۔ اس کے ڈمپل دیکھتا زیان اس
کے دونوں ڈمپل پر باری باری لب رکھ رہا تھا۔۔

انسان کو چاہیے جانے کا احساس مغرور بنادیتا ہیں۔۔۔
اور کنزہ اس کی محبت میں مغرور بنتی جا رہی تھی۔۔۔ وہ اب بات بات پر
منہ پھولا لیتی تھی یہ وہ صرف پہلے ظہور علی شاہ کے سامنے ہی کرتی
تھی۔۔۔ ان کی چھوٹی چھوٹی بات پر وہ روٹھ جاتی تھی۔۔۔ اس کے
روٹھنے پہ ظہور علی شاہ اس کو گھنٹوں منٹوں مناتے رہتے تھے۔۔۔

اب وہ زیان کی ہر بات پر منہ پھولا لیتی تھی۔۔۔ کیونکہ اس زیان کا منانا
اچھا لگتا تھا۔۔۔۔۔ زیان جو اس کے ڈمپل ولی جگوں پر لب رکھ رہا تھا
اس کی نظریں خود پر محسوس کر کے اس نے کنزہ کی طرف دیکھا تھا جو

اس کو ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس کے دیکھنے پر کنز کی نظر اس کی آنکھوں پر پڑی تھی۔۔۔

خوبصورت سبز آنکھوں میں نمی تھی۔۔ اس کی آنکھیں اتنی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔ کنزہ اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتی اس کی دونوں آنکھوں پر باری باری لب رکھ گی تھی۔۔۔ اس کی اس حرکت پر زیان کا دل پسلیاں ٹور کر باہر آنے کو بے تاب تھا۔۔

جان زیان کیوں اپنی جان کو مشکل بنا رہی ہوں آج رات کے لیے۔۔۔ اس کے پیچھے ہٹنے پہ زیان اس کو کمر سے پکڑتا ذو معنی آواز میں بولا تھا۔۔ اس کی بات اور اپنی حرکت پر کنزہ سرخ گلاب بنی تھی۔۔۔

مجھے۔۔ شاور لینا ہیں۔۔ وہ اس کی گرم نگاہوں کی تاب نالائے ہوئے حکمیہ لہجے میں بولی تھی۔ اس کی آنکھوں میں خوف دیکھ کر زیان بلند

بانگ قہقہہ کمرے کی زینت بنا تھا۔۔۔ اس کا قہقہہ لگانے پہ وہ زیان کے سینے میں چہری چھپا گئی تھی۔۔۔ میری جان ہم اکھٹے شاور لے لیتے ہیں اس کے بعد اس بیڈ کو بھی بتانا ہیں کہ سید زیان علی شاہ تم سے کتنی محبت کرتا ہیں۔۔۔ زیان خود کے اور اس کے گرد اچھے سے وہ بڑا کپڑا پھیلاتا اس کو باہوں میں اٹھا کر واشروم کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ اس سے پہلے کنزہ کچھ بولتی وہ اس کے لبوں کو اپنی قید میں لے گیا تھا۔۔۔

وہ اس کے لبوں کو اپنی قید میں لیتا واشروم میں داخل ہوتا اپنی ٹانگ کی مدد سے دروازہ بند کر گیا تھا۔ اس کے لبوں کو چھوڑ کر اس نے ایک نظر کنزہ کو دیکھا تھا جس نے اس کے سینے میں چہرہ چھپایا تھا۔۔۔

وہ اس کو شاور کے پاس لاتا لٹس بند کرتا اس کو نیچے اتارتا شاور کے
نیچے کھڑا کرتا اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اس کو اپنے نزدیک کر گیا تھا
۔۔۔ اس نے ایک ہاتھ سے ٹاب گھمائی تھی جس سے ٹھنڈا پانی دونوں
کو بھگور ہاتھ تھا۔۔۔ زیان اس کو کمر سے اٹھا کر دیوار سے لگاتا اپنے
دوسرے ہاتھ کی مدد سے ایک ٹیب گھما کر سائیڈوں پہ لگے ہوئے شاور
ان کرتا اس کی گردن پہ جھکا دنت گاڑھ رہا تھا۔ اس وقت وہ ایک
دوسرے کو صرف محسوس کر پارہے تھے لیکن دیکھ نہیں سکتے
تھے۔۔۔ وہ اس کی ٹانگیں اٹھا کر اپنی پشت کے گرد لگاتا اس کی
ڈھڑکنوں پر جھکا تھا۔۔۔ سائیڈوں پر موجود شاور سے نکلتا پانی صرف
زیان کے بدن کو گیلا کر رہا تھا۔ کیونکہ زیان اس پر بالکل سایہ کی طرح
تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے کنزہ بالکل اس میں چھپ چکی تھی۔۔۔
زیان۔۔۔ ہم یہاں شاور لینے آئے تھے۔۔۔ کنزہ اس کو بالوں سے پکڑ

تھی۔۔ اس کی کوشش پہ زیان نے کر پیچھے کرنے کی کوشش کر رہی
اپنی خمار سے بھری آنکھیں سبز آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا تھا
۔ اس کی آنکھوں میں اپنی طلب دیکھ کر مقابل مقابل کے گلے میں گلی
ابھر کا معدوم ہوئی تھی۔۔۔

سنو اگرچہ مجھے تمہاری وفا پر پورا یقین ہیں۔۔

مگر زمانے کے وار کا کچھ بھروسہ نہیں ہیں۔۔۔

سوا اگر کبھی ایسا ہو جائے کہ تمہیں مجھ سے نفرت ہو جائے۔۔

تو کبھی بھی ناباتوں سے نفرت نا کرنا جو ہم نے ایک دوسرے سے کی
ہیں۔۔۔

زیان خود کو اس میں ایڈجسٹ کرتا گھمبیر آواز میں بولتا اس کی روح میں

نرمی سے سر راہیت کر رہا تھا۔۔ پانی زیان کو مکمل طور پر بھگو چکا تھا

-- کل جو کچھ ہوا تھا اور کنزہ کی باتیں سن کر زیان کو اس کے کھونے کا خوف دل میں سانپ کی طرح کنڈلی مار کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔

آہہ۔۔۔۔ اس کے مکمل طور پر سمانے پہ مقابل کی چیخ بے ساختہ تھی جو زیان اپنے لبوں میں دبا گیا تھا۔ اس ان کمفر ٹیبل جگہ کی وجہ سے اس کی کمر میں ایک درد کی لہر ڈروی تھی۔۔۔ اس کی باتیں اس کے سر کے اوپر سے گزر رہی تھی۔۔۔ اس کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ ایسی باتیں کیوں کر رہا ہیں اس کی شدتوں کی وجہ سے اس کا بدن دیوار کے ساتھ بہت بری طرح ٹچ ہو رہا تھا۔ جس سے اس کی کمر میں درد کی شدید لہر ڈوڑی تھی۔۔۔ وہ اس کی گردن کو سختی سے اپنے دونوں ہاتھوں سے دبوچ گئی تھی۔۔۔ زیان اس کے لبوں کو ازدی دیتا اس کی ڈھڑکنوں پر جھکا تھا۔۔۔ تم نے میرا دیا ہوا تحفہ اتار کیوں دیا۔۔۔ میں نے کہاں تھا جس دن وہ تمہارے گلے سے اترا تمہاری خیر نہیں ہونی۔۔۔ زیان جو اس

کی ڈھڑکنوں کے بیچ و بیچ جھکا اپنے دانت گاڑ رہا تھا۔ اس کے گلے پہ
نظر پڑتے ہی اس کے دماغ میں اپنا دیا گیا تحفہ کلک ہوا تھا۔۔۔

اس لیے وہ کنزہ کی طرف دیکھ کر اپنے تحفہ کے متعلق استفسار کر رہا
تھا۔ اس کی گلابی متوزم سرخ آنکھوں میں دیکھتے اس کے گلے میں گلی
ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔۔۔ زیان اس کے چہرے پہ تکلیف اور شرم
کے رنگ دیکھتا نرمی سے اس کو خود سے جدا کر گیا تھا۔ اب وہ اس کو کمر
سے پکڑے اپنے نزدیک کر گیا تھا۔۔۔ شاور کا پانی ہنوز ان دونوں پر
جاری تھا۔۔۔ لائٹس بند ہونے کی وجہ سے وہ صرف ایک دوسرے
کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے جبکہ زیان کے ہاتھ بے باکی سے اپنا حق
جتا رہے تھے۔۔۔ جس کی وجہ سے کنزہ اس کے سینے میں چھپ رہی
تھی۔۔۔

وہ میں نے اس لیے اتار دیا تھا کہ اگر کسی کی نظر پڑتی تو وہ سب لوگ کیا سوچتے۔۔۔ کنزہ اس کی بے باک جسارتیں برداشت کرتی آنکھیں بند کرتی ایک ہی سانس میں سب کچھ بول گئی تھی۔۔۔ زیان اس کو اس طرح بولتے دیکھ کر اپنی ہنسی کنٹرول کر رہا تھا۔۔۔

کوئی نہیں میری جان کل سے تمہیں کسی سے بھی چھپانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔۔۔ زیان اس کو شاور کے نیچے کھڑا کرتا گھمبیر آواز میں بولا تھا۔۔۔ پانچ منٹ بعد وہ دو باتھ روب گاؤن اٹھاتا خود بھی پہنتا اور اسے بھی پہنا گیا تھا

جب کہ کنزہ اس کی بات پر نا سمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ زیان اس کی آنکھوں پر لب رکھتا اس کو باہوں میں اٹھا کر روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ وہ اس کو نرمی سے بیڈ پر لٹاتا۔۔۔ اس کے ساتھ لیٹتا اس کو مکر

سے پکڑ کر اپنے سینے پہ لٹاتا اس کے گرد مضبوط حصار باندھ کر اپنے اور اس کے اوپر کمبل لپیٹ گیا تھا۔۔۔۔

تمہیں پتا ہیں کہ میں نے تم سے بیٹی کی فرمائش کیوں کی ہیں۔۔ اس سے پہلے کنزہ کچھ بولتی زیان اس کی آنکھوں میں دیکھتا سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔

اس کی بات پر کنزہ نے اس کے سینے میں سے چہرہ نکال کر اپنا نچہ لب ہونٹوں سے کچلتی ناں میں سر ہلا گئی تھی۔۔ وہ اس وقت زیان کے جذباتوں میں طغیانی برپا کر رہی تھی۔۔ جب کہ اس کے لب پر نظریں پڑتے ہی زیان کی رنگت میں سرخیاں گھلی تھی اس کا لب وہ اس کی گرفت سے آزاد کروا گیا تھا۔۔

یہ میری قربت میں تم میری چیزوں سے چھیڑ چھانی کروں یہ مجھے بالکل منظور نہیں ہیں۔۔ اگر تمہیں اتنا ہی شوق ہو رہا ہیں اپنے موتیوں جیسے

دانتوں کو کسی کام میں لانے کے کے تو میرا پورا بدن حاضر ہیں جہاں
مرضی

اپنے دانتوں کا استعمال کر سکتی ہوں میں اف تک نہیں کروں گا
۔۔ زیان جو پہلے سرد لہجے میں بول رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں نمی دیکھ
کر وہ اسکی طرف ذمعی اشارہ کرتا شرارت سے بولا تھا۔ اس کی بات کا
مطلب سمجھتے ہی کنزہ کانوں کی لوں تک سرخ پڑی تھی۔ اگلے ہی پل
وہ اس کے سینے میں مکہ جڑتی چہرہ چھپاگی تھی۔ سب سے زیادہ وہ اس
بات پر ریلیکس بیٹھی تھی کہ اس نے یہاں پر اپنا حق نہیں لیا تھا۔ اس
کے کیک کھانے کے سٹائل کو سوچتی وہ سرخ پڑتی اس کے سینے میں
گھسنے کی تیاری کر رہی تھی۔

میری جان کیوں مجھ جیسے بندے بشر کو امتحان می ڈال کر مزید
گستاخیوں پر آمادہ کر رہی ہوں۔۔۔۔۔ زیان اس کا چہرہ اپنے سینے سے نکالتا

اپنے دونوں ہاتھوں کی پیالیوں میں بھرتا اس کے لبوں کو اپنی قید تھا وہ
اب اس کے لبوں کو اپنی قید میں لیتا نرمی سے اس کے لبوں کو سک کر رہا
تھا۔۔ بہت نرمی سے وہ ان پنکھڑیوں کا رس پی رہا تھا۔۔ کنزہ اس کی
اتن نرمی پہ بھی اس کے بات روب گاؤں کا کالر اپنی مٹھیوں میں جکڑ گئی
تھی۔۔ آپ کو بیٹے کیوں نہیں چاہیے۔۔ اس کے لبوں کو آزادی ملنے
پر کنزہ جلدی سے بولی تھی۔۔ اس کی اتنی جلد بازی پر زیان نے اس کی
طرف ذومعنی نظروں سے دیکھا تھا۔ جس پہ وہ خفت کا شکار ہوتی اس
کے سینے میں چہرہ چھپا گئی تھی۔۔ لب کاٹنے کی غلطی اس نے نہیں کی
تھی اس بات پر اس کے چھپنے پر زیان کا برجستہ قہقہہ گونجا تھا۔۔ اس کو
قہقہہ سنتے ہی وہ اس کے سینے میں اور زیادہ چہرہ چھپا گئی تھی۔۔۔ اس کو
پتا تھا کہ وہ اس کی شدتوں کی وجہ سے اس کا دھیان باتوں میں لگا رہی
تھی۔۔ زیان کو اس کی معصوم سی کوشش پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔۔

میری جان مجھے بیٹے بلکل نہیں پسند۔۔ خاص طور پر تب جب میں یہ سوچتا ہوں کہ یہ دینا مکافات عمل ہیں زیان اس کا چہرہ اپنے سینے سے نکال کر اوپر کرتا سنجیدگی سے بولا تھا جبکہ مکافات والی بات پہ کنزہ کی آنکھوں میں الجھن بڑھی تھی۔۔

مکافات۔۔ کنزہ اس کی طرف دیکھتی مدھم آواز میں بولی تھی۔۔ اس کی بات پر زیان نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔ اس وقت کنزہ اس کے سینے پہ سارا وزن دالے اس کو دیکھ رہی تھی۔۔ اس وقت وہ کوئی چھوٹی سی بچی معلوم ہو رہی تھی۔۔۔۔

میرے پیدا ہونے کے بعد میرے بابا کو مینے اپنی پاس نہیں آنے دیا تھا۔۔ میں نے پوری کوشش کی تھی کہ ان کا زیادہ ٹائم مجھے ملے لیکن پھر بھی آیاں پیدا ہو گیا نا جانے بابا کب کیسے مجھے بیوقوف بنا گئے

تھے۔۔۔ کنزہ جو بڑے غور سے اس کی بات سن رہی تھی اس کی آخری بات پر وہ نظریں جھکا گئی تھی۔۔۔

اس کو نظریں جھکا کر دیکھنے پر زیان نے اپنی ہنسی کنٹرول کی تھی۔۔۔ یہ سچ بھی تھا کہ اسے بیٹا بلکل چاہیے بھی نہیں تھا وہ مکافات سے بہت ڈرتا تھا۔۔۔ اگر جیسا سلوک اس نے اپنے باپ کے ساتھ کیا اپنی ماں کو دور رکھ کر اپنے باپ سے اگر اس کا بیٹا کرتا تو

اس نے غصے سے اسے اٹھا کر باہر ہی پھینک دینا تھا۔۔۔ یہ خیال سوچتے ہی کہ اگر اس کا بیٹا ہوا تو یا پھر پیدا ہونے کے بعد اس نے اس دور رکھا کنزہ سے وہ کیسے رہے گا۔۔۔ یہ سوچ کر ہی زیان نے جھر جھری لی تھی۔۔۔ اس لیے میں نہیں چاہتا کہ میرا بیٹا ہوں اور وہ مجھے تم سے دور رکھیں۔۔۔ اگر ایسا کیا اس سالے نے میں اسے اس دنیا سے ہی غائب کر دوں گا۔۔۔ زیان کنزہ کی ٹھوری کے تل پر لب رکھتا گھمبیر آواز میں بولا تھا

-- اس کی بات پر کنزہ نے اس کو گھور کر دیکھا تھا۔۔۔ لیکن اگلے ہی
پل اس کے ذومعنی انداز میں اشارہ کرنے پہ وہ پھر اس کے سینے میں
چھپی تھی۔۔۔

مجھے۔۔۔ نیند۔۔۔ آئی ہیں اب ڈسٹرب ناکیجیے گا۔۔۔ کنزہ جو زیان کے
ہاتھ اپنے ہاتھ روب گاؤن پر محسوس کر رہی تھی اس کو سینے سے جکڑتی
سینے میں چہرہ چھپائے حکمیہ لہجے میں بولی تھی۔۔۔

زیان اس کی بات سنتا اس کو دیکھ کر آئیر واچکا کر ایک ہی پل میں اسے
اپنے نیچے کرتا اس کے اوپر آیا تھا۔۔۔ اس ایکٹ پر کنزہ اپنی آنکھوں میں
نمی لیتی اس کو دیکھ رہی تھی جیسے التجا کر رہی ہوں کہ مجھے سونے

دیں۔۔۔۔ اچھا چلوں تم بھی کیا یاد کروں گی کس سخی سے پالا پڑا ہیں سو
جاؤں۔۔۔ زیان اس کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر اس کی آنکھیں چومتا

شریر لہجے میں بولا تھا۔ اس کی بات پر کنزہ جلدی سے اپنی آنکھیں
موند گئی تھی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ دونوں ایک دوسرے کے حصار میں گہری نیند سو
چکیں تھیں۔۔۔

اس وقت شاہ حویلی میں صبح کے دس بج رہے تھے۔۔۔ زیان بھی اس
وقت اپنے روم میں تیار ہو رہا تھا۔ سب نے اس کا آج رشتہ لے کر جانا
تھا۔۔۔ ان سب میں وقاص علی شاہ آمنہ بیگم کا یان اور مہرین بیگم
۔۔۔ زیان خاص طور خود جا رہا تھا۔۔۔ جب کہ عابد علی شاہ نے یہ کہہ
کر منع کر دیا تھا کہ وہ آج کے دن مسجد میں گزار کر دعا کریں گے کہ اللہ
اسے اس کے جیسا بیٹا دیں جو اسے اس کی بیوی سے دور رکھیں۔۔۔ جس
پہ زیان نے بھی ان کو یہ کہہ کر چپ کر دیا تھا اگر اس کا ایسا بیٹا ہوا بھی تو
ان کو دیں گے یا باہر کہی پھینک دیں گا لیکن اپنے پاس نہیں رکھے گا

۔۔۔ وہ کنزہ کو پہلے ہی انفارم کر کے آیا تھا کہ وہ ج اس کے گھر سب کو لے آئے گا۔۔۔ ان کو ابھی ٹھوری دیر بعد نکلنا تھا۔۔۔

وہ انسان رات کو اپنا حق اپنی بیوی سے لے کر آیا تھا اب اپنی فیملی اس کا رشتہ لے کر جا رہا تھا۔۔۔ آج وہ اس کو سب کے سامنے اپنانے والا تھا۔۔۔ یہ سوچ ہی اس کے دل پہ ٹھنڈی پھوار کی طرح کام کرتی تھی۔۔۔

دعا جو اس وقت کہیں باہر جا رہی تھی۔۔۔ لیکن اپنے پیچھے آتی آواز پر رک کر پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔۔۔ آیان جو بلیک شلواز قمیض پہنے پاؤں میں پشاور کی چیل پہنے وہ اس کا دل بری طرح ڈھڑکا چکا تھا۔۔۔ خاص طور پر اس کے بکھرے ہوئے بال۔۔۔

وہ دعا اس وقت پریل کلر کی لانگ شرٹ پہنے ساتھ بلیک جینز پہنے سر پر آیان کی دی گئی چادر موجود تھی۔۔۔ اس رات کے بعد وہ اب ایک

دوسرے کے سامنے آرہے تھے۔۔۔ اس کو رکادیکھ کر ایان اس کے پاس آیا تھا جس پہ دعائے آئبر واچکائے تھے۔۔۔ اگر تم کہی باہر جا رہی ہوں تو میں تمہیں چھوڑ دیتا ہوں۔۔۔ آیان اس کو اپنی دی گئی چادر میں دیکھتا پیار سے لبریز لہجے میں بولا تھا۔۔۔ جب کہ اس کی آفر پر دعائے سوالیہ نگاہوں سے اسے گھورا تھا۔۔۔

میں خود چلی جاؤں گی۔۔۔ اور ویسے بھی اب تم میرے منہ نالگنا۔ ورنہ میں تمہاری جو حالت کروں گی اس کے زمرے دار تم خود ہو گے۔۔۔ دعا اس کے پاس آتی گریبان سے پکڑ کر اس کا چہرہ نزدیک کرتی دھمکی زدہ لہجے میں بولی تھی۔۔۔

مینے کیا کیا ہیں۔۔۔ اس کے اتنے غصے پر آیان آنکھیں ٹپٹپا کر معصومیت سے بولا تھا۔۔۔ جہاں کہ اس کو معصوم بننا دیکھ دعا کا دل کر رہا تھا کہ وہ اس کا منہ ٹوڑ دیں۔۔۔ جو اتنا سب کچھ کرنے کے بعد ایسا معصوم بن

رہا تھا کہ اس جیسا معصوم پوری دنیا میں کوئی نہیں ہیں۔۔۔ میرے سامنے
معصوم نابنوں تو بہتر ہیں میں تمہیں بہت اچھی طرح جانتی ہوں کہ تم
کتنے معصوم ہوں اس کا اندازہ مجھے ہو چکا ہیں۔۔۔ اب بس دیکھتے جاؤں
میں تمہارے ساتھ کیا کیا کرتی ہوں۔۔۔ دعا اس کے اور نزدیک ہوتی
اس کے اور اپنے لب کو اسے کے لبوں کے ساتھ ٹچ کرتی ہوئی ایک
ایک لفظ چبا کر بولی تھی۔۔۔ اس کے بولنے کی وجہ سے اس کے لب دعا
کے لبوں سے ٹکرا رہے تھے۔۔۔ جس پہ آیان سرخ ہوا تھا۔۔۔ دعا اس
وک سرخ دیکھتی ایک آنکھ ونک کرتی وہاں س چلی گئی تھی۔۔۔ اس کے
جاتے ہی آیان بھی اپنی حالت پہ قابو پاتا دوبارہ اپنے کمرے کا رخ کر گیا
باتیں سن کر اسے یہ بھی بھول گیا تھا کہ وہ کس کام کی وجہ تھا۔۔۔ دعا کی
سے آیا تھا نیچے۔۔۔ دعا کی باتیں اس کا دل بری طرح ڈھڑکا چکی
تھی۔۔۔ کایان جو تیار ہو کر زیان کے کمرے میں ہی جا رہا تھا۔۔۔ حور

کو سیڑھیوں پر بیٹھ کر روتا ہوا دیکھ کر اس کا دل کسی نے مٹھی میں جکڑا تھا۔۔۔ وہ جلدی جلدی قدم اٹھ کے پاس آیا تھا۔۔۔ آخر کیا وجہ ہو سکتی تھی جو حور اتنا زیادہ رورہی تھی کیا ہوا ہیں حور۔۔۔ میرا اتنا گندابچہ رو کیوں رہا ہیں۔۔۔ کایان اس کے پاس بیٹھتا اپنا رومال نکال کر اس کے آنسو صاف کرتا پیار سے پوچھ رہا تھا۔۔۔ جب کہ اس کی سبز آنکھیں رونے کی وجہ گلابی ہو گئی تھی۔۔۔ اس کی گلابی سوجی ہوئی آنکھیں دیکھ کر کایان کا دل مزید بے چین ہوا تھا۔۔۔ میں سچ میں بہت گندی ہوں پہلے سب کو لگتی تھی اب آپ بھی یہی کہہ رہے ہیں۔۔۔ حور کایان کی طرف دیکھتی روتے روتے ہوئے سوسوسوں کرتی ہوئی بولی تھی۔۔۔ اس کی بات سن کر کایان نے جلدی میں ناں میں سر ہلایا تھا۔ وہ تو اسے ایسے پیار سے بلاتا تھا۔۔۔

نہیں میرا بچہ ایسی بات نہیں ہیں۔۔۔ میری حور تو سب سے خوبصورت
ہیں۔۔۔ اس کے پاس تو فیملی کی سب سے خوبصورت لڑکی ہونے کا ٹیگ
بھی موجود ہیں نا تو میری حور کو کس بات کی ٹینشن ہیں اور کسی نے کچھ
کہا ہیں میری حور سے۔۔۔ کایان اس کی کمر سہلاتا اس سے نرمی سے
پوچھ رہا تھا۔۔۔ اس کی بات پر حور نے زور شور سے ہاں میں سر ہلایا تھا
۔۔۔ اس کے ہاں میں سر ہلانے پہ کایان نے آئبر واچکا کر اس سے پوچھا
تھا اگر آیان اور فجر میں سے کسی نے کچھ کہاں ہیں تو وہ ان کو چھوڑنے کا
ارادہ نہی رکھتا تھا۔۔۔

اگر میں اچھی ہوتی تو آپ لوگ مجھے اپنے ساتھ لے جاتے۔۔۔ زیان
بھائی کے لیے دلہن دیکھنے۔۔۔ آپ لوگوں نے تو مجھ سے پوچھا بھی
نہیں اور نا ہی بتایا ہیں یہ تو میں چاچی سے پوچھ کر آرہی ہوں کہ سب

تیا ریاں کس لیے ہو رہی ہیں۔۔۔ میری بڑی بھابھی مجھے بتانا چاہیے تھا
کہ وہ کیسی دکھتی

ہیں میرے بھائی کے ساتھ پیاری بھی لگے گی یا نہیں۔۔۔ حور کا یان کی
طرف دیکھ کر سوں سوں کرتی اسے ساری بات بتا رہی تھی جس کی وجہ
سے وہ رو رہی تھی۔۔۔ اس کی بات سنتے ہی کا یان اپنا نچلے لب و باتا اپنی
ہنسی روک گیا تھا۔ وہ تمہارے بھائی سے زیادہ پیاری ہیں۔۔۔ کا یان اس کو
دیکھتا جواد ہر ادھر نظر میں گھما کر اپنے آنسو روک رہی تھی۔۔۔ کا یان
اس کو دیکھتا جلدی سے بولا تھا۔۔۔ اس کی بات پر حور نے اس کو دیکھا تھا
جو یہ بات بتاتے ہوئے خوش ہو رہا تھا۔۔۔

آپ خوش ہو رہے ہیں اگر ہو بھائی سے پیاری ہو گی تو مجھ سے بھی
زیادہ پیاری ہو گی۔۔۔ حور اس کو غصے سے گھورتی معصومیت سے بولی

تھی۔۔ اس نے اصل بات اب بتائی تھی جس کی وجہ سے وہ رو رہی تھی۔۔ اس کی بات سن کر کایان ناں میں سر ہلا گیا تھا۔۔

اگر میں کہوں کہ وہ تمہاری بیسٹ فرینڈ ہیں تو پھر میرے بچے کو کیسا لگے گا۔ کایان اس کے کان کے پاس جھکتا سر گوشتی نما آواز میں بولا تھا۔۔ اس کی بات سن کر حور جلدی سے اس کی طرف منہ کر گئی تھی جس کی وجہ سے اس کے گلابی لب کایان کی ناک کی ٹپ کے ساتھ ٹکراے تھے۔۔

اس کے لب ٹکرا نے کی وجہ سے کایان کا دل شدت سے ڈھڑکا تھا۔۔ اس کے جذباتوں میں ایک طغیانی برپا ہوئی تھی۔۔ جس پہ وہ ایک گہری سانس بھرتا خود کے جذباتوں کو لگام دے گیا تھا۔۔۔ کنزہ ہیں تمہاری دوست۔۔ کایان اس کے کان کے پاس جھکتا اس کو بتا رہا تھا جو اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ وہ اس کے جواب کی منتظر تھی

-- اس کی بات سن کر حور کے چہرے پہ ایک خوشی آئی تھی لیکن اگلے ہی پل وہ ادا اس ہو گئی تھی۔۔۔

وہ مجھ سے میرا ٹیگ چھین لے گی۔۔ حور اپنا نچلے لب باہر نکالتی بچوں کی طرح بولی تھی۔۔

کوئی میری حور سے اس کا ٹیگ نہیں چھینے گا اور کنزہ تو بالکل بھی نہیں کیونکہ وہ میری حور کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتی۔۔ کایان اس کے آنسو صاف کرتا نرمی سے بولا تھا۔۔

سچی۔۔ حور کو اب بھی یقین نہیں آیا تھا۔۔

مچی اور اب جاؤں جدی سے ہم تمہارے بھائی کا رشتہ ڈن کر آتے ہیں۔۔۔ کایان اس کا ہاتھ پکڑتا اس کو کندھوں سے پکڑتا اس کے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔

خاص اسے یہ ہدایت بھی دی تھی وہ یہ بات کسی کو نابتائیں یہ سب کے
لے سپرائس ہیں۔۔ کایان حور کو اس کے کمرے میں چھوڑ تازیان کے
کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔

زیان جو اس وقت ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا بار بار خود کو دیکھ رہا
تھا۔۔ اس کو دل آج الگ ہی انداز میں ڈھڑک رہا تھا۔۔ اس کو ایسا لگ
رہا تھا۔۔ جیسے وہ دنیا فتح کرنے والا ہوں۔۔ وہ بار بار اپنے ماتھے پہ آتے
بالوں کو اپنے ہاتھ کی مدد سے پیچھے کر رہا تھا۔

اس وقت وہ آف وائٹ شلوار قمیض پہنے اس کے پاؤں میں کالے
بوٹ پہنے۔۔ بالوں کو ماتھے پہ بکھیرے۔۔ سبز نگینوں جیسی آنکھوں

میں ایک الگ چمک لیے وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیار الگ رہا تھا

کایان جوا بھی اس کے کمرے میں آیا تھا اس کو مسکراتے ہوئے دیکھ کر
اس نے دل میں ماشاء اللہ بولا تھا۔۔۔ وہ اس کے کمرے میں اس لیے آیا
تھا کہ اس کے چہرے پہ یہ خوشی دیکھ سکے۔۔۔ زیان کو اتنا خوش دیکھ کر وہ
اس کی طرف قدم بڑھاتا اس کو پیچھے سے اپنے حصار میں لے گیا تھا
۔۔۔ زیان اس اچانک حملے پہ الٹت ہوتا مقابل کا عکس آئینے میں دیکھتا اس
کو گھورتا خود کو چھڑوانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ لیکن کایان کی پکڑ اتنی
مضبوط تھی کہ وہ خود کو آزاد نہیں کروا پایا تھا۔۔۔

یہ کیا چھوڑوں کی طرح حرکتیں کرتے رہتے ہوں۔۔۔ زیان اپنا
زور لگاتا اس کو خود سے دور کرتا دانت پیس کر بولا تھا۔۔۔ اس کو کایان کی

یہ چپکنے والی حرکتیں سخت زہر لگتی تھیں۔۔ جس پہ وہ بہت زیادہ تنگ ہوتا تھا۔۔ اور کایان کو اس کو تنگ کرنے پہ ایک

کمینی سی خوشی ملتی ہیں۔۔۔ زیان اس کے چپکنے کی وجہ سے اب اپنے کپٹے درست کر رہا تھا۔۔ جس پہ سلوٹیں پڑ گئی تھیں۔۔۔ زیان جو اپنے کپڑوں کو ٹھیک کرنے میں مصروف تھا۔۔ زیان کے ایک بار پھر اس کے گلے لگتا اس کے ماتھے پہ لب رکھ گیا تھا۔۔

زیان ایک اچانک پھر سے اس کے گلے لگنے پہ اور سب سے بڑھ کر اس کے ماتھے پہ لب رکھنا اس کو سخت زہر لگا تھا۔۔ جس کی وجہ سے وہ کایان کی کمر میں ایک مکہ جڑ گیا تھا۔۔ جس پہ کایان مصنوعی کراہتا اس سے دور ہوا تھا۔۔۔ یہ جو تم میری بیوی بننے کی کوشش کر رہے ہوں میں تمہیں بتاتا چلوں کہ میں اپنی بیوی سے بہت محبت کرتا ہوں اور آج ہم

اس کے گھر جارہے ہیں رشتہ لینے۔۔ بیغیرت شاہ۔۔ زیان کا یان کی
مصنوعی کراہٹ سنتا ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا۔۔

جبکہ اس کی اس کے منہ سے خود کے لیے لفظ بیغیرت شاہ سن کر اس
نے زیان کو گھورا تھا۔۔ جس کو کسی کھاتے میں لائے بغیر اپنے بالوں
کو اب جیل سے سیٹ کر رہا تھا۔۔ خود کا اگنور ہونے پہ کا یان اس کے
پاس آتا اس کے سارے بال خراب کر گیا تھا۔۔ جو ابھی زیان ان کو
سیٹ کر کے اپنی مردانہ مضبوط کلائی میں گھی پہن رہا تھا۔۔ اپنے بالوں
کی ایسی حالت دیکھ زیان کا پورا منہ کھلا تھا۔۔ کا یان جو اس کی طرف
دیکھتا اپنی مسکراہٹ پر قابو پانے کی وجہ سے سرخ ہو رہا تھا۔۔ زیان اس
کو بغیر سمجھنے کا موقع دیے اس کے منہ پر ایک زوردار مکہ جڑتا اس کو
گریبان سے پکڑ کر اپنے نزدیک کرتا اس کو گالیاں دے رہا تھا۔۔ جس پہ
کا یان اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا تھا۔۔ کیوں دشمن بنا پھر رہا ہیں

میری خوشیوں کا۔۔ یہ بات یاد رکھنا اگر مجھے دیر ہوگی نہیں جانے میں تو
تیرا اور حور کا نکاح کینسل۔۔۔ زیان اس کا گریبان چھوڑتا اس کے
نزدیک ہوتا پیار سے لبریز لہجے میں اس کو دھمکی دے رہا تھا۔۔
اس کی بات سن کر کایان کی آنکھیں حد درجہ پھیلی تھیں۔۔۔ یہ بے
باک شاہ اگر بول رہا تھا تو کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔۔ کایان اس سے تھوڑا
دور ہوتا فاصلہ بناتا معمولیت سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس کے اس ایکٹ
میں زیان نے اپنی ہسنی پر مشکل سے کنٹرول کیا تھا۔ زیان توں بدل رہا
ہیں ابھی سے شادی کے بعد تو میں اپنا دوست کھودوں گا۔۔۔ کایان
اپنے نکاح کا دکھ ایک سائیڈ پہ رکھتا اپنے دل کا خدشہ اس کے ساتھ بیان
کر رہا تھا۔۔۔ جو اسے پریشان کیے ہوئے تھا۔۔۔ اس کی بات سن کر زیان
کا دل بے چین ہوا تھا۔۔۔ ع۔۔۔ ن۔۔۔ ت۔۔۔ ہیں تیری شکل پہ
۔۔۔ تجھے ہماری دوستی اتنی کمزور لگتی ہیں جو کسی تیسرے انسان کی وجہ

سے ختم ہو جائے گی۔۔ اور ویسے بھی میں اگر دو بیویاں بھی اور لے آؤ تو میری پہلی بیوی ہمیشہ تم ہی رہوں گی۔۔۔ زیان جس نے پہلا جملہ سنجیدگی سے بولا تھا جبکہ کایان کو اتنا سنجیدہ دیکھ اس کو چھیرنے والا انداز میں دوسرا فکر بولتا اس کو آنکھ و نک کر گیا تھا۔ یہ سچ تھا کہ اس کی زندگی میں جو جگہ کایان کی تھی وہ کنزہ بھی نہیں لے سکتی تھی۔ اگر خدا نخواستہ کبھی کوئی ایسا دن ہوں جس میں کوئی مشکل ہوں اور زیان کو کنزہ اور کایان کے درمیان کسی ایک کو چننا پڑے تو شاہد وہ کایان کو ہی چنے گا۔۔ شاہد۔۔

اگر ایسی بات ہیں تو میں تجھے کر سکتا ہوں۔۔۔۔۔ اس
دل جلانے والی مسکراہٹ سے اپنی طرف دیکھتا پا کر کایان اس کے
نزدیک آتا

اگر ایسی بات ہیں تو میں تجھے کر سکتا ہوں۔۔۔۔۔ اس

دل جلانے والی مسکراہٹ سے اپنی طرف دیکھتا پا کر کایان اس کے
نزدیک آتا چہرے پہ مسکراہٹ سجاتا پیار سے لبریز لہجے میں آئیر واچکا کر
اس سے پوچھ رہا تھا۔۔ کیا۔۔ زیان نے اس کی طرف نا سمجھی سے
آئیر واچکا کر پوچھا ہی تھا۔ اس کا جواب سنتے ہی کایان اس کے گال پر
لب رکھتا باہر کی طرف بھاگا تھا۔۔ زیان اس کے لب رکھنے پہ پہلو بدلتا
اس کے پیچھے جاتا وہ اس کے روم سے نکل چکا تھا۔

جلدی جلدی تیار ہو کر نیچے آ اس سے پہلے کنزہ تیرے لیٹ آنے پہ
رشتے سے ہی انکار نا کر دیں۔۔ زیان جو دروازے کے پاس کھڑا ہو کر
اپنے گال رگڑ رہا تھا کایان نے اس کو دیکھ کر ہانگ لگائی تھی۔۔ زیان
اس کو ہاتھ سے لعنت دیتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

اس وقت سب لوگ ہی کنزہ کے گھر میں موجود تھے۔۔ سب کو ہی پتا
چل گیا تھا کہ وہ کنزہ کے لیے رشتہ لائے ہیں کسی کو کوئی مسئلہ نہیں تھا

۔۔۔ زیان کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ معجزے اتنی جلدی بھی ہوتے ہیں
۔۔۔ اس وقت سب لاؤنچ میں بیٹھے تھے۔۔۔ جبکہ کنزہ ان سب کے لیے
چائے بنانے لگی تھی۔۔۔

سب لوگ اس وقت زیان کو دیکھ رہے تھے جس کے چہرے پہ دنیا فتح
کرنے کی خوشی اور سارے جہاں کا سکون تھا بشری بیگم اپنے بیٹے کے
چہرے پہ سکون دیکھ کر اندر تک سرشار ہو رہی تھی۔۔۔ اس وقت
مہرین بیگم اور بشری بیگم ایک ساتھ بیٹھی تھیں۔۔۔ زیان اور کایان
دونوں ہی ایک صوفے پر بیٹھے تھے۔۔۔ جبکہ ایک سنگل صوفے پر
وقاص عل شاہ بیٹھے ہوئے تھے اور دوسرے صوفے پہ حور بیٹھی
تھی۔۔۔ جو سب سے منہ پھلا کر چاکلیٹ کھانے میں مصروف
تھی۔۔۔ جو راستے میں کایان نے اسے لے کر دی تھی۔۔۔ ابھی سب
باتوں میں ہی مصروف تھے جب کنزہ اپنے ساتھ ٹرائلی لیتی جس میں

چائے کے ساتھ اور بھی بہت سی کھانے کی چیزیں موجود تھیں۔۔۔ اس وقت ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کے جسم کا سارا خون اس کے چہرے پہ سمٹ کر آیا تھا۔۔

اس وقت وہ بلیورنگ کی شلوار قمیض پہنے پاؤں میں میچنگ کھسہ پہنے ہوئے تھی۔۔۔ چہرے پہ کوئی مصنوعی رنگ نہیں تھا۔۔۔ لیکن اس کی گرے آنکھوں میں نمی تھی جو زیان دیکھتا بے چین ہو رہا تھا۔ وہ مکمل طور پر ایک ہی نظر میں اس کا جائزہ لے چکا تھا۔

زیان کو خود کی طرف گرم نگاہوں سے جائزہ لینے پہ وہ مزید سرخ ہوئی تھی۔۔۔ اس وقت اسے اپنے ماں باپ بہت زیادہ یاد آرہے تھے۔۔۔ شاہد وہ دنیا کی پہلی لڑکی تھی جس کا رشتہ دینے کے لیے کوئی بھی نہیں تھا۔ وہ اکیلی سب کھ سمجھا رہی تھی۔۔۔ زیان کی نظریں کنزہ پر محسوس کر کے کا بیان نے بھی اسے دیکھا تھا جواب سب کو چائے

دے رہی تھی چائے دیتے وقت اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔۔ کایان
سب سمجھ رہا تھا وہ کیوں اتنی زیادہ ان کمفر ٹیبل ہو رہی ہیں۔۔۔۔۔

کایان سب کو ایک نظر دیکھتا کھڑا ہوتا زیان کو بھی ہاتھ پکڑ کر کھڑا کرتا
خالی صوفے پہ بٹھا گیا تھا۔۔۔ جو کنزہ کے لیے پڑا تھا۔۔۔ زیان جو کنزہ کو
دیوانوں کی طرح دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس اچانک افتاد پہ اس نے گھور کر کایان
کو دیکھا تھا۔۔۔ جواب کنزہ کو کندھوں سے پکڑ کر زیان کی جگہ پر بٹھاتا خود
سب کو چائے دے رہا تھا۔۔۔ اب چائے دے کر ٹرائی میں سے دوسری
چیزیں اٹھاتا سامنے ٹیبل پر رکھتا واپس کنزہ کے پاس آتا اس کے سر پر
ہاتھ رکھ کر بات کا آغاز کر چکا تھا۔۔۔

آپ لوگوں کو لگ رہا ہو گا کہ میں پاگل ہو گیا ہوں۔۔۔ لیکن کنزہ کا کوئی
بھائی نہیں ہیں اور نا ہی ماں باپ۔۔۔ اس لیے مینے صرف اس کو بہن بولا

بھی نہیں بلکہ مانا بھی ہیں۔۔ اگر مجھے رشتہ پسند آیا تو میں اپنی بہن اپ کو
دونگا نہیں تو معذرت۔۔

کایان جو سب ک دیکھ کر کنزہ کے سر پر ہاتھ رکھتا پیار اور سنجیدگی سے
استفسار کر رہا تھا جبکہ اپنا آخری جملہ اس نے زیان کو ایک آنکھ و نک کر
کے بولا تھا۔ جس پہ کایان اس کو گھورتا کھڑا ہوا تھا۔۔

مجھے تمہارا جیسا بیوقوف سالانہیں چاہیے۔ اور رہی بات بہن دینے کی تو

وہ اس جہاں میں بھی میری ہیں اور اگلے جہاں میں بھی میری ہیں

۔۔۔ زیان کھڑا ہوتا کنزہ کے پاس آتا اس کے آنسو صاف کرتا جو وہ کب

سے بہا رہی تھی۔۔ کایان کی طرف دیکھتا ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا

۔۔ جبکہ اس کی اس حرکت پر سب کے چہرے شرم سے سرخ پڑے

تھے۔۔۔ وقاص علی شاہ زیان کو دیکھ کر مسکرائے تھے۔۔ انہیں مید

نہیں تھی کہ وہ کسی لڑکی کے لیے اتنا بھی حساس ہو گا۔۔۔ لیکن یہ ان کو

پورا یقین تھا کہ وہ شادی کے بعد زن مریدی میں سب سے پہلے نمبر پر
آئے گا جس کے اتارا نہیں ابھی سے نظر اُڑ رہے تھے۔۔۔ زیان کی اس
حرکت پر کنزہ شرمندہ ہوتی نظریں جھکا گئی تھی۔۔۔ جبکہ کایان اب
باقاعدہ اسے گھور رہا تھا۔۔۔

میں بھی دیکھتا ہوں کہ تم میری بہن کو اتنی آسانی سے کیسے لے کر
جاسکتے ہوں۔۔۔ کایان کنزہ کو اپنی طرف کھیچتا اس کو اپنے سینے سے لگا
کر بولتا اڑ کر بولا تھا۔ اور آخر میں اس نے کنزہ کی طرف دیکھا تھا
۔ جس نے اس کی بات سنتے ہی ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔ زیان اس کے
سراشات میں ہلانے پر اس کو گھورتا آنکھوں کے اشارے سے اسے
ذومعنی اشارہ کرتا اس کو کانوں کی لوں تک سرخ کر گیا تھا۔۔۔ صد شکر
تھا کہ اور کسی کی بھی نظر زیان پر نہیں تھی۔۔۔

پہلے تو بہن سے دور رہ کر بات کر اور دوسری بات جس دن ضارب اور
آیان کی مہندی ہوگی اسی دن ہی اس دن میرا اور کنزہ کا نکاح ہوگا۔ اگر
میرا نکاح ہوا تو تیرا بھی ساتھ ہی ہوگا۔۔۔ لیکن میری رخصتی بھی ساتھ
ہو جائے گی جبکہ تمہیں ابھی انتظار کرنا ہو گا زیان کنزہ کو کایان سے دور
کرتا اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھتا کندھے اچکا کر بولا تھا۔ اسے پتا تھا
اس نے کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دینا اسے تنگ کرنے کا۔۔۔ جبکہ
اس کا نکاح کا بولتے وقت زیان کی آنکھوں میں واضح تنبیہ تھی۔
تم بھی کیا یاد کروں گے میں نے تم جیسے ویلے اور نکلے انسان کو میں اپنی
پھولوں جیسی بہن دیتا ہوں لیکن اگر کبھی میں نے اپنی بہن کی آنکھوں میں
آنسو دیکھ لیے تیری جان میں اپنے ہاتھوں سے لوں گا۔ کایان اس کو
ہاتھ زیان کے ہاتھ میچ دیتا اس کو نصیحت کرتا ہوا بولا تھا۔ میں تیری
بکو اس کا جواب اچھے سے دے سکتا تھا لیکن اگر مجھے میری محبت بھیک

میں بھی مل جائے مجھے منظور ہیں۔۔۔ زیان بشری بیگم کے اشارے پہ
کنزہ کو ان کے پاس لے جاتا دانت پیس کر بولا تھا۔۔۔ اس کی بات پر
کایان نے کندھے اچکائے تھے۔۔۔ جبکہ حور چاکلیٹ کھاتی مزے سے
ان کی نوک جھوک سن رہی تھی۔۔۔

بشری بیگم کنزہ کو اپنے پاس بٹھاتی اس کے سر پر لال ڈوپٹا مہرین بیگم
کروا گی تھی۔۔۔ اب بشری بیگم اس کے سر پر پیسے و رارتی ایک سائیڈ پہ
رکھ گی تھی۔ تاکہ کسی کو دے سکے۔۔۔ اب وہ نرمی سے اس کے
ہاتھوں میں سونے کے کنگن پہنا رہی تھی۔۔۔۔۔ یہ ان کے گھر میں
رواج تھا کہ جب بھی وہ لگ بہو دیکھنے جاتے تھے۔۔۔ یا پھر کسی کو اپنے
گھر کی بہو بناتے تھے تو سونے کی چیز پہنانا لازمی ہوتا تھا۔ اب سب
لوگ ایک دوسرے کا مٹھائیاں کھلا رہے تھے وہ سب کنزہ کو اپنا بہت

سارا خیال رکھنے کا بولتے الوداعی کلمات کہتے باہر کی طرف بڑھ گئے
تھے۔۔ جبکہ زیان پیچھے اس کے ہونٹوں کو اپنے لبوں میں سک کرتا
اپنی قید میں لے گیا تھا۔۔ اس اچانک افتاد پہ پہ کنزہ اس کو کمر سے
مضبوطی سے جکڑ گئی تھی۔۔۔ اس کا ڈوپٹا زمین بوس ہوا تھا۔۔۔ وہ بہت
نرمی سے اس کے لبوں کو اپنی قید میں لیے ہوئے تھا۔۔ باقی کی مبارک
باد میں رات کو آکر دونگا میری جان۔۔ زیان اس کی ڈھڑکنوں کو بے
باکی سے چھوتا اس کے لبوں کو آزادی دیتا ایک آنکھ و نک کرتا اس کو ہکا
بکا چھوڑ کر وہ وہاں سے واٹ آؤٹ کر گیا تھا۔۔۔۔

اس کو ڈر تھا کہیں کا یاں نا آجائے۔ کنزہ پیچھے سے اپنے تیز ہوئی
ڈھڑکنوں پر قابو پاتی دروازہ لاک کرتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی
تھی۔۔۔ اس وقت اس کا اپنی تنہائی پر رونے کا دل کر رہا تھا۔۔ یہ وقت

ہر لڑکی کے لیے بہت خاص ہوتا ہیں اگر اس کا ماں باپ ساتھ ہوں
۔۔ اور اس کے تو دونوں ہی نہیں تھے۔۔

اس وقت شام کے چھ بج رہے تھے جب اس وقت سب لوگ ہی
لاونچ میں بیٹھے تھے۔۔ جب کہ اس وقت فجر اور ضارب دونوں ہی
منظر عام سے غائب تھے۔۔ ضارب اس وقت اپنے کسی ضروری کام
سے باہر گیا تھا۔ اس لیے وہ تھوری دیر پہلے ہی آتا اپنے کمرے میں
فریش ہونے گیا تھا۔۔

جبکہ فجر اس وقت لوگوں کے درمیان رہنا ہی چھوڑ گئی تھی۔۔ وہ زیادہ
تر وقت اپنے کمرے میں گزارتی تھی۔۔

ابھی ضارب فریش ہو کر نیچے ہی جا رہا تھا۔ جب اس کو فجر کے کمرے
سے سسکیوں کی آواز سنائی دی تھی۔۔

وہ یہ آواز سنتا جلدی سے اندر داخل ہوا تھا سامنے کا منظر دیکھ کر اس کا
دل کسی نے مٹھی میں جکڑا تھا۔ پورے کمرے میں کانچ پھیلا ہوا تھا۔ جو
شاہد فخر نے خود ہی ٹوڑا تھا۔۔۔۔۔ لیکن وہ جب چل کر واشروم جا رہی
تھی۔۔۔ جب اس کے پاؤں میں کانچ چھب گیا تھا جس کی وجہ سے اس
کے پاؤں سے نکلتا خون زمین کو داغدار کر رہا تھا۔۔۔ ضارب جلدی سے
اس کے پاس پہنچتا ایک نظر اس کے تکلیف زدہ چہرے کو دیکھ کر ضارب
جلدی سے فرسٹ ایڈ بوکس اٹھا کر اس کے پاؤں کے پاس بیٹھتا اس
سے پہلے وہ اس کو ٹچ کرتا فخر اپنا پاؤں پیچھے ہٹا گی تھی۔۔۔۔۔ اس کی اس
حرکت پر ضارب اس کو گھورتا پھر سے اس کے پاؤں پکڑ گیا تھا
۔۔۔۔۔ اب وہ نرمی سے اس کے پاؤں کا جائزہ لے رہا تھا۔۔۔
اگلے ہی پل اس کے پاؤں پر پٹی باندھتا کھڑا ہوتا اس کے پاس بیڈ پڑ بیٹھتا
اس کو نرمی سے سینے سے لگا گیا تھا۔ اس کے سینے سے لگے وہ تھر تھر

کانپ رہی تھی۔۔۔ ضارب اس کا خوف دیکھتا اس کو خود سے الگ کر گیا تھا۔۔۔

کچھ نہیں کر رہا ریلکس۔۔۔ ضارب اس کو ریلکس کرتا اس کو ڈریسنگ مرر کے سامنے بٹھاتا اس کے بال سلجھاتا اس کو حلیہ درست کرتا اس کو اپنے بازوؤں کے حوالے میں لیتا بہر کی طرف قدم بڑھا گیا تھا۔۔۔

چار دن بعد

آج شاہ حویلی میں شادی کی تیاریاں عروج پر تھی۔۔۔۔۔ آج شام مایوں کا فنگشن تھا۔۔۔۔۔ پچھلے چار دنوں سے حویلی میہ ڈھولکیاں رکھی گئی تھی۔۔۔ جس میں عورتیں اور لڑکیاں خوب انجوائے کرتی

تھی۔۔۔۔۔ کنزہ پچھلے چار دنوں سے یہی رہ رہی تھی۔۔۔ اس کا سارا سامان بشری بیگم نے شاہ حویلی میں شفٹ کروایا تھا۔۔۔ وہ نہیں چاہتی

تھی کہ اب کنزہ اکیلی رہے اور ویسے بھی کچھ دنوں میں اس کی شادی
تھی۔۔۔ اس دن جب سب لوگ کنزہ کے گھر سے واپس آئے تھے تو
زیان اور کایان کو ارجنٹ کام سے آسٹریلیا جانا پڑا تھا۔۔۔ جس کی وجہ
سے کنزہ پچھلے بار دنوں سے ریلیکس رہ رہی تھی۔۔۔ اگر وہ ہوتا تو اپنی
بے باک باتوں سے اس کی جان سولی پہ لٹکائے رکھتا۔۔۔ اس کی نظریں
ہی کافی تھی۔۔۔ اس کو سرخ گلاب بنانے کے لیے۔۔۔

پچھلے چار دنوں میں اسے اس شاہ حویلی میں اتنا پار ملا تھا کہ وہ لفظوں
میں بیان نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔

سب لوگوں نے اس سے اپنی محبت جتائی تھی خاص طور و قاص علی شاہ
نے آخر کار جتاتے بھی کیوں نا ان کے بڑے پوتے سید زیان علی شاہ کی
محبت تھی۔۔۔ اس وقت سب لوگ ہی شادی کی شاپنگ کرنے گئے
تھے۔ ویسے تو حور اور کنزہ کے نکاح کے لہنگے زیان کایان نے بنوائے

تھے جبکہ دعا اور فجر کے سارے ڈریس صارب لے کر آیا تھا۔۔۔ آیان
نے صاف لفظوں میں منع کر دیا تھا کہ وہ پیسے نہیں دینے والا۔۔۔ اگر
دعا کو ڈریس چاہیے شادی کے لیے تو وہ نکاح کا چالیس کڑوڑ کا ڈریس
اسے واپس دیں۔۔۔ اور یہ سب کچھ ہمارے چھوٹے شاہ نے صارب کو
کہاں تھا دعا کے سامنے تو اس کی زبان ہی نہیں کھلنی تھی۔۔۔ جس پہ
صارب نے سب ہی ڈریس اپنے پیسوں لیکن آیان کی پسند سے لی
تھی۔۔۔ اور سب کو یہی کہاں تھا کہ آیان ہی دعا کے لیے لے آیا ہی
صارب کو پتا تھا اپنی بہن کا دعا نے اس کے سارے بال نوچ لینے تھے
چاہتا تھا کہ اس کا اگر آیان اس کے لیے ڈریسز نالاتا اور صارب نہیں
چھوٹا شاہ گنجا پھرے شادی پہ۔۔۔ ان کے سب ڈریسز تو آگئے تھے
لیکن پھر بھی دعا ان کو ایسے ہی ساتھ لے گی تھی۔۔۔ کہ

مایوں میں بیٹھنا ہیں اور اتنے دن وہ قید ہو کر بور ہو جائے گی۔ اس لیے سوچا ٹھوڑی آؤٹنگ ہو جائے گی۔۔۔ ضارب اور آیان کی شادی کے لیے کایان اور زیان نے حور اور کنزہ کے ساتھ میچنگ ڈریسنگ کی تھی۔۔۔ جس کا وہ انہیں پہلے ہی بتا چکے تھے۔۔۔ وہ دونوں تو ایسے ہی دعا کے ساتھ زبردستی گئی تھی۔۔۔

کایان اور زیان دونوں نے ہی آج شام سے پہلے آ جانا تھا۔۔۔ شاہ حویلی میں مہمانوں کی آمد بھی شروع ہو گئی تھی۔۔۔ دعا کی کچھ دوستیں جنہوں نے انگلینڈ سے آنا تھا وہ بھی آج رات تک آ جائے گی۔۔۔ ضارب کے کچھ دوست یہاں پر پہلے سے ہی موجود تھے۔۔۔ جبکہ آیان کے سب دوست ساتھ ساتھ ہی تھے

جبکہ فجر کا خود کا دل نہیں کر رہا تھا یہ شادی کرنے کا ہو کسی کو کیا نوائیت کرنے والی تھی۔۔۔ آج مایوں کا فنگشن تھا کل ہلدی کا۔۔۔ اس کے بعد

مہندی اور کوالی سائٹ ایک ساتھ ہی ہونے والی تھی یہ سارے فنکشنز
شاہ حویلی میں ہونے والے تھے

بارات اور ولیمہ میرج ہال میں طے پایا تھا۔۔۔ ولیمہ بھی رخصتی کے
تین دن بعد ہونا تھا اور چوتھے دن زیان کی شادی کے فنکشنز سٹارٹ ہو
جانے تھے۔۔۔۔۔ کایان بیچارے نے پھر سے سنگل رہ جانا تھا۔۔۔ شکر
اس بات کا تھا کہ نکاح کے بعد اس کے سنگل ہونے پہ لفظ

"شدید" ہٹ جائے گا

آج شاہ حویلی کو بہت ہی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔۔ ہر طرف پیلے
رنگ کے پردے لٹکے ہوئے تھے۔۔ ان کے ساتھ ہی چیملی کے پھولوں
کی سجاوٹ کی گئی تھی۔۔۔ چیملی کے پھولوں کی خوشبوں چاروں طرف
پھیلی پوری شاہ حویلی کو مہکائی ہوئی تھی۔۔

ہر طرف لائٹس لگی ہوئی تھی جو ماحول کو اور بھی زعفران بنارہی تھی۔۔۔ اس وقت شام کے چھ بج رہے تھے جب شاہ حویلی کے سب مکین اپنے اپنے کمروں میں تیار ہو رہی تھی۔۔ اور آئے ہوئے مہمان بھی۔۔ کایان اور زیان ابھی تک نہیں پہنچے تھے۔۔ اور ویسے بھی یہ عورتوں کا فنکشنز تھا اس میں مردوں کا کیا کام ہونا تھا۔۔ شاہ حویلی کے لاؤنج میں سے صوفوں کی جگہ پر بہت ہی خوبصورت انتظام کیا گیا تھا۔۔۔ جہاں پہ عورتوں نے ڈھولکی بجانی تھی۔۔۔ اور ان کے سامنے ہی دعا اور فجر نے بیٹھنا تھا۔۔۔ وہاں پر ایک چھوٹی سی رسم کی جانی تھی جو ان کے ساتھ کرنی تھی۔۔۔

نہیں تو ہلدی کی رسم توکل تھی۔۔ جو کہ آیان اور ضارب کے ساتھ کرنی تھی۔۔ ان سب کا نکاح ہو گیا تھا اب کوئی مسئلہ بھی نہیں تھا ایک دوسرے سے دور رہنے کا۔۔ لیکن ان کے بڑوں کو نہیں پتا تھا کہ وہ

رخصتی سے پہلے ہی وہ کام کر چکے ہیں جو رخصتی والی رات ہوتا ہیں



اس وقت سب لوگ ہی نیچے موجود تھے سوائے شاہ حویلی لڑکیوں کے۔ بشری بیگم مہرین بیگم اور آمنہ بیگم اس وقت مہمانوں کا ویلکم کر رہی تھی۔۔۔ جب کہ سب مرد حضرات اس وقت ڈیڑے پہ موجود تھے۔۔۔ جو کہ شاہ حویلی سے کچھ ہی دوری کے فاصلے پر تھا۔

ماما یہ میرے بالوں میں لگا دے پلیز۔۔۔ بشری بیگم جو اپنی بھابھی سے مل رہی تھی۔۔۔ پیچھے سے آتی حور کی معصوم سی آواز پہ مڑی تھی۔۔۔ وہ اس وقت ہاتھ میں پھول لے کر اپنے بالوں میں لگانے کا بول رہی تھی۔۔۔ اس کو دیکھتے ہی بشری بیگم نے

اور ان کے ساتھ کچھ عورتوں نے ماشاء اللہ بولا تھا۔۔۔ جب کہ کچھ لڑکیوں نے اس کی طرف حسد سے دیکھا تھا۔۔۔ جو چہرے پہ معصومیت

لیے سبز رنگ کا غرارہ پہنے جس پہ پیلے رنگ کی مدد سے گوٹے کی
کڑھائی کی گئی تھی۔۔۔ اس غرارے کے ساتھ چوٹی سی شرت
تھی۔۔۔ اس کے ساتھ ہی سیلورنگ کا ڈوپٹا تھا جس کے کناروں پہ
گرین لاس لگی ہوئی وہ ایک کندھے پہ ڈالے جب کہ اس کی دوسری
سائیڈ اپنی کلائی میں ایڈجسٹ کیے تاکہ وہ گرے نہ۔۔۔ چہرے پہ ہلکا ہلکا
میک اپ کیے لبوں پر نیوڈ لیپسٹک لگائے بالوں کو کھلا چھوڑے وہ کوئی
پری معلوم ہو رہی تھی۔۔۔ اب وہ ہاتھ میں آٹیفیشل پھول پکڑے اپنے
بالوں میں لگوانے آئی تھی۔۔۔ بشری بیگم اس کو ایک نظر دیکھتی اس پر
کچھ پڑھ کر پھونکتی ماتھے پہ لب رکھتی اب اس کے بالوں میں پھول لگا
رہی تھی۔۔۔ بشری بیگم اس کے بالوں میں پھول لگانے کے بعد اس کا
گئی تھی۔۔۔ اس ماتھا چومتی اس پر پھر سے ایک بار کچھ پڑھ کر پھونک
نے کانوں میں چھوٹے چھوٹے پھولوں سے بنے ہوئے جھمکے پہنے ہوئے

تھے جب کہ ہاتھوں میں اس نے خوبصورت سے گجرے پہن رکھے
تھے۔۔۔

بیٹا جاؤں کنزہ کو دیکھ آؤ اس کو کوئی ہیلپ چاہیے تو تم۔۔۔ حور جو
کھلکھلاہ کر اپنے کمرے کی طرف واپس جا رہی تھی بشری بیگم کی آواز پر
رکی تھی۔۔۔ اس سے پہلے بشری بیگم اپنا جملہ مکمل کرتی اور حور اپنے
کمرے کی طرف جاتی جب ان کی نظر زیاں اور کایاں پر پڑی تھی۔۔۔ جو
اس وقت دونوں ہی بلیک شلوار قمیض پہنے بالوں کو ماتھے پہ
گراٹے۔۔۔ تھکے ہارے ہوئے لگ رہے تھے۔۔۔ چھ فٹ سے نکلتا قد
چوڑا سینا وہ اس وقت ناجانے کتنی ہی لڑکیوں کا دل ڈھڑکا چکے
تھے۔۔۔ سب لوگ ہی ان شان بان رکھنے والے شہزادوں کو دیکھ رہی
تھی۔۔۔ جہنوں نے کسی پہ بھی بغیر کوئی نظر ڈالے بشری بیگم اور آمنہ
بیگم کی طرف قدم بڑھائے تھے

جو اس وقت دونوں ہی ساتھ کھڑی تھی۔۔ وہ دونوں ان کے پاس
جاتے ان کے گلے لگتے ان سے ان کا حال پوچھ رہے تھے۔۔۔

بھائی۔۔ ابھی زیان اور کایان اپنے کمرے میں جاتے جب پیچھے سے
حور کی روہانسنی آواز سنائی دی تھی۔۔۔ جو کہ ایک سائیڈ پہ کھڑی تھی
جس کی وجہ سے ان دونوں کی نظر نہیں پڑی تھی۔۔ اس کو رونے کی
تیاری پکڑتا دیکھ زیان جلدی سے اس کے پاس آتا اس کو گلے لگا گیا تھا
۔۔۔ اسے پتا تھا کہ وہ خود کو اگنور ہونے کی وجہ سے رو رہی ہیں۔۔۔
میری حور کیوں رو رہی ہیں۔۔۔ زیان اس کے سر سے پیسے وار تاملازمہ
کو دیتا پیار سے پوچھ رہا تھا۔۔

آپ نے مجھے اگنور کیا۔۔ میں اتنی پیاری لگ رہی ہوں آپ نے دیکھا
بھی نہیں مجھے۔۔ حور غصے سے زیان سے دور ہوتی سوں سوں کرتی

ہوئی بولی تھی۔۔۔ اس سے پہلے زیان کچھ بولتا جب پیچھے سے کایان کی
آواز سنائی دی تھی۔۔۔

اس گدھے کو کیا پتا کس کو دیکھنا اور کسے نہیں۔۔۔ ویسے لعنت ہیں تیری
شکل پہ زیان تو نے میری حور کو اگنور کیا۔۔۔ کایان بھی اپنی جیب سے
کتنے ہی پانچ پانچ ہزار کے نوٹ حور کے سر سے وار تا ملازمہ کو پکڑا تادل
جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا۔۔۔

اس کو حور کا زیان کے سینے سے لگنا ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔۔۔ اس
لیے دانت کچکا کر بولتا زیان کو آگ لگا گیا تھا۔۔۔ اس سے پہلے زیان
کوئی جواب دیتا جب حور کی غصے سے بھری آواز کایان کے کانوں سے
ٹکرائی تھی۔۔۔

آپ کی ہمت کیسے ہوئی میرے بھائی کو گدھا بولنے کی۔۔۔ ابھی
سوری بولیں زیان بھائی سے۔۔۔ حور کایان کو گھور کر دیکھتی

معصومیت سے بولی تھی۔۔ جبکہ اس کی سبز آنکھوں میں اس وقت غصہ
تھا۔۔ اس کی عزت افزائی پہ زیان نے گردن اکڑا کر دیکھا تھا
اسے۔۔

جیسے کہنا چاہ رہا ہوں کہ اب جلدی سے مجھے سوری بولوں ورنہ تمہاری
خیر نہیں ہونی۔۔

حور میرا بچہ میں اس گدھے سے سوری نہیں بولنے والا چاہیے اور جو
مرضی کروالو۔۔ کایاں اس کی شوخیاں دیکھتا گھور کر زیان کو دیکھتا حور کو
پیار سے سمجھا رہا تھا۔۔ جبکہ اس نے لفظ "گدھا" اتنا آہستہ بولا تھا کہ
حور کو سمجھ نہیں آیا تھا لیکن زیان کے تیز کانوں نے سن لیا تھا۔۔
سب لوگ ہی ان دیکھ رہے تھے جو بچوں کی طرح آپس میں لڑ رہے
تھے۔۔ جیسے اس سے زیادہ کوئی کام ناہوں۔۔

مجھے آپ سے بات بھی نہیں کرنی اور آپ کی دی ہی چاکلیٹ بھی کھانی
آکر میرے کمرے سے لے لیں آپ اپنی ساری چاکلیٹز
حور کا یان کی بات سنتی زیان کو ایک نظر دیکھتی غصے اور ناراضگی سے
کایان کو اپنا فیصلہ سناتی اوپر کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔ جبکہ کایان پیچھے
سے صرف حور حور کرتا رہ گیا تھا۔۔۔ زیان اس کی گردن کو اپنے ہاتھ
کی مدد سے دبوچتا اوپر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ بشری بیگم اپنے بیٹے میں
اتنی زیادہ تبدیلیاں دیکھ کر اندر تک سرشار ہوئی تھی۔۔۔ یہ سب
تبدیلیاں کنزہ کے آنے کے بعد ہی ہوئی تھی۔۔۔ ورنہ وہ پہلے اگر کوئی
ذاق میں بھی بات کرتا تھا تو ایسا لگتا تھا وہ
بلکل ہی سنجیدہ ہیں۔۔۔

زبان کا یان کو اس کے کمرے میں چھوڑنے کے بعد اپنے کمرے میں
جانے کی بجائے کنزہ کے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔ پھر اسے اور
کایان کو بھی ڈیرے پر جانا تھا اور اسے ٹائم ہی نہیں ملنا تھا ملاقات کا۔
زبان ابھی کنزہ کے کمرے میں ہی ہنچا تھا جب دروازہ کھلا ہونے کی
وجہ سے اندر کا منظر دیکھتے ہی اس کو دل زوروں سے ڈھڑکا تھا
۔۔۔ لیکن اگلے ہی پل اس کا چہرہ بالکل سپاٹ ہوا تھا وہ دو قدم چلتے ہی
اندر کی طرف بڑھتا اس کو پیچھے سے اپنے حصار میں لے گیا تھا۔
زبان۔۔ کنزہ جو ڈریسنگ مرر سے ہٹ کر اپنے فراک کا پچلے گلاسٹلر کی
مدد سے بند کرنے میں مصروف تھی۔ ایک دم سے پیچھے کسی کے
حصار میں جانے کی وجہ سے اس کے چہرے پہ خوف آیا تھا لیکن اگلے ہی
پل زبان کی مخصوص خوشبو محسوس کرتی وہ جلدی سے بولی تھی

اس نے زیان کی گرفت سے نکلنا چاہا تھا لیکن زیان کی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ وہ اسے ہلا بھی نہیں پائی تھی۔۔۔

حکم میرے ہاں دے ٹوٹے۔۔ زیان اس کے کندھے پہ سر ٹکاتا اس کے اپنی گھمبیر آواز میں بولتا اس کے بالوں میں منہ چھپا گیا تھا۔۔

آپ۔۔ کب۔۔ آئے۔۔ اس کے سلگتے لبوں کا لمس اپنی گردن سے نیچے محسوس کر کے لڑکھڑاتے لہجے میں اس سے پوچھ رہی تھی۔۔ اس

کے فراک کا پچھلا گلا کافی ڈیپ تھا جس کی وجہ سے وہ اب اس کی کمر پر بوسوں کی بو چھاڑ کر رہا تھا۔۔ جب جان زیان بغیر ارد گرد کی پرواہ کیے خود میں محو تھی۔ یہ بھی نہیں دیکھا کہ دروازہ کھلا تھا۔۔ کسی کی بھی

نظر تم پر پڑ سکتی ہیں۔۔ زیان اس کے بالوں کی خوشبو چراتا اس کے کیے گئے سوال پر اس کو کمر سے پکڑ کر اپنے مقابل کرتا سنجیدگی سے بولا

تھا۔۔۔

جبکہ اس کی سبز آنکھوں میں مقابل کی طلب واضح تھی۔۔ اس کی
آنکھوں میں اپنی طلب دیکھ کر اور سے کے چہرے پہ سنجیدگی دیکھ کر
کنزہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی تھی۔۔ اس کی گرے آنکھیں
شرم سے جھکی تھیں۔۔

وہ۔۔ میں۔۔ کنزہ ابھی کچھ بولتی جب زیان اس کے لبوں کو اپنی قید میں
لے گیا تھا۔۔ جس پہ میرون لپسٹک اسے ایک آنکھ نہیں بھار ہی
تھی۔۔۔ اس کے لبوں پہ اسے صرف اپنی شدتوں کے رنگ ہی اچھے
لگتے تھے۔۔ وہ اس کے بالوں میں ایک ہاتھ پھنسائے دوسرے ہاتھ کی
مدد سے اس کو کمر سے اٹھائے بڑی شدت سے اس کے لبوں پہ ظلم ڈھارہا
تھا۔۔ آخر چار دنوں کی پیاس تھی اتنی جلدی تو ختم ہونے والی نہیں
تھی۔۔ کمر پر موجود ہاتھ بے باکی سے اس پر اپنا حق جتا رہا تھا۔۔ اپنی
سانسیں سینے میں ڈبنے کی وجہ سے کنزہ اس کا گریبان دونوں ہاتھ کی

مٹھیوں میں بھرتی اس کو ہوش دلانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ لیکن وہ بغیر اس کی مزاحمت کو کسی کھاتے میں لائے اس کے لبوں پر اپنے دانت گاڑھتا اس کی سسکیوں کا گلا گھونٹ رہا تھا۔ اس کی بند ہوتی سانسیں محسوس کرتا زیان اس کے نچلے لب کو اپنے دانتوں کی مدد سے کھینچتا اسے بخش گیا تھا۔

مجھے تمہارے بدن پر کسی عورت کی نظر بھی قبول نہیں ہیں۔۔ اور تم دروازہ کھول کر کھڑی تھی اگر کسی کی نظر پر جاتی تم پر۔۔ زیان اس کے لبوں کو بخشتا ایک ایک لفظ چبا کر بولتا ٹشواٹھاتا اس کے لبوں سے سرخی ختم کر گیا تھا۔۔

زیان۔۔ آپ نے میری ساری تیاری خراب کر دی۔۔ کنزہ اپنی لپسٹک مرر میں دیکھتی جو بالکل ہی ختم ہو گئی تھی۔ وہ نروٹھے انداز میں

بولتی دوبارہ لپسٹک اٹھا کر دوبارہ لگاتی جب زیان اس کے ہاتھ سے
لپسٹک چھین گیا تھا۔۔

جان زیان تمہارے لبوں پر کوئی مصنوعی رنگ نہیں ہونا چاہیے
صرف میری شدتوں کے رنگ تمہارے لبوں پر اچھے لگتے ہیں زیان
اس کو بالوں کی گدی سے پکڑتا اس کے لبوں کو اپنی قید میں لیتا اس کے
لبوں میں اپنی مونچھے ڈگڑتا اس کے لبوں پر اپنے دانت گاڑ رہا تھا۔۔
وہ دانت گاڑھتا پیچھے ہوتا اس کی تیاری پر نظر ڈال رہا تھا۔۔ پاؤں کو
چھوٹی کلیوں والی فراک پر اس نے گلابی ڈوپٹا ڈالا ہوا تھا ایک کندھے پہ
بالوں کو پیچھے اور ان کا کچھ حصہ آگے کی طرف چھوڑا ہوا تھا۔۔۔ میک
اپ کے نام پر صرف لپسٹک لگائی تھی جو زیان ختم کر چکا تھا۔۔ کانوں
اور بالوں میں پھولوں والوں جھمکے پہنے ہوئے تھے۔۔ جو اس کو اور بھی
زیادہ خوبصورت بنا رہے تھے۔۔۔ وہ اپنے گال پھولائے ہوئے تھے

جس سے اس کے دونوں ڈمپل واضح نظر آرہے تھے۔۔۔۔۔ جس پہ
زیان کو اور بھی زیادہ پیار آیا تھا۔۔

میں چار دونوں سے تھکا ہوا ہوں۔۔ مجھے اپنی تھکاوٹ تمہارے اس
خوبصورت بدن پر اتارنی ہیں۔۔ زیان اس کے نشیب و فراز پر اپنی بے
باک نگاہیں گاڑھتا اس کو کمر سے پکڑ کر اپنے نزدیک کرتا اس کے دائیں
والے ڈمپل پر اپنے دانت گاڑھ گیا تھا۔۔ وہ اب اس کے چہرے پہ اپنی
بیسرڈ گڑگڑتا اس کو سرخ کر رہا تھا اس کی مزاحمت پہ وہ رکتا اس کا چہرہ دیکھ
رہا تھا جو بالکل ہی سرخ ہو رہا تھا۔۔۔

اب تمہیں کسی مصنوعی میک اپ کی ضرورت نہیں پڑے گی۔۔
وہ اس کو اپنی باہوں میں اٹھاتا بیڈ کی طرف لے جاتا گھمبیر آواز میں بولا
تھا۔۔۔

پلیز مجھے جاے دیں سب نیچے کیا سوچیں گے۔۔۔ آپ رات کو اپنی
تھکاوٹ اتار لیجیے گا۔ اس کو دروازے کی طرف بڑھتا دیکھ کر جلدی
سے بیڈ سے نیچے اترتی ایک ہی سانس میں بولی تھی۔۔

سوچ لوں میری جان۔۔۔ پھر رات یہ نہیں کہنا کہ زیان میں آپ کو
برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔ زیان اس کی ڈھڑکنوں کو بے باکی سے چھوتا
گھمبیر آواز میں بولتا اس کی کمر پہ لگے ٹسلز بند کر رہا تھا۔۔۔۔۔ چلوں
میرے ہاں دے ٹوٹے۔۔۔ زیان اس کے بال اچھی طرح سمیٹتا باہر کی
طرف قدم بڑھاتا پیار سے لبریز لہجے میں بولا تھا۔۔۔ جب کہ اس منہ
سے دوسری بار "ہاں داٹوٹا سن کر اس کی ڈھڑکنیں منتشر ہوئی
تھی۔۔۔

اس وقت دعا اور فجر کو سب عورتوں کے درمیان بٹھایا گیا تھا۔ جبکہ
باقی سب ان کے سامنے بیٹھ کر ڈھولکی بجا رہی تھی۔۔۔ دعا تو ان سب کا

ساتھ دیتی تالیاں بجا رہی تھی۔۔۔ جبکہ فجر اس وقت اوشہ کی باتیں سن کر مکر و ساہنس رہی تھی۔۔۔ وہ دونوں ہی اس وقت گرین چولی جس پر گولڈن کڑھائی کی ہوئی تھی اس کے ساتھ ہی سیلو کلر کے لہنگے تھے۔۔۔ سر پر سیلوڈ و پیٹاٹکائے۔۔۔ پھولوں کے بنائے گئے زیورات سے خود کو اچھی طرح سجائے وہ بغیر میک اپ کے بہت زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔ انوشہ جو فجر کو اپنی ساری کارستانی سنا کر اوپر کی طرف جا رہی تھی۔۔۔ زیان اور کنزہ کو نیچے کی طرف آتا دیکھ کر کھٹاک کر رہی تھی۔۔۔ زیان جو کنزہ کو چھوڑ کر واپس جا رہا تھا۔۔۔ انوشہ کو دیکھ کر اس کا چہرہ ایک دم سپاٹ ہوا تھا۔۔۔

وہ مقابل کو نیچے جانے کا بول کر انوشہ کو نفرت آمیز نگاہوں سے دیکھتا اوپر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ جب کہ اس کو اوپر جاتا دیکھ انوشہ بھی اس کے پیچھے گئی تھی۔۔۔ اس سے پہلے وہ اس کے کمرے میں جاتی جب زیان

نے دروازہ لاک کر دیا تھا۔۔۔ وہ کھٹکھٹائی دس منٹ بعد چھوٹا سامنہ
لیتی نیچے کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔ جبکہ اس کا ایسا منہ دیکھ کر فجر کا چہرہ
بھی ادا اس ہو گیا تھا ان کی پہلی چال تو کامیاب رہی تھی جبکہ دوسری ناکام
ہو گئی تھی۔۔

آجائے ہم مل کر رسم کرتے ہیں سب پھر ان دونوں کو کمرے میں
بھیجے گے تھک جائے گی یہ دونوں۔۔۔ آمنہ بیگم سب کو اپنی طرف
متوجہ کرتی ان کو رسم کرنے کا بول رہی تھی۔۔۔ ان کی بات پر سب ہی
دعا اور فجر کے پاس پہنچی تھی۔۔

سب عورتوں نے مل کر ان کے دائیں ہاتھ پر مہندی رکھی
تھی۔۔۔ اس کے اوپر کچھ نوٹ رکھ کر ان کے بالوں کا بنایا گیا پراند اپنے
ہاتھوں سے کھولتی ان کو ہمیشہ خوش رہنے کی دعا دیتی ایک سائیڈ پہ ہو گئی
تھی۔ ان کے جانے کے بعد دعا کو کنزہ جب کہ فجر کے ساتھ انوشہ گئی

تھی اس کے کمرے میں چھوڑنے۔۔ جبکہ ہماری حوروں پر موجود
چھوٹی چھوٹی بچیوں کے ساتھ کھیل رہی تھی۔۔ (کھیل کم ان سے
چاکلیٹ چھین کر کھا زیادہ رہی تھی)

اس وقت رات کا ایک بج رہا تھا جب مایوں کا فنگشن اختتام پر پہنچا
تھا۔۔۔ سب لوگ ہی اس وقت تھک چکے تھے ابھی تو پوری شادی باقی
رہتی تھی۔۔۔ حور تو کب کی سونے بھی جا چکی تھی۔۔ جبکہ کنزہ سب
مہمانوں کو بشری بیگم اور باقی سب کے ساتھ مل کر الواداع کرتی ان کو
دوائی دیتی

اپنے کمرے میں گئی تھی۔۔۔

وہ کمرے میں جاتے ہی ایسے بیڈ پر گرتی کچھ ہی سیکنڈوں میں گہری نیند
سو گئی تھی۔۔۔

زبان جو کب سے اس کا اوپر آنے کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔۔۔ جلدی سے اس کے کمرے میں آیا تھا۔۔۔۔۔ سامنے کا منظر دیکھتے ہی اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔۔۔۔۔ اس وقت کنزہ بغیر اپنے بال سمیٹے اور ڈوپٹا نکالے ہوش و خرد سے بیگانہ ہو کر سو رہی تھی۔۔۔۔۔ زبان اس کے پاس جاتا اس کے ماتھے پہ لب رکھتا اس کو کمر سے اٹھاتا اس کے بال سمیٹ گیا تھا۔۔۔۔۔

اب وہ اس کا ڈوپٹا نکالتا ایک سائیڈ پہ رکھتا اس کے اوپر بلینکٹ دیتا لیکن اس کا ہاتھ ایک دم رکا سا۔۔۔۔۔ وہ بلینکٹ واپس رکھتا اس کے پاؤں کے پاس جا کر بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ اس کے دائیں پاؤں کی تیسری انگلی پر تل تھا کو کہ بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔۔۔ زبان اپنے لب اس پر رکھ گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ نا جانے کتنی ہی دیر اس کے پاؤں چومنے کے بعد اس کو اپنے حصار میں لیتا سو گیا تھا۔۔۔۔۔

اس وقت صبح کے نو بج رہے تھے جب سب لوگ ہی اس وقت نیچے
ناشتے کے لیے موجود تھے۔۔ سوائے فجر اور دعا کے ان دونوں نے اپنی
برات تک باہر نہیں آنا تھا۔۔ کنزہ کے اٹھتے ہی زیان وہاں سے جا چکا
تھا۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ مہمانوں سے بھری ہوئی اس حویلی میں اسے
کوئی اس کے روم سے نکلتا ہو ادیکھ لیں۔ اور خو مخواہ ہی بات بگڑ جائے
۔۔ لوگوں کی نظروں میں تو وہ ابھی تک نا محرم تھے۔۔ اب وہ ایک
دوسری کے سامنے بیٹھے ناشتہ کرنے میں مصروف تھے۔۔ کنزہ اس
وقت بڑی سی چادر موجود تھی جس سے نے خود کو اچھی طرح کور کیا ہوا
تھا۔۔ عابد علی شاہ جو کب سے زیان کو اگنور کر رہے تھے کہ وہ کنزہ کو
گھور رہا ہیں جس کی وجہ سے وہ تھیک سے کھا بھی نہیں پار ہی

تھی۔۔۔ مسلسل اس کی نظریں خود پر محسوس کر کے اس کو کھانسی کا دورہ
پڑا تھا اور یہی پہ عابد علی شاہ کی بس ہوئی تھی۔۔۔

بر خود ار تم پہلے بچی کو گھور لو پھر خود بھی ناشتہ کر لینا اور بچی کو بھی کرنے
دینا۔۔۔ یہ بھی نہیں پتا کہ شادی والا گھر ہیں ہزار کام ہیں۔۔۔ اور ان کو
بس گھورنے سے ہی فرصت نہیں ہیں۔۔۔ عابد علی شاہ زیان کے کان
میں جھکتے سرگوشی نما آواز میں بولے تھے۔۔۔۔۔ ان کی بات پر زیان
گردن موڑتا عابد علی شاہ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

اگر میں آپ کو بچپن میں ماما سے نہیں ملنے دیتا تھا تو پھر بھی تو آیان پیدا
ہوانا ویسے ہی میرے دیکھنے سے بھی شادی کا کوئی کام نہیں رکے گا
۔۔۔ زیان اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا دل جانے والی مسکراہٹ کے
ساتھ بولتا کایان کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

جو اس کے بالکل سامنے بیٹھا باتیں سننے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

بہت ہی کوئی بے غیرت انسان ہوں۔۔۔ وقاص علی شاہ اس کی بات
سنتے غصے سے سرخ چہرہ لیے بولے تھے۔۔ ان کی آواز اتنی اونچی تھی
کہ سب ان کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔۔۔

یہ کیا کھسر پھسر لگا کر بیٹھے ہوں تم دونوں۔۔۔ وقاص علی شاہ اپنے
بیٹے کے چہرے پی غصہ دیکھتے اور زیان کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھتے
رعب دار آواز میں بولے تھے۔۔ ان کی بات پر پہلے عابد علی شاہ
جواب دیتے جب زیان بولا تھا۔ داجی آپ کا بیٹا کہہ رہا ہیں میں ان کی بہو
کو نادیکھوں کیونکہ اس نے ناشتہ کر کے شادیوں کی تیاری بھی کروانی
ہیں۔۔۔ اب بند ان سے پوچھے ساری تیاری کنزہ نے تو نہیں
کروانی۔۔ اور ویسے بھی جب میں نے پانچ سال ماما کے ساتھ رہا تھا لیکن
پھر بھی آیاں اس دنیا میں آیاں

اس طرح اگر کنزہ کام نہیں کروائے گی تو کیا شادی نہیں ہوگی ان دونوں کی۔۔۔۔۔ زیان معصوم سی شکل بنتا بے باکی سے بولتا آخر میں آیان اور ضارب کی طرف آئبر واچکا کر پوچھ رہا تھا۔۔۔ جبکہ اس کی بات پر وقاص علی شاہ نے لا حول و لا قوا تپڑھا تھا۔۔۔

عابد علی شاہ اس وقت کو کوس رہے تھے جب اس نے اس بے باک
انسان کو مخاطب کیا تھا۔۔۔ بشری بیگم سرخ چہرہ لیتی نظریں جھکا گئی
تھی۔۔۔ جبکہ کنزہ کو ایک زوردار کھانسی کا دورہ پڑا تھا۔۔۔ باقی سب
کے چہرے بھی سرخ ہوئے تھے۔۔۔

کایان حور کو دیکھ رہا تھا۔۔ جس کے سر کے اوپر سے بات گزر گئی
تھی۔۔۔ کایان کو اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ اپنی سبز آنکھوں میں غصہ لیتی
اپنی چھوٹی سی ناک چڑھاتی رخ موڑ گئی تھی۔۔۔۔ وہ ابھی تک کایان
سے ناراض تھی۔۔۔

عابد تو ایسا نہیں ہیں پتا نہیں تم کس پر چلے گئے ہو۔۔۔ سب
لڑکیوں اور عورتوں کے اٹھتے ہی وقاص علی شاہ عابد علی شاہ کی طرف
افسوس سے دیکھتے زیان کو تاصف سے بولے تھے۔۔۔ ان کی بات پر
زیان نے اپنا نچلے لب دانتوں تلے دبایا تھا۔۔۔ مینے سناہیں آپ بھی جوانی
میں ایسے ہی تھے۔۔۔ زیان اپنا نچلے لب دانتوں تلے دبائے سنجیدگی سے
وقاص علی شاہ سے پوچھ رہا تھا جس پہ وہ اس کو اعزاز لعنتوں سے
نوازتے اندر کی طرف بڑھ گئے تھے۔۔۔ ان کے جاتے ہی سب کا
برجستہ قہقہہ گونجا تھا۔۔۔ میرا نکاح ہونے والا ہیں اس لیے سب کو میں
نکاح کے بعد دیکھ لوں گا ابھی میں چلتا ہوں۔۔۔ زیان ابھی ان کو سنجیدگی
سے بول کر آگے بڑھتا جب پیچھے سے ضارب کی آواز پہرے کا تھا۔۔۔
میری جان شادی کے بعد سب ہی اپنی بیویوں کو دیکھے گئے۔۔۔ تو کیوں نا
ہم آج رات کا پلان بناتے ہیں ایک دوسرے کو

گہرائیوں تک دیکھنے کا۔۔ ضارب اس کے پاس آتا اس کے سینے پہ پیار
سے اپنا ہاتھ رکھتا ایک ادا سے بولتا سب کے چہرے سرخ کر گیا تھا
۔۔۔ جب کہ نعمان علی شاہ نے گھور کر اپنے سپوٹ کو دیکھا تھا۔۔۔
بھائی فجر مجھے حور کی طرح عزیز ہیں میں آپکوان کی حق تلافی نہیں
کرنے دوں گا۔۔۔ یہ تھا ہماری حویلی کا چھوٹا شاہ جس کی بیوی کے سامنے
حق کی بات پر زبان تالو سے چپک جاتی تھی۔۔۔ جبکہ کایان نے گھور کر
آیان کو دیکھا تھا جوان دو گدھوں کی لڑائی میں اس کی بہن کو لے کر آیا
تھا۔۔۔

تم چھوٹے ٹدے میری بہن کو درمیان میں لانے کی کوئی ضرورت
نہیں ہیں ان دونوں کو جہاں منہ کالا کرنا ہیں یہ دونوں کر سکتے ہیں
۔۔۔ کایان آیان کو ٹڈا بول کر اسے چپ کر واتا آخر میٹھ زیان اور

ضارب کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔ جبکہ آیان منہ کھول کر صدمے کی کیفیت میں

کبھی زیان کو تو کبھی باقی سب کو دیکھتا تھا۔ اس کا قد سب کے برابر ہی تھا۔۔ جبکہ زیان کا ان سب سے دو انچ لمبی ہائیٹ تھی۔۔ کسی کو اپنی طرف متوجہ ناپا کر آیان پیر پٹکتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔ اس کو جاتے دیکھ زیان بھی وہاں سے واٹ آوٹ کر گیا تھا۔۔ اسے اپنی بیوی کو تو منانا تھا جس کی گرے آنکھوں میں جاتے وقت شکوہ اور ناراضگی تھی۔۔ اس کے جاتے ہی کا بیان اور ضارب ایک دوسرے کو گھورتے وہاں سے غائب ہوئے تھے۔۔

عابد علی۔۔ زاہد علی شاہ اور نعمان علی شاہ ایک دوسرے کی طرف دیکھتے جیسے ان سب کو پیدا کر کے انہوں نے اس دنیا کی سب سے بڑی

غلطی کر دی ہوں۔۔۔ پھر خود ہی سر جھٹک کر دوبارہ ناشتہ کرنے بیٹھ گئے تھے۔۔

اس وقت شام کے سات بج رہے تھے۔۔۔ جب شاہ حویلی کے باہر گارڈن میں ہی سب انتظام کیا گیا تھا۔۔ پوری حویلی کو ٹینٹ کی مدد سے کور کیا گیا تھا۔۔۔ اس ٹینٹ کے اندر ہی ہلدی کی رسم رکھ گئی تھی۔۔۔ درمیان میں ایک خوبصورت پردہ ہائل کیا گیا تھا۔ جس کے ایک طرف لڑکیاں موجود ہوگی اور دوسرے طرف لڑکے۔۔۔ لیکن جب رسم کی جائے گی تو ضارب اور آیان کو لڑکیوں والی سائیڈ کی طرف بلایا جائے گا۔۔۔ پوری حویلی کو آج سیلو اور گرین رنگ کے پردوں سے سجایا گیا تھا۔۔۔

پوری حویلی روشنیوں میں نہائی ہوئی تھی۔۔ ہر طرف آتش بازی اور اور ڈھول کی آواز سنائی دے رہی تھی۔۔۔ پسٹل کی آواز پہلے اتنی زیادہ

تھی جو کہ ڈیڑے پر بجائی جا رہی تھی۔۔ جس کو کایان نے روک دیا تھا۔۔ کیونکہ اس کی آواز سن کر حور در جاتی تھی۔۔۔

اس وقت سب لوگ ہی تیار ہو کر نیچے انجوائے کر رہے تھے۔۔ جبکہ لڑکوں کی طرف ابھی فل حال صرف مہمان آئے ہوئے تھے۔۔ دعا اس وقت سب کے ساتھ نیچے موجود تھی جبکہ فجر ابھی تک اپنے روم میں تھی۔۔ دعا اس وقت سب کے درمیان میں بیٹھی ڈھولک بجا رہی تھی۔۔ اس کو دیکھ کر مہرین بیگم شرمندہ ہو رہی تھی۔۔۔

ان کی بیٹی ایسے خوش ہو رہی تھی جیسے بیچاری کوئی صدیوں بعد اس کی شادی ہو رہی ہیں۔۔ لیکن اگر وہ دعا کو کوئی کہتا کہ آرام سے بیٹھ جاؤں دہنیں اس طرح نہیں کرتی تو اس کی طرف سے صرف ایک ہی جواب آتا تھا۔۔ کہ میرے بھائی کی بھی شادی ہیں تو کیا میں وہ انجوائے نا

کروں۔۔۔

جس پہ سب لوگ ہی خاموش ہو جاتے تھے۔۔۔ کنزہ اور حور اس وقت حویلی کے اندر ہی موجود تھی۔۔۔۔۔ دعا نے آج گرین قمیض جو اس کے پاؤں تک آرہی تھی اس کے ساتھ ہی اس نے سیلو کیپری کی پہنی ہوئی تھی۔۔۔ پھولوں کے زیورات پہنے بغیر میک اپ کیے وہ بہت زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

ان دونوں کے سارے ڈریسز سیم تھے سوائے برات کے فجر کاریڈ تھا وہی دعا کا بلیو تھا۔۔۔۔۔ اس کا بلیو لہنگا آیان پسند کر کے آیا تھا پیسے اس کے نہیں تھے لیکن دعا کے لیے شاپنگ اس نے دل کھول کر کی تھی۔۔۔۔۔ حور میرا بچہ۔۔۔ حور جو ابھی باہر ہی جارہی تھی۔۔۔ کایان کے بلانے پر رکتی لیکن پھر اپنی ناراضگی یاد کرتی چھوٹی سی ناک پھولاتی جانے ہی والی تھی جب کایان نے اس کی کلائی پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا۔۔۔

ایم ریٹلی سوری میرا بچہ۔۔۔۔۔ ایسے اپنے ہونے شوہر سے ناراض نہیں
ہوتے۔۔۔ نہیں تو گناہ ہوتا ہیں اور ویسے بھی یہ نے زیان کو کل سوری
بول دیا تھا۔۔۔ کایان اس کے اور اپنے درمیان فاصلہ قائم کرتا پیار سے
اسے سمجھا رہا تھا۔۔۔ جتنی وہ خوبصورت لگ رہی تھی اس سے نظریں
چرانا مشکل ہو رہا تھا کایان کے لیے۔۔۔

وہ اس وقت گرین رنگ کا کلیوں والا فراک پہنے جو اس کے پاؤں تک
آ رہا تھا ڈوپٹا وہ گلے میں ڈالے۔۔۔ اس کے فراک کے گلے پہ کام ہوا ہوا
تھا سمپل سا۔۔۔ آنکھوں پر گلٹری میک اپ کیے جب کہ چہرے پہ
بلکل سمپل سامیک اپ کیے کانوں میں بلکل سمپل سے ٹوپس پہنے
ہاتھوں میں بھر بھر کے گرین چوڑیاں پہنے چہرے پہ معصومیت سجائے
وہ کایان کا دل بری طرح ڈھڑکا چکی تھی۔۔۔ وہ بمشکل سے ہی اس پر

سے نظریں چرا رہا تھا۔۔۔۔۔ زیان سے معافی مانگنے والی بات پہ اس کا
چہرہ خوشی سے کھل تھا۔۔۔

سچی آپ نے زیان بھائی سے سوری بولا ہیں۔۔۔۔۔ حور کا بیان کے نزدیک
ہوتی ایکساٹڈ لہجے میں اس سے پوچھ رہی تھی۔۔۔۔۔ زیان کے لیے حور
کی اتنی محبت دیکھ کر زیان بھڑ بھڑ جلا تھا۔۔۔۔۔ اسے اس وقت زیان
زہر سے بھی زیادہ برا لگا تھا۔۔۔

سوری تو میں نے اس کو بولا ہیں لیکن تم اپنے ہونے والے شوہر سے
معافی منگوا کر گناہ کی حق دار ہوں تمہارا شوہر جب تک تم سے ناراض
رہیں گا تمہیں گناہ ملتے رہیں گا۔۔۔۔۔ کا بیان اس سے دور ہوتا اس کو ڈرانے
والے انداز میں بولا تھا۔۔۔۔۔ اس کا چہرہ دیکھ کر اس کو لگ رہا تھا اس کا تیر
سیدھا نشانے پہ لگا ہیں

اگر میں آپ سے سوری بولوں گی تو کیا آپ مجھے معاف کر دیں گے اور
مجھے اس کے بعد گناہ نہیں ملیں گا۔۔۔۔۔ حور کا بیان کی بات سنتی
معصومیت سے اس سے پوچھ رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کی بات پر کا بیان نے اپنا
نچلے لب دبائے ناں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔ تو کیا کرنا ہو گا مجھے۔۔۔۔۔ اگر مجھے گناہ
ملتے رہے تو میں جہنم میں جاؤں گی۔ اور مجھے جہنم میں نہیں جانا آپ پلینز
مجھے معاف کر دیں۔۔۔۔۔ حور آپنی آنکھوں میں آنسو لیتی معصومیت سے
اس سے معافی مانگ رہی تھی۔۔۔۔۔

میری ایک شرط ہیں اس کے بعد ہی میں تمہیں معاف کروں گا
۔۔۔۔۔ کا بیان اس کو دیکھتا آئیر واچکا کر بول رہا تھا۔۔۔۔۔
مجھے آپ کی ہر شرط منظور ہیں۔۔۔۔۔ اس کی بات سنتے حور جلدی سے
بولی تھی۔

پہلے شرط سن تولو۔۔۔ شرط یہ ہیں کہ تم نکاح والی رات مجھے ایسا منانا ہو
گا جیسے بیویاں اپنے شوہر کی ناراضگی دور کرتی ہیں میں تبھی تمہیں
معاف کروں گا۔۔۔ کایان نے اپنے دل کی بات اس سے کی تھی اس
کی بات سنتے ہی حور کی آنکھوں میں
الجھن بڑھی تھی۔۔۔ اس نے اپنی سبز نگینوں جیسی آنکھوں میں الجھن
لے کر کایان کی طرف دیکھا تھا۔

کیسے مناتی ہیں اچھی بیویاں اپنے شوہر کو۔۔۔ ایک کام کروں گی میں دعا
آپی سے پوچھوں گی۔۔۔ حور جو پر سوچ انداز میں کایان سے پوچھ رہی
پھر ایک دم سے اس کے دماغ میں دعا کا خیال کلک کر کے آیا تھا۔
بلکل نہیں تمہیں میں سمجھاؤں گا کہ اچھی بیویاں شوہر کو کیسے مناتی ہیں
۔۔۔ اور ہمارے درمیان جو ہو گا وہ بھی کسی کو نہیں بتاؤں گی نہیں تو اس
سے بھی اللہ ناراض ہوتا ہیں۔۔۔ حور کی بات سنتے ہی کایان جلدی سے

بولا تھا۔۔۔ اگر حور دعا سے پوچھ لیتی تو اس نے کایان کا جینا حرام کر دینا تھا۔۔

اچھا ٹھیک ہیں نہیں بتاؤں گی۔۔ چلیں اب ہم نیچے چلتے ہیں۔۔ حور جلدی سے بولتی نیچے کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔ اس کی سپیڈ اور خوشی پر کایان نے سر جھٹکا تھا۔۔ اس وقت فجر اپنے روم میں اکیلی بیٹھی تھی۔۔ جب کوئی اس کے کمرے میں داخل ہوتا۔۔ دروازہ لاک کرتا اس کی طرف قدم بڑھائے تھے۔۔ فجر جو اپنے خیالوں میں گم تھی ضارب کا عکس ڈریسنگ مرر میں دیکھ کر وہ ایک دم کھڑی ہوئی تھی۔۔ اس نے چونک کر ضارب کو دیکھا تھا۔۔

جس کے ہاتھ میں ایک باؤل تھا اس میں ہلدی موجود تھی۔۔ وہ سیلو کلر کی قمیض پہنے ساتھ وائٹ شلوار تھی اس کے اوپر گرین واسکوٹ پہنے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے وہ اس کا دل بری طرح ڈھڑکا چکا تھا۔۔

خود پہ مقابل کی نظریں محسوس کر کے ضارب کے عنابی لب مسکرائے
تھے جس پہ فجر جلدی سے اپنی نظریں پھیر گئی تھی۔۔

تمہارا ہی ہوں میرا نور جب تک چاہوں دیکھ سکتی ہوں۔۔۔ ضارب
باؤل ڈریسنگ مرر پر رکھتا اس میں ٹھور سی ہلدی

اٹھا کر اپنے گال پر لگاتا فجر کو کمر سے پکڑ کر اپنے نزدیک کرتا گھمبیر آواز
میں بولا تھا۔۔ اگلے ہی پل وہ اپنی ہلدی والی گال کو اس کی گردن کے
قریب لے جاتے اس کی گردن پر لگا گیا تھا۔۔ اس کی بتیر ڈ کی چبھن
سے فجر کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی تھی۔۔

وہ بہت نرمی سے اس کی گردن پر ہلدی لگا کر پیچھے ہوا تھا۔۔ فجر اس
کے دیکھنے پہ اپنا سرخ چہرہ لیے تھوڑا پیچھے ہو گئی تھی۔۔ وہ آج تک
ضارب سے خوف کھاتی تھی۔۔۔

مینے سوچا کیوں نا اپنی دلہن کو سب سے پہلے میں ہی ہلدی لگا کر آؤں۔۔

ضارب ایک بار پھر اس کو کمر سے پکڑ کر اس کے ماتھے پہ لب رکھ گیا تھا۔۔۔

کوئی آجائے گا۔۔۔ فجر ضارب سے دور ہونے کی تدوید میں ہلکان ہو رہی تھی لیکن وہ اس کو ایک انچ بھی نہیں ہلا پائی تھی۔۔۔ کوئی نہیں میری جان سب کو پتا چلنا چاہیے کہ سید ضارب نعمان علی شاہ نے اپنی بیوی کو سب سے پہلے ہلدی لگائی ہیں۔۔۔ ضارب اس کو بولتا اس کے لبوں کو نرمی سے اپنی قید میں لے گیا تھا۔۔۔ وہ بہت ہی نرمی سے اس کے لبوں کو اپنے لبوں کی مدد سے سک کر رہا تھا۔۔۔

جب کہ اس کی نرمی پہ بھی فجر اس کی واسکٹ اپنی مٹھیوں میں جکڑ گئی تھی۔۔۔

آپی دروازہ کھولے آپکو نیچے بلارہے ہیں۔ ضارب جو اس کے لبوں کا جام پینے میں مصروف تھا۔۔۔ باہر سے آتی حور کی معصوم سی آواز پہ

وہ نچلے لب پہ زور سے دانت گاڑھتا اس کے لبوں کو آزادی بخش گیا
تھا۔۔۔

ریلیکس میں واش روم میں جا رہا ہوں تم حور کے ساتھ جاؤں تمہارے
جانے کے بعد میں بھی چلا جاؤں گا۔۔۔۔۔ فجر کے چہرے پہ خوف
دیکھتا وہ اس کو ریلیکس کرتا جل سے واش روم میں داخل ہوا تھا۔۔۔ اس
کے جاتے ہی فجر خود کو نارمل کرتی دروازہ کھولتی حور کے ساتھ باہر کی
طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔ اس کے جاتے ہی ضارب اپنے بالوں میں ہاتھ
پھیرتا باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔

اس وقت رسم شروع ہو چکی تھی جبکہ کنزہ اس وقت حویلی کے اندر
موجود اپنی ہیل کی سٹریپ بند کرنے تک دو میں لگی ہوئی تھی۔۔۔ وہ
بند ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔۔ اندر ہلدی لینے کے لیے وہ

ای تھی جب اس کی ہیل کی سٹریپ اوپن ہو گی تھی۔۔ ہلدی تو اس نے ملازمہ کے ہاتھوں بھجوا دی تھی لیکن خود وہ یہی پھنس گی تھی۔۔

زیان جو ابھی حویلی کے اندر ایک امپورٹنٹ فون کال سننے کے لیے آیا تھا۔۔ جب سامنے کسی کو جھکا ہوا دیکھ کر وہ گہرا مسکرایا تھا۔۔

اس کے جھکنے کی وجہ سے مقابل کے کالے سیاہ بال اس کے چہرے کو چھپائے ہوئے تھے۔۔ لیکن زیان تو اپنے ڈھڑکتے دل سے ہی اس کو

محسوس کر گیا تھا کہ سامنے والی لڑکی اور کوئی نہیں بلکہ "جان

زیان" ہیں۔۔ وہ اپنی امپورٹنٹ کال بند کرتا جلدی سے اس کے پاس پہنچا تھا۔۔

جان زیان۔۔ زیان اس کے پاس جاتا اس کو پیار سے بلارہا تھا جس پہ وہ

جلدی سے کھڑی ہوتی جی کہتی اس کی سبز آنکھوں میں دیکھ رہی تھی

جہاں محبتوں کا ایک جہاں آباد تھا۔۔ زیان اس کے کھڑے ہونے پہ

اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھتا جہاں پر پریشانی اور کام کرنے کی وجہ
سے تھکاوٹ تھی۔۔ جبکہ اس کی گرے آنکھوں میں نمی
تھی۔۔ دوسری نظر زیان نے اس کے کام پہ ڈالی تھی جس کو کرتے
ہوئے وہ ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔

اگلے ہی پل زیان جھکتا اس کا دایا پاؤں اپنے گٹھنے پہ رکھتا وہاں پہ اپنے
لب رکھ گیا تھا۔۔

زیان۔۔ پلیز۔۔۔ کنزہ جو اس کو دیکھ رہی تھی کہ وہ کیا کرنے والا ہیں
اس کے لب رکھنے پہ وہ جلدی سے اسے منع کرتی پاؤں پیچھے ہٹاتی اس
سے پہلے ہی

زیان نے اس کو سختی سے روکا تھا۔۔ جس پہ وہ روہا نسنی ہوتی رک گئی
تھی۔۔۔

اگلے ہی پل زیان اس کی ہیل ٹھیک کرتا پھر سے اس کے پاؤں پر لب
رکتا کھڑا ہوتا اس کمر سے پکڑتا اپنے نزدیک کر گیا تھا۔

میں آج رات تمہیں کچھ نہیں کہوں گا لیکن کل ہمارا نکاح ہو گا اور مجھ
سے کوئی رحم کی امید مت رکھنا۔۔۔ ٹوٹ کر برسوں کا تم پر۔۔۔ وہ اپنے
ہاتھ اس کی ڈھڑکنوں پر رکھتا بے باکی سے بولتا اس کے ہوش اڑا گیا
تھا۔۔۔

اس وقت وہ دونوں سائیڈ پہ موجود تھے جہاں سے کسی کی بھی نظر ان پر
نہیں پڑ رہی تھی۔۔۔ اب وہ اپنی بے باک نگاہیں اس پر گاڑھیں اسے
شرم سے پانی پانی کر رہا تھا۔ اس وقت وہ گرین رنگ کی شاٹ
فراک پہنے اس کے ساتھ سموسہ شلوار پہنے گلے میں ڈوپٹا ڈالے ڈوپٹا
سیلورنگ کا تھا جو گلے کے ساتھ ساتھ اس کے سینے پہ بھی موجود

تھا۔۔۔ بالوں کو کھلا چھوڑا ہوا تھا جس میں زیان اب نرمی سے ہاتھ پھیر رہا

تھا۔۔ چہرہ میک اپ سے پاک صرف لبوں پر ہلکا سا رنگ لگائے وہ زیان
کے چاروں شانے چٹ کر رہی تھی۔۔۔۔۔ وہی زیان گرین رنگ کی
شلوار قمیض پہنے اس کے اوپر سیلو واسکوٹ پہنے وہ کوئی ریاست کا شہزادہ
معلوم ہو رہا تھا۔۔۔

زیان کوئی آجائے گا۔۔ اس کی گہری نگاہیں کنزہ کو اپنے بدن کی آر پار
محسوس ہو رہی تھی۔۔ ان کی تاب نالاتی وہ جلدی سے بولی تھی۔۔
ایک کس دے دوں میں چلا جاؤں گا۔۔ وہ اپنے لبوں پر انگلی رکھتا اس
کو آفر کر رہا تھا۔ اس کی آفر سنتے ہی مقابل کی نکھیں آخری حد تک
پھیلی تھی۔۔ جس پہ کنزہ نے جلدی سے ناں میں سر ہلایا تھا۔ اس کا
چہرہ شرم سے سرخ گلاب بنا ہوا تھا۔۔۔۔

وہ اپنا پورا زور لگاتی اس کو خود سے دور کر رہی تھی لیکن ایک انچ بں بھی
اس کو نہیں ہلا پائی تھی۔۔

تو ٹھیک ہیں پھر ہم یہی ایک خوبصورت نائٹ منالیتے ہیں وہ اس کی
ڈھڑکنوں پہ اپنے ایک ہاتھ کا دباؤ بڑھاتا دوسرے ہاتھ سے بے باکی سے
بولا تھا۔۔۔

جبکہ اس کی بات سنتے کنزہ جلدی سے ناں میں سر ہلاتی اس کے لبوں پر
اپنے نرم لب رکھ گئی تھی۔۔۔ زیان جس کا دل پسایاں ٹوڑ کر باہر آنے کو
بے تاب تھا۔ اس کے پورے بدن میں ایک سکون اتر اٹھا۔۔۔ اگلے
ہی پل وہ اس کے لبوں کو اپنی قید میں لے گیا تھا۔۔۔

کنزہ جو اپنے لب ہٹانے والی تھی۔۔۔ اس کو اپنے ہونٹوں کا دشمن بنادیکھ
وہ اس کے سینے میں مکے جڑ رہی تھی۔۔۔ کتنے ہی لمحے بعد وہ اس کے
لبوں کو آزادی دیتا اس کو پر سکون کرتا اس کو اپنے ساتھ لیتا باہر کی
طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ اس وقت رات کے تین بج رہے تھے جب سب
لوگ پندرہ منٹ پہلے ہی اپنے اپنے کمروں میں گئے تھے۔۔۔ سب

لوگوں نے اس رسم ک خوب انجوائے کیا تھا۔۔۔۔۔ اب رات کافی ہو گئی
تھی اور نیند بھی ضروری تھی جس کے سبب سب لوگ اپنے اپنے
کمروں میں گئے تھے۔۔

آیان جوا بھی اپنے کمرے میں آتے ہی وہ فریش ہونے گیا تھا اس کے
دوستوں نے اسے ہلدی کے ساتھ نہلا دیا تھا وہ پہلے بھی دو بار شاور لے
چکا تھا اور یہ تیسری بار تھا۔۔۔ وہ جوا اپنے بال ٹھیک کر رہا تھا۔۔۔ درازہ
کھلنے پر اس نے مرر میں دیکھا تھا

سامنے والے انسان کو دیکھ کر وہ چونک کر مڑا تھا۔۔۔
دعا اس وقت اپنے دونوں ہاتھوں اور چہرے پر ہلدی لگائے اس کے
کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔۔ آیان کو ایسے ہونقوں کی طرح منہ
کھولے دیکھ کر اس نے آیان کو گھورا تھا۔۔

یہ حق تمہارا بنتا تھا کہ تم آتے اور مجھے ہلدی لگا جاتے لیکن میرا ایک اور احسان ہو گیا تم پر یاد رکھنا۔۔ دعا اس کے پاس ہوتی اس کے چہرے پر اپنے چہرے سے اس کے چہرے پہ ہلدی لگاتی احسان کرنے والے انداز میں بولی تھی۔۔ جبکہ اپنے ہاتھ وہ اس کے سینے پہ رکھ کر اس کی شرٹ گندی کر چکی تھی جو وہ ابھی پہن کر آیا تھا۔۔ اب دعا اپنا چہرہ اس کی گردن پر پھیر رہی تھی جس سے آیان کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔ یہ نے تو سوچا تھا اپنی بیوی سے اپنی گولڈن نائٹ والے دن ہی ملاقات کروں گا لیکن مجھے نہیں پتا تھا قسمت پر مجھ پر اتنی مہربان ہیں۔۔ تو کیوں نا اس موقع کا فائدہ اٹھایا جائے۔۔ آیان اس کو کمر سے پکڑتا بے باکی سے بولا تھا۔۔ گولڈن نائٹ تو میں منواؤں گی تمہاری تم قیامت تک یاد رکھوں گے۔۔۔ دعا اس کی گردن کے گرد اپنے بازو لپیٹی اس کے لبوں پر

جھک گئی تھی۔۔ وہ بہت شدت سے اس کے لبوں پر دانت گاڑ رہی تھی۔۔۔

باقی کا ڈیمو میں تمہیں پرسوں رات دکھاؤں گی میرے نیلے بلے۔۔ دعا اس کے لبوں کو آزادی دیتی اس کی گردن پر دانت گاڑھتی بے باکی سے بولتی جلدی سے کمرے نکلی تھی۔۔ یہ ناہوا اس کی کوئی دوست اس کی غیر موجودگی محسوس کر لے۔۔

آیاں اپنی شرٹ دیکھتا اور روہا نسنا ہوتا اور اپنے سرخ چہرے پر ہاتھ پھیرتا پھر سے واشروم کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔

آج ان دو نمونوں کا نکاح ہیں چھوٹے شاہان کی تیاریاں دیکھوں اور ہمارے نکاح پر ایسے منہ بنا کر پھر رہے تھے جیسے ابھی کسی کی تدفین کر کے آئے ہیں بیچارے۔۔۔ اور یہ میرا شدید سنگل سالے کہ تو دانت

ہی بند نہیں ہو رہے۔۔۔۔۔ ضارب اور آیان جو اس وقت دونوں ساتھ
کھڑے پوری حویلی کو دیکھ رہے تھے جس کو دلہن کی طرح سجایا گیا
تھا۔۔۔۔۔ ابھی تین بج رہے تھے اور چار بجے کے قریب نکاح کا فرض ادا
ہونا تھا۔۔۔۔۔

اس کے بعد آیان اور ضارب کی مہندی اور قوالی اکھٹی رکھی گئی تھی
۔۔۔۔۔ اور کل ان دونوں کی بارات تھی۔۔۔۔۔ ابھی وہ دونوں اس وقت
ایک سائیڈ پہ تیار ہو کر کھڑے تھے جبکہ ضارب کو صرف اس بات کا
غصہ تھا کہ اس نے سارا کام اپنی نگرانی میں کروایا تھا۔۔۔۔۔ اس کے دلے
ہونے کا بھی لحاظ نہیں رکھا گیا۔۔۔۔۔ اور ان دونوں نے مل کر آج ضارب
کو تنگ کیا تھا جس کا اظہار اب وہ آیان سے کر رہا تھا۔۔۔۔۔ جس پہ آیان کو
سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا جواب دیں۔۔۔۔۔ وہ خود کل کا یان کا خود کو ٹڈا
بولنے کی وجہ سے ناراض تھا۔۔۔۔۔ اس کو ناراض دیکھ کر کا یان نے دل

میں سوچا تھا کہ اس کی ساری عمر ان بہن بھائیوں کو منانے میں گزر جانی ہیں

اس وقت کنزہ اور حور دونوں ایک ہی کمرے میں تیار ہو رہی تھیں۔ جبکہ دعا کب کی تیار ہو کر ادھر ادھر گھومتی آیان کو ذومعنی اشاریں کرتی سرخ کر رہی تھی۔ اس نے اپنے مایوں میں بیٹھنے کا بھی لحاظ نہیں کیا تھا۔ ایسا لگ ہی نہیں رہا تھا کل اس کی رخصتی تھی۔۔۔ اس کا کہنا تھا وہ اب نکاح انجوائے کریں گی اور بعد میں ان لوگوں کو ایک شرماتی ہوئی دلہن بن کر دکھائے گی۔ جس پہ مہرین بیگم نے اس کو اس کے حال پر ہی چھوڑ دیا تھا۔۔۔ فجر اس وقت اپنے روم میں بیٹھی تیار ہو رہی تھی۔۔۔

جب کہ زیان اور کایان ابھی اوپر تیار ہونے کے لیے گئے تھے۔۔۔

فجر جو اس وقت مکمل طور پر تیار ہو کر نیچے جانے والی تھی۔۔۔ اپنے
کمرے میں کایان کو دیکھ کر چونکی تھی۔۔۔ وہ چاہیے کتنی ہی ناراض تھی
کایان سے لیکن کبھی بھی اپنے بھائی کی اتنی بڑی خوشی مس نہیں کر سکتی
تھی۔ بھائی آپ ابھی تک تیار نہیں ہوئے لیٹ ہو جائے گا نکاح کے لیے
۔۔۔ فجر کایان کے پاس جاتی فکر مند لہجے میں بولی تھی۔۔۔ وہ صبح والے
اپنے رف سے حلے میں موجود تھا۔۔۔ جبکہ اب بھی اپنی بہن کی اتنی فکر
مندی پر کایان استہزائیہ مسکرایا تھا۔

ایمر نیلی سوری فجر۔۔۔ مجھے معاف کر دینا میں تمہیں تمہاری محبت
نہیں دلا پایا تھا۔۔۔ تمہیں یہی لگتا ہو گا کہ تمہارا بھائی خود غرض تھا
۔۔۔ لیکن یہ میرا خدا جانتا ہے کہ میرے دل میں کیا تھا!!! اس وقت
مجھے صرف یہ ڈر تھا کہ کہیں زیاں غصے میں آکر حور کو ہی مجھ سے دور نا
کر دیں لیکن میں نے ہمیشہ سے پوری کوشش کی ہے کہ تم خوش رہو

اور تمہارا بھائی بھلا اپنی بہن سے اتنی بڑی خوشی کیسے چھین سکتا
ہیں!!! لیکن جب زیان نے کنزہ کو پہلی دفعہ دیکھا تھا مجھے اسی وقت لگا
تھا اب میں اپنی بہن کو اس کی زندگی کی اتنی بڑی خوشی نہیں دے
سکتا۔۔ میں دوستی اور محبت کے سامنے خود غرض بن گیا تھا اور اپنی بہن
کو اس کی خوشی نہیں دے پایا تھا۔۔۔۔۔ مجھے معاف کر دوں فجر
۔۔۔۔۔ کا بیان اس کو صوفیہ پہ بٹھاتا گھٹنوں کے بل جھکتا اس سے معافی
مانگ رہا تھا۔۔ جبکہ اس کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر فجر کا دل کسی نے
مٹھی میں جکڑا تھا۔۔ وہ آج اپنے سارے گناہوں کی معافی مانگنے آیا تھا
۔۔۔۔۔ جبکہ فجر نے اس کی بات سن کر نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔ کا بیان جو
اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر بیٹھا تھا فجر اس نے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں
میں لے گئے تھے۔۔۔۔۔

آپ کی کوئی غلطی نہیں ہیں بھائی اور ویسے بھی میں نے اس رشتے کو قبول کر لیا ہے۔۔۔ فجر کا یان کا ہاتھ پکڑتی اس کے ساتھ جگہ بنا کر بیٹھتی سنجیدگی سے بول رہی تھی۔۔۔ اس کی بات پر کایان نے نم آنکھوں سے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔ مجھے پورا یقین ہے ضارب تمہیں وہ ہر خوشی دیتا جس کی تم حق دار ہوں۔۔۔ زیان سے اگر تمہاری شادی بھی ہو جاتی وہ تمہیں کبھی خوش نہ رکھ پاتا۔۔۔ کایان اس کے سر پر نرمی سے ہاتھ پھیرتا اس سمجھا رہا تھا۔ جبکہ فجر اس کا وہی ہاتھ پکڑتی اپنے لبوں سے لگاتی ہاں میں سر ہلا گئی تھی۔۔۔

مجھے پتا ہے بھائی آپ کو شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ فجر اسودسا مسکراتی کایان کو یقین دلارہی تھی۔۔۔ جب کہ اس کی بات سنتے ہی کایان اس کو نرمی سے گلے لگاتا اس کے ماتھے پر لب رکھ گیا تھا

۔۔۔ جس پہ فجر سکون سے آنکھیں موندتی کنزہ کے بارے میں سوچ

رہی تھی۔۔۔ ایسا کیا تھا اس کے پاس

جو کنزہ کے پاس تھا اور زیان کو پہلی نظر میں ہی اس سے محبت ہو گئی
تھی۔۔۔

تمہیں جب لگے کہ تم ضارب کے ساتھ خوش نہیں ہوں!!! یا تمہیں
لگے کہ ضارب تمہیں خوش نہں رکھ رہا اور تم اس سے علیحدگی چاہتی
ہوں تو ایک بار صرف اپنے بھائی کو آواز دینا

تم ہر موڑ اپنے بھائی کو اپنے ساتھ پاؤں گی!!! بے شک شاہوں میں
طلاق نہیں ہوتی لیکن تمہارا بھائی تمہارے ساتھ ہمیشہ کھڑا رہے گا
کیونکہ مجھے میری فجر کی خوشی سب سے زیادہ عزیز ہیں کا بیان اس کو اپنے
سینے سے الگ کرتا اس کا چہرہ اپنے ہاتھ کے پیالوں میں بھرتا اس کو پیار
سے سمجھا رہا تھا۔۔۔

اتنے دنوں بعد اپنے بھائی کی آغوش پا کر فجر بلک بلک کر رو رہی
تھی۔۔۔ ضارب اس کو اس طرح روتا دیکھ کر پریشان ہوا تھا۔۔
کیا ہوا ہیں میری جان کسی نے کچھ کہا ہیں۔۔ ضارب نے کچھ کہا ہیں
۔۔ کایان اس کو اس طرح روتا دیکھ پریشان ہوتا اس سے سنجیدگی
سے استفسار کر رہا تھا۔۔ اس کی بات سنتے ہی فجر نے آنسو صاف کر
کے ناں میں سر ہلایا تھا۔۔۔

اتنے دن بعد آپ کا اتنا پیار دیکھ کر رونا آ گیا ہیں اور خبرادر کو اب مجھے رلا
یا میرا سارا میک اپ خراب ہو جائے گا۔۔

فجر کایان کے پاس سے اٹھتی ڈریسنگ مرر میں اپنا چہرہ دیکھتی کایان کی
طرف دیکھتی سختی سے بولی تھی۔۔ بے شک کایان اس سے عمر میں بڑا
تھا لیکن کبھی کبھار وہ اس کے ساتھ اس طرح کا رویہ رکھتی
تھی۔۔ جس پہ کایان نے اسے کبھی بھی نہیں روکا تھا۔۔۔

آج میری بہن ہی اپنے بھائی کے نکاح میں سب سے زیادہ خوبصورت
لگے گی۔۔۔ کایان اس کو ایک نظر دیکھتا جو گلابی رنگ کی شلوار قمیض
پہنے جس پر گولڈن کلر کی کڑھائی کی تھی۔۔۔ سر پر سلیقے سے ڈوپٹا
جمائے پاؤں میں گولڈن ہیل پہنے سر پر سلیقے سے ڈوپٹا جمائے وہ بے حد
ہی

خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔ چہرے پر بس ہلکا پھلکا میک اپ کیا گیا
تھا۔۔۔ اس کا سب سے غصہ ایک طرف لیکن اپنے بھائی سے محبت
ایک طرف۔۔۔

اب آپ جاے تیار ہو جاے اور میں بھی اپنی ہونے والے معصوم سی
بھابھی کو دیکھ لوں اگر میٹنگ کرنی ہوں تو ایک آواز لگائے گا
فجر کایان کا ہاتھ پکڑتی اس کو کمرے سے باہر لے جاتی خود بھی اس کے
ساتھ اسے تیار ہونے کا حکم دے رہی تھی۔۔۔ جبکہ ملاقات والی بات

پر کایان اس کو آنکھیں دکھاتا ہنستا ہوا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ اس کے جاتے ہی فجر بھی حور کے کمرے کی طرف چلی گئی تھی۔۔۔ اس وقت نکاح ہو گیا تھا۔۔۔ سب لوگ ہی نیچے موجود تھے۔۔۔ ایک بہت بڑا سیٹج بنایا گیا تھا۔۔۔ جس پہ دو بڑے صوفے رکھے گئے تھے اور درمیان میں ایک ٹیبل موجود تھی۔۔۔ جس پہ پھول اور مٹھائی پڑی تھی۔۔۔ اس ٹیبل پر چاکلیٹ بھی موجود تھی۔۔۔ جو کایان نے خاص طور پر حور کے لیے وہاں رکھوائی تھی اس وقت وہ دونوں ایک ہی صوفے پر بیٹھے اپنی دلہنوں کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔ جب کہ دوسرے صوفے پر آیان ضارب اور آیان کے دوست ام دونوں کو چھیڑ رہے تھے لیکن زیان کی آنکھیں دکھانے پہ اب خاموش بیٹھے تھے۔۔۔ یہ تم لوگوں کی رخصتی نہیں نکاح ہوا ہیں اتنا ٹرپ کیوں رہے ہوں۔۔۔ اور یہ میرا شدید سنگل سالے کا بس نہیں چل رہا کہ ابھی اڑ کر اپنی

منکوحہ کے پاس چلا جائے۔۔۔ اوبھائی حوصلہ رکھوں !!! ہمیں پتا ہیں
تم دونوں کو اٹھائیس سال بعد بیویاں ملنے والی ہیں۔۔۔ ضارب جو کب
سے خاموش بیٹھا ان کی تڑپ کے مزے لے رہا آخر کار ہی اس کی زبان
میں خجلی ہوئی تھی۔

کایان کو شدید سنگل بولنے پر اس کا چہرہ اہانت سے سرخ ہوا تھا۔۔۔
یہ یاد رکھوں تم کالی آنکھوں والے بھوت جس کے سات کل تمہاری
شادی ہیں اور تم اتنا ڈر رہے ہوں میں ابھی چاہوں تو شادی رکوا بھی سکتا
ہوں۔۔۔ کایان اس کی بات سنتا دجلانے والی مسکراہٹ لبوں رسجاتا اس
کو دھمکا رہا تھا۔۔۔ جبکہ زیان

صرف خاموشی اور بے صبری۔۔۔ اس کے چہرے پر ج ایک الگ ہی
خوشی اور چمک تھی۔۔۔ اپنی محبت کو دوسری بار اپنے نکاح میں لے کر
اس کو ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے اس نے دنیا فتح کر لی ہوں۔۔۔ پہلے کایان

اور حور کا نکاح پڑھوایا گیا تھا۔۔۔ اس کے بعد کایان کنزہ کے بھائی کی
حشیت سے اوپر گیا تھا۔۔۔ سب سے زیادہ اس کو ڈر اس بات کا تھا کہ کہیں
نکاح پڑھواتے وقت ظہور علی شاہ کا نام نا آجائے اور کسی کو شک ناہوں
۔۔۔ جب کایان اوپر گیا تھا تو حور کو دوسرے کمرے میں شفٹ کر دیا گیا
تھا جس کی وجہ سے اسے ایک جھلک بی دیکھنا نصیب نہیں ہوئی
تھی۔۔۔ ابھی ضارب کوئی جواب دیتا جب دلہنوں کے آنے کا شور اٹھا
تھا۔۔۔

زیان اور کایان کی نظریں بیک وقت سیڑھیوں کی طرف اٹھی
تھی۔۔۔ اور وہ پلک جھپکنا بھول گئے تھے۔۔۔ ان دونوں کا دل اس
وقت پسلیاں ٹوڑ کر باہر آنے کو بے تاب تھا۔۔۔
کایان کی نظریں اس وقت حور پر جم سی گئی تھی۔۔۔ جو فجر کے ساتھ
چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔ اس وقت

اس نے وائٹ کلر کا بے حد ہی خوبصورت لہنگا پہنا ہوا تھا۔۔ جس پہ
گولڈن کلر میں کام تھا کام اس لہنگے پہ اتنا زیادہ تھا کہ سفید کلر تو نظر ہی
نہیں آ رہا تھا صرف گولڈن ہی لگ رہا تھا اس کا لہنگا بہت زیادہ گھیرے
دار تھا۔۔ جس میں حور کا نازک وجود دب سا گیا تھا۔۔۔ لہنگے کے
ڈوپٹے کو کندھے اور لہنگے میں سیٹ کیے سر پر اچھے سے لہنگے کے ساتھ
میچنگ ہی ڈوپٹا لیے جس کے کناروں پر "قبول ہے" لکھا ہوا تھا اور اس
کے چہرے کے بالکل سامنے ہی "کایان کی دلہن" لکھا ہوا تھا۔۔ جسکی
وجہ سے اس کا چہرہ بالکل نظر نہیں آ رہا تھا۔۔ اس کے چہرہ پر بالکل ہلکا ہلا
میک اپ کیا ہوا تھا۔۔ اس وقت وہ بالکل سٹیج کے پاس آئی تھی جب
کایان جلدی سے کھڑا ہوتا اس کے سامنے اپنی چوڑی ہتھیلی پھلا گیا تھا
۔۔ جس کو دیکھتے حور

جلدی سے اپنا نرم ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ گی تھی۔۔ وہ خود اس لہنگے
میں بڑی مشکل سے سنبھال رہہ تھی اور سب سے اہم بات اس کو ٹیبل
پر پڑی چاکلیٹ نظر آ گی تھی۔۔۔ وہ وہاں پر بیٹھے گی تو ہی کایان سے
چاکلیٹ مانگ پائے گی۔۔۔

اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑے کایان اس کو اور پرلے
آتا اس کا لہنگا ٹھیک کرتا اس کو صوفے پہ بٹھا گیا تھا۔۔۔ جب کہ زیان کی
نظریں ابھی تک سیڑھیوں پر ہی تھی۔۔۔ جہاں اس کی جان زیان
کہیں نظر ہی نہیں رہی تھی۔۔۔

کوئی بلاؤ اس تر سے ہوئے سید زادے کی دلہن کو نہں تو اس کی گردن
ٹیرھی ہو جائے گی پھر یہ ایسے گھومے گا۔۔۔ اس کو گردن ٹیڑھی کر
کے سیڑھیوں کی طرف دیکھتا پا کر ضارب نے اونچی آواز میں ہانگ
لگائی تھی۔۔۔ جبکہ اس نے گردن تیرھی کر کے پروں پر زیان کا مستقبل

اس کو دیکھا یا تھا جس پہ سب کا فلک شفاف قہقہہ گونجا تھا۔۔ جب کہ
کایان تو حور کو ہی دیکھ رہا تھا جو درمیان سے مانگ نکالے ٹیکہ سجائے اور
یک سائیڈ پہ جھمر لگائے بلاشبہ وہ آسمان سے اتری ہوئی کوئی حور لگ
رہی تھی۔۔ جبکہ حور کی نظریں ٹیبل پر پڑی ہوئی چاکلیٹ پر
تھی۔۔۔ اس کے لال رنگ سے سچے لبوں کو دیکھ کر کایان کے گلے میں
کانٹے چبھ رہے تھے۔۔

کایان خود اس وقت وائٹ رنگ کی شیر وانی میں موجود تھا۔۔ جس
کے اوپر گولڈن کڑھائی کی گئی تھی۔۔ اس کی شیر وانی بالکل حور کے لہنگے
کے ساتھ میچ ہوتی تھی۔۔ بالوں کو جیل سے سیٹ کیے پاؤں میں بلیک
شوز پہنے وہ کسی ریاست کا شہزادہ معلوم ہو رہا تھا۔۔

ابھی زیان ضارب کو کوئی جواب دیتا جب دلہن کے آنے کا شور اٹھا تھا
۔۔ یہ سن کر ہی زیان کی ڈھڑکنیں منتشر ہوئی تھی۔۔۔ اس نے

نظریں اٹھا کر اوپر کی طرف دیکھا تھا اور اس کی نظریں، ٹنٹنیں سے
انکاری ہو گئی تھی۔۔۔ وہ دعا کے سنگ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی زیاں
کے دل پر بجلیاں گرا رہی تھی۔

وہ اس وقت گرے کلر کے بہت بڑے لہنگے پہنے ہوئے جس پہ بلیک
ہیروں کا کام کیا گیا تھا۔۔۔۔۔ جب کنزہ نے اس لہنگے کو دیکھا تھا تو اس کا
دل کیا یہ اٹھا کر زیاں کے کمرے میں پھینک آئے اسے تو اب اپنی
گرے آنکھوں سے بھی نفرت ہونے لگی تھی۔۔ اس کا کوئی ارادہ نہیں
تھا اس

گرے لہنگے کو پہننے کا پچھلی بار بھی اس کا گرے ہی لہنگا تھا اس بار بھی
لیکن وہ زیاں کی بے باکیوں سے خوف کھاتی مجبوری میں یہ لہنگا پہن گئی
تھی۔۔۔

اس کا لہنگا بے انتہا خوبصورت تھا۔۔۔ اس کے ساتھ بلاؤز کافی فٹنگ

میں تھا جس سے اس کے نشیب و فراز دمک رہے تھے

لیکن فل حال اس کے لہنگے کا ڈوپٹا سیٹ اس طرح کیا گیا تھا کہ اس کے

جسم کے کسی حصے پر بھی اس کی نظر نا پڑیں۔۔۔۔۔ دوپٹے نے اس کے

سینے پہ اچھی طرح پھیلایا گیا تھا جبکہ ڈوپٹے کے ایک کنارے کو اس کی

کلائی میں پھنسا یا گیا تھا۔ جبکہ لہنگے کے ساتھ کا ایک اور ڈوپٹا

اس کے سر پر کروایا گیا تھا جس کے سائیڈوں پر حور کے ڈوپٹے کی

طرح قبول ہیں لکھا ہوا تھا اور چہرے کو اوپر "جان زیان" لکھا ہوا تھا وہ

دونوں ایک ساتھ ہی شاپنگ کرنے گئے تھے لیکن کایان نے جہاں

کایان کی دلہن لکھوایا تھا وہی زیان نے اس سے الگ کام ہی کرنا تھا۔

اس کی آنکھوں پر بلیک سمو کی میک اپ کیا گیا تھا جبکہ لبوں پر نیڈلسٹک

لگائے ناک میں زیان کی دی گئی نوز پن پہنے گلے اور کانوں میں میچنگ

جولری پہنے وہ حسن کی کوئی مورت لگ رہی تھی۔۔۔۔ اس کے پاس
آنے پر زیان آیان کو اشارہ کرتا ایک قدم آگے بڑھا گیا تھا۔۔۔
وہ اس وقت بالکل کنزہ کے ساتھ میچنگ گرے رنگ کی شیروانی میں
موجود تھا۔۔۔ بالوں کا جیل سے سیٹ کیے پاؤں میں بلیک شوز پہنے وہ ہر
لڑکی کا دل ڈھڑکانے کا کام کر رہا تھا۔۔۔ آیان اس کے اشارے پہ
مائیک اس کو پکڑا تا واپس اپنی جگہ پہ کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔

تیری ہونٹ

تیری زلفیں

تیرے گال

تیرے ہاتھ

یہ سب بعد کا قصہ ہیں

لیکن

واللہ تیری آنکھیں بہت پیاری ہیں 🐼❤️🐼

زیان اس کے سامنے اپنا ہاتھ کرتا مائیک میں اپنی گھمبیر آواز کا جادو چلاتا
سب کو اپنی آواز کے سحر میں جکڑ گیا تھا۔۔۔ جب کہ کنزہ اتنا خوبصورت
اظہار سنتی اندر تک سرشار ہوئی تھی۔۔۔ اس کے گال تپ کر قندھار
ہوئے تھے۔۔۔ وہ جھجھکتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پہ رکھ گئی تھی۔۔
الحمد للہ۔۔۔ الحمد للہ۔۔۔ الحمد للہ۔۔۔ زیان اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو
سیٹج پر لے کر آتا مائیک میں بولا تھا۔۔۔ جس پہ سب نے ہوٹنگ کی
تھی۔۔۔ زیان جو اس کو بٹھا کر بیٹھنے کی والا تھا کایان کو اپنے گلے لگتا دیکھ
وہ اس کو کمر سے اٹھاتا زور سے گلے لگا گیا تھا۔۔۔ مبارک ہوں میری جان
میرا سالابننے پر۔۔۔۔۔ کایان اس کے گلے لگ کر اس کو مبارک چھیڑنے
والے انداز میں دیتا اس کو گرد اور زیادہ مصنوعی سے حصار باندھ گیا تھا

تجھے بھی میری جان اور میری بہن کا خیال رکھنا۔۔ زیان اس کو جواب
دیتا حور کی طرف متوجہ کروا رہا تھا جو

چاکلیٹ کو بھوکوں کی طرح دیکھ رہی تھی کا یان مسکراتا ہوا زیان سے
دور ہوتا ایک چاکلیٹ اٹھاتا اس کے پاس جا بیٹھا تھا۔۔ اس کے جاتے ہی
زیان بھی کنزہ کے ساتھ بیٹھنے ہی اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتا اس کے
قریب ہوا تھا۔۔ جس پہ کنزہ کا دل زور سے ڈھڑکا تھا اس نے اس
سے دور ہونا چاہا لیکن وہ وہی ہاتھ اس کی کمر میں ڈالے اسے اپنے
نزدیک کر گیا تھا۔۔ سب کو اپنی طرف متوجہ پا کر اس نے گھونگٹ
میں سے زیان کو آنکھوں سے دور ہونے کا کہا تھا

نہیں میری جان آج تو سوچنا بھی مت کہ تمہارا یہ بے باک شوہر آج تم
سے دور ہو گا آج تو تمہاری روح میں خود کو اس طرح اتاروں گا کہ
تمہیں یہ دوسرا نکاح اچھی طرح یاد رہے۔۔ زیان بے باکی کے سارے

ریکارڈ ٹورتا اس کی کمر کو اپنی سخت گرفت میں لے گیا تھا۔۔۔ اس کی
بات سن کر کنزہ کو اپنے عارض سے سیک نکلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا
۔۔۔ پلکیں اس کے چہرے پہ سایہ فگن ہوئی تھیں۔۔۔ جبکہ دور کھڑی دو
آنکھیں اسے حسد بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

شاہ پلینز چاکلیٹ دے دیں۔۔۔ کایان جو کب سے ہاتھ میں چاکلیٹ
اٹھائے بیٹھا تھا حور کو تو لگ رہا تھا کہ وہ اسے دیں گے لیکن وہ پچھلے دو
منٹوں سے اسے دیکھ رہی تھی آخر کار ہی اس کا صبر جواب دیں گیا تھا جو
چاکلیٹ کے معاملے میں بالکل تھا ہی نہیں
جب کہ اس کے منہ سے "شاہ" سن کر کایان کے دل کی ڈھڑکنیں منشر
ہوئی تھیں۔۔۔

میرے بچے کو یاد ہیں کہ آج رات اپنے شوہر کو کیسے منانا ہیں۔۔۔ کایان
چاکلیٹ کا ریپر اتارتا اس کو استحقاق بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ جی

مجھے یاد بھی ہیں اور پتا بھی ہیں کہ اپ کو کیسے منانا ہیں !!! مینے آج گوگل سے سرچ کیا تھا !!! اب پلزم مجھے یہ چاکلیٹ دیں دے۔۔۔ حور اس کو جواب دیتی اپنے اصلی مدعے پہ آئی تھی۔۔۔ اس کی اتنے پیار سے مانگنے پر کایان اس کو چاکلیٹ دے گیا تھا۔۔

نہیں یہ رہنے دو ایسے ہی کھاؤ اندر سے۔۔ حور جو اپنا گھونگٹ اٹھانے ہی والی تھی کایان کی سنجیدہ آواز پر وہ جلدی سے ہاں میں سر ہلاتی چاکلیٹ اپنے گھونگٹ کے اندر کر گئی تھی۔۔۔ یہ ناہو کہ ضد کی وجہ سے اس کی یہ چاکلیٹ ہی اس سے واپس لے لی جائے۔۔۔

سب لوگ اس جوڑے کو دیکھ رہے تھے جو دنیا جہاں کو بھلائے اپنے ہی کاموں میں مصروف تھے۔ اور وہی دوسری طرف ضارب نے زیان کو تنگ کیا ہوا تھا جبکہ اس کی بات بار بار کنزہ شرماتی زیان کے ہاتھ

پردہ او بڑھاتی اسے روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ جس پہ وہ مزید بے
باک ہتا ضارب کو بھی چپ کروانے کا ہنر رکھتا تھا۔۔
اس وقت ان دونوں جوڑوں کو بیٹھے ہوئے ایک گھنٹے سے زیادہ وقت ہو
گیا تھا۔۔

زبان میں تھک گی ہوں۔۔ کنزہ جو ایک ہی جگہ پر بیٹھ بیٹھ کر تھک چکی
تھی آخر کار ہی بول پڑی۔۔

جبکہ حور اب یہ تیسری چاکلیٹ ختم کر چکی تھی۔۔ کایان تو بس اسے
دیکھ رہا تھا جس کی اتنے چاکلیٹ کھانے کے باوجود بھی اس کے دانت
موتیوں کے جیسے تھے۔۔۔ کایان بس اس کی حرکتیں نوٹ کر رہا تھا

زیان۔۔ کنزہ جو ادھر ادھر نظریں گھما کر ادھر ادھر دیکھ رہی زیان
کے یک دام اپنی گود می اٹھانے کی وجہ سے وہ شاہد رشتہ بھی نہیں میں لے
کر آئے تھے

۔ خود کو اپن باہوں میں اس دیکھ زیان اور کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔
میں اپنی بیوی سے زرا تفصیل ملاقات کر لو آپ لوگ مہندی شروع
کریں۔۔ زیان سیڑھیوں پر رکتا بغیر گردن موڑے ان کو اپنے نک
ارادوں سے آگاہ کر رہا تھا۔۔۔ سب کے چہرے سرخ ہوئے
تھے۔۔۔ جب کہ کنزہ نے زرم اور خفگی سے اس کے سینے میں ہی منہ
چھپایا تھا۔۔

ہم بھی چلتے ہیں۔۔۔ بعد میں ملاقات ہوگی۔۔۔ کایان بھی حور کا ہاتھ
پکڑے جلدی ساء سے لے کر اوپر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔

باقی سب انہیں ہونقوں کی طرح دیکھتے اپنے کام میں مصروف ہو گیا تھا

کایان جو حور کو سیڑھیوں کی طرف ہاتھ پکڑ کر لایا تھا۔۔۔ اب سب کی نظروں سے اوجھل ہوتے ہی وہ رکتا اور اس کو اپنی باہوں میں اٹھا گیا تھا۔۔۔ حور جو یہ سوچ رہی تھی کی آتے ہوئے اسے ایک چاکلیٹ لیتی آنی تھی اس اچانک افتاد پہ اس نے کایان کے گلے میٹھ باہیں حائل کر کے خود کو گرنے سے بچایا تھا اس کے اس ری ایکشن پر کایان نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔

میرا بچہ تمہارا اتنا وزن نہیں ہیں جو تمہارا شاہنا سب جہاں سکیں اور پھولوں
سے بھی کم ہیں تمہارا وزن۔ کایان اپنی مسکراہٹ دباتا اس کو اپنے
کمرے کی طرف لے جاتا پیار سے سمجھا رہا تھا۔

مجھے مہندی کے لیے تیار ہونا ہیں آپ مجھے کہاں لے کر جا رہے ہیں
۔۔۔ اس کی بات سنتے ہی کایان کے کانوں سے میں حور کی معصومیت
سے بھری آواز آئی تھی۔۔۔ اس وقت وہ اپنی چاکلیٹ کا غم چھوڑ کر
اپنے بھائی کی مہندی کی تیاری کی فکر لگ گئی تھی۔

میں تو سمجھا تھا میری حور مجھے منائے گی اور میں پھر اس کو چاکلیٹ دوں گا
گجرے بھی لایا تھا اپنے گندے بچے کے لیے۔۔۔ لیکن تم تو پھر اپنے
شوہر کو ناراض کر رہی ہوں۔۔ کایان اس کو کمرے میں لاتا نرمی سے بیڈ
پر بٹھاتا دروازہ لاک کرتا سنجیدگی سے بول رہا تھا۔

میں سچ میں آپ کو مناؤں گی۔۔۔ اور آپ نے مجھے منع کیا تھا کہ دعا
آپی سے ناپو چھوں یہ نے پوچھا بھی نہیں!!!! اور پھر مینے گوگل کیا
جہاں پر اتنے گندے گندے طریقے تھے۔۔ لیکن اس میں سے ایک
طریقہ مجھے بہت زیادہ پسند آیا۔۔ اگر مینے آپ کو منالیا تو آپ مجھے
چاکلیٹ دیں گے۔۔

حور جلدی سے بیڈ سے کھڑی ہوتی اپنا گھونگھٹ اٹھاتی جلدی سے کایان
کے مقابل کھڑی ہوتی اپنی آنکھیں ٹیپٹا کر معصومیت سے بولی تھی
۔۔۔ جب کہ اس کی چاکلیٹ سے اتنی محبت دیکھ کر کایان کا دل کر رہا تھا
کہ اپنا سردیوار میں مار دیں۔۔۔ اس کی نظر حور کے چہرے کی طرف
اٹھی تھی وہ پلک جھپکنا بھول گیا تھا۔۔

وہ آنکھوں پر گولڈن گلڈری میک اپ کیے چہرے پر ہلکا سا میک اپ کیے
عارض پر بلشر لگائے ماتھے پر ٹیکہ اور جھمر سجائے گلے میں ہار پہنے وہ

زبان کا دل بہت بری طرح ڈھڑکا چکی تھی۔۔ اس کی نظر اس کے لبوں
پ گئی تھی۔۔ جہاں صرف چاکلیٹ کے نشان موجود تھے۔۔۔ لپسٹک
تو وہ چاکلیٹ کھاتے وقت ہی ختم کر گئی تھی۔۔ اس کے پنکھڑیوں
جیسے لبوں کو دیکھ کر کایان کے گلے میں گلی ابھر کر معدوم ہوئی
تھی۔۔۔ اسے اپنے حلق میں کانٹے چبھتے ہوئے محسوس ہو رہے
تھے۔۔ اس کو اپنے نکاح میں لینے کے بعد آج اس کا دل
اس کو چھونے کے لیے پھل رہا تھا۔۔ حق ملکیت کا احساس اس کو کوئی
گستاخی کرنے پر اکسارہا تھا۔۔ نہیں تو نکاح سے پہلے اس نے کبھی حور کو
اپنے پاس نہیں دیا تھا۔۔ اب اس کے اندر جواں جذبات بڑے
زور سے انگڑائی لے رہے تھے۔۔ کیا طریقہ سیکھا ہیں میرے بچے نے
اپنے شاہ کو منانے کے لیے۔۔ کایان خود پر قابو پاتا اس کو کمر سے پکڑ
کر اپنے نزدیک کر گیا تھا۔ اس نے کوئی گستاخی نہیں کی تھی۔۔ وہ

دیکھنا چاہتا تھا کہ اس کی معصوم سی منکوحہ نے کیا طریقہ سیکھا تھا گو گل سے اس کو منانے کا اگلے ہی پل حور اس کے لبوں پر اپنے لب رکھ گئی تھی۔۔۔۔۔ کایان اس کے نرم لمس پر کرنٹ کھا کر پیچھے ہوا۔۔۔۔۔ اس کے جسم میں ایک الگ لہر دوڑی تھی۔۔۔ جس کو سمجھنے سے وہ خود بھی انکاری تھا۔۔۔ حور اپنے نرم لمس اس کے لبوں پر چھوڑتی پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ وہ ابھی تک کایان کے حصار میں موجود اس کی طرف معصومیت سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

شاہ اب میری چاکلیٹز اور گجرے۔۔۔ حور کایان کی طرف دیکھتی آنکھیں ٹپٹپا کر ہاتھ آگے پھیلاتی معصومیت سے بولی تھی۔۔۔ لیکن اسے کیا پتا تھا کہ وہ کایان کو کس موڑ پر لا کر کھڑا کر چکی ہیں۔۔۔ اس کے اندر جذبوں کا ایک طوفان اٹھ رہا تھا۔

کایان کی نیلی آنکھیں اس وقت خمار آلودہ ہوئی تھیں۔۔۔ وہ ایک سے
اس کی کمر کو اپنے ہاتھ میں بھرتا دوسرے ہاتھ اس کی گردن کے پیچھے
لے جاتا ایک ہی جسٹ میں اس کے لبوں کو اپنی قید میں لے گیا تھا
۔۔۔ اس کے لمس پر حور کی مکمل آنکھیں کھلی تھیں۔۔۔ وہ بہت نرمی
سے ہی اس کے لبوں کا جام پی رہا تھا۔۔

جب کی حور کا چہرہ اس وقت لہو چھلک رہا تھا۔۔۔ ایسے ہی تو فوٹو اور کچھ
ویڈیو کلیپز اس نے دیکھی تھیں۔۔۔ جس کو دیکھتے وقت ہی وہ اپنی
آنکھوں پر ہاتھ رکھ گئی تھیں۔۔۔ اب مقابل اگر نرمی سے ہی اس کے
لبوں کو سک کر رہا تھا لیکن اپنے لبوں کو قید میں دیکھ کر حور کی
آنکھوں میں آنسو آگے تھے۔

شرم کی وجہ سے وہ کوئی مزاحمت بھی نہیں کر پار ہی تھیں۔۔۔ وہ بہت
نرمی سے کبھی اس کے لبوں کو تو کبھی نرمی سے اس کی زبان کو اپنے لبوں

میں لے کر سک کر رہا تھا۔۔۔ اس کے آنسو دیکھتا نرمی سے اس کے لب
چومتا پیچھے ہو گیا تھا۔ جبکہ اس کا ایک ہاتھ حور کے بنائے گئے
جوڑے میں تھا جو وہ نرمی سے کھول گیا تھا۔۔۔ اب وہ اپنا چہرہ اس کے
بالوں میں چھپا لے اس کو کمر سے پکڑتا دیوان پر جا بیٹھا تھا جو بیڈ کے بالکل
سامنے پڑا تھا۔۔۔ جب کہ حور نے اب ہچکیوں کے ساتھ رونا شروع کر
دیا تھا۔۔۔ کایان اس کی ہچکیاں سنتا ایک ہی جسٹ میں اپنا چہرہ اس کے
بالوں سے نکالتا اس کے آنسو اپنے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کی مدد
سے صاف کر رہا تھا۔۔۔ جب کہ حور اس کا ہاتھ جھٹکی اپنے لبوں پر لگی
کایان کے لبوں کی گیلیا ہٹ رگڑ کر صاف کر گئی تھی۔۔۔۔۔
ڈونٹ حور یہ کبھی نا کرنا۔۔۔۔۔ میرے لمس کو اپنے بدن سے کسی بھی
حصے سے مٹانے کی کوشش نا کرنا!!! ورنہ تم مجھ کو ویسا کایان علی شاہ

پاؤں گی جو تم خواب میں بھ تصور نہیں کر سکتی۔ کایان اسے کمر سے
پکڑتا اپنی گود میں بٹھاتا اس کا چہرہ نیچے کی طرف کرتا اس کے
لبوں پر اپنی زبان پھیر گیا تھا۔۔۔ جب کی مقابل کا اتنا سنجیدہ چہرہ دیکھ
کر حور نے تھوک نگلاتھا۔۔۔ جب کی اس کے زبان پھیرنے پہ حور کا چہرہ
سرخ گلاب بنا تھا۔۔۔ اس کی بات پہ حور جلدی سے ہاں میں سر ہلا گئی
تھی۔۔۔ کایان اس کے چہرے پہ خوف دیکھتا جلدی سے سیدھا ہوتا اس
کی آنکھوں میں دیکھتا

ایک ہاتھ پیچھے کرتا بیڈ پر پڑی ایک خوبصورت باسکٹ اٹھا گیا تھا۔۔۔ وہ
اس کے سامنے وہ خوبصورت ٹوکری کرتا اس کے چہرے کی طرف دیکھ
رہا تھا جہاں اب ڈر اور شرم کی جگہ خوشی نے لے لی تھی۔۔۔ اس کے
چہرے پہ خوشی دیکھتا اس کے رگ و سراپے میں سکون کی ایک لہر
دوڑی تھی۔۔۔ شاہ آپ یہ میرے لیے لائے ہیں۔۔۔ حور وہ باسکٹ

تھامتی ایکسائٹڈ لہجے می پوچھ رہی تھی۔ اس کی بات پر کایان اس کے
ماتھے پہ عقیدت سے لب رکھتا اس کو اس باسکٹ سے پردہ ہٹانے کا بول
رہا تھا جس کی وجہ سے اس کے اندر کیا تھا وہ چھپا ہوا تھا۔۔۔ واؤ اتنی پیاری
مانو۔۔۔۔ اور اتنی ساری چاکلیٹ۔۔۔ پردہ ہٹاتے ہی اس باسکٹ میں
نیچے بہت سارے گلاب تھے اس کے اوپر ایک بہت ہی خوبصورت
سفید رنگ کی بلی تھی چھوٹی سی جس کی آنکھیں بلیو تھی۔۔۔ اور ساتھ
ہم دھیر ساری چاکلیٹز موجود تھی جب کہ ایک طرف بہت ہی
خوبصورت سے گجرے موجود تھے۔۔۔

حور وہ بلی اپنے ہاتھوں میں اٹھاتی اب اس کو چوم رہی تھی۔۔۔ جبکہ
اگلے ہی پل وہ چاکلیٹ اٹھاتی اس کو کھلا رہی تھی۔۔۔ اور خود بھی کھا
رہی تھی۔۔۔

حور اس کو کسزنا کروں۔۔ اس کو دیوانوں کی طرح اس بلی کو چومتا دیکھ
کایان سختی سے بولا تھا۔ اسے اس بلی سے حسد محسوس ہوا تھا جس کے
آتے ہی

وہ اس کو بھول گئی تھی۔۔ اس کی بات سنتے ہی حور نے منہ پھلا کر کایان
کو دیکھا تھا جبکہ اس معصوم سی بلی نے بھی کایان کو اپنی نیلی آنکھوں سے
گھور کر دیکھا تھا جیسے اس کو بھی کایان کی یہ بات اچھی نہیں لگی
تھی۔۔۔ اگلے ہی پل وہ حور کے ہاتھ میں موجود چاکلیٹ کھانے لگ گئی
تھی۔۔۔

حور جاؤں وضو کر کے آؤ۔۔ اس کے ہاتھ سے بلی اور چاکلیٹ لیتا وہ
اس کو نرمی سے بول رہا تھا۔۔ اس کی بات پر حور نے نا سمجھی سے اسے
دیکھا تھا۔۔۔

لیکن کیوں ابھی تو نماز کا ٹائم نہیں ہوا اور ویسے بھی میں ان کپڑوں میں
نماز ادا نہیں کر پاؤں گی۔۔۔

حور ایک نظر اپنے کپڑوں کو دیکھتی روہانسی ہو کر بلی کو دیکھ رہی جو
بڑے مزے سے اس کی چاکلیٹ کھا رہی تھی۔۔۔

کوئی بات نہیں میرے گندے بچے تم وضو تو کر کے آؤ۔۔ کایان بلی کو
اس کی باسکٹ میں بٹھاتا اس سے چاکلیٹ لے گیا تھا۔۔۔

اس کی بات پر حور معصومیت سے ہاں میں سر ہلاتی واشروم کی طرف
بڑھ گئی تھی۔۔۔ اس کو اس بات کی بہت زیادہ خوشی تھی کہ کایان نے
اس کی مانو سے چاکلیٹ لے لی ہیں بے شک اس کو وہ نیلی آنکھوں والی بلی
بہت پسند آئی تھی لیکن وہ چاکلیٹ کسی کے ساتھ شیئر نہیں کرتی
تھی۔۔۔

اب باسکٹ میں بلی کا یان کو گھورتی اپنی آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔ کا یان
ایک نظر اسے دکھتا الماری سے دو خوبصورت سی جائے نما کے کر آیا تھا
۔۔۔ اس نے قبلہ کی طرف رخ کر کے ایک جائے نماز تھوڑی سی آگے
اور دوسری تھوڑی سی پیچھے کر کے بچھائی تھی

کچھ ہی دیر میں حور اپنا بھاری لہنگا سمبھالتی میک اپ سے پاک معصوم سا
چہرہ جس پہ پانی کی بوندیں ٹھہری ہوئی تھی۔۔۔ لہنگے کے ڈوپٹے کے
ساتھ ہی اس نے حجاب کیا ہوا تھا۔ اس کو باہر آتا دیکھ کا یان اس کے
پاس جاتا اس کا ہاتھ پکڑتا عقیدت سے اس کے ماتھے پہ لب رکھ کر اس
کو جو تھوڑی سی پیچھے جائے نماز بچھی ہوئی تھی وہاں پر کھڑا کر گیا تھا۔۔۔
ششش۔۔۔ حور جو کا یان سے سوال کر رہی تھی کا یان کے انگلی رکھنے پہ پہ
وہ خاموش ہوتی اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ کا یان اس کو دو نفل
شکرانے کے ادا کرنے کا بولتا اس سے آگے نماز کی نیت باندھ گیا تھا

-- وہ دونوں اب ایک دوسرے سے تھوڑے آگے پیچھے کھڑے
شکرانے کے نفل ادا کر رہے تھے۔۔۔ جبکہ ان دونوں کو باسکٹ میں
بیٹھی مانو بڑے غور سے دیکھ رہی تھی۔۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ دونوں
سلام پھیر گئے تھے۔۔ اب کایان اپنا چہرہ پیچھے کرتا اس کی طرف
دیکھ رہا تھا جس کے چہرے پہ نور ہی نور تھا۔۔ اگر مجھ سے میرا سب کچھ
لے لیا جائے، اور بدلے میں تمہارا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیا جائے تو میں
ایسی امیری کو ہزار بار قبول کروں □ میں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا تھا
جس دن تم میرے نکاح میں آؤ گی میں سب سے پہلے شکر ادا کرنے کے
لیے اللہ کے حضور اپنا سر سجدے میں جھکاؤ گا۔۔۔

کایان اس کے ماتھے پہ اپنی محبت کی مہر ثبت کرتا اس کی آنکھوں میں
الجھن دیکھتا اس کو پیار سے سمجھا رہا جسے حور کو تو سمجھ نہیں آئی تھی لیکن
وہ ہاں میں سر ہلا گی تھی۔۔۔ اس کے ہاں میں سر ہلانے پہ کایان نے

اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔ اس پتا تھا کہ مقابل کو کچھ سمجھ نہیں
آئی۔۔ اچھا تمہیں پتا ہیں کہ مجھے اپنے اس گندے بچے سے محبت کب
ہوئی تھی اور کب میرے دل نے یہ خواہش کی تھی یہ چھوٹی سی حور
صرف کایان علی شاہ کی دلہن بنے گی۔۔۔ کایان اس کی گود میں اپنا سر
رکھتا اس سے نرمی سے پوچھ رہا تھا۔ اس کی بات پر مقابل نے ناں میں
سر ہلایا تھا لیکن اس کے گود میں سر رکھنے کی وجہ سے اس کا دل شدت
سے ڈھڑک رہا تھا چہرہ اس کا سرخ گلاب بنا تھا۔۔۔ کایان اس کو گہری
نگاہوں سے دیکھ رہا تھا جس کی پلکیں بار بار اس کے چہرے پہ سجدہ ریز
ہوتی تھی۔۔۔ جب زیان اور میں سترہ سال کے تھے اور میرا یہ گندہ اور
بچہ چھ سال کا تھا۔۔۔ سکول سے آتے ہی ہماری لڑائی ہوئی تھی کہ پارا
حور کو پارک کون لے جائے گا آج۔۔۔۔ اور اسی بات پر ہم نے ای

دوسرے کو اتنا مارا تھا کہ ہمارا پورا چہرہ زخموں سے بھر گیا تھا اور اس
وقت تم زیان کے پاس جانے کی بجائے میرے پاس آئی
تھی اور اس کے بعد میری گود میں بیٹھ کر میرے زخموں کو دیکھ کر رونا
شروع کر دیا تھا۔۔۔ اور بعد میں مجھے تمہیں چاکلیٹ دے کر چپ
کر وانا پڑا تھا۔۔۔ تمہارے ہاتھ میں چاکلیٹ دیکھ کر زیان نے پھر مجھے
مارا تھا۔۔۔ اسی دن میں نے سوچ لیا تھا میں اس چھوٹی سی حور کو اپنا بنا کر
زیان کو جیلز فیل کرواؤ گا لیکن اس کو جیلز فیل کروانے کے
چکروں میں مجھے کب تم سے محبت ہوگی مجھے خود بھی نہیں پتا چلا اور اب
تمہیں پانے کے بعد یہ محبت میرے عشق میں تبدیل ہوگی ہیں
۔۔۔ اب بہت جلد تمہیں مکمل طور پر اپنی دوسترس میں لینے کے بعد
میرا جنون بن جائے گا۔۔۔

کایان اس کی نگینوں جیسی سبز آنکھوں میں دیکھتا ایک ایک لفظ آج بھی
اس کے ذہن نشین تھا۔۔ اس کو حور اس دن سے ہی پیاری لگتی تھی
۔۔ اور کب سے یہ پسند محبت میں بدل گئی پتا ہی نہیں چلا اسے۔۔۔ حور
اس کو دیکھ ہی تھی بس کایان کو لگ رہا تھا کہ وہ کچھ بولیں گی
لیکن اس کی بات سنتے ہی کایان کا دل کیا اپنا سردیوار میں دیں ماریں

میری ساری چاکلیٹ وہ مانو کھا جائے گی اور مجھے تیار بھی ہونا آیان بھائی
کی مہندی کے لیے اپ پلینز اپنا سر ہٹائے۔۔ حور گھڑی کی طرف نظر
ڈواڑتی ہوئی بولی تھی۔۔ اس کے چہرے پر پریشانی دیکھتے کایان جلدی
سے اس کی گود سے کھڑا ہوا تھا۔۔ اس کے کھڑے ہوتے ہی حور اٹھنے
والی تھی لیکن کایان اس کی کلائی پکڑتا اسے روک گیا تھا گلے ہی پل وہ
اس کو کمر سے اپنے نزدیک کرتا اس کے لبوں کو اپنی قید میں لے گیا تھا

-- وہ نرمی سے اس کے لبوں کا آزادی بخشا اس کے چہرے کی طرف
دیکھ رہا تھا جہاں ناراضگی کے آثار نظر آرہے تھے۔۔۔۔۔

جلدی سے اپنا سارا سامان لے کر آؤ میں آج اپنی حور کو خود تیار کروں
اور آگے بھی میں نہیں چاہتا کہ کوئی عورت بھی تمہیں چھوئیں۔۔۔
کایان اس کی آنکھوں میں دیکھتا جہاں اس کے اتنی نرمی سے چھونے پر
بھی نمی تھی اس کو دیکھ کر سختی سے بولا تھا اس کے لہجے میں سختی محسوس
کر کے حور جلدی سے ہاں میں سر ہلاتی نود و گیارہ ہوئی تھی۔ زیان کنزہ
کو اپنی باہوں میں کمرے میں اٹھا کر داخل ہوا تھا۔۔۔۔۔ اس نے شرم کی
وجہ سے ابھی تک اس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپایا ہوا تھا۔۔۔ زیان اس
کو اندر لا کر ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا کرتا دروازے کی طرف بڑھتا
اس کو لاک کرتا لائٹس آن کرتا واپس اس کے پیچھے کھڑا ہوا تھا۔۔

کیسا لگ رہا ہیں جان زیان دوسری بار مسز زیان علی شاہ بن کر

۔۔۔ زیان اس کے کندھے پہ ٹھوڑی تکاٹنری سے اس سے پوچھ رہا تھا

۔۔۔ لیکن کوئی جواب نہیں آیا تھا۔۔۔ گھونگھٹ ابھی تک اس کے

چہرے پہ موجود تھا۔۔۔ مجھے تو بہت ہی زیادہ اچھا لگ رہا ہیں کیونکہ پہلی

بار نکاح کے بعد اتنی خوبصورت رات میرا مقدر بنی تھی اس کے بعد

سب راتیں ہی میری زندگی کا خوبصورت حصہ رہی ہیں آج ہم دوسری

بار گولڈن نائٹ منائے گے۔۔۔ اور آج سے ٹھیک دس دن بعد پھر ایک

خوبصورت رات میری۔۔۔ زیان جو اس کا چہرہ اپنی طرف کیے

اس کا گھونگھٹ اٹھا رہا تھا۔۔۔ گھونگھٹ اٹھاتے ہی اس کے باقی کے

الفاظ منہ میں ہی رہ گئے تھے۔۔۔۔۔ اس کا دل پسلیاں ٹور کر باہر آنے

کو بے تاب تھا۔۔۔۔۔ وہ اپنی آنکھوں میں محبت کے ڈیپ جلائے اس کو

دیکھ رہا تھا۔۔۔

اس میں اب کچھ بھی بولنے کی ہمت نہ رہی تھی۔۔۔ مقابل کا حسن
ہمیشہ اس کے چاروں شانے چٹ کر دیتا تھا۔۔۔ اس کی خوبصورت
آنکھوں پر اس کے لہنگے پر لگے ہیروں کے ساتھ کامیچنگ سمو کی میک
اپ کیے گالوں پر بلشر لگائے ناک میں بلیک ہی نوز پن پہنے
وہ سید زیان علی شاہ کا دل بری طرح ڈھڑکا چکی تھی۔۔۔ وہ بس اپنی
ڈھڑکتے دل کے ساتھ اس کو دیکھ رہا تھا جو اسے اس دنیا کی سب سے
خوبصورت لڑکی لگی تھی۔۔۔ اس کے خاموش ہونے پر کنزہ نے آنکھیں
اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔
لیکن اگلے ہی پل وہ ٹھٹھک کر رہ گئی تھی۔۔۔ اس کے اوپر حیرتوں
کے پہاڑ ٹوٹے تھے۔۔۔ اسے آج گرے رنگ سے سخت نفرت
محسوس ہوئی تھی۔۔۔ پورا کمرہ جو کہ پہلے وائٹ اینڈ بلیک رنگ کا تھا آج

وہ مکمل طور پر گرے رنگ میں سجا ہوا تھا۔۔ بید سے لے کر صوفوں
تک سب کچھ ہی گرے تھا۔۔

پورے کمرے میں اس وقت جو پھول تھے اور بیڈ پر جن پھول پڑے
ہوئے تھے وہ بھی گرے رنگ کے ہی تھے۔۔ اس کو یہ نہیں پتا تھا کہ
زیان کو اس کی آنکھوں سے اتنی محبت تھی کہ اس نے سب کچھ گرے
ہی کروالیا تھا۔ اس کی فیوڑت بلیک رنگ کی گاری کا کمر بھی اس نے
..... چینج کروا کے گرے کروایا تھا۔ تم مجھے گنگناؤ

تاکہ چند لمحے میں تمہارے مرمریں

، ہونٹوں پر قیام کر سکوں

تمہارے یا قوتی ہونٹوں پر قیام مجھے

اپنے ہونے کا باقاعدہ احساس دلاتا ہے

تمہارے لمس میں ہر مرض کی شفاء رکھی گئی

♥️ تمہارے ہونٹ دنیا کی ساری مٹھاس پر بھاری ہیں

اسے پورے کمرے کا جائزہ لیتا دیکھ زیاں اس کا چہرہ مرر کے سامنے کرتا
اس کا ڈوپٹا اتارتا گردن پر لب رکھتا گھمبیر آواز میں بولا تھا اس کی بات
سن کر مقابل نے تھوک نگلے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا جہاں پر خمار
کی سرخی واضح دکھائی دے رہی تھی۔۔۔ وہ جلدی سے نظریں جھکا گئی
تھی۔۔

تصویر کا اک رخ ہی اتنا دلکش تھا کہ کبھی دوسرے رخ کو دیکھنے کی
! خواہش ہی نہ ہوئی

♥️! میں نے تمہیں چاہا اور بات یہیں ختم ہوئی

زیاں اس کی نظریں جھکانے پر اس کا نیکس اتارتا اس کے بال کھول گیا
تھا۔۔ جب کہ اس کا آج اتنا شاعرانہ لہجہ کنزہ کو سمجھ نہیں آیا تھا۔۔ اس

کو دیکھ کر لگتا نہیں تھا کہ وہ شاعری کا بھی دیوانا ہو سکتا تھا۔۔۔ اس کے
بالوں کا جوڑا کھلتے ہی وہ کسی آبشار کی طرح

اس کی کمر پر لہرائے تھے۔۔۔ جس میں زیان اپنی انگلیاں چلاتا اس کو
سلجھارہا تھا۔۔۔

آج رات مجھے سہنے کے لیے تیار ہوں جان زیان۔۔۔ زیان اس کو بیڈ پر
لے کر آتا مخمور لہجے میں بولا تھا۔۔۔

جب کہ اس کی بات پر کنزہ نے جلدی سے ناں میں سر ہلایا تھا
۔۔۔۔ اس کے ناں میں سر ہلانے پر زیان نے اسے گھور کر دیکھا تھا جو
کچھ ہی دنوں میں شیریں بن گئی تھی۔۔۔۔ اگلے ہی پل وہ پیچھے ہاتھ لے
جاتا ایک پل میں اس کی ڈوڑی کھولتا اس کا بلاؤز کندھوں سے نیچے کھسکا
گیا تھا۔۔۔

نہیں۔۔۔ زیان۔۔۔ پلیز۔۔۔ نیچے مہندی ہیں سب کیا سوچے گے اگر ہم
اوپر رہے تو۔۔۔ اسے اپنی ڈھڑکنوں کا دشمن بننا دیکھ کنزہ جلدی سے اس
کے لبوں پر ہاتھ رکھتی اسے روک گی تھی جب کہ اس کی سخت نظروں
پر جلدی سے اس کو صفائی دے رہی تھی۔۔۔

من پسند شخص سر سے لے کر پاؤں تک چومنے کے قابل ہوتا ہیں
"جان زیان" اور آج رات میں تمہارے جسم کے ہر حصے کو چوموں گا
لیکن دو جسم ایک جان نہیں کرو گا کیونکہ میں نہیں چاہتا نیچے کوئی بھی
تمہارے چہرے پر میری قربت کے رنگ دیکھے

زیان ایک ہی جھٹکے میں اس کو ہر پردے سے آزاد کرتا اس کے
کندھوں پر نرمی سے لب رکھ رہا تھا۔۔۔ جب کہ کنزہ بوکھلاتی ہوئی اس
کے کندھوں کا تھام گی کچھ ہی دیر میں زیان نے اس کے جسم کا کوئی
حصہ نہیں چھوڑا تھا جہاں پر اس نے کب نارکھے ہوں۔۔۔

زبان۔۔ پلیر نیچے چلتے ہیں۔۔ وہ اس کے سینے میں چھپتی روہا نسی ہوئی
تھی۔۔ اس کی بات سنتے ہی زبان اس کے لبوں کو اپنی قید میں لے گیا تھا
۔۔۔ وہ گھونٹ بھر بھر کر اس کے لبوں کا جام پیتا پیچھے ہوتا اس کو دیکھ رہا
تھا

جس کا چہرہ لہوں چھلک رہا تھا۔۔۔

ٹھیک ہیں مگر آج تمہیں تیار میں خود کروں گا۔۔ زبان اس کو کمر سے
اٹھاتا اپنے سینے پہ لٹاتا گھمبیر آواز میں بولا تھا اس کی بات پر مقابل خاموش
رہتی اس کے سینے پہ سر رکھ گئی تھی۔۔

اس وقت سب لوگ ہی مہندی کے لیے تیار تھے۔۔۔ حور اور کنزہ
جب سے آئی تھی ان کے چہرے سرخ ہو رہے تھے۔۔ اس وقت حور
خوبصورت سی زنگ رنگ کافراک پہنے بالوں کو کھلا چھوڑے گلے میچھ
ڈوپٹا ڈالے ہلکے سے میک میں جو اس کو کایان نے کروایا تھا۔۔ وہ بہت
ہی زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔۔

آمنہ بیگم کتنے ہی پیسے حور کے سر پر سے وار چکی تھی۔۔۔ وہی پر کنزہ
اس وقت بلیک کلر کی خوبصورت ساڑھی پہنے جس کا بلاؤز مکمل تھا بازو
اس کی کلائیوں تک آتے اس کے ہاتھوں کو کور کر رہے تھے۔۔۔ گلے
دونوں طرف اس کی گردن تک آتے ہیں جس پہ بلیک جالی لگی ہوئی
تھی۔۔

اس کے ساڑھی کے بارڈر پر بہت زیادہ بلیک رنگ میں کام ہوا ہوا تھا
۔۔۔ بالوں کو کھلا چھوڑیں بغیر کوئی میک اپ کیے وہ کتنی ہی لڑکیوں کی

نظروں میں چبھ رہی تھی خاص کر انوشہ کی جو اس وقت خود بھی بلیک رنگ کی ساڑھی میں موجود جو کہ بہت ہی زیادہ دلگرا قسم کی تھی۔۔۔ بالوں کر کر لری کیے چہرے پر دھیر سا رامیک اپ لگائے وہ بس ٹھیک ٹھاک لگ رہی تھی۔۔۔ اس وقت کنزہ کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں شرارے لپک رہے تھے اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ مقابل کے اتنے حسن کو آگ لگا دیں۔۔۔ اس وقت سب لوگ ہی کھانا کھالر فری ہو کر بیٹھے تھے۔۔۔ مہندی کا انتظام باہر کیا گیا تھا۔ ایک طرف مردوں کا اور دوسری طرف عورتوں کے لیے۔ اس وقت ڈیڑے پر اندھا دھن فائرنگ ہو رہی تھی۔۔۔ آسمان پر آتش بازی جاری تھی جو ماحول کو اور بھی زیادہ خوبصورت بنا رہی تھی۔۔۔

اس وقت مردوں والی سائیڈ پر دونوں دلہے تشریف لے آئے تھے وہ سب ایک دوسرے کو چھیڑ رہے تھے۔۔۔ جب کہ دلہوں کے سیٹج کے

ساتھ ایک اور سیٹج بنوایا گیا تھا جس پہ اس وقت سب قوال بیٹھے ہوئے
تھے۔ یہ قوال صرف مردوں والی سائیڈ پر تھے۔۔۔ اور عورتوں نے
وہی سے ہی ان کو سننا اور دیکھنا تھا۔۔۔ درمیان میں ایک چھوٹی سی جگہ
ایسی رکھ گئی تھی۔۔۔ جہاں سے عورتیں مردوں کو باآسانی سے دیکھ سکے
لیکن کسی مرد کی نظر کسی عورت پر ناپڑیں اور سب لوگ ہی اچھے
طریقے سے مہندی انجوائے کر سکیں۔۔۔ اس وقت زیان کا یان
ضارب آیان اور آیان کے کچھ دوست وہاں پر موجود تھے۔۔۔
ضارب کا صرف ایک ہی دوست تھا اس وقت باقی سب نے کل آنا تھا
۔۔۔ جبکہ زیان اور کا یان صرف ای دوسرے کے ہی دوست
تھے۔۔۔ ان کے صرف بزنس فرینڈ تھے جن کو ان لوگوں نے انوائٹ
نہیں کیا تھا۔۔۔

کایان اس وقت زنک کلر کی شلوار قمیض پہنے جس کے گلے پ
خوبصورت کڑھائی کی گئی تھی۔۔۔

بھورے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے گلے میں آف وائٹ اجرک ڈالے
اپنی محبت کو پالینے کے بعد دنیا جہاں کی خوشی اپنے چہرے پہ سجائے وہ بلا
کا حسین لگ رہا تھا اس کی نیلی آنکھوں میں آج ایک الگ ہی چمک
تھی۔۔۔

وہی زیان بلیک شلوار قمیض کے اوپر بلیک ہی اجرک کندھوں پر ڈالے
ضارب کو گھوریوں سے نواز رہا تھا جو اس کا تنگ کرنے کا کوئی بھی موقع
اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دے رہا تھا۔۔۔ بالوں کو جیک سے سیٹ کیے
اپنے چہرے پر آج ایک غرور سجائے اپنی محبت کو دوسری بار پالینے کا
اس کو کتنے ہی لڑکے مڑ مڑ کر دیکھ رہے تھے۔۔۔

آیان اور ضارب نے اس وقت بلیک شلوار قمیض کے بلیک ہی واسکٹ پہنے بازو پر ماشاء اللہ کی پٹی باندھیں دونوں کو بلا کے حسین لگ رہے تھے۔۔۔

کایان بھائی آپ کس خیالوں میں گم ہیں۔۔۔ او ایس جو کہ آیان کا دوست تھا کایان کو خیالوں میں ہی مسکراتے دیکھ اس کو مخاطب کرتا ذو معنی انداز میں پوچھ رہا تھا۔۔۔ اس کے بلانے پہ کایان ہوش کی دنیا میں آتا اور اسے جواب دیتا اس سے پہلے ہی ضارب بولا تھا۔۔۔ بیچارے شدید سنگل انسان کا بڑی مشکل سے نکاح ہوا ہیں اس لیے یقین نہیں کر پارہا ہیں یہ۔۔۔۔۔ ضارب چ دل جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ جبکہ "شدید سنگل" پر اچھا خاصہ زور دیتا ہوا بولا تھا۔۔۔۔۔ اس کے طنز پر زیان نے اس کی کمر میں مکہ جڑا تھا جو کہ اس کے ساتھ ہی بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

اگر توں آیان کا سالانا ہوتا توں میں تیری یہی پر گردت بنادیتا اور تجھے
کل گھوڑی چڑھنے کے لائق ناچھوڑتا۔۔۔ اب تیری بھلائی اس میں ہیں
کہ توں اپنی زبان بند رکھ۔۔۔ کایان او پس اور ضارب کی طرف دیکھتا
دانت پیس کر بولا تھا۔۔۔ جبکہ آیان ہونقوں کی طرح اسے دیکھ رہا تھا کہ
ان دونوں کی لڑائی میں اس کا کیا کام تھا۔۔۔۔۔ جب کہ اس کا کھلا منہ
زیان نے بند کروایا تھا۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ اس کا بھائی ویسے تو بڑا بے باک
ہیں اور شیر ہیں لیکن جب اچانک اس پر بات کی جائے تو وہ پینک ہو جاتا
تھا۔۔۔ اس کے گھورنے

پر آیان نے جلدی سے خود کو نار مل کیا تھا۔۔۔

کیا یاد آپ دونوں نے لڑنا شروع کر دیا ہیں۔۔۔ میں تو ویسے ہی پوچھ رہا
تھا۔۔۔ اچھا اب زیان بھائی بتائے گے انہیں بھابھی سے محبت کیسے ہوئی

اور ان میں کیا اچھا لگا اسے۔۔۔ او ایس ان دونوں کو آپس میں لڑتا دیکھ اب
توپوں کا رخ

زبان کی طرف کر گیا تھا۔۔

مجھے یہاں پر اپنی محبت کو ڈسکس نہیں کرنا اور تم لوگوں کے منہ سے
آئندہ میں اپنی پرسنل لائف کے متعلق کوئی سوال ناسنوں خاص کر
میری بیوی کو لے کر زبان ان کے منہ سے کنزہ کا نام سنتا اپنے جبرے
بھیج کر بولا تھا ضارب جو کچھ الٹا ہی بولنے والا تھا۔

کایان نے اس کو اور باقی سب کو آنکھوں کے اشاروں سے خاموش
رہنے کا کہا تھا اس کا اشارہ سمجھتے ہی سب خاموش ہو گئے
تھے۔۔۔ جبکہ ضارب کا دل فجر کو ملنے کے لیے بے چین ہوا تھا۔۔۔
اس کا دل کر رہا تھا آج سب سے پہلے اس کی تیاری وہ خود جا کر دیکھیں وہ
دیکھیں اس کے نام کی مہندی لگائے وہ کتنی حسین لگ رہی ہیں۔۔۔

اچھا کایان بھائی آپ بتائے آپ اپنی من چاہی عورت کو پانے کے بعد
کیسا فیل کر رہے ہیں۔۔ چلیں صرف ایک جملہ ہی بول دیں۔۔۔ عدیل
کو کہ او ایس کا بھائی تھا۔۔ اور آیان کا دوست بھی کایان سے پوچھ رہا
تھا۔۔ اس کے گھورنے پر عدیل نے ایک جملے کی فرمائش کی تھی۔۔
من چاہی عورت میں خدا نے بڑی شفاء رکھی ہے

اس کے بس چھو لینے سے ہی مرد کی ہر مشقت سہل ہو جاتی ہے ہر
تھکاوٹ زائل ہو جاتی ہے۔۔ کایان حور کے نرم ملائم پنکھڑیوں جیسے
لبوں کا لمس اپنے ہونٹوں پر محسوس کرتا کسی ٹرانس کی کیفیت میں بول
رہا تھا۔ اس کے چہرے پہ سکون اور خوشی دیکھ کر زیان نے الحمد للہ
پڑھا تھا۔۔ زیان بھائی اب کی آپ کی باری پلیز منع نہیں کیجیے

گا۔۔۔ سب کایان کو سن رہے تھے جب عدیل نے ہاتھ جوڑ کر زیان

کو فرمائش کی تھی۔۔۔ زیان نے پہلے تو اسے گھورا تھا لیکن پھر آنکھیں
بند کر کے کچھ یاد کر رہا تھا۔۔۔ تیری ہنسی زمانے کی

نایاب ترین دُھنوں میں

شمار ہو گی ♥ زیان اپنی آنکھیں بند کرتا اس کی ہنسی کو تصور میں لاتا کسی
ٹرانس کی کیفیت میں بولا تھا۔۔۔ سب نے اس کی بات سن کر ہونٹنگ
کی تھی جس میں سب سے اونچی آواز کایان کی تھی۔۔۔

ان سب کی ہونٹنگ پہ زیان ہوش کی دنیا میں آتا اپنے لبوں ہر ایک
خوبصورت مسکراہٹ سچ گئی تھی۔۔۔

آیان اور ضارب بھائی کو نہیں بول رہیں ان سے شادی کے ایک دو
مہینے بعد آکر پوچھے گے ان کے ساتھ کیسی گزر رہی ہیں۔۔۔ ضارب
بھائی کی تو پھر بھی گزر جائے گی لیکن اس آیان صاحب کا مجھے بڑا خوف
ہیں۔۔۔ او ایس ضارب اور آیان کی طرف دیکھتا اپنا نچلے لب دبائے

سنجیدگی سے بول رہا تھا جب کہ اگلی توپ کا رخ اس کا آیان کی طرف تھا
۔۔۔ سب نے اس کی ادھوری بات پر آئیر واچکائی تھی۔۔۔

اچھا چھوڑیں آپ سب اس کی فضول باتیں یہ لے سناہیں زیان بھائی کو
سرائیکی بہت اچھی بولنی آتی ہیں پلیز یہ سب شروع ہونے سے پہلے
سرائیکی میں کچھ دولا ئینیں ہی سنادیں۔۔۔ سب کو سیریس ہوتا دیکھ
ریحان جلدی سے بات بدل گیا تھا۔۔۔ اس کی بات پر سب نے
زبردست ہوٹنگ کی تھی۔۔۔

اب مزید تم سب ان قوالوں سے سننا میں کچھ نہیں سنانے والا اور
سرائیکی تو بالکل بھی نہیں۔۔۔ زیان ان سب کو گھورتا دانت پس کر بولا تھا
جبکہ سرائیکی کے ذکر پر اس کے آنکھوں کے سامنے کنزہ کو چہرہ لہرایا تھا
۔۔۔ وہ اپنا نچلے لب دباتا اپنی مسکراہٹ کنٹرول کر گیا تھا۔۔۔

بھائی پلیز سنادیں یہ نے بچپن میں آپ سے سرائیکی سنی تھی اس کے
بعد سنائی بھی نہیں آپ نے۔۔ اپنے سب دوستوں کے لٹکے ہوئے منہ
دیکھ کر آیان معصوم سی شکل بناتا اس سے ریکوسٹ کر رہا تھا۔۔ اس کی
اتنی معصوم سی شکل پر زیان کو ترس آیا تھا جس پہ وہ سنانے کے لے
راضی ہوا تھا۔۔ اس کی ہاں پر جلدی سے اوپس مائیک پکڑتا زیان کے
ہاتھ میں تھا گیا تھا ان کے اتنے اتا ولے پن پر زیان نے اس کو گھور کر
دیکھا تھا۔۔۔

صرف دولائینیں۔۔ زیان مائیک چیک کرتا انگلی کے اشارے سے
صرف دولائینیں بولا تھا۔۔ ان کی بات پر سب نے ہاں میں سر ہلایا
تھا۔۔ مائیک کی آواز اتنی زیادہ تھی کہ وہ لڑکیوں والی سائڈ پر بھی گئی تھی
جس پہ وہاں پر بلکل ہی خاموشی چھائی تھی۔۔ دعا اور فجر بھی اس
وقت سب کے ساتھ ہی موجود تھی۔۔ دعا اور فجر نے بلیک ساڑھی

زیب ت کی ہوئی تھی۔۔ جس پہ بہت ہی ہیوی بلیک ہی رنگ میں کام
کیا گیا تھا۔۔۔

ہاتھوں میں مہندی لگائے۔۔ کلائیوں میں چوڑیاں پہنے۔۔ سمپل سا
میک اپ کیے وہ بلا کی حسین لگ رہی تھی۔۔ سب لڑکیاں ہی اس
وقت اس پردے کے پاس آکر کھڑی ہوئی تھی جہاں سے وہ لڑکوں کو
آسانی سے دیکھ سکتی تھی۔۔ سب سے اگے دعا جس نے کنزہ کا ہاتھ
پکڑا ہوا تھا فجر نے حور کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔۔ انوشہ بھی فجر کے ساتھ ہی
کھڑی تھی۔۔

🐼🐼 ساکوں یار پلا کے اکھیاں دی

♥ دلدار نشی کر چھوڑا ہی

🙌 ساکوں شہر دے ہک ہک بندے دا

میڈاں چن کر ضیٰ کر چھوڑا ہی ہے ﴿ زیان کی گھمبیر آواز پورے
سیٹیج میں گونجی تھی۔۔۔ سب ہی اس کی آواز کے ساحر میں کھوے
ہوئے تھے جب وہ جلدی سے یہی دولا لٹینیں بولتا مایک رکھ چھوڑا تھا

آپ کا ہی ہیں جناب۔۔۔ کنزہ جو زیان کو دیکھ رہی تھی دعا کے چھیڑنے
پر

وہ جلدی سے اپنی نظریں جھکا گئی تھی۔۔۔

دوسری طرف فجر جو ضارب کو ہی دیکھ رہی تھی آج اس کا دل ایک الگ
انداز میں ڈھڑک رہا تھا اسے دیکھ کر۔۔۔ اس کا دل نہیں کر رہا تھا اس سیاہ
آنکھوں والے جن سے نظریں ہٹانے کا۔۔۔ لیکن دعا کی آواز پر وہ جلدی
سے نظریں ہٹا گئی تھی۔۔۔

زیان بھائی پلیر پور اسنادیں کتنا مزا آ رہا تھا۔۔۔ عدیل جو سرائیکی کا دیوانا تھا۔۔۔ زیان کو بس یہی پہرے دیکھ کر اس کے سامنے ریکوسٹ کر رہا تھا۔۔

نہیں میری سرائیکی تم لوگوں کے لیے نہیں یہ اس انسان کے لیے ہیں جو مجھے سرائیکی بولتے وقت دیوانوں کی طرح دیکھتا ہیں۔۔۔ زیان کنزہ کو تصور میں لاتا اپنے لبوں پر مسکراہٹ سجاتا ہوا بولا تھا۔۔

جس پہ سب نے بھرپور ہوٹنگ کی تھی۔۔۔ دعا نے آیان سے نظریں ہٹا کر کنزہ کو اپنی آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھا تھا جس پہ وہ جلدی سے ناں میں سر ہلا گئی تھی۔۔۔ جس پہ سب سے پہلا قہقہہ فجر کا گونجا تھا۔۔۔ اس ک ہنستے دیکھ سب ہی ہنستے تھے سوائے انوشہ کے علاوہ۔۔۔ شروع

کریں آپ سب۔۔۔ کایان قوالوں کی طرف دیکھتا ان کو ماحول

زعفران بنانے کا بول رہا تھا۔۔۔ جس پہ وہ اپنا سامان سیٹ کرتے اپنی
آواز کا جادو چلا چکے تھے۔۔۔

🔥 یہ ہم نے سوچ رکھا تھا محبت نا کریں گے ہم
♥ کسی کو دل نہیں دیں گے کسی پہ نا کریں گے ہم
قوال کی آواز اس وقت پوری حویلی میں گونج رہی تھی۔۔۔ آیان کے
دوست ضارب اور آیان کا ہاتھ پکڑتے ان قوالوں کے ساتھ ان کو بٹھا
چکے تھے۔۔۔

🕒🕒 تمہاری مست آنکھوں نے یہ کیسا حال کر ڈالا
🔥 یہ دل چیز کیا ہیں مانگ لوں تو جان دیں گے ہم
قوال کو ضارب آنکھوں کے اشارے سے خاموش رہنے کا اشارہ کرتا
پہلا جملہ خود بولا تھا جبکہ دوسرا جملہ آیان نے مکمل کیا تھا۔۔۔ فجر مقابل

کی اتنی خوبصورت آواز سنتی اور سب کی نظریں خود پر محسوس کرتی
سرخ گلاب بنی تھی۔۔

جب کہ دعائو ڈھیٹوں کی طرح کھڑی آیان کو دیکھ رہی تھی۔۔
زیان کا یان اور آیان کے دوست پانی کی طرح پیسہ ان پر اڑا رہے
تھے۔۔۔ جب کہ ان کے والدین نے ان کو اتنا خوش دیکھ کر ہمیشہ خوش
رہنے کی عادی تھی۔۔۔

پلٹ کے عشق کی گلیوں سے جانا ہیں بڑا مشکل
دل غلطی کر بیٹھا ہیں

(2) غلطی کر بیٹھا ہیں دل

🍁 دل غلطی کر بیٹھا ہیں غلطی کر بیٹھا ہیں دل اب بول ہمارا کیا ہوگا
بول ہمارا۔۔

(2) بول ہمارا۔۔

اویار اکیا ہو گا۔۔۔

ضارب زیان کو ایک مانک دیتا جبکہ آیان کا یان کو اور اپنے دوستوں کو
مانک پکڑاتا ہوا کھڑا ہوا تھا۔۔۔ اب جہاں کا یان اور زیان نے بھی اپنی
خوبصورت آواز کا جادو چلایا تھا وہی آیان کے سب دوست ساتھ
گنگناتے ناچنا شروع کر چکے تھے۔۔۔۔۔ لڑکیاں مبہوس ہو کر کا یان
اور زیان کو دیکھ رہی تھی۔۔

جبکہ فحرت دیوانوں کی طرح ضارب کو دیکھ رہی تھی جو خوشی سے ناچ
رہا تھا۔۔ اس کا دل پتا نہیں لیکن کیوں آج ضارب کو دیکھنے کا کہہ رہا تھا
۔۔۔ جبکہ حور تو کا یان کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ جو اس کے ساتھ میچنگ کر
کے بے حد خوبصورت لگ رہا تھا آج یا پھر صرف اسے ہی آج
خوبصورت لگ رہا تھا۔۔

خاموشیاں سنتے کب تک رہے گے ہم

موقع ہیں ہونٹوں سے آج کچھ تو کہوں

🍁 بڑی مختصر سی ہیں زندگی یاد

زرا پاس آ جاؤ سوچتے نار ہوں

سب کے خاموش ہوتے ہی ضارب کی گھمبیر آواز گونجی تھی اور فجر کی
ڈھڑکنیں بڑھا گئی تھی۔۔۔

تم اپنالوں یا ٹھکرا دوں
تمہیں حق فیصلے کا ہیں۔

☹️ ہم سے کیا پوچھتے ہوں ہمارے ہاتھ میں کیا ہیں

♥️ کہ ہم تو کرچکے جاناں تمہیں ہر سانس میں شامل

ضارب فجر کی اتنے دن کی خاموشی اور بے رخی کو ذہن میں لاتا اپنی
خوبصورت آواز میں بولا تھا۔۔ جبکہ ٹھکرانے کی بات پر فجر کا دل کسی
نے مٹھی میں جکڑا تھا۔۔

لیکن اگلے ہی پل وہ رات یاد کرتی اس کا چہرہ سپاٹ ہوا تھا۔ اس کی
نظریں زیان کی طرف اٹھی تھی جس کا چہرے پہ آج ایک الگ ہی چمک
تھی۔۔۔

دل غلطی کر بیٹھا ہیں

(2) غلطی کر بیٹھا ہیں دل

اب بول ہمارا کیا ہوگا

(2) بول ہمارا

اویاراں

ماحول کو ایک دم خاموش ہوتا دیکھ پیچھے سے قوالوں کی آواز گونجی

تھی۔۔ جس پر زیان اور کایان کے علاوہ سب ایک بار پھر جھومے

تھے۔۔۔

ان کو ایسے جنگلیوں کی طرح ناچتا دیکھ سب لڑکیوں کا قہقہہ گونجا تھا۔

◌◌ پہلے پہلے ہوگی ہم سے دیدار کی غلطی

♥ دوبارہ کر گئے ہم بے ارادہ پیار کی غلطی

💧 ہمیں ضد تھی تمہارے عشق میں ہم قتل ہو جائے

💋 تم پہ مر مٹا یہ دل آخری بار کی غلطی

💋 کہاں عاشق کوئی ہم سا

💧 کہاں کوئی تم سا قاتل

(2) دل غلطی کر بیٹھا ہیں غلطی کر بیٹھا ہیں دل

اب بول ہمارا کیا ہو گا۔۔۔

بول ہمارا کیا ہو گا۔۔۔

زبان اور کایاں سب کے خاموش ہوتے ہی ایک دوسرے کے

کندھے پہ ہاتھ رکھتے سٹیج سے نیچے آتے اپنی گھمبیر آواز میں بولتے سب

کے ساتھ ناچ رہے تھے۔۔۔ وہ چھ چھ فٹ سے نکلتے قد سے ناچتے بہت

ہی زیادہ خوبصورت لگ رہے تھے۔۔ سب لڑکیوں نے اپنی طرف سے
اونچی آواز میں ہوٹنگ کی تھی۔۔

... پیسا ان لڑکوں کے اوپر پانی کی طرح بہا یا جا رہا تھا

سب لوگ ہی تقریباً پندرہ بیس منٹ بعد تھک کر ایک سائیڈ پہ کھڑے
ہو گئے تھے۔۔ جبکہ آیان زیان کے گلے لگ کر کھڑا اسے تھنک یو
بول رہا تھا۔۔ اس کو دیکھتے ہی ضارب اور کایان بھی زیان کے پاس
آتے چھوٹے شاہ کے گلے لگتے سب ہی ایک دوسرے کو اشارہ کرتے
اس کے ماتھے پہ زیان اور دائیں گال پہ کایان جبکہ بائیں گال پہ ضارب
نے اپنے لب رکھیں تھے۔۔ جس پہ کرنٹ کھا کر پیچھے ہوتا سرخ گلاب
بنا تھا۔۔ جس پہ لڑکیوں اور لڑکوں کا ایک جاندار قہقہہ گونجا تھا

۔۔ آیان نے خفت سے سب کی طرف دیکھا تھا۔ اس سے پہلے وہ اندر
جاتا کایان اس کا ہاتھ پکڑتا اپنے سینے میں بھینچ گیا تھا۔۔ جہاں پر لڑکیاں

کھڑی تھی وہ لڑکوں کی سائیڈ کا ایک ایک منظر دیکھ سکتی تھی لیکن لڑکے ان کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔۔

ضارب بھائی اب آپ کی باری۔۔۔ ایک خوبصورت گانا گا کر اس ماحول کو چار چاند لگا دیں۔۔۔ اویس جو آیان کی طرف توپ کرنے والا تھا اس کی گھوری پر جلدی سے ضارب کی طرف توپوں کا رخ کر گیا تھا۔۔۔ جس پہ سب ہاں میں سر ہلایا تھا ان سب کی ریکوسٹ پر

ضارب جلدی سے مان گیا تھا اور لڑکیوں کی طرف سب نے فخر کی طرف دیکھ کر ہوٹنگ کی تھی جس پہ اس کا چہرہ سرخ ہوا تھا اور وہ جلدی سے کنزہ کے کندھے کے پیچھے اپنا چہرہ چھپا گئی تھی۔۔۔ جبکہ اس نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔۔۔ فخر کنزہ کو دیکھتی اپنا نچلے لب کا نٹی دور ہوئی تھی

: This is for you ...



🌍 تم میری ملکیت ہو اور میں تمہارے معاملے میں خود غرض ہو۔
مجھے اپنے علاوہ تم سے جڑا ہر شخص زہر لگتا ہے ❤️🌟 چار دنوں کا پیار
اور ربا ❤️

❤️ لمبی جدائی، لمبی جدائی

چار دنوں کا پیار اور ربا۔

❤️ لمبی جدائی۔۔ لمبی جدائی

ضارب مانگ اپنے منہ کے قریب کرتا پہلے ایک خوبصورت شعر پڑھتا

اس کے بعد اس کی بے اعتنائی یاد کرتا اپنی آواز میں درد لاتا گانا گنگنا رہا

تھا۔۔

فجر جس کی پہلے اپنے نام اور اتنے خوبصورت شعر پر اس کے دل کی
ڈھڑکنیں منتشر ہوئی تھی۔۔۔ اس کی آواز میں درد اور جدائی کے ذکر پر
اس کا دل ایک بار پھر ڈھڑکنا چھوڑ چکا تھا اس کا سرخ گلاب سا چہرہ زرد
پڑا تھا۔ جبکہ سبز آنکھوں میں نمی اتری تھی۔۔۔ یہ سب لاشعوری تھا
اسے خود اپنی حالت کا اندازہ نہیں تھا آج اسے اتنی زیادہ تکلیف کیوں ہو
رہی ہیں۔۔۔ جب کہ عمران ہاشمی کا گانا اتنی خوبصورت انداز میں ضارب
کی گھمبیر آواز میں سن کر سب نے لڑکیوں نے شور مچایا تھا۔۔

♥ تیرے بنا دل میرا لاگے کہیں نا

♥ ♣ تیرے بن جاں میری جائے کہیں نا

♪♪ کتنے زمانے بعد اور با

یاد تو آیا، یاد تو آیا۔۔ کھویا رہا ہوں سانسوں میں اپنی

آہٹ بھی تیری بھول گیا ہوں۔۔

اتنا جیاں ہوں۔۔

تنہا رہا ہوں۔۔

عشق تیرا بھول گیا ہوں الجھا رہا میں اس زندگی میں

دل کی دہائی، دل کی دہائی ضارب چھوٹی سی فجر کو اپنے ذہن میں لاتا جو
اس کے ساتھ اپنا ہر دکھ سکھ شیئر کرتی تھی وہ جب بھی انگنڈ سے آتا تھا
اپنی ساری باتیں لکھ کر رکھتی تھی اور بعد میں اس کو سناتی تھی۔۔۔ اب
اس کی بے اعتنائی اس کا دل چیر رہی تھی۔۔ اس کی آنکھوں میں اس
وقت نمی دیکھ جاسکتی تھی۔۔۔

تیرے بن دل میرا لاگے کہیں نا 

تیرے بن جاں میری جائے کہیں نا

اتنے زمانے بعد اور با۔۔

یاد تو آیا۔۔

یاد تو آیا۔۔

🔥❤️ ہر بے بسی میں

🙌 ہر زندگی میں

🌟 تجھ کو ہی چاہا

🍁 تجھ کو ہی مانگا

جن راستوں سے۔۔

❤️ گزرا یہ دل تھا

منزل ملی نا۔۔

پیار نا پایا۔۔

خود کو چھپا کے۔۔

راہوں سے گزرے۔۔

دل کو سمجھالے

دل کو سمجھالے۔۔

تیرے بن دل میرا لاگے کہیں نا
تیرے بن جاں میری جائے کہیں نا

کتنے زمانے بعد اور رہا۔۔

یاد تو آیا۔۔

یاد تو آیا۔۔ یہ گانا گاتے وقت ضارب کی آنکھوں میں ایک نمی
تھی۔۔ جب اس نمی کو دیکھتے ہی زیان اس کے پاس جا کر کھڑا ہوا
تھا۔۔

گانا ختم ہوتے ہی زیان اس کو گلے لگا گیا تھا۔۔ جس بات کا زیان کو ڈر
تھا ہوا بھی وہی تھا۔۔ اس کے گلے لگتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیا
تھا۔۔ صد شکر تھا ضارب کا منہ دیوار کی طرف تھا۔ اس کو روتے
ہوئے کوئی بھی نہیں دیکھ پایا تھا۔۔۔ کایان اور آیان جو اس کی طرف

ہی بڑھ رہے تھے زیان ان کو ہاتھ کے اشارے سے روک چکا
تھا۔۔۔ سب بڑے اس وقت الگ جگہ موجود مہمانوں سے باتیں کر
رہیں تھے۔۔۔

فجر جس کی آنکھوں سے موتی لڑیوں کی صورت میں بہہ رہیں تھے
ضارب کو بے ہچکولے کھاتے وجود کو دیکھتے ہی اس کی سانسیں بند ہو
رہی تھی۔۔۔ وہ ناچاہتے ہوئے بھی اپنے رونے پہ قابو نہیں رکھ پائی تھی
اور اپنے پاس کھڑی کنزہ کو گلے لگا گئی تھی۔۔۔ اس وقت اسے ایک سہارا
چاہیے تھا چاہیے سامنے والا انسان کوئی بھی ہوں۔۔۔

وہ اس کے کندھے میں منہ چھپائے بنا آواز کیے روئے جا رہی
تھی۔۔۔ سب لوگ ہی اس وقت ضارب کو دیکھ رہے تھے اس لیے
کسی کا بھی دھیان فجر کی طرف نہیں اٹھا تھا۔۔۔ کنزہ جو دنگ سی کھڑی
تھی کہ فجر دوسری بار اس کے ساتھ ایسے بیہوش کر رہی تھی۔۔۔ جیسے وہ

اس کی اپنی ہوں۔۔ پچھلے ڈیڑھ ماہ میں اس نے اس کو مخاطب کرنا بھی
گوارا نہیں کیا تھا

اس یوں اچانک اس کو گلے لگانا اسے سمجھ نہیں آیا تھا۔۔ لیکن اصل
پریشانی تو اس تب ہوئی تھی جب اس نے اپنے کندھے پہ کچھ گیلا ہٹ
محسوس کرتی وہ پریشان ہوئی تھی۔۔ اس کی کچھ خاص بنتی نہیں تھی اس
کے ساتھ اس لیے اس سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اسے کیسے چپ
کروائے۔۔۔

آپی۔۔ کنزہ نرمی سے فجر نے کندھے پر ہاتھ رکھتی تذبذب کا شکار
ہوئی تھی اسے سمجھ نہیں آیا تھا۔۔۔ لیکن حور کے منہ سے اس نے
اکثر آپی ہی سنا تھا فجر کے لیے۔۔ اس لیے اس نے بھی آپی ہی بلا دیا
۔۔ اس کی آواز سنتے اور ماحول کو دیکھتے فجر اپنے آنسو صاف کرتی
سیدھی ہوئی تھی۔۔ جبکہ کنزہ کو دیکھ کر وہ خفت کا شکار ہوئی تھی۔۔

ضارب سب لوگ دیکھ رہے ہیں۔۔۔ زیان اس کو اپنے گلے سے ہنوز
ویسے ہی روتا دیکھ دبی دبی آواز میں بولا تھا۔۔۔ سب لوگ ہی اسے دیکھ
رہے تھے۔۔۔

وہ۔۔۔ مجھ سے ناراض ہیں زیان۔۔۔ میں اسے کیسے مناؤں گا۔۔۔ اس کی
یہ بے رخی مجھے مار ڈالے گی۔۔۔۔

ضارب اپنے آنسو صاف کرتا ہوا بولا تھا۔۔۔ اس کی آواز میں ایک درد
تھا۔۔۔ جسے محسوس کر کے زیان کو شرمندگی ہوئی تھی۔۔۔ وہ تو
ضارب کو خوش دیکھنا چاہتے تھے۔۔۔ جس کی وجہ سے ان لوگوں نے یہ
فیصلہ کیا تھا۔ وہ تو نہیں چاہتے تھے کہ فجر اس کے ساتھ ایسا بیہوش کریں
گی جس کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں آنسو آجائے گے۔۔۔ اچھا اگر تم
سے غلطی ہو گی ہیں تو اس سے معافی مانگ لوں نہیں بھی ہوئی تو پھر بھی
اسے سوری بول دوں تمہیں پتا ہیں کہ وہ کتنی نک چڑھی بات بات پہ

روٹھ جاتی ہیں۔۔۔ لیکن فل حال خود کو سمجھالوں اگر کسی بڑے نے
دیکھ لیا تو تمہاری یہ رخصتی یہی پہ رک جائے گی۔۔۔ زیان اس کو ہنوز
اپنے گلے سے لگتا دیکھ دانت پیس کر بولا تھا۔

یہ آئینے تجھے کیا دیں گے تیری خبر

آدیکھ میری آنکھوں سے کہ تو کتنا حسین ہے۔۔۔

ضارب زیان کی کمر میں مکہ جڑتا اپنی گھمبیر آواز میں یہ شعر بولتا ایک بار
پھر فجر کے ساتھ ساتھ سب کو ہنسانے کا باعث بنا تھا۔۔۔

ضارب بھائی آپ نے تو دل ہی لوٹ لیا اب کایان بھائی آپ کی باری
کب سے خاموشی کا روضہ رکھ کر کھڑے ہیں۔۔۔ اس کے بعد اس

آیان سے کچھ کرواے گے آخر کار اس حویلی کا چھوٹا شاہ دو بڑے

شاہوں کو مات دے کر پہلے شادی کر رہا ہیں۔۔۔ عدیل کایان کے ہاتھ

میں مانک دیتا اونچی آواز میں بولا تھا۔۔۔

کایان نے بغیر کوئی بحث کیے چپ کر کے مائک تھام لیا تھا وہی آیان نے
گھور کر اس کو دیکھا تھا۔۔۔ وہی ضارب فجر کو کال ملاتا سا بیڈ پہ ہو گیا تھا
۔۔۔ لیکن اس کو جواب نہیں ملا تھا۔۔۔ کیونکہ اس کا فون اس کے
کمرے میں موجود تھا۔۔۔ آج رات اپنا یہ دو آتشہ روپ تباہ کرنا آج
میں تمہاری روح میں سمانے کے علاوہ ہر حد پار کروں گا اور خود کو
میرے لیے تیار رکھنا۔۔۔ ضارب اسے ٹیکسٹ کرتا واپس آیا تھا اس پتا
تھا کہ فجر سب سے پہلے اپنا موبائل دیکھیں گی جا کر۔۔۔

مجھے تم سے ہمیشہ "

ملنے کی طلب رہی

اور لوگ تو یہ بھی کہتے ہیں

شاہ جی کیا گانا آپ کی خدمت میں پیش کرنے والے ہیں۔۔ دعا حور کا

ہاتھ پکڑتی اپنے پاس کھڑا کرتی اس کو سرخ گلاب بنا گی تھی۔۔ اس کی
حالت دیکھ کر سب نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔۔ ابھی وہ سب
باتیں کر رہیں تھے جب کایان کی خوبصورت آواز چاروں طرف گونجی
تھی۔۔۔

♪♪ سوچتا ہوں کہ وہ کتنے معصوم تھے

🔥 کیا سے کیا ہوگئے دیکھتے دیکھتے

🔥 سوچتا ہوں کہ وہ کتنے معصوم تھے

کیا سے کیا ہوگئے دیکھتے دیکھتے ♪♪ سوچتا ہوں کہ وہ کتنے معصوم
♪♪ تھے

🔥 کیا سے کیا ہوگئے دیکھتے دیکھتے

🔥 سوچتا ہوں کہ وہ کتنے معصوم تھے

♪♪ کیا سے کیا ہوگئے دیکھتے دیکھتے

پہلی دفعہ کایان نے اکیلے اپنی آواز کا جادو چلایا تھا لیکن دوسری دفعہ یہی
فکرے زیان اور کایان نے مل کر بولے تھے۔۔۔

(2)  مینے پتھر سے جس کو بنایا صنم

وہ خدا ہوگئے دیکھتے دیکھتے

(2) میں نے پتھر سے جس کو بنایا صنم

وہ خدا ہوگئے دیکھتے دیکھتے۔۔۔

پہلی دفعہ کایان اکیلا بولتا تھا جبکہ دوسری بار زیان اس کا ساتھ دیتا تھا۔۔

جبکہ سب لوگ ہی اس وقت شاہ حویلی کے بڑے سید زادوں کو دیکھ

رہی تھی۔۔ جن کو آج تک سب نے صرف سنجیدہ ہی دیکھا تھا آج ان

کی آواز کا جادو نا صرف لڑکیوں پر چلا تھا بلکہ سب عورتیں بھی انہیں

❁ بڑے غور سے سن رہی تھی۔۔۔ حشر ہے وحشت دل کی آوارگی

حشر ہے وحشت دل کی آوارگی

♥ ہم سے پوچھوں محبت کی دیوانگی

☺ ہم سے پوچھوں محبت کی دیوانگی

😊 جو پتہ پوچھتے تھے کسی کا کبھی

🌟 جو پتہ پوچھتے تھے کسی کا کبھی

👁️👁️ وہ لاپتہ ہو گئے دیکھتے دیکھتے

وہ لاپتہ ہو گئے دیکھتے دیکھتے۔۔

🙌 ہم سے یہ سوچ کر کوئی وعدہ کروں

🙌 ہم سے یہ سوچ کر کوئی وعدہ کروں

🐱 ایک وعدے پہ عمریں گزر جائیں گی

🧺 ایک وعدے پہ عمریں گزر جائیں گی

☺ یہ ہیں دنیا یہاں کتنے اہل وفا

یہ ہیں دنیا یہاں کتنے اہل وفا۔۔

بے وفا ہو گے دیکھتے دیکھتے۔۔

بے وفا ہو گئے دیکھتے دیکھتے۔۔۔

زبان اور کایان نے اپنا آخری فکرہ مکمل ہی کیا تھا جب سب لڑکوں نے
مل کر ایک زبردست ہوٹنگ کی تھی۔۔

لڑکیوں نے بھی اپنی طرف سے ہوٹنگ کی تھی لیکن ان کی آواز لڑکوں
تک نہیں گئی تھی۔۔۔۔۔ جب کہ دعا اپنی آنکھوں میں شرارت لے
اسے دیکھ رہی تھی۔۔ دعا کے علاوہ وہاں پر ہر لڑکی شرمارہی تھی لیکن
اس کا شرم سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں تھا۔

ایسا کیا جادو کر دیا ہیں ہماری حور نے جو کایان بھائی یہ گانا گانے پہ مجبور
ہو گئے ہیں۔۔ دعا آنکھوں میں شرارت لیے سخت لہجے میں پوچھ
رہی تھی۔۔

جس پہ حور تورونے والی ہوں گی تھی۔۔

دعا نا کچھ نا کہوں میری کیوٹ سی بھا بھی کو۔۔۔۔۔ فجر حور کی آنکھوں
میں آنسو دیکھتی اس کو اپنے گلے لگا گی تھی۔۔۔۔۔ اوہو آپ کو اپنی بھا بھی
کی فکر ہو رہی کبھی نند کی بھی سائیڈ لے لیا کریں اگر آپ آج میری
سائیڈ لے تو ہم ان دونوں کو آج چھپنے پہ مجبور کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔ دعا فجر
کو آنکھ مارتی مصنوعی افسوس سے بولی تھی۔۔۔۔۔ جب کہ کنزہ اس کو اپنی
طرف اشارہ کرتی دیکھ ناں میں سر ہلا گی تھی۔۔۔۔۔ یار دعا چھوڑو وہ
دیکھو آیان اب تمہارے لیے گانا گارہا ہیں۔۔۔۔۔ دعا کی دوست لیلی
جو کہ لندن سے آئی تھی آیان کو مائک تھا متے دیکھ اس کو اس طرف
متوجہ کر رہی تھی۔۔۔۔۔

یہ آیان کیا ہوتا ہیں اسے آیان صرف میں بلاو گی تم سب اسے بھائی یا
جیجو کہہ کر پکاروں گی سمجھ آئی میری بات!! دعا لیلی کو گھورتی اپنی انگلی
اٹھا کر سب کو وارن کر رہی تھی۔۔۔۔۔ جس پہ سب نے ہی ہاں میں سر ہلایا

تھا۔۔۔ وہ دعا کی پوز یسونس نیچر سے واقف تھی۔۔۔ سب لڑکیاں
ہی اس وقت آیان کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔ جو اپنے ہاتھ میں مانک
پکڑے گا ناسوچ رہا تھا شاید۔۔ جبکہ باقی سب اب اسے کے گانے کے
منتظر تھے۔۔ دعا بھی اسے دیکھ رہی تھی کہ وہ کیا الفاظ یوز کریں گا اس
کی شان میں اگر تو کچھ غلط بولا اس نے اس کی خیر نہیں ہونی۔۔

اگر مجھے کسی دن حلال حرام کی تمیز بھلا کر کوئی ایک خواہش پوری
کرنے کا موقع دیا جائے تو میں ہزاروں میل دوڑتا ہوا پاؤں میں چھالے
♥ پڑے تمہارے سینے سے لگنا چاہوں گا

جیسے سب لوگوں نے اپنی محبت کی شان میں ایک ایک شعر عرض کیا تھا
ہمارا چھوٹا شاہ کیوں پیچھے رہ جاتا کچھ کہنے میں۔۔۔۔

سبحان اللہ۔۔۔ سبحان اللہ۔۔۔ سبحان اللہ۔۔۔ سبحان

اللہ۔۔۔ سبحان اللہ۔۔۔ سبحان اللہ۔۔۔ سبحان اللہ۔۔۔ سبحان

اللہ۔۔ سبحان اللہ۔۔ سبحان اللہ۔۔ سبحان اللہ۔۔ سبحان اللہ۔۔ سبحان اللہ۔۔
اللہ۔۔ سبحان اللہ۔۔

دعا جو اسے پیار بھری نظروں سے دیکھ رہی ایک دم اس کے سبحان اللہ
بولنے پر اس کے دماغ میں کچھ کلک ہوا تھا مطلب وہ آج اپنا پسندیدہ
سونگ اس کی شان میں عرض کرنے والا تھا۔۔ دعا یہ سوچتے ہی اپنی
گردن فخر سے اکڑا گی تھی۔۔ جب کہ باقی سب لڑکیاں تالیاں بجا رہی
تھی۔۔ اور شاہ برادرز اس کے ساتھ ہی اس کی ہیلپ کر رہے
تھے۔۔۔

🌙 چاند سے سفارش جو کرتا تمہاری

🐵 دیتا وہ ہم کو بتا

🔥🔥🔥 شرم و حیا کے پردے گرا کے کرنی ہیں ہم کو خطا

ضد ہیں اب تو خود کو مٹانا ہونا ہیں تم میں فنا  آیان کی خوبصورت
آواز پورے ماحول میں چھائی ہوئی تھی۔۔ جب کہ اس کے سب
دوست اس وقت سیٹیاں بجا کر اس کو داد پیش کر رہے تھے۔۔ جب
کہ لڑکیاں تو منہ کھولے اسے سن رہی تھی۔۔ کہ اس حویلی کا چھوٹا شاہ
بھی کچھ ایسا کر سکتا ہیں۔۔

چاند سے سفارش جو کرتا تمہاری

 دیتا وہ ہم کو بتا

شرم و حیا کے پردے گرا کے کرنی ہیں ہم کو خطا   

ضد ہیں اب تو خود کو مٹانا ہونا ہیں تم میں فنا   

تیری ادا بھی ہیں جھونکے والی چھو کر گزر جانے دیں

تیری لچک ہیں کہ جیس ڈالی دل میں اتر جانے دیں۔۔

آیان دعا کا دبنگ انداز یاد کرتا مسکرا کر یہ دع جملے بولا تھا۔۔

جبکہ سب نے ہی بھرپور ہوٹنگ کی تھی۔ وہی دعا اس کا گانا سنتی شرم
سے دوہری پڑ رہی تھی۔۔ آخر دلہن تھی شرم کر کچھ تو لاج رکھنی تھی
اپنی اس نے۔۔۔

👄 آجا باہوں میں کر کے بہانا

ہوناہیں تم میں فنا۔۔۔

✦✦ چاند سفارش جو کرتا تمہاری

♥ دیتا وہ ہم کو بتا

شرم و حیا کے پردے گرا کے ہوناہیں تم میں فنا سبحان اللہ۔۔ سبحان
اللہ۔۔ سبحان اللہ۔۔ سبحان اللہ۔۔ سبحان اللہ۔۔ سبحان
اللہ۔۔ سبحان اللہ۔۔ سبحان اللہ۔۔ سبحان اللہ۔۔ سبحان
اللہ۔۔ سبحان اللہ۔۔ سبحان اللہ۔۔ سبحان اللہ۔۔

ان کے دوستوں اور وہاں پر سب نے مل کر اس بار ایک ساتھ آیان کا
ساتھ دیا تھا۔۔۔ جبکہ لڑکیاں جو اسے ہی بھوکوں کی طرح دیکھ رہی تھی
۔۔۔ دعا نے اپنی شرم (جو ناہونے کے برابر تھی) سائیڈ پر رکھ کر سب کو
گھورا تھا جس پہ وہ جلدی سے نظریں جھکا گئی تھی۔۔۔ ہے جو ارادے بتا

🔥 دوں تم کو شرم ہی جاؤں گی تم

ڈھڑکنیں جو سنا دوں تم کو گھبرا ہی جاؤں گی تم

🙌 ہم کو آتا نہیں ہیں چھپانا ہونا ہیں تم میں فنا

🌙 چاند سفارش جو کرتا تمہاری

دیتا وہ ہم کو بتا۔۔۔۔۔

شرم و حیا کے پردے گرا کے

کرنی ہیں ہم کو خطا۔۔۔

♥️ ضد ہیں اپنی ہونا ہیں تم میں فنا

واہ یار شاہ آج تو محفل ہی لوٹ لی تو نے۔۔۔ آیان کے دوست گانا ختم
ہوتے ہی اسے مل کر اپنے اٹھاتے اس کے ساتھ ناچ رہے تھے۔۔۔۔
زیان بھائی کی باری۔۔۔۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ سب ناچ کر
جب تھک گئے تھے۔۔۔۔ پھولی سانسوں کے درمیان ریحان کی
آواز آئی تھی۔۔۔ لڑکیاں جو تھک کر جا رہی تھی زیان کے نام پر وہ
سب رکی تھی۔۔۔ جب کہ کنزہ کے دل کی ڈھڑکنیں منتشر ہوئی
تھی۔۔۔

ہاں یار زیان کب سے سن رہا ہیں تو اب اپنی آواز میں کچھ سنا ہی
دیں۔۔۔۔ یہ آواز احسن ملک کی تھی جس کو صرف مہندی میں ہی
انوائٹ کیا گیا تھا۔۔۔ اس کو زیان اور کایان کے نکاح کا نہیں پتا تھا وہ
تھوری دیر پہلے ہی آیا تھا۔۔۔ اس کی بات پر سب نے ہاں میں سر ہلایا
تھا۔۔۔ جب کہ کایان اس کو زبردستی مانگ تھا گیا تھا۔۔۔

جس پہ وہ ناچاہتے ہوئے بھی گہری سانس بھر کر رہ گیا تھا۔۔۔ جب کہ
سب لوگ ہی اس کو دیکھ رہے تھے۔۔۔ سب لڑکیاں اس کو سننے کے
لیے بے تاب ہو رہی تھیں۔۔۔

کچھ دوائیں فارمیسی سے نہیں ملتیں
..... مگر

کسی کے قُرب میں،
کسی کے لُمس میں،
کسی کا کندھا میسر ہونے میں،
کسی کی آغوش میں،
کسی کے پہلو میں سمٹ جانے سے،
کسی کی باہوں میں جُھپ جانے میں
کسی کے چند میٹھے جملوں میں،

کسی کی آنکھوں کی محبت بھری چمک میں،
تو کسی کے دستِ شفقت میں،
کسی کی پوروں سے اشک چُسنے میں تو کبھی
.... کسی کے اُٹھے ہوئے ہاتھوں میں مل جاتی ہیں
!!! مگر

!! سب دوائیں فارمیسی سے نہیں ملتیں

زیان اونچی آواز میں بغیر مانگ کے یہ چند الفاظ بولتا مانگ اپنے منہ 
کے ساتھ لگا گیا تھا۔۔۔۔ جس پہ سب نے زبردست ہوٹنگ کی
تھی۔۔۔۔ جب کہ کنزہ کا چہرہ اس وقت سرخ گلاب بنا ہوا تھا۔۔۔۔ صد
شکر تھا دعا اس وقت کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی نہیں تو اس کو چھیڑتی ضرور

 دل عبادت کر رہا ہیں ڈھڑکنیں میری سن

تجھ کو میں کر لوں حاصل لگی ہیں یہی دھن

زندگی کی شاخ سے کچھ پل لوں میں چن

🔥❤️ تجھ کو میں کر لوں حاصل لگی ہیں یہی دھن

زیان کی خوبصورت اور گھمبیر آواز پوری حویلی میں گونجی

تھی۔۔۔ جبکہ سب لڑکیاں اور لڑکے اس کے ساتھ گنگنا رہے

تھے۔۔۔۔ کنزہ کا چہرہ اس وقت سرخ گلاب بنا تھا اس کی اتنی گھمبیر اور

خوبصورت آواز پر اس کا دل پسلیاں ٹور کر باہر آنے کو بے تاب تھا

❤️ دل عبادت کر رہا ہیں ڈھڑکنیں میری سن

🔥❤️ تجھ کو میں کر لوں حاصل لگی ہیں یہی دھن

🍁 زندگی کی شاخ سے کچھ حسین پل لوں میں چن

تجھ کو میں کر لوں حاصل لگی ہیں یہی دھن

جو بھی جتنے پل جیوں انہیں تیرے سنگ جیوں

جو بھی کل ہو اب میرا سے تیرے سنگ جیوں
جو بھی سانس میں بھروا نہیں تیرے سنگ بھروں

چاہیے جو ہوں راستہ سے تیرے سنگ چلوں

♥ دل عبادت کر رہا ہیں ڈھڑکنیں میری سن

♥ 🔥 تجھ کو میں کر لوں حاصل لگی ہیں یہی دھن

🍁 زندگی کی شاخ سے کچھ حسین پل لوں میں چن

تجھ کو میں کر لوں حاصل لگی ہیں یہی دھن

مجھ کو توں مٹ جانے

اب خود سے دل مل جانے

♪♪ کیوں ہیں یہ اتنا فاصلہ

لمحے یہ پھر نا آنے۔۔۔

ان کو توں نادے جانے

توں مجھے کو خود پہ دیں لٹا۔ تجھے تجھ سے ٹور لوں۔۔۔
کہیں خود سے جوڑ لوں۔۔ میرے جسم و جاں میں آ۔۔
تیری خوشبو اوڑھ لوں۔۔۔

جو بھی سانس میں بھروں۔۔
انہیں تیرے سنگ بھروں۔۔۔

چاہیے جو ہوں راستہ اسے تیرے سنگ چلوں۔۔۔

♥ دل عبادت کر رہا ہیں ڈھڑکنیں میری سن

♥🔥 تجھ کو میں کر لوں حاصل لگی ہیں یہی دھن

🍁 زندگی کی شاخ سے کچھ حسین پل لوں میں چن

تجھ کو میں کر لوں حاصل لگی ہیں یہی دھن

باہوں میں دے بس جانے۔۔

سینے میں دے چھپ جانے۔۔

تجھ بن میں جاؤں تو کہاں۔۔

تجھ سے ہیں مجھ کو پانے۔

یادوں کے وہ نظر آنے۔۔

اک جن پہ حق ہو بس میرا۔۔

تیری یادوں میں رہوں۔

تیرے خوابوں میں جگوں۔۔

مجھے ڈھونڈیں جب کوئی۔۔ تیری آنکھوں میں ملوں۔۔۔

جو بھی سانس میں بھروں۔

انہیں تیرے سنگ بھروں۔۔

چاہیے جو ہوں راستہ۔۔

اسے تیرے سنگ چلوں۔۔۔

♥ دل عبادت کر رہا ہیں ڈھڑکنیں میری سن

🔥❤️ تجھ کو میں کرلوں حاصل لگی ہیں یہی دھن

🍁 زندگی کی شاخ سے کچھ حسین پل لوں میں چن

تجھ کو میں کرلوں حاصل لگی ہیں یہی دھن

زبان نے جیسے ہی گانا ختم کیا تھا۔۔ سب نے ایک ساتھ ہی ناجانے کتنے

پیسوں کی برسات کی تھی۔۔۔ سب نے ایک ساتھ ہی زبان کو داد دی

تھی۔۔۔ چھوٹے بڑے سب ہی اس کو بڑے غور سے سن رہے

تھے۔۔۔

اور کتنی بار حاصل کرنا ہیں دوسری بار تو توں نکاح کر چکا ہیں

کایان اس کے گلے لگتا اس کے کان کے پاس جھکتا سر گوشہ نما آواز میں

بولا تھا۔۔

جس پہ زیان اس کو گھورتا خود سے دور کر گیا تھا۔۔۔ اس کے دور کرنے
پہ کا بیان نے بھی اس کو گھورا تھا۔۔۔ وہ دنوں اس وقت ایک دوسرے
کو گھورتے ہوئے اتنے زیادہ پیارے لگ رہے تھے۔۔

کہ سب نے ہی دل میں ماشاء اللہ بولا تھا۔۔۔

ہماری فی دِلہن کدھر ہیں۔۔۔ اس کا شوہر اس کو پانے کے لیے اتا ولا ہو
رہا ہیں۔۔۔ دعا جس نے ابھی کنزہ کو تنگ کرنے کے لیے پیچھے منہ ہی کیا
تھا۔۔ کنزہ کو ناپا کر وہاں اونچی آواز میں سب کو دیکھ کر ہانگ لگائی
تھی۔۔۔

وہ تو چلی گئی ہیں کب کی آپی اندر۔۔۔ حور جو کب سے خاموش کھڑی
کایان کو دیکھ کر ناجانے کیا سوچ رہی تھی۔۔۔ دعا کے پوچھنے پر اس
نے معصومیت سے بتایا تھا۔ جس پہ وہاں میں سر ہلاتی سب لڑکیوں

کو اپنی سائیڈ کی طرف جانے کا بولتی خود بھی ان کے ساتھ چلی گئی تھی۔۔

وہ کہی سے بھی نہیں لگ رہی تھی کہ اس کی کل رخصتی ہیں۔۔۔
دعا جو سیٹج پر چڑھ کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔ جب کہ فجر کو ارجنٹ واشروم جانا تھا

اس لیے وہ اپنی ایک کزن کو لے کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔

ضارب جو اس وقت اپنے کمرے میں گیا تھا۔۔۔ اب وہ واپس آہی رہا تھا کہ جب اس کی نظر فجر پر پڑی تھی جو اپنے ڈریس سمبھالتی اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔۔۔ اس کا دوا آتشہ روپ دیکھ کر کتنی دیر ضارب کو سانس نہیں آئی تھی۔۔۔۔ لیکن کچھ پلوں بعد وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھتا

وہ جو لڑکی فجر کے ساتھ آئی تھی۔۔ ضارب اس کو ہاتھ کے اشارے سے باہر جانے کا بولتا خود اندر داخل ہوا تھا۔۔ اس کے اشارہ سمجھتے ہی وہ لڑکی خاموشی سے اپنی مسکراہٹ دباتی باہر کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔ جبکہ ضارب دروازہ بند کرتا صوفے پہ بیٹھتا اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں فجر باہر آتی سیدھا ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑی اپنا ڈریس اور میک اپ اٹھیک کر رہی تھی۔۔ اس نے ضارب کو نہیں دیکھا تھا۔۔ اسے یہی لگا تھا کہ وہ لڑکی جو اس کے ساتھ آئی ہوگی وہی بیٹھی ہیں۔۔ جبکہ ضارب بڑے غور سے اس کی ایک ایک حرکت دیکھ رہا تھا۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ اپنے میک اپ کو ٹچ دے کر اپنے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھاتی اسے چلا رہی تھی۔۔۔

ضارب جو بے صبری سے اس کا انتظار کر رہا تھا وہ اس کا میسج پڑھے اور
میسج پڑھنے کے بعد اس کے کیا ایکسپریشن ہو گے۔۔۔

اگلے ہی پل فجر کا سرخ چہرہ دیکھ کر اسے سمجھ لگ گئی تھی کہ اس نے اس
کا میسج ریڈ کر لیا ہیں۔۔۔ اس کی حالت دیکھ کر ضارب نے اپنی
مسکراہٹ دبائی تھی۔

یہ میسج تو میں نے بغیر تمہیں دیکھے کیا ہیں۔۔۔ لیکن تم تو اس روپ میں
قیامت لگ رہی ہوں۔۔۔

اس کے موبائل رکھنے پر ضارب اپنی جگہ سے اٹھتا گھمبیر آواز میں بولتا
اس کے پاس جا کر کھڑا ہوا تھا۔ وہ جو ابھی واپس مڑی تھی مقابل کی
آنکھوں میں سرخی دیکھ کر اور اس کی گھمبیر آواز پر وہ بیڈ پر گرنے والے
انداز میں بیٹھی تھی۔۔۔

آپ۔۔۔ یہاں۔۔۔ پر۔۔۔ کیا۔۔۔ کر۔۔۔ رہے۔۔۔ ہیں۔۔۔ فجر جو
ضارب کو کب سے اپنے نزدیک سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ ہوش میں
آتے ہی اس کی لوں دیتی نگاہوں میں دیکھتی جلدی سے نگاہیں جھکا گئی
تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں میں خوف دیکھتیں ہی ضارب گھٹنوں کے
بل جھکتا اس کے مہندی سے بھرے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتا ان پر لب
رکھ گیا تھا۔۔۔ میرا نام نہیں لکھوایا۔۔۔ ضارب اس کے سوال کو اگنور
کرتا اس کے مہندی سے سجے ہاتھوں کو دیکھتا اپنا نام ناپا کر اپنی سیاہ نم
آنکھیں اس کی گرین آنکھوں میں گاڑھتا نرمی سے اس سے پوچھ رہا تھا
۔۔۔ اس کے لہجے میں نرمی محسوس کر کے فجر نے ناں میں سر ہلایا
تھا۔۔۔

کیوں۔۔۔ وہ اس کے ہاتھوں کو ایک بار پھر چومتا نرمی سے پوچھ رہا
تھا۔۔۔ جبکہ اس کے ناں میں سر ہلانے پر ضارب کو اپنے دل میں خنجر

پیوست ہوتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں مزید نمی اتری تھی۔۔۔ وہ جو پور پور اس کے لیے سچی بیٹھی تھی اس کا نام ہی مہندی میں نہیں لکھوایا تھا۔۔۔

پلیز۔۔۔ جائے کوئی آ جائے گا۔۔۔ فجر اس کے سوال کا جواب ناپا کر کھڑی ہونے کی کوشش کرنے لگی تھی جب وہ آنکھوں سے اسے وہی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتا اس کی گود میں اپنا سر رکھ گیا تھا۔۔۔ اس کی خم آنکھیں دیکھ کر فجر کا دل بے چین ہوا تھا لیکن جو کچھ اس نے اس کے ساتھ کیا تھا اسے کمزور نہیں پڑنا تھا۔۔۔

میری پہلی اور آخری درخواست، ہمارے درمیان جو بھی ہو، مجھ سے کبھی دستبردار نہ ہونا!!! مجھے معاف کر دوں میرا نور۔۔۔ میں کبھی بھی ایسا بیہوش نہیں کروں گا تمہارے ساتھ اور اس دن تمہاری باتیں مجھے غصہ دلائی تھی۔۔۔ تمہیں تو پتا ہیں کہ میں غصے کا کتنا تیز ہوں۔ لیکن

مجھے اپنی غلطی کا احساس اسی وقت ہو گیا تھا۔۔۔ تم چاہیے تو مجھے سزا بھی دے سکتی ہوں لیکن یوں بے رخی نادکھاؤں تمہاری بے رخی میری جان لے لیں گی۔۔۔ پلیز مجھے معاف کر دوں۔۔۔ ضارب اس کی گود میں سر رکھتا اس سے اپنی غلطی کا اعتراف کر رہا تھا۔۔۔ اس کے لہجے میں نمی محسوس کر کے فجر کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔

ایک شرط پر میں آپ کو معاف کر سکتی ہوں۔۔۔ فجر اس کی باتیں سنتی سنجیدگی سے بولی تھی۔۔۔ اس کی بات پر زیان اس کی گود سے اپنا سر نکالتا اس کی طرف آئبر واچکا کر پوچھ رہا تھا۔۔۔ جب کہ اس کے دل میں ایک خوف بھی موجود تھا۔۔

آپ تب تک مجھ سے اپنا حق نہیں لے گے جب تک میں آپ کو خود کو سونپ نادوں۔۔۔ فجر اسے کے چہرے پر پریشانی دیکھتی سر دوسپاٹ لہجے

میں بولی تھی۔ جب کی ضارب کو اپنی محبت پر اتنا یقین تھا کہ وہ وہ بہت جلد اس کو خود سے محبت کروانے پر مجبور کر دیں گا

ٹھیک ہیں مجھے تمہاری شرط منظور ہیں لیکن یہ چھوٹی موٹی گستاخیوں کی گاڑنی میں نہیں دیتا۔۔۔ ضارب کھڑا ہوتا اسے بھی اپنے مقابل کرتا اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اس کو اپنے نزدیک کرتا جس سے اس مقابل کی ڈھڑکنیں ضارب کے سینے میں بجتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ جس سے فجر سرخ گلاب بنتی اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی تھی۔۔۔

میرا نور تم نے یہ مجھے جو گستاخیاں کرنے کی اجازت دی ہیں وہی تمہاری جان مشکل میں ڈال سکتی ہیں۔ ضارب اس کے ماتھے پہ لب رکھتا شرارتی انداز میں بولا تھا۔۔۔ اگلے ہی پل وہ ایک ہاتھ اس کی کمر کے گرد اچھے سے لپیٹ کر اسے اپنے پاؤں پہ کھڑا کرتا اس دوسرے ہاتھ کی مدد

سے اس کی دھڑکنوں کو بے باکی سے مسلتا جس پہ مقابل نے سسکی
بھری تھی۔۔۔ وہ اس کی سسکی اپنے لبوں میں ہی کھی قید کر گیا تھا۔
ناجانے کتنی دیر وہ اس کے لبوں کا رس چوستا اس کے نچلے لب پر دانت
گاڑھتا پیچھے ہوا تھا۔ اس وقت مقابل کا چہرہ خون چھلکا رہا تھا۔ ابھی
ضارب مزید کوئی بے باکی کرتا جب اس کا وائبریٹ موبائل بجاتا تھا
۔۔۔ وہ اچھا خاصہ بد مزہ ہوتا دوسری طرف کا یان کو دو منٹ میں نیچے
آنے کا بولتا فجر کی گردن پہ لب رکھتا باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔
اس کے جاتے ہی فجر خود کو نارمل کرتی اپنے لبوں پر جلن محسوس کرتی
وہ روہانسی ہوئی تھی۔ کچھ ہی دیر میں جلن کے کم ہونے پر وہ لپسٹک
لگاتی باہر کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔

اس وقت دو وجود ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ایک دوسرے کو
خون آشام نگاہوں سے گھور رہے تھے۔۔۔ جبکہ پہلے وجود کا بس

نہیں چل رہا تھا سامنے کھڑی صنف نازک کی چمڑی ادھیر کر رکھ دیں
جس نے اس کی زندگی برباد کی ہوئی ہیں

تم کیسے مجھے دھوکا دے سکتے ہوں۔۔۔ اس صنف نازک نے سامنے
کھڑے وجود کا گریبان اپنی مٹھیوں میں بھرا تھا جسے وہ بہت بری طرح
جھٹک گیا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں لہو اتر ا تھا۔۔۔

تم ہوتی کون ہوں مجھ سے یہ سوال کرنے والی۔۔۔ اس کی گردن
دبوچتے مقابل نے سرد بر فیلے لہجے میں سوال کیا تھا۔

میں تمہاری بیوی ہوں جس سے تم نکاح سے پہلے ہی حق لے چکے ہوں
۔۔۔ اب تم میرے ساتھ دھوکا نہس کر سکتے۔۔۔ وہ اپنی گردن
چھڑوانے کی کوشش کرتی اس کی آنکھوں میں دیکھ کر غرائی تھی۔۔۔

بیوی۔۔ مائی فٹ تمہیں میری بیوی کا درجہ کس نے دیا ہیں۔۔ کم از کم
مینے تو نہیں دیا یا پھر تم نے دھوکے سے لیا تھا۔۔ مجھے تو کچھ یاد بھی نہیں
ہیں۔۔ میں تمہیں چھونا بھی اپنی توہین سمجھتا ہوں بیوی بنانا تو بہت دور
کی بات ہیں۔۔ وہ اس کی گردن سے ہاتھ حقارت سے ہٹاتا دبی دبی آواز
میں حلق کے بل غرایا تھا۔۔ تمہیں درجہ تو دینا پڑے گا ورنہ میں کیا کر
سکتی ہوں تم سوچ بھی نہیں سکتے۔۔ سامنے کھڑی صنف نازک اس
کے مقابل آتی غصے سے بولی تھی۔۔ اسے اس بات سے بھی ڈر نہیں لگ
رہا تھا کہ وہ تنہا اس وقت اس کے پاس کھڑی اور سامنا کھڑا وجود اسے
اڈھیر کر رکھ سکتا تھا۔۔ سب سے بڑی بات وہ اس پر حق رکھتا تھا۔۔
میں کیا کر سکتا ہوں تم یہ اپنے تصور میں بھی نہیں لاسکتی۔۔ ہم سید
زادے طلاق نہیں دیتے اپنے نکاح میں آئی ہوئی عورت کو چاہیے وہ

کتنی ہی بد کردار کیوں ناہوں لیکن میں تمہیں مار کر خود کو اس دھوکے
کے رشتے سے آزاد کروا سکتا ہوں۔۔۔

وہ اس کی آنکھوں میں اپنی خون آشام نگاہیں گاڑتا سرد بر فیلے لہجے
میں بولا تھا جس سے مقابل کو اپنے رگوں میں خون منجمد ہوتا محسوس
ہوا تھا لیکن مقابل کی صدا کی ڈھیٹ تھی۔ اسے ڈرنا نہیں تھا اس وقت
اسے اپنا حق لینا تھا۔ اس صنف نازک کا خون کھول رہا تھا اس وقت
بڑی مشکل سے اس وقت وہ خود پر ضبط کر کے کھڑی تھی۔۔۔ جب کہ
مقابل کھڑے وجود کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اس کو زندہ زمین میں گاڑھ
دیں۔۔۔ جس نے پچھلے کچھ دنوں سے اس کا جینا حرام کیا ہوا تھا۔۔۔
تم دفعہ ہو جاؤ یہاں سے ورنہ میں آج کیا کر گزر وگا تمہیں اندازہ بھی
نہیں۔۔۔ اس لیے میری نظروں سے دور چلی جاؤ۔۔۔ وہ اس کو اپنی
طرف بے شرمیوں کی طرح دیکھتا پا کر حلق کے بل ڈھاڑا تھا۔ وہ جو

اسے بھوکوں کی طرح دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس کی ڈھاڑ پر جلدی سے
ہوش میں آئی تھی۔۔۔

ابھی تو میں جارہی ہوں لیکن یہ ناسو چنا میں اتنی جلدی تمہارا پیچھا
چھوڑنے والی ہوں۔۔۔۔۔ مقابل اس کی آنکھوں میں دیکھتی غصے سے
بولتی وہاں سے نود و گیارہ ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اس کے جاتے ہی مقابل
ایک گہری سانس بھرتا خود بھی باہر کی طرف قدم بڑھا گیا تھا۔ اس
وقت وہ یہاں کیا کرنے آیا تھا

یہ بھی اسے بھول گیا تھا۔۔۔۔۔ آج ضارب اور آیان کی بارات کا دن تھا
اس وقت شام کے چھ بج رہے تھے۔۔۔۔۔ سب لوگ ہی اپنی اپنی
تیار یوں میں مصروف تھی۔۔۔۔۔ سب لڑکیاں اس وقت میرج ہال پہنچ
چکی تھی۔۔۔۔۔ جب کہ لڑکوں مہمانوں اور سب گھر والوں نے بارات
لے کر یہی سے جانا تھا۔۔۔۔۔

اس وقت سب لوگ ہی اپنی اپنی گاڑیوں میں بیٹھ چکے تھے۔۔۔۔۔ آیان
اور ضارب دنوں کی الگ الگ گاڑی تھی جو ضارب کی گاڑی میں اس
وقت آمنہ بیگم، بشری بیگم اور مہرین بیگم موجود تھی۔۔ جبکہ آیان کی
گاڑی میں اس وقت اس کے دوست موجود تھے۔۔۔ جنہوں نے کل
رات سے اسے ایک منٹ بھی سکون کا سانس نہیں لینے دیا تھا۔۔
کایان کی گاڑی میں اس وقت وقاص علی شاہ زاہد علی شاہ اور عابد علی شاہ
موجود تھے۔۔ جبکہ اکیلا ہی آ رہا تھا۔۔ سب سے پہلے ضارب اور زیان
کی گاڑی تھی اس کے بعد شاہ حویلی والوں کی جبکہ ان کی پیچھے گاڑیوں کی
ایک لمبی قطار تھی۔۔۔ ہوا میں فائرنگ کی آواز سنائی دے رہی
تھی۔۔۔

دھولوں کی آواز ماحول میں ایک الگ ہی ارتعاش پیدا کر رہے
تھے۔۔۔ شاہ حویلی سے میرج ہال پہنچنے کا ٹائم آدھے گھنٹے سے زیادہ لگتا

تھا۔۔ لیکن اس وقت جس سپیڈ سے گاڑیاں چل رہی تھیں۔۔۔ آدھے گھنٹے کا سفر وہ لوگ پندرہ منٹ میں طے کرنے والے تھے۔۔۔

پندرہ منٹ بعد وہ سب میرج ہال میں انٹر ہوتے اپنی گاڑیاں پارکنگ ایریا میں کھڑے کرتے سب لوگ ہی نیچے اترے تھے۔۔۔۔۔ سب لوگوں کے نیچے اترتے ہی ماحول میں ایک ساتھ ناجانے کتنی قسم کی آوازوں کا شور اٹھا تھا۔۔۔ شور سنتے ہی لڑکیاں جو اس وقت سب دعا اور فخر کو چھیڑ رہی تھیں۔۔۔۔۔ وہ سب بڑی سے کھڑکی کے پاس آئی تھیں جہاں سے نیچے صاف دیکھا جاسکتا تھا۔

ان سب کے اٹھتے دعا بھی اپنا لہنگا سمبھالتی کھڑی ہوئی تھیں۔۔۔ آخر وہ کیوں پیچھے رہ جاتی اپنی بارات دیکھنے میں جبکہ فخر کا دل اس وقت سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔۔۔ وہ اپنی جگہ پر جم کر بیٹھی ہوئی تھیں۔۔۔ اس کے پاؤں ہلنے سے انکاری ہو گئے تھے۔۔۔ لڑکیوں کی

نظر اس وقت نیچے بارات پر جم سی گئی تھی۔۔۔ کایان اور زیان اپنی جیبوں سے پیسے نکالتے اس وقت ضارب اور آیان کا صدقہ دے رہے تھے۔۔۔ جبکہ آیان کیوٹ سامنہ بنا کر اس وقت کایان کو دیکھ رہا تھا جو اس کے ماتھے پر لب رکھ گیا تھا۔۔۔

ضارب اس وقت ریڈ اینڈ بلیک کمرہ مینیشن کی شیراونی پہنے کالے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے مسلسل ہنسنے کی وجہ اس کا سفید چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔۔۔ پاؤں میں چمچماتے بلیک شوز پہنے دائیں بازو پر ماشاء اللہ کی پتی باندھیں جو بلیک کلر میں تھی۔۔۔ وہ بلا تخاصہ حسین لگ رہا تھا

۔۔۔ اس کی سیاہ آنکھوں میں آج الگ ہی چمک تھی۔۔۔ اس کے سیاہ اندھیری رات کی جیسی آنکھیں اسے اور بھی زیادہ حسین بنا رہی تھی۔۔۔ دعا نے اپنے بھائی کو دیکھ کر اس کی دل میں نظر اتاری تھی۔۔۔

اس نے اگلی نگاہ آیان پر دوڑائی تھی جو کایان کے ماتھے پہ لب رکھنے کی
وجہ سے سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ وہ اس وقت نیوی بلیو اینڈ وائٹ کلر کی
خوبصورت شیراونی میں موجود تھا۔۔۔۔۔ بھورے بالوں کو ماتھے پہ
بکھیرے نیلی آنکھوں میں ایک خوبصورت چمک لیے دائیں بازو پر سفید
رنگ میں ماشاء اللہ باندھے پاؤں میں شوز پہنے وہ سرخ چہرہ لیے دعا کو تو
بہت زیادہ معصوم لگا تھا۔۔۔۔۔ اس وقت اس کے سب دوست ناچ
رہے تھے۔۔۔۔۔ جب کہ فائرنگ کی آواز میں ماحول میں ارتعاش پیدا
کر رہی تھی۔۔

وہی پہ زیان آج وائٹ شلوار قمیض کہ اوپر بلیک اجرک لیے بالوں کو
جیل سے سیٹ کیے کلائی میچ برانڈ واچ پہنے وہ کی دلوں کی ڈھڑکن
بڑھا چکا تھا۔۔۔۔۔ کایان بھی اس وقت وائٹ شلوار قمیض پہنے اس کے
اوپر وائٹ ہی اجرک لیے بھورے بالوں کو نفاست سے سیٹ کیے

وہ بھی کسی سے کم نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ سب لوگ ناچ کر پیسے پانی کی طرح بہا کر اندر داخل ہوئے تھے۔۔۔ ضارب اور آیان اس وقت سٹیج پر موجود تھے جبکہ زیان اور کایان اس وقت اپنی محبتوں کو ڈھونڈ رہے تھے جو انہیں کہی نظر نہ آ رہی تھی

مردوں اور عورتوں والی سائیڈ دونوں الگ الگ تھی۔ ایک بہت بڑا سٹیج بنایا گیا تھا جو کہ درمیان میں تھا وہاں پر دو بڑے بڑے صوفے رکھے گئے تھے۔۔۔ درمیان میں ایک راہداری تھی جہاں سے دلہنوں کی انٹری ہونی تھی۔۔۔ اس وقت زیان اور کایان دونوں تھک ہار کر اپنی اپنی اجرک سیٹ کرتے

اوپر خالی صوفوں پر بیٹھے تھے۔ ان کی لٹکی ہوئی شکلوں کو دیکھ کر ضارب اور آیان نے اپنی ہنسی دبائی تھی۔۔۔

اگر تم دونوں ہماری بیویوں کی انٹری نیچے جلدی کروادوں تو تم لوگوں
کی یہ منہوس شکلیں سیدھی ہو سکتی ہیں۔۔۔ ضارب ان کی اتری ہی
شکلیں دیکھ کر اپنے مطلب کی بات پر آیا تھا۔

وہ کتنا بے چین ہو رہا تھا اس کو اپنی دلہن کے روپ میں دیکھنے کے
لیے۔۔۔ کل اس کی معافی ملنے کے بعد وہ اور بھی زیادہ خوش ہو گیا تھا
۔۔۔ اس نے خود سے عہد کیا تھا کہ وہ اب اپنے غصے پر مکمل کنٹرول رکھیں
گا۔۔۔ چاہیے کوئی بھی بات ہو وہ اس پر اپنا بے ہودہ غصہ نکال کر اس کو
ہڑٹ نہیں کریں گا۔۔۔

آیان کا بھی اس کے جیسے ہی حال تھا۔۔۔ وہ اس سے بھی زیادہ بے چین
ہو رہا تھا اسے اپنے پسندیدہ لہنگے میں دیکھنے کے لیے۔۔۔ اس دن ہلدی
لگانے جب وہ اس کے روم میں آئی تھی۔۔۔ اس کے بعد اس نے اس کا

دیدار نہیں کیا تھا۔۔ اور نا اس میں اتنی ہمت تھی کہ وہ اس کے سامنے جائیں اس وقت تو اس نے شیرنی کا روپ دھاڑا ہوا تھا۔۔۔

آیان کو آج بھی یہی لگا تھا کہ وہ ہر دہن کی طرح وہ آج اس سے شرمائے گی اور وہ اس پر ہیوی ہو گا اور اس سے ڈرنے کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی۔۔۔ لیکن اسے پتا نہیں تھا کہ ج رات دعا سے سب سے بڑا سپرائس دینے والی ہیں اور ہمیشہ خود سے ڈرا کر رکھنے والی ہیں۔۔۔ یہ آیان کی خوش فہمی آج رات ہوا ہونے والی ہیں۔۔

اسے سے پہلے زیان اور کایان میں سے کوئی جواب دیتا جب پورے ہال میں اندھیرا چھا گیا تھا۔۔۔ اس وقت رات کے گیارہ بج رہے تھے سب لوگوں نے ہال میں انٹر ہونے کے بعد کھانا کھایا تھا۔۔ اب شغل میلالگانے میں رات کے گیارہ بج چکے تھے۔۔ اس وقت سب لوگوں کی نگاہ سامنے کی طرف اٹھی تھ جہاں پر سپوٹ لائٹ پڑ رہی تھی۔۔

ضارب۔ زیاں کا یاں اور آ یاں کی نگاہیں اس وقت سامنے کا منظر دیکھ کر
جم سی گئی تھی۔۔۔ وہ سب ہی اپنی محبتوں کو اس قیامت ڈھاتیں روپ
میں دیکھ کر پاگل ہوئے تھے۔۔۔ ان کے سینے میں موجود خون کالو ٹھٹھا
اس وقت پسلیاں ٹوڑ کر باہر آنے کو بے تاب تھا۔۔

کسی کا بھی حال ایک دوسرے سے مختلف نہیں تھا۔۔۔ ان کو دیکھ کر ان
کے جذبات ان کے بدن میں طغیانی برپا کر چکے تھے۔۔۔۔۔ وہ سب ہی
اس وقت خود پر بڑی مشکل سے کنٹرول رکھ کر بیٹھے تھے۔۔۔ ان کی
آنکھوں میں اس وقت خمار کی سرخی چھائی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ جو ان کو اور
بھی زیادہ لکش بنا رہی تھی۔۔

فجر اس وقت بلڈ ریڈ کلر کا لہنگا پہنے جس پہ بہت ہی ہیوی گولڈن کلر میں
کام کیا گیا تھا۔۔۔۔۔ اپنے لہنگے کے ساتھ میچنگ ہیرے اور سونے کے
زیور پہنے ایک ڈوپٹا اس کے بدن پر اچھے سے سیٹ کیا گیا تھا۔۔۔ جو کہ

اس کے بدن کو بہت اچھی طرح چھپا رہا تھا۔۔۔ دوسرا اس کے ساتھ کا
ڈوپٹے کے ساتھ اس کو گھونگٹ کر دیا گیا تھا۔ جس سے اس کا چہرہ
ٹھیک طرح سے نظر نہیں آ رہا تھا۔۔۔

دوسری طرف دعا اس وقت نیوی بلیو لہنگے میں ملبوس تھی۔۔۔ جس کے
اوپر وائٹ کلر کے موتیوں اور چھوٹے چھوٹے ہیروں کا کام کیا گیا تھا
۔۔۔ جو اسے لہنگے پہ چار چاند لگ رہے تھے۔۔۔ اس کے لہنگے کے
ساتھ ایک ہی ڈوپٹا تھا جو کہ وائٹ کلر میں تھا لیکن اس کے سائیڈوں پر
بلیو پیٹی لگی ہوئی تھی۔۔۔

اس کا ڈوپٹا بہت اچھی طرح سے سیٹ کیا گیا تھا۔۔۔ بالوں کا جوڑا بنائے
گھونگھٹ اس کے چہرے پر ڈالا ہوا تھا جب کہ جس کی وجہ سے اس کا
چہرہ کوئی بھی نہیں دیکھ پا رہا تھا۔۔۔ حور اس وقت فجر کے ساتھ تھی

جبکہ کنزہ دعا کے ساتھ اور ان کے ارد گرد اور بھی بہت ساری لڑکیاں
تھی

کنزہ اس وقت وائٹ کلر کا لہنگا پہنے جس پر بلیک کلر کا کام کیا گیا تھا
۔۔۔ بالوں کا کھلا چھوڑے بغیر میک اپ کیے صرف لبوں پر لپسٹک
لگائے۔۔۔ ڈوپٹے کو اچھی طرح سیٹ کیے وہ کوئی ایسر الگ رہی
تھی۔۔۔ زیان کو خود کی طرف دیکھتا پا کر وہ سرخ گلاب بنی
تھی۔۔۔ اس سے نظریں اٹھانا محال ہو گیا تھا۔۔۔

وہی پہ حور بھی آج پنک کلر کا خوبصورت کلیوں والا فراک پہنے بالوں کو
کر لری کیے کچھ بال آگے ڈالے ہلکا ہلکا میک اپ کیے وہ سچ میں حور لگ
رہی تھی۔۔۔

ابھی دلہنیں سٹیج کے قریب پہنچی ہی تھی جب پورے ہال کی لائٹس
آن ہو گئی تھی۔۔۔ ضارب اور آیان ہوش میں آتے جلدی سے
کھڑے ہوتے اپنی دلہنوں کے پاس گئے تھے۔۔۔

ان کے کھڑے ہوتے ہی زیان اور کایان بھی نیچے اترے تھے۔۔۔ حور
اور کنزہ جو ایک ساتھ ہی کھڑی تھی۔۔۔ کایان اور زیان بھی ان کے
پاس ج جا کر کھڑے ہوئے تھے اس سے پہلے وہاں سے کنزہ بھاگتی جب
زیان اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کا آنکھوں سے یہی رکنے کی تنبیہ کر گیا تھا
۔۔۔ جب کہ حور خوشی سے سامنے کا منظر دیکھ رہی تھی۔۔۔ جہاں

آیان دعا کا ہاتھ اور ضارب فجر کا ہاتھ

پکڑ کر نرمی سے سٹیج پر لاتے انہیں بٹھاگئے تھے۔۔۔

جس ہی سب لوگوں نے ہی زبردست ہوٹنگ کی تھی۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں سب رسمیں ختم ہونے کے بعد ضارب اور آیان کو
کنگال کرنے کے بعد وہ سب لڑکیوں اس وقت خوشی خوشی پیسے گن
رہی تھی۔۔۔ جب رخصتی کا شور اٹھا تھا۔۔۔

اس وقت فجر ضارب کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی تھی۔ جبکہ دعا اور
آیان اپنی الگ گاڑی میں تھی۔۔۔ رخصتی کے وقت فجر توروی تھی
جب کہ دعا یہ کہہ کر خاموش ہو گئی تھی۔۔۔ جانا تو اسے ایک ہی گھر میں
ہیں۔۔۔ اس لیے وہ اپنی آنسو کیوں ضائع کریں۔۔۔ رخصت ہوتے
وقت کایان نے فجر کے سر پر قرآن پاک کا سایہ کیا تھا۔
اور زیان نے دعا پر۔۔۔

زیان کنزہ کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔۔۔ حور کو کایان حویلی لے جانے کی
 بجائے اس کو گول گپے کھلانے لے گیا تھا۔۔۔ اس نے شادی میں بہت

زیادہ میٹھا کھا لیا تھا۔ اور کایان کو تو بس موقع چاہیے تھا اپنی حور کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنے کا۔۔۔

کیوں مجھ سے کل سے چھپی پھر رہی ہوں جان زیان۔۔۔ کنزہ اور زیان جو اس وقت ایک ہی گاڑی میں موجود تھے۔۔۔ ان کے درمیان ایک گہری خاموشی تھی جو زیان نے ہی ٹوڑی تھی۔۔۔ اس کا یہ قیام جیسا روپ اس کے جذباتوں میں آگ بھڑکانے کا کام کر رہا تھا۔۔۔ اس کی یہ خاموشی کو مقابل کو بہت بری طرح چھ رہی تھی۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں تو نہیں چھپ رہی آپ سے۔۔۔ وہ اس کی گھمبیر آواز سنتی بغیر اس کی طرف دیکھے سامنے کی طرف نظریں جمائیں سنجیدگی سے بولی تھی۔۔۔ لیکن اپنی لڑکھڑاہٹ پر قابو نہیں پاسکی تھی۔۔۔ جب کہ اس اپنی طرف نظریں نا کرتا دیکھ زیان کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔۔۔۔ ان آنکھوں کا ہی تو

وہ دیوانا تھا۔۔۔ وہ ہر وقت چاہتا تھا کہ یہ آنکھیں صرف اسے ہی
دیکھتی رہے۔۔۔۔۔

میری طرف دیکھو جان زیان کیا ہوا ہیں کوئی غلطی ہوئی ہیں مجھ
سے!!! یا کچھ کہا ہیں کسی نے!!! زیان گاڑی کو ایک سائیڈ پر روکتا اس
کی ٹھوڑی سے پکڑتا نرمی سے اس کا چہرہ
اپنی طرف موڑ گیا تھا۔۔۔۔۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہیں۔۔۔ بس ٹھوڑی سی تھکاوٹ محسوس ہو
رہی ہیں۔۔۔ کنزہ اس کی طرف دیکھتی مدھم آواز میں بولی تھی۔۔۔ وہ
اس کی آنکھوں میں خمار کی سرخی دیکھ کر ڈر رہی تھی۔۔۔ اور یہ بھی سچ تھا
کہ وہ بہت زیادہ تھک چکی ہیں آج رات وہ اس کو برداشت کرنے کی
ہمت تو مقابل میں میں تھی۔۔۔۔۔

زبان اس کا چہرہ پڑھتا اپنے لب و باتا اس کو کہنی سے پکڑتا ایک ہی جھٹکے
میں اپنی گود میں بٹھا گیا تھا۔۔۔۔۔ اس اچانک افتاد میں مقابل ہو کھلاتی
سرخ پڑتی اس کی بلیک اجرک اپنی مٹھیوں میں دبوچ گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ
ایک نظر اس کی سبز آنکھوں میں دیکھتی جہاں پر اس کی طلب واضح
دیکھی جاسکتی تھی۔۔۔۔۔

یہ کوئی زبان سے پوچھتا وہ اس وقت وہ کیسے خود پر صبر کر رہا تھا۔ اپنی
پسندیدہ عورت پر حق ہونے کے باوجود بھی آپ اس سے دور رہیں یہ
مرنے کے مترادف ہوتا ہیں۔۔۔۔۔ اگلے ہی پل کنزہ اپنی گرے
آنکھیں جھکاتی اس کے سینے میں چھپی تھی جس پہ زبان کا برجستہ قہقہہ
کمرے کی زینت بنا تھا۔۔۔۔۔

جان زبان ابھی مجھ سے خوف کھانے کی ضرورت نہیں ہیں جب تک
تم مکمل طور پر میری دسترس میں نہیں آ جاتی تب تک میں صرف

چھوٹی چھوٹی گستاخیوں سے ہی کام لوں گا۔ لیکن جس دن میرے
کمرے میں میری دلہن بن کر آو گی اس دن مجھے سے کسی قسم کے رحم
کی امید مت رکھنا۔۔۔ زیان اس کا چہرہ اپنے سینے سے نکالتا سنجیدگی
سے بولتا اس کے لبوں پر جھک گیا تھا۔۔

جو کب سے اسے اپنی طرف اٹریٹ کر رہے تھے۔۔۔ وہ بہت ہی شدت پسند طریقے سے اس کے لبوں کی نرمی چرا رہا تھا۔۔۔ مقابل بغیر کوئی مزاحمت کیے اس کی اجرک پر اپنی پکڑ مضبوط کرتی جا رہی تھی۔۔۔ اس کی سانسیں حلق میں گھٹ رہی تھی۔۔۔ جہاں پر وہ اس وقت موجود تھے وہاں مکمل اندھیرا تھا کوئی بھی انہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔ اس کی اجرک پر پکڑ مضبوط محسوس کر کے زیادے خود سا ہوتا اس کے لبوں کو اب نرمی سے اپنے لبوں کی مدد سے سک کر رہا تھا۔۔۔ کبھی وہ دانتوں سے اس کے لبوں لوکاٹ رہا تھا۔ اس کی بند ہوتی سانسیں

محسوس کر کے وہ نرمی سے اس کے زبان کو اپنے لبوں میں لیتا اسے اپنی
سانسیں دے رہا تھا۔۔۔ جس پہ مقابل شرم سے سرخ پڑتی اپنی نکھیں
زور سے بند کر گئی تھی۔۔۔ یہ سانسوں کا عمل نا جانے کتنی دیر چلتا رہا تھا
۔۔۔ وہ اب اس کی غیر ہوئی حالت محسوس کر کے اس کے لبوں کو
آزادی دیتا اس کے ٹھوڑی کے تل پر اپنے دانت گاڑھ گیا تھا جس پہ
مقابل نے ایک سسکی بھری تھی۔۔۔۔۔ وہ اب پیچھے ہوتا اس کے ہاتھ
اپنی اجرک سے چھڑوا گیا تھا۔۔۔

اب پتا ہیں مجھے کیسا محسوس ہو رہا ہیں جان زیان؟؟؟ زیان اس کے اپنی
سینے میں بھینجتا اس کے بالوں پر لب رکھتا گھمبیر آواز میں پوچھ رہا تھا
۔۔۔ اس کی گھمبیر آواز سنتے ہی کنزہ نے ناں میں سر ہلایا تھا۔۔۔ وہ ابھی
تک اس کے سینے پر سر رکھ کر اپنی ناہموار سانسیں درست کر رہی
تھی۔۔۔

تمہارا تھوڑا سا نشہ کرنے کے بعد میرا دل کر رہا میں بغیر دیر کیے
تمہارے وجود کا حصہ بن جاؤں۔۔۔ زیان اس کے بلاؤز کی ڈوڑی میں
اپنا ہاتھ الجھاتا دوسرے ہاتھ سے اس کی ڈھڑکنوں کو بے باکی سے چھوٹا
ہوا بولا تھا۔۔۔ اس وقت اس کے جذباتوں میں ایک طغیانی برپا ہو چکی
تھی۔۔۔

نہیں۔۔۔۔۔ پلیز۔۔۔۔۔ ہم گھر چلتے ہیں۔۔۔۔۔ کنزہ اس کی بات سنتی
جلدی سے اس کے سینے میں نکالتی ہوئی اپن گرے آنکھیں ٹپٹپا کر
بولی تھی۔۔۔۔۔ اس کا شرم سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھ زیان اس کے رخسار
کے تل پر اپنے دانت شدت سے گاڑھ گیا تھا۔۔۔ یہ تل اس کو اپنا رقیب
لگتا تھا۔۔۔۔۔ جو اس کی آنکھوں کے اتنے پاس تھا۔۔۔۔۔ آچھا ٹھیک ہیں آج
تو میں خود پر کنٹرول کر رہا ہوں لیکن پھر کبھی بھی مجھ سے رحم کی امید
مت رکھنا۔۔۔۔۔ زیان اسکو گرم نگاہوں سے دیکھتا اس کے لبوں کو اپنے

لبوں سے چھوٹا اس کی سیٹ پر بٹھا گیا تھا۔۔۔ اس وقت اسے نیند کی سخت ضرورت تھی جس کی وجہ سے اس کی گرے خوبصورت آنکھیں بار بار نیند سے بوجھل ہو رہی تھیں۔۔۔ اپنی جان بچنے پہ کنزہ نے تشکر کی سانس بھری تھی۔۔۔

بہت خوبصورت لگ رہی ہوں دعا۔۔۔ آیان اور دعا جو گھر پہنچنے ہی والے تھے۔۔۔ کب سے ان دونوں کے درمیان گہری خاموشی تھی۔۔۔ آیان اس کو اتنا خاموش دیکھ کر حیران ہوا تھا لیکن پھر اس کی شرم و حیا کا مسئلہ سمجھتا خاموش ہو گیا تھا۔۔۔ لیکن اب اس نے ہی یہ خاموشی ٹوڑی تھی۔۔۔

میرے منہ ناہی لگوں تو بہتر ہیں تم ورنہ میں آجا کیا حال کروں گی تمہارا تم سوچ بھی نہیں سکتے۔۔۔ دعا اس کی بات سنتی بھڑکی تھی وہ بھی تو کب سے یہی چاہ رہی تھی کہ آیان بات کا آغاز کریں اور وہ اس پر اپنا

غصہ نکالیں۔۔۔ آیان اس کا دبنگ سٹائل دیکھ کر حیران ہوا تھا۔۔۔ مینے
کیا کیا ہیں دعا۔۔۔ آیان معصوم سی شکل بناتا اس سے اپنی غلطی پوچھ رہا
تھا جس پر وہ آج اپنے شوہر کو اس طرح جھاڑ پلا رہی تھی۔۔۔ جب کہ
اس کے اتنے معصوم بنے پر دعا نے اسے گھونگھٹ میں سے گھور کر
دیکھا تھا۔ اس کے گھورنے پر آیان نے گاڑی اہستہ کر کے معصوم سی
شکل بنائی تھی۔۔۔

نیلے بلے!! یہ اپنی دلہن کو شادی پر نیلا لہنگا کوں پہناتا ہیں تم ایک بار
کمرے میں مجھے اکیلے ملوں میں تمہارا کیا حشر کرتی ہوں تم سوچ بھی
نہیں سکتے۔۔۔ دعا ایک ایک لفظ چباتی ہوئی بولی تھی۔ اس کا بڑا دل تھا
کہ وہ اپنی شادی پہ ریڈ یا میرون لہنگا پہنے لیکن پھر اپنے نیکے بلے کا خیال
آتے ہی وہ خاموش ہو گئی تھی۔۔۔

اب اس کی پسند کا بھی تو خیال رکھنا تھا۔۔ اب موقع ملنے پر دعا نے اسے بتانا تو تھا کہ اس نے کیا کیا ہیں اس کی پسند کا لہنگا بھی نہیں دلو اس کا وہ۔۔ جبکہ آیان اس کو آنکھیں کھول کر دیکھ رہا تھا جس کو اتنا پیارا لہنگا پسند نہیں آیا تھا۔۔ ابھی آیان کوئی جواب دیتا جب دعا بولی تھی۔ خبر ادا رجو ایک لفظ بھی منہ سے نکالا تو چپ کر کے گاڑی چلاؤ میں بیٹھ بیٹھ کر تھک گی ہوں۔۔ مجھے گھر جا کر آرام کرنا ہے۔۔ دعا اس کے لبوں کو واہ ہوتا دیکھ کر بھڑکی تھی۔۔ اس کو غصے میں دیکھ کر آیان گاڑی کی سپیڈ بڑھا گیا تھا۔۔ جس پہ دعا نے گاڑی کی سیٹ کے ساتھ سر ٹکایا تھا۔۔ اس وقت رات کے دو بج رہے تھے جب فجر اپنے کمرے میں بیٹھی ضارب کا انتظار کر رہی تھی۔۔ سب کزنیں اس کی ابھی دس منٹ پہلے ہی وہاں سے اٹھ کر گئی تھی۔۔ ابھی وہ سونے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی لیکن مقابل کا خوف ہی اتنا زیادہ تھا کہ اسے نیند ہی نہیں آ

رہی تھی۔۔ ابھی وہ اپنے اوپر کسبل لپیٹ کر سوتی جب کلک کی آواز
کے ساتھ دروازہ کھلا تھا۔۔۔ اس کا دل دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی
آواز پر زور سے ڈھڑکا تھا۔۔۔ وہ ابھی تک گونگھٹ میں موجود
تھی۔۔ ضارب جو اپنے دوستوں سے بڑی مشکل سے جان چھڑوا کر
آیا تھا فجر کو اپنا انتظار کرتا دیکھ وہ اندر تک سرشار ہوا تھا۔۔
مجھے بہت زیادہ خوشی ہوئی ہے کہ میرے نور نے ابھی تک اپنا یہ دلہن
والا روپ تباہ نہیں کیا ورنہ مجھے تو لگا تھا تم کب کی چینج کر کے سو بھی گئی
ہو گی۔۔ ضارب ایک ہی جسٹ میں اس تک پہنچتا بیڈ پر بیٹھتا اس کا
ہاتھ پکڑتا نرمی سے بولا تھا۔۔۔ اس کا اتنا نرم لہجہ محسوس کر کے فجر
میں کچھ ہمت پیدا ہوئی تھی کہ وہ اس کے سامنے بول پائے گی۔۔
ورنہ وہ جب غصے میں ہوتا تھا تو کس کی سنتا تھا۔۔

میں۔۔۔۔۔ بس۔۔۔۔۔ کرنے۔۔۔۔۔ ہی

۔۔۔۔۔ لگی۔۔۔۔۔ تھی۔۔۔۔۔ کہ۔۔۔۔۔ آپ۔۔۔۔۔ آگ۔۔۔۔۔ فخر اس کے
ہاتھ سے اپنا ہاتھ پیچھے کرنے کی کوشش کرتی لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں
بولی تھی۔۔۔۔۔ لیکن ضارب اس کا ہاتھ اپنی مضبوط گرفت میں لیتا وہاں
پر اپنے لب رکھ گیا تھا۔۔۔۔۔

تم مجھے میرے نام سے بھی بلا سکتی ہوں اور تم بھی کہہ سکتی ہوں جیسے
پہلے کہتی تھی۔۔۔۔۔ اور یہ کپڑے میں خود چینج کروا۔۔۔۔۔ ضارب جو اس
کا ہاتھ چھوڑ کر اس کو پہلے والے دن یاد کروا رہا تھا۔۔۔۔۔ جیسے ہو اس کو اس
کے نام سے بلاتی تھی۔۔۔۔۔ آخر میں اس کا گھونگھٹ اٹھاتے وقت اس کا
لہجہ بے باک ہوا تھا۔۔۔۔۔

گھونگھٹ اٹھاتے ہی اس سے کچھ بولا بھی نہیں گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ اس کا دل
بہت بری طرح ڈھڑکا چکی تھی۔۔۔۔۔ وہ اس وقت یا قوتی لبوں پر

سرخ لپسٹک سجائے۔۔ ناک میں گول سی بڑی والی نتھ پہنے جس میں
صرف ایک موتی موجود تھا جو اس کے لبوں کو چھو رہا تھا۔۔ جس سے
ضارب کو حسد محسوس ہوا تھا۔ اس کا دل کر رہا تھا اس موتی کو جڑ سے
اکھاڑ دے۔۔۔

چہرے پر سیمپل سامیک ایپ کیے آنکھوں پر گولڈن گلٹری میک اپ
کیے وہ بلا کی حسین لگ رہی تھی اس کو دیکھ کر ضارب کی زبان تالو سے
چپکی تھی اس کے پاس بولنے کے لیے الفاظ ختم ہو گئے تھے۔۔ اس
کو لگ رہا تھا کہ اس کا دل ابھی باہر آ جائے گا۔۔

آپ۔۔۔ نے۔۔۔ کہا۔۔۔ تھا۔۔۔ کہ آپ میری مرضی کے بنا مجھ
سے حق نہیں لیں گے۔۔ فجر اس کو اپنی طرف دیکھتا پا کر اس کی کل
کہیں گی بات یاد دلار ہی تھی۔۔۔ اس کی آواز پر ضارب ہوش کی دنیا

میں آتا جلدی سے ہاں میں سر ہلا گیا تھا۔۔ اس نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تھا جہاں پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں چمک رہی تھیں۔۔۔

اس روپ میں تم سے اپنا حق نالینا میرے لیے مرنے کے مترادف ہیں لیکن میں اپنی نور کا کبھی مان نہیں ٹوٹے دوں گا۔۔ ضارب گہری سانس بھرتا اس کو کمر سے پکڑ کر اس کی گردن میں چہرہ چھپا گیا تھا۔۔ اس کے بدن سے اٹھتی مسحور کن خوشبو اس کے حواسوں پر چھا رہی تھی۔۔

لیکن میں نے یہ بھی کہا تھا میں تمہارے ساتھ گستاخیاں کر سکتا ہوں۔۔۔ ضارب اس کی خوشبو اپنے اندر اتارتا کچھ یاد آنے پر جلدی سے بولا تھا۔۔ اس کی بات پر فجر خاموشی سے نظریں جھکا گئی تھی۔۔

اب مجھے اجازت دوں کہ میں تمہارے ساتھ چھوٹی چھوٹی گستاخیاں کر کے اس رات کو

خوبصورت بناسکوں۔۔۔ ضارب اس کے ڈوٹے سے پنز اتارتا اس کے
لبوں کو اپنے فوکس میں لیتا گھمبیر آواز میں بولا تھا۔۔۔ اس کی اتنے پیار
سے اجازت مانگنے پر فجر اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھتی اجازت دے گی
تھی۔۔

میری نور تم نے مجھ اجازت دیں کر اپنی جان ہی مشکل میں ڈال دی ہیں
اب میں تم سے حق لینے کے علاوہ آج تمہارے جسم کو بڑے بڑے غور
اور نزدیک سے دیکھوں گا تاکہ مجھے پتا چل سکے میری فجر کے جسم کے
کس حصے پر تل ہیں۔۔۔ ضارب کھڑا ہوتا اپنی شیر وانی اتارتا گھمبیر آواز
میں بولتا الماری کی طرف بڑھ گیا تھا۔ وہ الماری سے دولال رنگ میں
خوبصورت سے کیس نکالتا اس کے پاس آتا لیکن بیٹھنے سے پہلے وہ اپنی

قمیض بھی اتار گیا تھا کیونکہ اس کو اکثر رات کو شترٹ لیس سونے کی عادت تھی۔ اس کے سکس پیک پر نظر پڑتے ہی فجر جلدی سے سرخ ہوتی اپنی نظریں جھکا گئی تھی۔ اسکی یہ حرکت مقابل سے چھپی نہیں تھی۔۔۔

یہ میری بیوی کا منہ دکھائی کا تحفہ اور یہ مجھے معاف کرنے کے لیے میں اپنی نور کے لیے لایا ہوں۔۔۔ ضارب اس کے سامنے ایک چھوٹا اور ایک بڑا کیس اس کے سامنے کرتا پیار سے بول رہا تھا جب کہ فجر بس نظریں جھکا کر بیٹھی تھی اس نے ناں ہی کوئی بات کی تھی اور ناں ہی وہ تحفے قبول کیے تھے۔۔۔

چلو میں خود ہی اپنے نور کو دکھا دیتا ہوں پہناؤں گا نہیں کیوں کہ یہ میرے رومینس میں خلل ڈالے گے ویسے دیکھ لوں کہ تمہیں کیسے لگیں ہیں اور تم یہ بعد میں کبھی پہن لینا۔۔۔ ضارب ایک بڑے کیس کا

ڈبہ کھولتا اس کے سامنے کر گیا تھا۔ جس میں ایک خوبصورت بلیو کلر
کے ہیروں کا ایک مکمل سیٹ تھا

ایک نفیس سائیکلس اس کے ساتھ ہی ایئرنگ ایک خوبصورت سی
انگوٹھی اور چار چوڑیاں موجود تھی۔۔۔ بلیو کلر فجر کا فیوڑت تھا
۔۔۔۔ فجر کی آنکھیں حیرت سے کھلی تھی۔۔۔ اس کو جیولری تو پہلے
سے ہی بہت زیادہ پسند تھی لیکن اتنی پیاری جیولری سے تو اس کو محبت
تھی۔۔۔

یہ۔۔۔ آپ میرے لیے لائے ہیں۔۔۔ فجر وہ بوکس ہاتھوں میں
پکڑتی خوشی سے پھولے نہیں سمار ہی تھی۔۔۔ جیسے حور کو چاکلیٹز پسند
تھی ویسے ہی فجر جیولری کی دیوانی تھی۔۔۔ اس کے سوال پر ضارب
نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔

میری دوسری بیوی تو یہاں نظر نہیں آرہی پہلی بھی بڑی مشکل سے ملی
ہیں اور وہ بھی اپنے پاس نہیں آنے دے رہی!!! ضارب دوسرا کیس
اٹھاتا اپنا نچلہ لب دباتا اپنی سیاہ آنکھوں میں شرارت لیے بول رہا تھا
۔۔۔ اس کی بات پر فجر جو خوش ہو رہی تھی جیولری کو دیکھ کر اس کی
اتنی بے باک بات پر وہ سرخ پڑتی جیولری کا باکس نیچے رکھ گئی تھی۔۔
یہ میری فجر نے مجھے معاف کیا اس خوشی میں۔۔۔ ضارب اس کے
سامنے دوسرا کیس کرتا اس کے نزدیک ہو گیا تھا۔۔۔ اس کے نزدیک
ہونے پر فجر کی پلکیں شرم سے لرزی تھی۔۔۔ اس نے اپنی پلکیں اٹھا کر
اس ڈبی کی طرف دیکھا تھا جس میں بہت ہی خوبصورت پائل تھی جو بلیو
اینڈ وائٹ کلر میں موجود تھی۔۔۔ جس پہ گھنگرو بھی لگے ہوئے
تھے۔۔

یہ میں نے تمہارے لیے خاص بنوائی ہیں میں چاہتا ہوں کہ تم اسے
کمرے میں ہمیشہ پہن کر رکھو مجھے اس کی آواز بہت زیادہ پسند ہیں
۔۔۔ اور میں نہیں چاہتا کہ اس کی آواز کوئی اور سنیں چاہیے وہ کوئی
عورت ہی کیوں نا ہوں۔۔۔ تمہارے معاملے میں یہ تمہارا پاگل دیوانا
بلکل جنونی ہیں۔۔۔

ضارب اس کی پنڈلیاں اپنی گود میں رکھتا گھمبیر آواز میں بولتا اس کے
پاؤں میں وہ پائل پہنا رہا تھا۔۔۔ اس طرح وہ پائل پہنانے کے بعد اس
کے دونوں پاؤں پر کب رکھ گیا تھا۔ اس کے لب رکھنے پہ فجر نے اپنے
پاؤں پیچھے کرنے چاہیے جسے ضارب اس کا خوف سمجھتا اس کے پاؤں
چھوڑ گیا تھا۔۔۔ اب رات مزید برباد نہیں کرتے پہلے بھی بہت وقت
بر باد ہو گیا ہیں۔۔۔ ضارب اس کے اور پاس آتا اب اس کے ڈوٹے میں
لگی پنز اتار رہا تھا۔۔۔ جب کہ اس کے اتنے نزدیک آنے پہ فجر اپنی

آنکھیں بند کرتی اس کے جسم سے اٹھتی کلون کی خوشبو محسوس کر رہی
تھی۔۔۔ جو اس کے حواسوں پر چھا کر اس کو مدہوش کرنے کا کام کر
رہی تھی۔۔۔

ضارب اس پہ مدہوشی طاری ہوتا دیکھ گہرا مسکراتا اس کا ایک ڈوپٹا اتار
گیا تھا جو اس کے سر پر سیٹ کیا گیا اس کا اپنی آنکھیں بند کرتا دیکھ ضارب
اس کی ناک کی نتھ اتار گیا تھا جو کب سے اسے خود سے حسد محسوس کروا
رہی تھی۔۔۔ اس کے نتھ اتارنے کی وجہ سے فجر اپنی آنکھیں کھول گئی
تھی۔۔۔۔ یہ کب سے تمہارے لبوں کو چھو رہی تھی جن پر صرف میرا
حق ہیں۔۔۔ وہ بولتے ساتھ ہی اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتا اس کے
یا قوتی لبوں ہر جھک گیا تھا۔۔۔ وہ لمحہ بالمشہور اس کی سانسیں چرار ہاتھ
۔۔۔ وہ اس کی سانسیں بڑی شدت سے پی رہا تھا۔۔۔ جس سے مقابل
کی سانسیں حلق میں ہی گھٹ رہی تھی۔۔۔

وہ بہت ہی شدت پسند طریقے سے کچھ ہی لمحوں میں اس کی ساری
سرخی چرا گیا تھا۔۔۔۔ وہ اب اس کے لبوں کو چھوڑتا اپنے لبوں اور
دانتوں کی مدد سے اس کی اس کی زبان پر سے نمی چرارہا تھا۔۔۔ وہ بھر
پور کوشش کر رہا تھا کہ وہ اس کو نرمی سے چھوئے لیکن اس کو چھوتے ہی
اس کے بدن میں سپارک اٹھ رہے تھے۔۔۔

تمہاری آنکھیں تراشتی ہیں حسین منظر

♥ تمہارا ہونا ہوا میں خوشبو بکھیرتا ہے

تمہیں ملا کے جو دیکھتا ہوں تو ہے مکمل

وہ ایک دنیا جو دل بسانے کی سوچتا ہے

ضارب اس کے بلائی لب پر دانت گاڑھتا اسے اپنے ساتھ کھڑا کرتا

گھمبیر آواز میں بولتا ڈریسنگ مرر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ اس وقت

پورا کمرہ ہی گلاب کے پھولوں سے مہک رہا تھا۔۔ بیڈ پر چارو طرف

گلاب کے پھول بچھائے گئے تھے۔۔ کمرے میں چھوٹی چھوٹی کینڈلز
جل رہی تھی۔۔۔ جو کمرے کا ماحول اور بھی زیادہ رومینٹک بنا رہی
تھی۔۔ وہ اس کو ڈریسنگ مرر کے پاس لاتا جلدی سے اس کو مرر کے
سامنے بٹھا گیا تھا۔۔

اب وہ بہت نرمی سے اس کے ایک ایک زیور اس کے بدن سے الگ
کرتا ڈریسنگ مرر رکھ رہا تھا۔۔ زیور اتارتے ہی وہ اس کے بالوں کے
بنائے گئے جوڑے میں ہاتھ الجھا گیا تھا۔۔ جس کو وہ کچھ ہی لمحوں
میں کھول گیا تھا۔۔ اس کے بال کھلتے ہی ضارب اس کی گردن میں
منہ چھپا گیا تھا۔۔ وہ اب اپنی گھنی بیڑ ڈاس کی بیک سائیڈ پہ رگڑتا اسے
مدہوش کر رہا تھا اور فخر ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ ضارب۔۔۔۔۔ وہ مدہوش
ہوتی گہرے سانس بھرتی اس کو روک رہی تھی۔ جو اس کے بلاؤز کی
ڈوڑی میں لگے ٹسلسز اپنے دانتوں کی مدد سے کھولتا اس کی برہنہ پشت پر

اپنے لب رکھ رہا تھا۔ اس کی مدہوش آواز سنتا وہ ایک ہی جھٹکے میں
اسے اپنے مقابل کھڑا کر گیا تھا۔۔۔۔۔

کچھ نہیں کر رہا تمہاری اجازت کے بغیر اس لیے فکر رہوں آج
تمہارے اتنے پاس ہو کر بھی اپنا حق نالینے کی وجہ سے سید ضارب علی
شاہ کی موت بھی واقع ہو جائے تو وہ تم سے اپنا حق نہیں لیں گا
۔۔۔ ضارب اس کا ڈوپٹا اتارتا جو اس کے کندن جیسے نشیب و فراز کو
چھپانے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہ ایک ہی جھٹکے میں اس کا ڈپٹا اتارتا
جس سے اس کے نشیب و فراز پوری آب و تاب سے چمکتے ضارب کی
رگوں میں ڈوڑتا خون اور زیادہ بھر کا چکے تھے۔۔۔ اس کا دودھیا پیٹ
بھی اس وقت اپنی جھلک دکھا رہا تھا۔۔۔ وہ ایک ہی جھٹکے میں اس کا
بلاؤز کندھوں سے نیچے کھسکاتا اس کی بیوٹی بون پر جھکا تھا۔۔۔

جب کہ اس کے ہاتھ کمر کے نیچے بھرپور طریقے سے اپنا حق جتا رہے
تھے۔۔۔۔۔ اس کی شدتوں کو سہتی فجر نڈھال ہوتی اس کی کندھوں کو
مضبوطی سے تھام گی تھی۔۔۔۔۔ وہ بہت ہی شدت پسند طریقے سے
اس کی بیوٹی بون پر اپنے دانت گاڑ رہا تھا۔۔۔۔۔ تو کبھی اس کے سسکنے
پر وہ وہاں پر لب رکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ ضارب۔۔۔۔۔ پلینز۔۔۔۔۔ بس
کریں۔۔۔۔۔ فجر اس کی گردن میں اپنی ناخن گاڑھتی گہری سانس بھرتی
ہوئی بولی تھی۔۔۔۔۔ جب کہ اس کی آنکھوں میں بھی مقابل اس وقت
طلب بن کر اتر ا ہوا تھا لیکن وہ اس کو اجازت دے کر خود کے لیے
مشکل پیدا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ وہ تو اب اس کی شدتیں اپنی گردن
پر بڑی مشکل سے برداشت کر رہی تھی۔

اگر تم مجھے اجازت دے دیتی تو میں بڑی نرمی سے تم میں سماتا تمہیں خود
میں سمیٹ لیتا لیکن اب تمہارے اتنے پاس آکر میرا کیا حال ہو رہا ہیں

تم سوچ بھی نہیں سکتی میری نور۔۔۔ میرے جسم اس وقت مکمل اکڑ چکا
ہیں۔۔۔ ہاتھ لگاؤں مجھے میرے جسم سے کتنی تپش نکل رہی ہیں
۔۔۔ ضارب اس کا ہاتھ اپنے چٹانی سینے پہ لاتا خمار آلودہ لہجے میں بولا تھا
۔۔۔ اس کی بات سن کر فجر نے اپنی سبز آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا
تھا جہاں پر سیاہ آنکھیں اس وقت مکمل طور پر خمار زدہ تھی۔۔۔ ضارب
اس کی آنکھوں میں طلب دیکھتا مبہم سا مسکرایا تھا۔۔۔ جب کہ اس کی
بات سن کر فجر نے اپنا نچلے لب دبایا تھا۔ اس کی حالت دیکھ کر اس کا
دل کر رہا تھا کہ اسے اجازت دے دیں لیکن پچھلی بار والا اس کا رویہ یاد
کرتی وہ اندر تک لرز گئی تھی۔۔۔ اسے اب سمجھ نہیں رہا تھا کہ کیا کریں
وہ۔۔۔ کمرے سے جات وقت آمنہ بیگم اس کو سمجھا گئی تھی شوہر کو اس
کے حق سے محروم رکھنا گناہ ہوتا ہے اگر آج تم اجازت دے بھی دو تو
میں تم سے اپنا حق نہیں لوں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میری فجر بہت

رحم دل ہیں۔۔۔۔۔ لیکن میں تب تم سے اپنا حق لوں گا جب تم دل سے
میری بننا چاہوں گی۔۔۔۔۔ ضارب اس کا بلاؤز ایک ہی جھٹکے میں اتارتا
سنجیدگی سے بول رہا تھا۔ جب کہ اس کی بات سنتے فجر نے حیرت سے
اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔ تو کیا وہ اس کا چہرہ پڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔ جب
کہ اس کے بلاؤز اتارنے پہ فجر اس کے سینے میں چھپی تھی جس پہ
ضارب اس کی سٹریپ میں انگلیاں پھنساتا شرارت سے مسکرایا تھا۔۔۔۔۔
کم از کم آج تو میچنگ کر لیتی اور میری بات کی لاج رکھ لیتی۔۔۔۔۔ تاکہ مجھے
بھی خوشی ہوتی۔۔۔۔۔ ضارب اس کی بلیک سٹریپ کی ہک کھولتا بے باکی
سے

بولتا اس شرم سے پانی پانی کر گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ اپنی ڈھڑکنوں پر موجود
آخری پردہ بھی گرتا ہوا محسوس کر کے وہ ضارب کے سینے میں چھپتی
اس کے گرد اپنا حصار مضبوط کر گئی تھی۔۔۔۔۔ جب کہ اس کے اس ایکٹ پر

ضارب کا برجستہ قہقہہ گونجاتھا۔۔۔۔۔ وہ اسے نرمی سے خود سے الگ کرتا
آخری پردہ بھہ زمین بوس کر گیا تھا۔۔

میری جان مینے یہ ڈھڑکنیں بہت ہی نزدیک سے دیکھی ہوئی ہیں میں
بتا سکتا ہوں کہ ان کے درمیان میں ایک خوبصورت تل موجود ہیں
جس کو میرا دل کرتا ہیں کہ جڑ سے اکھاڑ دوں۔۔۔۔۔ ضارب اس کی
ڈھڑکنوں کو نرمی سے سہلاتا بے باکی سے بولا تھا۔۔۔۔۔ اس بے شرم
انسان کے سامنے اور اس کی باتیں سن فجر کا دل کر رہا تھا وہ زمین پھٹے وہ
اس میں سما جائے۔۔۔۔۔ اب اس کا ہاتھ اپنے لہنگے پر محسوس کرتی اور اس
کے لبوں اور دانتوں کا ظلم اپنی ڈھڑکنوں پر محسوس کرتی وہ بھاری ہوتی
سانسوں سے اس کے بال اپنے ہاتھ میں پکڑتی اس کو روک گی تھی۔۔۔
آج رات خود سے دور ناکروں ورنہ تمہارے شوہر کی پہلی رات ہی تم
سے دوری کی وجہ سے سانس چھین جائے گی۔۔۔۔۔ ضارب ایک ہی

جھٹکے میں اس کا لہنگاز میں بوس کرتا اس کو اپنی باہوں میں اٹھا گیا تھا جس
کہ وجہ سے پورے کمرے میں اس کی پاؤں میں موجود گھنگڑوں کی آواز
کمرے میں ارتعاش برپا کر چکی تھی۔۔۔

وہ اس کو نرمی سے بیڈ پر لٹاتا اس پر سایہ فگن ہوا تھا۔ اس کا قیامت جیسا
مخملی بدن دیکھ کر اس کے جسم میں اس کے جسم کا حصے بننے کے جذبہ زور
سے انگڑائی لے رہا تھا۔۔۔ اس نے خود کو جیسے روکا ہوا تھا یا تو وہ جانتا تھا
یا اس کا خدا۔۔۔

وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنی قید میں لیتا بیڈ کروان سے پن کرتا اس
کی گہرائیوں میں جھکا تھا جس پہ فجر بن آب مچھلی کی طرح تڑپی
تھی۔۔۔۔ جبکہ ضارب اس ک ڈھڑکنوں کی گہرائیوں میں جھکتا اسے
پل میں بے بس کر گیا تھا۔ وہ بہت شدت سے دانت گاڑ رہا تھا۔

جس پہ فجر مچلتی ہوئی اس کے سینے میں چھپنے کی کوشش کر رہی
تھی۔۔۔ جب کہ ضارب اب اس کی ڈھڑکنوں سے نیچے کا سفر کرتا اس
کو بے بس کر رہا تھا۔۔۔ وہ اس کے بلی بٹن پر زبان پھیرتا اس کو گیلا کر
رہا تھا۔۔۔ جس پہ وہ خود میں اب سمٹنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

وہ اب اس کی تھائیز پر اپنی بیڑ ڈرگڑتا اس کو مدہوش کرتا خود کو ہر پردے
سے آزاد کر گیا تھا۔۔۔ اس کے بے باکی سے اپنا اس کی گہرائیوں میں
حق جتاتے شرم سے پانی پانی کر رہے تھے۔۔۔

ضارب۔۔۔ میں تھک گی ہوں مجھے سونا ہیں۔۔۔ اسے ہر حد سے گزرتا
دیکھ فجر اپنی آنکھیں بند کرتی غصے سے بولی تھی۔۔۔ ضارب جو اس کے
پورے جسم کو اپنے لبوں سے مہکا رہا تھا اس کی غصے میں ڈوبی آواز سن کر
وہ اپنی مسکراہٹ دباتا ایک ہی جھٹکے میں

اس کے نیچے ہوتا اسے اپنے اوپر کر گیا تھا۔۔۔۔۔ فجر اس اچانک افتاد پہ
اس کے کندھوں کو جکڑ گئی تھی۔۔۔۔۔ اس کے اوپر آتے ہی وہ آنکھیں
بند کرتا اس کی گردن میں چہرہ چھپا گیا تھا۔۔۔۔۔

جو حکم آپ کا میری جان۔۔۔۔۔ ضارب اس کے گرد اپنا حصار باندھتا
اپنی آنکھیں موند گیا تھا ایک تو وہ اس کو تنگ نہیں کرنا چاہتا تھا اور دوسرا
کل ولیمہ تھا جس کی وجہ سے انہیں جلدی اٹھنا تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ
وہ صبح صبح تھکی تھکی نظر آئے۔۔۔۔۔ اس کے اتنی جلدی بات ماننے پر فجر
حیران ہوتی اس کے سینے میں چھپتی آنکھیں موند گئی تھی۔ کچھ ہی دیر
میں وہ دونوں ایک دوسرے کی اغوش میں سو چکے تھے۔۔۔۔۔

کایان اس وقت اپنی گاڑی ایک سائڈ پہ روکے حور کو فرصت سے دیکھ رہا
تھا جو آنسکریم کھا رہی تھی کھانم اپنے منہ پر زیادہ لگا کر رہی تھی۔۔۔۔۔ اس
کے منہ کے ارگرد آنسکریم لگی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ وہ سیدھا میرج حال سے

گول گپے کھانے آے تھے لیکن گول گپے کھانے کے بعد اس مرچے
لگ گئی تھی جس کی وجہ سے اب وہ آنسکریم کھا رہی تھی اور کایان اس کو
اپنی نیلی آنکھوں میں محبت لیے دیکھ رہا تھا۔۔۔ وہ اس وقت کایان کی
نیلی اجرک اوڑھے سیدھا کایان کے دل میں اتر رہی تھی۔۔۔ حور
۔۔۔ اس کو کھانا دیکھ کایان کے دماغ میں ایک جھماکا سا ہوتا تھا۔۔۔ جس پہ وہ
اسے پکار بیٹھا تھا۔۔۔ جس پہ حور آنسکریم کا بائٹ لیتی اس کی طرف
آنکھیں ٹپٹا کر معصومیت سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ جس پہ کایان خود پر
کنٹرول کرتا گہری سانس بھر کر رہ گیا تھا۔۔۔

تمہاری مانو کدھر ہیں۔۔۔ کایان کل رات سے اس کی غیر موجودگی
محسوس کر گیا تھا جس کی وجہ سے وہ اب بلی کے متعلق استفسار کر رہا
تھا۔۔۔ جس پہ حور اپنے لبوں پر زبان پھیر کر آنسکریم صاف کرتی

اس کو دیکھ کر بولی تھی اس کے اس ایکٹ پر کایان کے گلے میں گلٹی ابھر
کر معدوم ہوئی تھی۔

وہ میری ساری چاکلیٹ کھاگی تھی اس لیے میں نے ہمارے گھر کے
پاس ایک چھوٹی بچی رہتی ہیں مینے اسے دے دی ہیں۔۔۔ اور ویسے بھی
اب میں بڑی ہوگی ہو یہ بلیاں پالتی اچھی لگوں گی۔۔۔ حور اس کی طرف
دیکھتی بلی کی شکایت لگا رہی تھی جو ایک ہی رات

میں اس کی ساری چاکلیٹ کھاگی تھی۔۔۔ جبکہ کایان اس کی ساری بات
سن کر بھی ان سنی کرتا صرف "اب میں بڑی ہوگی ہوں والی بات پر اپنا
نچہ کب بے دردی سے کچل گیا تھا۔۔۔ کیا واقعہ اب اس کی حور اتنی
بڑی ہوگی تھی۔۔۔ اس نے اسے اوپر سے نیچے تک ایکسرے کرتی

نظروں سے دیکھا تھا شاہد ہاں

کتنی بڑی ہو گی نہیں میری حور۔۔۔ کایان اس کے پاس ہوتا اس کے لبوں
کو فوکس میں لیتا جس پر چاکلیٹ لگی ہوئی تھی۔۔۔ وہ گھمبیر آواز میں
بولتا اس کو سرخ کر گیا تھا۔ بہت بڑی ہو گی ہوں میں کچھ ہی سالوں میں
ڈاکٹر بھی بن جاؤں گی۔۔۔ حور سرخ پڑتی نظریں جھکا کر بولی تھی۔۔۔
میرے ساتھ رخصت ہونے کے لیے تیار ہیں میری حور۔۔۔ کایان
اس کا ہوتا تھا پکڑتا اس کی آنکھوں

میں دیکھتا گھمبیر آواز میں بولا تھا۔ اسکی بات پر حور کا ہاتھ مقابل کے
ہاتھ میں لرزاتا تھا۔۔۔ اس کی پلکیں اس کے گرین آنکھوں پر سایہ فلن
ہوئی تھی۔۔۔ کایان نے یہ منظر بڑے غور سے دیکھا تھا۔۔۔ اس کا
دل بے چین ہوا تھا اس کا جواب سننے کے لیے

مجھے۔۔۔ ابھی۔۔۔ ڈاکٹر۔۔۔ بننا ہیں۔۔۔ حور اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش
کرتی ہوئی لڑکھڑاتے لہجے میں بولی تھی۔۔۔

سب کی شادی ہو رہی ہیں میری جان۔۔۔ سب اپنی لائف میں بڑی
ہو جائے گی تو تم کس کے ساتھ اپنی باتیں شیئر کروں گی

اس لیے میں کہہ رہا ہوں کہ مجھ سے شادی کر لوں میں وعدہ کرتا ہوں [

کہ تم پر کوئی ذمہ داری نہیں ڈالو گا لیکن تمہارا ساتھ اب مجھے لازمی
چاہیے۔۔۔ سب سے بڑی بات میری دل خواہش تھی کہ زیان اور
میری شادی ایک دن ہی ہوں

لیکن قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا اب تم اگر ہاں کر دو تو قسمت بدل
سکتی ہیں۔۔۔ کایان اس کا ہاتھ پکڑتا اس کی آنکھوں میں دیکھتا ایک مان
سے سے پوچھ رہا تھا۔۔۔ یہ سچ تھا کہ اس کی دلی خواہش تھی کہ وہ اور
زیان ایک دن ہی اپنی دلہنیں گھر لے آئیں۔۔۔

آپ سچ بول رہیں۔ فجر اپنی آنکس کریم ختم کرتی جلدی سے بولی تھی یہ تو
واقعہ اس نے نہیں سوچا تھا۔۔۔ کہ سب کی شادی ہو جائے گی اور وہ

اکیلی رہ جائے گی۔۔۔۔۔ جب کہ اس کے پوچھنے پر کایان نے ہاں میں سر
ہلایا تھا۔۔۔۔۔ تو ٹھیک ہیں میں تیار ہوں لیکن آپ وعدہ کرنا ہو گا کہ
آپ میری باتیں سنیں گے مجھے چاکلیٹ لے کر دیں گے مجھے پڑھائی
میں ہیلپ کریں گے اور سب سے بڑی بات شادی پہ لہنگا میری پسند کا
ہو گا۔۔۔۔۔ حور اس کا انگلیوں پر سب باتیں گنوائی ہوئی بول رہی
تھی۔۔۔۔۔ جب کہ کایان اسکی بات سنتا ہاں میں سر ہلاتا اس کی گردن کے
پیچھے سے ہاتھ ڈالتا اس کے لبوں کو اپنی قید میں لے گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ اب
نرمی سے اس کے لبوں پر زبان پھیرتا آتسکریم صاف کر رہا تھا۔۔۔۔۔ جس
پہ حور سرخ گلاب بنتی خاموشی اور شرم سے نظریں جھکا گئی
تھی۔۔۔۔۔ اس کو سمجھ نہیں ا رہا تھا کہ وہ کیساری ایکٹ دیں۔۔۔۔۔ اس کے
خاموشی سے نظریں جھکانے پر کایان نرمی سے مسکراتا اس کے لبوں پر
سے آتسکریم صاف کرتا

اذا دی دے گیا تھا۔۔۔

میں کل سب سے بات کروں گا تم نے بس یہ کہنا ہے کہ مجھے اس رخصتی سے کوئی پر اہلم نہیں ہیں۔۔۔ ٹھیک ہیں۔۔۔ اب گھر چلتے ہی رات بہت ہو گی ہیں۔۔۔ کایان اس کا گال نرمی سے تھپتھپاتا گاڑی سٹارٹ کر گیا تھا۔ اس کی خوشی کی انتہا کوئی نہیں تھی اس وقت۔۔۔

حور۔۔۔ کایان جو گاڑی چلا رہا تھا۔ حور کو خاموش دیکھ کر اس کو پکار بیٹھا تھا۔ اسے خوف تھا کہ اسے کے دل میں کہیں کوئی غلط بات نا آئی ہوں جس کی وجہ سے وہ اسے غلط سمجھ بیٹھے۔۔۔ حور جو سرخ پڑتی اپنے ناخن چبار ہی تھی۔۔۔ اس کی طرف اپنی پلکیں جھپکاتی ہوئی دیکھا تھا۔ کیا سوچ رہی ہوں۔۔۔ اس کے دیکھنے پر کایان اس کا ہاتھ پکڑا اپنے لبوں کو قریب کرتا اپنے لب رکھتا پیار سے ہو چھ رہا تھا۔۔۔ اس کے پوچھنے پر حور ناں میں سر ہلاتی اس کے کندھے پر سر ٹکا گی

تھی۔۔۔ جس پہ کایان گہرا مسکرایا تھا۔۔ مطلب کہ وہ کچھ سوچ نہیں
رہی تھی اسے نیند آرہی تھی۔۔

حور پتا ہیں اپنے محبوب محرم کو سات منٹ قریب سے دیکھنا سات
براعظموں پر سات سو سال حکمرانی کرنے سے بہتر ہیں۔۔۔ اور میں
یہی چاہتا ہوں کہ تم ہمیشہ میرے سامنے رہوں۔ اس سے زیادہ مجھے کچھ
نہیں چاہیے۔۔ کایان اس کے گال پر ہاتھ رکھتا پیار سے لبریز گمبیر آواز
میں بول رہا تھا اس کی طرف سے کوئی حرکت اور جواب ناپا کر کایان نے
اس کی طرف دیکھا تھا۔۔ جو اس کے بازو کا پکڑتی اس کے کندھے پہ
سر ٹکاتی چھوٹے چھوٹی سانپس لیتی گہری نیند س گی تھی۔۔۔

کایان نرمی سے ایک ہاتھ سے اس کے گرد حصار باندھتا دوسرے ہاتھ
سے سٹیرنگ سمجھالتا گاڑی کہ سپیڈ بڑھا گیا تھا۔۔۔ اسے پتا تھا یہ ان
کمفر ٹیبل جگہ ہیں جس سے حور کی گردن اور کمر میں درد ہو سکتا تھا۔۔۔

آیان جوا بھی اپنے کمرے میں بڑی مشکل سے اپنے دوستوں سے جان چھڑوا کر آیا تھا۔ اندر سے آتی آواز پر دروازہ لاک کرتے ہاتھ لرزے تھے۔۔۔۔ اس کا چہرہ شرم سے سرخ پڑا تھا۔۔۔ وہ اپنے ہاتھ کی مٹھی بنا کر اپنے منہ پر رکھتا پلٹا تھا۔۔

سامنے کا منظر دیکھ کر اسے کہیں سے نہیں لگا تھا کہ یہ پہلی رات کی دلہن کا کمرہ ہیں اور سامنے بیٹھا وجود آج اس کی دلہن لگ رہی تھی۔۔۔ اس کا اس حالت میں دیکھ کر آیان کے دل منہ سے باہر نکلنے کو بے تاب تھا۔۔۔ کروے آج کوئی خطا۔۔

مجھ کو تو آج رات اپنا بنا
عشق تو دیتا ہیں روز سزا
آج کی رات تو میرا ہو جا
روح کی پیاس بجھا دیں

بس اور نا تو مجھ تو ستا۔۔۔ یہ دل تیرا بس تیرا ہی تو ہیں

جو ہیں مانگا خدا سے وہ توں ہی توں ہیں

دعا ایک خوبصورت بلیک سی نائٹی پہنے جس سے اس کے بدن کا ایک
ایک حصہ نمایا ہو رہا تھا اس کے شیب و فراز پانی میں آگے لگانے کا کام کر
رہے تھے۔۔۔ نائٹی اتنی زیادہ شاڑٹ تھی کہ وہ اس کے گھٹنوں تک آ
رہی تھی۔ اس سے نیچے وہ اپنے اوپر بلینکٹ ڈالیں

بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے آنکھیں موندیں موبائل پر گانا چلائیں اس
کے بال جس سے پانی ٹپک رہا تھا مطلب وہ ابھی شاور لے کر آئی
تھی۔۔۔ اس نے تھوڑی سی آنکھیں کھول کر آیان کو دیکھا تھا جس کا چہرہ
اس وقت سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ کروے آج کوئی خطا۔۔۔

مجھ کو تو آج رات اپنا بنا

عشق تو دیتا ہیں روز سزا

آج کی رات تو میرا ہو جا

روح کی پیاس بجھا دیں

بس اور نا تو مجھ تو ستا۔۔۔ یہ دل تیرا بس تیرا ہی تو ہیں

جو ہیں مانگا خدا سے وہ توں ہی توں ہیں

آیاں جو اسے پکار رہا تھا لیکن اسے خود کی آواز کھائی سے آتی ہوئی

محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ جبکہ دعا آنکھیں موندیں اس کی ٹرپ کے

مزے لے رہی تھی۔۔۔ آیاں اس کی طرف قدم بڑھاتا اس کے پاس

جا کر کھڑا ہوا تھا لیکن اس نے کوئی نوٹس ہی نہیں لیا تھا۔۔۔

جو بھی ہیں مجھ میں میرا میرا مناسب تیرا ہی ہیں

پاس آنا دور جانا تیرے بناسب اندھیرا ہی ہیں

آوارگی ہیں تیرے نام کہ صدا مجھ میں سما جا

باتوں ہی باتوں میں یوں ملاقاتوں میں جنت میں لے جاؤ۔۔۔

عشق تو دیتا بھی گانے کے لائٹر کس مکمل ہی نہیں ہوئے تھے جب آیان
گہری سانس بھرتا موبائل اٹھاتا گانا بند کر گیا تھا۔۔۔ گانا بند ہوتے ہی دعا
آنکھیں کھولتی بیڈ سے نیچے اترتی اس کے مقابل آتی اس کی گردن پر
اپنی انگلی ٹریس کر رہی تھی۔۔

بہت دیر کر دی مہرباں آتے آتے۔۔۔ وہ اس کی گردن سے انگلی
ہٹاتی اس کی گلے میں بائیں حائل کرتی خمار آلودہ لہجے میں بولی
تھی۔۔۔ جب کہ اس کی بدن کی ناز کی محسوس کر آیان کے گلے گلٹی
ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔۔۔ اس کی رنگت میں سرخیاں گھلی تھی۔۔
بڑی مشکل سے جان چھڑوا کر آیا ہوں اپنے دوستوں سے !!! اگر مجھے
پتا ہوتا کہ میری بیوی میرے اتنی ہاٹ بن کر میرے انتظار میں بیٹھی

ہیں تو میں ان سب کو آگ لگا کر اپنی بیوی کے پاس آجاتا۔۔۔ ایان اپنی حالت میں قابو پاتا اس کی کمر کو مٹھیوں میں بھرتا نیلی خمار زدہ آنکھوں میں

بولتا اس کی گردن پہ اپنی جنون خیزیاں ر قم کر رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ اب اس کی بیوٹی بون پر شدت سے دانت گاڑھتا اس کی گردن پہ موجود اپنے لبوں سے چن گیا تھا۔۔۔ وہ اس کی شیر وانی کو مٹھیوں میں بھرتی اس کی شدتیں اپنے گردن پر برداشت کر رہی تھی۔۔۔ وہ آج ایک دوسرے کورومینس میں ہرانے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔۔۔ اس کی شدتوں پر نڈھال ہوتی اس کی شیر وانی کو ہاتھ سے چھڑواتی اس کے بھورے بالوں کو پکڑتی اس کے لبوں پر جھک گئی تھی۔۔۔ اس اچانک افتاد پہ آیان کی آنکھیں حیرت سے کھلی تھی۔۔۔۔۔ وہ بہت شدت سے اس کے لبوں کو اپنی گرفت میں لیے ہوئے تھی۔۔۔ وہ قطرہ قطرہ اس کی سانسیں اپنے

اندرانڈیل رہی تھی۔۔۔۔ جب کہ وہ اس کی سانسوں کو اپنی سانسوں
سے مہرکار ہی تھی۔۔۔۔ جب کہ آیان کی گرفت پر مضبوط تر ہوتی جا رہی
تھی۔۔۔۔ آیان کے جسم میں اس وقت جذباتوں کا طوفان اٹھ رہا تھا
کی لبوں کو اپنی۔۔۔۔ وہ ایک ہاتھ اس کے گیلے بالوں میں الجھاتا اس
گرفت میں لے گیا تھا۔۔۔۔ اب وہ ایک دوسرے کی سانسیں شدت
سے پی رہے تھے۔۔۔۔

بیس منٹ بعد وہ اس ایک دوسرے کی سانسوں کا آزادی بخشتے پیچھے
ہوتے ایک دوسرے کو گھور رہے تھے۔۔۔۔ اگر ہار آیان نے بھی نہیں
مانگی تھی۔۔۔۔ تو دعا بھی پیچھے نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔ اب وہ دونوں ایک
دوسرے کو دیکھتے اپنی سانسیں ہموار کر رہے تھے۔۔۔۔ دعا اس وقت
گہرے گہرے سانس بھر رہی تھی جس کی جس کی وجہ سے اس نائٹی
میں اس کے نشیب و فراز سمندر کی لہروں کا منظر پیش کر رہے

تھے۔۔۔۔ جس کو دیکھتے ہی آیان کی آنکھوں میں خمار کی سرخی بڑھی
تھی۔۔۔

زبردست اگر ایسے ہی میرا ساتھ دیتی رہی تم میں جلدی ہی باپ بن
جاؤں گا۔۔ اور پھر بابا کو مجھ پر فخر محسوس ہوگا آیان اسکو کمر سے پکڑتا
اپنے نزدیک کرتا گھمبیر آواز میں بولا تھا۔۔۔۔ جب کہ اس کی بے باک
نظریں اس کے نشیب و فراز پر ٹکی ہوئی تھی۔

تم سے تو میری جان اگلے پیچھے حساب لینے ہیں جو اس رات تم نے
میرے ساتھ کیا تھا اس کا بدلہ بھی تو لینا ہیں۔۔۔ دعا اس کی شیروانی کے
بٹنوں کے ساتھ چھیر چھار کرتی ایک ایک لفظ چبا کر بولی تھی۔۔۔ اس کا
سرخ چہرہ دیکھ کر آیان

نے مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔ وہ جہمت کر کے آیا تھا کہ اس نے دعا
کے سامنے کمزور نہیں پڑنا تھا۔۔۔۔

اس رات تمہاری ہی غلطی تھی میں تو جا رہا تھا لیکن تم نے مجھے روک کر
اپنی جان کو مشکل میں ڈال دیا تھا۔۔۔

آیان اس کو کمر سے اپنے نزدیک کرتا کندھوں سے اس کی نائٹی کھسکاتا
وہاں پر اپنے لب رکھ گیا تھا۔۔۔ دعا نے نائٹی کا گاؤن نہیں پہنا ہوا تھا
۔۔۔ جس کی وجہ سے اس کے بدن کا انگ انگ نمایا ہوتا اپنی جھلک دکھا
رہا تھا۔۔۔

جس کو دیکھتے ہی آیان کے پسینے چھوٹ رہے تھے۔۔۔ اور وہی دوسری
طرف بھی دعا نے قسم کھائی تھی کہ وہ آج ایسا کچھ کریں گی جس سے وہ
اپنا چیلنج بھی جیت جائے اور آیان کو وہ اپنے رومینس کے طریقے سے
قابو بھی رکھ پائے۔۔۔ اس وقت اس نے آیان کو دیکھا تھا جو اس کی

ڈھڑکنوں سے تھوڑا اوپر جھکا ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈالیں اس کی نائٹی
زمین بوس کرنے نے چکروں میں تھا لیکن مقابل بھی دعا آیان علی شاہ

تھی۔۔ سامنے کھڑے انسان کو کیسے قابو کرنا ہیں وہ اچھی طرح جانتی
تھی۔۔

اس طرح بے قابو ناکروں مجھے اپنی آداوں سے

جاناں

میں جو قریب آئی تو سانس بھی نہیں لینے دوں گی

دعا اس کے بال اپنی مٹھی میں بھرتی اس اس کا چہرہ اوپر

کرتی گھمبیر آواز میں بولتی اس کے عارض پر دانت گاڑھ گی

تھی۔۔۔ وہ دانت گاڑھتی اس کے کراہنے پر ایک نیلی گھڑی بنا کر پیچھے

ہوتی اسے دیکھ رہی تھی جو منہ کھولے سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس

کے ساتھ ہوا کیا ہیں

یہ کیا ہیں دعا!! کل سب لوگ دیکھے گے تو کیا سوچیں گے وہ اس کو کمر

سے اٹھاتا ڈریسنگ مرر کے پاس لاتا چینخا تھا۔۔۔ اس کے عارض پر

دانٹ گڑھے ہوئے تھے جس کے نشان ہفتہ تو جانے نہیں والے
تھے۔۔۔ اس کو سرخ پڑتا دیکھ دعا اس کی گردن میں بائیں حائل کرتی
اس کی نیلی آنکھوں

میں دیکھ رہی تھی جہاں پر اب غصہ تھا۔۔۔

ریلیکس رہوں میرے نیلے بے تم سے کوئی سوال پوچھے اس میرے
پاس بھیج دینا میں اچھی طرح سمجھا دوں گی۔۔۔ وہ اس کی گردن پہ اپنے
دانٹ گاڑھتی نارملی انداز میں بولی تھی۔۔۔

اس کی بات سن کر آیان نے گھور کر اس کو دیکھا تھا۔۔۔ لیکن اس کی
پیش گوئی پر اس کے جسم میں جذباتوں کا ایک طوفان اٹھ رہا تھا۔۔۔ اس
سے اب اپنے جذباتوں پر کنٹرول کرنا مشکل ہو رہا تھا۔ دعا دانٹ
گاڑھتی پیچھے ہوتی اس کو ایک آنکھ و نک کرتی بیڈ پر جا کر بیٹھی تھی۔۔۔

آیان اس کی پنڈ لیاں دیکھتا جو پوری آب و تاب سے چمک رہی
تھی۔۔ اپنی شیر وانی اتار کر بیڈ صوفے پہ اچھالتا اپنی قمیض بھی اتارتا اس
کے پاس پہنچتا ایک ہی جسٹ میں اس کو اپنی باہوں میں اٹھا گیا تھا
۔۔۔ جب کہ دعا اس اچانک افتاد پہ چیخ مارتی اس کو گھور کر رہ گئی
تھی۔۔۔

کیا کرنے کا ارادہ ہیں میری بد دعا کا۔۔۔ سب کچھ میں کروں گا یہ
میری دعا آج رات مجھے کچھ کرنے ہی نہیں دیں گی ویسے جیسے ارادے
لگ رہے ہیں مجھے لگتا ہیں کہ مجھے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑے گی۔۔۔
آیان اس کی نظریں اپنے چٹانی ہیر لیس سینے کی طرف دیکھتا پا کر اس کو
اوپر اٹھاتا اس کی نائٹی تن سے ریمو کرتا اس کے کان میں سرگوشی نما
آواز میں بولا تھا۔۔ اس کی نائٹی جدا ہونے پر دعا اس کے سینے میں چھپی
تھی۔۔۔ جس پر

آیان کا برجستہ قہقہہ گونجاتھا۔۔ جس پہ دعا نے اس کے سینے پر اپنے
موتیوں جیسے دوانتوں کی گھڑی بنائی تھی۔۔۔ جس پہ آیان مصنوعی
کراہتا اسے پیچھے ہٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ لیکن وہ اس کے دانتوں
کی پکڑ اتنی زیادہ مضبوط تھی کہ آیان کے پیچھے کرنے پہ اس کے سینے
سے خون رسنہ شروع ہو چکا تھا

جنگلی بلی یہ کیا کیا ہیں کاٹ لیا ہیں مجھے پتا نہیں اب یہ زخم کب تک
ٹھیک ہو گا۔۔ اس کے پیچھے ہونے پر آیان مصنوعی کراہٹ اپنی انگلی اس
زخم پر پھیرتا اس کو گھورتا ہوا بولا تھا۔ اس کی دہائی پر دعا نے اپنی
مسکراہٹ دبائی تھی۔۔

میں تمہیں بتا نہیں سکتی مجھے دنیا میں سب سے زیادہ دیکھی جانے والی
چیزوں میں سے مجھے تمہارے جسم پر اپنی شدتوں کے رنگ دیکھنا بہت
پسند ہیں۔۔۔ دعا اس کی نیلی آنکھوں میں اپنی سبز آنکھیں گاڑتی پیار

سے لبریز لہجے میں بولی تھی۔۔۔ اس کی بات پر آیان نے اپنی نیلی
آنکھوں میں شرارت لے کر آئبر واچکائے تھے جس پہ دعا نے بھی
جواباً آئبر واچکائے تھے۔۔۔

اس کے آئبر واچکانے پر آیان اپنا نچلے لب دباتا اپنی مسکراہٹ روک گیا
تھا۔۔۔

میرا بھی دل کر رہا ہیں جیسے تم نے مجھے یہاں پر نشان دیا ہیں میں بھی
ویسے تمہاری اسی جگہ پر اپنی شدتوں کے نشان دوں۔۔۔ آیان اپنی
مسکراہٹ دباتا اپنی ڈھڑکنوں کے مقام پر انگلی رکھتا جبکہ دوسرے جملے
میں وہ دعا کے

سینے پر انگلی رکھ گیا تھا جس کو دعا نے جلدی سے پیچھے کیا تھا۔ اور ساتھ
اسے گھورا بھی تھا۔۔۔ وہ قہقہہ لگاتا ایک ہی جسٹ میں اسے تکیے پہ گراتا
اس پر سایہ فگن ہوا تھا۔۔۔ اس کے سایہ فگن ہونے پر دعا نے آنکھیں

بند کی تھی۔۔۔ یہ آنکھیں اب کیوں بند ہو رہی ہیں تم نے مجھے اپنی
شدتوں کے نشان دیے ہیں نے دیکھے اب میں دو نگاہیں دیکھوں
گی۔۔۔ آیان اس کے کان میں سرگوشی نما آواز میں بولتا اس کی کانوں
کی لوں اپنے دانتوں میں دبا گیا تھا۔۔

اب وہ اس کی کانوں کی لوں کو چھوڑتا اس کی گردن پر اپنی جنون خیزیاں
رقم کر رہا تھا۔ وہ بہت ہی شدت طریقے سے اپنے دانت گاڑ رہا تھا
جس پہ دعا اپنے ناخن اس کی گردن میں چبھوتی اس کے کام میں رکاوٹ
پیدا کر رہی تھی۔۔

دعا ناکروں۔۔ اس ناخنوں کی میٹھی سی چبھن سے محسوس کرتا اسے
گدگدی ہو رہی تھی جس کی وجہ سے اس کے کان میں ڈسٹر بنس ہو رہی
تھی اور دعا کو اسے تنگ کرنے میں بہت مزا آ رہا تھا۔۔ اس کی اس
وقت شکل دیکھنے لائق تھی۔۔ چپ کر کے سو جاؤں اور مجھے بھی سونے

دوں۔۔۔ وہ جو اس کی گردن پہ اپنی دی گئی سوغاتوں پر لب رکھ رہا تھا دعا
اسے دھکیلتی ایک سائیڈ پہ کروٹ لیتی گھور کر بولی تھی۔۔۔۔۔ بلکل بھی
نہیں میری جان اگر میں آج رات سو گیا تو مجھے دنیا کا سب سے بیوقوف
انسان مانا جاوے گا۔۔۔۔۔ اور دوسری بات ہمارے درمیان جو چیلنج ہوا تھا
کہ وہ بھی تو جیتنا ہیں مینے تمہیں آج کی رات

اپنی شدتوں سے چور کر کے۔۔۔۔۔ آیان خود کو ہر پردے سے آزاد کرتا
اس کی ٹانگوں کو اپنی ٹانگوں میں الجھاتا اپنی آنکھوں میں چیلنج جیتنے کی
ایک چمک لاتا گردن اکڑا کر بولا تھا۔۔۔ اس کی اتنی خوشی پر دعا نے اس
آنکھیں چھوٹی کر کے گھورا تھا۔۔۔

جوا بھی سے ہی اتنا خوش ہو رہا تھا جیسے کوئی قلعہ فتح کر لیا ہوں۔۔۔۔۔
ابھی تو تم نے کچھ کیا ہی نہیں جو اتنا خوش ہو رہے ہوں۔۔۔۔۔ میں اگر کچھ
کرنے پہ آگئی نا تو ہار جاوے گی نیلے بلے اور یہ جو تمہاری آنکھوں ان

سمندر جیسی نیلی آنکھوں میں خوشی ہیں یہ ایک منٹ میں ختم ہو جائے گی۔۔ وہ کروٹ لیے ایک دوسرے کی طرف منہ کیے ایک دوسرے کو چیلنج کے بارے میں اگاہ کر رہے تھے۔۔

کیا کروں گی سویٹ ہاٹ زیادہ سے زیادہ اپنا یہ جنگلی بلی والا روپ دکھا کر اپنے ان نوکیلے دانتوں کا استعمال کروں گی اس سے زیادہ تم لڑکیاں کر بھی کیا سکتی ہوں۔۔۔ آ یاں اس کو کمر سے پکڑتا اپنے سینے پر لٹاتا چیلنج کرنے والے انداز میں بولا تھا۔۔۔۔ اس کے چیلنج کرنے پر دعائے آئبر واچکا کر اسے داد پیش کی تھی۔۔۔

سوچ لوں ہار جاؤں گے۔۔۔ وہ اس کے چہرے کی طرف دیکھتی ہوئی بول رہی تھی۔۔

میں بھی دیکھتا ہوں کہ تم جیسی ان رومینٹک بندی کیا کر سکتی ہیں۔۔ وہ اس کا اور زیادہ تاش دلانے والے انداز میں بولا تھا۔۔۔ اس کے

ان رومینٹک بولنے پر دعا نے اس کے پیٹ پر ایک مکہ جڑا تھا جس پہ
آیان کراہ کر رہ گیا تھا۔۔۔

تمہیں میں ان رومینٹک لگتی ہوں تو یہ سب کیا تھا جو ابھی میں نے کیا
ہیں۔۔۔۔ اگر ایسی بات ہیں تو آج رات میں تمہیں بتاؤں گی کہ
لڑکیاں جب کچھ کرنے پہ آجائے تو وہ کیا نہیں کر سکتی۔۔۔ دعا اس کی
ٹانگوں میں اپنی ٹانگیں الجھاتی ہوئی بولی تھی۔۔۔

اس کی ٹانگیں الجھانے کی وجہ سے مقابل کا وجود اس کے جسم کے ساتھ
مس ہوا تھا جس پہ دعا کی رنگت سرخ قندھاری ہوئی تھی۔۔۔ اس کی
حالت دیکھ کر آیان کا برجستہ قہقہہ کمرے کی زینت بنا تھا۔۔۔ جس پہ
دعا اس کو گھورتی اپنی ٹانگیں اس کی ٹانگوں سے باہر نکالتی سارا زور اس
کے سینے پر ڈال گی تھی۔۔۔

تم جتنا مرضی رو مینس کر لو لیکن وہ کبھی نہیں کر سکتی جو میں کر سکتا
ہوں۔۔۔ آیان خمار آلودہ لہجے میں بولتا اس کو کمر سے پکڑ کر اپنے نیچے
کرتا اس سے پہلے ہی دعا اس کو گھورتی ناں میں سر ہلا گی تھی۔۔۔
آج دعا آیان علی شاہ تمہیں اپنی روح کی گہرائیوں میں خود اتار کر ایک
نی تارخ رقم کریں گی۔۔۔ دعا اس کی لیب پر خود کو ایڈجسٹ کرتی
آنکھیں بند کرتی ایک ہی جھٹکے میں اس مقابل کو اپنی روح میں سما گی
تھی۔۔۔ جس پہ مقابل کے ہوش اڑیں تھے۔۔۔

اس وقت کمرے میں روشنی نا ہونے کے برابر تھی۔۔۔ جب کہ اس
کے خود سمانے پر دعا کی ایک چیخ کمرے کی زینت بنی تھی۔۔۔ جبکہ آیان
اس وقت سرخ چہرہ لیے اسے دیکھ رہا تھا جو اس وقت آنکھیں بند کیے
گہرے گہرے سانس بھر رہی تھی۔۔۔

نانا آگے کا پروسیس بھی کروں میری جان۔ اس رکتے ہوئے دیکھ کر
آیان جلدی سے بولا تھا اسے بھی تو دیکھنا تھا کہ اس کی بیوی کس حد تک
جاسکتی ہیں۔۔۔

اس کی بات پر دعا اس کو گھورتی اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کر گئی
تھی۔۔۔ اس کے بعد تمہیں ماننا ہو گا کہ لڑکیاں کمزور نہیں ہوتی
۔۔۔ اگر وقت آنے پر انہیں بے شرمی بھی دکھانی پڑیں لیکن وہ تم لڑکوں
کا مقابلہ کر سکتی ہوں۔۔۔ اور یہ سب کچھ جو میں نے کیا ہیں اس کے بعد
تمہیں ماننا ہی ہی ہو گا کہ چینلج میں جیتی ہوں ماور تم ہار گئے ہوں
۔۔۔ دعا اس کی آنکھوں میں دیکھتی ایک ایک لفظ چبا کر بولی
تھی۔۔۔ اس وقت اس کی آنکھوں میں آیان کو صرف لڑکیوں
کے لیے ہمدردی نظر آئی تھی۔۔۔ اور وہ واقع سچ کہہ رہی تھی کہ
لڑکیاں ایک بار اگر کوئی کام تھان لے تو وہ کر کے دکھاتی ہیں۔۔۔

اس بات سے تو آیان بھی متفق ہوتا ہاں میں سر ہلا گیا تھا اس کے ہاں میں
سر ہلانے پر دعا پیچھے ہوتی آنکھیں بند کر گئی تھی۔۔۔

دیوار پر اس کا رقص کرتا سایہ اور ساتھ ہی اس کی سسکیاں آیان کو
مد ہوش کر رہی تھی۔۔۔

کچھ ہی دیر وہ اس کو نڈھال ہوتا دیکھ آیان اس کو کمر سے پکڑتا نرمی سے
اس سے خود کو الگ کرتا اس کو نیچے لٹاتا اس پر اپنا سارا وزن منتقل کرتا اس
کی ڈھڑکنوں پر جھکا تھا۔۔۔ اس وقت دعا کی نشیب و فراز میں ایک
ہلچل مچی ہوئی تھی وہ اس کے دبنگ سٹائل میں واپس آنے سے پہلے اس
کیڈھڑکنوں پر اپنی بیئر ڈر گڑتا اس کو مد ہوش کر رہا تھا۔ اور دعا

مد ہوش ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ اس نے آج جو کیا ہیں اس کے بعد آیان
بہت ڈر گیا تھا۔۔۔ اسے اب ہر قدم سوچ سوچ کر رکھنا ہو گا۔۔۔۔۔ وہ
اب اس کی ڈھڑکنوں پہ اپنے دانت گاڑتا اس کو سکھنے پہ مجبور کر رہا تھا

۔۔۔ اس وقت ان دونوں کی سانسیں دھونکی کی مانند چل رہی تھیں۔۔۔ دعا اس وقت آنکھیں بند کیے اس کی شدتیں اپنی ڈھڑکنوں پر محسوس کر رہی تھیں۔۔۔ وہ کچھ شرم حیا کی وجہ سے اس سے نظریں نہیں ملا پارہی تھیں۔۔۔ اور کچھ وہ تھک چکی تھیں۔۔

تم تو ابھی سے تھک فی میری جان ساری عمر مجھے کیسے برداشت کروں گی آج جو تم نے کیا ہیں اس کے بعد مجھے ہر رات تمہارا ساتھ چاہیے مجھے اپنی قربت میں۔۔۔ وہ اس کی تھائزپہ اپنے دونوں ہاتھ رکھتا اوپر ہوتا اس کی ڈھڑکنوں پر بے باک جسارت کرتا اس کی تھائزپر سے ہاتھ اٹھاتا اس کی ٹانگوں کو اٹھا کر اپنی کندھوں پر رکھتا ایک ہی جھٹکے میں اس میں اپنا آپ منقل کر گیا تھا۔۔۔ اس کے اس اچانک افناد پہ دعا بیڈ شیٹ مٹھیوں میں جکڑ گئی تھی۔۔

تم مجھے صبح تک ٹھیک ہونے دوں میں تمہارا کیا حال کروں گی یہ تم
اپنے تصور میں بھی نہیں سوچ سکتے۔۔۔ دعا اس کی شدتیں برداشت
کرتی پھولی سانسوں کی درمیان غصے سے بولی تھی۔۔۔ آیان کی
شدتوں کی وجہ سے پورا بیڈ ہل رہا تھا۔۔۔ اس کی بات سن کر آیان نے
نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا جس کی آنکھیں ہنوز بند تھی
۔۔ اس کی ڈھڑکنیں اتنا خوبصورت منظر پیش کر رہی تھی۔۔۔ آیان
اس کی ڈھڑکنوں کو اپنی گرم نگاہوں کے حصار میں رکھتا بہت ہی نرمی
سے اس سے اپنا آپ الگ کر گیا تھا۔۔۔

وہ اب اس کی ڈھڑکنوں پہ جھکتا وہاں پہ موجود پسینہ سائیڈ ٹیبل پہ پڑے
ٹشواٹھاتا اس سے صاف کر گیا تھا وہ اب اس کے چہرے پہ اپنا لمس بکھیرتا
اس کی گردن پر جھکا تھا۔۔ وہ اب اس کی گردن اپنی لمس سے مہکاتا اس
کی ڈھڑکنوں پر جھکا تھا۔

جبکہ اس کے ہاتھ بے باکی سے ہر حصے میں اپنا حق جتا رہے
تھے۔۔۔ جس پہ دعا مچلتی ہوئی اس کے سینے میں چھپنے کی کوشش کر
رہی تھی۔۔ جس پہ آیاں اپنی مسکراہٹ دبا رہا تھا
تمہیں جو آج کرنا ہیں اس کے بعد جو کچھ میں کروں گی وہ تم سوچ بھی
نہیں سکتے۔۔۔ دعا اس کے بال اپنی مٹھی میں بھرتی دانت پیس کر
بولی تھی اس کی بات سن کر بھی ان سنی کرتا ایک بار پھر اس کی ٹانگوں کو
اپنی پشت پر لاک کر تاشدت سے اپنا وجود اس میں منتقل کر گیا تھا۔۔۔
اب کمرے میں دعا کا غصہ اس کی سسکیاں اور ان دونوں کی بھاری
ہوتی سانسیں گونج رہی تھی۔

اس وقت صبح کے نو بج رہے تھے جب دروازے پر زور زور سے
دستک ہوئی تھی۔۔۔ فجر اور ضارب جو اس وقت ایک دوسرت جی

ڈھڑکنیں سنتیں گہری نیند سو رہے تھے۔۔۔ دروازے پر دستک سن کر
ضارب ہلکا سا کسمپاسا یا تھا۔۔۔ اس نے اپنی کالی سیاہ آنکھوں کو کھول کر
ایک نظر فجر کو دیکھا تھا جو اس کے گرد اپنی باہوں کا حصار باندھیں اس
کے سینے پہ سر رکھیں چھوٹی چھوٹی سانسیں بھر رہی تھی۔۔۔ دوسری
نظر اس نے دروازے کو گھورا تھا۔۔۔ جو مسلسل بج رہا تھا۔۔۔
جیسے سب سے زیادہ اسی دروازے کا قصور ہوں وہ مسلسل دروازہ بجتا
دیکھ کر فجر کو نرمی سے تکیے پر لٹاتا بیڈ سے نیچے اتر اٹھا۔۔۔ اس وقت وہ
ایک وائٹ کلر کے کھلے ٹراؤزر میں شرٹ لیس تھا۔۔۔ وہ ایک نظر
سوئی ہوئی فجر کو دیکھتا الماری سے بلیک کلر کی اجرک پہنتا دروازے کی
طرف بڑھا تھا۔۔۔

وہ آپ دونوں کا سب نیچے انتظار کر رہیں۔۔۔ جویریہ (ملازمہ) ضارب
کو کے چہرے پہ سرخی دیکھتی تھوک نگلتی ہوئی بولی تھی۔۔۔ اس حویلی

میں اسے سب سے زیادہ ضارب اور زیان سے ہی خوف آتا تھا۔ وہ
دونوں کب غصے میں ایٹھی بم کی طرح پھٹ جائے کسی کو کچھ معلوم نہیں
تھا۔۔۔۔

تم جاوہم آرہے ہیں۔۔۔ ضارب اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتا سنجیدگی
سے بولتا واپس مڑا تھا۔۔۔ اس کی بات سن کر وہ جلدی سے واپس
اتبات میں سر ہلا گئی تھی۔۔۔ اس کے جاتے ہی ضارب دروازہ بند
کرتا واپس مڑتا اپنی اجرک صوفے پہ اچھالتا فجر کو تنگ کرنے کا ارادہ
ترک کرتا و اشروم کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ اس نے رات کو بھی
اسے دوبارہ تنگ نہیں کیا تھا وہ اس کی باتوں کا مان رکھ کر اس کو احساس
دلانا چاہتا تھا کہ وہ اس کے لیے کتنی ضروری ہیں۔۔۔ ابھی بھی وہ اس
کو واپس آکر جگانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ شاور
لے کر آیا تھا۔۔۔ اس نے ایک نظر فجر کو دیکھا تھا جو ابھی تک ویسے

ہی سورہی تھی وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔ جب اسے کی سیاہ
آنکھوں میں شرارت چمکی تھی وہ جلدی سے ٹاول پھینکتا جو اس کے ہاتھ
میں تھا

وہ بیڈ کے قریب آتا نرمی سے بیڈ ہر چڑھتا فجر کے پاس جا بیٹھا تھا
۔۔ جب کہ اپنے گیلے بالوں کو ہاتھ میں پکڑتا وہ اپنا سر جھکاتا فجر کے
چہرے کے پاس لاتا ایسے دائیں بائیں گھوما تھا۔۔ جس کی وجہ سے اس
کے کالے سلکی بال

فجر کے چہرے سے ٹچ ہوئے تھے ان سے گرتا فجر کو ایک منٹ سے
پہلے نیند سے بیدار کر چکا تھا فجر اپنے منہ پر اس کے گیلے بال محسوس
کرتی کوئی کیڑا سمجھتی ہڑبڑا کر اٹھی تھی۔۔ اس کے اتنی جلدی سے
کھڑے ہونے پر اس کے سر اور ضارب کے سر کا زور دار

تصادم ہوا تھا۔۔۔ جس پہ فجر کراہ کر رہ گئی تھی۔۔۔ اس کے کراہنے پر
ضارب جلدی سے سیدھا ہوتا اس کمر سے پکڑ کر اپنے نزدیک کر گیا تھا

ایم سوری میری جان میرا تمہیں تکلیف پہچانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا

وہ اس کا ماتھا دیکھتا جہاں پر جگہ ہلکی گلابی ہو گئی تھی۔۔۔ وہ اس کے
چہرے پہ تکلیف کے آثار دیکھتا بے چین ہوا تھا۔۔۔ اگلے ہی پل وہ نرمی
سے اس کے ماتھے پر پھونک مارتا اپنے کب رکھ گیا تھا وہاں۔۔۔
اب وہ اس کے ماتھے سے لب ہٹاتا اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا جس پہ
تکلیف کے آثار واضح تھے۔۔۔۔۔ وہ اب اس کو تکیے پہ لٹاتا بیڈ سے نیچے
اتر تاڈریسنگ روم میں داخل ہوتا وہاں سے ایک ٹیوب نکال کر لایا
تھا۔۔۔ وہ جلدی سے بیڈ پر چڑھتا اس کا سر اپنی گود میں رکھ گیا تھا۔۔۔

جب کہ فجر تو اس کی اتن جلد بازی پر شش و پنج کا شکار ہو کر اس کی گود
میں سر رکھ کر پڑی تھی۔۔۔ اسے خود سمجھ نہیں آ رہا اس کے ساتھ صبح
صبح ہوا کیا ہیں۔۔۔ اب ضارب اپنے چہرے پر پریشانی سجا کر اس کے
ماتھے پہ ٹیوب لگا رہا تھا۔۔۔

ایم سوری فجر میرا ارادہ تمہیں تکلیف پہنچانے کا نہیں۔۔۔ یہ پتا نہیں کیسے
ہو گیا!!! ضارب اس کا ہاتھ پکڑتا نرمی سے اپنے لب رکھتا شرمندگی
سے بول رہا تھا۔۔۔ اس کی بات پر فجر جلدی سے اپنا ہاتھ چھڑواتی ناں
میں سر ہلا گئی تھی۔۔۔

مجھے کہیں بھی نہیں لگی اور درد بھی نہیں ہو رہا آپ پریشان ناہوں
۔۔۔ فجر ایک نظر خود کو دیکھتی جو اس وقت ضارب کی وائٹ شرٹ
میں ملبوس کمر خود پر اچھی طرح اوڑھے سنجیدگی سے بولی تھی۔۔۔ جبکہ
اس کا چہرہ سرخ گلاب تھا۔۔۔

واقعہ تمہی درد نہیں ہو رہا۔۔۔ ضارب اس کے نزدیک ہوتا اس کی ماتھے
کو اپنی سیاہ آنکھوں سے غور سے دیکھتا اس کا معائنہ کر رہا تھا۔۔۔ اس
وقت اس کی سیاہ آنکھوں میں تکلیف تھی۔۔۔ وہ مقابل کو تکلیف کیسے
دے سکتا ہیں یہ سوچ ہی اس کی جان نکال رہی تھی۔۔۔ جب کہ اس کی
سیاہ آنکھوں میں فجر نے اپنی سبز آنکھیں گاڑھی ہوئی تھی۔۔۔
اس کی سیاہ مقناطیسی آنکھوں کی کشش فجر کو اپنی طرف بری طرح
اٹریکٹ کر رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کا دل اتنی سی نزدیکی پر عجیب انداز میں
ڈھٹک رہا تھا جس کو سمجھنے سے وہ خود بھی قاصر تھی۔۔۔ اس کی پوچھی
گی بات پر فجر نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔

مجھے شاور لینا ہیں۔۔۔ فجر تکیے سے اٹھنے کی کوشش کرتی بلکل مدھم
آواز میں بولی تھی اس کی آواز اتنی زیادہ مدھم تھی کہ ضارب کا سارا
دھیان اس کی طرف ناہوتا تو وہ سن بھی ناپاتا مقابل نے کیا کہا

ہیں۔۔۔ اس کی بات پر ضارب نے اپنی بلیک گھنی بیئر ڈ میں ہاتھ پھیر کر اپنی مسکراہٹ روکی تھی۔۔

میرے نورینے کل رات ایسا کوئی کام بھی نہیں کیا جس ک وجہ سے تمہیں ہر حال میں شاور لینا پڑے۔۔ ضارب اس نیچے سر جھکاتا اس کی ناک کی ٹپ سے اپنی ناک ملاتا شیر لہجے میں بولا تھا اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہی فجر کانوں کی لوں کی سرخ پڑی

تھی۔۔۔ مجھے۔۔۔ پھر۔۔۔ بھی

۔۔ شاور۔۔ لینا۔۔ ہیں۔۔۔ پیچھے۔۔۔ ہٹے۔۔۔ سب۔۔۔ ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے۔۔ اس کے پیچھے ہونے پر فجر شرم سے سرخ پڑتی لڑکھڑاتے لہجے میں بولی تھی۔۔ اس کی آنکھوں میں خوف دیکھتا ضارب جلدی سے سیدھا ہوتا اس کی گردن کے نیچے ہاتھ ڈالتا اس کو اپنے مقابل بٹھا گیا تھا۔ اس وقت وہ سرخ گلاب بنی اس کی وائٹ شرٹ

میں دمک رہی تھی۔۔۔ اس کے چہرے پر شرم کے رنگ دیکھ کر
ضارب کا دل زوروں سے ڈھٹک رہا تھا اسے مقابل کے چہرے پر اپنی
قربت کے رنگ اس دنیا کی سب سے خوبصورت رنگ لگتے
تھے۔۔۔ اس کو اپنی طرف گرم نگاہوں سے دیکھتی پا کر
فجر نے بیڈ سے اترنا چاہا جب ضارب اس کہ کلائی پکڑتا اپنی طرف کھینچ
گیا تھا جس سے مقابل اس کے چوڑے سینے سے ٹکڑائی تھی۔۔۔ وہ جو
سمجھ رہی تھی کہ وہ اسے چکما دے کر بھاگ رہی تھی اس اچانک افتاد پہ
اس کی چیخ بلند ہوئی تھی۔۔۔

جو ضارب اپنے لبوں میں ہی دبا گیا تھا۔۔۔ وہ ایک ہاتھ سے اس کی کمر
کو سختی سے جکڑے جس سے اس کی بدن کی نازکی اس کے چٹانی سینے
سے مس ہو رہی تھی دوسرے ہاتھ کو اس کے بالوں میں پھنساتا وہ اس
کے لبوں کا جام پی رہا تھا۔۔۔

وہ بہت نرمی سے اس کے لبوں کا اپنے لبوں میں پیوست کیے ہوا تھا۔۔۔ جب کہ فجر کی ڈھڑکنیں اس کے سینے میں بج رہی تھیں۔۔۔ وہ اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں الجھائے گھونٹ بھر بھر کر اس کے لبوں کا جام پی رہا تھا جس سے مقابل کی سانسیں اس کے سینے میں ہی کہیں ڈب رہی تھیں اب وہ نرمی سے اس کی زبان کو اپنے دانتوں اور لبوں کی مدد سے چوس رہا تھا۔ اس کی اس حرکت پر مقابل کی آنکھیں مکمل طور پر کھلی تھیں۔۔۔ اس کا چہرہ تپ کر قندھاری ہوا تھا۔۔۔ ضارب جو پہلے نرمی دکھا رہا تھا اب ایک دم اس کی شدت پسند ہونے پر وہ اس کی قمیض کے گریبان کو اپنی مضبوط گرفت میں لے گی تھی۔۔۔ وہ اب اس کی گریبان پر اپنی مٹھیوں سے مضبوط کر گی تھی۔ اس کی گرفت مضبوط کرنے پر اور اس کی سانس نالینے کی وجہ سے اس کا سرخ چہرہ دیکھتا جلدی سے اس کے لبوں کو آزادی بخش گیا تھا۔

اس کو آزادی ملنے پر وہ گہرے گہرے سانس بھرتی خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہی تھی جس سے اس کے نشیب و فراز میں ایک طغیانی سی مچی ہوئی تھی۔ اس کی وائٹ شرٹ میں اس کا انگ انگ نمایا ہو رہا تھا۔۔۔ فجر نے خفگی سی بھری نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ اس کی نظریں خود پر محسوس کرتی وہ جلدی

سے نظریں جھکاتی اس سے پہلے نیچے اترتی ضارب اس کی کلائی پکڑتا بیڈ سے نیچے اتر اٹھا۔ اس کی شرٹ مقابل کو صرف گھٹنوں تک ہی آرہی تھی جس سے اس باقی کا حصہ پورے آب و تاب سے چمک رہا تھا۔۔۔ کلائی پکڑنے پر اس نے کوئی مزاحمت نہیں کی تھی لیکن اس نے پلٹ کر ضارب کو بھی نہیں دیکھا تھا۔۔۔

یہ کرنا ضروری تھا تا کہ جب تم نیچے جاؤ تو کسی میں بھی ہمت نہ رہے کہ وہ تم سے کسی بھی قسم کا سوال کر سکیں۔۔۔ امید کرتا ہوں کہ تم میری

بات سمجھ رہی ہوں گی۔۔۔ اب جاؤں جلدی شاور لینے آج میں اپنی فجر کے بال بھی خود بناؤ گا اور اسے تیار بھی اپنے ہاتھوں سے کروں گا ضارب اس کو کمر سے پکڑ کر اپنے نزدیک کرتا اس کے لبوں پر انگلی رکھتا اسے کس کرنے کی وجہ بتا رہا تھا ورنہ اس کا مقابل کو تنگ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا کس اس کو ایسے دیکھ کر کوئی بھی اس کی بیوی سے سوال کریں خاص کر آمنہ بیگم

اس کی بات سمجھتے ہی فجر نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔ جب کہ اس کے بال بنانے پر فجر نے وہی سر جلدی سے ناں میں ہلایا تھا جس پہ ضارب نے نا سمجھی سے آئیر واچکائی تھی۔۔۔ اس کو سمجھ نہیں آیا تھا وہ کس بات پر ناں میں سر ہلایا ہیں۔۔۔ مجھے آپ سے بال نہیں بنوانے۔۔۔ آپ

میرے بال بناتے وقت درر کریں گے جیسے بچپن میں کرتے تھے۔۔۔ فجر اس کی آنکھوں میں نا سمجھی دیکھتے ج اپنے بالوں کو ایک ہاتھ

سے پکڑتی جلدی سے بولی تھی۔۔ جس پہ ضارب کا قہقہہ اس کمرے کی
درود یوار کی زینت بنا تھا۔۔ جس پہ فجر نے اسے شکوہ کن نظروں سے
دیکھتی اس کے ہاتھ سے اپنی کلائی چھڑواری تھی۔۔ جس پہ ضارب
اپنی گرفت مضبوط کرتا اس کی کمر کو مٹھیوں میں بھرتا اس ہنستے ہوئے
اس کے ماتھے پر لب رکھ گیا تھا۔۔ جس پہ فجر سرخ ہوتی اپنی مزاحمت
روکتی اپنی آنکھیں موند گئی تھی۔۔ میری جان اس وقت بات الگ
تھی!! تب میرے دل میں تمہارے لیے فیلنگ تھی!! لیکن مجھے تب
اپنی فیلنگ سمجھ نہیں آتی تھی تب تم اتنی ضدی اور بد تمیز تھی میرا دل
کرتا تھا می تمہارے بالوں کو جڑ سے اکھاڑ دوں جن پہ تم مجھے سے ماما کو
کہہ کر زبردست تیل لگواتی تھی۔ ضارب اس کی بند آنکھوں پر لب
رکھتا اس نرمی سے سمجھا رہا تھا کہ وہ اب اس کے بالوں کو کوئی تکلیف
نہیں پہنچائے گا۔ وہ اکثر اس سے اپنے بالوں میں تیل لگواتی تھی اور

ضارب کو یہ کام سخت زہر لگتا تھا اس لیے وہ اس کے بالوں کو کھینچتا تھا

جس پہ فجر روتی ہوئی اٹھی جاتی تھی۔۔۔ اس لیے وہ اج بھی ڈر رہی تھی۔ جبکہ خود کو بد تمیز اور ضدی کا لقب ملنے پر اس نے آنکھیں کھول کر ضارب کو گھور کر دیکھا تھا۔ اور اگلے ہی پل اس کی کمزور گرفت محسوس کرتی وہ خود کو ازاد کروا گئی تھی۔ اگر اتنی ہی ضدی اور بد تمیز ہوں تو شادی کیوں کی مجھ سے کسی تمیز دار سے شادی کر لیتے۔۔۔ اور اب اگر آپ نے میرے بالوں کو ہاتھ لگایا تو میں یہ کمرہ چھوڑ کر چلی جاؤں گی اور آپ کو پتا ہیں کہ میں یہ کر سکتی ہوں۔۔۔ فجر ایک ایک لفظ دانت پیس کر بولتی واشر روم میں بند ہوئی تھی۔۔۔ اس کی بات سن کر ضارب نے جلدی سے ناں میں سر ہلایا تھا

اس سے پہلے وہ اس کو پکڑتا وہ واشر روم میں جا کر بند ہوئی تھی۔۔۔

کوئی بات نہیں میرا نور اللہ مجھے ایک خوبصورت بیٹی دیں گا جس کے
میں بال بناوگا پھر تم جیسے ہوتی رہنا ہم دونوں باپ بیٹی سے۔۔ اس کو
دروازے کے پاس ہی محسوس کرتا ضارب اپنا نچلے لب و باتا دروازے
کے پاس منہ کرتا اونچی آواز میں بولا تھا جبکہ فجر جو دروازے کے ساتھ
ٹیک لگاتی خود کا غصہ نارمل کرنے کی کوشش کر رہی تھی اس کی بات
سننے ہی اس کا دل کیا اس بد تمیز انسان کا سر پھوڑ دیں جبکہ اس کے گالوں
سے سیک نکلنا شروع ہو گیا تھا۔ وہ جلدی سے اس کی بات اگنور کرتی
شاہر لینے چلی گئی تھی۔۔ جب کہ ضارب اس وقت اپنے بالوں میں
ہاتھ پھیرتا ڈریسنگ مرر کے سامنے جا کر کھڑا ہوا تھا۔۔
کچھ ہی دیر میں فجر باتھ روم گاؤں پہنے باہر نکلی تھی۔۔ ضارب کو اپنے
موبائل میں مصروف دیکھتی وہ جلدی سے ڈریسنگ روم میں بھاگ گئی
تھی کل ہی اس کی ساری چیزیں ضارب کے روم میں سیٹ کر دی گئی

تھی ضارب جو بظاہر اپنے موبائل میں مصروف تھا اس کی اتنی سپیڈ دیکھ کر اس نے اپنی مسکراہٹ روکی تھی۔۔۔ وہ اس کا باہر آنا محسوس کر چکا تھا لیکن ٹائم کی کمی دیکھتا وہ اس کو تنگ کرنے کا ارادہ ترک کر چکا تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ اپیل گریں کلر کی ہیوی شلوار قمیض پہنے اس کے نیچے پنسل ہیل پہنے جس کی ٹک ٹک کی آواز سنتے ہی ضارب نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا اور وہ پلک جھپکنا بھول گیا تھا۔ اس وقت وہ بالوں کا خوبصورت سا آگے سے ڈیزائن بنائے بالوں کو پیچھے سے کھلا چھوڑے گالوں پر بلشر لگائے ہونٹوں پر پنک لپسٹک لگائے وہ سر پر اچھے سے ڈپٹا سیٹ کیے وہ اس کا دل بری طرح ڈھڑکا چکی تھی۔ وہ آج سچ میں پہلے دن کی دلہن لگ رہی تھی۔۔۔ وہ ضارب اس وقت براون شلوار قمیض کے اوپر براون ہی اجرک لیے کالے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے وہ بھی بلا کا خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔

وہ موبائل بند کر کے اپنی سائیڈ جیب میں رکھتا اپنی دوسری جیب میں ہاتھ ڈال کر اپنا والٹ نکالتا اس میں سے سارے پیسے نکالتا فجر کے پاس آیا تھا۔۔۔ فجر ڈریسنگ روم سے ہی تیار ہو کر آئی تھی۔۔۔ کہیں اس ضارب سے باہر بال نابنوانے پڑے۔۔

شوقِ سنگھار بجا ہے تیرا لیکن

♥ ❀ میری ساری تنخواہ تیرے صدقات میں اڑ جائیگی۔

ضارب اس کو کمر سے پکڑ کر اپنے نزدیک کرتانا جانے کتنے ہی پیسے اس کے سر پر سے وارتا گھمبیر آواز میں بولا تھا۔۔۔

فجر جو کچھ بولنے کے لیے اپنے لب وادہ کر رہی تھی۔۔ ضارب اس کو لے کر نیچے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔ جب فجر ڈریسنگ روم میں تھی تب زیان کی کال آئی تھی جس پہ ضارب اس کو بے باک باتیں سناتا اور آخر میں اس کو اگلے دس منٹ میں نیچے آنے کا بولا تھا۔۔

شاہ من۔۔۔ ایان اور دعا جو اس وقت نیچے ہی آرہے تھے آیان کو منہ پھلا کر دیکھ کر دعا نے اسے پیار سے مخاطب کیا تھا۔۔ وہ پوری رات لڑنے کے بعد صبح اس بات پر بحث کرتے رہیں کہ سب سے پہلے شاور کون لے گا جس پہ دعا اس کو چکما دیتی جلدی سے واش روم میں گھس گئی تھی۔۔۔ تب سے آیان نے منہ پھلایا ہوا تھا۔ دعا اس وقت سکاے بلیو کلر کی فراک پہنے جس پہ بہت ہیوی گوٹے کا کام کیا گیا تھا سر پر اچھے سے ڈوپٹا جمائے لبوں پر نیو دلیپسٹک لگائے وہ بلا کی حسین لگ رہی تھی۔۔۔ شرم کا تو دور دور تک اس کے چہرے پر کس نام و نشان بھی نہیں تھا۔۔

اس وقت آیان کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ دعا کے حصہ کا شرمانا آیان کا کام تھا۔۔ اس وقت وہ بھی سکائے شلوار قمیض میں ملبوس بھورے بالوں کا ماتھے پہ بکھیرے وہ منہ پھولاے بہت زیادہ کیوٹ لگ رہا تھا

-- دعا کے بلانے پر اس نے اپنی آنکھوں میں خفگی لیے اس دیکھا تھا جبکہ

اس کے "شاہ من" پکارنے پر اس کا دل زوروں سے ڈھڑکا تھا۔۔۔

اس نے آئبر اچکا دعا کی طرف دیکھا اس کے دیکھنے پر دعا اس کے

نزدیک ہوتی اس کے پاؤں پر اپنی پیر رکھتی اس کے ماتھے پر لب رکھ گی

تھی وہ چاہیے جیسی بھی بے باک کیوں نا ہو جائے لیکن وہ قد میں اس

سے چھوٹی تھی۔۔۔ اس کے لمس پر آیان سرخ پڑتا سکون سے اپنی

آنکھیں موند گیا تھا۔۔۔ دعا پیچھے ہوتی اس کی طرف اپنے لبوں پر

مسکراہٹ سجاتی دیکھ رہی تھی۔۔ تمہیں پتا ہیں شاہ من کس کو کہتے

ہیں؟؟ میں بتاتی ہوں

وہ جس کو دیکھ کر دل سے محبت نکلے۔۔۔۔۔ جسے دیکھ کر دل خوش ہو

جائے۔۔ جسے دیکھ کر سانس مہک جائے۔۔۔ اب پتا چلا کسے کہتے ہیں

؟؟ شاہ من

تمہیں کہتے ہیں شاہ من اور اب سے میں تمہیں شاہ من ہی کہہ کر
پکاروں گی۔۔۔ دعا اس کے سینے پر انگلی رکھتی روعب سے بولی
تھی۔۔ اس کی بات سن کر آیان نے پھولے منہ سے ہاں میں سر ہلایا
تھا۔۔ اس کا بھالو جیسا پھولا ہوا منہ دیکھ کر دعا نے اپنی مسکراہٹ روکی
تھی۔

چلوں اب اپنا منہ سیدھا کروں کون سا تم پر پہاڑ ٹوٹے ہیں۔۔ اس لیے
اپنا یہ بھالو جیسا منہ ٹھیک کروں اور میں بھی زرا اثر مالوں۔۔ دعا اس کا
جبرہ دائیں بائیں ہلاتی حکمیہ انداز میں بولی تھی۔۔ اس کی بات پر آیان اپنا
منہ سیدھا کرتا جس پہ دعا سے فلائنگ کس دیتی نیچے کی طرف بڑھ گئی
تھی۔۔ اس وقت سب لوگ ہی دائنگ ٹیبل پر بیٹھے ناشتہ کر رہے ہیں
تھے خاموشی سے دعا اور فجر کے آتے ہی آمنہ بیگم نے ان دونوں کا

صدقہ دیا تھا۔۔۔ فجر کا چہرہ تو اس وقت گلاب کی طرح سرخ جس کو دیکھ کر آمنہ بیگم کے بے چین دل کو کچھ سکون ملا تھا۔

وہ رات سے سکون سے سو بھی نہیں پائی تھی یہی فجر کے بارے میں ہریشان ہوتی رہی تھی۔۔۔ اب اس کا گلاب کی طرح کھلا ہوا چہرہ دیکھ کر ان پر بہت کچھ واضح ہو گیا تھا۔۔۔ اس وقت سب لڑکیاں ایک سائیڈ پر اور ان کے شوہر بالکل ہی ان کے سامنے بیٹھے تھے۔۔۔ وقاص علی شاہ اس وقت سربراہی کر رہے تھے ان کے بالکل سامنے کی انوشہ بیٹھی جو کہ زیان کی شادی تک اب یہی ہر ہی باقی سب مہمان اس وقت جا چکے تھے۔۔۔ آج ولیمہ بھی حال میں ہی رکھا گیا تھا۔۔۔ رات کو سب نے حال میں ہی جانا تھا۔ اس وقت فجر ضارب کی نظریں خود پر محسوس کر کے ٹھیک سے کھانا بھی نہیں کھا پا رہی تھی۔۔۔ جب کہ کنزہ جب سے آئی تھی نظریں جھکا کر بیٹھی تھی اس نے ایک نظر بھی زیان کو

نہں دیکھا جس پہ وہ بار بار نوالہ بناتا منہ کے پاس لے ہی جاتا لیکن سامنے
بیٹھی اپنی بیوی کو دیکھ کر وہ نوالہ دوبارہ پلیٹ میں رکھ دیتا

اس کی حالت دیکھ کر کایان اپنی مسکراہٹ دوبارہ تھا جبکہ عابد علی شاہ
تاصف سے سر ہلاتے اس کو گھور کر رہ گئے تھے۔۔۔ زیان کے دل بے
چینی سے ڈھڑک رہا تھا اس رات کو بھی اس کی آنکھوں میں میہ دیکھنے کے
بعد ایک پل نیند نہیں آئی تھی مقابل نے کہہ تو دیا تھا کہ وہ اس سے
ناراض نہیں ہیں لیکن اس کا اس کی طرف نا دیکھنا اسے بہت کچھ جتا رہا
تھا۔۔۔ اس کے چہرہ پر کوئی جذبہ نہیں تھا جس سے وہ پتا لگا پاتا کہ مقابل
کے دل میں کیا چل رہا ہیں یا پھر اس کی آنکھوں میں دیکھ کر جس کو وہ
جھکا کر بیٹھی تھی محبوب روٹھے تو مناؤ۔

نامانے تو پھر مناؤ۔۔

پھر بھی نامناے تو پھر مناؤ۔

رقص کرو یا پھر تسلیم خم کرو

محبت کا یہ اصول ہیں کہ

محبت پر اس رات کی نیند حرام ہیں جب اس سے اس کا محبوب روٹھا

ہوں۔۔

زیان کا بھی وہ حال تھا اسے لگ رہا تھا مقابل یا کسی بات کو لے کر پریشان

ہیں یا پھر اس سے ناراض ہیں وہ چاہتا تو رات کو اس کے کمرے میں جا

سکتا تھا لیکن وہ اس کے کمرے میں جانے کے بعد اپنے آپ پر کنٹرول

کھودیتا

وہ اس کی نیند خراب نہیں کرنا چاہتا تھا سب سے بڑھ کر وہ اس کو

شادی تک ٹائم دینا چاہتا یقیناً اگر وہ پہلے بھی اس سے تعلق بنا گیا تھا لیکن

وہ اس کو ریلائز کروانا چاہتا تھا کہ وہ شادی والی رات بھی اسے کے لیے

پہلی رات کی ہی دلہن ہیں

دوسری طرف دعا جو ایسے کھانا کھا رہی تھی جیسے پتا نہیں رات کو کون
سی جنگ جیتی ہو بیچاری نے۔۔۔ مہرین جو اپنے داماد پلس بھتیجے کو ترس
کھانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ ایان کا چہرہ ابھی تک سرخ
تھا نہیں آیان پر اس وقت

بہت زیادہ ترس آ رہا تھا جس معصوم کے ساتھ ان کی بیٹی کی شادی ہو گی
ہیں۔۔۔ دعا کو ایسے کھاتے دیکھ کر بشری بیگم نے اسے گھورا تھا جس کے
چہرے سے کہیں نہیں لگ رہا تھا کہ وہ ایک رات کی دلہن ہیں البتہ آیان
کے چہرے سے بہت کچھ واضح ہو رہا تھا۔۔۔

مجھے سب سے ضروری بات کرنی ہیں۔۔۔ وقاص علی شاہ جنہوں نے
کب سے ناشتہ کر لیا تھا لیکن وہ سب کے فری ہونے کا انتظار کر رہے
تھے اب سب کو فری ہوتا دیکھ وقاص علی شاہ سنجیدگی سے بولے تھے

ان کی بات پر سب ان کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔۔ سب کو تجسس ہو رہا تھا کہ وہ کیا بات کریں گے لیکن کایان کو تو پہلے سے ہی پتا تھا۔۔ اس لیے وہ اب سب کے چہروں کی طرف دیکھتا ان کے ایکسپریشن نوٹ کرنے والا تھا جب کہ حور اپنا نچلے لب دبایا تھا اسے بھی کچھ اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کیا بات کرنے والے ہیں۔۔۔

حور کو گلاب کی طرح سرخ ہوتا دیکھ کر کایان کا دل پہلو میں ڈھڑکا تھا۔۔ وقاص علی شاہ اس سے صبح ٹائم پوچھ چکے تھے جس پہ اس نے رضامندی دیں دی تھی

زیان کی شادی کے ساتھ ہی کایان اور حور کی بھی شادی ہو گی اس لیے جو جو تیاریاں کرنی وہ کل سے ہی شروع کر دیں۔۔ سب کو اپنی طرف متوجہ پا کر ان کے سر پر بم پھوڑا تھا زیان جو کنزہ کو دیکھ رہا تھا جس کا سارا دھیان وقاص علی شاہ کی طرف تھا

ان کی بات سنا کر کا زیان نے گردن گھوما کر کا یان کو دیکھا تھا جو اس کے دیکھنے پر وہ اپنی مسکراہٹ روکتا کندھے اچکا گیا تھا جس پہ زیان کا دل کیا اس کا منہ ٹور دیں اس کو پورا یقین تھا کہ اس میں کا یان کا ہی ہاتھ ہیں

ورنہ داجی نے تو منع کر دیا تھا کہ حور کی پڑھائی کے بعد ہی رخصتی ہوگی اب اچانک ایسا کیا ہو گیا ہیں کہ انہیں اپنا فیصلہ چیلنج کرنا پڑا۔۔۔ جب کہ عابد علی شاہ اور بشری بیگم کو بھی یہی لگا تھا بیٹی جتنی جلدی اپنے گھر کی ہو جائے اتنا اچھا ہیں

اس لیے انہیں کوئی اعتراض نہیں تھا۔۔

حور ابھی چھوٹی ہیں داجی اس کی رخصتی ابھی نہیں ہوگی۔۔ زیان کا یان کا ہاتھ ٹیبک کے نیچے سے اپنی سخت گرفت میں لیتا ہوا بولا تھا۔۔ اس کی بات پر کا یان نے اس کو گھور کر دیکھا تھا۔۔ کنزہ بھی حور سے صرف

چند دن ہی بڑی ہیں اس لیے کوئی اور بہانا بناو۔۔۔ کایان اس کا اپنی

طرف متوجہ کرتا دل جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا

۔۔۔ زیان کا دل کیا اس بے غیرت انسان کا منہ ٹور دیں۔۔۔ جس نے

قسم کھائی تھی کہ کبھی اس کی کوئی بات نہیں ماننی۔۔۔

وہ ابھی پڑھائی کر رہی ہیں۔۔۔ سب کو اپنی بات سے متفق ناپا کر زیان

نے ایک اور بہانا بنایا تھا۔۔۔

کنزہ بھی ابھی پڑھ رہی ہیں لیکن اس کی تور خستی ہو رہی ہیں اس لیے کچھ

اور سوچوں۔۔۔ ابھی زیان کی بات ختم ہوئی تھی جب کایان جلدی سے

بولا تھا۔۔۔

حور سے پوچھا ہیں آپ لوگوں نے۔۔۔ زیان وقاص علی شاہ کی نظریں

خود پر پا کر ہار ماننے والے انداز میں بولا تھا۔۔۔ جس پہ کایان نے زور و

شور سے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔ زیان اگر چاہتا تو روک سکتا تھا یہ سب

کچھ لیکن اس کی بھی خواہش تھی کہ کایان کی شادی اس کے ساتھ ہی ہوں۔۔۔

سب کو اس رخصتی سے کوپر اہلم نہیں ہیں تو تجھے کیا ہیں پتا ہیں آگے
سردیاں آرہی ہیں میں اکیلے کیسے سوؤں گا۔۔۔ کچھ میرے بارے
میں سوچ۔۔۔ اس کی ہار ماننے ہر کایان اس کے نزدیک ہوتا ہے باک
سرگوشی کرتا پیچھے ہوا تھا جس پہ زیان نے اپنے جہڑے بھنچے تھے۔۔۔
یہ تو بہت اچھی بات ہیں ہم بارات والے دن دیکھیں گے شاہ خاندان
کے دو بڑے بیٹوں کی دلہنوں میں سے سب سے زیادہ پیاری کون لگ
رہی ہیں۔۔۔ سب کو ایک دوسرے کو مبارک باد دینے پر دعا چہکتی ہوئی
بولی تھی۔۔۔ جبکہ فجر بھی اپنے بھائی کی شادی کی بات پر خوش تھی
حور اس وقت صرف اپنی ماں کے سینے میں چھپنے کی کوشش کر رہی
تھی۔۔۔ جبکہ انوشہ اس وقت سب کو دیکھتی زبردستی مسکرا رہی

تھی۔۔۔ دعا کی بات پر اس کے دماغ میں کچھ کلک ہوا تھا۔۔۔ وہی
دعا کی بات پر زیان نے کنزہ کو دیکھا تھا جو خاموشی سے نظریں جھکا کر
بیٹھی تھی۔۔۔

افلورس حور اس شاہ خاندان کی بیٹی ہیں وہی سب سے خوبصورت لگیں
گی اب کنزہ جتنی بھی خوبصورت لگ جائے لیکن ہماری حور کا مقابلہ تو
نہیں کر سکتی کیونکہ مقابل کی تو کوئی پہچان نہ۔۔۔ اس سے پہلے انوشہ اپنا
جملہ مکمل کرتی جب زیان کنزہ کے

چہرے پر احساس کمتری کا تاثر دیکھتا اونچی آواز میں حلق کے بل ڈھاڑا
تھا۔۔

سید زیان علی شاہ کی بیوی ہیں یہ اس کی یہی پہچان ہی کافی ہیں اور رہی
بات حور کی تو وہ اگر اس خاندان کا حصہ ہیں تو کنزہ زیان علی شاہ سید
زیان علی شاہ کے دل پر حکمرانی کرتی ہیں وہ اس دل کا حصہ ہی زیان

انوشہ کی طرف دیکھتا جتانے والے انداز میں بولا تھا۔۔۔ اس کی بات
سننے ہی انوشہ کا چہرہ جلن اور توہین کے ہاتھوں سرخ ہوا تھا جس پہ وہ
اپنی ناک چڑھاتی وہاں سے نود و گیارہ ہوئی تھی۔۔۔ دوسری طرف کنزہ
کو روتا ہوا دیکھ کر بشری بیگم نے اس کو گلے لگایا تھا۔۔۔ سب جو پریشان
کھڑے تھے وقاص علی شاہ نے سب کو شام کی تیاریوں کا بولتے زیا نکو
اپنے ساتھ لیتے چلے گئے تھے۔۔۔ زیا ان کی بات پر سر خم کرتا ان
کے پیچھے گیا تھا۔۔۔ اس کے آنسو زیاں کو جتنے تکلیف دے رہے تھے
اس کا اندازہ کوئی نہیں لگا سکتا تھا۔۔۔ وہ انوشہ کو اچھا خاصہ سبق
سکھانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

حور۔۔۔ وہ جو اپنے کمرے میں ابھی داخل ہوئی تھی۔۔۔ کایان کی آواز
پہ وہ مڑی ہی تھی جب کایان اس کو ٹانگوں سے اٹھاتا اپنے سے اونچا کرتا
گول گول گھمانے لگ گیا تھا۔۔۔ جس پہ حور کی چیخ بلند ہوئی تھی میں بتا

نہیں سکتا میں کتنا خوش ہوں روح من۔۔۔ وہ اس کو بیڈ پر بٹھاتا خود
گھٹنوں کے بل بیٹھتا اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتا خوشی سے بولا تھا
۔ آج جو خوشی اس کے چہرے سے جھلک رہی تھی وہ لفظوں میں بیان
نہیں ہو سکتی تھی۔۔۔ اس کی بات سمجھتے ہی حور سرخ ہوتی نظریں جھکا
گی تھی

آپ مجھ سے وعدہ کریں آپ مجھے شادی کے بعد بھی چاکلیٹ لے کر
دیں گے اور مجھ سے ایسے ہی پیار سے بات کریں گے جیسے اب کرتے
ہیں۔۔۔ حور اس نظریں اٹھاتی اس کی نیلی آنکھوں میں دیکھتی یقین
دہانی کروارہی تھی۔۔۔

اس کی بات پر کایان نے اس کے ہتھیلی پر لب رکھ کر ہاں میں سر ہلایا
تھا۔۔۔

میرا پیار تمہیں اپنی دسترس میں لانے کے بعد اور بھی بڑھ جائے گا
روح من!! کایان اس کے دونوں ہاتھوں پر ناجانے کتنے ہی بوسے دیتا
پیار سے لبریز لہجے میں بولا تھا۔
روح من۔۔

تم اس دنیا کی وہ واحد انسان ہوں
جسکی مجھے سب سے زیادہ فکر ہے اور میرا دل چاہتا ہے کہ
تمہارا بہت سا خیال رکھو تمہیں پالو جیسے بچوں کو پالا جاتا ہے اس پاک
ذات کی قسم تم میری زندگی ہوں تمہارے بغیر میں کچھ بھی نہیں
ہوں۔ کایان اس کی سبز آنکھوں میں دیکھتا اپنے دل کا حال بیان کر رہا تھا
اس کے اتنے خوبصورت اظہار پر حور کی آنکھوں میں خوشی کے ساتھ

نمی چمکی تھی۔۔۔ لیکن آپ نے مجھے سالار کی طرح ایک انگوٹھی بھی
گفت نہیں کی۔۔۔ اس نے امامہ کو دیڑھ کڑوڑ کی انگوٹھی گفت کی تھی
اپنے ایک گندی سی بلی دی تھی مجھے جو میری ساری چاکلیٹ کھاگی
تھی۔۔۔ آپ مجھے پالیں گے کیسے۔۔۔ حور کو جو کچھ سمجھ آیا تھا۔۔۔ اس
حساب سے اس نے کایان کو شکایت لگائی تھی۔۔۔ جبکہ بلی کی اس کی
ساری چاکلیٹ کھانے کا دکھ وہ ابھی تک نہیں بھولی تھی۔۔۔ جبکہ اس
کے منہ سے کسی لڑکے کی تعریف سن کر کایان بھڑبھڑ جلاتھا۔۔۔ اس
کے چہرے میں ایک دم سرخیاں گھلی تھی۔۔۔

یہ سالار سکندر کون ہیں۔۔۔ اور رہی بات گفت دینے کی تو آج سے میرا
سب کچھ میری روح من کے نام ہوا۔۔۔ مجھے بھی اگر کچھ چاہیے ہوگا
اپنی جائیداد میں یا پھر کسی امپوڑٹنٹ فائل پر سائن کرنے ہوئے تو وہ
میری جگہ اب میری حور کریں گی۔۔۔ کایان سالار سکندر کا نام چباتا

جبکہ اگلی بات پر کھڑا ہوتا اسکے پاس بیٹھتا پیار سے بولا تھا۔۔۔ اس نے
حور کو گفٹ دینے کا سوچا تھا لیکن اسے سمجھ نہیں آیا تھا کہ وہ کیا دیں اس
کو اس لیے اس نے اپنا سب کچھ حور کے نام کر دیا تھا۔۔۔ اب کسی بھی
امپورٹنٹ میٹنگ میں جہاں زیان کے ساتھ اس کے سائن کی ضرورت
ہوتی تھی اب وہاں

پر حور کے سائن کی ضرورت ہوگی وہ یہ اسے شادی والی رات کو بتانا
چاہتا تھا لیکن اس کے منہ سے کسی اور کی تعریف سن کر اس کو مجبوراً بتانا
ہی پڑا تھا۔۔۔۔ حور نے اس کی اگلی بات پر غور ہی نہیں کیا تھا وہ صرف
اس بات پر پریشان ہوگی تھی کہ وہ سالار سکندر کو نہیں جانتا۔۔ وہ اپنی
آنکھوں میں حیرت لیے صدمے کی کیفیت میں اسے دیکھ رہی تھی
۔ اس کے اس طرح دیکھنے پر کایان پریشان ہوا تھا وہ اس کو بازو سے پکڑ
کر ہلاتا اسے ہوش کی دنیا میں لایا تھا۔۔

آپ سالار سکندر کو نہیں جانتے شاہ۔۔۔ حور اس کے ہوش دلانے کے
بعد کسی صدمے کی کیفیت کے تحت اس سے پوچھ رہی تھی اس کے
چہرے پر صدمے کی کیفیت دیکھ کر کایان نے سرخ چہرہ لیا اپنی آنکھوں
میں الجھن لیے ناں میں سر ہلایا تھا۔ اس کی بات پر حور نے اپنے ماتھے
پر ہاتگ رکھ اس پر جیسے افسوس کیا تھا۔۔

آپ کو سالار کا نہیں پتا میں آپ کو بتاؤں گی ابھی مجھے پالر جانا ہیں لیکن
جس دن ہماری شادی ہوگی میں آپ کو پوری کہانی سناؤں گی اس کی
۔۔۔ حور کایان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتی اس سے وعدہ کر رہی
تھی۔۔ جبکہ اس کی بات پر تو کایان نے بے دھیانی میں ہاں میں سر ہلایا
تھا اس کا دھیان تو صرف اس کے ہاتھ میں موجود اپنے ہاتھ پر تھا جس کو
وہ نرمی سے اپنے ملائم ہاتھوں سے

چھوڑ ہی تھی۔۔۔ اس کا دل پسلیاں ٹور کر باہر آنے کو بے تاب تھا
۔۔۔ وہ اپنے دوسرے ہاتھ سے مٹھی بناتا اپنے منہ پر رکھ گیا تھا۔ اس
کی حالت دیکھتی حور جلدی سے سرخ پڑتی ہاتھ چھوڑ گی تھی۔۔۔ اس
کے ہاتھ چھوڑنے پر کایان نے اس چھوٹی پٹاخا کو گھورا تھا۔

جو اس کے جذبوں میں طغیانی مچاتی اب پیچھے ہو رہی تھی۔ اس سے
پہلے حور اٹھ کر کمرے سے بھاگتی وہ اس کو کلائی سے پکڑتا اپنی گود میں
بٹھاتا اس کے لبوں کو اپنی قید میں لے گیا تھا۔ اس اچانک افتاد پہ حور
اپنی کلائی اس کے ہاتھ سے چھڑواتی اس کا کالر اپنی مٹھیوں میں بھر گی
تھی

وہ اس کے لبوں کو نرمی سے سک کر رہا تھا لیکن اس کے لبوں کو جام پیتے
ہی وہ اپنے کام میں شدت لے آیا تھا۔۔۔ وہ بہت ہی شدت سے اس
کے لبوں کو اپنے دانتوں اور ہونٹوں کی مدد سے اپنے رنگ چھوڑ رہا تھا

وہاں۔۔۔ جس سے مقابل کی سانسیں اس کی سینے میں ہی دفن ہو رہی
تھی۔۔۔ وہ اس وقت اس کی لیب پر بیٹھی تھی اس کے بیٹھنے کی وجہ سے
اس کے جواں جذبے سر پھیلانے ناگ کی طرح کھڑے کر دیتے
تھے۔۔۔ اس کے بدن میں ایک الگ ہی طغیانی مچائی ہوئی تھی۔۔۔ اس
کی نیلی آنکھوں میں اس وقت خمار کی سرخی چھائی تھی۔۔۔ وہ بہت بے
دردی سے اس کے لبوں پر دانت گاڑھتا سے آزادی دے گیا تھا۔ وہ
اپنے اندر اٹھتے جذبوں سے ڈر گیا تھا۔۔۔ وہ اس کو خود سے بدگمان نہیں
کرنا چاہتا تھا۔۔۔ اس نے حور کی طرف دیکھا تھا جو اپنی آنکھوں میں نمی
لیتی شکوہ کن نظروں سے دیکھتی نروٹھے انداز میں منہ پھیر گئی تھی
ہے روح من!! ناراض کیوں ہو رہی ہوں ایسی ایک ڈیپ کس تو ہر
شوہر اپنی بیوی کو کرتا ہیں اس لیے تم بار بار یہ خوبصورت منہ نا پھولا یا
کروں میرے دل کرتا میں یہ تمہارے پھولے گال کھا جاؤں۔۔۔ وہ اس

کا چہرہ اپنی طرف موڑتا اس کے عارض پر دانت گاڑھتا شیر لہجے میں
بولا تھا۔۔۔ آپ شوہر لوگ کتنے بد تمیز ہوتے ایسے کون کرتا اپنی
معصوم سی بیویوں کے ساتھ۔۔۔ حور کایان کی نیلی آنکھوں میں دیکھتی
افسوس کرنے والے انداز میں بولی تھی۔۔۔ اس کی بات پر کایان اس کی
گال پر لب رکھتا اپنی مسکراہٹ روک گیا تھا۔

میری جان شوہر اور بھی بہت کچھ کرتے ہیں اگر میں وہ تمہارے ساتھ
سب کچھ ابھی کر دوں تو تم اپنے یہ خوبصورت گال ہمیشہ پھولا کر رکھوں
۔۔۔ وہ اس کو اپنی گود سے کھڑا کرتا اس کمر سے پکڑتا مقابل کرتا ذو معنی
انداز میں بولا تھا۔۔۔۔

کیا کرتے ہیں۔۔۔ حور اس کے قریب ہوتی اس کے کان میں سرگوشی نما
آواز میں بولی تھی۔ جیسے کوئی راز پوچھ رہی ہوں۔۔۔

اس کے ایکٹ پر کایان اس کو کمر سے پکڑتا اپنے پاؤں میں کھڑا کرتا اس کے ماتھے پر لب رکھ گیا تھا

یہ جب میری دسترس میں آؤ گی تو میں تمہیں آہستہ آہستہ سے سب کچھ سکھا دوں گا۔۔۔ وہ اس کے کان کے پاس جھکتا بلکل اس کی طرح سرگوشی نما آواز میں بولا تھا۔۔۔ اس کی بات پر حور سر ہلاتی جلدی سے اس کے عارض پر لب رکھتی

اس کو چڑھاتی باہر کی طرف بھاگ گی تھی۔۔۔ اس کی بھاگنے اور کس کرنے پر کایان بس اپنے جذبوں پر کنٹرول پاتا بالوں میں ہاتھ پھیرتا باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ اس وقت اسے زیان کو جا کر دیکھنا تھا کہ اس کا سپرائیس اسے کیسا لگا اس وقت شام کے چھ بج رہے تھے جب سب لوگ ہی اس وقت ہال میں موجود تھے۔۔۔ مردوں اور عورتوں کی علیحدہ جگہ بنائی گئی تھی۔۔۔ سب مہمان ہی اس وقت یہاں پر موجود

تھے۔۔۔ عورتوں کی طرف سٹیج بنایا گیا تھا جس پہ دونوں کیپلز بیٹھے
ہوئے تھے۔۔۔

ان دونوں کیپلز کی انٹری کب کی ہو چکی تھی۔۔۔ اس وقت شاہ کا بیان
اور زیان بھی وہی سٹیج پر پڑے صوفوں پر بیٹھے تھے۔۔۔ جہاں کا بیان اس
وقت گرے کلر کی شلوار قمیض پہنے اس کے اوپر بلیک اجرک ڈالیں بلا کا
حسین لگ رہا تھا۔ دوسری طرف کا بیان نے ڈارک براؤن شلوار قمیض
کے اوپر آف وائٹ

اجرک لی ہوئی تھی۔۔۔۔ وہ اس وقت کسی شہزادوں سے کم نہیں لگ
رہے تھے۔۔۔ کا بیان اس وقت حور کو دیکھ رہا تھا جو چاکلیٹ کلر کی میکسی
پہنے بالوں کو کر ل کر کیے وہ ہلکا سا میک اپ کیے ادھر ادھر گھومتی پوری
محفل کی جان بنی ہوئی تھی۔۔۔ وہی دوسری طرف کنزہ گرے کلر کی
میکسی پہنے خاموشی سے ایک صوفے پر بیٹھی کسی آنٹی کی باتوں کا جواب

دیں رہی تھی۔۔۔ وہ سب کی طرف دیکھ رہی تھی لیکن زیان کی طرف
نہیں دیکھ رہی تھی جس پہ وہ بار بار پہلو بدل رہا تھا۔۔۔ وہ اس وقت
گرے میکسی کے ساتھ بڑا سانیٹ کا ڈوپٹا لیے اس کو بہت اچھی طرح سر
پر جمائے بغیر میک اپ کیے وہ بالوں کو کھلا چھوڑیں بہت زیادہ
خوبصورت لگ رہی تھی میکسی بہت زیادہ فیٹنگ میں تھی جس سے اس
کے نشیب و فراز پوری آب و تاب سے چمک رہے تھے۔۔۔ وہ اتنی زیادہ
خوبصورت لگ رہی تھی کہ سب لڑکیاں اس کو حسد سے دیکھ رہی
تھی۔۔۔ زیان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس کو ان س کے درمیان سے
غائب کر دیں۔۔۔ وہ اس وقت خود پر کس طرح کنٹرول رکھ کر بیٹھا تھا
یہ اس کا خدا جانتا تھا یا وہ خود اس کی حالت کا یاں کو ایک کمینی سی خوشی
محسوس کر رہی تھی۔۔۔ وہ اپنی مسکراہٹ ضبط کرتا ضارب کے پاس
گیا تھا کوئی بعید نہیں تھی جتنا اس وقت وہ غصے میں تھا وہ اس کو جان سے

مار دیتا۔۔۔ ابھی زیان مقابل کو ہی دیکھ رہا تھا جب کنزہ سب سے
ایکسیوزز کرتی واشر روم والی سائڈ کی طرف بڑھ گئی تھی زیان جو اسی
انتظار میں ہی تھا اس کے جاتے ہی وہ بھی اس کے پیچھے ہی گیا تھا جب کہ
وہاں پر بھی کہی لڑکیوں نے اپنی ہنسی روکی تھی اور کسی ایک وجود نے
یہ منظر جلتی آنکھوں سے دیکھا تھا۔۔۔

ضارب اور آیان اس وقت اپنے چہرے پر سنجیدگی سجائے فور پیس وائٹ
سوٹ پہنے وہ بلا کے حسین لگ رہے تھے۔۔۔ وہ پہ فجر اور دعا اس وقت
وائٹ کلر کی میکسی میں ملبوس جس پہ گولڈن کام کیا گیا تھا خود کو بہت
اچھی طرح کور کیے چہرے پر ہلکا ہلکا میک اپ کیے وہ بھی کسی سے کم
نہیں لگ رہی تھی۔۔۔ یہ آج کا ڈریس ہی تھا جس کا تھیم دونوں کیپلز کا
سیم رکھا ہوا تھا۔۔۔

ابھی کنزہ جو آگے کی طرف ہی بڑھ رہی تھی۔۔ پیچھے سے کسی نے اس کی کلائی کھینچ کر اس کو ساتھ بنے کمرے میں لے جاتا اور واہ لاک کر گیا تھا۔۔ کنزہ جس کی اس چانک افتاد پہ چیخ نکلنے والی تھی۔۔ زیان نے جلدی سے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھا تھا۔۔ اس کے ہاتھ رکھنے پر مقابل نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا اور اگلے ہی پل وہ نظریں جھکا گئی تھی۔۔

ناراض ہوں۔۔ وہ اس کی نظریں جھکانے پر ضبط کرتا نرمی سے پوچھ رہا تھا۔۔

نہیں۔۔ مقابل کی طرف سے ایک حرفی جواب آیا تھا۔۔

تم سزا دے رہی ہو۔۔ اس کا جواب سنتے ہی زیان اس کو جلدی سے بتایا تھا۔۔

کیا۔۔۔ کنزہ نے اس کی بات سنتے ہی جلدی سے پوچھا تھا۔۔۔ نظریں
ہنوز جھکی ہوئی تھی۔۔۔ جس سے زیان کو اپنے دل میں درد اٹھتا ہوا
محسوس ہو رہا تھا۔ وہ ان آنکھوں جو جھکا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔ وہ
نرمی سے اس کی ٹھوڑی پر ہاتھ رکھتا اس کا چہرہ اوپر کر گیا تھا۔ ہر طرف
دیکھتی ہوں سوائے میری آنکھوں کے۔۔۔ وہ اس کی دونوں آنکھوں پر
باری باری لب رکھتا نرمی سے بول رہا تھا۔۔۔ اس وقت اس کے دل
میں ایک آگ سی لگی ہوئی تھی اگر وہ اگلے کچھ پل میں اس کی طرف
نہیں دیکھتی تو وہ کیا کر دیتا تو وہ خود بھی نہیں جانتا تھا
نہیں ایسی کوئی بات نہیں آپ کو غلط لگا ہیں وہ خود کو اس کے حصار سے
چھڑوانے کی کوشش کرتی نرمی سے بولی تھی دیکھا اس نے ابھی تک
اسے نہیں تھا۔ جس پہ زیان نے جبرے بھینچے اس کی کمر پر اپنا حصار اور
بھی مضبوط کر گیا تھا جس پہ مقابل سک کر رہ گئی تھی۔۔۔

اس کا حصار اتنا زیادہ مضبوط تھا کہ اس کی کمر پر موجود میکسی پر سلوٹیں
پر گئی تھیں۔۔

میری طرف دیکھوں۔۔۔ زیاں اس کے بالوں کو گدی سے پکڑتا اس کا
چہرہ اوپر کرتا سر دلچے میں غرایا تھا۔ اس کی غراہٹ پر مقابل
جلدی سے اپنی آنکھیں اس کی سبز آنکھوں میں گاڑھ گئی تھیں۔۔۔ اس
کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر زیاں اپنی گرفت مضبوط کرتا گہرا سانس بھر
کر رہ گیا تھا۔ اب اس کے جلتے دل کو سکون آیا تھا وہ اب اس کے بالوں
کو چھوڑتا اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا جہاں پر ہلکی سی شکوے کہ رک
تھی۔۔ وہ اس کا شکوہ اگنور کرتا نا جانے کتنی ہی دیر اس کی آنکھوں میں
دیکھتا رہا تھا۔۔۔ مقابل نے بھی پلکیں نہیں جھپکائی تھی اس کے چہرے
پر غم و غصہ کی سرخی دیکھتی وہ باقاعدہ اب کا پنا شروع ہو چکی
تھی۔۔۔ اس کو کا پنا محسوس کرتا وہ اس کے لبوں کو اپنی قید میں کے گیا

تھا۔۔ اب وہ بہت ہی شدت پسند طریقے سے اس کے لبوں کو اپنی گرفت میں لیے ہوئے تھا۔۔ کنزہ اس کی اجرک کو اپنی مٹھیوں میں بھرتی اس کے خوف کے ڈر سے بغیر کسی مزاحمت سے اس کی شدتیں برداشت کر رہی تھی۔۔ اس کو مزاحمت نہ کرتا دیکھ زیاں اب اپنے دانتوں کی مدد سے اس کی زبان کو اپنی قید میں لیتا اس کی نمی چراتا اسے سرخ گلاب کر گیا تھا۔۔ اس کا گلاب سا چہرہ دیکھتا وہ فتح مندی سے مسکراتا جس سے اس کا گڑھا ظاہر ہوا تھا۔۔ اب وہ بہت ہی نرمی سے اس کی زبان کو اپنے لبوں کی مدد سے سک کر رہا تھا۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ اس کی بند ہوتی سانسیں محسوس کرتا اس کے نچلے لب پر دانت گاڑھتا اس کو آزادی دے گیا تھا۔۔

مجھے لگتا ہیں میری بیوی چاہتی ہیں کہ میں ہر وقت اس کے جسم کا حصہ بنارہوں اس لیے تو جب سے اس سے حق لینا چھوڑا ہیں وہ مجھے ٹائم ہی

نہیں دے رہی۔۔۔ وہ اس کے بدن کے نازک حصوں کو میکسی کے اوپر سے ہی بے باکی سے چھوتا مسکراہٹ دبا کر بولا تھا اس کی بات پر مقابل نے ناں میں سر ہلایا تھا۔۔۔

تو پھر کیوں اتنے دنوں سے مجھے سے نظریں چراتی پھر رہی ہوں۔۔۔ وہ اس کو کمر سے پکڑ کر نزدیک کرتا جس سے مقابل کے بدن کی ناز کی وہ اچھے سے محسوس کر رہا تھا۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں۔۔۔ ویسے۔۔۔ ہی۔۔۔ وہ اس کے سوال پر گڑ بڑاتی ہوئی بولی تھی جس پہ زیان نے اس کا چہرہ دیکھ کر اپنی مسکراہٹ روکی تھی۔۔۔ اب وہ اس کو خود سے الگ کیے اپنی اجرک اتار اس کے گرد اچھی طرح اوڑھاتا اس کے ماتھے پہ لب رکھ گیا تھا۔ کوئی بات ہوئی ہیں تو مجھے بتادوں جان زیان لیکن مجھے سے یوں نظریں ناچرائی کروں۔۔۔ وہ اس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیتا نرمی سے بولا تھا۔ اس کی بات پر مقابل نے ناں میں سر ہلایا تھا

۔۔۔ اس کو سمجھ نہیں رہی تھی کہ وہ اس کو کیسے بتائے جو وہ کہنا چاہ
رہی ہیں

کیا ہوا ہیں۔۔۔ وہ اس کے چہرے پر تکلیف کے آثار دیکھتا پریشان ہوتا
پوچھ رہا تھا۔ اس کے پوچھنے پر کنزہ نے تھوک نگلے سرخ پڑتے اسے
دیکھا تھا۔ اور اگلے ہی پل وہ اس کو بتانے کا خیال اپنے ذہن سے نکالتی ناں
میں سر ہلا گئی تھی۔۔۔ مقابل کو سمجھ نہیں آیا تھا کہ وہ اتنا زیادہ سرخ
کیوں پڑ رہی ہیں

جان زیاں کیا ہوا بتاؤ مجھے۔۔۔ کسی نے کچھ کہا ہیں تم سے۔۔۔ تمہاری
ان خوبصورت آنکھوں میں نمی کیوں ہیں۔۔۔ وہ اس کو پہلے سرخ پڑتا
دیکھ اب ایک دم سے اس کی آنکھوں میں نمی دیکھتا اس کا چہرہ اپنے ہاتھ
کے پیالوں میں بھرتا

بے حد نرمی سے چوچھ رہا تھا۔۔۔

I have a lot of pain in my back and
you are bothering me by repeating a
question again and again please go
from here۔۔۔ وہ اس کو انگلش میں اپنے رونے کی وجہ بتاتی چیخی
تھی۔۔۔ اس کے چینخنے پر زیان نے اپنے جبرے بری طرح بھینچے
تھے۔۔۔ اس نے مقابل کو دیکھا تھا جواب اس کے سینے سے لگی رونا
شروع کر چکی تھی۔۔۔ اس کے رونے پر زیان بہت بری طرح پریشان
ہوا تھا اس سمجھ نہیں آیا تھا وہ اتنا زیادہ کیوں رو رہی ہیں۔۔۔

Stop crying until you tell me how will

I know what happened

جان زیان رونا بند کروں جب تک تم مجھے بتاؤں گی نہیں مجھے کیسے پتا
(چلے گا کہ کیا ہوا ہیں)

اس کے پوچھنے پر وہ ناں میں سر ہلاتی اپنے رونے میں اور زیادہ اضافہ کر
گی تھی جس پہ زیان جنھیں بھلا کر رہ گیا تھا۔۔۔ اس ایک تو سمجھ نہیں آ
رہی تھی کہ مقابل کیوں اتنا زیادہ رو رہی ہیں اور دوسرا اسے اپنی
آنکھوں کا حشر بگاڑتے دیکھ کر وہ اور زیادہ پریشان ہو رہا تھا۔۔۔

These are girl problems you guys can't
understand so please leave me alone

یہ لڑکیوں کی پرالہم ہیں آپ لڑکے نہیں سمجھ سکتے اس لیے پلیز مجھے
(اکیلا چھوڑ دیں)

وہ خود کو اس سے دور کرتی اپنی آنکھیں بے دردی سے ڈگڑتی بدتمیزی
سے بولی تھی۔۔۔ زیان کا دھیان اس وقت اس کے رونے پہ تھا رونے
کی وجہ سے اس کی ناک سرخ ہو چکی تھی اس کی آنکھیں مکمل متوزم
گلابی تھی۔ جس کو دیکھ کر زیان کے گلے میں گلی ابھر کر معدوم ہوئی

The girls' problem means that
they are on their periods, it means that
all my romanticizing has gone in vain.

(لڑکیوں کی پرابلم مطلب پیڑیڈ آئے ہوئے ہیں اس کا مطلب میری
اتنے رومینس کرنا سب فضول گیا۔) وہ اس کی بات کا مطلب سمجھتا
اس کو بتا رہا تھا جب کہ اس کو سرخ پڑتا دیکھ دو سرا فقرہ صرف اس کو
تنگ کرنے کے لیے بولا تھا۔۔۔

اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہی کنزہ سر قندھارہ ہوئی تھی اس سے پہلے
وہ پیرپٹکٹی روم سے باہر جاتی جب زیان اس کی کلامی پکڑتا ایک ہی
جسٹ میں اس کو اپنی باہوں میں اٹھا گیا تھا۔ بلکل نہیں میری جان
۔ ایسی حالت میں تمہیں باہر نہیں جانے دوں گا بھی میں اور تم گھر جا رہے

ہیں۔۔۔ وہاں پر جا کر تم آرام کروں گی۔۔ زیان کو سمجھ آگئی تھی کہ
مقابل کو موڈ سونگنر ہو رہے جس کہ وجہ سے وہ اتنا غصہ کر رہی ہیں
زیان پوری بات سمجھتا ہی تھوڑا نارمل ہوا تھا جبکہ کنزہ اس وقت شرم
سے دوہری پڑتی اس سے نظریں بھی نہیں ملا پار ہی تھی اس کا کوئی ارداہ
نہیں تھا اسے بتانے کا لیکن نا جانے غصے میں کیسے اس کے منہ سے نکل
گیا تھا۔۔۔ اب وہ اس سے نظریں بھی نہیں ملا پار ہی تھی۔۔۔ کمفر ٹیبل
ہوں۔۔۔ زیان اس کو کمرے سے باہر لاتا چاروں اور نظریں دوڑاتا
اسے پار کنگ سائیڈ کی دوسری طرف سے گاڑی کے قریب لاتا نرمی
سے سیٹ پر بٹھا گیا تھا۔۔۔ اس کی بات تو پہلے کنزہ کو سمجھ نہیں آئی تھی
لیکن سمجھ آتے ہی وہ نظریں جھکاتی ہاں میں سر ہلا گئی تھی۔۔۔ اس کے
ہاں میں سر ہلانے پر زیان اس کے ماتھے پہ لب رکھتا دروازہ بند کرتا
ڈرائیونگ سیٹ پر آیا تھا۔۔۔ اس نے کایان کو میسج کر دیا تھا وہ اس کی غیر

موجودگی سمجھا لیں۔۔۔ وہ اپنی سائیڈ پر بیٹھا ہی تھا۔ اس سے پہلے وہ گاڑی سٹارٹ کرتا جب اس نے کنزہ کی طرف دیکھا تھا۔ جو اس طرح ان کمفرٹبل فیل کر رہی تھی۔۔۔ زیان نے ایک بٹن پر پریس کیا بیٹھتی تھا جس سے سیٹ نیچے جھک گئی تھی۔۔۔ اب وہ کمفرٹبل سی ہوتی آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔ اس کو سکون سے آنکھیں موندتا دیکھ زیان نے جلدی سے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔۔۔ کچھ ہی دور جا کر اس نے گاڑی روکی تھی۔۔۔ اس نے ایک نظر کنزہ کو دیکھا تھا جس نے ابھی تک اپنی آنکھیں موندی ہوئی تھی۔۔۔ وہ گاڑی کا دروازہ لاک کرتا ایک بیکری کے اندر بڑھ گیا تھا۔۔۔ اس کو جو کچھ اس وقت سمجھ آیا تھا وہ اس کے لیے وہی کر رہا تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ اس کے لیے کیک اور چاکلیٹز لے کر آیا تھا ابھی وہ گے بڑھتا جب اسے گجرے نظر آئے تھے وہ جو گاڑی کی طرف قدم بڑھا رہا

تھا ایک نظر گاڑی کو دیکھتا گجرے والے کی طرف بڑھ گیا تھا کچھ ہی دیر
میں وہ سارا سامان لیتا

اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا تھا۔ گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولتا سارا سامان
رکھ رہا تھا جب اس کا سامان والا ہاتھ لرزاتا تھا۔۔۔ وہ جلدی سے سامان
پھینکتا آگے کی طرف بڑھتا تھا۔۔۔ اس کا دل ایسے لگ رہا تھا جیسے کسی
نے مٹھی میں جکڑا ہوں۔۔۔ اس کا پورا بدن خوف کے ڈر سے پسینے سے
بھیک گیا تھا۔۔۔

آخر مقابل کہاں جاسکتی ہیں جب وہ بیکری سے نکلا تھا اس وقت وہ گاڑی
میں ہی موجود تھی۔۔۔ اب وہ کہیں بھی نہیں تھی اس وقت اسے خود پر
شدید غصہ آرہا تھا کہ اسے اپنے گارڈز کو ساتھ لانا چاہیے تھا۔۔۔ اس
نے ادھر ادھر نظریں ڈوڑائی تھی لیکن مقابل کہیں بھی نہیں تھی۔۔
کچھ ہی دیر میں وہ وہاں کا چپا چپا چھان گیا تھا لیکن اس وہ نامی تھی

-- یہاں ہوتی تو اسے ملتی۔۔۔ اگلے ہی لمحے اس نے ادھر ادھر نظریں
دوڑائی تھی جب اسے اس بیکری پر کیمرہ لگا ہوا نظر آیا تھا۔۔۔ وہ جلدی
سے بھاگتا ہوا اندر گیا تھا۔۔۔ سب لوگ ہی مڑ کر اس خوب رو جوان کو
دیکھ رہے۔ جس کے چہرے پر اس وقت غیض و غضب کی سرخی
تھی۔۔۔ کچھ ہی دیر میں اس وقت وہ کمپیوٹر کے سامنے چلتا منظر بڑے
ضبط کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔۔۔ کمپیوٹر کی سکرین پر اس وقت کچھ لوگ
اس کی لینڈ کراؤز کی گاڑی کا دروازہ کسی ہتھیار سے کھول کر پلک جھپکتے
کو گاڑی سے گھسیٹ کر نکالتے ایک کالی وین میں بٹھا گے، ہی مقابل
تھے۔۔۔۔ اس کو ان لوگوں نے کلائی سے پکڑا تھا جس پہ زیان کی سبز
آنکھیں اس وقت لہو چھلکا رہی تھی۔۔۔ اس کی نیلی رگیں واضح
دیکھی جاسکتی تھی۔۔۔ ج وہ کڈ نیپ ہوئی تھی تو اس وقت بالکل بھی کوئی

لوگ نہیں تھے۔۔۔ اس گاڑی کی نمبر پر زیان کا دھیان گیا تھا جہاں پر
کالا کپڑا لگا ہوا تھا۔۔۔

آہہ۔۔۔ زیان سارے کمپیوٹر ایک ہی جھٹکے میں گراتا چیخا تھا
۔۔۔ اس کی چیخوں پر ساتھ کھڑے گارڈ بھی اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ
گئے تھے۔۔۔ سامنے کھڑے انسان کو دیکھ کر اب وہ باقاعدہ کانپ
رہے تھے انہوں نے مقابل کی آنکھوں سے اس وقت لہو ٹپک رہا
تھا۔۔۔

اگر اسے ان لوگوں نے چھو لیا تو یا اس کی آنکھوں کو دیکھ لیا یا پھر اسے
کوئی تکلیف پہنچائی تو۔۔۔

نہیں نہیں یہ سوچ آتے ہی وہ اندر تک بھٹی کی مانند سلگا تھا اس کو پورا
وجود ریزہ ریزہ ہو رہا تھا۔۔۔۔

اگلے ہی پل وہ غصے سے باہر نکلا تھا اس کے سامنے جو کچھ آتا جا رہا تھا وہ
اس کو پاؤں کی ٹھوکرا سے اپنے رستے سے ہٹاتا جا رہا تھا۔۔۔ باہر نکلتے ہی
اس نے نے گایان کو کال ملائی تھی جو اگلے ہی لمحے اٹھالی گئی تھی۔۔۔
بے غیر کوئی فضول بکو اس کیے جو کہا ہیں وہ کر مجھے اگلے کچھ ہی منٹ
میں پورا ملتان بلاک چاہیے۔۔۔ کوئی گاڑی بھی ملتان سے باہر میں
جانی چاہیے وہ گایان کو فون ملاتا چیخا تھا۔ اس وقت وہ اندر اندر سے مر
رہا تھا۔ اس چہرہ اتنا زیادہ سرخ تھا کہ ہر آتے جاتے کو اس سے خوف
محسوس ہو رہا تھا اس کی آنکھیں اس وقت لہو ٹپک رہی تھی۔۔۔
ابھی زیان یہ سب سوچ ہی رہا تھا وہ مقابل کو کیسے ڈھونڈیں۔۔۔ پولیس کو
اس نے انفارم کر دیا تھا۔۔۔ گھر میں کسی کو بھی بتانے سے منع کیا تھا اس
نے وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی بھی پریشان ہوں۔۔۔ انہیں سوچوں میں گم
تھا جب اس کا موبائل فون بجاتا تھا۔۔۔

کسی ان نون نمبر سے کال آئی تھی۔ کال کو دیکھتے ہی زیان نے وہ جلدی
سے اٹھائی تھی۔۔ اگر یہ سب کچھ پیسوں کی خاطر کیا گیا تھا تو زیان اپنا
آپ قربان کرنے سے بھی پیچھے نہیں رہنے والا تھا۔۔ زیان نے
جلدی سے فون اٹھایا تھا دوسری طرف سے آتی آواز پر اس کو اپنا دل
پھٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ ز۔۔۔ یا۔۔۔ ن

پلیز۔۔۔ مجھے۔۔۔ بچا۔۔۔ لیں۔۔۔ یہ۔۔۔ مجھے۔۔۔ ماڑ۔۔۔ ڈ

ابھی موبائل کی دوسری طرف کنزہ اپنی بات مکمل کرتی جب ایک زور
دار ٹھپر مارنے کی آواز آئی تھی۔۔ جیسے اسے کسی نے ٹھپر مارا
ہوں۔۔۔

جان زیان۔۔۔ زیان جو اس کی آواز سن کر پاگل ہو رہا تھا اس کے بدن
کی ہر رگ واضح نظر آرہی تھی۔۔۔ ٹھپر کی آواز پر وہ حلق کے بل چیخا
تھا۔۔

سب لوگوں نے ہی اس انسان کو مڑ کر دیکھا جو اس وقت کسی کی بھی
جان لینے کی حالت کے در پر تھا۔۔۔ اس وقت اس کی سبز آنکھیں مکمل
طور پر سرخ تھی۔۔۔ اس کا پورا وجود پسینے میں بھیک چکا تھا۔۔۔ اکتوبر
کی راتوں میں وہ صرف ایک انسان کو کھونے کے خوف سے مکمل بھیک
چکا تھا۔۔۔

تچ۔ تچ۔ تچ۔۔۔ سید زیان علی شاہ جس کی ایک آواز پر دنیا اس کے
قدموں میں گر جائے وہ آج بھکاریوں کی طرح ایک سڑک پر کھڑا ہو کر
چلا رہا ہیں۔۔۔ تم واقعہ رحم کیے جانے کے قابل ہوں۔۔۔ زیان جو
موبائل نیچے پھینکنا اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے بال پکڑ گیا تھا
ابھی کال چلتی دیکھ کر اس نے موبائل کان سے لگایا تھا جب اسے کسی
انسان کی مغروریت سے بھری آواز سنائی دی تھی۔۔۔ اس کی بات

سنتے ہی زیان نے اپنے جبرے بری طرح بھیجے تھے۔۔۔ اس وقت اس کا دماغ بالکل مفلوج ہو چکا تھا اسے سمجھ نہیں رہا تھا کہ وہ کیا کریں۔۔۔ کیا چاہیے تمہیں۔۔۔ زیان بڑی مشکل سے خود کو سمجھالتا ہوا بولا تھا۔۔۔ اسے اپنی ہی آواز ہی کسی کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ اس کا دل اس وقت خوف کے تحت ڈھڑک رہا تھا۔۔۔ اس کی ڈری ہوئی آواز سن کر مقابل کی دوسری طرف مکر و ساقمہ گونجا تھا مجھے ترس آرہا ہیں تمہاری حالت پر۔۔۔ جو مانگوں گا وہ دوے گا۔۔۔ زیان کی بے بسی سے بھری آواز سنتے ہی دوسری طرف سے آواز ابھری تھی جس کو سنتے ہی زیان نے جلدی سے ہاں کہا تھا۔۔۔ اس وقت واقع ہی اس کا دماغ مفلوج ہو چکا تھا اسے اس وقت مقابل کی حفاظت سے زیادہ اسے کسی چیز کی پرواہ نہیں تھی۔۔۔

تمہاری بیوی کا فکّر دیکھ کر لگ رہا ہیں کہ تم نے اس پہ اپنی مردانگی ثابت نہیں کی اگر میں اس پر اپنی مردانگی کی ڈھاک بٹھا دوں پھر میں تمہارے پاس چھوڑ جاؤں گا تمہاری امانت کو۔۔۔ زیان جو اس کے منہ سے کسی اور چیز مانگنے کا خواہشمند تھا اتنی گندی بات پر وہ دوسری طرف حلق کے بل ڈھاڑا تھا۔۔۔

بکو اس بند کر اپنی۔ کمین **** انسان۔۔۔ میں تمہاری زبان ڈھڑ سے الگ کر دوں گا۔۔۔ اگر تم اتنے ہی مرد ہوں اور تمہیں مردانگی دکھانے کا اتنا ہی شوق ہیں میرے سامنے آؤ۔۔۔ وہ موبائل پر اپنی پکڑ مضبوط کرتا حلق کے بل ڈھاڑا تھا۔ اس کی شریانیں کی رگیں اس وقت صاف ظاہر ہو رہی تھیں۔ وہ اندر سے کتنا مر رہا تھا یہ وہ جانتا تھا یا اس کا خدا۔ اس کی ڈھاڑ پر مقابل لرزا تھا۔۔۔

اس کی ڈھاڑ پر مقابل لرز اٹھا لیکن اگلے ہی لمحے اس کی کنزہ پر نظر پڑی
تھی جو زیان کی بلیک اجرک اوڑھے بال اس کے سارے بکھر اس کے
چہرے کو چھاپا رہے تھے۔۔۔ اس کے گال پر انگلیوں کے نشان واضح
تھے جب تک تمہاری یہ بیوی میرے پاس ہیں تم میرا کچھ نہیں بگاڑ
سکتے۔۔۔ وہ کنزہ کو ایک نظر دیکھتا زیان سے اونچی آواز میں چیخا تھا
۔۔۔ اس سے پہلے زیان کوئی جواب دیتا جب اس کے موبائل پر
نوٹیفکیشن کی آواز آئی تھی۔۔۔ نوٹیفکیشن کی آواز سنتے ہی زیان اتنے غصے
میں بھی مسکرایا تھا

تو خود ہی اس انسان کی لوکیشن شو ہو جاتی تھی۔۔

اب زیان لوکیشن کا یان کو سینڈ کرتا جلدی سے گاڑی میں بیٹھا تھا کچھ ہی
دیر میں اس کی گاڑی ہواؤں سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔ اسے کسی بھی
حال میں آج کی رات کنزہ کو واپس لانا تھا ابھی وہ اس وقت سڑک پر اپنی

لینڈ کروازرڈ واڑاتا ہواؤں سے باتیں کر رہا تھا۔ جب اس کے موبائل میں ایک نوٹیفکیشن آیا تھا جسے وہ اگنور کرتا اپنی گاڑی چلا رہا تھا۔۔۔ لیکن اگلے ہی پل اس کے موبائل پر کسی کی کال آئی تھی جسے دیکھتے ہی زیان نے اپنے جبرے بری طرح

بھینچے تھے۔۔۔ اس وقت تو مقابل کی کوئی بھی بات سن کو وہ اپنا ذہنی توازن خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ مقابل کی مسلسل کال آتی دیکھ کر اس کو مجبور اٹھانی پڑی تھی۔۔۔ کال اٹھاتے ہی اس نے اپنے جبرے بری طرح بھینچے تھے۔۔۔ اس کے چہرے پر چٹانوں جیسی سختی تھی۔۔۔ کہاں ہوں تم زیان۔۔۔ دوسری طرف سے ابھرتی آواز پر اس نے اپنے جبرے بھینچے تھے۔۔۔ وہ اس وقت بڑی مشکل سے سانس لے رہا تھا۔۔۔ اس نے اپنی قمیض کے دو بٹن کھولے تھے جس سے اس کے چٹانی سیہ اپنی جھلک دکھا رہا تھا۔۔۔ اپنی بیوی کے ساتھ تھا اور تم مجھے ایسے

فون ناکیا کروں وہ بہت زیادہ پوزیسیو ہیں مجھے لے کر اگر وہ مجھ سے دور
گی یا ناراض ہوئی تو میں پورج دنیا کو آگ لگا دوں گا۔۔ وہ اپنے اندر اٹھتے
اشتعال پر قابو پا تادل جلانے والے الفاظ سے بولا تھا۔۔ تم اپنی بیوی
کے لے مجھے چھوڑ دو گے۔۔ مقابل اس کی بات سنتی نا جانے کتنی دہر
بول بھی نہیں پائی تھی۔۔ کچھ منٹوں بعد اس کے منہ سے یہ الفاظ
نکلے تھے۔۔ اس وقت موبائل سے دوسری طرف وجود کی نظر
سامنے تھے جس کو دیکھ کر ان کی مسکراہٹ ہی بن نہیں ہو رہی تھی۔۔
میری بیوی کی آنکھیں ہی صرف اتنی خوبصورت ہیں اسے دیکھ کر دنیا
چھوڑی جاسکتی ہیں۔۔ تم پتا نہیں کس وہم میں ہوں۔۔ وہ مقابل کی
بات سنتا اپنا سینہ پر ہاتھ ماڑتا سرد لہجے میں بولا تھا۔۔ اگلے ہی لمحے وہ
فون کاٹ گیا تھا۔ ابھی اس نے فون رکھا ہی تھا جب کے فون کرنے
والے وجود کی لوکیشن شو ہوئی تھی۔۔ لوکیشن دیکھ کر ہی زیان نے

اپنے جبرے بری طرح بھیجنے تھے۔۔۔ اس کی آنکھیں بے یقین ہوئی
تھی۔۔۔ اس کے چہرے پر بلا کی سختی تھی۔۔۔ جو کسی بھی انسان کو
ڈرانے کے لے کافی تھی۔۔۔

اگلے ہی پل وہ فون رکھتا گاڑی کی سپیڈ مزید بڑھا گیا تھا۔۔۔ اس وقت
اس کو سانس لینے میں بھی تکلیف ہو رہی تھی۔۔۔ اگر وہ جو سوچ رہا تھا
اس انسان کا ہاتھ ہوا تو وہ اسے جان سے مارنے کا ارادہ رکھتا
تھا۔۔۔ اس وقت اس کی جان سولی پر لٹکی ہوئی تھی۔۔۔ وہ اگلے ہی پل
گاڑی کی سپیڈ آخری حد تک تیز کر گیا تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ ایک پرانی بند فیکٹری کے سامنے موجود تھا۔۔۔ اس
فیکٹری کی حالت دیکھ کر لگ رہا تھا جیسے کوئی سالوں سے یہاں نا آیا ہوں
سب سے بڑی بات وہاں پر کوئی گاڑد بھی موجود نہیں تھا۔۔۔ زیان ایک

نظر ادھر ادھر ڈوڑاتا جہاں اندھیرے کے سوا اسے کچھ نظر نہیں آیا تھا۔۔۔

اگلے ہی پل وہ گاڑی کے ڈیش بورڈ سے پسٹل اٹھاتا اور ساتھ پڑا چاقو اٹھا کر اس نے اپنے بوٹ میں رکھا تھا۔ اگلے ہی پل وہ پسٹل ہاتھ میں لیتا گاڑی سے باہر نکلتا تھا۔۔۔ وہ ایک بار پھر چاروں طرف دیکھتا دروازے کے پاس گیا تھا۔ اتنی خاموشی دیکھ کر اس کو کچھ شک ہو رہا تھا۔۔۔ لیکن اسے نہیں پتا تھا کہ آج کی رات اس کی زندگی میں مکمل اندھیرا کرنے والی ہیں اگر اسے پتا ہوتا تو آج کے بعد وہ کبھی بھی کھل کر مسکرا نہیں پائے گا تو وہ کبھی بھی کنزہ کو اپنے ساتھ نالاتا ہال سے۔۔۔۔۔ ابھی وہ دروازے کے پاس گیا تھا۔۔۔ اس نے دروازے کو کھولنا چاہا لیکن وہ بند تھا اگلے ہی پل زیان دیوار پر ہاتھ رکھتا اس پر چھلانگ لگا گیا تھا۔۔۔ وہ جلدی سے سیدھا ہوتا ادھر ادھر دیکھ رہا تھا لیکن اسے یہاں کوئی بھی

نظر نہیں آیا تھا ایسے لگ رہا تھا جیسے یہاں پر کوئی ذی روح ہی بستی نا
ہوں۔۔ ابھی وہ ادھر ادھر دیکھ ہی رہا تھا جب اسے کسی کی چیخ سنائی دی
تھی۔۔۔

وہ جلدی سے اندر کی طرف بھاگا وہ چیخے اب بڑھتی ہی جا رہی
تھی۔۔ زیان کا دل کسی نے مٹھی میں جکڑا ہوں جیسے وہ یہ آواز اربوں
میں بھی پہچان سکتا تھا۔۔ کچھ ہی دیر وہ اس فیکٹری کے فور تھ فلور پر
موجود تھا۔۔۔

اب اسے چیخوں کے ساتھ کسی کے رونے کی بھی آواز آرہ
تھی۔۔۔ زیان اپنی پسٹل چیک کرتا اس آوازوں کے پیچھے گیا تھا۔ اس
نے ابھی دروازہ کھولا ہی تھا جب اس کی آنکھوں میں چنگھاڑیاں لپکی
تھی۔۔۔ اس کو اپنا دماغ مفلوج ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔۔

یہ ایک بہت بڑا سا کمرہ تھا۔ جس کے بالکل ہی اینڈر کنزہ کر سی پہ بیٹھی ہوئی تھی جس کے ہاتھ اس وقت رسیوں کی مدد سے بندھے ہوئے تھے۔۔۔ اس کے بال چہرے پر بکھرے ہوئے تھے۔۔ اس کو ایسی حالت میں دیکھ کر زیان کا دل ڈھڑکنا بھول گیا تھا۔۔ ایک ایسا انسان جس کو آپ ساری عمر پھولوں کی طرح سجا کر رکھنا چاہتے ہوں وہ اگر آپ کو ایسی حالت میں ملے تو آپ کی حالت بھی اس طرح ہی ہوگی جیسے زیان کی اس وقت ہو رہی تھی۔۔ اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ پوری دنیا کو آگ لگا دے۔۔۔ اس وقت پورے کمرے میں ایک بلب جل رہا تھا جو کہ کنزہ کے اوپر ہی تھا۔۔

اس سے پہلے زیان جلدی سے آگے بڑھتا جب پورے کمرے میں روشنی ہو گئی تھی۔۔ اس وقت وہ پورا کمرہ بالکل ہی صاف لگ رہا تھا جب کہ وہاں پر بہت سارے لوگ موجود تھے جن کے ہاتھ میں کنزہ موجود

تھی۔۔۔ وہ کمرے میں احسن ملک کو دیکھ کر ٹھٹک کر رہا تھا جو بالکل ہی کنزہ کے سر کے اوپر گن رکھے اس کے پاس کھڑا تھا۔۔۔

اس کو دیکھتے ہی زیان نے فون پر اس آدمی کی آواز یاد کرنی چاہی اور اس کے دماغ میں ایک جھماکا سا ہوا تھا ہاں یہ احسن ملک کی ہی آواز تھی۔۔ لیکن اس نے کنزہ کو کڈنیپ کیوں کروایا تھا اس کی تو کوئی خاص دشمنی بھی نہیں تھی تو پھر وہ اس کے ساتھ ایسا کیوں کریں گا۔۔۔

کنزہ اس وقت زیان کو دیکھ رہی تھی جو پورے کمرے کا معائنہ کر رہا تھا۔۔۔

کنزہ کے ٹھوڑے فاصلے پر ایک کرسی پڑی تھی جس پہ کوئی وجود بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ ابھی وہ آگے بڑھتا جب ہوا میں احسن ملک کی گن سے فائر ہوا تھا۔۔۔ اوہ زیان کے دیکھنے پر اس نے ناں میں سر ہلایا تھا

ویکم سید زیان علی شاہ۔۔۔ تمہیں کیا لگا تم اتنی آسانی سے یہاں پہنچ

جاؤ گے ہم تمہیں یہاں آنے دیا اس لیے تم یہاں پر آئے ہوں

۔۔۔ کیونکہ یہی ہمارا پلان تھا۔۔۔ اس کرسی پر بیٹھا وجود کھڑا ہوتا سرد

لہجے میں بولا تھا۔۔۔ کنزہ اس وجود کو دیکھتی بے یقین ہوئی تھی وہ پہلے

نہیں دیکھ پائی تھی کیونکہ کمرے میں اس وقت اندھیرا تھا۔۔

انوشہ۔۔۔ زیان جو کب سے بس صرف شک کر رہا تھا۔۔۔ اس کو

دیکھتے ہی اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔۔۔ جب کہ کنزہ کنفیوز سی

ان دونوں کو دیکھ رہی تھی زیان کی آنکھوں سے اس وقت خون ٹپک رہا

تھا۔۔۔ اس سے پہلے زیان اس کو مارنے کے لیے آگے بڑھتا جب انوشہ

نے اپنے ہاتھ میں موجود ایک چھوٹے سے ریموٹ کا بٹن دبایا تھا

۔۔۔ جس سے کنزہ کی بے ساختہ چیخ بلند ہوئی تھی۔۔۔ اور زیان کے

قدم ہی پر رک گئے تھے۔۔۔ اس نے کنزہ کی طرف دیکھا تھا جس کے نیچے سے زمین ٹھوڑی سے ختم ہو چکی تھی

اس کی کرسی آدھی اوپر تھی اور آدھی نیچے۔۔۔ زمین کے ہٹنے کی ایسی آوازیں آرہی تھی جیسے بیچ پانی ابل رہا ہوں۔۔۔۔

ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو یہ تمہاری بیوی جسے تم جان زیان کہہ کر بلاتے ہوں یہ نیچے گر جائے گی۔۔ اور نیچے پتا کیا ہیں۔۔۔ کنزہ کو اس حالت میں دیکھ کر زیان جو اس کی طرف ہی جا رہا تھا۔۔ انوشہ اس کے پاس آتی اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتی اس کو روک گی تھی۔۔۔۔ جب کہ نیچے کاشور سن کر زیان سمجھ تو گیا تھا کہ کیا چیز

ہیں لیکن اس میں اتنی ہمت نہیں ہو رہی تھی وہ بتا پاتا جب کہ کنزہ جو اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھی انوشہ کی آواز پر اس نے آنکھوں سے ہاتھ پٹا کر اسے دیکھا تھا۔ جواب بالکل زیان کے سینے سے ہی لگ رہی

تھی۔۔۔ زیان کی بے بسی دیکھ کر احسن ملک کا قہقہہ گونجا تھا زیان کنزہ کو
دیکھ رہا تھا جو اپنی گرے خوبصورت آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی
اس کی آنکھیں رونے کی وجہ سے متوزم گلابی نظر آرہی تھی۔۔۔ زیان
کے دماغ میں ایک دم سا جھماکا ہوا تھا اس کی کمر میں درد تھا۔ تو کیا وہ
کب سے اس ان کمفر ٹیبل پوزیشن میں بیٹھی تھی کیا چاہیے تم لوگوں
کو۔۔۔ زیان فل حال خود پر قابو پاتا اپنی آنکھیں زور سے میچتا ہوا بے
بسی سے بولا تھا۔۔۔ اس کی بے بسی پر وہاں پر موجود سب کا قہقہہ گونجا
تھا۔۔۔ زیان کو فل حال صرف کنزہ کی فکر تھی ایک بار وہ اسے بچا لیں
تھا۔۔۔ پھر ان سب کو وہ موت کے گھاٹ اتارنے کا ارادہ رکھتا
اب کی نا ایک اچھے بزنس مین والی بات۔۔۔ اب میری بات دھیان سے
سنو اگر تم نے زرا سا بھی اپنی بات سے مکر نے کی کوشش کی تو

تمہاری دوسری بیوی یعنی میں تمہاری پہلی بیوی کو اس کھولتے تیزاب
میں ڈال دوں گی اور تم نے زرا چالاکی نہیں کرنی۔۔

انوشہ اپنے پاؤں اٹھاتی اس کے گال پر لب رکھتی جس پہ زیان بے بسی
سے پہلو بدل کر رہ گیا تھا۔۔۔۔ جب کنزہ کو لفظ دوسری بیوی میں ہی
اٹک گئی تھی۔۔۔ اس نے نا سمجھی سے زیان کو دیکھا تھا۔۔ جو اس وقت
نظریں جھکا کر کھڑا تھا۔۔

انوشہ نے کنزہ کو دیکھا تھا جس کا وجود آندھیوں کی زد میں آیا ہوا تھا
۔۔ اس کی بات پر پر اس نے بے یقین نگاہوں سے زیان کو دیکھا تھا
۔۔۔ زیان بظاہر اس سے نظریں نہیں ملا پارہا تھا لیکن اس کی نظریں خود
پر محسوس کرتا وہ پانی پانی ہو رہا تھا۔۔۔ او۔۔۔ میری سوتن صاحبہ آپ
کو تو پتا ہی نہیں ہو گا کہ آپ کا شوہر میرا شوہر کب سے بن گیا!!! چلوں
میں بتاتی ہوں جس دن زیان آسٹریلیا گیا تھا اور حور اور تم نے ویڈیو کال

پر بات کی تھی !!! وہ کال بند ہونے کے بعد زیان اپنے کمرے میں گیا
تھا اس نے وہاں جا کر ڈرنک کی تھی۔۔۔ جب میں اس کے کمرے میں
گی تھی اس سے ملنے اور اس نے مجھے تمہیں سمجھ کر نشے کی حالت میں
نا جائز تعلقات بنائے تھے۔!! اور صبح اٹھتے ہی زیان کو مجھ سے نکاح
!! کرنا پڑا تھا بس یہی تھی میری چھوٹی سی لوسٹوری
سب لوگ جوا نہیں غور سے رہے تھے وہ تالیاں بجاتی بات ختم کر گئی
تھی۔

اس کی بات پر کنزہ نے زیان کو دیکھا تھا جوا بھی یہاں وہاں دیکھ رہا
تھا۔ اس کا نظریں چرانا اس بات کو سچ ثابت کر رہا تھا۔۔۔ اس رات
زیان نے کوئی نشہ نہیں تھا لیکن اس کے کمرے میں موجود پڑی کولڈ
درنک میں

کوئی ایسی دوائی ملائی گی تھی۔۔ جس سے وہ بے ہوش ہو گیا تھا اور جب وہ اٹھا تھا تو اسے کچھ بھی یاد نہیں تھا۔۔ اس کے بے ہوش ہونے کے بعد انوشہ اس کے کمرے میں آئی تھی اور خود کو اس حالت میں لے آئی تھی جس سے لگے بیچاری کے ساتھ واقع کوئی ظلم ہوا ہیں

اس کے بعد صبح کو زیان کو اس سے نکاح کرنا پڑا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ اس نکاح کو ایک دن ختم کر دیں گا لیکن اسے نہیں پتا تھا یہ اس کا گناہ سب سے بڑا ہونے والا ہیں اس کی زندگی کو تنہائی سے بھر دیں گا انوشہ کی باتیں سن کر زیان اپنے اندر اٹھتے اشتعال پر قابو پارہا تھا۔ اب میری بات غور سے سنوں اس کا غذ پر سائن کر دوں اور اپنی اس چہیتی بیوی کو لے جاؤں لیکن یہ یاد رکھنا اس پر جو کچھ بھی لکھا ہوا ہیں اس

سے تمہیں مکرنا نہیں ہیں۔۔۔ اس کے بعد ہی میں اپنی اس گرے
آنکھوں والی سوتن کو چھوڑ سکتی ہوں

جس کی آنکھوں سے تمہی سب سے زیادہ پیار ہیں۔۔۔ وہ اس کی کچھ دیر
پہلے فون پر کی گئی بات کو یاد کرتی سر دلچے میں بولتی اس کے سامنے پیپر
کر گئی تھی۔۔۔ جس کو زیان نے ایک نظر کنزہ کو دیکھ کر تھام لیے
تھے۔۔۔ جو اس وقت نظریں جھکا کر رو رہی تھی۔۔۔

میں ان پیپر زیر سائن نہیں کروں گا۔۔۔ وہ پیپر پڑھتے ہی زیان غصے
سے وہ انوشہ کے چہرے پر مارتا اسے منع کر رہا تھا۔۔۔
اوکے۔۔۔ انوشہ اس کا ایڈیوڈ دیکھتی بٹن پر پریس کرنے والی تھی جب
زیان جلدی سے وہ پیپر اٹھا گیا تھا۔۔۔

ایک منٹ اپنی گرے آنکھوں والی خوبصورت بیوی کو تو سنادوں ان
پیپر زیر کیا لکھا ہوا ہیں۔۔۔ او۔۔۔ تم کیسے سنا پاؤں گے میں ہی سنا دیتی

ہوں۔۔۔ انوشہ اس کے ہاتھ سے وہ پیپر لیتے دل جلانے والی مسکراہٹ
کے ساتھ بولی تھی۔۔۔ زیان نے کنزہ کی طرف دیکھا تھا جو ابھی تک
نظریں جھکا کر بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ رورو کر اب اس کی ہچکیاں بندھ گئی
تھی۔۔۔

زیان نے اس گال پر نیلا ہٹ کے نشان دیکھ کر اس نے اپنی مٹھیاں بھیجی
تھی جس کی آواز سن کر سب میں اتج دفعہ لرزے تھے۔۔۔ اس پر لکھا
ہوا ہیں کہ زیان کی بیوی بن کر میں اس کے کمرے میں اس کے ساتھ
رہوں گی!!! اور وہ میری مرضی اور اجازت کے بنانا ہی اپنی پہلی بیوی
سے مل سکیں گا اور نا ہی اس سے شادی کر پائے گا۔۔۔ اگر سید زیان علی
شاہ ایسا کرتا ہیں تو اس کی پہلی بیوی کو عمر بھر کی قید ہو سکتی ہیں۔۔۔ انوشہ
اپنی مسکراہٹ دباتی اونچی آواز میں سب کو سنار ہی تھی۔۔۔ کنزہ اس
وقت رونے میں بڑی تھی اسے لیے اس نے انوشہ کی کوئی بات نہیں

سنی تھی۔۔ جبکہ اس کی بات سن کر زیان نے اپنی سبز آنکھوں میں
سرخی لے کر مقابل کو دیکھتے نامیں سر ہلایا تھا۔۔ اس وقت کنزہ کی
حالت دیکھ کر زیان کا دل بند ہو رہا تھا۔۔

ٹھیک ہیں تمہاری مرضی ناکروں سائن اس کے بعد تم اپنی اس
خوبصورت بیوی کو کھودوں گے جس کے لیے تم ابھی کچھ دیر پہلے دنیا
چھوڑنے کو تیار تھے۔۔

اور ہا ایک بات کل صبح تم مجھے اپنی پوری فیملی کے سامنے اپنی بیوی کی
حشیت سے انٹروڈوس کرواؤ گے۔۔ اس کو تم جہاں رکھنا چاہوں رکھ
سکتے اور ہفتے میں ایک بار میں تمہیں ملنے کی اجازت بھی دوں گی
۔۔۔ اب جلدی سے سائن کروں اور یہ کھیل ختم کروں میں ادھر
اپنے چھوٹے دیور جی کا ولیمہ چھوڑ آئی ہوں۔۔

انوشہ زیان کو پیپر اور پین تھماتی ایک اداسا بولتی اس کو جبرے بھینچنے پر
مجبور کر گئی تھی۔۔۔ زیان ایک نظر کنزہ کو دیکھتا بے بسی سے ان پیپر زپر
سائن کر گیا تھا۔۔۔ اس کے سائن کرتے ہی انوشہ نے اپنے ہاتھ میں
پکڑے ریموٹ کا بٹن پریس کیا تھا۔۔۔ جس سے فرش برابر ہو گیا تھا۔۔
اس سے پہلے زیان کنزہ کے پاس جاتا جب انوشہ نے پھر سے بٹن پریس
کیا تھا اور کنزہ کی ایک چیخ بلند ہوئی تھی۔۔۔ جس پہ سب کا مشترکہ قہقہہ
گونجا تھا۔۔۔۔

جب کہ زیان نے اپنی آنکھوں میں غمیض و غضب کی سرخی لے کر
انوشہ کو دیکھا تھا۔۔۔
میرے سرتاج پہلے پیپر مجھے دیں پھر ہی آپ کا سکتے ہیں اور ایک بات
یاد رکھنا مجھ سے دھوکا نا کرنا ورنہ اس کا وہ حال کروں گی تمہاری روح
تک کانپ جائے گی۔ اور جو جو اس میں لکھا ہوا ہیں اس پر بھی عمل کرنا

-- انوشہ اس کے پاس آتی اس کے سینے پر لب رکھتی انگلی اٹھا کر وارن کر رہی تھی اگلے ہی پل وہ اس کے ہاتھ سے پیپر لیتی اپنی کرسی پر جا بیٹھی تھی۔۔۔ اس نے ایک بٹن پریس کیا تھا جس سے فرش پھر سے جڑ گیا تھا نیچے سے آواز اتنی بھیانک آرہی تھی کہ کنزہ باقاعدہ اب کانپ رہی تھی۔۔۔ اس نے اپنے لوگوں کو اشارہ کیا تھا اس سے پہلے وہ انوشہ کا اشارہ سمجھتے کنزہ کی طرف بڑھتے جب زیان ڈھاڑا تھا

خبردار جس نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا اور اپنی آنکھیں جھکاؤ سب جس نے نظریں اٹھائی ہیں اسے کی آنکھوں کے اتنے ٹکڑے کرنے ہیں کی پوسٹ ماٹم ہوتے وقت ڈاکٹر بھی کنفیوز ہو جائے گے کون سی کس کی آنکھ ہیں۔۔ ان کو کنزہ کی طرف بڑھتا دیکھ زیان اونچی آواز میں ڈھاڑا تھا جس سے سب نے ہی اپنی نظریں جھکائی تھی۔۔۔ اگلے ہی پل

زیان کنزہ کی طرف بڑھتا اس کو آزاد کروانا اس پر اپنی اجرک اوڑھتا جو
اس وقت کنزہ کے کندھوں پر ڈھلک رہی تھی اس کو اپنے سینے میں
بھینچ گیا تھا۔۔۔

کڈنیپ کرتے وقت جان زیان کی کلائی کس نے پکڑی تھی۔۔۔ وہ
کنزہ کو کمر سے اٹھاتا ایک ہاتھ سے چلتا ہوا انوشہ کے پاس جاتا وہ ریموٹ
لتا سرد بر فیلے لہجے میں بولا تھا۔۔۔ اس کے سینے سے لگی کنزہ اس
وقت ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔ جبکہ جو ہاتھ زیان کا اس کی کمر پر وہ
بہت ہی نرمی سے اس کی کمر دبا رہا تھا۔۔۔ جب کی اس کا چہرہ سرخ
دیکھ کر سب نے تھوک نگلا تھا۔۔ زیان اس دوسرے ہاتھ کی مدد سے
کنزہ کا سر اپنے سینے میں چھپا گیا تھا۔ کمر پر موجود ہاتھ سے وہ اس کو
ریلیکس کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس وقت کنزہ اس کی دوسری
شادی کی باتیں بھول کر ایک

محفوظ پناہ گاہ میں سکون ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔

کس نے پکڑی تھی کلائی۔۔۔ سب کو خاموش نظریں جھکا کر دیکھ کر زیان
ڈھاڑا تھا اس کی ڈھاڑ پہ کنزہ بھی ڈری تھی لیکن وہ اس کو اور زیادہ اپنے
سینے میں بھینچ گیا تھا۔۔۔ اس کی ڈھاڑ سنتے ہی انوشہ کے اشارے ملتے
ہی ایک کالا سا آدمی سامنے آیا تھا۔۔۔

اس کو دیکھ کر زیان نے اپنے جبرے بری طرح بھینچے تھے۔۔۔ اس
نے اپنی تیز نگاہوں سے اس کے دائیں ہاتھ پر نظریں ڈوڑائی تھی جہاں
پر ایک ٹیٹو بنا ہوا تھا۔۔۔ اس کو اپنی انگلی کے اشارے سے زیان نے
اپنے پاس بلایا تھا۔۔۔ اس کا اشارہ ملتے ہی وہ قدم اٹھاتا اس کے پاس آیا
تھا۔۔۔

اس وقت انوشہ اکیلی تھی احسن ملک سائن ہوتے ہی وہاں سے چلا گیا
تھا اب اس نے کیوں ساتھ دیا تھا انوشہ کا یہ تو وقت ہی بتانے والا تھا

-- اس کے پاس آتے ہی زیان کنزہ کی گردن کی ایک مخصوص رگ
دباتا اسے بے ہوش کر گیا تھا۔ وہ اب جوان کا حشر کرنے والا تھا وہ کنزہ
کو خوف زدہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

اس کے بے ہوش ہوتے ہی زیان اور بھی مضبوطی سے اس کی کمر کے
گرد حصار بنا گیا تھا۔ اس کی کمر کو اب بھی وہ بہت نرمی سے دبا رہا تھا
۔۔۔ اس کے پاس آتے ہی زیان نے اسے اپنا دائیں ہاتھ کو اوپر کرنے
کو کہا تھا۔ اس کا اشارہ سمجھتے ہی وہ ہاتھ اوپر کر گیا تھا۔۔۔ زیان اس کی
آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھتا

بغیر کسی کو سمجھنے کا موقع دیے اپنے پاؤں سے چاقو نکلاتا اس کا ہاتھ ایک
ہی جھٹکے میں کلائی سے کاٹ کر ریموٹ کا بٹن پر پریس کرتا اس تیزاب
میں پھینک گیا تھا۔۔۔ سب لوگ جو سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے

۔۔۔ اس کا لے انسان کی زوردار چیخوں پر سب ہوش میں آتے ایک بار
لرزے تھے۔۔۔۔۔

اس کی کلائی سے فون فوارے کی طرح بہہ رہا تھا۔۔۔ کچھ دیر میں وہ
انسان چیختا ہوا بے ہوش ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ اس کے زمین پر گرتے ہی
زیان اس کی ٹانگوں کے درمیان اپنے پاؤں کی مدد سے ٹھوکر لگا گیا تھا
۔۔۔ اس انسان کی چیخیں سن کو کنزہ اپنے ایک ہاتھ کی مدد سے
جو زیان کے سینے پر تھا وہ اس ہاتھ سے زیان کا کراہی مٹھی میں جکڑ گئی
تھی۔۔۔۔۔ زیان اس کو ڈرتا ہوا محسوس کرتا اس کے ماتھے پہ لب رکھتا اور
زیادہ اپنے سینے میں چھپا گیا تھا۔۔۔ جب کہ انوشہ سمیٹ سب لوگ ہی
اس کی آنکھوں میں دہشت دیکھ کر لرز رہے تھے۔۔۔۔۔

ہاتھ کس نے اٹھایا تھا جان زیان پر۔۔۔ وہ اس کے گال پر انگلیوں کے
نشان دیکھتا حلق کے بل ڈھاڑا تھا۔۔۔۔۔ اس نے اس کا چہرہ اس طرح

چھپایا ہوا تھا جسے اس کے علاوہ اور کوئی نادیکھ سکے۔۔۔ وہ ان کے سامنے
اس کا نام بھی نہیں لے رہا تھا۔ جبکہ اس کے منہ سے بار بار جان زیان
سن کر انوشہ غصے سے سرخ ہو رہی تھی۔

انوشہ زیان کو بڑی دیکھ کر اپنی کرسی کے ساتھ ہی ایک اور دروازے
سے خاموشی سے وہ پیپر تھامتی وہاں سے چلی گئی تھی۔۔۔ زیان نے اس
کو جاتے دیکھ کر غصے سے پہلو بدلاتھا وہ اس کو بعد میں سزا دینے کا ارادہ
رکھتا تھا۔۔۔ جب کہ انوشہ کو جاتے دیکھ کر سب سب نے ایک
دوسرے کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

ان کے ایسے لٹکے ہوئے چہرے دیکھ کر زیان کا برجستہ قہقہہ کمرے کی
زینت بنا تھا۔

اب تم سب کو کون بچائے گا میرے قہر سے۔۔۔ زیان نرمی سے کنزہ کو
اس کرسی پر لیٹاتا جس پہ انوشہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ وہ اپنی پوری اجرک

سے اس کو چھپا گیا تھا۔۔۔ اس سے پہلے ان میں سے کوئی ایک آدمی
باہر جاتا جب زیان جلدی سے پیچھے ہوتا دروازہ بند کر گیا تھا۔۔۔
اب بتاؤ کس نے تھپڑ مارا تھا جان زیان کو۔۔۔ وہ اپنے ہاتھ میں چاقو
گھماتا سرد بر فیلے لہجے میں بولتا ان لوگوں کے خون خشک کر گیا
تھا۔۔۔ اگلے ہی پل ان بارہ لوگوں میں سے گیارہ لوگوں نے ایک
سانڈے جیسے آدمی کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔

ٹھاہ۔۔۔ ان کے اشارے پر ہی زیان نے اس کو دونوں ہاتھوں پر باری
باری فائر کیے تھے جس سے سب کی چیخیں بلند ہوئی تھیں۔۔۔ جس سے
کنزہ پھر ایک بار ہلکا سا کسمکائی تھیں۔۔۔ زیان جلدی سے اس آدمی کے
سر پر اور دل پر فائر کرتا اسے زمین بوس کرتا کنزہ کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ
دے گیا تھا۔۔۔ جسے کنزہ کس کر اپنے ہاتھ میں تھام گئی تھیں

اس کا بدن بری طرح ہچکولے بھر رہا تھا۔۔۔ زیان جلدی سے سب کی گردن پر ایک ساتھ فائر کرتا انہیں زمین بوس کرتا کنزہ کو اپنے سینے سے لگاتا باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔۔

میں لوکیشن سینڈ کر رہا ہوں وہاں پہنچ کر سب لاشوں کو ٹھکانے لگا دو اور آج رات مجھے احسن ملک میرے ٹوچر سیل میں چاہیے وہ کنزہ کو اپنی باہوں میں اٹھا کر اپنے خاص آدمی کو فون کرتا سرد لہجے میں بولا تھا۔۔۔ اس نے کنزہ کو کسی قیمتی چیز کی طرح اپنے سینے میں چھپایا ہوا تھا۔۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ اپنی گاڑی کے پاس تھا۔۔۔ وہ جو اس کو ڈرائیونگ سیٹ کی ساتھ والی سیٹ پر بٹھا رہا تھا کسی خوف کے تحت اس نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر اس کو اپنے سینے میں بھینچتا خود سیٹ پر بیٹھا تھا اور کنزہ کو اپنے سینے پر نرمی سے منتقل کر گیا تھا۔۔۔ وہ اس کو کمفر ٹیبل

طریقے سے اپنے سینے پر لٹاتا ایک ہاتھ سے اس کی کمر د باتا دوسرے ہاتھ سے وہ گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔۔۔

اب وہ بار بار اس کے ماتھے اور بالوں پر کب بھی رکھ تھا اور اس کی کمر بھی د بار ہاتھا۔ اس وقت اس کا ارادہ اپنے فارم ہاؤس میں جانے کا تھا۔۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ اپنے فارم ہاؤس کے باہر تھا۔ کنزہ کچھ خوف اور کچھ طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے ابھی تک سو رہی تھی۔۔۔

اس جے فارم ہاؤس کا بڑا سادہ روزہ کھلا تھا۔ یہ فارم ہاؤس میلوں میں پھیلا ہوا تھا۔ زیان اپنی گاڑی کارپورچ میں روکتا گاڑی کا شیشہ نیچے کرتا حلق کے بل ڈھاڑا تھا۔۔۔۔

یہاں مجھے اگلے ایک منٹ میں کوئی نظر نا آئے۔۔۔ اس کی گاڑی کی آواز سن کر وہاں جو ملازموں کی لائن لگی تھی۔۔۔ وہ اس کی ڈھاڑ پر

ایک منٹ سے پہلے ہی ختم ہو چکی تھی۔۔۔ زیان اس کو وہاں سے جاتا دیکھ
گاڑی کا دروازہ کھولتا باہر نکلا تھا۔۔

اب وہ اس کو اپنی باہوں میں لیتا اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا
۔۔۔ اس نے مقابل کو اس طرح اپنے سینے میں چھپائے ہوئے تھے جیسے
اسے کوئی اس سے چھین لے گا۔۔ وہ اپنے کمرے کے پاس پہنچتا اپنے
پاؤں کی مدد سے دروازہ کھولتا اس کو لے کر اپنے کمرے میں داخل ہوا
تھا۔۔

وہ اب اس کو نرمی سے بیڈ پر لیٹاتا اس کے وجود سے اپنی چادر اتارتا اس
کو ٹھوڑا اوپر اٹھاتا اس کے بال سمیٹ گیا تھا۔۔ اب اس کا رعنائیہ جھلکتا
وجود اس کے سامنے تھا۔۔ جس سے وہ بڑی مشکل سے ں نظریں چراتا
ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔ وہاں سے وہ مرہم لاتا اس کے گال

پر لگا رہا تھا۔ جس سے یہ نشان صبح تک چلے جاتے۔ اس کا دل کر رہا
تھا یہ گال ہی وہ جڑ سے اکھاڑ دیں

جس پہ کسی اور کا لمس موجود ہیں لیکن وہ اپنی جان زیاں کو تکلیف نہیں
پہچانا چاہتا تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ اس کے ساتھ لیسٹا اس کو نرمی سے اپنے سینے پر منتقل
کرتا اس کی میکسی کی زپ کھول گیا تھا۔۔۔

اب وہ بہت ہی نرمی سے اس کی میکسی اس کے تن سے جدا کرتا اپنی
نثر ٹ پہنا گیا تھا۔ وہ اس میں سوتے ہوئے ان کمفر ٹیل فیل نا کریں
اس لیے۔۔۔ اب وہ ایک ہاتھ نرمی سے اس کے بالوں میں سہلا رہا تھا
۔۔۔ وہ صبح سب سے حساب برابر کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

ابھی وہ اس کو اپنی پہنائی گی نثر ٹ کے اوپر سے ہی اس کی کمر نرمی سے
دبا رہا تھا۔۔۔ جب کہ اس کا دوسرا ہاتھ بے باکی سے اس کے پورے

جسم پر رینگ رہے تھے۔۔۔۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ اس کے گرد اپنا حصار مضبوط کرتا گہری نیند سو گیا تھا۔ لیکن اسے نہیں پتا تھا کہ یہ اس کی زندگی میں آخری سکون کی رات ہیں اس کے بعد اس کو سکون میسر نہیں ہونا۔۔۔

اس وقت رات کے ایک بج رہے تھے۔ جب ذیان کی آنکھ کھلی تھی اس کے چہرے پر چٹانوں جیسی سختی تھی۔ اس نے ایک نظر اپنی سبز لہو ٹپکٹی آنکھوں سے اس نے کنزہ کو دیکھا تھا جو اس کے سینے پر سر رکھ کر سکون سے سو رہی تھی۔۔۔ اس کو دیکھتے ہی اس کی آگ جیسی آنکھیں کچھ ٹھنڈی ہوئی تھی

وہ اس کے ماتھے پر لب رکھتا اس کو اپنے سینے سے اتار کر بیڈ پر منتقل کرتا
خود بیڈ سے نیچے اتر اٹھا۔۔۔ اب وہ کنزہ پر اچھے سے کنبل دیتا خود
ڈریسنگ روم میں بند ہوا تھا۔۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ بلیک سینڈ وپہنے اس
کے نیچے بلیک ہی ٹراؤزر پہنے باہر نکلا تھا۔

وہ ایک نظر کنزہ کو دیکھتا آرام سے کمرے کا دروازہ کھولتا باہر کی طرف
بڑھ گیا تھا۔ اس نے پورا خیال رکھا تھا کہ کوئی آواز ناہوں جس سے کنزہ
کی نیند خراب ہوں۔۔۔ اب وہ باہر آتا اس کا راستہ اب باہر کی طرف
تھا۔۔۔ وہ اپنے فارم ہاؤس کے خوبصورت گارڈن میں آتا ادھر ادھر دیکھتا
گھاس ہٹاتا ایک دروازہ اوپر کی طرف کھولتا خود اس بیسمنٹ کی
سیڑھیوں پر قدم رکھتا وہ دروازہ بند کرتا نیچے اتر رہا تھا۔ اس وقت اس
کے شوز کی ٹک ٹک ماحول میں خطرناک آواز پیدا کر رہی تھی۔۔۔ یہ

زبان کاٹوچر سیل تھا جہاں پر وہ اپنے مجرموں کو اپنی طرح کی سزا دیتا تھا۔۔۔

اتنی خوف ناک آواز سنتے ہی وہاں پر بیٹھا ایک وجود جو کب سے اس اندھیرے میں چلا چلا کر تھک گیا تھا اب کسی کی آواز سنتے ہی اس کے دل کو کچھ دلاسا ہوا تھا۔۔۔ زبان چلتا ہوا اس کے پاس آتا ایک ریموٹ پریس کرتا مقابل کی کرسی پر لگا بلب جلا گیا تھا۔۔۔ اب پورے سیل میں ٹھوڑی سی روشنی پھیل گئی تھی۔۔۔

ویکیم مسٹر احسن ملک۔۔۔ آپ کا سید زبان علی شاہ کی ٹوچر سیل میں ویکم ہیں۔۔۔ زبان اس کو بالوں سے پکڑتا اس کا چہرہ اوپر کرتا سرد لہجے میں بولا تھا۔۔۔ احسن ملک اس کی آواز سن کر اندر تک لرزا تھا۔۔۔ یہ تو اسے پتا تھا کہ اس نے جو آج کیا ہیں اس کی سزا اسے ملے گی لیکن اتنی جلدی اس کو یہ اندازہ نہیں تھا۔۔۔

مجھے۔۔۔ پلیز۔۔۔ جانے۔۔۔ دوں۔۔۔ وہ زیان کی سرخ ہوتی آنکھوں میں
دیکھتا گڑ گڑانے والے لہجے میں بولا تھا۔۔۔ اس کی بات سن کر زیان کا
برجستہ قمقہ گونجا تھا۔۔۔

اس کے قمقے میں ایک وحشت تھی۔۔۔ جس کو سن کر ہی احسن ملک کی
پینٹ تک گیلی ہو چکی تھی۔۔۔ اس کو آج سچ میں زیان سے ڈر لگ رہا
تھا۔۔۔ اس کا پورا بدن کانپ رہا تھا۔۔۔ وہ تو اس وقت کو کوس رہا تھا جب
اس نے انوشہ کی مدد کی تھی۔۔۔

یہ دیکھ رہے ہوں پتا کیا ہیں۔۔۔ زیان اس کو ایک نظر ساتھ پڑی ٹیبل [
سے ایک بڑا ساشیشے گاجارا اٹھا گیا تھا۔ اس میں موجود چیز کو دیکھتے ہی
مقابل نے نفی میں سر ہلایا تھا۔ اس کی حالت دیکھ کر زیان کا ایک اور
دہشت سے بھرپور قمقہ گونجا تھا۔۔۔

یہ ہیں میری یونیورسٹی کے پرنسپل کی آنکھیں جس پی مجھے بہت زیادہ یقین تھا۔ یہ یونیورسٹی بنی تھی تب سے ہی یہ پرنسپل میرے ساتھ تھا۔ پتا ہیں اس کی آنکھیں پہلے کیوں نکالی ہیں کیونکہ اس نے جان زیان کو گھور کر دیکھا تھا۔ وہ جار سامنے کرتا جس میں بہت سارا کیمکل موجود تھا اور اس میں انسان کی دو آنکھیں تھی

وہ اس وقت احسن ملک کو کوئی سائیکو جانور لگ رہا تھا۔ اس یہ تو پتا تھا زیان اپنی چیزوں کو لے کر شدت پسند ہیں لیکن اس حد تک وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔ وہ زیان کو دیکھ کر مسلسل نفی میں سر ہلا رہا تھا۔ جب کی زیان اب وہ جار واپس ٹیبل پر رکھتا اس کے پاس آیا تھا۔ کیا کہہ رہے تھے تم فون پر مردانگی دکھانی ہیں تمہیں اب دکھا مردانگی میں بھی تو دیکھوں کیسے دکھاتا ہیں۔۔۔ زیان اس کے رسیوں

سے ہاتھ چھڑاتا اونچی آواز میں غرایا تھا۔ اس کی غراہٹ سن کر مقابل
نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تھا۔

نانا مرد روتے نہیں ہیں۔۔۔ وہ اس کے آنسو صاف کرتا نرمی سے بولا
تھا

اس کی آواز میں بھی ایک دہشت تھی جو مقابل کو اندر تک لرزائی ہوئی
تھی۔ اس کوناں میں سر ہلاتا دیکھ کر زیان اپنے پاؤں کی مدد سے کرسی کو
ٹھوکر مار گیا تھا۔۔

جس سے کرسی سمیٹ اس وقت وہ زیان کے سامنے گرا ہوا
تھا۔۔۔ زیان اس کو ایک نظر دیکھتا پیچھے کی طرف ہوتا ٹیبل پر پڑی گن
اٹھا گیا تھا۔۔۔ اس کے ہاتھ میں گن دیکھ کر احسن ملک نے ہاتھ جوڑ کر
ناں میں سر ہلایا تھا۔۔ تم میرے دوست تمہیں میں آسان موت دوں گا
۔۔ ایسی موت جس سے تمہاری روح تک کانپ جائے گی۔۔ کیا کہہ

رہے تھے تم اپنی مراد نگہ دکھانی ہیں۔۔۔ میں ایسی حالت کروں گا
تمہاری تم مرد کہلانے کے قابل بھی نہیں رہوں گے۔۔۔ زیان نیچے
جھکتا اس کی آنکھوں میں دیکھتا ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا
و کھڑا ہوتا اس کی ٹانگوں کے درمیان ہی کہی فائر کر گیا تھا۔ جس پہ
مقابل کی چیخیں پورے بیسمنٹ میں گونج رہی تھی۔۔۔
اب سے تم مرد کہلانے کے قابل بھی نہیں رہے۔۔۔ وہ گن پھینکتا بلیڈ
اٹھاتا اس کی کلائی پکڑتا سرد برقیلے لہجے میں بولا تھا
میں تمہیں زندہ چھوڑ رہا ہوں اور تمہاری کلائی پر اپنا نام لکھوں گا تاکہ
تمہیں اپنی نامرد ہونے کا سوگ ہمیشہ رہے تاکہ تم مجھے قیامت تک نا
بھول پاؤ۔۔۔ وہ اس کی کلائی پر بلیڈ سے اپنا نام لکھتا وحشت سے بھرپور
آواز میں بولا تھا۔

اس وقت وہ کوئی جنونی لگ رہا تھا۔۔۔ احسن ملک چیتے چیننے بے ہوش
ہو گیا تھا۔۔۔ زیان اس کے چہرے پر اپنے پاؤں کی مدد سے ٹھوکریں مارتا
اپنے ہاتھ پر لگا خون اپنی سینڈوسے صاف کرتا باہر کی طرف بڑھ گیا
تھا۔۔۔ کچھ ہی دیر میں احسن ملک کو زیان کے گاڑدزا اس کے گھر چھوڑ
کر آئے تھے۔۔۔ وہ اب بغیر آواز کیے اپنے کمرے میں داخل ہوا
تھا۔۔۔ اس نے کمرے میں داخل ہوتے ہی بیڈ کی طرف نظریں
ڈوڑائیں تھیں جہاں پر کنزہ بلکل سکون کی نیند سو رہی تھی۔۔۔ اس کو دیکھ
کر زیان نے شکر کا سانس بھرا تھا
زیان کنزہ کو ایک نظر دیکھتا ڈریسنگ روم میں گھستا وہی سے اپنے کپڑے
لیتا ساتھ ہی واش روم سے بنے دروازے سے وہ واش روم میں شاور لینے
چلا گیا تھا۔۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ وائٹ شلوار قمیض پہنے اپنے گیلے
بالوں کو خشک کرتا باہر آیا تھا۔۔۔

باہر آتے ہی وہ بغیر آواز کیے اپنے بال سیٹ کرتا اپنے کف ٹھیک کرتا
ڈریسنگ روم میں داخل ہوا تھا۔۔۔ وہ ڈریسنگ روم سے دائیں ہاتھ میں
جائے نماز پکڑے باہر آیا تھا۔۔۔ اس وقت تہجد کا ٹائم بھی تھا۔ اور
زیان نے کنزہ کے مل جانے پر شکرانے کے نوافل ادا کرنے کا وعدہ کیا
تھا۔۔

وہ جو نماز بھی قسطوں پر ادا کرتا تھا۔ آج اپنی محبت کو پانے کے بعد وہ
تہجد میں شکرانے کے نوافل ادا کر رہا تھا۔۔۔
"عشق بلے نوں نچاوے یار نچڑاں پیندا ہے"
"سامنے ہووے یار تے نچڑاں پیندا ہیں"
وہ اب کنزہ کی سائیڈ ٹھوڑا سا پیچھے ہو کر نوافل ادا کر رہا تھا۔۔۔

کنزہ جو کب سے مدھم سی ٹھک پٹ سن رہی تھی۔۔۔ اس کی آنکھ کھل
گی تھی اکی نیند کب کہ مکمل ہو گی تھی۔۔۔ اس نے آنکھیں کھولتے ہی
ادھر ادھر نظریں ڈوڑائیں تھی

کچھ دیر تو وہ غائب دماغ سے دیکھتی رہی تھی پھر سب کچھ یاد آتے ہی
اس کی آنکھوں میں خوف لہرایا تھا اس نے بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں بھری
تھی۔۔۔ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اس کی نظر زیان پر پڑی تھی جو اس
وقت رکوع کی حالت میں تھا۔۔۔

زیان اس وقت نماز میں اس طرح مشغول تھا کہ اس نے کنزہ کی
آہٹ بھی محسوس نہیں کی تھی۔۔۔

اس وقت کمرے میں مدھم روشنی تھی جس کی وجہ سے زیان کا چہرہ
چمک رہا تھا۔۔۔ وہ اپنی خوبصورت آنکھوں میں محبت لیے اسے دیکھ
رہی تھی۔

اب کی نا ایک اچھے بزنس مین والی بات۔۔ اب میری بات دھیان " سے سنوں اگر تم نے زرا سا بھی اپنی بات سے مکر نے کی کوشش کی تو تمہاری دوسری بیوی یعنی میں تمہاری پہلی بیوی کو اس کھولتے تیزاب میں ڈال دوں گی اور تم نے زرا چالاکی نہیں کرنی۔۔ " کنزہ کی سماعتوں میں انوشہ کے لفظ گو نچے تھے اسے اپنے سینے میں درد اٹھتا ہو محسوس ہوا تھا۔۔۔

وہ جلدی سے اپنے آنسو پر قابو پانے کی غرض سے اپنی آنکھیں بند کر گئی تھی۔۔۔ لیکن پھر بھی اس کی بند آنکھوں سے آنسو نکلتے تکیے میں جذب ہو رہے تھے۔۔۔ نا جانے کتنی دیر وہ آنکھیں بند کر کے پڑی رہی تھی اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے۔۔۔

زیان نوافل ادا کرتا دعا مانگتا کچھ پڑھ کر کنزہ پر پھونکتا کھڑا ہوا]

تھا۔۔۔ اس نے ابھی تک یہ محسوس نہیں کیا تھا کہ مقابل جاگی ہوئی ہیں

۔۔۔ وہ جائے نماز لپیٹ کر ایک سائیڈ پر رکھتا کنزہ کے پاس گیا
تھا۔۔۔ اس کو آنسو بہاتا دیکھ وہ جلدی سے اس کے پاس جاتا اس کو کمر
سے اٹھاتا اپنے سینے سے لگا گیا تھا۔۔۔

ہے جان زیاں کیا ہوا ہیں کیوں رو رہی ہوں۔۔۔ وہ اس کے آنسو
صاف کرتا اس کے ماتھے پہ لب رکھتا پریشانی سے بولا تھا۔۔۔ ایسے لگ رہا
تھا کہ اس کا دل ابھی بند ہو جائے گا۔ اس کی آواز سن کر کنزہ نے اپنے
گرے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تھا جو رونے سے سرخ ہو رہی تھی
اس کی آنکھوں میں دیکھ کر زیاں کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ
اس کے سینے سے لگی اپنے گرے خوبصورت آنکھوں سے اس کو دیکھ
رہی تھی جس میں کوئی جذبہ نہیں تھا نا ہی کوئی شکوہ۔ وہ بس خالی خالی
نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

مجھے گھر جانا ہیں۔۔۔ وہ اس سے الگ ہوتی سرد و سپاٹ لہجے میں بولی
تھی۔۔۔ اس کا اتنا سرد رویہ دیکھ کر زیان کے گلے میں گلٹی ابھر کر
معدوم ہوئی تھی۔۔۔ زیان کی گرفت ہلکی تھی جس وجہ سے وہ اس
سے الگ ہو گئی تھی۔۔۔ اس کی بات سن کر زیان نے نفی میں سر ہلایا
تھا۔۔۔

جان زیان ہم صبح چلیں گے۔۔۔ وہ اس کے گال پر ہاتھ رکھتا نرمی سے
بولا تھا جسے کنزہ بہت بری طرح جھٹک چکی تھی۔۔۔ اس کے ہاتھ جھٹکنے
پر زیان نے اپنے جبرے بری طرح بھیجے تھے۔۔۔ لیکن پھر وہ خود کو
ریلکیس کر گیا تھا۔۔۔ اس وقت کنزہ کا چہرہ غصے اور غم کی وجہ سے
سرخ ہو رہا تھا۔۔۔

مجھے ابھی جانا ہیں اور آپ کے گھر نہیں جانا اپنے گھر جانا ہیں۔۔۔ جو
صرف میرا اپنا ہیں۔۔۔ وہ اپنے سینے پہ انگلی رکھتی غم و غصے سے بولی تھی

جب کہ اس نے میرے اپنے پہ اچھا خاصہ زور دیا تھا۔۔۔ اس کی بات پر
زیان اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا تھا۔۔۔ اسے یقین تھا کہ وہ اس
سے سوا لیکن اس طرح کریں گی اس بات کی امید نہیں تھی۔۔۔ زیان کا
ایک ہاتھ اس کی کمر پر تھا جس کو وہ چھڑوانے کی پوری کوشش کر رہی
تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور وہ بہت غصے سے
زیان کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ زیان نے اس کی آنکھوں پر لب رکھنے

چاہیے لیکن کنزہ اپنی
آنکھیں پیچھے کر گئی تھی

مجھے گھر جانا ہیں ایک منٹ اگر میں آپ کے پاس رہی توں میری سائیں
بند ہو جائے گی۔۔۔ اور آپ کو مجھ سے اتنی محبت تو ہو گی کہ میری کسی
بات کا احترام کریں گے۔۔۔ وہ اس کا ہاتھ اپنی کمر سے چھڑواتی بیڈ سے
اترتی بھاگ کر واشروم میں بند ہوئی تھی

کچھ ہی دیر میں وہ ایک وائٹ کلر کا سوٹ پہنے سر پر اچھے سے شال لیے
باہر نکلی تھی اس کا سارا سامان ڈریسنگ روم میں ہی رکھا ہوا تھا۔۔۔ جو
کہ زیان نے خود رکھوایا تھا۔ اس کو تیار ہوتا دیکھ زیان بے بسی سے اپنا
نچہ لب کچل رہا تھا۔ کنزہ جو اس کو اپنی جگہ پر سٹل دیکھ کر دروازہ کھول
کر بار جا رہی تھی۔ زیان جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑتا اس کو روک گیا
تھا۔۔۔

میں تمہیں سب کچھ سچ بتانے والا تھا جان زیان میرا یقین کروں ایسا کچھ
نہیں ہوا تھا لیکن اس وقت میرے پاس کی ثبوت نہیں تھے۔۔۔ سب
سے بڑی بات میں مجبور تھا۔۔۔

ورنہ میں اس سے کبھی نکاح نہ کرتا۔۔۔ میرا یقین کروں سید زادوں میں
طلاق نہیں ہوتی لیکن میں کل صبح ہی طلاق دوں گا اسے۔۔۔ زیان اس کا

ہاتھ پکڑتا تھا سے لگاتا بے بسی سے بولا تھا۔۔۔ بہت بڑی مجبوری تھی جس کی وجہ سے زیان کو یہ نکاح کرنا پڑا تھا۔۔

دنیا کا سب سے مشکل کام اپنے محبوب کو اپنی محبت پر یقین دلوانا ہوتا ہے اور اس وقت زیان کا بھی یہی حال تھا۔۔۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ صبح ہوتے ہی انوشہ کو طلاق دیں گا مقابل کی بے رخی اسے اندر سے ختم کر رہی تھی۔۔۔

آپ کو کوئی ضرورت نہیں ہیں طلاق دینے کی اور سب سے بڑی بات شاہوں میں طلاقیں نہیں ہوتی۔۔۔ رہی بات میری تو مجھے کچھ ٹائم چاہیے ان سب کو سمجھنے کے لیے۔۔۔ میں ایک ایسا شوہر چاہتی تھی کہ بے شک غریب ہوں خوبصورت ناہوں لیکن صرف میرا بن کر رہے

مجھے شرکت کسی بھی حال میں قبول نہیں ہیں۔۔ اس لیے مجھے اس سب چیزوں کو فیس کرنے میں ٹائم لگیں گا۔۔ لیکن میں بیچ کر لوں گی کنزہ اپنے آنسو صاف کرتی اپنے کلائی چھڑوانے کی کوشش کر رہی

تھی۔۔۔ اس کی بات پر زیان بس اس کو دیکھ کر رہ گیا تھا۔۔ کنزہ کو ظہور علی شاہ نے بتایا تھا کہ شاہوں میں طلاقیں نہیں ہوتی۔۔ اب زیان کنزہ کو دیکھ رہا تھا جو اپنے آنسو روکنے کے چکروں میں سرخ ہو رہی تھی بظاہر وہ خود کو مضبوط ظاہر کر رہی تھی لیکن اندر سے وہ مکمل طور پر ٹوٹ چکی تھی۔۔۔ اس کی جگہ کوئی اور لڑکی بھی ہوتی اس کا ری ایکشن کنزہ سے بھی برا ہوتا اس نے فل حال صبر کا مظاہرہ کیا ہوا تھا۔۔۔

جان زیان ہم شاہ حویلی چلتے ہیں۔۔ ویسے بھی تو شادی کی تیاریاں کرنی ہیں۔۔ زیان اس کا ہاتھ پکڑتا اس کا روک رہا تھا۔ اس کہ بات سن کر

کنزہ کرب سے مسکراتی اپنی آنکھیں بند کر گئی تھی۔۔۔ وہ اب اپنی
آنکھیں

کھولتی اس کی طرف دیکھ رہی تھی جو اپنی سبز آنکھوں میں جو کہ اس
وقت سرخ ہو رہی تھی۔۔

مجھے شادی نہیں کرنی آپ سے۔۔ دو بار نکاح کر لیا ہیں یہی کافی ہیں
۔۔ انوشہ آپ کی بیوی ہیں جتنا میرا حق ہیں آپ پر اتنا ہی انوشہ کا بھی
آپ پلیز اس کو اس کا حق دیں

میں نہیں چاہتی کہ روز محشر میں گنہگار ٹھہروں۔۔۔ آپ۔۔ اسے سے
پہلے کنزہ اپنی بات مکمل کرتی جب زیان ہاتھ اٹھا کر اس کو بولنے سے
روک گیا تھا۔۔۔ مقابل کی کلائی پر زیان کی گرفت سخت تر ہوتی جا رہی
تھی۔۔۔ اس کی بات سن کر زیان کی رگیں غصے سے واضح نظر آرہی
تھی۔۔۔ میں کبھی اس کو اس کا حق نہیں دوں گا اور نا ہی تم سے لا تعلق ہو

گا۔۔۔ رہی بات شادی کی تو وہ ایک بار میں اس انوشہ کو اپنی زندگی سے نکال لوں یہ شادی بھی ہر حال میں ہوگی اور تم بھی مجھے روک نہیں پاؤں گی۔۔۔ زیان کمر پر اس کی گرفت مضبوط کرتا ایک ہاتھ سے اس کہ کلائی کو اپنی سخت

گرفت میں لیے ہوئے تھا وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا۔۔ اس کی بات سن اور تکلیف سے کنزہ کا چہرہ آنسوؤں سے تر ہو گیا تھا۔۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی جس میں اوقت غیض و غضب کی سرخی تھی۔۔

آپ کو پتا ہیں جب میں چھوٹی تھی تب میں اکثر بابا اور ماما سے کہتی تھی میرا کوئی چھوتا بہن یا بھائی ہوں جس کے ساتھ میں اپنی ہر بات شیئر کروں لیکن جب آہستہ آہستہ میں بڑی ہوئی مطلب کہ میں کچھ سمجھدار ہوئی تو میں نے

کہنا بند کر دیا کیونکہ میں اس وقت مجھے سمجھ آگئی تھی کہ مجھے جو پیار
اپنے ماما بابا سے ملتا ہیں وہ باٹنا پڑے گا اس لیے میں نے کہنا بند کر دیا تھا
مجھے پتا ہیں کہ آپ یہی سوچ رہے ہوں گے کہ میں خود غرض ہوں
لیکن میں ہوں ہی ایسی جو میرا ہیں وہ میں کسی اور کو کیوں دوں کنزہ
زیان کی آنکھوں میں اپنی گرے آنکھیں گاڑھتی ایک ایک لفظ پر زور
دیتی ہوئی بولی تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر اس کی گال کو
بھگور رہے تھے۔۔۔

اب کیا چاہتی ہوں تم۔۔۔ زیان اس کی باتیں سنتا بھڑکتا ہوا بولا تھا
۔۔۔ اس میں یہی ہمت تھی جو اس نے اسے سمجھا لیا تھا اب اس کا غصہ
اس کے حواسوں پر سوار ہو رہا تھا۔۔۔ اس کے بدلتے روپ کو دیکھ کر
مقابل تلخی سے مسکرائی تھی

مجھے اپنے گھر جانا ہیں جو صرف میرا اپنا ہیں وہ اس کا ہاتھ اپنی کمر سے
ہٹاتی نظریں جھکا کر بولی تھی۔۔ اس نے جس طرح اس سے بات کی
تھی لگتا تھا وہ ابھی سے تنگ آ گیا ہیں اس سے اس کے مسکرا نے پر زیاں
اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا تھا

اس کو خود سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کریں طلاق دے کر وہ اپنے
خاندان پر داغ نہیں لگوانا چاہتا تھا اور کنزہ سے دور جانے کا سوچ کر وہ
اندر سے مر رہا تھا۔۔ لیکن اس وقت اس کی انا کہہ رہی تھی کہ مقابل
کو جانے دیں اور دل کہہ رہا تھا کہ

روک لیں اور جیت اس میں ناکی ہوئی تھی۔۔

آ جاؤں۔۔ وہ اپنے بال ٹھیک کرتا اپنی گاڑی کی چابی اٹھاتا اس کا ہاتھ پکڑتا
باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔ جب کی کنزہ بھی خاموشی سے اس کے

ساتھ کھیچی چلی جا رہی تھی۔۔۔ وہ کنزہ کو گاڑی میں بٹھاتا خود
ڈرائیونگ سیٹ سمجھال گیا تھا۔

کچھ ہی دیر میں اس کی گاڑی ہواؤں سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔
پچیس منٹ بعد وہ اس کو اس کے فلیٹ کے سامنے چھوڑتا گاڑی زن سے
بھگا کر لے گیا تھا۔۔۔ کنزہ اس کو دیکھ کر رہ گئی تھی۔۔۔ جیسے غلطی بھی
خود اس کی ہوں وہ ایک نظر اس راستے کو دیکھتی بھاگتی ہوئی اپنے گھر کی
طرف بڑھی تھی۔۔۔ وہ جیسے اس کو چھوڑ کر گیا تھا اب اس نے سوچ
لیا تھا کہ وہ اس سے کھی بات نہیں کریں گی۔۔۔ عورت جتنی بھی مرد
سے محبت کر لیں لیکن اپنے درمیان وہ کسی تیسرے کو برداشت نہیں
کر سکتی۔۔۔ اس وقت صبح کے نو دس بج رہے تھے۔۔۔ سب لوگ ہی
اس وقت سنجیدہ چہروں کی ساتھ صوفوں پر سر جھکا کر بیٹھے
تھے۔۔۔ زیان کچھ دیر پہلے ہی آیا تھا اس کی آنکھیں اس وقت لہو ٹپک

رہی تھی کنزہ کو چھوڑنے کے بعد اس نے ادھی رات اپنے فارم ہاوس
میں سگریٹ پی کر گزار دی تھی۔۔۔ اس کے سیاہ بال ماتھے پر بکھرے
ہوئے تھے وہ ابھی تک گرے شلوار قمیض میں ملبوس تھا۔۔۔ جس کے
کی سرخی اوپر مٹی لگی ہوئی تھی۔۔۔ چہرے پر اس کے غمیض و غضب
تھی وہ سر جھکا کر اس وقت کسی غیر مرے نقطے کو گھور رہا تھا۔

انوشہ صبح ہوتے ہی اپنا سارا سامان لیتی یہاں آگئی تھی اس نے سب کو
نکاح نامہ دکھایا تھا جس پہ کچھ دیر تو س لوگ بول نہیں پائے تھے لیکن
پھر وقاص علی شاہ نے زیان کو گھر بلایا تھا۔۔۔ جس پہ اس نے سب کو یہ
کہہ کر چپ کر دیا تھا کہ یہ اس کا معاملہ ہیں اور وہ خود سمجھا لیں
گا۔۔۔ جس پہ سب لوگ ہی خاموش ہو گئے تھے۔۔۔ جب کہ کا بیان
زیان کی حالت دیکھ کر اچھا خاصہ پریشان ہو رہا تھا۔۔۔ فجر اس وقت

انوشہ کی طرف دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔۔ وہی پہ دعا بس انوشہ کو گھور
رہی تھی جس نے کنزہ کی جگہ زبردستی لی ہیں۔۔

اسلام علیکم۔۔ ابھی سب بس ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ جب
کنزہ کی آواز سنائی دی تھی زیان اس کی آواز سنتا اپنے جبرے بری طرح
بھینچ گیا تھا۔ اس کو دیکھ کر انوشہ کا حلق تک کڑوا ہوا تھا وہ سب کو اپنی
طرف دیکھتا پا کر خاموشی سے نظریں جھکا گئی تھی۔۔ اب سب لوگ ہی
کنزہ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اس کو دیکھ کر ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ اس
کو سب کچھ پتا ہیں جب کہ زیان ابھی تک اس جھکا کر بیٹھا ہوا تھا۔ اس
نے ایک نظر میں کنزہ کو نہیں دیکھا تھا۔ اس میں اتنی ہمت بھی نہیں
تھی کہ وہ اسے دیکھ پاتا اور کنزہ اس کی اتنی جلدی لا تعلق پر اپنے آنسو پر
قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

جویریہ (ملازمہ) انوشہ کو زیان کے کمرے میں لے جاؤں۔۔۔ سب کو خاموش دیکھ کر وقاص علی شاہ نے ملازمہ کو بلایا تھا۔ جوان کی بات سنتی ہاں میں سر ہلاتی انوشہ کا سوٹ کیس سمجھا لگی تھی۔۔۔ انوشہ فجر کو ایک آنکھ و نک کرتی چہرے پر مظلومیت سجاتی اوپر کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔ اس کے جاتے ہی وقاص علی شاہ زیان کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔ مجھے امید ہیں زیان تمہاری کوئی مجبوری رہی ہوں گی اس لیے تم نے انوشہ سے شادی کی اب میں یہ بھی امید کرتا ہوں تم جلدی ہی اس معاملے کو ختم کر دو گے اور تب تمہاری اور کایان کی شادی نہیں ہوگی جس دن یہ معاملہ ٹھیک ہو گیا اس دن ہی تم لوگوں کو شادی کے ڈھول سنائی دیں گے

اور میں امید کرتا ہوں میرا فیصلہ یہاں پر کسی کو بھی غلط نہیں لگا ہوگا۔۔۔ وقاص علی شاہ اپنا فیصلہ سناتے کھڑے ہوئے تھے ان کی بات پر

سب نے ہاں میں سر ہلایا تھا انہیں اتنا یقین تھا زیان پر کہ اس کی کوئی
مجبوری ہی رہی ہوں گی۔۔۔ جب کہ کایان کو زیان کے ساتھ ہی اپنی
شادی کی ساری رسمیں کرنا چاہتا تھا اسے بھی وقاص علی شاہ کا یہ فیصلہ
اچھا لگا تھا باقی سب نے بھی ہاں میں سر ہلایا تھا جب کہ زیان کا سرا بھی
تک جھکا ہوا تھا۔۔

خوش رہوں۔۔ وقاص علی شاہ کنزہ کے سر پر ہاتھ رکھتے پیار سے بولتے
آگے بڑگئے تھے

کنزہ جو کب سے اپنے آسوؤں پر کنٹرول کر کے رکھی تھی یہ دیکھتے کوئی
اس کے ساتھ ہیں اس کی آنکھوں سے موتی پھسل کر اس کی نکاب میں
جذب ہو گیا تھا۔۔ بشری بیگم نے ایک نظر زیان کو دیکھ کر جلدی سے
کنزہ کے پاس پہنچ کر اسے گلے لگایا تھا۔۔ سب کے جاتے ہی زیان نے
نظریں اٹھا کر کنزہ کی طرف دیکھا تھا جو بشری بیگم کے سینے سے لگی رو

رہی تھی اور سامنے کی صوفے پر کایان بڑے غور سے اس کو دیکھ رہا
تھا جیسے اس کے چہرے پر کچھ تلاش کرنا چاہ رہا ہوں۔۔۔ زیان اس کو
ایک نظر دیکھتا حویلی کی دائیں

سائیڈ کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ اس طرف ایک بہت ہی باجم بنا ہوا تھا
جو کہ زیان نے ہی بنوایا تھا۔۔۔ اب کمرے میں جا کر اس نے کیا کرنا
تھا۔۔۔ کایان اس کو جاتا دیکھ جلدی سے اس کے پیچھے گیا تھا۔۔۔۔۔ اسے
کچھ سوالوں کے جواب چاہیے تھے

بشری بیگم کنزہ کو لیتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔ اس کا رونا
ان کو بتا رہا تھا کہ وہ سب کچھ جانتی ہیں۔۔۔ وہ اپنے آنسو صاف کرتی
بشری بیگم کے ساتھ ان کے کمرے کی طرف چلی گئی تھی۔۔۔ اسے
کمزور نہیں پڑنا تھا وہ یہاں پر بشری بیگم کا خیال رکھنے آئی تھی
ناکہ اپنا رکھوانے آئی تھی

اس وقت رات کے دس بج رہے تھے۔۔۔ زیان دوپہر کو ہی لندن کی فلائٹ لے کر چلا گیا تھا۔ وہاں پر اس کی کچھ بزنس یہ ٹینگز تھی۔۔۔ کنزہ کو آیان گھر چھوڑ کر آیا تھا۔۔۔ ضارب اور کایان اس وقت آفس میں موجود تھے۔۔۔ جب کی باقی سب اپنے کمروں میں تھے۔

انوشہ کو جب سے زیان کے جانے کی خبر ملی تھی وہ غصے سے آگ کا غولہ بنی ہوئی تھی۔۔۔ آج پورا دن وہ ملازموں پر کسی ناکسی بات کو لے کر چلاتی رہی تھی جس پہ آمنہ بیگم نے اس کو روکا بھی تھا کہ یہ اس کی حویلی نہیں ہیں یہ شاہ حویلی ہیں جہاں پر ملازموں کا احترام کیا جاتا ہے لیکن اس کے کان پر جوں تک نہس رینگے تھی۔ اس کے بعد سب لوگ ہی خاموش ہو گئے تھے۔۔۔ کیونکہ کم عقل کو کوئی مشورہ دیں کر اپنی ہی عزت میں کمی آتی ہیں۔۔۔ دعا۔۔۔ آیان جو ابھی کنزہ کو چھوڑ کر

کمرے میں آیا تھا دعا کو کمرے میں ناپا کر اس نے اونچی آواز میں اسے
بلایا تھا۔۔۔ لیکن آگے سے کوئی جواب نہیں آیا تھا۔۔۔ اگلے ہی پل
اسے واشروم سے پانی گرنے کی آواز سنائی دی تھی۔۔

وہ لب دباتا دبے پاؤں واشروم کی طرف بڑھ گیا تھا۔ واشروم کا دروازہ
لاک تھا جس کی وجہ سے آیان نے دروازے کو گھورا تھا۔۔۔ اگلے ہی
پل وہ اپنے ڈریسنگ مرر کے ڈر اسے واشروم کی دوسری چابی اٹھاتا
واشروم کی طرف بڑھا تھا۔۔ وہ چابی لاک میں لگاتا آہستہ سے دروازہ
کھول گیا تھا۔۔۔

دروازہ کھولتے ہی سامنے کا نظارہ دیکھ کر اس کے گلے میں گلٹی ابھر کر
معدوم ہوئی تھی۔۔۔ وہ دروازہ لاک کرتا چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا دعا
کی طرف بڑھا تھا۔۔ اس وقت دعا باتھ ٹب میں پانی میں بیل بنائے
سکون سے سر پیچھے کی طرف کیے آنکھیں موندی ہوئی تھی۔۔۔ وہ شاہد

سو گئی تھی جس کی وجہ سے اسے یہ بھی معلوم نہیں ہو پایا تھا کہ واشروم
کا دروازہ کھلا ہیں۔۔۔ آیان چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اس کے پاس جاتا
اس کے سامنے ہاتھ ہلا رہا تھا یہ چیک کرنے کے لیے کہیں وہ جاگ تو
نہیں رہی لیکن وہ سو رہی تھی۔۔ اس کو سوتا دیکھ کر آیان نے اپنی
مسکراہٹ دبائی تھی۔۔ اس نے اس کے ہاتھ کو دیکھا تھا جس سے
وہ باتھ ٹب کو پکڑی ہوئی تھی اس کے ہاتھ پہ مہندی لگی ہوئی تھی کانچ
کی چوڑیاں بھر بھر کر اس نے اپنی کلائی میں پہنی ہوئی تھی۔۔۔ یہ آیان
نے اسے ولیمے کی رات کو گفٹ کی تھی اسے پتا تھا کہ مقابل کو چوڑیاں
کتنی پسند ہیں۔۔۔ آیان آج ایک کیس کے سلسلے میں کوٹ گیا ہوا تھا
جس کی وجہ سے وہ دعا کو ٹائم نہیں دے پایا تھا آج۔۔۔ وہ اپنی شرٹ
اتارتا اس کو سائیڈ پر رکھتا ایک نظر دعا کو دیکھتا خود کو ہر پردے سے آزاد
کرتا باتھ ٹب میں نرمی سے اترتا اپنی ٹانگیں باتھ ٹب سے باہر نکالتا اس

کے پیٹ پر سارا وزن ڈالتا ہاتھ ٹب میں گھس گیا تھا دعا نے جلدی سے
ہڑ بڑا کر اپنا ہات آیاں نے منہ پر مارا تھا جس کہ وجہ سے اس ک چوڑی
ٹوٹ کر آیاں کے گال میں پیوست ہوئی تھی۔۔ اس اچانک افتاد پہ
آیاں کراہ کر رہ گیا تھا۔۔ اس کی گال سے اب خون رس نہ شروع ہو گیا
تھا خون دیکھ کر دعا ہڑ بڑاتی اس کی گال پر لب رکھ گی تھی جہاں سے
خون نکل رہا تھا

وہ جلدی سے خون اپنے حلق میں اتارتی ٹب سے باہر تھوک گی
تھی۔۔ اس کے گال سے اب بھی خون رس رہا تھا۔۔ جس کو دعا
اپنے لبوں سے پھر سے چنتی اس بار اپنے حلق میں اتار گی تھی۔۔ جب
کہ اس کی اس حرکت پر آیاں سرخ گلاب بنا تھا۔۔ اب تھوڑا سا خون
تھا جو دعا اپنی انگلی سے صاف کر رہی تھی۔
توں کس جہاں سے اتر اے شاہ من

زمین زادے تو اس قد حسین نہیں ہوتے۔۔۔ دعا اس کے لبوں پر کس
کرتی مخمور لہجے میں بولی تھی۔۔۔ اس کے تعریف کرنے کے انداز پر
آیان اندر تک سرشار ہوتا اس کو کمر سے پکڑتا اپنے اوپر کر گیا تھا
آج بڑا پیار آ رہا ہیں میری جنگلی بلی کو مجھ پر۔۔۔ آتے ہی مجھے زخمی کر
دیا۔۔۔ وہ اس کو اپنے ساتھ لگاتا بے باکی سے بولتا اس کی ڈھڑکنوں کو اب
اپنے ہاتھوں سے چھو رہا تھا۔۔۔

تمہیں شرم تو نہیں آئی اپنی فی نویلی دلہن کو ایسے تنہا چھوڑ کر جاتے

ہوئے

دعا اس کی دوسری گال پر دانت گاڑھتی اس کو مصنوعی آنکھیں دکھاتی
ہوئی بولی تھی۔۔۔ اس کے دانت گاڑھنے پر آیان اس کو گھور کر رہ گیا
تھا۔۔۔ جب کہ اب وہ اس کو بہت بے باکی سے چھو رہا تھا۔۔۔ جس پہ

دعا ٹپ کر رہ جاتی تھی۔۔۔ وہ اس کے جسم کے نازک حصوں کو بہت ہی بے باکی سے اپنی انگلیوں سے چھو رہا تھا۔۔

میں آج ایک کیس لڑنے گیا تھا اور وہ کیس مجھے جیتنا تھا تا کہ اس جیت کی خوشی میں میں تم میں شدت سے سما پاؤں۔۔ وہ اس کو ایک ہاتھ سے کمر کو اٹھاتا شدت سے اس میں داخل ہوا تھا۔۔

اس کے اتنی شدت سے سمانے پر دعا کراہ کر رہ گئی تھی۔۔ اس نے آیان کی کمر پر اپنے ناخن گاڑھنا شروع کر دیے تھے۔ آیان کی ٹانگیں اس ٹب سے باہر تھے وہ دعا کو اپنے اوپر کیے ہوئے تھا جس وجہ سے اسے اپنی شدتیں نچھاور کرنے پہ مزہ نہیں آرہا تھا۔

وہ ایک ہی جھٹکے میں اسے کمر سے پکڑتا پھر سے اپنے نیچے کر گیا تھا۔۔ اس نے جدا نہیں کیا تھا خود کو مقابل سے وہ اب اتنی شدت سے

اس میں سمانے کی کوشش کر رہا تھا پانی اچھل اچھل کر اس کے منہ پر گر رہا تھا جس کو دعا بار بار اپنے چہرے سے ہٹا رہی تھی

اس کی شدتوں سے وہ اتنی زیادہ نڈھال ہو چکی تھی کہ اس نے اپنے ہاتھوں سے آیان کے سینے پر مکے مارنے شروع کر دیے تھے۔۔۔ جس سے آیان نرمی سے اس کو خود سے الگ کرتا بار نکالتا شاور کے نیچے لے گیا تھا۔۔۔ جب کہ پورے واش روم میں لائنٹس جل رہی تھی جس کی وجہ سے دعا اس کا ساتھ

دینے کے بجائے شرمسار رہی تھی۔۔۔ اس کو شرماتا دیکھ آیان سمجھ گیا تھا کہ وہ لائنٹس اون ہونے کی وجہ سے اس کا ساتھ نہیں دے پا رہی۔۔۔ اور آیان نے بھی جان بوجھ کر لائنٹس بند نہیں کی تھی اگر لائنٹس بند ہو جاتی تو اس نے آیان کو سانس نہ لینے دینا تھا۔۔۔

آیان اس کو شاور کے نیچے کھڑا کرتا شاور اون کر گیا تھا۔ شاور سے نیم گرم پانی ان پر پڑ رہا تھا۔۔۔ آیان نے خود ہی گرم پانی والا ٹیپ گھوما یا تھا۔۔۔ کیونکہ اکتوبر کہ راتیں تھی اور موسم چینیج ہونے کی وجہ سے وہ نہیں چاہتا تھا کہ دعا کی طبیعت خراب ہوں۔۔۔

اب وہ اس کی ایک ٹانگ کو اپنی پشت پر لاک کیے ہوا تھا جس کی وجہ سے دعا کو اپنی گہرائیوں میں آیان بھرپور طریقے سے محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ دعا نے نظریں اٹھا کر آیان کی طرف دیکھا تھا جس کی آنکھوں میں شرارت واضح ناچ رہی تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں میں شرارت اور جیت کے آثار دیکھ کر دعا نے اس کی گردن میں اپنے موتیوں جیسے دانت گاڑھے تھے۔۔۔ اس کے دانت گاڑھنے پر آیان مصنوعی کراہتا اس کو اکسار ہا تھا اس کی کراہت سن کر دعا اس کو گھورتی اب اس کی پوری گردن پر اپنے موتیوں جیسے دانتوں سے گھڑی بنا کر

اب اس کے سینے پر آئی تھی جو کہ بالکل ہی ہیر لیس تھا وہاں پر ایک بھی
بال موجود نہیں تھا۔ اس کا چٹانی سینہ دیکھ کر دعا کے گلے میں گلٹی

ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔۔ اس کی نیلی آنکھیں پل میں خمار آلودہ ہوئی
تھی۔۔۔ آیان اس کی آنکھوں میں خمار کی سرخ دیکھتا اپنی مسکراہٹ
روکنے کی غرض سے اپنا نچلے لب دانتوں تلے دبا گیا تھا۔

مجھے دیکھ کر تمہاری نیت کیوں خراب ہو جاتی ہیں جنگلی بلی۔ آیان اس کی
آنکھوں میں گھمبیر آواز میں بولا تھا

عورت کی نیت ہمیشہ اپنے من پسند شخص پر ہی خراب ہوتی ہیں شاہ من
۔۔ دعا اس کی بات سنتی مسکراتی ہوئی خمار آلودہ لہجے میں بولتی اس کے

لبوں کو اپنی قید میں کے گی تھی۔۔۔ وہ بہت ہی شدت سے اس کے
لبوں کو جام پی رہی تھی۔۔

کچھ دیر تو آیان نے اس محنت کرنے دی اس کے بعد وہ اس کی دونوں
ٹانگوں کو اٹھا کر اپنی پشت پہ لگا گیا تھا اب وہ ساتھ ساتھ اس کا ساتھ بھی
دے رہا تھا۔ اس کا ساتھ دینے پر دعاب نرمی سے اس کی زبان کو سک
کر رہی تھی۔۔۔ جب کہ آیان اس خود کو اس کی روح

میں ایڈجسٹ کر رہا تھا۔۔۔ اس کو اپنی روح میں ایڈجسٹ ہوتا دیکھ دعا
اس کو آنکھوں سے منع کر رہی تھی جس پہ آیان نے اس کی کوئی بات
نہیں سنی تھی۔۔۔ اس سے پہلے دعا اس کے لبوں کو آزادی دیتی اس کو
روکتی آیان اس کے لبوں کو اپنی قید میں لیتا

ایک ہاتھ سے اس کی کمر پر گرفت سخت کرتا دوسرے ہاتھ سے اس کی
روح میں ایک ہی جھٹکے میں اپنا وجود منتقل کر گیا تھا۔ جس سے دعا نے
ایک سسکی لینی چاہی لیکن وہ اس کی سسکی اپنے لبوں میں ہی دبا گیا تھا

وہ اب بہت نرمی سے اس کے لبوں کو اپنی قید میں لیے ہوئے تھا ساتھ ہی وہ اپنی شدتوں سے بھی اس کو روشناس کروا رہا تھا۔ پانی ان دونوں پر نہوز جاری تھا جو ان پر پڑنے کی وجہ سے دعا کی سانسیں بھاری کر رہا تھا۔۔۔ آیان نے اتنے زور سے اس کو اپنی باہوں میں لیا ہوا تھا جس سے اس کی بدن کی ناز کی اس کے سینے کا حصہ بن رہی تھی۔۔۔ ان دونوں کی ڈھڑکنیں ایک دوسرے کے سینے میں بج رہی تھی۔۔۔ جس کو محسوس کر کے آیان اور بھی شدت پسند ہو گیا تھا۔ جب کہ آیان اس کی بھاری ہوتی سانسیں محسوس کرتا اس کو آزادی دے گیا تھا۔ بہت بد تمیز ہوں آیان۔۔۔ آزادی ملتے دعا اس کے سینے پر مکے مارتی پھولی سانسوں کے درمیان بولی تھی۔۔۔ جب کہ اس کی شدتوں میں ابھی تک کمی نہیں آئی تھی۔ جس کی وجہ سے دعا ابھی تک سک رہی تھی۔۔۔ اس کی شدتوں کی وجہ سے اس کے نشیب و فراز اس کے سینے

پر ایک الگ ہی جنگ کر رہے تھے۔۔ اگر تم میرا ساتھ دو تو میں
بد تمیز نہیں رہوں گا۔۔ وہ بہت نرمی سے اس سے اپنا آپ الگ کرتا
اس کو زمین پہ اتار گیا تھا۔۔ اس سے الگ ہوتے ہی دعا گھرے سانس
بھرتی خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ پیچھے ہٹوں۔۔ مجھے
شاہور لینا اور سونا میں بہت زیادہ تھک گئی ہوں۔۔ وہ اس کو اپنی طرف
گرم نگاہوں سے دیکھتا پا کر مصنوعی آنکھیں دکھاتی ہوئی بولی
تھی۔۔ اسکی بات پر آیان نے چہرے پر معصومیت سجا کر دعا کی طرف
دیکھا تھا۔ اس کی معصومیت سی شکل دیکھ کر دعا غش کھا کر مرنے والی
ہو گئی تھی۔۔ اتنا کچھ کرنے کے بعد بھی وہ معصوم بن رہا تھا دعا کی نظر
اس کی گال پر گئی تھی جہاں پر چوڑی ٹوٹنے کا نشان ابھی تک موجود تھا
۔۔ وہ اس کو ایک آنکھ و نک کرتا اس کی زخمی گال پر اپنے دانت گاڑھ گئی
تھی۔۔ جس پہ آیان سسک کر رہ گیا تھا۔۔

یہ کیا کر دیا جنگلی بلی۔۔ وہ اپنی گال پر ہاتھ رکھتا سسکتا ہوا بولا تھا
۔۔۔ چوڑی اس کے گال کے اندر تک گھسی تھی جس کی وجہ سے
اس کو زیادہ درد ہو رہا تھا۔۔ اس کی آہ و پکار سن کر دعا کی ہنسی پورے
واٹر روم میں گونجی تھی۔۔ آیان اس کو گھور کے دیکھتا ٹاول اتار
اپنی کمر پر لپیٹتا ایک ہی جھٹکے میں اسے گود میں اٹھا گیا تھا۔۔ اس اچانک
افتادہ دعا کی چیخ بلند ہوئی

تھی۔۔۔ وہ اس کو کمرے میں لایا بیڈ پر نرمی سے لٹا گیا تھا۔۔ ارادہ تو اس
کا دعا کا بیڈ پر پھینکنے کا تھا لیکن اس کو تکلیف میں وہ نہیں دیکھ سکتا تھا
۔۔۔ وہ جلدی سے کمرے کی ساری لائٹس آف کرتا اپنا ٹاول نکالتا
جلدی سے اس کے اٹھنے سے پہلے سایہ فگن ہوا تھا اس نے اپنا سارا زور
اس کے سینے پہ ڈالا ہوا تھا جب کہ اس کی ٹانگوں کو اپنی ٹانگوں میں الجھا
کر اس نے دعا کو مکمل بے بس کر دیا تھا۔۔ دعا کے ہاتھ اس نے بیڈ

کراون سے لگائے ہوئے تھے۔ اس کا بلڈ وزر جیسا وزن اپنے اوپر
محسوس کر کے وہ ہل بھی نہیں پار ہی تھی۔

یہ جو اپنے بلیوں کی طرح دانت گاڑھے میری گال پر اس کا حساب تو دینا
ہو گا میری جان۔۔۔ وہ اس کے نازک حصے میں اپنے ہاتھ کا لمس چھوڑتا
اس کو مچلنے پر مجبور کر رہا تھا۔۔۔ وہ بہت ہی سختی سے اس کی تھائز سہلا رہا
تھا۔۔۔ جس پہ دعا مچلتی ہوئی اپنی آنکھیں زور سے بند کیے ہوئے تھا اس
کے ہاتھوں کا لمس اپنی تھائز سے نیچے محسوس کرتی دعا آنکھیں کھولتی
اپنے ہاتھ پورا زور لگا کر چھڑواتی اس کی کمر پر ایک مکہ جڑ گی

تھی۔۔۔ آیان جو اس کی تھائز کے نیچے سفر کر ہی رہا تھا اس چانک افتاد پہ
اس نے اس کی ڈھڑکنوں سے چہرہ نکال کر دیکھا تھا

جو اس کی ڈھڑکنوں میں اپنے لبوں کو لمس بکھیر رہا تھا۔۔۔ اس کے چہرہ
نکالنے پر دعا اس کے لبوں کو اپنی قید میں لیتی اس پر اپنے دانت گاڑھ

رہی تھی۔۔۔ جب کہ اب وہ اس کی ٹانگوں سے اپنی ٹانگیں نکالتی پورا
زور لگا کر اس کو نیچے کرتی اس کے اوپر آئی تھی۔۔۔

اب وہ بہت ہی سختی اور شدت سے اس کے لبوں پر اپنی حکمرانی کر رہی
تھی جب آیان تو بس ابھی تک یہ سوچ رہا تھا کہ اس کے پاس اتنا زور
کیسے آگیا جو اس کے بھاری بھر کم وجود کو اپنے نیچے کر گئی تھی۔۔۔ اس کی
آنکھوں میں حیرت دیکھ کر دعا اپنی

ایک آنکھ و نک کر گئی تھی۔۔۔ اس کی حرکت اور اس کی شدتوں پر وہ
سرخ گلاب بنا تھا۔۔۔ اس کو سرخ گلاب بنا دیکھ کر دعا نرمی سے اب اس
کے لبوں کو سک کر رہی تھی۔۔۔ جب کہ وہ ایک بار پھر اس کو اپنی
روح میں اتارتی اس کو مکمل طور پر اپنی آنکھیں کھولنے پر مجبور کر گئی تھی
۔۔۔ دعا کے منہ سے ایک سسکی بلند ہوئی تھی۔۔۔ اس سے پہلے وہ اس کو
خود سے جدا کرتی آیان اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اس کو اپنے نیچے کرتا

اس کی روح میں آخری حد تک سما یا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسو
نکلنا شروع ہو چکے تھے۔۔۔ اب آیان اپنی شدتوں سے اس کو اس کو
روشناس کرواتا آخری حد تک اس میں سما یا تھا۔۔۔ جب کہ مقابل کچھ دیر
بعد اس کا بھرپور ساتھ دیتی خود کو اور اس کا لذت کی انتہا پر لے گئی
تھی۔۔۔ وہ دونوں ہی اس وقت ایک دوسرے میں مکمل طور پر کھوئے
ہوئے تھے۔۔۔

کچھ ہی دیر میں آیان خود کو اس سے جدا کرتا اس کو کمر سے پکڑتا اپنے اوپر
لٹا گیا تھا۔۔۔ اب وہ بہت ہی نرمی سے اس کی کمر سہلا رہا تھا جب کہ دعا
نڈھال سی ہوتی اس کے سینے پر سر ٹکا کر گہرے گہرے سانس بھر رہی
تھی۔۔۔ جب کہ اس وقت آیان اور اس کا وجود پسینے سے بھیگ چکا
تھا۔۔۔

میں پہلے سمجھتا تھا لڑکیوں کو شرمانے کے علاوہ اور نخرے دکھانے کے [علاوہ لڑکیوں کو کوئی کام ہی نہیں آتا تھا۔ پہلے میں سوچتا تھا کہ لڑکیوں نے کیا کیا ہیں لیکن اپنی جنگلی بلی کو دیکھنے کے بعد پتا چلا لڑکیاں سب کچھ کر سکتی ہیں

وہ اس کے کان کے پاس جھکتا اسے اپنی پہلے کی سوچ بتا رہا تھا جو وہ دعا کے ملنے کے پہلے سوچتا تھا۔ اس نے اپنی پڑھائی لڑکیوں کے ساتھ کی تھی جس کی وجہ سے وہ لڑکیاں اس پر مرتی تھی۔۔۔ جب وہ آگے سے کوئی ریسپانس شو نہیں کرواتا تھا تو لڑکیاں اسے نخرے دکھا کر چلی جاتی تھی۔ جس کی وجہ سے لڑکیاں اسے نخرے دکھا کر چلی جاتی تھی اور تب سے ہی اسے لڑکیوں سے ایک خاص قسم کی چڑ تھی۔۔۔ پورا دن لڑکیاں اس کے آگے پیچھے پھرتی رہتی تھی۔ اور وہ اکثر سوچتا تھا کہ

لڑکیاں بالکل ہی ویلی ہوتی ہیں انہیں کوئی کام نہیں ہوتا۔۔۔ لیکن دعا کو پانے کے بعد اس کے سارے نظریے بدل گئے تھے

تم کہنا کی چاہتے ہوں کہ لڑکیوں نے آج تک کچھ نہیں کیا۔ دعا اس کی بات سنتی چہرہ اٹھا کر جلدی سے بولی تھی۔ اس کی اتنی جلد بازی پر آیان نے اپنا نچلہ لب دبا کر ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔ اس کے ہاں میں سر ہلانے پر دعا نے اسے گھورا تھا

او تو ایسی بات ہیں لڑکیوں نے کیا کیا اس کا نظارہ تم دیکھ چکے ہوں اس کے علاوہ بھی اگر تم کو میں یہ بتا دوں کہ لڑکیوں نے کیا کیا ہیں یہ رات ختم ہو جائے گی لیکن ان کی تعریف ختم نہیں ہوگی۔۔۔ دعا اس کی ناک پر چٹکی کاٹتی ہوئی ایک ادا سے بولی تھی اس کی بات سن کر آیان نے اسے ذمہ معنی اشارہ کیا تھا اس کے اشارے کا مطلب سمجھتی دعا اس کے سینے پر مکہ جڑ گئی تھی۔۔۔

میں پھر بھی کوئی ایک کام سننا چاہوں گا جو لڑکیوں نے کیا ہوں۔۔ آیان
اس کو اپنے سینے میں چھتا محسوس کرتا اس کے بالوں پر لب رکھتا
مسکراہٹ دبا کر بولا تھا۔۔ اس وقت اس کا دل کر رہا تھا کہ دعا سے
دھیر ساری باتیں کریں لیکن دعا اس کی شدتیں برداشت کرتی تھک
چکی تھی۔۔ جس کی وجہ سے اس کا پورا بدن درد کر رہا تھا۔۔

مرد نے جنگیں لڑی، سمندر جیتا، زمین جیتی، آسمان جیتا عورت نے ہلکا
سا سنگھار کیا اور اس مرد کو ہی جیت لیا اب بتاؤ کہ عورت ابھی بھی کمزور
ہیں۔۔ اس کی بات سنتی دعا اس کے سینے سے سر نکالتی فخریہ انداز میں
بولتی اس سے پوچھ رہی تھی اس کی بات پر آیان نے جلدی سے ناں میں
سر ہلایا تھا

اب سو جاؤں خاموشی سے اور کوئی سوال نا کرنا۔

اس کے لب کو واہ ہوتا دیکھ کر دعا جلدی سے بولی تھی اس کی بات پر
آیان نے ہاں می سر ہلا کر اپنی آنکھیں بند کی تھی جلدی سے اور دعا کا
اپنے سینے میں بھینج گیا تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ ایک دوسرے کی آغوش میں اپنی آنکھیں موند
گئے تھے۔۔۔

دعا کی مدھم سانسوں کی آواز بتا رہی تھی کہ وہ سو گئی ہیں جب کہ آیان
نرمی سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔۔ باہر کھڑا چاند بھی ان
کے اتنے خوبصورت ملن پر گواہ تھا

کایان اس وقت حور کے کمرے میں موجود تھا۔ وہ ابھی آفس سے آیا
تھا اسے جب سے پتا چلا تھا کہ حور اس سے ناراض ہیں وہ ایک منٹ
سکون سے نہیں بیٹھ سکا تھا۔ اس نے کتنی بار فون کیا تھا لیکن اس کا
فون حور نے نہیں اٹھایا تھا۔ جس سے مقابل کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ اس

سے ناراض ہیں وہ اس کو منانے کے لیے چاکلیٹ گجرے ڈریسز اور
پھول کے کر آیا تھا۔ لیکن اس نے کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگایا تھا اب
کایان مزید پریشان ہو رہا تھا کیونکہ اسے یہ بھی نہیں پتا تھا کہ وہ اس سے
ناراض کیوں ہیں۔۔۔

وہ بار بار اس کا چہرہ اپنی طرف موڑ رہا تھا لیکن حور اپنا چہرہ اس طرف کر
لیتی تھی اگلے ہی پل کایان ساری چیزیں ایک سائیڈ پہ کرتا اس کو کمر سے
پکڑتا اپنی گود میں بٹھا گیا تھا۔۔۔ حور نے اس کی طرف دیکھ کر اپنی
آنکھیں زور سے بند کر لی تھی۔۔۔

اس کی اس ناراضگی پر کایان نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔۔
روح من تم اس طرح مجھے وجہ بتائے بغیر ناراض رہی تو میں نے یہ
ساری چیزیں جا کر فجر کو دے دینی ہیں۔ کایان اس کے چہرے پر اپنے
لبوں کا لمس بکھیرتا اس کو دھمکی دے رہا تھا۔

نہیں۔۔۔ آپ فجر کو نہیں دیں گے یہ سب یہ سب کچھ میرا

ہیں۔۔۔ اور آپ بہت کھڑوس ہیں آپ نے یہ نہیں پوچھا کہ میں کیوں

ناراض ہوں۔۔ وہ اپنی آنکھیں کھولتی کایان کو اپنی آنکھیں دکھاتی ہوئی

بولی تھی روح من میں کب سے تو یہی پوچھ رہا ہوں میری حور کیوں

ناراض ہیں لیکن تم تو بچوں کی طرح منہ پھلا کر بیٹھی ہوں۔۔ کایان اس

کے لبوں پر کس کرتا پیار سے بولا تھا۔۔ جب کہ حور نے زور سے کایان

کے سینے میں ایک مکہ جڑا تھا

میں اب بتاؤں گی بھی نہیں اگر آپ مجھے منانا چاہتے ہیں تو آپ کو کان

پکڑ کر مجھے دس بار سوری بولنا ہو گا۔۔ میں تب جا کر آپ سے بات

کروں گی مسٹر کھڑوس۔۔ حور کایان کا ناک دباتی حکمیہ انداز میں بولی

تھی۔۔ اس کی بات سن کر کایان نے سر کو خم دیا تھا۔۔

سنو روح من۔۔۔۔

.... دل ہر جگہ نہیں لگتا

.... لاڈ ہر کسی سے نہیں اٹھوائے جاتے

.... پاگل پن کی سبھی حرکتیں ہر کسی کے سامنے نہیں کی جاتیں

... مان ہر کسی پہ نہیں ہوتا

.... ہر کسی کیلئے ہم بچوں جیسے نہیں بنتے

کھلی کتاب کی طرح ہر کسی کی آنکھوں سے پڑھے جانے کی خواہش نہیں
.... ہوتی

... کچھ لوگ ہوتے ہیں،

♥ . کبھی کہیں، کسی بھی جگہ

... ہجوم کبھی نگاہ نہیں روکتا،

نظر کسی ایک پہ ہی ٹکتی ہے

خوش قسمت ہوتے ہیں وہ لوگ

.. جن سے کوئی بے لوث پیار کرتے ہیں۔۔۔۔۔

کایاں اپنی گھمبیر آواز میں بولتا حور کے لبوں کو اپنی قید میں لے گیا تھا
۔۔ وہ ایک ہاتھ اس کی کمر پر رکھیں اور دوسرا ہاتھ اس کے بالوں میں
پھنساے اپنے لبوں کو اس کے لبوں سے جوڑیں بہت ہی نرمی سے اس
کے لبوں کو سک کر رہا تھا

جب کہ دعا اس کی فور پیس سوٹ کو اپنے مٹھیوں میں بھر گئی
تھی۔۔ اس کو کوئی بھی مزاحمت نہ کرتا دیکھ کر وہ اس کی زبان کو اپنے
لبوں کی مدد سے اپنی زبان سے ملاتا اس کی ساری نمی چرا رہا تھا۔۔ جب
کہ حور کے جسم میں ایک عجیب سی سنسناہٹ ہو رہی تھی۔۔ جس کو وہ
سمجھنے سے قاصر تھی۔۔

وہ ناجانے کتنی دیر اس کے لبوں اور زبان کو سک کرنے کے بعد اس کی
ساری نمی چراتا اس کی آنکھوں میں سانس رکنے کی وجہ سے آنسو دیکھتا

اس کو آزادی بخش گیا تھا۔۔۔ اس کے لبوں کو آزادی دیتا اب وہ اس کے آنسو صاف کرتا اس کی آنکھوں پر لب رکھ گیا تھا۔۔۔

اسے یہ آنکھیں اس لیے پسند تھیں کیونکہ زیان کی آنکھیں اسے بچپن سے لے کر اب تک بہت پسند تھیں زیان نے اس کبھی بھی اپنے آنکھیں چھونا تو دور غور سے دیکھنے بھی نہیں دیتا تھا۔۔۔ فجر کی بہ سبز تھی لیکن وہ زیان کی طرح نہیں تھی۔۔۔ اس کے بعد اس کی خواہش حور کے پیدا ہونے کے بعد ہی پوری ہو گئی تھی۔۔۔

آپ مجھے ایسے اپنے جھانسنے میں نہیں پھنسا سکتے۔۔۔ آپ کو مجھے دس بار سوری بولنا ہی ہو گا۔ دعا اپنی سانسیں درست کرتی پھولی سانسوں کے درمیان کایان کو گھورتی ہوئی بولی تھی۔۔۔ اس کے انداز پر کایان کو ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔۔۔ جس پہ وہ جلدی سے ہار ماننے والے انداز میں سر کو جھکا گیا تھا۔۔۔

کس طرح میں سوری بولوں اپنی حور کو اپنی باہوں میں بھر کر سر کو جھکا
کر یا کان پکڑ کر۔۔۔۔۔ وہ حور کو کمر سے پکڑتا اس کو اپنے نزدیک کر گیا
تھا۔ جبکہ اسکی بات پر حور کی آنکھوں میں شرارت ناچی تھی
آپ کان پکڑ کر پہلے نیچے بیٹھے گے پھر سوری بول کر مجھے ایک یہاں پر
کس دیں گے اور آپ کو دس بار ایسا کرنا ہو گا۔۔۔ حور اپنے کان پکڑتی
سوری کرتی نیچے بیٹھتی پھر اوپر ہوتی پاؤں اٹھا کر اس کے ماتھے پر لب
رکھ گی تھی۔۔۔ اس نے مکمل طور پر کایان کو سکھا دیا تھا
جب کہ اس کے کب رکھنے پہ کایان کے سینے میں موجود وہ خون کالو ٹھٹھا
شدت سے ڈھڑکا تھا۔ اس کی آنکھوں میں شرارت دیکھ کر کایان نے
اپنی مسکراہٹ دبائی تھی اس کو اپنی چھوٹی سی منکوحہ پر بہت زیادہ ٹوٹ
کر پیار آیا تھا۔۔

جو اپنے چھوٹے سے ذہن میں یہ سمجھ رہی تھی کہ وہ ایسا کرتے ہوئے
تھک جائے گا لیکن اسے نہیں پتا تھا کہ وہ ایسی سزا دس بار کیا ہزار بار بھی
لینے کو تیار ہیں اس کو کھویا وہاں دیکھ کر حور نے اس کے سامنے چٹکی بجائی
تھی

جو اس سے بغیر کسی غلطی سے معافی منگوا رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کے چٹکی
بجانے پر کایان ہوش کی دنیا میں آتا جلدی سے اپنے کان پکڑتا نیچے بیٹھ گیا
تھا۔۔۔ اب وہ حور کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جس کے چہرے پر آج ایک
الگ ہی چمک تھی

کایان بھی جانتا تھا کہ اس سے کوئی غلطی نہیں ہوئی ہیں لیکن وہ بس
حور کی خوشی کے لیے معافی مانگ رہا تھا۔۔۔ اگر اس کے چہرے پر
ہمیشہ ایسی خوش اور چمک اس کو دیکھنے کو ملے گی تو وہ ہمیشہ اس کے
سامنے جھکنے کو تیار ہیں

ایم سوری روح من۔۔۔ وہ کان پکڑتا اور اٹھتا اس کے ماتھے پہ لب رکھتا
پیار بھرے لہجے میں بولا تھا جب کہ اس کی سوری بولنے پر حور نے ناک
چڑھایا تھا جس پہ کایان نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔۔ وہ اس
طرح بار بار جھک کر معافی مانگ رہا تھا

جس پہ حور اپنی چھوٹی سی ناک چڑھا رہی تھی۔۔۔

ایم سوری میرے بچے۔۔۔ دسویں بار کایان اس کے لبوں پر اپنے لب
رکھتا پیار سے لبریز لہجے میں بولا تھا۔ آخری بار سوری بولنے پر حور کی
کھلکھلاہٹ کمرے میں گونجی تھی اور وہ کایان کے گلے لگ گئی تھی۔۔
کایان بھی اس کو اپنے سینے میں بھینچ گیا تھا۔ کتنی ہی دیر وہ ایک

دوسرے کے سینے سے لگیں ایک دوسرے کی ڈھڑکنیں سنتیں رہے
تھے۔۔۔ حور مکمل طور پر کایان کے سینے میں چھپی ہوئی تھی۔۔۔۔ وہ
کایان کے سینے جتنی ہی آتی تھی۔۔۔ حور جس نے اب مزاحمت شروع

کی تھی۔۔ مقابل اس کی مزاحمت دیکھتا وہ اس کے بالوں پر لب رکھتا
اس کو اپنے سینے سے نکال گیا تھا۔۔

شاہ اب کنزہ میری بھابھی نہیں ہیں۔۔۔ اس نے کایان کے حصار سے
نکلتے ہی اس سے سوال پوچھا تھا۔۔ اسے انوشہ زرا بھی اچھی نہیں لگتی اور
آج اس کا رویہ دیکھ کر

وہ اور بھی اس سے بدگمان ہو گئی تھی۔۔۔ جس طرح اس نے آج چلا
چلا کر پوری شاہ حویلی سر پر اٹھالی تھی۔۔۔ یہ بات وہ صبح سے کسی سے
پوچھنا چاہتی تھی۔۔ اب یاد آنے پر اس نے کایان سے پوچھی تھی جس پہ
وہ اس کا ہاتھ پکڑتا اس کو بیڈ پر بٹھا گیا تھا۔۔۔

روح من اپنے بھائی پر یقین رکھوں وہ کچھ ایسا کریں گا جس سے تمہاری
بھابھی کنزہ ہی بنیں گی اب تم نے ٹینشن نہیں لینی اور صرف اپنی پڑھائی
پر دھیان دوں جلدی سے میری حور ڈاکٹر بن جائے تاکہ میں جب بھی

بیمار ہوں وہی میرا علاج کریں۔۔۔ کایان اس کی ہتھیلیاں چومتا پیار سے
بولا تھا۔

اس کی بات پر حور نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔
آپ کیسے مجھے پڑھائے گے آپ تو یہ سب کچھ پڑھے ہوئے بھی نہیں
ہیں۔۔ کایان جو اس کے ہاتھ میں گجرے پہنارہا تھا اس کی بات پر اس
نے اس

کی طرف دیکھا تھا۔ اگلے ہی پل اس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا
تھا۔۔

میری حور فکرنا کریں اس کا سیلوشن بھی بیہوشی نے ڈھونڈ لیا ہیں تم بس مجھ پر
اور اپنی پڑھائی پر دھیان دوں وہ اس کو چاکلیٹ نکال کر اس کا ہاتھ پکڑ
بیڈ کے اوپر چڑھتا خود نیچے نیچے لیٹ کر اپنی باہیں پھلا گیا تھا۔۔ جس کو
دیکھتے ہی حور نے ناں میں سر ہلایا تھا۔ اس کے ناں میں سر ہلانے پر

کایان نے اسے گھور کر دیکھا تھا جواب مزے سے چاکلیٹ کھا رہی
تھی۔ کایان ایک ہی جسٹ میں ٹھوڑا اوپر ہوتا اس کو کمر سے پکڑتا اپنے
اوپر گرا گیا تھا

یہ چپ کر کے میری بات مان لی کروں روح من اگر میں اپنی پہ آیا تو
تمہاری یہ نازک جان مجھے برداشت نہیں کر پائے گی۔۔ وہ اس کی کمر پر
گرفت مضبوط کرتا گھمبیر آواز میں بولتا ایک بار پھر اس کے چاکلیٹ
سے بھرے ہونٹوں کو اپنے لبوں میں قید کر گیا تھا۔ اس کے منہ میں
چاکلیٹ تھی۔۔ کایان اس کے ہونٹوں کو اپنے لبوں کی مدد سے واہ کی
شکل دیتا اپنی زبان اس کے منہ کے اندر کر گیا تھا۔ اب وہ اپنی زبان کی
مدد سے اس کے منہ میں موجود ساری چاکلیٹ کھا گیا تھا۔۔ جب حور
کا اس کی اس حرکت پر گردن تک سرخ پڑی تھی۔۔۔

اس کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ کر کایان اس کے ہاتھ سے چاکلیٹ لیتا اپنا منہ
پیچھے کرتا چاکلیٹ کی ایک بائیٹ لیتا پھر سے اس کے لبوں کے ساتھ
اپنے لب جوڑ گیا تھا۔۔۔ یہ سب کچھ ایک ہی منٹ میں ہوا تھا حور کو
سمجھنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا اب وہ بہت ہی جنونی طریقے سے اپنے
منہ میں موجود ساری چاکلیٹ حور کے کے حلق میں اتار رہا تھا۔۔۔ حور
شرم سے سرخ پڑتی نظریں بھی نہں اٹھا رہی تھی۔۔۔ وہ ایسے ہی اس
کے لبوں کو اپنے لبوں میں پیوست کیے ایک ہاتھ سے اس کے بالوں کو
گدی سے

پکڑیں اس کا چہرہ اوپر کرتا اس کے گردن پر چاکلیٹ لگا گیا تھا۔ اس
وقت وہ کایان کی گود میں بیٹھی تھی کایان کو بھرپور طریقے سے محسوس
کرتی شرم سے سرخ قندھاری ہو رہی تھی جب کہ اس کی حالت کایان
کو لطف اندوز کر رہی تھی۔۔۔ وہ اس کے لبوں کو آزادی دیتا اس کو نیچے

بیڈ پر لیٹا تھا اس پر سایہ فگن ہوا تھا اس نے اپنا سارا زور اس کی ڈھڑکنوں
پہ ڈالا ہوا تھا اس کی ٹانگوں کو اپنی ٹانگوں میں لاک کرتا وہ اس کی گردن
پر جھکا تھا۔۔۔ وہ اب اس کی گردن پر لگی ہوئی چاکلیٹ بہت ہی شدت
پسند طریقے سے وہ اپنے لبوں اور دانتوں کو وہ چاکلیٹ کھانے کے لیے
استعمال کر رہا تھا۔۔۔ جب کہ اس کے جنوبی پن پر حور سسکیاں بھر رہی
تھی۔۔۔ ٹانگوں کو ایک دوسرے میں لاک ہونے کی وجہ حور اپنی تھائیز
پر محسوس کرتی

کانوں کی لوں تک سرخ پڑ رہی تھی۔۔۔ جب کہ اس کی سسکیاں کایان
کو اور زیادہ مدہوش کر رہی تھی۔۔۔ وہ اس کی گردن اپنی شدتوں سے
سرخ کرتا اب اس کے نشیب و فراز کی گہرائیوں پر جھکا تھا اس کا اگلا گلا
کافی ڈیپ تھا جس کی وجہ سے اس کی رعنائیاں اپنی جھلک پوری آب و
تاب سے دکھا رہی تھی۔۔۔ اس کے آنسو دیکھتا کایان جلدی سے اس کو

کمر سے تھا متا اپنے سینے پہ لٹا گیا تھا۔۔۔ وہ اس کے سر پہ سے لگی
ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی۔۔۔ جب کہ کایان کو اپنی غلطی کا احساس
ہوا تھا اسے اتنے جنونی طریقے سے نہیں چھونا چاہیے تھا وہ بہت نرم ہیں
وہ اب جی بھر کر شر مندہ ہو رہا تھا۔۔

حور میرا بچہ ایم ریٹلی سوری پتا نہیں یہ سب کیسے ہو گیا۔۔۔ وہ اس کو چہرہ
اوپر کرتا جس کو حور دوبارہ چھپا گی تھی اس کے سینے میں۔۔۔ اس کا
سوری سن کر حور اس کے سینے میں مکے جڑ گی تھی۔۔۔ اس کا نرم لہجہ
محسو کر کے وہ شیرنی بنی تھی جس پہ کایان کا قہقہہ کمرے کی زینت بنا
تھا۔۔۔

اب سو جاؤں میری شیرنی اس سے پہلے میں تمہیں اپنے رومینس سے
بھگی بلی بنادوں۔۔۔ حور جو کچھ بولنے ہی والی تھی کایان کی دھمکی سن کر

اس کو شکوہ کن نظروں سے دیکھتی جلدی سے اس کے سینے میں منہ
چھپاتی آنکھیں موند گئی تھی

کایاں اس کو سوتا دیکھ خود بھی اس کے گرد اپنا حصار مضبوط کرتا اس کی
بال سہلاتا خود بھی اپنی آنکھیں موند گیا تھا کچھ ہی دیر میں وہ ایک
دوسرے کی آغوش میں سکون سے سوگئے تھے۔۔۔

-: پندرہ دن بعد

زیان کو لندن گئے ہوئے پندرہ دن ہو گئے تھے۔۔۔ آج اس کی
واپسی ہونی تھی۔۔۔ اس میں اتنی ہمت نہیں تھی وہ کنزہ کا سامنا
کرتا۔۔۔ جس مجبوری کی وجہ سے اس نے انوشہ سے نکاح کیا تھا وہ
مجبوری بھی تو ختم کرنی تھی۔۔۔ اس کو شاہ حویلی سے بہت ساری کالز

آئی تھی جس میں سب سے زیادہ کایان کی تھی جو اس کو اٹھانی پڑی
تھی۔۔۔ اسے ہی زیان نے بتایا تھا کہ وہ آج واپسی کر رہا ہیں۔۔۔۔۔ اس کو
انتظار تھا کہ کنزہ اس کو فون کریں گی لیکن اس نے نہیں کیا تھا۔۔۔ اس
میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ کرتا اور سب سے بڑی بات کہ انا آگے آ
رہی تھی۔۔۔ لیکن اسے نہیں پتا تھا عورت کو مرد کو اپنے سامنے جھکانا کتنا
اچھا لگتا ہیں

خاص کر ان معاملوں میں جن میں مردوں کی ہی غلطی ہوں۔۔۔۔۔ کنزہ
کہ بھی یہی سوچ تھی وہ اتنی زیادہ محبت کا دعویٰ کرنے والا شخص جو اس
کو ہمیشہ اپنی آنکھوں کے سامنے رکھنا پسند کرتا تھا۔۔۔ اتنے دن وہ اس
سے دور کیسے رہ گیا تھا۔۔۔

اس کے خود کے دن بھی بہت بڑی گزرے تھے۔۔۔ وہ پہلے بشری بیگم
کی کئی کرتی تھی۔ وہاں پر وہ پہلے کی طرح ہنستی نہیں تھی کسی سے بات

نہیں کرتی تھی یہاں تک کہ بشری بیگم سے بھی نہیں۔۔۔ اس نے ان
پندرہ دنوں میں اسے سب سے زیادہ یاد کیا تھا۔۔۔

وہ یہی چاہتی تھی کہ ایک بار تو وہ اس فون کر کے اس کا حال پوچھے
۔۔۔ صرف اس کو جان زیاں ہی کہہ کر بلا دیں لیکن اس بے رحم شخص
نے ایک بار بھی بات کرنی ضروری نہیں سمجھی تھی۔۔۔ تب سے ہی کنزہ
نے سوچ لیا تھا کہ غلطی اس کی تھی اور اسٹیوڈ بھی وہی دکھا رہا ہیں
یہ تو غلط بات ہیں۔۔۔ کیا لڑکیاں جب بیویاں تو ان کی عزت و سیلف
رہسپیکٹ ختم ہو جاتی ہیں۔ نہیں ایسا بالکل بھی نہیں ہوتا یہ ہمارا معاشرہ
ہی ہمیں سکھاتا ہے کہ عورتوں کو ہمیشہ جھک کر رہنا چاہیے۔۔۔ عورت
کو وہاں پر جھکنا چاہیے جہاں پر کوشش دونوں طرف کی جائے یہ ناہوں
کہ عورت ہی ہمیشہ جھکتی

رہیے اور وہ اپنی عزت کھودیں۔۔۔ بعد میں وہ اس طرح اپنی ہی
نظروں میں گر جائے لوگ ان کی عزت کرنا ہی چھوڑ دیں۔۔ اگر اللہ
تعالیٰ نے مردوں کو الگ اور اونچا درجہ دیا ہے قرآن میں تو مردوں کو یہ
بھی حکم دیا ہے کہ وہ عورتوں سے محبت سے پیش آئے اگر ان سے کوئی
غلطی ہو جائے تو معافی مانگنے میں پہل کریں کیونکہ عورت تو قرآن میں
بھی نادان ٹھہرائی گئی ہیں۔۔ معافی مانگنے سے مرد کی شان میں کوئی کمی
نہیں آتی بلکہ وہ عورت کے دل میں اور زیادہ جگہ بنا لیتا ہے۔۔۔ عورت
تو مرد کی ہر چھوٹی چھوٹی بات پر خوش اور راضی ہو جاتی ہیں
ادھر انوشہ کے ہاتھ ایک ایسا پلان لگا تھا جس سے کنزہ اس کی زندگی
سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چلی جاتی۔۔۔ اب بس اس کو زیان کے آنے کا
انتظار تھا۔ ایک بار زیان آ جائے تو اس نے اپنی اگلی چال چلنی تھی۔۔

باقی سب لوگوں کی روٹین معمول پر آگئی تھی۔۔۔۔۔ کا بیان نے خود ڈاکٹر بننے کا فیصلہ کیا تھا تا کہ وہ حور کو پڑھا سکے اب وہ خود بھی میڈیکل کی پڑھائی شروع کر چکا تھا۔ جس کی وجہ سے اب وہ حور کو بھی باآسانی سے پڑھا سکتا تھا یہ بات کسی کو بھی پتا نہیں تھی اور وہ بتانا بھی نہیں چاہتا تھا۔۔۔ وہ چاہتا تو حور کی مدد کے لیے ایک ٹیچر بھی ہائیر کر سکتا تھا لیکن اسے یہ گورا نہیں تھا کہ پورا دن وہ کالج میں رہے اور اس کے حصے کا ٹائم بھی وہ ٹیچر لے جائے

وہ اس کے ساتھ وقت گزارنا چاہتا تھا۔۔۔ وہ اس کو بتانا چاہتا تھا کہ وہ اس کے لیے کتنی اہم ہیں۔۔۔ وہ اس کی زندگی میں کس طرح درجہ رکھتی ہیں۔۔۔ اگر وہ کبھی اس سے دور گی تو وہ ایک سانس بھی نہیں لے پائے گا۔۔۔۔

دعا اور آیان دونوں ہی کسی کیس میں الجھے ہوئے تھے۔۔ دعا نے ان
پندروں دونوں میں آیان کو بہت زیادہ تنگ کیا تھا خاص کر اپنے رومینس
سے جس کی وجہ سے وہ پچھلے تین دن تو اس کے ساتھ ہوتا تھا لیکن
رات کو وہ ڈیڑے پر سو جاتا تھا۔۔

جس پہ دعا نے اسے دھمکی دی تھی کہ اگر وہ آج رات کو گھر نہ آیا تو وہ
انگلینڈ واپس چلی جائے گی۔۔ جس پہ آیان نے اس سے معافی بھی مانگی
تھی اور آج رات واپس آنے کا یقین بھی دلوا یا تھا۔۔ جس پہ دعا کچھ
مطمئن ہوئی تھی۔۔

فجر اور ضارب دونوں ہی اس وقت سکون سے جی رہے
تھے۔۔۔ ضارب نے فجر کے ساتھ چھوٹی چھوٹی گستاخیاں کرنا بھی بند
کر دی تھی۔۔۔ وہ اس کی اتنی زیادہ کیڑ کر رہا تھا۔۔ جس سے فجر کے
دل میں بھی اس کے لیے جذبات پیدا ہو رہے تھے

وہ پچھلے دو دنوں سے چھوٹی چھوٹی بات پر غصہ کر رہی تھی۔۔۔ جس پہ
ضارب بڑی نرمی سے اس کو سمجھا رہا تھا۔ اس کو سمجھ نہیں آرہی
تھی وہ اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر غصہ کیوں کر رہی ہیں۔۔ لیکن وہ اس کا
بچپن یاد کرتا خاموش ہو گیا تھا۔ وہ

غصے کی بہت زیادہ تیز تھی۔۔۔ اس لیے ضارب اب بڑے ہی پیار سے
اس کو سمجھا رہا تھا۔ ابھی وہ اس کی فرمائش پر اس کے کپڑے استری
کر رہا تھا۔۔ اس نے جان بوجھ کر اپنے کپڑے خراب کر دیا تھے جس
کی وجہ سے اس میں سلوٹیں پڑ گئی تھیں۔۔ اب وہ ضارب سے استری
کروا رہی تھی اور

خود وہ بیٹھ سکون سے سپانسی چسپ کھا رہی تھی۔۔۔ صبح ہوتے ہی اس
نے چاکلیٹ کھائی تھی اور اب وہ چسپ کھا رہی تھی۔۔ ضارب کو اس کی
حالت پر کچھ شک ہو رہا تھا۔ وہ جو سوچ رہا تھا اگر وہ سچ تھا وہ یہ سوچ کر

ہی خود کو اس دنیا کا سب سے خوش قسمت انسان سمجھ رہا تھا لیکن ابھی
اس کو اس بات پر یقین نہیں تھا اور وہ ابھی کسی کو بتانا بھی نہیں چاہتا تھا
پہلے خود اسے کنفرم کرنا تھا۔ اس وقت وہ ڈریسنگ مرر میں کھڑا ہو کر
اس کے کپڑے پر یس کرتا اس کے چہرے پر ایک خوبصورت
مسکراہٹ تھی

یہ لے بیگم آپ کا ڈریس حاضر ہیں۔۔۔ فجر جو سکون سے کھا رہی
تھی۔۔۔ ضارب کے مخاطب کرنے پر اس نے نظریں اٹھا کر اپنے ڈریس
کو دیکھا تھا جس پہ ایک سلوٹیں بھی نہیں تھی۔۔۔ اس نے داد دینے
والے انداز میں آئیر واچکائے تھے

اس کی داد کو ضارب نے سر کو خم دے کر قبول کیا تھا۔
آپ تو یہی کام شروع کر دیں بہت پیسے کمائے گے۔۔۔ وہ کھڑی ہوتی اس
کے ہاتھ سے کپڑے لیتی و اشروم کی طرف بڑھ رہی تھی

جب کہ اس کی بات سن کر ضارب کو ایک زوردار دھچکا لگا تھا۔۔۔ اس سے پہلے وہ واٹر روم جاتی جب ضارب اس کو کلائی سے پکڑتا دوسرا ہاتھ اس کی کمر پر رکھتا اس کو اپنے حصار کی قید میں کے گیا تھا۔ پورا پاکستان اور لندن مشہور بزنس مین سید ضارب نعمان علی شاہ کے نام سے واقف ہیں اور ایک میری بیگم صاحبہ ہیں جس کو میری کوئی قدر نہیں ہیں پہلے میرے جذباتوں کی اور اب میری عزت کی مجھے ایک دھوبی بنانے پہ تلی ہوئی ہیں

ضارب اس کے لبوں پر اپنے لب رکھتا پیار سے بولتا آخر میں اس کو آنکھیں دکھا گیا تھا۔ اس کے آنکھیں دکھانے پر فخر نے اس کی بات لاپرواہی سے نظریں ادھر ادھر پھیری تھی۔ جس پر ضارب اس کو گھور کر رہ گیا تھا

مطلب اب میں لوگوں کے کپڑے استری کروں گا۔۔۔ اس کے
مسلسل ہاں میں سر ہلانے کی وجہ سے ضارب اس کے لبوں کو اپنی قید
میں لے گیا تھا۔۔۔ وہ بہت نرمی سے اس کے لبوں کو سک کر رہا تھا
لیکن اگلے ہی پل وہ اس کے لبوں کو آزادی بخش گیا تھا۔ آزادی دیتے [
ہی اس نے فجر کو کھا جانے والی سرخ نظروں سے گھورا تھا اس کے
گھورنے پر فجر نے آئبر واچکا کر اسے دیکھا تھا جیسے کہنا چاہ رہی ہوں کہ
کیا مسئلہ ہیں

یہ اتنی سپانسی چپس کھانے کی کیا ضرورت تھی یہ تو ٹوٹل ان ہائینک
فود ہیں اس سے تمہاری طبیعت خراب ہو سکتی ہیں۔۔۔۔ ضارب اس کی
آنکھوں میں دیکھتا دبی دبی آواز میں غصے میں غرایا تھا۔۔۔ اس نے اس
کے صرف لبوں کا ذائقہ چکھا تھا

اسے اپنے کانوں سے دھواں نکلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ تو اگر وہ اتنی زیادہ تیکھی تھی تو اس کو کیا کیا نقصان پہنچا سکتی ہیں یہ سوچ کر ہی ضارب نے ایک جھر جھری لی تھی۔۔۔ اس کے غصہ کرنے پر فجر اپنا پورا زور لگاتی خود کو اس سے چھڑوا گئی تھی۔۔۔ جب کہ اس کی اتنے غصے میں اپنی طرف

دیکھتا پا کر ضارب پریشان ہوا تھا وہ گہرے گہرے سانس بھرتی اپنی آنکھوں میں نمی لے کر اس کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ اس پر غصہ نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن اس کی صحت کی بات تھی یہ سب کھانے سے اس کی صحت پر اثر پڑ رہے تھے۔۔۔ جبکہ ضارب کو ابھی تک اپنے لبوں پر جلن محسوس ہو رہی تھی۔

آپ مجھ سے محبت ہی نہیں کرتے ورنہ آپ مجھے کھانے سے ناروکتے۔۔۔ ہر بات پر آپ کی روک ٹوک ہوتی ہیں۔۔۔ آپ کے پیسے ضائع

نہیں کر رہی تھی سید ضارب نعمان علی شاہ اس لیے بے فکر رہیں آپ کا
کوئی نقصان نہیں ہو گا۔۔ وہ اس کے قریب ہوتی غصے سے
سرخ پڑتی ایک ایک لفظ چبا کر بولی تھی۔۔ جب کہ اس کی باتیں سن کر
ضارب پریشان ہوا تھا۔۔

پورا کا پورا ضارب علی شاہ قربان تم پر میری جان میرا جو کچھ بھی ہیں وہ
سب کچھ تمہارا ہی ہیں

میں تو بس اس لیے کہہ رہا تھا کہ کہی تمہاری طبیعت ناخراہ ہو
جائے۔۔۔

ابھی اس سے پہلے ضارب اپنی بات مکمل کرتا جب فخر اپنی ناک چڑھاتی
جلدی سے واشروم میں بند ہوئی تھی۔۔ جب کہ ضارب بس اپنے
بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا تھا

اس کے جانے کے بعد بھی ضارب بھی ڈریسنگ روم میں بند ہوتا اپنے
آفس جانے کی تیاری کرنے لگا تھا۔ اسے بھی پتا تھا کہ آج زیان نے آنا
ہیں۔۔۔ وہ بھی اس سے مل کر جاننا چاہتا تھا کہ ایسی کیا وجہ تھی جس کی
وجہ سے اسے دوسری شادی کرنی پڑی تھی۔ اس وقت سب لوگ ہی
ناشتے کی ٹیبل پر موجود تھے۔۔۔ ضارب اور فخر دونوں ساتھ آئے
تھے۔ دعا کیلی آئی تھی کیونکہ آیان رات ک ڈیڑے پر ہی تھا جس کی
وجہ سے وہ سب کے اٹھنے سے پہلے ہی تیار ہو کر آگیا تھا۔۔۔ اب دعا اس
کو کن اکھیوں سے دیکھ رہی تھی

اور اس کے لیے ناشتہ کرنا بھی مشکل ہو گیا تھا۔۔۔ سب لوگ ہی اس
وقت ناشتہ کرنے میں مصروف تھے۔۔۔ جبکہ بشری بیگم پہلے سے
زیادہ کمزور نظر آرہی تھی اتنے دن اپنے بیٹے کو اپنے قریب ناپا کر ان کی
طبیعت پچھلے کچھ دنوں سے خراب تھی۔۔۔ کنزہ ان کا بہت اچھی طرح

خیال رکھ رہی تھی لیکن وہ اس کو اداس دیکھ کر وہ اور زیادہ پریشان رہنے لگی تھی۔۔ انہیں زیان پر بہت زیادہ غصہ بھی تھا اگر اس سے غلطی ہوئی ہیں تو اس کو اس طرح منظر عام سے غائب نہیں ہونا چاہیے تھا

اس کو کوئی نا کوئی فیصلہ کرنا چاہیے تھا۔۔ انوشہ اس وقت زیان کی کرسی پر بڑے حق سے بیٹھی تھی۔۔ اس وقت وہ سب لوگوں کو دیکھ رہی جبکہ ناشتہ کم کر رہی تھی۔۔ اس کے دماغ میں جو اس وقت چل رہا تھا۔۔ اس سے آج پوری شاہ فیملی ٹوٹ سکتی تھی۔۔ اس کے چہرے پر آج ایک شیطانی مسکراہٹ تھی۔۔

ایسی مسکراہٹ جو سب کچھ تباہ کرنے کا ہنر رکھتی ہوں۔۔۔

ابھی سب لوگ ناشتہ ہی کر رہے تھے جب کنزہ ان کو مصروف دیکھ کر اوپر کمرے کی طرف جا رہی تھی۔۔ اس کو جاتا دیکھ کر بشری بیگم نے اسے اپنے پاس بلایا تھا۔۔

ان کی آواز سنتی وہ ایک نظر سب کو دیکھتی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر
ان کے پاس آئی تھی۔۔ اس کے پاس آتے ہی بشری بیگم اس کے ماتھے
پر لب رکھتی اس کو اپنی ساتھ والی کرسی پر بٹھاگی تھی۔۔ اس کے
چہرے کا رنگ پچھلے کچھ دنوں سے زرد پڑ چکا تھا۔۔

ایسے لگ رہا تھا جیسے اس نے زیان کے جانے کے بعد اپنا خیال رکھنا ہی
چھوڑ دیا ہوں۔۔ اس نے کافی بار اٹھنے کی کوشش کی تھی یہ کہہ کر کہ وہ
ناشتہ کر کے آئی ہیں لیکن بشری بیگم نے اسے سختی سے منع کر دیا
تھا۔۔ انوشہ اتنا پیار دیکھ کر اندر تک جل رہی تھی۔۔۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کنزہ کو جان سے مار دیں۔۔۔ بشری
بیگم اور آمنہ بیگم اس کے پھپھو تھی لیکن اس گھر میں آنے کے بعد
ایک دن بھی ان دونوں نے انوشہ کو مخاطب نہیں کیا تھا۔۔ جس کا ذکر

اس نے اپنے باپ کو کیا تھا۔۔ اس کے باپ نے اپنی دونوں بہنوں کو
فون کیا تھا

لیکن کسی نے بھی ان کی کال نہیں اٹھائی تھی۔۔۔

بشری بیگم کے سختی سے منع کرنے پر کنزہ اب چھوٹے چھوٹے نوالے بنا
کر ناشتہ کر رہی تھی۔۔۔ باقی سب لوگ بھی ناشتہ کرنے میں مصروف
تھے۔۔۔ ابھی وہ سب لوگ ناشتہ کرنے میں مصروف تھے جب حور
خوشی سے چلائی تھی

بھائی۔۔۔ وہ زیان کو دیکھتی بھاگتی ہوئی اس کے پاس گئی تھی۔۔۔ جب
کہ آیان جو پہلے ہی دعا کی گھوریوں سے ڈرا بیٹھا تھا اس نے اپنے دل پر
ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ سب نے ہی زیان کی طرف دیکھا تھا سوائے کنزہ نے
۔۔۔ اس کا ذکر سن کر ہی اس کا دل زور سے ڈھڑکنے شروع ہو گیا تھا۔۔۔

زیان کی نظریں اس وقت کنزہ پر تھی۔۔ جبکہ وہ حور کو اپنے گلے سے لگا کر اس کو پیار کر رہا تھا۔۔

اس وقت وہ اپیل گرین شرٹ پہنے اسکے نیچے بلیک پینٹ۔۔ اس کے سیاہ بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے۔۔ اس کی بئیر ڈبڑھی ہوئی تھی ایسا لگ رہا تھا جیسے اس نے کتنے دنوں سے ٹرمنگ نہیں کی ہیں۔۔ اس کے چہرے پر تھکان اور بے چینی واضح دیکھی جاسکتی تھی۔۔ جب اس کی آنکھیں اس وقت سرخ تھی۔ جیسے وہ پچھلے کی دنوں سے سویانا ہوں۔۔۔ اور یہ بات تھی بھی سچ اسے پچھلے پندرہ دنوں میں ایک دن بھی سکون کی نیند نہیں آئی تھی

وہ کل رات ہی پاکستان آگیا تھا۔۔ کل کی پوری رات اس نے اپنے فارم ہاؤس میں سگریٹ پھونک کر گزاری تھی۔۔۔ اور وہ پچھلے پندرہ دنوں سے سگریٹ پی رہا تھا جس کی وجہ سے اس کے ہونٹوں کا گلابی پن ختم ہو

چکا تھا۔۔ وہ اب کلیجی رنگ میں بدل چکے تھے۔۔۔ اس اجرے ہوئے
حلیے میں بھی وہ مغرور شہزادہ بلا کا حسین لگ رہا تھا۔۔ حور کو گلے لگاتے
ہی وہ بشری بیگم کے پاس گیا تھا۔۔ جن کی آنکھوں میں نمی اتنے دنوں
بعد اپنے بیٹے کو دیکھ کر۔۔ کنزہ اس وقت بالکل بشری بیگم کے ساتھ
بیٹھی تھی۔۔۔ بشری بیگم کمزوری کی وجہ سے کھڑی نہیں ہوئی تھی۔۔
زیان نے ایک ہاتھ ڈائینگ ٹیبل پر رکھا تھا جس پر پہلے ہی کنزہ کا ہاتھ پڑا
ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ سے ہی کنزہ کا ہاتھ ٹچ ہوا تھا۔ وہی پر زیان کا دل
زوروں سے ڈھڑکا تھا لیکن اگلے ہی پل اس کی آنکھی اور چہرہ سرخ ہوا
تھا۔۔ کیونکہ کنزہ نے اپنا ہاتھ ہٹالیا تھا

زیان نے بہت بری طرح جبرے بھیجے تھے۔۔۔ وہ بشری بیگم کے
ماتھے پر لب رکھتا ایک نظر کنزہ کو دیکھتا داجی کی طرف بڑھ گیا
تھا۔ انوشہ کی طرف زیان نے ایک نظر نہیں ڈالی تھی جس کی وجہ

سے وہ بھٹی کی مانند سلگ رہی تھی۔۔۔ سب لوگوں کے درمیان گہری
خاموشی تھی

زیان داجی سے ملتا بغیر کسی سے ملیں خاموشی سے اپنے کمرے کی طرف
بڑھ رہا تھا جب عابد علی شاہ نے اس کو روکا تھا۔۔۔ زیان کی یہ حالت
دیکھ کر ان کو جتنی تکلیف ہو رہی تھی۔۔۔ وہ لفظوں میں بیان بھی نہیں
کر سکتا کوئی ان کی پہلی اولاد تھی وہ سب سے زیادہ زیان سے ہی محبت
کرتے تھے

جلدی سے فریش ہو کر نیچے آؤ اور سب کے ساتھ مل کر ناشتہ
کرو۔۔۔ ہم سب تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔ وہ زیان کو اوپر جاتا
دیکھ تھوڑے سخت الفاظ میں بولے تھے۔۔۔ انکی بات پر داجی نے بھی
ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔

جی بابا۔۔۔ وہ ایک نظر کنزہ کو دیکھتا جو شاہد سر جھکا کر بیٹھی تھی۔۔۔ اس
نے اتنے سالوں بعد پہلی بار عابد علی شاہ کو بابلا یا تھا۔۔۔ اس کے منہ
سے بابا سن کر عابد علی شاہ کو زیان پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا وہ اس کے منہ
سے یہ لفظ سننے کے لیے ترس گئے تھے عابد علی شاہ نے اس کو دیکھ کر
ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ
گیا تھا۔۔۔ اب سب ہی ناشتہ چھوڑ کر زیان کا انتظار کر رہے
تھے۔۔۔ جب کہ اس کے جانے کے بعد انوشہ فون کا بہانا کرتی وہاں
سے اٹھ کر دوسری سائیڈ آگئی تھی۔۔۔
اسے زیان کے پاس جانا تھا۔۔۔ جب کہ کسی کو بھی پتا نہیں تھا کہ وہ
زیان کے پاس جا رہی ہیں۔۔۔ تقریباً دس منٹ انتظار کرنے کے بعد
وقاص علی شاہ اپنی گھمبیر آواز میں بولیں تھے۔۔۔

کنزہ بیٹا جاؤں زیان کو بلا کر لاؤں۔ کنزہ جو سر جھکا کر یہ سوچنے کی پلاننگ کر رہی تھی کہ وہ کس طرح یہاں سے اٹھے وقاص علی شاہ کی بات سن کر اس نے ناں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

جاؤں بیٹا وہ شوہر ہیں تمہارا۔۔۔ اس کا ناں میں سر ہلاتا دیکھ عابد علی شاہ نرمی سے بولیں تھے۔ ان کی بات سن کر بشری بیگم نے اس کو آنکھوں کے اشارے سے جانے کا کہا تھا۔۔۔ وہ سب ہی زیان کی بے چین نظریں کنزہ پر محسوس کر چکے تھے۔۔۔ اس لیے وہ سب اس کا جانے کا کہہ رہیں تھے۔ سب کو اپنی طرف دیکھتا پا کر کنزہ کو مجبوراً جانا پڑا تھا۔۔۔

وہ اب چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اوپر سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔۔۔ زیان جو اس وقت شاور کے نیچے کھڑا اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کو ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کی آنکھوں سے آگ

نکل رہی ہیں۔۔ جب کہ انوشہ کب سے بیڈ پر بیٹھی اس کے باہر آنے کا انتظار کر رہی تھی۔۔ اگلے ہی پل وہ گرے شلوار پہنے اس پر بلیک سینڈو پہنے باہر نکلا تھا۔۔ اس کے بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا۔ اس کا چوڑا سینہ اس بلیک سینڈو میں اور بھی زیادہ لکش لگ رہا تھا۔۔ اس کو دیکھتے ہی انوشہ کی آنکھیں خمار آلودہ ہوئی تھی۔۔

انوشہ کو اپنی طرف دیکھتا پا کر اس نے اپنے جبرے بری طرح بھنچے تھے۔۔ وہ صوفے پر پڑی اپنی وائٹ اجرک اپنے اوپر دے گیا تھا۔۔ انوشہ جو اس کو دیوانوں کی طرح دیکھ رہی تھی اچھی خاصی بدمزہ ہوتی اس کی طرف قدم بڑھاگی تھی۔۔

کنزہ جو زیان کے کمرے کے دروازے کے پاس ہی کھڑی تھی سامنے کا نظارہ دیکھ کر اس کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا تھا اس کی آنکھوں سے

آنسو بہنا شروع ہو گے تھے۔ اپنا سراس کو چکراتا ہوا محسوس ہو رہا تھا
۔۔۔ وہ جلدی سے دروازے کو تھام گئی تھی۔۔۔

ہم سے کیسی پردہ داری میری جان۔۔ ہم تو آپ پر حق رکھتے ہیں
۔۔ انوشہ زیان کے سینے پر ہاتھ رکھتی پیار سے بولی تھی۔۔ انوشہ کی
کنزہ کی طرف کمر تھی۔۔ اور زیان فل حال اپنے چہرے پر غمض و
غضب کی سرخی لیے انوشہ کو گھور رہا تھا۔۔ ابھی زیان کچھ بولتا جب
اس کی نظر کنزہ پر پڑی تھی۔۔ وہ اپنا سانس تک روک گیا تھا اس کو اس
طرح دیکھ کر۔۔ زیان کی نظریں باہر محسوس کر کے انوشہ نے
دروازے کی سمت دیکھا تھا کنزہ کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں غصہ آیا تھا
تم یہاں پر کیا کر رہی ہوں۔۔ مانا کہ تم بھی زیان کی بیوی ہوں لیکن
پرائیویسی نام کی بھی کوئی چیز ہوتی ہیں۔۔ اتنا ہی۔۔ ابھی انوشہ کچھ اور
بولتی کنزہ کو جب زیان ہاتھ اٹھا تھا اور وہ صرف ہوا میں ہی رک گیا

تھا۔ اس کے ضمیر نے یہ گوارا نہیں کیا تھا کہ وہ ایک عورت پر ہاتھ اٹھا
زیان اپنے ہاتھ کی مٹھی بند کرتا جس کی آواز بخوبی سنائی دی
تھی۔۔۔ اس کی مٹھی بھینچنے اور چہرے پر غنیمت و غضب کی سرخی دیکھ
کر انوشہ آنکھیں جھکا گئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں سرخی دیکھ کر وہ ڈر
گئی تھی۔۔۔ زیان نے کنزہ کو دیکھا تھا جو اپنے بہتے آنسو بڑی بے دردی
سے صاف کر گئی تھی۔۔۔ اس کی آنکھیں اس وقت متوزم گلابی ہو رہی
تھی۔ اس کا چہرہ اہانت کی وجہ سے سرخ ہو گیا تھا۔۔۔ اس نے ایک
سے دوسری نظر زیان پر نہیں ڈالی تھی۔

پہلی بات مجھے نہیں پتا تھا آپ یہاں ہیں اور دوسری بات نیچے سب ان
کو بلارہے ہیں اور آخری واہم بات اگر آپ کو اتنی ہی پرائیویسی کا خیال
ہیں تو دروازہ بند کرنا چاہیے تھا۔۔۔ ویسے بھی میں روم کے اندر داخل
نہیں

ہوئی تھی۔۔ ابھی میں اجازت لے رہی تھی اندر آنے کے لیے
۔۔۔ کنزہ اپنے آنسو صاف کرتی ایک ایک لفظ چبا کر بولی تھی۔۔ اس کی
آواز بہت زیادہ بھاری ہو رہی تھی۔۔ شاہد رونے کی وجہ سے۔۔ وہ اپنی
بات مکمل کرتی جلدی سے وہاں سے چلی گئی تھی۔۔۔

دفعہ ہو جاؤں تم بھی یہاں سے۔۔ زیان کنزہ کے جاتے ہی اتنی زور
سے ڈھاڑا تھا کہ کہ انوشہ کو اپنے کان کے پردے پھٹتے ہوئے محسوس ہو
رہے تھے۔۔ اس وقت زیان کو دیکھ کر انوشہ کو اس سے ڈر لگ رہا تھا
وہ جلدی سے کمرے سے باہر کی طرف بھاگی تھی۔۔ جب کہ زیان نے
پیچھے سے اپنا کمرہ تھس تھس کر دیا تھا

بیڈ کی چادر اور کشنز زمین پر سلامی پیش کر رہے تھے۔۔ پورے کمرے
میں رکھے ہوئے اس اس وقت کالج کی صورت میں زمین پر بکھرے

پڑے تھے۔۔ اس نے ڈریسنگ مرر پہ ہاتھ مارا تھا جس کی وجہ سے وہاں
پر پڑے مہنگے پرفیوم زمین پر ٹوٹ گئے تھے

ان سے اٹھتی خوشبو پورے کمرے میں پھیلی ہوئی تھی۔۔ زیان ایک
نظر اپنے کمرے کو دیکھتا ان کانچ پر سے گزرتا دروازہ بند ڈھاڑ سے بند
کر تابید کی سائیڈ ٹیبل سے سگریٹ نکالتا پھر سے ان کانچ پر سے گزرتا
سامنے صوفے پر جا بیٹھا تھا

اس وقت اس کے پاؤں میں کانچ چھبے ہوئے تھے۔۔ پورے کمرے
میں اندھیرا تھا۔۔ اس کے پاؤں سے خون رس رہا تھا۔۔ اس نے
لائٹر سے سگریٹ جلا کر اپنے لبوں میں دبایا تھا۔۔ وہ اب اپنی سرخ اور
جلتی آنکھیں بند کیے سگریٹ پی رہا تھا۔۔

جب کہ ایک ہاتھ سے اس نے اپنے پاؤں سے کانچ نکالے
تھے۔۔۔ اس وقت وہ جس کیفیت میں تھا وہ بیان نہیں کر پارہا تھا

-- اس کی حالت اس وقت ناہی زندوں میں تھی ناہی مردوں میں
-- اس کا دم اندر سے گھٹ رہا تھا۔ وہ سگریٹ اپنی انگلیوں میں مسلتا
اپنے سینڈو بھی اتار گیا تھا۔ اس وقت وہ بند کمرے میں چلا اور چیخ رہا
تھا۔ اس وقت اس کمرے اور اس میں بیٹھے وجود سے وحشت ہو رہی
تھی۔ اسکی آوازیں باہر نہیں جا رہی تھی۔۔۔

اس وقت اس کو دیکھ کر کوئی بھی انسان خوف کھا جائے۔ اس کی سبز
آنکھیں لہو ٹپک رہی تھی۔۔۔ اس کی زندگی اتنی زیادہ پیچیدہ یوں میں
کیوں تھی۔ وہ بہت زیادہ چیخ رہا تھا۔ اپنے بالوں کو اپنی ہاتھوں میں
جکڑے وہ سر کو گرائے بہت زیادہ پریشان ہو رہا تھا

اگلے ہی پل زیاں کھڑا ہوتا اپنے ہاتھ میں موجود لائٹر پھینکتا و اشروم کی
طرف بڑھا تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اسے آج یہ سب کچھ ختم
کرنا ہیں اور اس کے لیے اس کو کوئی نا کوئی فیصلہ کرنا ہوگا

لیکن اسے پتا نہیں تھا کہ آج کا دن اس کی زندگی کا سب سے بڑا دن
ثابت ہونے والا ہے۔۔۔ وہ آج کے دن رب کا سب سے انمول تحفہ
کھونے والا ہے۔۔۔ اس کے بعد شاہ حویلی میں کیا کیا ہو گا وہ سوچ بھی
نہیں سکتا تھا۔۔۔

زیان اس وقت وائٹ شلوار قمیض پہنے اپنی جلتی آنکھوں کو مسلتا باہر
سکلاتا تھا۔ اس نے ایک نظر اپنے کمرے کو دیکھا تھا اگلے ہی پل اس
نے کسی کو کال ملائی تھی جسے ناجانے وہ کیا کہہ کر کال ملائی تھی۔
تھوڑی دیر میں دو سے تین ملازم اس وقت زیان کے کمرے کی صفائی
کر رہے تھے۔ جبکہ زیان اس وقت اچھے سے تیاری کرتا نیچے کی طرف
بڑھ گیا تھا۔۔۔ وہ اس وقت شلوار قمیض کے اوپر بلیک اجرک لیے وہ
بلا کا حسین لگ رہا تھا آج اتوار تھا جس کی وجہ سے سب لوگ ہی شاہ

حویلی میں موجود تھے۔۔۔ اس وقت سب لوگ لاؤنچ میں بیٹھے کسی نا
کسی بات ہر خوش ہو رہے تھے

انوشہ بھی ساتھ موجود تھی۔۔ جبکہ کنزہ اس وقت کچن میں تھی زیان
کی انتظار سب نے کی تھی لیکن وقاص علی شاہ نے سب کو جلدی ناشتہ
کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس لیے اب ناشتہ کرنے کے بعد وہ سب لوگ
ہی ایک دوسرے کے ساتھ خوش گپوں میں مصروف تھے۔۔

زیان کو آتا دیکھ کا یان جلدی سے کھڑا ہوتا اپنے ساتھ والے صوفے پر
بٹھا گیا تھا۔۔ یہ اس کو پتا تھا کہ وہ زیان کو اس حالت میں دیکھ کر اس
کے دل پر کیا بیت رہی ہوگی۔۔ ضارب اور آیان اس وقت ساتھ بیٹھے
تھے۔۔ فجر اور دعادونوں ساتھ بیٹھی تھی۔۔ آمنہ بیگم بشری بیگم اور
مہرین بیگم اس وقت بڑے صوفے پر موجود تھی۔۔ جب کہ عابد علی
شاہ زاہد اور نعمان علی شاہ اس وقت ایک ساتھ بیٹھے تھے۔۔ وقاص

علی شاہ کا بیان اور زیان ایک جگہ پر بیٹھے تھے۔۔۔ حورا کیلی بیٹھی اپنے
ناخن چبار ہی تھی

اس پر کسی کی نظر نہیں پڑی تھی۔۔۔ اس لیے وہ سکون سے بیٹھی تھی
اپنا کام کر رہی تھی۔۔۔ سب لوگ ہی اس وقت زیان سے بات کر
رہے تھے۔۔۔ اس کی سرخ آنکھوں کو دیکھ کر سب کو اس سے وحشت
محسوس ہو رہی تھی

میں نے ایک فیصلہ کیا ہے کہ میں انوشہ کو آج اور اسی وقت طلاق
دونگا۔۔۔ سب کو خاموش ہوتا دیکھ زیان سرد بر فیلے لہجے میں بولا تھا
۔۔۔ اس کی الفاظ میں کوئی بھی جذبات شامل نہیں تھے۔۔۔ اس کے
چہرے بھی اس وقت ہر جذبے سے خالی تھا

جب کہ سب کو ایسا لگا تھا کہ زیان نے ان کے سر پر بم پھوڑا تھا۔ کنزہ
جو سب کے لیے اب چائے بنوا کر لا رہی تھی اس کے قدم زیان کی بات

پر رکیں تھے اور اس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔ طلاق حلال کاموں میں
سے اللہ تعالیٰ کا سب سے ناپسندیدہ کام ہیں

اس لیے وہ نہیں چاہتی تھی کہ زیان طلاق دیں انوشہ کو۔۔ وہ خود بھی
زیان سے دور نہیں ہونے والی تھی۔۔ بس اس کو شئیر کرنے کی عادت
نہیں تھی۔۔ ایک دم سچ سامنے آنے پر اس کو سمجھ نہیں آیا تھا کہ وہ کیا
کریں اس لیے اس نے کچھ وقت کے لیے

خود کو زیان سے دور کر لیا تھا تا کہ وہ اچھے سے سوچ سکیں اور خود کو تیار
کر لیں زیان کو شئیرنگ کے لیے۔۔ لیکن وہ نہیں چاہتی تھی کہ انوشہ
کی طلاق ہوں۔۔۔ زیان کی بات سن کر انوشہ کھڑی ہوئی تھی۔۔ اس
سے پہلے انوشہ اسے دھمکی دیتی زیان کھڑا ہوا تھا

کوئی بکو اس نا کرنا یہ نا سمجھنا میں نے تم سے اس لیے نکاح کیا تھا کیونکہ
اس رات میں نشے میں تھا اور تمہارے بقول میں نے تمہارے ساتھ اس

رات کچھ کیا تھا!!!!!! میں سید زیان علی شاہ ہوں مجھ پہ نشہ اثر تو کرتا ہیں
!!! لیکن مجھے اپنے قابو میں نہس کر سکتا کوئی نشہ

اس رات میں بے ہوش ہو گیا تھا جس کی وجہ سے اس کے پاس میری
کچھ ایسی تصویر تھی جس کو دیکھتے وقت مجھے خود شرم آرہی تھی اور یہ
میرے ساتھ برہنہ حالت میں پڑی تھی۔۔۔ مجھے شرم آرہی ہیں کہ تم
ایک سید زادی ہوں۔۔۔

زیان انوشہ کے پاس جاتا ایک ایک لفظ پر زور دیتا حلق کے بل ڈھاڑا تھا
۔۔۔ سب لوگوں کو وہ اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ اب اس کی طرف اپنا چہرہ
موڑتا ان کو وجہ بتا رہا تھا جس کی وجہ سے اس نے یہ نکاح کیا تھا۔۔۔

اس رات اس نے زیان کی بے ہوشی کا فائدہ اٹھا کر اس نے اس کے
ساتھ ایسی تصویریں اور ویڈیوز بنائی تھی۔۔۔ جو اس کی اتنے سالوں کی
عزت کو پل میں خاک کر دیں گی۔۔۔ اس وجہ سے اس کو ڈر تھا اور

کچھ نہیں تھا۔۔۔ زیان نے لندن پہنچتے ہی ہیکرز کی مدد سے انوشہ اور اس کے بھائی کے موبائل اور لیپ ٹاپ کو ہیک کروا کر وہ فوٹو اور ویڈیوز ڈیلیٹ کی تھی۔۔۔ اب اس کو کسی بات کا ڈر بھی نہیں تھا۔۔

مجھے شرم آرہی ہیں یہ کہتے ہوئے کہ تم میرے بھائی کا خون ہوں۔۔۔ آمنہ بیگم زیان کی بات سنتی انوشہ کی طرف دیکھتی نفرت سے بولی تھی

میں سید زیان علی شاہ اپنے پورے حوش و حواس میں۔۔۔۔ ابھی زیان اپنی بات مکمل کرتا جب انوشہ چلائی تھی۔۔ اس کی بات سن کر سب پر سکتا طاری ہوا تھا اور سب نے بیک وقت کنزہ کو دیکھا تھا

کنزہ تمہارے چاچو ظہور علی شاہ کی بیٹی ہیں اس نے تم سے دھوکے سے
نکاح کیا ہیں تاکہ اپنے باپ کا بدلہ پورا کر سکیں۔۔ اس سے پہلے زیان
انوشہ کو طلاق دیتا انوشہ جلدی سے بولی تھی۔۔ اس کی بات پر زیان
نے اپنی جبرے بری طرح بھینچے تھے۔۔ اس نے اور باقی سب نے
آنکھوں میں بے یقینی لے کر

جب کہ کنزہ کا بھی یہی حال تھا اس کو یقین نہیں رہا تھا کہ یہ اس کی اپنی
فیمیلی ہیں۔۔ اس کے بابا اس کو اکثر بتایا کرتے تھے اپنی فیمیلی کے بارے
میں۔۔ اس کو ملنے کی بڑی تمنا رہتی تھی لیکن اس طرح وہ ملیں گی ان
سب سے یقین نہیں آ رہا تھا

زیان اپنا سینہ مسلتا اپنے اوپری بٹن کھول گیا تھا۔۔ اس کا دم گھٹ رہا
تھا اس کو یقین نہیں آ رہا تھا۔۔ جس انسان سے وہ سب سے زیادہ
نفرت کرتا تھا اس انسان نے بیٹی سے ہی وہ شادی کریں گا۔۔ جب کہ

کایان پریشانی سے اپنی کنپٹی مسل رہا تھا۔ اس کو بتادینا چاہیے تھا زیاں کو

اب جو کچھ ہو گا اس کا ذمے دار کایان کہیں نا کہیں خود کو سمجھ رہا تھا۔۔۔ جب کہ فجر حور دعا اور باقی سب بڑے بھی حیرت اور بے یقینی سے دیکھ رہے تھے۔۔۔ مہرین بیگم کے تو خوشی سے آنسو نکل آئے تھے۔۔۔ انہیں کنزہ سے مل کر ایک الگ ہی فیلنگ آتی تھی

اور آتی بھی کیوں نا ان کا اپنا خون تھا۔ اس کی آنکھیں ظہور علی شاہ پر ہی گئی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے وہ مکمل طور پر ان کی کاپی تھی۔۔۔ وقاص علی شاہ کی حالت بھی سب کی جیسی تھی۔۔۔ ایک ان دل کر رہا تھا کہ اپنے چھوٹے بیٹے کی اولاد کو گلے لگالیں لیکن ظہور علی شاہ کی غلطیاں یاد کر کے انہوں نے خود پر قابو پایا ہوا تھا۔۔۔

اس نے اس لیے زیان سے شادی کی تھی۔ تاکہ اپنے باپ کا بدلہ لیں
سکیں کہ ایک تو ان کو جائیداد سے بے دخل کیا گیا اور دوسرا ان کو اس
گھر سے نکالا گیا

انوشہ سب کو خاموش دیکھتی ایک بار پھر بولی تھی۔ اس کی بات سن کر
کنزہ نے روتے ہوئے ناں میں سر ہلایا تھا۔۔۔ اس کی بات سن کر وقاص
علی شاہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا تھا۔۔۔ زیان ابھی تک نظریں جھکا کر
خاموش کھڑا تھا۔۔۔ اس کی خاموشی کسی طوفان کی آمد کا بتا رہی تھی
آپ جھوٹ بول رہی ہیں مجھے تو پتا بھی نہیں کہ یہ میری فیملی ہیں
۔۔۔ آپ مجھ پر اتنا بڑا الزام کیسے لگا سکتی ہیں۔۔۔ انوشہ کی بات سن کر
کنزہ وقاص علی شاہ کا ہاتھ تھامتے ان کو یقین دلوا رہی تھی۔۔۔ اس کی
بات سن کر زیان نے اپنے جبرے بری طرح بھینچے تھے۔۔۔

وقاص علی شاہ اپنا ہاتھ چھڑوا گیا تھا۔۔۔ ان کے ہاتھ چھڑوانے پر کنزہ نے بے یقین نگاہوں سے انہیں دیکھا تھا۔۔۔ اگلے ہی پل وہ پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی۔۔۔ وقاص علی شاہ کا چہرہ دیکھ کر کسی میں ہمت نہیں تھی کہ وہ کنزہ کو کوئی دلا سہ دے سکیں

کنزہ اپنے باپ کے لمس کے لیے ترس گئی تھی۔۔۔ آج اسے اپنے دادا جی کے لمس میں اپنے باپ کا سایہ نظر آیا تھا۔۔۔ اس کا دل کر رہا تھا وہ اسے ایک بار گلے لگالیں اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیں جیسے اس کے بابا دیا کرتے تھے۔۔۔ آیان کا یان اور ضارب بس بے بسی سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔

پہلی بات ناہی ہم تمہاری فیملی ہیں اور دوسری اور آخری بات ہیں اگر تمہارے ذہن میں جو کچھ بھی غلط فہمی ہیں ہم تمہیں اور تمہارے باپ کو اپنائے گے تو یہ بھول جاو۔۔۔ وقاص علی شاہ کنزہ کو روتے دیکھ خود پر

قابو پاتے آج سے چھبیس سال کا منظر اپنی آنکھوں کے سامنے یاد کرتے
جب ظہور علی شاہ انہیں

چھوڑ کر گئے تھے یہ بھی جانتے ہوئے ان کے بغیر اس کے ماں باپ
ایک پل نہیں رہ سکتے۔۔۔

کیا قصور ہیں میرے باپ کا جو آپ نے ابھی تک اسے معاف نہیں
کیا۔۔۔ کنزہ ان کے سامنے ہاتھ جوڑتی وجہ پوچھ رہی تھی۔۔۔ ایس بھی
کیا غلطی ہوئی تھی جو اس کے باپ کے مرنے کے بعد بھی ان لوگوں
نے

انہیں معاف نہیں کیا تھا۔۔۔ اس کی بات پر وقاص علی شاہ استھزائیہ
مسکرائے تھے۔۔۔

کیا نہیں کیا تمہارے باپ نے۔۔۔ ایک عورت کے پیچے اس نے اپنے
ماں باپ کو چھوڑ دیا۔۔۔ ایک ایسی عورت جس کی ماں ایک طوائف
تھی۔۔۔

وقاص علی شاہ کنزہ کی طرف دیکھتے غراے تھے۔۔۔ ان کی بات پر
زیان نے اپنی آنکھیں زور سے مینچی تھی۔۔۔
جس کی ماں طوائف ہوں آگے بیٹی بھی ایسی ہی ہوگی اور پھنسا لیا نکل کو
اور سب سے بڑی تمہاری تربیت بھی اسی عورت نے کی ہیں۔۔۔ تم نے
بھی پھنسا لیا زیان کو۔۔۔ وقاص علی شاہ ابھی خاموش ہی ہوئے تھے
جب انوشہ نفرت سے پھنکاری تھی۔۔۔ جب کہ زیان کا چہرہ اس
وقت لہو چھلک رہا تھا۔ اس کے دماغ کی نیلی رگیں واضح دکھائی دے
رہی تھی۔۔۔ اس نے اپنے جبرے بری طرح بھیجنے ہوئے
تھے۔۔۔ جبکہ اس کی آنکھیں ابھی تک بند تھی۔۔۔

ناہی میری ماں طوائف تھی اور ناہی انہوں نے میرے بابا کو پھنسا یا
۔۔۔ رہی بات میری تو زیان نے مجھ سے اپنی محبت کا اظہار کیا تھا نا کہ
مینے اور آپ ہوتی کون ہیں درمیان میں بولنے والی۔ انوشہ کی بات سن
کر کنزہ چیخی تھی۔۔۔۔

بیوی ہیں وہ زیان کی جس طرح تم ہوں۔۔۔ وقاص علی شاہ اس کے
چیخنے پر اونچی آواز میں غرائے تھے۔۔۔ جب کہ کنزہ نے زیان کی
طرف دیکھا تھا جواب کسی غیر مرہ نقطے کو گھور رہا تھا۔۔۔ اس کو کچھ بھی
بولتے نادیکھ کر کنزہ نے بے بسی سے اپنی آنکھیں میچی تھی۔۔۔ مطلب
اسے یہ لڑائی خود لڑنی تھی میرے بابا کی اتنی بھی بڑی غلطی نہیں تھی
کہ ان کو معاف نہ کیا جاسکتا۔۔۔ اگر آپ تھوڑا سادہ بڑا کرتے تو آپ ان
کو معاف کر سکتے تھے۔۔۔ رہی بات پسند کی شادی کی تو وہ کوئی گناہ نہیں
ہیں آپ کے پوتوں اور نواسے نے بھی تو اپنی پسند کی شادی ہیں۔۔۔

کنزہ وقاص علی شاہ کی طرف دیکھتی ایک ایک لفظ پر زور دیتی ہوئی بولی تھی۔۔ اس کی بات پر وقاص علی شاہ نے اپنی جبرے بری طرح بھیجے تھے۔۔۔

میرے پوتوں اور نواسوں سے تم اپنے باپ کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔۔ انہوں نے بے شک اپنی پسند کی شادی کی لیکن تمہارے باپ کی طرح کسی طوائف کی بیٹی سے شادی نہیں کی۔۔ وقاص علی شاہ اپنے پوتوں کا مقابلہ ہوتا دیکھ کر اونچی آواز میں غراے تھے اس عمر میں بھی ان کا غصہ اور آواز جوانی کی طرح ہی مضبوط تھی۔۔۔

ان کا بھی دل کر رہا تھا معاف کر دیں اور ایک بار اپنے چھوٹے بیٹے کی اولاد کو گلے سے لگالیں لیکن ان کی انا اور غصہ آڑیں آرہا تھا۔۔۔ جب کہ آنسوؤں سے کنزہ کا چہرہ تر ہو چکا تھا رورو کر اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔۔۔

وہ بھی انہی کا ہی خون تھا چپ کہاں رہنے والا تھا۔۔ اور ہمیشہ لڑکیاں
ہی کیوں چپ کریں جب ان کی فیملی پر بات آئیں انہیں یہ کہہ کر چپ
کر وادیا جاتا تھا تم لڑکیاں ہوں۔۔۔ لیکن جب بھی باپ پر بات آتی ہیں
تویسٹیاں ہی پہلے کھڑی ہوتی ہیں

میری ماں ایک بہت نیک عورت تھی۔۔۔ آپ کی جھوٹی انا اور غرور
اس وقت بھی تھا جب میرے بابا نے شادی کی تھی۔۔ کہ ہم اپنے
خاندان سے باہر کی لڑکیوں کو لائے اور خاص کر آپ کے بقول ایک
طوائف کی بیٹی۔۔۔ میرے بابا نے اپنے آخری وقت میں صرف یہ کہا
تھا میرے بابا کو بولیے گا مجھے معاف کر دیں

لیکن میں نہیں جانتی تھی کہ آپ اتنے بے حس اور۔۔ ابھی کنزہ آگے
بھی کچھ بولتی جب زیان اس کے پاس آتا کندھے سے پکڑ کر اس کا چہرہ

اپنی طرف کرتا ایک زور سے تھپڑ مارتا اس کو خاموش کروا گیا تھا

-- اس کے تھپڑ مارنے پر حور کی چیخ بلند ہوئی تھی

کنزہ اوندھے منہ نیچے گری تھی۔ اس کے گرنے کی وجہ سے اس کا [

ڈوپٹہ اس کے گھٹنوں کے نیچے آتا سر سے اتر گیا تھا۔۔۔ اس نے چہرہ

اٹھا کر زیان کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ جس کا چہرہ لہو چھلکتا مقابل کو خوف

زدہ کر گیا تھا۔۔۔ اس کی آنکھیں اس وقت سرخ ہو رہی

تھی۔۔۔ دماغ کی نیلی رگیں واضح دکھائی دے رہی تھی

انوشہ اپنا نچلے لب دباتی اپنی مسکراہٹ روک گی تھی۔۔۔

جب کہ سب لوگوں کو ہی اس وقت زیان سے خوف محسوس ہو رہا تھا

۔۔ بشری بیگم نے اس کو دیکھتے ناں میں سر ہلایا تھا۔۔۔ وہ شاہد اکنور بھی

کر دیتا اس بات کو کنزہ ظہور علی شاہ کی بیٹی ہیں لیکن اس نے جو داجی سے

زبان درازی کی تھی وہ یہ کبھی بھی معاف نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ زیان جو

کب سے خود پر کنٹرول رکھیں ہوئے تھے۔۔۔ آخر ہی اس کا صبر جواب دے گیا تھا۔۔

یہاں پر سب لوگ ہی خاموشی سے کھڑے ہیں کسی نے بھی اف تک نہیں کی اپنی زبان سے کیونکہ داجی بول رہے ہیں وہ سب کچھ سمجھا لیں لیکن نہیں کنزہ ظہور علی شاہ کو بولنا تھا۔۔۔ اس کو زبان درازی کرنی تھی۔۔۔

زیان گٹھنے کے بل جھکتا کنزہ کو بازو سے پکڑ کر کھڑا کرتا حلق کے بل غرایا تھا۔ آج پہلی بار اس کے منہ سے اپنا نام سن کنزہ تلخی سے مسکرائی تھی۔۔۔ اور وہ بھی زیان نے اپنا نام نہیں لگایا تھا۔۔۔ اس کے نام کے ساتھ۔۔۔ وہ بولنا چاہ رہی تھی۔۔۔ لیکن اس کی آواز کہی حلق میں ہی دم ٹوڑ گئی تھی

اب بات کرتے ہیں تمہاری ماں کی توں وہ کتنی نیک عورت تھی یہ
سب کو ہی نظر آ رہا ہیں۔۔۔۔ ہمارا خون کبھی اتنا بد تمیز نہیں ہو سکتا
۔۔۔ مجھے تو شک ہو رہا ہیں تم سید ظہور علی شاہ کی بیٹی بھی ہو یا۔۔ زیان
اپنی بات مکمل کرتا جب کنزہ غرائی تھی

بس پلیز۔۔ ایک لفظ اور نہیں۔۔۔ آپ سب کو نہیں یقین تو نا کریں
۔۔۔ لیکن خدا کے لیے میرے مرحوم والدین کو کچھ نا کہیں۔۔ آپ
سب یہی چاہتیں ہیں کہ میں چلی جاؤں یہاں سے میں چلی جاتی ہوں اور
کبھی پیچھے مڑ کر دیکھوں گی بھی نہیں لیکن میرے والدین کو کچھ نا کہیں
کنزہ زیان کی بات سنتی اپنی گرے آنکھوں میں نفرت کا ایک جہاں
لیتی اس کو دیکھتی اپنا چہرہ موڑتی وقاص علی شاہ کے سامنے ہاتھ جوڑ کر
گڑ گڑا رہی تھی ایک پل لگتا ہمیں اس شخص سے نفرت ہونے میں جس
سے ہمیں سب سے زیادہ محبت ہوں

اس کے ماں باپ کے مرنے کے بعد وہ واحد انسان تھا جس سے کنزہ کو اپنائیت محسوس ہوئی تھی۔۔۔ اس کا کوئی اپنا تھا۔۔ جس سے وہ اپنی ہر بات شکر کر سکتی تھی۔۔۔ آج اسی اپنے نے اسے ناجائز کہہ دیا تھا۔۔۔ کنزہ کو اپنا دل پھٹتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔ وہ سب کو خاموش دیکھتی جلدی سے اوپر کی طرف بھاگی تھی۔۔۔ جب کہ وقاص علی شاہ نے یہ سنتے ہی کہ ان کا بیٹا اس دنیا میں نہیں رہا اب وہ کبھی بھی ان کو نہیں دیکھ پائے گے انہوں نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ ان کی حالت دیکھتے زیان جلدی سے ان کے پاس جاتا۔۔۔ ان کو سمجھاتا صوفے پہ بٹھا گیا تھا۔۔۔ جب کہ فجر نے جلدی سے پانی زیان کے ہاتھ میں تھامایا تھا۔۔۔ کا یان ابھی تک اپنی جگہ پر وہی سٹل تھا۔۔۔ اس کو یقین نہیں آ رہا تھا جس بات سے وہ ڈرتا تھا وہی ہو گیا ہیں۔۔۔ پانی پیتے ہی وقاص علی کچھ ٹھیک ہوئے تھے۔۔۔

جب کہ حوران کی میڈیسن لے کر آئی تھی۔۔۔ جو زیان نے انہیں
اپنے ہاتھوں سے کھلائی تھی۔۔۔ ابھی زیان داجی کے پاس بیٹھا ان کا
ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے چوم رہا تھا۔۔۔ جب زیان کے علاوہ سب کی
نظر کنزہ پڑیں۔۔۔

جو اپنا عبا یا پہن کر نیچے آئی تھی۔۔۔ اس کی گرے آنکھیں اس وقت
سرخ ہو رہی تھی رونے کی وجہ۔۔۔

اللہ حافظ۔۔۔ وہ زیان کے پاس آتی اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتی اس کا
پینڈٹ اور انگوٹھی اسے دیتی سب کو بولتی باہر کی طرف بڑھ گئی تھی
اس نے ایک بار بھی مڑ کر نہیں دیکھا تھا پیچھے اور کسی میں اتنی ہمت
نہت نہیں تھی کہ اسے روک لیں۔۔۔ زیان کا دل بڑی تیزی سے
ڈھڑک رہا تھا۔ اس کا دل اسے کہہ رہا تھا کہ روک لیں اسے اگر وہ چلی
گی اس نے مڑ کر نہیں آنا لیکن اس کی انادر میان آرہی تھی کہ

وہ ہی کیوں جھکے وہ بھی تو اپنا گھر بچا سکتی تھی۔۔۔ جب اسے کوئی پرواہ
نہیں تھی تو وہ کیوں روکیں اسے۔۔ وہ اس کے دروازہ پار کرتے ہی وہ
گہری سانس بھرتا داجی کی طرف اپنا دھیان متوجہ کر گیا تھا
۔۔۔۔۔ جب کہ بشری بیگم نے بے بسی سے زیان کو دیکھا تھا جو غصے
میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھودیتا تھا۔۔۔ اسے نہیں پتا تھا کہ وہ اپنا
کتنا بڑا نقصان کر کے بیٹھا ہیں۔۔ جبکہ کایان ایک نظر سب کو دیکھتا بغیر
ہی زیان کی طرف دیکھے اوپر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ اس کا خود کو نا
دیکھنا زیان نے بخوبی نوٹ کیا تھا۔۔۔

جب کہ وقاص علی شاہ ابھی تک اس راستے کو دیکھ رہے
تھے۔۔۔ جہاں سے کنزہ گزری تھی آج سے چھبیس سال پہلے ایسے ہی
ظہور علی شاہ ان کو چھوڑ کر گئے تھے۔۔۔۔۔ ابھی کوئی کچھ بولتا جب حور
چینی تھی۔۔

فجر آپی۔۔۔۔۔ حور کے چہنچہنے پر سب کا دھیان فجر پر گیا تھا۔۔۔۔۔ جو
صوفے پر بے ہوش پر پڑی تھی۔۔۔۔۔ فجر کو بے ہوش دیکھ کر ضارب
جلدی سے بھاگتا ہوا فجر کو اپنی باہوں میں اٹھاتا اوپر کی طرف گیا تھا
۔۔۔۔۔ جب کہ آیان نے جلدی سے ڈاکٹر کو کال کی تھی۔۔۔۔۔
اس کے کمرے میں جاتے ہی سب لوگ ان کے پیچھے گئے تھے سوائے
زیان اور داجی کے زیان داجی کو لے کر ان کے کمرے کی طرف بڑھ گیا
تھا۔۔۔۔۔ باقی سب لوگ اس وقت ضارب کے کمرے کے باہر کھڑے
تھے۔۔۔۔۔ سب مرد حضرات باہر تھے جبکہ سب عورتیں اس وقت
اندر تھیں۔۔۔۔۔ ضارب فجر کا ہاتھ تھا مے اپنے لبوں سے لگائے اسے
دیکھ رہا تھا جب کہ اس کی حالت دیکھ کر سب اس کو دلا سہ دے رہے
تھے۔۔۔۔۔ اس کو بے ہوش دیکھ کر ضارب کی جان نکل رہی تھی

کچھ ہی دیر میں سب لوگ باہر تھے۔۔۔ جب کہ ڈاکٹر اس وقت فجر کا
چیک اپ کر رہی تھی۔۔۔ کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر اس کا چیک اپ کرتی باہر
آئی تھی۔۔۔ انہوں فجر کو انجیکشن دیا تھا جس سے وہ کچھ ہی دیر میں
اسے ہوش آجائے گا

بہت بہت مبارک ہوں مسٹر شاہ آپ کے گھر میں چھوٹا سا مہمان
آنے والا ہیں۔۔۔ پیلنے آپ کی وائف کو انجیکشن دے دیا ہیں جس
سے انہیں کچھ ہی دیر میں ہوش آجائے گا اور وہ بہت کمزور ہیں اس لیے
آپ کو ان کا پر اپر خیال رکھنا ہوگا

اس بات کا خاص خیال رہے انہیں کسی قسم کی کوئی ٹینشن ناہوں
۔۔۔ ڈاکٹر ضارب کو مبارک باد دیتی اس کو ہدایت دیتی باہر کی طرف
بڑھ گئی تھی۔۔۔ جب کہ ضارب خوشی سے اپنے باپ کے گلے لگا
تھا۔۔۔

بابا آپ دادا بننے والے ہیں اور میں بابا۔۔ میری چھوٹی سی بیٹی آئے گی
اس دنیا میں۔۔۔ بابا میں کتنا خوش ہو میں آپ کو بتا نہیں
سکتا۔۔ ضارب اپنے باپ کے گلے لگتا خوشی سے بول رہا تھا۔ اس کو
اتنا خوش دیکھ کر نعمان علی شاہ نے اس کی نظر اتاری تھی
انہوں نے کتنے پیسے اس کے سر پر سے وار کر ساتھ کھڑی ملازمہ کو
دیے تھے۔۔۔ سب لوگ ہی اس وقت خوش تھے وہ کچھ دیر پہلے
ہوئے واقعہ سب لوگ بھول چکے تھے۔۔۔ وہ اتنی جلدی بھولنے کا تو
نہیں تھا لیکن وہ اس وقت ضارب کی خوشی خراب نہس کرنا چاہتے
تھے۔۔۔

بھائی اگر بیٹا ہوا تو آپ مجھے دے دیجیے گا۔ حور جو کب سے خاموش
تھی اس کے منہ سے بیٹی کا ذکر سن کر وہ جلدی سے بولی تھی اسے بچے

بہت زیادہ پسند تھے۔۔۔ اس کی بات پر ضارب اس کو اور دعا کو گلے لگا
گیا تھا جب کہ باقی سب

کا مشترکہ قہقہہ گونجا تھا۔۔۔ جب کہ سب کا قہقہہ لگانے پر گھور کر حور
نے سب کو دیکھا تھا۔۔۔ جس پہ سب کی ہنسی کو بریک لگی تھی۔۔
اگلے ہی پل انوشہ نے فجر کے ہوش میں آنے کی خبر سب کو دی
تھی۔۔۔

خبر ملتے ہی سب لوگ اندر گئے تھے۔۔ اس وقت فجر کسی غیر مری نقطے
کو دیکھ رہی تھی جب سب کے آتے ہی وہ ان کی طرف متوجہ ہوئی
تھی۔۔۔ زاہد علی شاہ اور آمنہ بیگم اس کے دائیں بائیں آئیں
تھے۔۔ آمنہ بیگم بیڈ پر بیٹھی تھی جبکہ زاہد علی شاہ اس وقت کھڑے
تھے

زاہد علی شاہ فجر کے سر پر پیسے وارتے ملازمہ کو دے گے تھے۔۔ تھوڑی دیر میں عابد علی شاہ اور نعمان علی شاہ بھی اس کے سر سے پیسے وارتے اس کو مبارک باد دیتے باہر کی طرف بڑھ گئے تھے۔۔ جب کہ فجر سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی یہ سب کیا ہو رہا ہیں

بہت جلد میں دادی بن جاؤں گی پھر میں اپنے پوتے یا پوتی کو سمجھا لوں گی اور وہ تم دونوں کے پاس آے گا بھی نہیں۔۔۔۔ مہرین بیگم ضارب کو فجر کے پاس بٹھاتی فجر کے ماتھے پر لب رکھتی شرارت سے بولی تھی جب کہ فجر تو صرف لفظ دادی میں ہی اٹک گئی تھی اس نے بے یقینی سے ضارب کی طرف دیکھا تھا جواب اپنی ماں کے گلے لگیں سب کو مبارک باد دیں رہا تھا۔۔۔ باقی سب بھی اس وقت خوشی سے جھوم رہے تھے ہم چلتے ہیں آخر بھائی نے بھی تو بھابھی کو مبارک باد دینی ہیں۔۔ فجر کو خاموش دیکھ کر دعا شرارت سے بولی تھی۔۔۔ فجر اس وقت کسی غیر

مری نقطے کو گھور رہی تھی۔۔۔۔ اس کو دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا کہ کاٹو تو
بدن میں لہو نہیں۔۔۔ دعا کے بولتے ہی سب لوگ مسکراتے ہوئے
وہاں سے چلے گئے تھے۔۔۔ ان کے جاتے ہی ضارب بھی اٹھتا دروازہ
بند کرتا واپس فجر کے سامنے آ بیٹھا تھا اس کے بیٹھنے پر بھی فجر نے کوئی
تھا۔۔ وہ ویسے ہی بیٹھی تھی۔۔۔ ضارب کی ایک ریسپانس نہیں دیا
ٹانگ اس وقت بیڈ کے نیچے تھی اور دوسری بیڈ کے اوپر۔۔۔
تمہیں پتا ہیں فجر جب مجھے یہ خبر سنائی گی تھی مجھے ایسے لگا تھا جیسے میں
موت کے قریب ہوں اور مجھے دوبارہ جینے کی نوید سنائی گی ہوں
۔۔۔۔ ضارب اس کا ہاتھ تھامتا پیار سے بولا تھا۔۔۔ اس کی بات پر فجر
نے کو جواب نہیں دیا تھا۔۔۔ ضارب اس کو ایسے دیکھتا
پریشان ہوا تھا۔۔۔۔

اس نے فجر کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس کو ہلایا تھا۔۔۔ جس سے وہ
ہوش کی دنیا میں آتی اس کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ جن نظروں سے اسے
دیکھ رہی تھی ضارب کا سانس سینے میں ہی اٹکا تھا

کیا۔۔۔ یہ۔۔۔ سب۔۔۔ جو۔۔۔ کہہ۔۔۔ رہے۔۔۔ تھے۔۔۔ وہ۔۔۔
سچ۔۔۔ ہیں۔۔۔ فجر ضارب کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑواتی ٹوٹے
الفاظوں سے پوچھ رہی تھی۔۔۔ اس کا لہجے میں کچھ ایسا تھا جو ضارب کو
پریشان کر رہا تھا۔۔۔ اس کی چھٹی حس اس کو کوئی خطرے کا احساس دلوا
رہی تھی

جی میری جان۔۔۔ یہ سچ ہیں بہت جلدی ہمارا بے بی اس دنیا میں آے
گا۔۔۔ ضارب اس کا ہاتھ دوبارہ تھامتا پیار سے بولا تھا۔۔۔ ضارب جو
اب اسے کی ہاتھ پر اپنے لب رکھ رہا تھا وہ فجر نے اپنا پورا زور لگا کر اس

کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچا تھا۔۔۔ اس کی اس حرکت پر ضارب نے
بری طرح اپنے لب بھینچے تھے۔۔۔

لیکن پھر اس کی حالت کو دیکھتا وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا تھا
۔۔۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کر کے کھولی تھی اپنا غصہ کنٹرول کیا تھا
۔۔۔ اس نے فجر کو دیکھا تھا جس کی آنکھوں سے اب آنسو بہنا شروع ہو
گئے تھے۔۔۔ وہ اب باقاعدہ ہچکیوں سے رو رہی تھی

ضارب اس کی حالت دیکھتا پریشان ہوا تھا۔۔۔ اس نے فجر کے آنسو
صاف کرنے چاہیے لیکن فجر اپنا چہرہ پیچھے کر گئی تھی۔۔۔ وہ اپنے آنسو
بے دردی سے صاف کرتی ناں میں سر ہلا رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ اپنے
آنسو بے دردی سے صاف کرتی ایک ہی پل میں بیڈ سے نیچے اتری
تھی۔۔۔

اس سے پہلے وہ واشروم کی طرف بڑھتی جب ضارب اس کو کلائی سے
پکڑ کر روک گیا تھا۔۔ وہ اس کی کلائی چھوڑتا اس کو کمر سے پکڑ کر اپنے
نزدیک کر گیا تھا۔۔ رونے کی وجہ سے فجر کو پورا چہرہ سرخ ہو گیا
تھا۔۔۔ ضارب نے اس کے آنسو صاف کیے تھے

چھوڑیں مجھے۔۔۔ یہ سب کچھ آپ کی وجہ سے ہوا ہیں۔۔ نفرت ہیں
مجھے آپ سے۔۔۔ حور اس کا ہاتھ اپنے کمر سے ہٹانے کی کوشش کرتی
چیخی تھی۔۔۔ جب کہ ضارب اور زیادہ اس کی کمر پر اپنی گرفت سخت
کر گیا تھا کیا ہوا ہیں میری وجہ سے۔۔۔۔ اس کی کمر پر گرفت سخت کرتا
وہ آئبر واچکا کر اس سے پوچھ رہا تھا۔۔ مقابل کی آنکھیں سے اس وقت
نفرت ٹپک رہی تھی جو ضارب کو ایک آنکھ نہیں بھار ہی تھی
۔۔۔۔ اس کا دل کر رہا تھا وہ یہ آنکھیں ہی نوچ لیں

آپ کی وجہ سے ہوا ہیں یہ سب کچھ۔۔۔۔۔ وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتی
روتے ہوئے بولی تھی۔۔ اتنی بڑی خوشخبری پر اس کی ماتم کدہ حالت
ضارب کو ایک آنکھ نہیں بھار ہی تھی۔۔۔ جب کہ اس کی بات کا
مطلب سمجھتے ہی فخر نے بری طرئی جبرے بھینچے تھے اس کی سیاہ
آنکھی سرخ ہوئی تھی۔۔۔ وہ اس کی کمر کو بے دردی سے مٹھیوں میں
بھر گیا تھا۔۔۔ جس پی فخر سک کر رہ گئی تھی۔۔۔ جبکہ ضارب کے
چہرے پر اس وقت غنیمت و غضب کی سرخی تھی۔۔۔ لیکن اتنی جلدی
ماں بننے پر اس کا ایساری ایکشن دینا بنتا بھی تھا
اس لیے ضارب پھر سے ایک بار خود پر کنٹرول کر گیا تھا۔۔۔ مقابل کا
غصہ اس سے برداشت نہیں ہونا تھا۔۔۔ اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ غصے
کرنے کی وجہ سے اس کی طبیعت خراب ہوں اور اس کے بچے پر کوئی
بھی اثر ہوں

میرے نور۔۔۔ آج نہیں تو کل یہ ہونا ہی تھا۔۔۔ تمہیں تو خوشی ہونی
چاہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ خوشی سب سے پہلے عطا کی ہیں۔۔۔ ہم
جتنا بھی شکر کریں وہ کم ہیں۔۔۔ وہ اس کے چہرے سے لٹیں ہٹاتا گھمبیر
آواز میں بولا تھا ضارب کی بات کرنے پر اس کی گرفت
ڈھیلی پڑی تھی۔۔۔ جس سے فجر اس سے دور ہوتی دوبارہ ناں میں سر
ہلا گئی تھی۔۔۔ اس کے رونے میں اور زیادہ تیزی آئی تھی۔۔۔ ضارب
صرف پہلو بدل کر رہ گیا تھا۔۔۔ اس کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اسے کیسے
سمجھائے مجھے نہیں چاہیے یہ بچہ۔۔۔ مجھے۔۔۔ اس سے پہلے فجر اپنی بات
مکمل کرتی جب ضارب حلق کے بل ڈھاڑا تھا۔۔۔ اس کے ڈھاڑنے
پر فجر ڈر کر دو قدم پیچھے ہو گئی تھی۔۔۔

کوئی بکو اس نا کرنا اس بچے کے بارے میں تم کوئی دنیا سے انوکھی لڑکی
نہیں ہوں جو بچہ پیدا کر رہی ہوں۔۔۔ تم سے چھوٹی لڑکیاں بھی ہیں جو
بچہ پیدا کرتی ہیں۔۔۔ ضارب اپنے ہاتھ کی مسٹھی بناتا اپنے دوسرے ہاتھ
پر مارتا

حلق کے بل ڈھاڑا تھا۔ اس کے ڈھاڑنے پر فجر کہیں قدم پیچھے ہوئی
تھی۔۔۔ وہ اپنی سانس تک روک گئی تھی۔۔۔ جب کہ ضارب اسے کھا
جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ فجر خود پر قابو پاتی پھر سے دو
قدم آگے بڑھاتی اس کے مقابل آئی تھی

اگر آپ کو اتنا ہی شوق تھا بچوں کا اور مجھ سے اچھی لڑکیاں موجود ہیں
یہاں تو آپ نے مجھ سے شادی کیوں کی کسی ایسی لڑکی سے کرتے جو
آپ کو بچہ پیدا کر کے دیتی میری زندگی کیوں خراب کی۔ وہ اس کے
مقابل آتی اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھتی جو سرخ ہو رہی تھی چیخی تھی

میں محبت کرتا ہوں تم سے میں نہیں چاہتا تھا تم میری نظروں کے
سامنے کسی اور کی ہو جاؤں وہ اس کو بازو سے پکڑتا نرمی سے بولا تھا
۔۔۔ اسے پتا تھا کہ مقابل کا غصہ کبھی کم نہیں ہو گا اس لیے تو اس نے
خود ہی اپنے اوپر کنٹرول کر لیا تھا۔۔۔

اگر وہ بھی غصہ دکھاتا تو بات بگڑ سکتی تھی جو وہ نہیں چاہتا تھا اس لیے
اس نے ہی خود پر کنٹرول پالیا۔۔۔ جب کہ فجر کا غصہ اور آنسو ابھی تک
ویسے ہی تھا۔ اس میں اضافہ ہوا تھا کمی نہیں آئی تھی۔۔۔

مجھے آپ سے تب بھی نفرت تھی اور آج بھی نفرت ہیں آج اتنی
نفرت ہو رہی ہیں میرا دل کرتا میں کچھ ایسا کروں کہ اس رشتے سے آزاد
ہو جاؤں۔۔۔۔۔ وہ اس کو گریبان پکڑتی اتنی زور سے چیخی تھی جس سے
اس کے گردن کی رگیں بھی واضح دکھائی دی رہی تھی

توں پھر شادی کے لیے ہاں کیوں کہا تھا۔۔۔ جب نہیں کرنی تھی تو
اس وقت بول دیتی شاہد میں اپنے دل کو سمجھا لیتا۔۔۔ ضارب اس پر
اپنی سرد نظریں گاڑتا سرد بر فیلے لہجے میں بولا تھا جبکہ اس نے اپنی
آواز اونچی نہیں کی تھی

مجھے نہیں پتا لیکن مجھے یہ بچہ نہیں چاہیے مجھے ابوشن۔۔۔

فجر۔۔۔ ابھی فجر اپنی بات مکمل کرتی جب ضارب کا ہاتھ اٹھا تھا اور ہوا
میں ہی رک گیا تھا۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا وہ اس کے تھپڑ کی تاب نالا پائے
اور بیمار ہو جائے۔۔۔ جب کہ اس کے ہاتھ اٹھانے پر فجر سہمتی ہوئی اپنی
گال پر ہاتھ رکھ گی تھی جب کہ اس کی بات سن کر ضارب کا وجود
زلزلوں کی زد میں آیا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں بے یقینی ہی بے یقینی
تھی۔۔۔ اس کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ فجر ایسی بات کر سکتی

ہیں۔۔۔۔ جبکہ فجر اپنی گال پر ہات رکھتی اس کی سرخ آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔۔

مجھے یقین نہیں آرہا کہ میں نے ایک ایسی لڑکی سے شادی اور محبت کی ہیں جس کے سینے میں کوئی دل ہی نہیں ہیں۔۔۔ جس کے پاس اتنا رحم نہیں ہیں کہ وہ ایک بچے پر کرپاے!!! بچہ بھی وہ جو ابھی تک دنیا میں آیا بھی نہیں ہیں ضارب اس کی طرف دیکھتا ٹوٹے لہجے میں بولا تھا۔۔۔ اسے

ابھی تک یقین نہیں آرہا تھا کہ اس نے جس سے محبت کی ہیں وہ اتنی بے رحم بھی ہو سکتی ہیں۔۔۔ جب کہ فجر اس کو دیکھتی نفرت سے منہ موڑ گئی تھی۔۔۔ اسے یہ بچہ فل حل کسی قیمت پر نہیں چاہیے تھا

میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی تھی چلیں شادی ہوگی وہ میں نے قبول کر لی لیکن یہ بچہ مجھے کسی قیمت نہیں چاہیے۔۔۔ میری ابھی اتنی ساری سٹڈی رہتی ہیں میں کیسے بیچ کروں گی یہ سب۔۔۔ فجر اس کی طرف

دیکھتی ایک امید کے ساتھ بول رہی تھی۔۔ کہ وہ اس کا ساتھ دیں
دے کبھی بھی میں ایسا نہیں کروں گا فجر۔۔ مجھے نہیں پتا تم نے شادی
کیوں کی مجھ سے لیکن میں تم سے محبت کرتا ہوں اب شاہد وہ محبت عشق
کے درجے پر فائز ہو چکی تھی یہ خبر سن کر!! تم صرف اس کی نو مہینے

اپنے پیٹ میں پالوں اس کے بعد یہ بچہ مجھے دے دینا
ضارب اس کی آنکھوں میں ایک امید دیکھتا تلخی سے مسکراتا ہوا بولا تھا
۔۔ جب کہ اس کی بات پر فجر کا ایک بار پھر پارہ ہائی ہوا تھا۔۔ اسے یہ
بچہ کسی قیمت نہیں چاہیے تھا۔۔ وجہ صرف یہ تھی کہ وہ سب کے
سامنے پہلے کی طرح فٹ دکھنا چاہتی تھی۔۔ وہ ایک ڈاکٹر کی پڑھائی کر
رہی تھی وہ سمجھتی تھی سب کچھ۔۔ اسے لوگوں کی اپنے لک کی بہت
پرواہ تھی اگر ہم صاف لفظوں میں کہیں تو وہ خود غرض تھی صرف
اپنے بارے میں سوچنے والی۔۔ اسے آج تک کسی سے محبت نہیں

ہوئی تھی جو اسے پتا ہوتا تھا کہ کیا اسے کہتے ہیں زیاں سے بھی اس کی
صرف وقتی اٹریکشن تھی جو کہ نکاح کے بعد کچھ ہی دنوں میں ختم ہو گئی
تھی۔۔۔ اب ضارب اس کے جواب کا منتظر تھا اس کی خاموشی اس کی
جان لے رہی تھی جب تک ماں خود بچے کو پیٹ میں حفاظت سے نار کھنا
چاہیے

تو کوئی کچھ بھی نہیں کر سکتا۔۔۔۔

میں زیاں سے محبت کرتی تھی جس دن آپ نے داہی سے بات کی نکاح
کی اس دن داہی نے کایان بھائی کو کہاں تھا کہ وہ مجھ سے پوچھیں مجھے یہ
رشتہ قبول ہیں بھی یا نہیں۔۔۔ لیکن اس رات کایان بھائی مجھ سے
!!! پوچھنے نہیں آئے تھے

ان کی جگہ پر زیاں آیا تھا اس کو میں نے پہلی بار بتایا تھا کہ مجھے اس سے
محبت ہیں۔۔۔ لیکن اسے آپ پر ترس آ گیا تھا اور یہ کہا تھا کہ اگر مجھے اس

سے محبت ہیں تو مجھے ثابت کرنا ہو گا اور اس ثابت کرنے کے چکروں میں میری آپس شادی ہو گی۔۔

یہ سب کچھ میں نے اس لیے بتایا ہیں کہ آپ کو کوئی غلط فہمی ناہوں اور
رہی بات اس بچے کی تو میں اس کو رکھوں گی اپنے پیٹ میں اس کی
حافظت بھی کروں گی لیکن اس کے بعد یہ آپ کی ذمہ داری ہو
گی۔۔۔۔۔ فجر بار بار اس کے منہ سے شادی کا ذکر سن کر پھٹ پڑی تھی
اس کی باتیں سن کر ضارب میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ کچھ بول پاتا
۔ اتنی تکلیف وہ سچائی سن کر ضارب کی زبان تالو سے چپکی تھی۔۔ اس
کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔ اس کی آواز اس کا ساتھ چھوڑ گئی
تھی۔۔۔۔۔

وہ بولنا چاہتا تھا لیکن بول نہیں پارہا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں نمی چمکی تھی۔۔۔ اس وقت اسے غصہ نہیں آ رہا خود پر ترس آ رہا تھا۔۔۔ اس نے فجر

کی آخری بات پر اس کے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔
وہ جلدی سے جا کر سٹڈی روم میں بند ہوا تھا۔۔۔ اسے زیاں پر بھی غصہ
نہیں آیا تھا نا ہی اس سے نفرت محسوس ہوئی تھی ہاں جلن محسوس ہوئی
تھی کہ ایسا کیا ہیں اس کے پاس جو میرے پاس نہیں ہیں وہ سٹڈی روم
میں داخل ہوتا اپنے بال مٹھیوں میں جکڑ گیا تھا۔۔۔

جبکہ فجر ایک نظر سٹڈی روم کے بند دروازے کو دیکھتی واشر روم کی
طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔۔۔ سٹڈی روم ساونڈ پروف تھا جس کی وجہ سے
اسے ضارب کی چیخیں سنائی نہیں دے رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ واقع آج خود
غرض نکلی تھی

کچھ ہی دیر میں ضارب پورے سٹڈی روم کو ٹھس ٹھس کر کے باہر نکلا
تھا۔۔۔ اس کے بال سارے ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ اس
وقت وہ مکمل طور پر پسینے میں بھیگ چکا تھا۔۔۔۔۔ اس کی قمیض اس کے

بدن کے ساتھ چپکی ہوئی تھی جس سے اس کے سکس پیک اور چٹانی
سینہ صاف نظر آ رہا تھا وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا بیڈ پر بیٹھ گیا تھا اس
کی آنکھیں اس وقت لہو ٹپک رہی تھی۔۔۔ چہرہ پر اس کے غمض و
غضب کی سرخی تھی اس نے اپنے جڑے بری طرح بھینچے ہوئے تھے
دونوں ہاتھوں کی اس نے مٹھیاں بنائی ہوئی تھی
وہ گہرے گہرے سانس بھرتا خود پو قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا
۔۔۔ اس نے فیدہ کر لیا تھا اب بس فجر کا انتظار تھا۔ اس کی سرخ
نگاہیں واشروم پر تھی واشروم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔۔۔
کچھ ہی دیر میں فجر اچھے سے نائٹ سوٹ پہنے باہر نکلی تھی۔ اس کو
نائٹ سوٹ میں دیکھ کر ضارب پریشان ہوا تھا اس وقت بارہ بج رہے
رہے تھے پوری رات وہ سوئی تھی اب پھر سو رہی تھی۔۔۔ ضارب
جلدی سے اس کے پاس جاتا اس سے پہلے وہ اس کو چھوٹا وہ خود پر کنٹرول

کر کے دو قدم پیچھے ہو گیا تھا۔۔۔ جبکہ فجر اس کو دیکھ رہی تھی جو اس
وقت زمین کو گھور رہا تھا۔۔۔ اسے امید نہیں تھی کہ وہ اس کے سامنے
بھی آئے گا اب لیکن وہ اپنے بچے کے لیے کھڑا تھا
فجر اس کا چہرہ پڑھتی استہزائیہ مسکرائی تھی۔۔۔

آج سے تمہارے پہننے، کھانے، پینے سونے، جاگنے اور یہاں تک کے
چلنے کا خیال بھی میں خود رکھوں گا۔۔۔ جب تک میرا بچہ اس دنیا میں
نہیں آجاتا تب تک تم میرے کمرے میں رہو گی۔۔۔ جیسے ہی میرا بچہ
اس دنیا میں جائے گا تم اپنے کمرے میں جا سکتی ہو اب سے وہ ضارب
مر گیا جو تم پر مرتا تھا اب صرف ایک باپ تمہارے سامنے ہو گا

۔۔۔ میرے بچے پر آنچ بھی آئی تو میں تمہارا وہ حال کروں گا تم سوچ بھی
نہیں سکتی۔۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ایک ایک لفظ چبا کر بولا

تھا۔۔۔ اس کا لہجہ بالکل سرد تھا۔۔۔ جس کو محسوس کرتے فجر کے گلے

میں گلی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔۔۔۔۔ وہ جلدی سے ہاں میر سر ہلاتی
وہاں سے بھاگی تھی

وہ جلدی سے بیڈ پر چڑھتی اپنی آنکھیں بند کر گئی تھی۔۔۔ اس کو سوتا
دیکھ ضارب بھی تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔ اگر
وہ یہاں رہتا تو اس نازک وجود کو اڈھیڑ کر رکھ دیتا۔۔۔ اس کی بھلائی
اسی میں تھی کہ وہ یہاں سے چلا جائے

اگر وہ ایک منٹ بھی یہاں پر رکتا تو فجر کے لیے مشکل ہو سکتی تھی
۔۔۔۔ وہ اندر سے سلگ رہا تھا۔۔۔۔ اس کو دل کر رہا تھا کہ وہ فجر کی
جان لے لیں۔۔۔۔ یا پھر اس کا دل ہی سینے سے نکال دیں دیں جس
میں کوئی اور شخص تھا کبھی

پانچ دن بعد۔۔۔۔۔

ان پانچ دنوں میں ضارب نے فجر کی ایک ای چیز کا خیال رکھا تھا۔۔ اس کے کالج چھوڑنا لانا۔۔ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا۔۔ اس کو سنانے کے بعد سونا صبح اٹھنے سے پہلے اٹھنا۔۔ اس کو ہاتھ پکڑ کر سیرھیوں سے نیچے لانا اور اوپر لانا ان پانچ دنوں میں وہ دوبار ڈاکٹر سے اس کا چیک اپ کروا آیا تھا۔۔۔ اس کا خیال رکھتے وقت اس کا لہجہ بالکل سرد ہوتا تھا۔۔۔ وہ ایک لفظ نہیں بولتا تھا بولنا تو دور کی بات وہ جو اسے پیار سے دیکھتا وہ بھی اس نے چھوڑ دیا تھا اس نے صاف صاف لفظوں میں کہا تھا کہ وہ اپنے بچے کے لیے یہ سب کچھ کر رہا ہیں جس دن اس کا بچہ اس دنیا میں آگیا اس دن وہ اس کو مخاطب کرنا بھی چھوڑ دیں گا۔۔۔ جب کہ فجر کو اس کی یہ بے اعتنائی بری طرح چھ رہی تھی

وہ بیڈ پر سوتی تھی جب کہ ضارب خود صوفے پر سوتا تھا۔ جس پہ فجر نے اسے کہا تھا وہ بیڈ پر پہلے کی طرح سو سکتا ہیں ضارب نے یہی جواب

دیا تھا کہ وہ اس کو صرف اپنے بچے کے لیے برداشت کر رہا ہیں ورنہ اس
کمرے میں اس کا وجود بھی گوارا نہیں ہیں اسے

جس پہ فجر خاموش ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ ضارب جب بھی یہ سوچتا تھا کہ وہ
اس کو معاف کرنے کی کوشش کرتا ہیں لیکن اس کے لفظ سماعتوں میں
گو نجتے اس کے خون میں ابال پیدا کر دیتے تھے۔۔۔

سب سے بڑی بات وہ اس کے بچے کو مارنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ اس کے
خون کو اس کا یقین نہیں آ رہا تھا ابھی تک اس کی محبت اتنی بے حس بھی
ہو سکتی ہی۔۔۔۔۔ اس نے اب فیصلہ کر لیا تھا وہ اپنے بچے کو لے کر لندن
چلا جائے گا آج اتوار تھا اور سب لوگ ہی گھر میں موجود تھے۔۔۔۔۔ زیان
پچھلے پانچ دنوں سے گھر نہیں آیا تھا جب کہ انوشہ فل حال اپنے گھر گئی
ہوئی تھی۔۔۔۔۔ ایک بار سب کچھ ٹھیک ہو جائے وہ تب آنے کا ارادہ

رکھتی تھی

آج صبح زیان بھی داجی کے حکم پر حویلی آگیا تھا پچھلے پانچ دنوں میں
اسے گھر سے صرف داجی نے ہی کال کی تھی اور انہوں نے بار بار اسے
کہا تھا کہ وہ کنزہ کو واپس لے کر آئے لیکن زیان نے انہیں صاف
لفظوں میں منع کر دیا تھا کہ وہ خود آنا چاہیے تو آسکتی ہیں نہیں تو وہ اس
لینے نہیں جائے گا۔۔۔ اس نے ایک دن بھی کنزہ کا پتا نہی کروایا تھا اور
وہ کروانا بھی نہیں چاہتا تھا۔ اگر وہ اس پر نظر رکھتا تو وہ اپنے دل کے
ہاتھوں مجبور ہو کر اس کے پاس چلا جاتا جب کہ وہ جھکنا نہیں چاہتا تھا
اس وقت سب لوگ ہی لاؤنچ میں بیٹھے تھے۔۔۔ ضارب کا یان آیان
اور زیان ان چاروں کے چہروں پر بلا کی سنجیدگی تھی۔۔۔۔۔ ضارب اور
آیان اس وقت ایک ساتھ بیٹھے تھے۔۔۔ آیان نے اس وقت براؤن
کلر کی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی۔۔۔ ضارب نے بلیک رنگ میں شلوار
قمیض تھی۔۔۔۔۔ کا یان نے اس وقت نیوی بلیو کلر کی شلوار قمیض پہنی

ہوئی تھی وہی زیان براؤن شلوار قمیض کے اوپر بلیک اجرک لی ہوئی
تھی۔۔۔ اس کے چہرہ اس وقت بالکل ہی سنجیدہ تھا جبکہ اس کی آنکھوں
میں سرخی تھی۔۔۔ وہ پچھلے پانچ دنوں میں ایک پل بھی سکون سے
نہیں سو پایا تھا

اس نے ایک ایک رات سگریٹ پی کر گزاری تھی۔۔۔ اب وہ کایان کو
دیکھ رہا تھا جس نے اس کے پاس آنا تو دور اسے ایک فون بھی نہیں کیا تھا
۔۔۔ اب بھی وہ اپنے موبائل میں غرق تھا اس نے اسے مخاطب تک
نہیں کیا تھا

جبکہ باقی سب نے اس کو سلام ضرور کیا تھا۔۔۔ صرف بشری بیگم کے
علاوہ وہ بھی ناراض تھی زیان سے زیان ان کو بعد میں منانے کا ارادہ
رکھتا تھا۔۔۔ سب مرد حضرات آج کے دن زیان کو جرگے کی ذمہ
داری سوپنے کا فیصلہ کر رہے تھے۔۔۔

لفافے کے اندر کا کاغذ کھولنے سے پہلے زیان نے باہر سے دیکھا تھا جہاں
پر کنزہ ظہور علی شاہ لکھا ہوا تھا۔۔۔ اس کا نام پڑھ کر زیان کا دل شدت
سے ڈھڑکا تھا۔۔۔ وہ اس پیپر پر اپنی گرفت مضبوط کر گیا تھا
اس کے ہاتھ خوف کی وجہ سے کانپنے لگے۔۔۔ کہیں اگر یہ خلع کا نوٹس
ہو اتو۔۔۔ وہ جیتے جی مر جائے گا۔۔۔ وہ خود کو اور اس کو موت کے منہ
میں لے جانا پسند کریں گا لیکن کبھی اس کو طلاق نہیں دیں گا
۔۔۔۔۔ سب لوگ زیان کا چہرہ دیکھ کر سمجھ گئے تھے
یہ کس کی طرف سے نوٹس آیا ہیں۔۔۔۔۔ اس کی حالت دیکھ کر سب
پریشان ہوئے تھے۔۔۔۔۔ ابھی اس نے پیپر کھول کر بھی نہیں دیکھا تھا تو
اس کا یہ حال تھا جب وہ پیپر کو کھول کر دیکھتا تب اس کی کیا حالت ہونی
تھی

داجی نے کایان کو اشارہ کیا تھا۔۔۔ کایان ان کا اشارہ سمجھتا شعلہ بار
نگاہوں سے زیان کو دیکھتا اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا اس کے پاپہنچ کر اس
کے ہاتھ سے پیپر کے گیا تھا۔۔۔ وہ پیپر لیتا اپنی جگہ پر واپس آ کر بیٹھا
تھا اس نے وہ پیپر پڑھا ہی تھا اسے ایسے لگا تھا کہ شاہ حویلی اس کے سر پر آ
کر گری ہیں۔۔۔ اس نے یک نظر زیان کو دیکھا تھا جو اس کے بولنے کا
ہی منتظر تھا۔ اس نے زیان کو دیکھ کر ناں میں سر ہلایا تھا۔ جیسے کہنا
چاہ رہا ہوں جھے رحم آرہا ہیں تمہاری حالت پر کایان کیا ہیں بچے اس
میں۔۔۔ عابد علی شاہ زیان کی حالت دیکھتے کایان سے مخاطب ہوئے
تھے۔۔۔ زیان کی حالت اس وقت ایسی تھی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں
۔۔۔ اس کا چہرہ مکمل طور پر سرخ تھا۔۔۔ اگر آج یہ خلع کا نوٹس تھا تو
وہ کنزہ کے پاس ابھی جانے کا ارادہ رکھتا تھا

اس کو یہ گوارا بھی نہیں تھا کہ اس کی آنکھیں کوئی اور دیکھیں وہ کیسے یہ
برادشت کر پاتا اس لڑکی پر کسی اور کا حق ہوں۔۔ وہ اپنی چیزوں کو لے
کر بے حد جنونی تھا یہ تو پھر بھی اس کی محبت تھی

یہ ڈی این رپورٹ ہیں جس میں صاف صاف لکھا ہوا ہے کہ کنزہ ظہور
علی شاہ کی بیٹی ہیں۔۔۔ اور نیچے یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ اگر کسی کو اس
رپورٹ پر یقین نا آئے تو وہ ہسپتال جا کر دیکھ سکتا ہے۔۔ میرے پاس
ایک یہی طریقہ تھا اپنی ماں کو پاک صاف کرنے کا۔۔

کایان زیان کو دیکھ کر ایک ایک لفظ بولتا کھڑا ہوتا وہ رپورٹ اس کے
منہ پر مارتا اوپر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔ جب کہ زیان نے اس کے اس
ایکٹ پر اپنی مٹھیاں بھینچی تھی۔۔ اسے اب سمجھ آیا تھا کہ وہ اس سے
ناراض کیوں ہیں

آج کے بعد کوئی بھی اس گھر میں کنزہ کا نام نہیں لے گا اور آج سے
سب اپنے ذہن نشین کر لے کہ میری بیوی انوشہ ہیں انوشہ زیان علی
شاہ۔۔۔۔۔ زیان سب کو اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ رپورٹ نیچے پھینکتا
اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔ جب کہ باقی سب لوگ صرف
دیکھ کر رہ گئے تھے۔۔۔ یہ کیا ہو رہا ہیں تھا سب کی سمجھ سے باہر تھا
۔۔۔۔۔ کایان کا اس کے منہ پر پیپر پھینک کر سب کے سامنے اس کی
انسٹ کرنا اس کو بری طرح چبھاتا تھا

اسے کنزہ سے اس وقت اور بھی زیادہ نفرت ہو رہی تھی۔۔۔۔ جس
کی وجہ سے اس کا دوست بھی اس سے نفرت کر رہا ہیں۔۔۔ وہ بچپن
سے ہی ایسا تھا جو چیزیں اسے میسر آجائے وہ ان کی قدر کرتا تھا۔۔ جو
اس سے دور جانا چاہیے انہیں وہ چھوڑ دیتا تھا

شاہ۔۔۔۔ آپ نے بہت غلط کیا ہیں بھائی کے ساتھ آپ کو ایسا نہیں
کرنا چاہیے تھا۔۔۔

کایان کے جاتے ہی حور اس کے پیچھے گئی تھی۔۔۔ اب وہ آتے ہی اس
کے سامنے منہ پھلا کر بولی تھی۔۔۔ جب کہ زیان نے کنزہ کے ساتھ
برا کیا تھا اس کے باوجود بھی

حور اس کی سائیڈ لے رہی تھی۔۔۔۔ کایان بھڑ بھڑ جلاتھا۔۔۔ اس نے
حور پر نگاہ ڈالی تھی جو دونوں طرف سے ہاتھ رکھ کر منہ پھولا کر بولی
تھی۔۔۔ اس وقت وہ پنک کلر کی کھلی شرٹ کے ساتھ ٹراؤز پہنی ہوئی
تھی۔۔۔ اس کا ڈوپٹا اس کے ایک کندھے پر جھول رہا تھا

شرٹ کھلی ہونے کے وجہ سے اس کے نشیب و فراز بہت زیادہ حد تک
چھپے ہوئے تھے۔ جس کی وجہ سے کایان خاموش ہو گیا تھا۔۔۔ ورنہ اس
نے اس کو ایسی ڈریسنگ کرنے سے منع کیا تھا۔۔۔ لیکن شاہد حور نے

اس کی بات پر کان نہیں دھرے تھے اور ویسے بھی کایان نے اسے
دوسری بار نہیں کہا تھا

وہ اس پر کوئی سختی نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ اس کا پھولا ہوا چہرہ دیکھ کر
کایان نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔ وہ ایک ہی جھٹکے میں اس کو
اپنے قریب کرتا اس کے لبوں کو اپنی قید میں لے گیا تھا۔۔۔ اب وہ
بہت ہی نرمی سے اس کے لبوں کو اپنے لبوں سے سک کر رہا تھا
جب کہ حور اس کی قمیض کا گریبان اپنے مستھیوں میں جکڑ گئی تھی
۔۔۔ اس نے اپنے دونوں پاؤں کایان کے پاؤں کے اوپر رکھیں تھے
جس سے وہ اب کایان کو بھرپور طریقے سے محسوس کر سکتی
تھی۔۔۔ اگلے ہی پل وہ شرم سے سرخ پڑتی اس کے پاؤں سے نیچے
اتری تھی کایان نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تھا جہاں سے
دھواں نکل رہا تھا اس کا چہرہ سرخ قندھاری ہوا تھا۔۔۔ کایان اس کو کمر

اٹھاتا اپنے ساتھ لیپا گیا تھا جس کی وجہ سے ایک بار پھر حور کی ٹانگ اس کے ساتھ ٹچ ہوئی تھی۔۔ کایان بغیر اس کے شرم کی پرواہ کیے اس کے لبوں کا جام پی رہا تھا

وہ بہت ہی نرمی سے اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں الجھائے اس کے لبوں کی نمی چرا رہا تھا جب کہ حور اس کو محسوس کرتی سرخ قندھاری ہو رہی تھی۔ اس کی یہ حالت کایان کو لطف اندوز کر رہی تھی۔۔۔ جس پر وہ اس کو اور بھی زیادہ شدت سے خود میں سمار رہا تھا

آخر کچھ منٹوں بعد اسے حور کی حالت پر ترس آ گیا تھا۔۔ وہ نرمی سے پہلے اس کے لبوں کو آزادی بخش گیا تھا جب کہ اس کو ابھی بھی اپنی سانس روکے دیکھ کر وہ اس کو خود سے الگ کرتا اپنے سامنے کر گیا تھا

میری جان یہ جو تم اپنے بھائی کی سفارشیں میرے کمرے میں لے کر
آتی ہوں یہ کسی دن مہنگی پڑے گی۔۔۔۔۔ یہ ناہوں میں رخصتی سے پہلے
ہی تمہارے اس بھائی کو ماموں بنادوں۔۔۔

وہ اس کو کمرے سے پکڑ کر اپنے نزدیک کرتا اس کے ماتھے پہ لب رکھتا
گھمبیر آواز میں بولا تھا۔۔۔ وہ اس کی بات کا مطلب بہت اچھے سے سمجھ
گئی تھی۔۔۔ سمجھتی بھی کیوں نا کیو کہ کایان دو گھنٹے اسے پڑھاتا تھا اور

اس کے بعد اس پندرہ منٹ رو مینس کی کلاس دیتا تھا
اسے بتاتا تھا کہ بیویاں اپنے شوہر کو کیسے خوش کرتی ہیں۔۔۔ شوہر کے
کیا حق ہوتے ہیں اپنی بیوی پہ۔۔۔ پہلے دن اس نے یہی سکھایا تھا اسے
جس پہ حور نے کان کو ہاتھ لگایا تھا۔۔۔

آپ زیان بھائی سے سوری کریں گے سب کے سامنے آپ کو ان پر
پیپر نہیں پھینکنا چاہیے تھا انہیں کتنا زور کا لگا ہو گا۔ وہ کایان کا زیان کو پیپر

مارنا یاد کرتی اپنی سبز آنکھیں ٹپٹپا کر معصومیت سے بولی تھی۔۔۔ اس
کی بات سن کر کایان نے اپنے جبرے بھیجنے تھے بری طرح
حور ہمیشہ اس کی سائیڈ لیتی تھی۔۔ اور اس وقت ہی کایان کو زیان سب
سے زیادہ ظاہر لگتا تھا۔ اس کی بات پر کایان نے ہاں میں سر ہلایا تھا
کیونکہ وہ اور زیادہ مقابل کے منہ سے زیان کا ذکر برداشت نہیں کر سکتا
تھا

چھوڑوں زیان کو وہ میرا اور اس کا معاملہ ہیں تم یہ بتاؤ شادی والے دن
کس طرح کا لہنگا پہننا پسند کروں گی۔۔ ویسے اتارنا ہی نے ہیں تو میں
سوچ رہا ہوں کہ ریڈ لے گے۔۔ وہ اس کو کمر سے اٹھا کر صوفے پہ بیٹھتا
حور کو اپنی گود میں بٹھا گیا تھا

آپ اتاریں گے کیوں۔۔۔ حور اس کی ساری بات سنتی صرف اسی
بات میں ہی اٹک گئی تھی۔۔ اس کے سوال پر کایان نے اپنا نچلے لب

دانتوں تلے دبایا تھا۔۔۔ اسے یقین تھا اس کی معصوم حور یہ سوال ضرور
پوچھیں گی۔۔۔

جب تم میں شدت سے سماؤں گا تو یہ لہنگا میرے کام میں رکاوٹ پیدا
کریں گا جس کی وجہ سے مجھے اسے اتارنا ہی پڑیں گا۔۔۔ وہ لب دباتا
گھمبیر آواز میں بولتا بڑی بے باک شرارت کر گیا تھا جس سے حور کانوں
کی لوں تک سرخ پڑی تھی۔۔۔ اس کی بات سن کر اس نے اس کی گود
سے اٹھنا چاہا تھا لیکن کایاں اپنی گرفت مضبوط کر گیا تھا۔ وہ اب اس کی
گردن میں منہ چھپا کر اس کی خوشبو اپنے اندر انڈیل رہا تھا
میرے پاس محض روح ہوتی تو تمہاری صرف روح
پر اکتفا کر لیتا

مگر میرے پاس ایک جسم بھی ہے

اور اس جسم کی واحد ضرورت تم ہو جاننا۔۔ کایان اس کی گردن میں
منہ چھپاتا گھمبیر آواز میں بولا تھا۔۔۔

مجھے۔۔۔ نیچے۔۔۔ جانا۔۔۔ ہیں۔۔۔ شاہ۔۔۔ اس کی ذومعنی باتوں اور
بے باکیوں کی تاب نالائے ہوئے حور جلدی سے بولی تھی لیکن اپنی
لڑکھڑاہٹ پر قابو نہیں پاسکی تھی۔۔۔ اس کا خود سے خوف زدہ ہوتا
دیکھ کایان اس کی

گردن سے منہ نکال گیا تھا۔۔۔ وہ اس کو خود سے خوف زدہ نہیں کرنا چاہتا
تھا۔۔۔ وہ بس یہ چاہتا تھا وہ اس کے لیے جتنا ٹرپ رہا ہیں اس کے جسم میں
جو آگ وہ مقابل محسوس کریں وہ جانیں کے وہ کیا رتبہ رکھتی ہیں اس
کے دل میں۔۔۔ کچھ نہیں کر رہا حور۔۔۔ سانس لو۔۔۔ وہ اس کو سانس
روکا دیکھ کر اس کے پیٹ سے کا تھ ہٹا گیا تھا۔۔۔ وہ اکثر ایسا ہی کرتی تھی

جب بھی اس کی کایاں بات نہیں مانتا تھا وہ اپنی سانس تک روک لیتی تھی

اس کی بات سن کر حور نے اپنی انگلی سے باہر جانے کا اشارہ کیا تھا اور آنکھوں سے اس کو اشاروں میں کچھ سمجھا رہی تھی۔ اس کا اشارہ سمجھتے ہی کایاں اس سے تھوڑا دور ہوا تھا۔۔۔ جس پہ اس نے سانس اپنا بحال کیا تھا۔۔۔ اور کایاں کی جان میں جان آئی تھی

بائے بائے۔۔۔ ہمت ہیں تو پکڑ کر دکھائے۔۔۔ اس کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر حور بھاگتی ہوئی دروازے کے پاس پہنچی تھی۔ اس کے بھاگنے پر کایاں نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔۔۔ جس پہ اس نے اپنی زبان باہر نکال کر اس کو چڑھا رہی تھی ایک دن تم نے میری ہی آغوش میں آنا نہیں روح من پھر دیکھنا تمہارا یہ شاہ تمہارے ساتھ کیا کیا کرتا ہیں۔۔۔ کایاں اس کی طرف قدم بڑھاتا اس کی طرف دیکھتا گھمبیر آواز میں بولا

تھا۔۔۔ وہ اس وقت کایان کی نیلی سمند جیسی آنکھوں میں کھوئی ہوئی
تھی جس کی وجہ سے وہ اس کا خود

کی طرف بڑھنا محسوس نہیں کر پائی تھی۔۔۔ وہ اس کے پاس آتا اس کو
اپنی طرف کھینچ کر پیٹ سے پکڑتا گول گول گھما گیا تھا۔۔۔ وہ ایک ہاتھ

سے اس کے پیٹ میں گد گدی کر رہا تھا جس کی وجہ سے اس کی

کھلکھلاہٹ پورے کمرے میں گونجی تھی جلدی سے تیار ہو کر آؤ

تمہیں تمہارے فیوڑٹ پارک میں کے کر جاؤ۔۔۔ جلدی آناور نہ

میری نیت خراب بھی ہو سکتی ہیں۔۔۔ وہ اس کو نیچے اتارتا نرمی سے بولا

تھا۔۔۔ اس کی بات سن کر حور ہاں میں سر ہلاتی اپنے کمرے کی طرف

بھاگی تھی۔۔۔ گھر میں جو کچھ ہوا تھا اور پڑھائی کی وجہ سے اس کا ذہن

ڈسٹرب ہو گیا تھا اس وجہ سے وہ اس کا ذہن فریش کرنا چاہتا تھا۔ اور

سب سے بڑی بات وہ زیان کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا

-: تقریباً ساڑھے چار سال بعد

میں ابھی ریڈی ہو کر ٹائم سے پہنچ جاؤں گی فکر ناکر۔۔۔ اس وقت کنزہ کسی سے فون پر بات کرتی اسے اپنے آنے کی اطلاع دے رہی تھی۔۔۔ اس نے اپنی ساری پڑھائی مکمل کر لی تھی۔۔۔ اب پچھلے چھ

ماہ سے وہ ایک بہت ہی بڑی یونیورسٹی میں لیکچرار تھی۔۔۔

اس دن شاہ حویلی سے آنے کے بعد وہ اتنا روئی تھی جس کی وجہ سے اس کی طبیعت خراب ہو گئی تھی۔۔۔ جس پہ اس نے عاصمہ اور شبانہ کو کال کی تھی اور ان دونوں نے ہی کنزہ کا خیال رکھا تھا۔۔۔ دوست جب مخلص ہوں تو برا وقت ٹال دیتے ہیں۔۔۔

اس کے بعد کنزہ نے خود کو اچھی طرح سمجھایا تھا اس نے خود میں ہمت پیدا کر کے اپنی پڑھائی دوبارہ کانٹھ کی تھی۔۔۔ اسے ایک بہت اچھی

جگہ کیئر ٹیکر کی جو ب ملی تھی۔۔۔ ایک عورت تھی اس کے بیٹے آوٹ
آف کنٹری رہتے تھے۔۔۔ او کنزہ کو ان کا خیال رکھنا ہوتا تھا۔۔۔
اسے سیلری بھی اچھی ملتی تھی جس سے اس کی فیس بھی پوری ہو جاتی
تھی۔۔۔ باقی وہ کچھ آن لائن کام کرتی تھی جس کی وجہ سے اس کے گھر کا
خرچہ ہو جاتا تھا۔۔۔ اب اس کو جب سے یہ لیکچرار کی جو ب ملی تھی تب
سے اس نے وہ والی جو ب چھوڑ دی تھی۔۔۔

شاہ حویلی میں سے کا یان ہی اس سے صرف ملنے آتا تھا وہ بھی کبھی کبھی
لیکن پچھلے سات آٹھ مہینوں سے نہیں آیا تھا زیان کو اس نے کچھ
ساڑھے چار سالوں میں سب سے زیادہ یاد کیا تھا۔۔۔ لیکن اس شتمگر نے
کبھی اس کو اپنی جھلک نہیں دکھائی تھی

کنزہ نے فیک آئی ڈی بنا کر اس فیسبک اور ہر شوشل آکاوٹ پر فالو کیا
ہوا تھا۔ وہ روز اسے دیکھتی تھی۔۔۔ اکثر وہ کسی نا کسی معاملے کی وجہ

سے بریکنگ نیوز کی زینت بنا ہوا ہوتا تھا۔ اس کو دیکھ کر کنزہ کا دل ایک
الگ ہی انداز میں ڈھڑکتا تھا۔ اس کا دل بڑا کرتا تھا وہ اسے
ایک بار جان زیاں ہی کہہ کر پکارے لیکن جب اس کی بے رخی اور بے
اعتنائی یاد آتی تھی اس کا دل ان سب اچاٹ جاتا تھا۔ محبت سے پہلے
اسے اپنی عزت نفس پیاری تھی۔۔۔ محبت کی پہلی شرط ہی عزت
تھی۔۔۔ جہاں عزت نہیں وہاں محبت نہیں۔۔۔ اس نے اپنے دل کو
روکا تھا ہمیشہ اب اس کا دل اتنا سخت ہو چکا تھا اس نے پچھلے چھ ماہ میں
ایک بار

بھی زیاں کی تصویر نہیں دیکھی تھی۔۔۔ اب وہ صرف اپنے کام اور
دوستوں میں مصروف رہتی تھی۔۔۔ کچھ ہی دنوں میں شبانہ کی شادی
تھی۔۔۔ جبکہ عاصمہ کی شادی کچھ ماہ پہلے ہی ہوئی تھی۔۔۔ وہ دونوں بھی
اس کے ساتھ ہی لیکچرار لگی تھی۔۔۔

وہ تینوں یونی کے بعد شبانہ کی شادی کے بارے می ڈسکس کرتی
تھی۔۔ کنزہ نے کبھی بھی اپنی پریشانیوں اور تکلیفوں کی وجہ سے ان کی
خوشیاں خراب نہیں کی تھی۔۔ اس کی قسمت میں جو لکھا تھا وہ اس کو مل
تھی جس annual party کر رہنا تھا آج ان کی یونی میں ایک
کے لیے وہ تیار ہو رہی تھی اور عاصمہ نے اسے پک کرنے آنا
تھا۔۔ آج ان کی یونی میں کچھ خاص مہمان آنے والے تھے۔۔ یہ
پارٹی یونی والوں کے لیے بہت زیادہ اہم تھی۔۔ اس وقت وہ ڈریسنگ
مرر میں اپنے عکس کو دیکھ رہی تھی
اس نے اپنی آنکھوں میں سے لینز اتارے تھے۔۔ آج اتنے دنوں بعد
اس نے اپنی گرے آنکھوں کو دیکھا تھا جس سے کبھی کسی کو بے انتہا
محبت تھی کنزہ نے ان پہ بلیک لینز لگائے ہوئے تھے کیونکہ وہ جب بھی
ان آنکھوں کو دیکھتی تھی اسے اس شتمگر کی یاد آ جاتی تھی

اس لیے اس نے آنکھوں کا رنگ ہی بدل لیا تھا۔۔۔ آج اس نے اپنی
آنکھوں کو دیکھا تھا جس کو دیکھتے ہی اسے وہ لمحے یاد آتے تھے جب وہ
ستمگر اس کی آنکھوں کو چومتا تھکتا نہیں تھا۔۔۔ اس پل کو یاد کرتے ہی
آنسو اس کے عارض پر بہہ رہے تھے

اس نے اپنی آنسو آئینے میں دیکھ کر بڑی بے دردی سے ڈگڑے تھے
جب اسے اس کی پرواہ نہیں تھی تو وہ کیوں آنسو بہا رہی تھی۔۔۔ اس
وقت اس کی عمر چوبیس سال تھی کچھ ماہ بعد اس نے پچیس سال کا ہو جانا
تھا اس پر جوانی بہت کی کمال کی آئی تھی

وہ پہلے سے کہیں زیادہ خوبصورت ہو گئی تھی۔۔۔ اس کے ڈمپل اب اور
بھی زیادہ چمکتے تھے بات بات پر وہ اپنے درشن کرواتے تھے۔۔۔ اس کی
تھوڑی اور رخسار کا تل بھی بڑا ہو گیا تھا۔۔۔ جو اس کے خوبصورت
چہرے پر اور بھی زیادہ ججتا تھا۔۔۔

اس کے سیاہ بال کمر سے بہت زیادہ نیچے آتے تھے اس وقت وہ بلیو کلر کی
شلوار قمیض پہنے جس کے اوپر گولڈن دھاگے کا کام کیا ہوا تھا نیچے اس
نے کیپری کے ساتھ کھسہ پہنا ہوا تھا۔۔۔ سر پر سلیقے سے دوپٹا کیے اب
وہ اپنے کندھوں پر چادر اوڑھ گئی تھی

چہرے پر اس نے ماسک لگایا تھا۔ اب وہ عبایا بہت کم پہنتی
تھی۔۔۔ ابھی وہ ایک نظر دوبارہ خودک دیکھ رہی تھی جب شبانہ کی کال
آئی تھی وہ کال کا ٹی اپنا پرس اٹھاتی باہر کی طرف بڑھ گئی تھی

تاتو آپ تھا جارہے ہے (چاچو آپ کہا جارہے ہے) زیان جوا بھی تھری
پس سوٹ پہنے نیچے آیا تھا۔۔۔۔۔ شایان (آیان اور دعا کا بیٹا) بھاگتا ہوا
اس کے پاس آتا پیار سے بولا تھا اس وقت سب لوگ ہی لاؤنچ میں بیٹھے

ہوئے تھے۔۔۔۔۔ زیان اس کو اپنی طرف دیکھتا پا کر اس کو گود میں اٹھا
گیا تھا۔۔۔

وہ ساڑھے تین سال کا تھا۔۔۔ اس وقت وہ بلیک شرٹ پہنے اس کے نیچے وائٹ جینز پہن کر بھورے بالوں کو ماتھے پہ بکھیرے جو کہ اس کے باپ پر گے تھے۔۔

جب کہ باقی سب نقوش اس کے ماں پر گے تھے۔۔۔ اس کی آنکھیں
بھی سبز تھی۔۔۔ اس نے اپنی سبز آنکھوں سے اپنے باپ کو گھورا تھا
جو صبح سے اس سے منہ پھلا کر بیٹھا تھا۔۔۔ ناہی اس نے اس کو مخاطب کیا
تھا اور ناہی اس کو اپنی گود میں اٹھایا تھا۔۔۔ ان دونوں ماں بیٹے نے مل
کر آیان کا جینا حرام کیا ہوا تھا۔۔۔ بیٹا علیحدہ اپنی شرارتوں سے اسے
تنگ کرتا تھا

اور ماں اسے اپنے رومینس کے طریقے سے سرخ کر دیتی
تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے کایان اپنے کام کا بہانا بنا کر پورا پورا ہفتہ گھر
سے غائب رہتا تھا۔۔۔ لیکن جب وہ آتا تھا تو اگلے پچھلے حساب بے باک
ہوتے تھے۔۔۔ وہ بہت ہی شرارتی قسم کا بچہ تھا۔ جب کے اس کے
برعکس زیام (ضارب اور فجر کا بیٹا) بہت ہی کم گو اور سنجیدہ تھا۔۔۔ وہ
بہت ہی خاموش طبیعت کا مالک تھا۔۔۔ اگر کوئی اس کو مخاطب کرنے
کی کوشش کرتا تھا تو وہ اس کا جواب صرف ہاں یا ہم میں دیتا تھا۔۔۔ وہ
چار سال کی عمر میں سکول جاتا تھا۔
اس کی آنکھیں بال وہ مکمل اپنے باپ کی کاپی تھی۔۔۔ اس کی ڈلیوری
نارمل ہوئی تھی۔۔۔ جبکہ دعا کا سی سیشن ہوا تھا۔۔۔ شایان بہت ہی
موٹو تھا جبکہ زیام اپنی فٹنس کا بہت ہی اچھی طرح خیال رکھتا تھا۔۔۔ وہ
ایک فٹ بچہ تھا۔۔۔ ان دونوں کا نام ہی حور نے رکھا تھا

ضارب نے زیام کو چالیس دن بعد اپنے ساتھ لندن لے جانے کی خواہش کی تھی۔۔۔ جس پہ فجر ٹرپ کر رہ گئی تھی۔۔۔ اگر اس کو یہ بچہ نہیں بھی چاہیے تھا لیکن اس کے باوجود بھی وہ ماں تھی اور نو مہینے جب اس نے اس کو پیٹ میں پالا تھا اس کو یقین ہو گیا تھا یہ احساس دنیا کا سب سے خوبصورت احساس ہیں۔۔۔ ایک بچے سے جتنا ماں پیار کر سکتی ہیں اتنا کوئی بھی نہیں کر سکتا۔۔۔ زیام سب سے زیادہ ضارب سے ہی اٹیچ تھا۔۔۔ ضارب اور فجر کے درمیان ابھی تک سرد مہری جاری تھی۔۔۔

ضارب نے پریگنسی کے وقت فجر کا خیال رکھا تھا۔۔۔ تب سے ہی فجر کو اس سے محبت ہو گئی تھی۔۔۔ لیکن اس نے ضارب کو نہیں بتایا تھا یہ سوچ کر کہ وہ کیا سوچیں گا اس کے بارے میں ہر وقت اس کا پیار چینج

ہوتا رہتا ہیں

ان دونوں کے درمیان ناراضگی کے بارے میں صرف مہرین بیگم کو پتا تھا وجہ انہیں بھی نہیں بتائی گئی تھی لیکن اپنے بیٹے کی تکلیف سے وہ بخوبی اندازہ لگا سکتی ہیں۔ انہوں نے ضارب کو سمجھایا بھی تھا کہ اگر فجر ضد نہیں چھوڑ رہی تو وہ اس منالے

جس پہ ضارب خاموش ہو گیا تھا۔۔۔ فجر نے پچھلے تین سالوں میں کوئی بھی ایسا دن نہیں چھوڑا تھا جب اس نے اپنی محبت کا اظہار نہ دیا ہو۔۔۔ اس کو مہرین بیگم نے روکا تھا کہ وہ ایک بچے کو ماں سے جدا کرے اس وقت اسے فجر کی ضرورت ہیں۔۔۔ ضارب بھی یہ بات سمجھتا تھا کہ اس کو ماں کے فیڈ کی ضرورت ہیں

ضارب نے ان پچھلے ساڑھے چار سالوں میں اپنے بزنس پر بہت کم دھیان دیا تھا۔ اس نے اپنا سارا بزنس نعمان علی شاہ کی سپرد کیا تھا۔۔۔ وہ اتنے بوڑھے بھی نہیں ہوئے تھے جو نا سمجھاں پاتے وہ سمجھ سکتے

تھے کہ فجر کو اس وقت ضارب کی ضرورت ہیں لیکن انہیں یہ نہیں پتا
تھا کہ زیام کو ضرورت ہیں ضارب کی پورا دن زیام کو ضارب ہی
سمبھالتا تھا فجر کو وہ زبردستی کالج بھیجتا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اپنی
پڑھائی چھوڑ دیں اب فجر ڈاکٹر کی اونچی پوسٹ پر تھی۔۔۔ وہ ایک بہت
ہی قابل ڈاکٹر تھی ضارب زیام فجر کو اس وقت دیتا تھا جب اسے فیڈ کی
ضرورت ہوتی تھی۔۔۔ ضارب نے اس کی جان لینے کی بجائے ہر
طریقے سے اس کی جان نکالی تھی۔۔۔ وہ اپنے بچے کو اپنی آغوش میں لینے
کے لے رو کر تڑپ کر سو جاتی تھی لیکن ضارب کو اس پوزرار حم
نہیں آتا تھا۔

دو سال فجر نے زیام کو فیڈ کروایا تھا اس کے بعد ضارب نے اسے
مخاطب کرنا ہی چھوڑ دیا تھا۔۔۔ اب وہ پچھلے ڈھائی سالوں میں اندر اندر

سے مر رہی تھی۔۔۔ وہ اسے دن میں ہزار بار میسج کے ذریعے اپنی محبت کا یقین دلاتی تھی

وہ اس کی کال پک ہی نہیں کرتا تھا وہ اکثر زیام لو لے کر لندن چلا جاتا تھا۔۔۔ اور کی کی دنوں بعد آتا تھا۔ کسی میں اتنی ہمت نہیں ہوتی تھی کہ کی بول پائے۔۔۔ اب زیام اس وقت اپنے ماموں کی جھولی میں بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ جب کہ باقی سب لوگ شایان اور زیان کو دیکھ رہے تھے کنزہ کے جانے کے ایک سال بعد ہی انوشہ کاروڈا ایکسپڈنٹ ہوا تھا۔۔۔ جس میں وہ اپنی ندگی کی جنگ ہار گئی تھی۔۔۔ اس کے مرنے پر زیان نے شکر کی سانس بھری تھی

کہ اس کی جان چھوٹی اس عذاب سے۔۔۔ اس کے ماموں نے بہت زیادہ تماشہ ڈالا تھا کہ اس نے کیس بھی کیا تھا زیان پر کہ ان کی بیٹی کو مارا ہیں لیکن زیان نے وہ کیس پانچ منٹ ختم کر دیا تھا

چاچو کی جان آپ کو کتنی بار بولا ہیں میں آپ کا تایا بولگتا ہوں آپ کو
میری بات سمجھ نہیں آتی۔۔۔ وہ سب کو سلام کرتا ایک جگہ پر جا کر بیٹھا
تھا شایان کو اس نے اپنی گود میں لیا ہوا تھا اب وہ زیا م کو اپنی طرف آنے
کا اشارہ کر رہا تھا۔

اس وقت حور اور کایان کے علاوہ سب لوگ ہی موجود تھے یہاں پر
۔۔۔ حور اس وقت ہسپتال میں موجود تھی۔۔۔ اور کایان بزنس کے
سلسلے میں آؤٹ آف کنٹری گیا ہوا تھا۔۔۔ ان دونوں کی شادی کی بات
چل رہی تھی

اور کچھ ہی دنوں میں حور نے رخصت ہو کر کایان کی آغوش میں چلا
جانا تھا۔۔۔ کایان اور زیا م ابھی تک سرد مہری برقرار تھی زیا م نے
کہیں بار منانے کی کوشش کی تھی لیکن کایان نے یہ کہہ کر بات ختم کر
دی تھی کہ جب تک

وہ کنزہ کو نہیں لاتا اس سے معافی نہیں مانگتا تب تک وہ اس سے بات نا کریں۔۔ اور زیان نے بھی اب اس کو منانے کی کوشش چھوڑ دی تھی۔۔ اب ان کے درمیان کچھ سیریس معاملوں پر ہی بات جیت ہوتی تھی

زیان اس وقت بلیک اینڈ وائٹ رنگ کا تھری پیس سوٹ پہنے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے سنجیدہ چہرہ لیے بلا کا حسین لگ رہا تھا اس کا چوڑا سینہ اور کسرتی جسم اور بھی زیادہ دلکش ہو گئے تھے۔ ان ساڑھے چار سالوں میں اس نے جم اور ورزش پر اچھا خاصہ زور دیا تھا پچھلے چار سالوں میں سے تین سال وقاص علی شاہ روز کہتے تھے کہ وہ کنزہ کے پاس جاتے ہیں اس سے معافی مانگ کر اس کو لے کر آتے ہیں لیکن زیان نے انہیں اپنی قسم دے کر روک لیا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ داجی کسی سے بھی معافی مانگے

تجھ نہیں ہوتا تو میں آپ تو تا تو ہی بلا یا تروں گا تیونکہ یہ بہت تول لفظ
ہیں (کچھ نہیں ہوتا چاچو میں آپ کو چاچو ہی بلا یا کروں گا یہ بہت ہی کول
لفظ ہیں) زیام جو زیان کے بلا نے پر اپنی باپ کی گود سے نکل کر زیان
کے پاس آ رہا تھا۔

اس کو دیکھتے ہی شایان اپنی ٹانگیں مکمل پھیلاتا اس کی گود میں بیٹھ گیا تھا
تاکہ اس کے بیٹھنے کی جگہ نا بچیں۔۔۔ شایان اکثر زیام کے ساتھ کھیلنے
کے لیے اس کے پاس جاتا تھا۔ لیکن زیام ہمیشہ ہی اس کو منع کر دیتا تھا
وہ شاہ خاندان میں حور کے بعد پہلا بچہ تھا جس کو خوب پیار ملا تھا۔ اس
کے منع کرنے پر شایان کو بہت غصہ آتا تھا لیکن وہ صبر کے گھونٹ بھر
کر رہ جاتا تھا کیونکہ وہ اس سے بڑا تھا پانچ چھ ماہ۔۔۔ جیسے میرے چارم کا
دل کریں ویسے بلا لیں مجھے زیان اس کو اپنی ایک ٹانگ میں بٹھاتا
دوسرے ہاتھ کی مدد سے زیام کو اپنی گود میں بٹھا گیا تھا۔۔۔ اسے جتنی

محبت شایان سے تھی اتنی ہی زیام سے بھی تھی شاہد اس سے بھی

زیادہ۔۔۔ زیان کو اس کا سنجیدہ پن بہت زیادہ اچھا لگتا تھا

کہا جا رہے ہیں آپ ماموں۔۔۔۔۔ زیام زیان کی گود میں بیٹھتا اس کو اتنا ریڈی دیکھ کر سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔۔ وہ زیان کا یان اور آیان تنیوں کر ہی ماموں کہہ کر بلاتا تھا۔۔۔ فجر زیام کو دیکھ کر تڑپ رہی

تھی۔۔۔ اس کو اپنے بیٹے کو گلے لگائے نا جانے کتنے دن ہو گئے تھے میں ایک پاڑتی میں جا رہا ہوں میری جان۔۔۔ وہ زیام کے ماتھے پہ لب رکھتا نرمی سے بولا تھا۔۔۔ جبکہ شایان یہ سب دیکھتا اپنا پورا زور لگاتا زیان کی آغوش سے نکلنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ جب کہ اس کو اتنا زور لگاتا دیکھ کر زیان اس کو نرمی سے نیچے اتار گیا تھا۔۔۔

آپ نے اس تھڑوس تو بتایا کہ آپ تہاں جا رہے ہیں آپ نے مجھے نہیں بتایا کہ آپ تہاں جا رہے ہیں اور آپ نے انہیں تس بھی کی (آپ نے

اس کھڑوس کو بتایا کہ آپ کہاں جا رہے آپ نے مجھے نہیں بتایا آپ
کہاں جا رہے اور آپ نے اس کو کس بھی کی (وہ اس کی طرف دیکھت
روتا ہوا سوں سوں کرتا بولتا اپنی ماں کے پاس بھاگ گیا تھا۔۔۔ جبکہ
سب اس کو دیکھ رہے تھے

جب کہ آیان اپنے ڈرامے بازیٹے کو دیکھ رہا تھا جو ایسے ہی ڈرامے کر
کے اور جھوٹے مگر چھ والے آنسو بہا کر اسے دعا سے ڈانٹ پڑواتا تھا
۔۔۔ جب کہ زیان اب اس کو پکار رہا تھا۔۔۔ جواب اپنی ماں کی گود میں
سونے کی کوشش کر رہا تھا بھی زیان اس کو ایک بار پھر بلاتا جب اس کا
موبائل بجاتا تھا۔۔۔ وہ اپنے موبائل پر کال دیکھ کر زیام کو ایسے ہی اپنی گود
میں اٹھاتا ضارب کو دیتا سب کو الوداع کرتا باہر کی طرف بڑھ گیا
تھا۔۔۔ اس کے چہرے پر بے سکونی ہی بے سکونی تھی جو وقاص علی شاہ

دیکھتے اندر اندر سے گھٹ گھٹ کر مر رہے تھے یہ سب ان کی وجہ سے
ہوا تھا اگر وہ چاہتے تو اس دن یہ سب ہونے سے روک سکتے

تھے۔۔۔ ان کو اپنے بیٹے کی موت کی خبر نے اور زیادہ کمزور کر گیا
تھا۔۔۔ ان کو یہ جو امید تھی کہ کبھی ظہور علی شاہ سے ملاقات کریں
گے وہ امید بھی ختم ہو گئی تھی۔۔۔ اب انہوں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ
کنزہ کے پاس جا کر اس سے معافی مانگ کر اسے واپس لائے

گے۔۔۔ ضارب نے کبھی بھی زیان سے اپنا رویہ خراب نہیں کیا تھا
۔۔۔ کیونکہ اس کی بدولت ہی تو اسے اس کی محبت ملی تھی۔۔۔ زیان کی
آواز ناسن کر شایان نے دعا کی گود سے چہرہ اٹھا کر دیکھا تھا زیان کو کہیں
ناپا کر وہ دوبارہ سو گیا تھا۔۔۔ جب کہ آیان اپنے نوٹسکی بیٹے کو گھور کر رہ
گیا تھا۔ اس نے جتنی نظروں سے دعا کو دیکھا تھا جیسے کہنا چاہ رہا ہوں
دیکھ لوں اپنے بیٹے کے کرتوت مجھ معصوم کو تو ایسے ہی بدنام کیا ہوا ہیں

-- اس کی نظروں کا مطلب سمجھتے ہی دعا نے اس گھورا تھا جو اس کے بیٹے کو گھور رہا تھا۔ دعا نے اسے آنکھوں سے اشارہ کیے جس کو سمجھتے ہی آیان سٹپا تا اپنی پلکیں جھپکا گیا تھا

جاؤں ماما کے پاس جاؤں۔۔۔ فجر کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر ضارب نے زیا م کو کان میں سرگوشی نما آواز میں کہا تھا۔۔۔ فجر اس وقت کسی غیر مری نقطے کو گھور رہی تھی اس کی آنکھوں میں نمی تھی۔۔۔ اس کی بات سنتے ہی زیا م نے اپنے باپ کو دیکھا تھا

جیسے اس کو یقین نہیں آیا تھا کیونکہ ضارب زیا م کو فجر کے پاس جانے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں بے یقینی دیکھ کر ضارب اس کی آنکھوں پہ اپنے لب رکھتا اس کو جانے کا بول رہا تھا

ماما۔۔۔ اس کا اشارہ سمجھتے ہی زیا م جلدی سے اترتا فجر کی طرف بھاگا تھا۔۔۔ فجر جو دونوں باپ بیٹے کو دیکھ کر اپنے آنسو پر قابو پا کر اوپر اپنے

کمرے کی طرف جارہی تھی۔۔۔ زیام کے پکارنے پر فجر نے ایک سیکنڈ
سے پہلے پیچھے دیکھا تھا

اس کو اپنی طرف بھاگتا دیکھ کر وہ دونوں باہیں پھیلا گئی تھی۔۔۔ وہ اس فجر
کے سینے میں سما یا تھا فجر اس کو اپنے سینے میں بھیجتی اس پر اپنی گرفت
مضبوط کرتی اس کے چہرے کو دیوانہ وار چوم رہی تھی۔۔۔ سب لوگ
ہی اس بات سے واقف تھے کہ ضارب اور فجر کے درمیان کچھ ٹھیک
نہیں چل رہا

لیکن بولنے کی کسی میں ہمت نہیں تھی۔۔۔ اب ضارب کے علاوہ
سب لوگ ہی فجر کا پیار دیکھ رہے تھے۔۔۔ ان پچھلے تین سالوں میں
فجر نے ضارب کا ایک ایک کام خود کیا تھا۔۔۔ وہ جو کبھی کچن میں اپنے
لیے کھانا لینے نہیں گئی تھی۔۔۔ اس نے کوکنگ سیکھ کر ضارب کے لیے
کھانے تیار کیے تھے

ضارب کو اس بات کا پتا ہوتا تھا کہ وہ فجر نے ہی اس کے لیے بنائے ہیں
لیکن وپھر بھی انجان بن کر کھا لیتا تھا وہ ایک منٹ بھی اس سے غافل
نہیں رہا تھا۔۔۔ لیکن اس نے جو سزا اسے دی تھی اس کا بدلہ لینا تو بنتا تھا
اس سے

فجر ایک نظر سب کو دیکھتی اور سب سے آخر میں ضارب کو دیکھتی
زیام کو اپنی باہوں میں اٹھاتی اوپر کی طرف بڑگی تھی۔۔۔ ضارب جو
بظاہر یہ دکھا رہا تھا کہ وہ اسے نہیں دیکھ رہا لیکن اس کی سپیڈ دیکھ کر
ضارب نے اپنا نچلے لب دبا کر اپنی مسکراہٹ روکی تھی۔۔۔۔ اس وقت
رات ہو رہی تھی سب لوگ ہی اپنے اپنے کمرے کو کی طرف بڑھ
گئے تھے۔۔۔ ضارب حاجی کو سہارا دیتا ان کے کمرے کی طرف لے
گیا تھا۔ آیان شایان کو اٹھاؤ اور کمرے میں چلو۔۔۔ آیان جو دعا کو
شایان میں بزی دیکھ کر خاموشی سے کھسک رہا تھا تاکہ دعا کی ڈانٹ سے

بچ سکے لیکن دعا نے اس کو جاتا دیکھ کر اپنی طرف بلایا تھا وہ جو تیز تیز
قدموں سے مہمان خانے کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔۔ اس کی آواز سن کر
آیان کے قدموں کو بریک لگی تھی جبکہ آیان نے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا دعا
کو اپنی طرف غصے سے گھورتا پا کر اس نے اپنا نچلے لب دانتوں تلے دبایا تھا
سے آتا دعا کی باہوں سے شایان کو لے گیا تھا۔۔۔ شایان آیان جلدی
کو دیتے ہی دعا اس کو آنکھوں کے اشارے سے جلدی اوپر آنے کا کہتی
اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔ اس کو جاتا دیکھ کر آیان نے
شایان کو دیکھا تھا

جو اپنا نچلے لب باہر کی طرف نکال کر سو رہا تھا۔۔۔ آیان کو اس پر ٹوٹ کر
پیار آیا تھا۔۔۔ وہ مکمل اس کی کاپی ہی تھا۔۔۔ وہ بہت ہی نرمی سے اس کی
دونوں گالوں پر لب رکھ گیا تھا۔۔۔ اس دعا سے بھی زیادہ اب شایان
سے پیار تھا یہ بات اس نے دعا سے بھی کہیں تھی جس پہ دعا نے اسے

پوری رات ایک ٹانگ پر کھڑا رکھا تھا اور اسے کے بعد اسے نے اپنے
پاس اسے نہیں بھٹکنے گیا تھا۔۔۔ آیان ایک نظر سیڑھیوں کو دیکھتا
جہاں پر دعا نہیں تھی

وہ اپنی زیادہ شامت نہیں بلوانا چاہتا تھا۔ اس لیے وہ شایان کو اپنے سینے
سے لگاتا اوپر کی طرف بڑھ گیا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ سیڑھیوں چڑھ رہا تھا
تاکہ شایان کی نیند خراب نہ ہوں۔۔۔۔۔ اسے وہ سب سے زیادہ عزیز تھا
آپ بہت بدل گئے ہیں شاہ۔۔۔ کایان جو کب سے اپنا کام ختم کر کے
حور کو لینے آیا تھا حور ابھی فری ہوئی تھی۔۔۔ اب وہ کب سے اس کے
ساتھ بیٹھی تھی لیکن کایان نے اسے صرف ایک بار مخاطب کیا تھا جس
کا شکوہ وہ اب اس سے کر رہی تھی۔۔۔

اس کی بات سن کر کایان نے اس کی طرف دیکھا تھا جو اس کو شکوہ کن
نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس کو دیکھ کر کایان نے آئبر واچکائے

تھے وہ اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ وہ کیسے بدل گیا ہیں اس نے ایسا کیا کر دیا
ہیں جو اس کو اس میں بدلاؤ نظر آرہے ہیں

آپ نے مجھ سے آج بات نہیں کی اور مجھے آئسکریم کھلانے بھی نہیں
لے گئے اور سب سے بڑی بات آپ نے مجھے روح من کہہ کر
ماتھے پر بوسہ بھی نہیں دیا۔۔۔ وہ اس کی بلیک شرٹ کے بٹنوں سے
چھیر چھانی کرتی اس سے شکوہ کر رہی تھی

جب کہ اس کے شکوے پر کایان کو ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔ اس نے اس
کو چاکلیٹ کھانے سے منع کر دیا تھا اور وہ کبھی کبھی اس کو آئسکریم
کھانے لے جاتا تھا۔۔۔ آج اتنے دنوں بعد حور کو آئسکریم کی کریونگ
ہو رہی تھی جس پہ وہ کایان کو منارہی تھی

کایان نے ان پچھلے چار سالوں میں کنزہ کو ایسے پالا تھا جیسے ایک بچہ پالا
جاتا ہیں اس کی ایک ایک چیز کا خیال اس نے خود رکھا تھا۔ اس نے خود

بھی ڈاکٹر کی پڑھائی کمپیٹ کر لی تھی۔۔۔ یہ بات ابھی تک گھر میں
زیان اور حور کے علاوہ کسی کو پتا نہیں تھی کہ وہ ایک ڈاکٹر بھی ہیں
روح من بس کچھ دن انتظار کر لوں پھر تمہارا یہ شاہ تمہیں کہاں کہاں
بوس دیں گا تم سوچ بھی نہیں سکتی۔ وہ اس کو ایک ہاتھ سے اپنے قریب
کرتا دوسرے ہاتھ سے سٹیرنگ سمجھاتا اس کے ماتھے پر لب رکھ گیا
تھا

مجھے گھر جانا ہیں۔۔ اس کو فری ہوتا دیکھ کر حور جلدی سے بولی تھی
۔۔۔ اس کی بات پر کایان گہری سانس بھر کر رہ گیا تھا۔ اسے بھی جلدی
گھر پہنچنا تھا تا کہ وہ بھی زیان پر نظر رکھ سکیں اس نے اس کو جہاں بھیجا
تھا آج وہاں پر کچھ بھی ہو سکتا تھا اس کے خاموش ہونے پر حور گہری
سانس بھر کر رہ گئی تھی۔۔۔ کایان نے خود کے جذبات پر کیسے کنٹرول
رکھا ہوا تھا یہ بس وہ جانتا تھا یا اس کا خدا۔۔۔

آج یونی میں بہت ہی بڑے پیمانے پر پاڑتی تھی۔۔ جس میں ملک کی کچھ جانی مانی ہستیوں کو بھی انوائٹ کیا گیا تھا اس وقت سب لوگ ہی پاڑٹی ایریا میں موجود تھے۔۔ ٹیچرز کے لیے فرنٹ پر صوفے رکھے گئے تھے۔۔ جب کہ باقی پیچھے سٹوڈنٹ کے بیٹھنے کی جگہ تھی

اس وقت کچھ سٹوڈنٹ یہاں پر موجود تھے جب کہ باقی کے کچھ فل حال باہر باہر اپنی اپنی باتوں میں گم تھے۔۔ خاص مہمان جو انوائٹڈ کیے گئے تھے ان کے لیے سٹیج پر ہی جگہ بنائی گئی تھی۔۔ وہ تین لوگ تھے ساتھ میں یونی کرپرنسپل اور سی ای او کی جگہ رکھی گئی تھی کنزہ عاصمہ اور ایک اور ٹیچر آپس میں باتیں کر رہی تھی۔۔ کنزہ شبانہ اور ایک میل ٹیچر کی ذمہ داری تھی کہ نے والے مہمانوں کو ویلکم کرنا

-- شبانہ اس لیے باہر کھڑی ان کا ویٹ کر رہی تھی تاکہ وہ سب ٹائم سے
ان کے ویکم کے لیے پہنچ پائے

کنزہ اس وقت سلیقے سے سر پر دوپٹا جمائے بالوں کو کھلا چھوڑے گرے
آنکھوں میں کا جل کی گہری تھیں لگائیں لبوں پر نیود لپسٹک لگائے وہ بلا
کی حسین لگ رہی تھی۔۔۔ لڑکے کیا لڑکیاں بھی اس کو مڑ مڑ کر دیکھ
رہی تھی۔۔۔ کچھ لڑکیوں کو اپنی ہی ٹیچر سے حسد محسوس ہو رہا تھا وہ
بہت ہی اچھی ٹیچر تھی اس کے سمجھانے کا انداز اتنا اچھا تھا کہ سٹوڈنٹ
کو پہلی ہی بار سمجھ آ جاتی تھی۔۔۔ اس کا بیسٹ ٹیچر کا ایواڑڈ بھی مل چکا تھا
ٹیچر ڈے پر۔۔۔ اس نے اپنی زندگی میں آگے ں مڑھنا شروع کر دیا تھا
اب تو اس نے امید بھی چھوڑ دی تھی کہ زیان کبھی آئے گا۔ جب جب
وہ اپنی انسلٹ یاد کرتی تھی جو آج سے ساڑھے چار سال پہلے اسے شاہ

حویلی والوں سے نفرت ہونے لگتی تھی۔۔۔ اس نے ڈی این رپورٹ
بھیجی تھی تاکہ اس کی ماں پر دوبارہ کوئی بات ناہوں
ابھی وہ سب لوگ باتیں ہی کر رہی تھی کہ سب سٹوڈنٹ نے اندر آنا
شروع کر دیا تھا۔ وہ سب ٹیچرز نے ہی اپنی اپنی جگہ سمجھالی تھی جب کہ
کنزہ ابھی باہر جا ہی رہی تھی۔۔ جب پروفیسر حمزہ نے بھی اس کے ساتھ
قدم ملائے تھے۔۔۔

شبانہ کنزہ اور پروفیسر حمزہ نے ہی ان خاص مہمانوں کا ویلکم کرنا تھا۔ وہ
تینوں ہی خاص مہمان بزنس کی دنیا کے بے تاج بادشاہ تھے جنہوں نے
صرف محنت سے آج یہ مقام حاصل کیا تھا۔۔ اس وقت وہ سب لوگ
ہی ایک لائن میں کھڑے تھے۔۔۔

تینوں کے ہاتھ میں بکے موجود تھا۔ جب کہ اندر سے عاصمہ کی آواز آ
رہی تھی یہ پاڑی عاصمہ اور این اور میل پروفیسر نے مل کر کرنی

تھی۔۔۔۔۔ جب کہ پر نسیل بھی اس وقت شبانہ سے زرا فاصلے پہ کھڑا ان سب کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔

سب سے پہلے پروفیسر حمزہ اس کے بعد شبانہ اور لاسٹ میں کنزہ تھی۔ یہ تین بکے ان تین لوگوں کو دینے تھے۔۔۔ جب کہ پر نسیل دس منٹ سے ان کا انتظار کر رہے تھے لیکن وہ نہ آئے آخر کار پر نسیل ان کو ہدایت دیتا اندر کی طرف بڑھ گیا تھا ابھی سب لوگ انتظار کر ہی رہے تھے۔۔۔ جب ان کے آنے کا شور اٹھا تھا۔۔۔ اس وقت دو لوگ سب سے پہلے آئے تھے جن کو شبانہ اور پروفیسر حمزہ نے ایک ایک مہمان کو ویکم بھی کیا تھا اور ان کو بکے بھی دیا تھا

اب کنزہ اس تیسرے انسان کا ویٹ کر رہی تھی۔۔۔ جب اس تیسرے انسان کی انٹری ہوئی تھی کنزہ جو نیچے پھولوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ شور اٹھنے پر اس نے چہرہ اوپر اٹھا کر اس انسان کو دیکھا تھا

وہ سانس لینا بھول گئی تھی۔۔ اس کی سانس سینے میں ہی اٹکی تھی اس کو اتنی سردی میں بھی پسینا آیا تھا اس کا پورا وجود سٹل ہوا تھا اس کو فضا میں آکسیجن کی کمی محسوس ہوئی تھی

اس کے ہاتھ میں بکے لرزا تھا جس پر شبانہ اپنا ہاتھ رکھتی اس کو سمجھا لگئی تھی۔۔۔ اپنے ہاتھ پر اس شبانہ کا ہاتھ محسوس کرتے اس نے نم نگاہوں سے شبانہ کو دیکھا تھا شبانہ اس کو دیکھ کر ناں میں سر ہلا گئی تھی زیاں جو اپنی مغرور پر سنیلٹی کے ساتھ ایک ہاتھ جینز میں ڈالے دوسرے ہاتھ سے موبائل یوز کر رہا تھا۔ اس نے موبائل اپنی جینز کی پاکٹ میں ڈال کر اوپر کی طرف دیکھا تھا اس کا دل شدت سے ڈھڑکا تھا۔

اس نے یہاں پر آنے سے پہلے اپنا ڈری چنچ کیا تھا۔۔ اس وقت وہ بلیک جینز اور پریل شرٹ میں ملبوس تھا۔ اس کے سیاہ بال جو جیل سے

سیٹ تھے سلکی ہونے کی وجہ سے وہ زیادہ دیر سیٹ نہیں رہ پاتے
تھے۔۔۔ وہ اس کے ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے

کنزہ اور وہ اس وقت ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے
۔۔ ساڑھے چار سالوں بعد ایک دوسرے کو دیکھ کر ان کی ڈھڑکنیں
رکی تھی۔۔ وہ اب چلتا ہوا اس کی طرف آ رہا تھا۔ اس کے پاس آتا وہ
اب بھی اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ جب اگلے ہی پل کنزہ اپنی
نظریں جھکاتی خود پر قابو پا گئی تھی۔۔۔ زیان کا دل شدت سے ڈھڑکا
تھا۔۔۔ وہ اس کے چہرے کی طرف دیکھتا اپنا نچہ لب دباتا اپنے بالوں
میں ہاتھ پھیر گیا تھا۔ وہ ان آنکھوں کو کیسے بھول سکتا تھا۔

ویکم مسٹر سید زیان علی شاہ..... کنزہ وہ بکے زیان کی طرف بڑھاتی
سرد لہجے میں بولی تھی۔ اس کا چہرہ بھی بالکل سرد تھا۔ اس نے اب

نظریں اٹھا کر اس کو نہیں دیکھا تھا۔ اس اسر دروہ محسوس کر کے

زیان کے گلے میں گلی ابھر کر معدوم ہوئی تھی

وہ اس کے چہرے پر دیکھتا جہاں پر کوئی جذبات نہیں تھا زیان نرمی سے

اس کے ہاتھ سے وہ بکے لے گیا تھا۔۔۔ کنزہ وہ بکے دیتی اور جلدی سے

اندر کی طرفں رٹھ گئی تھی۔۔۔ شبانہ بھی اس کے ساتھ ہی تھی

جب کہ پروفیسر حمزہ زیان کو آگےں رٹھنے کا اشارہ کرتے خود ان کے

پیچھے ہوئے تھے۔۔۔ زیان وہ بکے اپنی سیکٹر ٹری ماریہ کو دیتے اپنی رعب

دار پر سنیلٹی کے ساتھ اندر بڑھا تھا۔۔۔

اس وقت وہ سٹیج پر بیٹھا تھا۔۔۔ جب کہ کنزہ اس وقت اس کے سامنے

بیٹھی شبانہ اور عاصمہ سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔۔۔ اس نے ایک نظر بھی

زیان کو نہیں دیکھا تھا وہ اس کی نظریں خود پر محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔۔

شبانہ عاصمہ اور کنزہ اس وقت بڑے سے صوفے پر بیٹھے تھے۔۔۔ جبکہ

ان کے سات والے صوفے پر پروفیسر جنید بیٹھے ہوئے تھے۔۔ اس کے ساتھ ہی کنزہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔ پروفیسر جنید نے کنزہ کو شادی کے لیے ایک بار پر پوز بھی کیا تھا جس پہ اس نے

انہیں بتایا تھا کہ اس کی شادی ہوئی ہیں۔۔ اس کے بعد پروفیسر جنید نے اس سے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔ وہ اب بھی کنزہ کو دیکھ رہا تھا ہر تھوڑی دیر میں وہ کنزہ کو مخاطب کرتا تھا جس پر کنزہ ہنس کر اس کا جواب دیتی تھی ہنسنے یا مسکرا نے کی وجہ سے کبھی کبھی کوئی ایسے الفاظ آ جاتے تھے جس کی وجہ سے اس کے ڈمپل اپنے درشن کرواتے تھے۔۔ زیان یہی سے اس کے ایک ایک ایکٹ پر نظر رکھیں ہوئے تھے۔۔ وہ بھٹی کی مانند سلگ رہا تھا

کنزہ یہ نہیں تھا کہ وہ ایک دن بھی اس سے غافل رہا ہوں اس کے ایک ایک ایکٹ پر اس کی نظر ہوتی تھی۔۔ لیکن پچھلے ایک سال میں اس کو

اس کے حال پر چھوڑا ہوا تھا۔۔۔ اس کو جو کیٹر ٹیکر کی جو ب ملی تھی وہ بھی زیان کے کہنے پر ہی ملی تھی۔۔

اس نے ان پچھلے ساڑھے چار سالوں میں اسے دیکھا نہیں تھا لیکن وہ اس کی پل پل کی خبر رکھتا تھا۔۔۔ وہ پچھلے ایک سال سے اپنے گناہوں کی معافی اللہ تعالیٰ سے تہجد کی صورت میں مانگ رہا تھا

کیونکہ یہ اس کے گناہوں کی سزا ہی تھی جو اس سے اتنی بڑی نعمت اس کو مل کر بھی اس سے دور کر دی گئی تھی۔۔۔ وہ انسان جس نے کبھی نماز نہیں پڑھی تھی وہ پچھلے ایک سال میں پانچ وقت کا نمازی بن گیا تھا اور اللہ کو راضی کرنے کے لیے وہ تہجد بھی پڑھ رہا تھا۔۔۔ اسے

یقین تھا کہ ایک دن معجزہ ہو گا اور اسے اس کی محبت مل جائے گی۔۔۔ اب تو وہ عشق بن کر اس کی رگوں میں ڈورٹی تھی۔۔۔ آج اس پاڑٹی میں کایان انوائٹڈ تھا لیکن جب کایان کو پتا چلا تھا تو اسے نے زیان

کو بھیج دیا تھا۔ اس نے زیان کو تہجد میں روتے دیکھا تھا۔۔۔ اس سے
زیان کی یہ حالت دیکھی نہیں جا رہی تھی وہی چاہتا تھا کہ ان دونوں کی
آپس میں ملاقات ہوں اور اس کی محنت رنگ لائی تھی۔۔۔

زیان اب کنزہ کو دیکھ کر بھٹی کی مانند سلگ رہا تھا۔ اس کا بس نہیں
چل رہا تھا وہ پروفیسر جنید کو زندہ زمین میں گاڑ دے جو اس وقت کنزہ
کو اتنے قریب سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ بظاہر تو وہ مسکرا رہا تھا لیکن اندر ہی
اندر سے وہ سلگ رہا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ابھی اس کو
سب کے سامنے سے اٹھا کر لے جائے۔۔۔ لیکن وہ اس کو مزید بدزن
خود سے نہیں کرنا چاہتا تھا

وہ اس سے مل کر اس کو بتانا چاہتا تھا ان چار سالوں میں وہ کتنا ٹرپا ہیں
اس کے لیے۔۔۔ ایک ایک پل اس نے اس کی یاد میں گزارے ہیں

۔۔۔۔۔ وہ چاہتا تو اسے اپنے پاس لاسکتا تھا لیکن جو کچھ اس نے کیا تھا

اس کے بعد اس میں ہمت مہیں بچی تھی

اس کے سامنے جانے کی۔۔۔ وہ اس کے سامنے جانے سے ڈر رہا تھا وہ

ڈر رہا تھا اس بات سے جو فیصلہ اس نے پچھلے چار سالوں میں نہیں لیا وہ

آج لیں لے تو وہ کیا کر لے گا۔ جو لڑکی اس کے بغیر ساڑھے چار سال

گزار سکتی ہیں

وہ اس سے طلاق لے کر خود کو اس رشتے سے آزاد بھی تو کروا سکتی ہیں

۔۔۔ اگر اس نے کبھی ایسا سوچا بھی تو وہ زیان کا وہ پرانے والا روپ جگا

دے گی۔۔ جس کو اس نے بڑی مشکل سے سلا یا تھا۔۔۔ وہ نہیں چاہتا

تھا کہ پرانے والا زیان زندہ ہوں تقریبات کا ایک ہو گیا تھا سب ٹیچرز

کو گھر جاتے جاتے۔۔۔ زیان بھی پاڑی ختم ہوتے وہاں سے چلا گیا تھا

-- جب کہ کنزہ اس وقت شبانہ کے ساتھ ہی گھر واپس آرہی تھی۔۔۔ پوری پاڑی میں اس نے زیان کی نظریں خود پر محسوس کی تھی ابھی شبانہ اس کو سوسائٹی کے اندر چھوڑ کر گئی تھی۔۔۔ وہ اپنے فلیٹ کی طرف بڑھ رہی تھی جب اس کو لگا تھا کہ اس کے پیچھے کوئی ہیں۔۔۔ اس وقت پوری سوسائٹی اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔۔۔ جب کہ کنزہ نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا تھا۔

جان زیان۔۔۔ اس سے پہلے وہ لفٹ کے اندر جاتی جب اس کو اس شتمگر کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھی۔۔۔ وہ جو خاموشی سے اس کو اگنور کیے اپنا خیال سمجھتی آگے کی طرف بڑھ رہی تھی

زیان نے اس کی کلائی پکڑ کر اس کو روکا تھا۔۔۔ کنزہ نے اپنی آنکھیں بند کر کے کھولی تھی اس کو اس کے سامنے کمزور نہیں پڑنا تھا۔۔۔ ہر اس

بات کا بدلہ لینا تھا جس کا وہ حقدار تھا۔ اس سے پہلے وہ اس کو دوبارہ مخاطب کرتا جب کنزہ اس سے اپنی کلائی چھڑاوتی دے دے انداز میں غرائی تھی۔۔۔ اس کی بات سن کر زیان نے اپنا نچہ کب دانتوں تلے دبایا تھا۔ اتنے دن بعد اس کو اپنے اتنے قریب دیکھ کر اس کے حواس سلب ہو رہے تھے۔۔

مرگی جان زیان آپ کے سامنے جو کھڑی ہیں وہ کنزہ ظہور علی شاہ ہیں۔۔۔ اور آپ ہیں کون سب سے بڑی آپ کی ہمت کیسے ہوئی یہاں میرے پیچھے آنے۔۔۔ وہ اس سے اپنی کلائی چھڑواتی حلق کے بل غرائی تھی۔۔۔

میں مانتا ہوں کہ میری عمر ہوگی لیکن ابھی ابھی اتنا بوڑھا نہیں ہوا ابھی ابھی تمہاری سسکیاں نکلوانے کے لیے کافی ہوں۔ وہ اس کو کمر سے

پکڑ کر اپنے نزدیک کرتا گھمبیر آواز میں بولا تھا۔ اس سے پہلے زیان کچھ بولتا جب کنزہ اپنا پورا زور لگاتی اس کو خودے دور کر گئی تھی اس کے سر پر لگی تلوں پر بجھی تھی وہ ساڑھے چال سال بعد بھی اس سے مل کر یہ باتیں کر رہا تھا۔ اس نے ایک بار بھی نہیں پوچھا تھا کہ کیسی ہوں۔۔۔ جب کہ کنزہ جو یہ سوچ رہی تھی۔۔۔ وہ اس کو ملے گا اور سب سے پہلے اس کی آنکھوں کو چومے گا۔

کنزہ ایک گہری سانس بھرتی خاموشی سے دوبارہ لفٹ کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔ جب زیان نے پھر اس کی کلائی پکڑی تھی۔۔۔ چٹاخ۔۔۔ کنزہ اپنی کلائی پر اس کی گرفت مضبوط کرتی اس کے گال پر اپنے نازک ہاتھ سے تھپڑ مار گئی تھی۔۔۔

جب کہ تھپڑ لگنے کے بعد بھی زیان اس کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔۔۔ اگلے
ہی پل وہ اس کو اپنے قریب کرتا اس کی آنکھوں پر لب رکھ گیا تھا اس
کے لب رکھنے پر کنزہ کے جسم میں سنسناہٹ ہوئی تھی
سورج فقط تمہاری دید کی خاطر طلوع ہوتا ہیں۔۔۔ وہ اس کی آنکھوں پر
اپنے لب رکھتا گھمبیر آواز میں بولتا پیچھے ہوا تھا۔۔۔ جب کہ کنزہ ہوش
کی دنیا میں آتی جلدی سے اس کی گرفت سے خود کو چھڑوا گی
تھی۔۔۔ وہ ایک نظر اس کو دیکھتی جلدی سے لفٹ کی طرف بھاگ
گی تھی۔۔۔ زیان اس کی آنکھوں میں خود کے لیے نفرت دیکھتا مزی سلگا
تھا۔ اس آنکھوں میں وہ خود کے لیے محبت دیکھنے کا خواہشمند تھا
۔۔۔ آج انہی آنکھوں میں نفرت کا ایک جہاں آباد تھا

اسی بہانے تم نے مجھے چھو اتو سی جان زیان۔۔ وہ اپنی گال پر ہاتھ رکھتا
ایک نظر لفٹ کو دیکھتا شیر لہجے میں بولتا وہاں سے اپنی گاڑی کی طرف
بڑھ گیا تھا۔۔ اس کا انگ انگ مقابل کا طلب گار تھا۔

جب کہ کنزہ اس وقت اپنے کمرے میں آتی اپنے وجود سے کالی چادر
اتارتی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔۔ مقابل کی باتیں سن کر یہ تو
معلوم ہو گیا تھا کہ اس کو دیکھ کر اس کی طلب جاگی تھی۔۔ جس کی وجہ
سے وہ اس کے پاس آیا تھا۔۔ ورنہ ان چار سالوں میں اسے اس کی یاد
کیوں نہیں آئی تھی

وہ اپنے کانوں سے جھمکے اتارتی ڈریسنگ مرر میں خود کو دیکھتی بنا آواز
کیے رو رہی تھی۔۔ ساری محرومیاں اس کی قسمت میں تھی۔۔ اس کو
کوئی رشتہ بھی مکمل نہیں ملا تھا۔۔ اس نے کبھی بھی اپنے رب سے

شکایت نہیں کی تھی لیکن آج اسے اپنے رب سے شکایت کرنے کا دل
کر رہا تھا

اگلے ہی پل وہ اپنے آنسو صاف کرتی ڈریسنگ مرر کی طرف بڑھی
تھی۔۔ وہ ڈریسنگ مرر سے اپنے لیے بلیک رنگ کی شلوار قمیض لیتی
واٹر روم کی طرف بڑھ تھی۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ کالے رنگ کی شلوار
قمیض پہنے اس کے ساتھ ہی بڑی سی کالے رنگ کی ہی چادر سے حجاب
کیے وہ دمک رہی تھی۔۔ وضو کا پانی اس کے چہرے سے عیاں ہو رہا تھا
۔۔ اس کے چہرے پر پانی کی بوندیں تھی جو اس کو مزید خوبصورت بنا
رہی تھی۔۔ وہ اپنا حجاب سیٹ کرتی جائے نماز لیتی اس کو زمین پر بچھاگی
تھی۔۔۔ بے چین دل کو سکون صرف اللہ کے ذکر سے ہی ملتا
ہیں۔۔۔ وہ بھی اس وقت تہجد ادا کر رہی تھی۔۔۔ یہ وقت بھی تہجد کا تھا

۔۔۔ جب کہ دوسری طرف زیان بھی اس وقت تہجد ادا کر کے اپنی
محبت کو مانگ رہا تھا

اس وقت کنزہ اپنی تہجد مکمل کرتی اس انسان کو بھول جانے کی دعا مانگ
رہی تھی۔۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ اپنی دعا مکمل کرتی وہی جائے نماز پر ہی سو
گی تھی۔۔۔ دوسری طرف زیان کنزہ کی فوٹو کو دیکھ کر آنسو بہا رہا تھا
وہ اس کی فوٹو کو دیکھ کر رو رہا تھا آج اس بے اعتنائی بے رخی اور اس کی
آنکھوں میں نفرت دیکھ کر وہ اندر سے مر رہا تھا۔۔۔ جب کہ زیان کا
اس وقت بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ مقابل کو ابھی اپنے پاس لے آئے

اس وقت سب لوگ ہی ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ زیان
سمیٹ سب لوگ ہی وہاں پر موجود تھی۔۔۔ اس وقت کا یان زیان کو

دیکھ کر مسکرا رہا تھا اس کی شکل بتا رہی تھی کہ اس نے جس کام کے لیے
زیان کو بھیجا تھا وہ ہو گیا ہیں

آیان نے شایان کو اپنی گود میں بٹھایا ہوا تھا۔ جوہر چیز کو زور زور سے
ٹیبیل پر پٹک رہا تھا وہ زیان کو اپنی طرف مخاطب کرنا چاہتا تھا جو اس
وقت اپنی خالی پلیٹ میں چمچ گھما رہا تھا۔

شایان کب سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا وہاں چاہتا تھا کہ وہ اس سے سوری
بولیں۔۔۔ زیام کو اس وقت فجر نے اپنی گود میں بٹھایا ہوا تھا۔ وہ ہر دو
سے تین سیکنڈ بعد اس کو کس کرتی ضارب کو جلتے توے پر بٹھا رہی تھی
وہ جوہر پانچ منٹ بعد اس کو مخاطب کرتی تھی اس کے سامنے اپنی محبت
کا اظہار کرتی تھی کل سے اس نے ایک بار بھی اسے نہیں دیکھا تھا۔ وہ
کل رات زیام کے ساتھ دیر رات تک باتیں کرتی رہی تھی اس کے بعد
وہ سکون سے سو گئی تھی زیام کو اپنی باہوں میں قید کر کے سو گئی تھی اس

کو ڈر تھا کہ کہیں ضارب اس سے زیام کو چھین نالیں۔۔۔ جب کہ
ضارب صوفے پہ بیٹھ کر ساری رات سلگتا رہا تھا۔۔۔ زیام جیسے فجر کے
ساتھ چپک کر سو رہا تھا۔۔۔ اس کا دل کر رہا تھا کہ زیام کو اٹھا کر باہر
پھینک دیں

وہ پوری رات اس کو دیکھ کر بھٹی کی مانند سلگ رہا تھا۔ ایک وقت میں وہ
زیام کو اس سے دور کرنے گیا تھا لیکن جیسے ہی اس نے کمبل اٹھایا تھا اس
کی سانسیں سینے میں اٹکی تھیں۔۔۔ فر کے نائٹ سوٹ کے اگلے دو بٹن
کھلے ہونے کہ وجہ سے

اس کے نشیب و فراز قیامت ڈھا رہے تھے۔۔۔ اس کو دیکھ کر ضارب
کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدم ہوئی تھی۔۔۔ اتنے عرصے بعد اس کو یہ
منظر دیکھنے کو ملا تھا لیکن وہ زیادہ دیر دیکھ نہیں پایا تھا کیونکہ اس کے
جواں جذبات ناگ کی طرح

پھن پھلا کر بیٹھے تھے۔۔ وہ جلدی سے اس پر کمبل ڈالتا اپنی جگہ پر
واپس آ کر بیٹھا تھا۔۔ اس کو پورا وجود اس وقت پسینے سے بھیگ چکا تھا
۔۔ وہ ڈر رہا تھا اپنے جنون سے جب اس نے فجر کی قریب جانا تھا تو فجر کا
وجود ریزہ ریزہ ہو جانا تھا

وہ اپنے ہی جذبوں سے خوف زدہ تھا اور ہونا بھی چاہیے تھا ایک ایسی
عورت جس سے آپ کو عشق ہوں حق ہونے کے باوجود بھی آپ اس
سے دور رہے یہ تو دنیا کا سب سے مشکل کام ہیں محبوب کے پاس ہونے
کے باوجود بھی اس کو صرف دیکھنا اور بھی زیادہ مشکل تھا۔۔ یہی حال
ضارب کا بھی اس نے نظروں کے سامنے رکھ کر اپنے فجر کو کیسے اگنور
کیا تھا یہ تو صرف وہی جانتا تھا اب بھی وہ فجر کو ہی دیکھ رہا تھا جس کا سارا
دھیان زیا م کی طرف ہی تھا وہ اس کی گود میں بیٹھا سینڈ وچ کھا رہا

تھا۔۔۔۔ جب کہ وہ کن اکھیوں سے اپنے باپ کو بھی دیکھ رہا تھا جس کا
چہرہ غصہ ضبط کرنے کے چکروں میں سرخ ہو رہا تھا
بھابھی بھائی کو ناشتہ دیں اور زیا م مجھے دیں دے میں اس کو ناشتہ کرواتی
ہوں۔۔۔ دعا اپنے بھائی کا سرخ چہرہ دیکھتی زیا م کی طرف باہیں پھیلاتی
نرمی سے بولی تھی۔۔۔ اس کی باہوں کو دیکھ کر زیا م نے ناں میں سر ہلایا
تھا

وہ دعا میں نے آک صرف زیا م کے لیے ناشتہ بنایا ہیں۔۔۔ میں نے
ضارب کے لیے کچھ نہیں بنایا آج۔۔۔ وہ دعا کی بات پر بوکھلا گئی
تھی۔۔۔ اتنا سارا ناشتہ ٹیبل پر پڑا تھا لیکن ضارب نے کچھ بھی نہیں لیا تھا
جس کو دیکھتے ہی دعا فجر سے مخاطب ہوئی تھی۔۔۔ اس کی بات پر فجر
اپنا نچلے لب دباتی نرمی سے بولی تھی۔۔۔ جب کہ ضارب کا چہرہ دیکھ کر
جو اس وقت خون چھلک رہا تھا۔۔۔ زیا م نے اپنی مسکراہٹ روکی تھی۔۔۔

سب کو اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا خون آشام
نگاہوں سے اسے دیکھتا کھڑا ہوتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا تھا
۔۔۔ جبکہ پیچھے سے فجر نے اپنی آنکھوں میں موجود نمی کو پیچھے دھکیلا تھا
۔۔۔ وہ اس کے ہاتھ سے ناشتہ کھانے کا عادی تھا یہ اسے آج پتا چلا تھا
۔۔۔ اس کو یقین نہیں تھا کہ وہ اس کے بارے میں کچھ بھی جانتا ہوگا
۔۔۔ کہ اس کا خیال وہ خود رکھ رہی ہیں۔۔۔ مطلب اس سب کچھ پتا تھا پھر
بھی وہ انجان بنا ہوا تھا ابھی زیا م اپنی ماں کی گود میں بیٹھا ادھر ادھر دیکھ
ہی رہا تھا جب اسے کایان نے اپنی طرف بلایا تھا۔۔۔ کایان کی آواز پر فجر
ہوش کی دنیا میں لوٹی تھی اس نے ایک نظر زیا م کو دیکھا تھا جو اس کو ہی
دیکھ رہا تھا اسے بھی سمجھ آ گئی تھی کہ اس کی ماں اس کو لے کر پوزیسیو وہ
اس کو کسی کے ساتھ بھی شیر نہیں کر سکتی۔۔۔ اسے اپنی طرف دیکھتا پا
کر فجر اس کی آنکھیں چوم گئی تھی۔۔۔ اس کی سیاہ پرکشش آنکھیں فجر کو

بہت زیادہ پسند تھی ضارب جو اور سیڑھیوں پر چڑھتا ایک نظر اس نے
پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔۔۔ یہ منظر دیکھتے ہی اس کے گلے میں گلٹی ابھر کر
معدوم ہوئی تھی۔۔۔ اس نے ایک نظر فجر کو دیکھا تھا جو زیام کو اپنی گود
سے اتار رہی تھی۔۔۔ اس کی گود سے اترتے ہی زیام کا یان کی گود میں
جا بیٹھا تھا۔۔۔ جب کہ ضارب ایک نظر فجر کو دیکھتا اپنے چہرے پر
مسکراہٹ سجاتا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ اس کی سیاہ
آنکھیں اس وقت چمک رہی تھی تو ضرور کوئی بات تھی۔۔۔
زیام کو اپنی ماموں کی گود میں بیٹھا دیکھ کر شایان نے بھی اپنے باپ کی
گود سے اترنا چاہا۔ اس وقت اس کا چھوٹا سا چہرہ جلن کے مارے سرخ
ہو رہا تھا۔۔۔ آیان اس کا چہرہ دیکھتا اس کو جلدی سے اتار گیا تھا

وہ ایسے ہی ہر بات پر دعا کی طرح پوزیسو تھا۔ اس نے آیان کی گود سے اتر ایک نظر اوپر دیکھا تھا جہاں اس کا ماموں کہیں بھی نہیں تھا۔ اس کو دیکھتے ہی زیام نے اپنی زبان باہر نکال کر اس کو چڑھایا تھا وہ اپنی چھوٹی چھوٹی مسٹھیں بھینچتا چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا زبان کے پاس جا پہنچا تھا۔ ماموں نا صبح چاچو ہی صبح۔ زیان جو اپنی ہی دنیا میں گم تھا اس نے شایان کے آنے کا نوٹس بھی نہیں لیا تھا۔۔۔

جب کہ شایان کو دیکھ کر زیام نے اپنا نچلے لب دبا کر اپنی مسکراہٹ روکی تھی۔ وہ بہت ہی سنجیدہ قسم کا بچہ تھا لیکن اس کو شایان کو تنگ کر کے ایک الگ ہی مزہ ملتا تھا۔۔۔ جب کہ اب شایان کی آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی اتری تھی

تا تو مجھے آپ تی گڈ میں بیٹھنا ہیں۔ (چاچو مجھے آپ کی گود میں بیٹھنا ہیں) وہ زیان کی گرے قمیض کو کھینچتا اونچی آواز میں چیخا تھا۔ اس کے

چینخنے پر آیان نے اس آنکھیں دکھائی تھی۔۔ جو اپنی ماں کی طرح بات
بات پر چیننا شروع کر دیتا تھا۔۔

زیان جو اپنے خیالوں میں بیٹھا تھا۔۔ اپنی قمیض پر کھچاؤ محسوس کر کے
اور شایان کی آواز سن کر اس نے اس نے ہاں میں سر ہلایا تھا اور جلدی
سے شایان کو اپنی گود میں بٹھا گیا تھا۔۔ اس کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر
زیان شر مندہ ہوا تھا۔۔ وہ کل رات سے اس سے ناراض تھا اس ہی منانا
چاہیے تھا اپنی بھتیجی کو لیکن وہ خود اب اس کے پاس آیا تھا۔۔ زیان اس
کو آنسو نرمی سے اپنی انگلیوں سے صاف کرتا اس کی گالوں پر لب رکھ گیا
تھا جب کہ شایان کو زیان کے اتنے قریب دیکھ کر زیام نے اپنے ماتھے
پر ہل سمیٹ کر نظریں جھکائی تھی۔۔ وہ دونوں ہی زیان سے بہت
زیادہ اٹیچ تھے۔۔ شایان پھر بھی ہر کسی سے گھل مل جاتا تھا جبکہ زیام
صرف اپنے باپ اور زیان کو اپنا دوست مانتا تھا زیان کی گود میں بیٹھتے

ہی شایان نے زیام کو چڑھایا تھا۔۔۔ کایان جو حور کو دیکھ رہا تھا وہ بس بات کہ ہی سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ زیام ایک ہی جھٹکے میں اس کی گود سے اتر تازیان کے پاس پہنچا تھا۔۔۔ اتر و گود سے مجھے بیٹھنا ہیں۔۔۔ زیام شایان کا ہاتھ پکڑتا ایک نظر سب کو دیکھتا اپنے ماتھے پہ بل سمیٹتا حلق کے بل ڈھاڑا تھا۔۔۔ سب لوگ ہی اب ان دونوں کی طرف متوجہ ہوئے تھے جو ایک دوسرے کو پیاسوں کی طرح دیکھ رہے تھے۔۔۔ اس وقت اس چار سالہ زیام سیاہ آنکھیں غصے کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ جبکہ اس وقت سب لوگوں کو ہی وہ چھوٹا ضارب لگا تھا۔۔۔ فجر نے اپنے بیٹے کو کچھ کہنا چاہا جب مہرین بیگم اس کو خاموش کر واگی تھی۔۔۔ فجر ان کا اشارہ سمجھتے ہی خاموشی سے بیٹھ گئی تھی

میں تیوں اتر و میرے تا تو ہیں ٹم اپنے ماموں تے پاش جاو جس طرح پہلے بیٹھے تھے (میں کیوں اتروں میرے چاچو ہیں تم اپنے ماموں کے

پاس جاؤ جس طرح پہلے بیٹھے تھے) اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھ کر
شایان کو ڈر لگا تھا لیکن پھر وہ ایک نظر اپنے چاچو کو دیکھتا
شیر بن گیا تھا۔۔۔ جبکہ اس کی بات پر زیام نے اپنے چھوٹے سے ہاتھ
کی مٹھی بنا کر اس کو دکھائی تھی۔۔۔ جس پہ شایان جلدی سے زیان کے
سینے میں چھپا تھا۔ اس کے چھپنے پر سب نے ہی اپنی مسکراہٹ دبائی
تھی

زیام آپ بھی آ جاؤ دونوں ہی میری گود میں بیٹھ جاؤ۔۔۔ زیان نے
زیام کا سرخ چہرہ دیکھ کر اس کو اپنے ایک ہاتھ سے اٹھانا چاہا لیکن زیام
نفی میں سر ہلاتا دو قدم پیچھے ہو گیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر
فجر کے دل کو کچھ ہوا تھا

نہیں جب تک یہ نہیں اترے گاتب تک میں نہیں بیٹھوں گا۔ آپ
سب گندے ہیں میں جا رہا ہوں اپنے بابا کے پاس۔۔۔ زیام زیان کی

طرف دیکھتا اٹل لہجے میں بولا تھا لیکن وہ اپنی آخری لائن پر اپنے
آنسوؤں پر قابو نہیں رکھ پایا تھا

اس کو بھاگتا دیکھ کر فکر بھی اسی وقت اس کے پیچے گی تھی اسے ڈرتھا کہ
اگر وہ اپنے بابا کے پاس چلا گیا تو ضارب اس کو پھر سے زیا م نادیں۔۔۔ وہ
اب ضارب کے بغیر تو رہ سکتی تھی لیکن زیا م کے بغیر نہیں۔۔۔ جبکہ اس
کو زیا م کی حالت دیکھ کر کنزہ : زیا  بھنکھنکھلا کر رہ گیا تھا

۔۔۔ اس نے ایک نظر شایان کو دیکھا تھا جو اس کی گود میں بڑے حق

سے بیٹھا تھا۔ اس کی حالت دیکھ کر کایان نے اپنی مسکراہٹ دبائی

تھی۔۔۔ جب کہ دعا کو اپنے بیٹے پر اس وقت بہت غصہ آرہا تھا

جو ہر وقت ضد کرتا رہتا تھا آج اس کی ضد کی وجہ سے اس کا بھتیجا رو کر

چل گیا تھا۔۔۔ اس وقت اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ شایان کی آج کلاس

پکا لگائے گی۔۔۔ جب کہ آیان اپنے بیٹے کو گھور رہا تھا

جب کنزہ آجائے گی تب یہ بچے تو اسے گھر سے بھی باہر نکال دیں
گے۔۔ کایان اس کی پاس ہوتا اس کے کان میں سرگوشی نما آواز میں
بولا تھا۔۔ اس کی بات پر زیان نے اس کو گھور کر دیکھا تھا لیکن کچھ بولا
نہیں تھا کل کی ملاقات کیسی رہی۔۔ کایان اپنے منہ میں سینڈویچ کا
بائٹ لیتا لاہرواہ انداز میں بولا تھا۔ اس کی بات پر زیان نے اس کو دیکھا
تھا اس کے دیکھنے پر کایان کندھے اچکا گیا تھا
تمہیں کیسے پتا۔۔ وہ شایان کے کہنے پر اس کو اپنی گود سے اتارتا سنجیدگی
سے بولا تھا۔ اس کے پوچھنے پر کایان کے لبوں پر مسکراہٹ گہری ہوئی
تھی۔۔ وہ اپنے ہاتھ سے موجود جوس کا گلاس نیچے رکھتا پوری طرح
اسی طرف متوجہ ہوا تھا

سید زیان علی شاہ اپنے بچپن کے دوست سے غافل ہو سکتا ہیں لیکن سید
زیان علی شاہ ایک منٹ بھی اس سے غافل نہیں رہا ہیں۔۔۔ کایان اپنی
جگہ سے کھڑا ہوتا اپیل ہاتھ میں اٹھاتا لا پر واہ انداز میں بولتا وہاں سے
چلا گیا تھا جب کہ وہ زیان کو بہت کچھ جتا کر گیا تھا۔ اس کو کایان نے
زبردستی اس پاڑی میں بھیجا تھا مطلب اس وہ جانتا تھا اس پاڑی میں کنزہ
آنے والی ہیں زیان ایک نظر کایان کو دیکھتا اوپر کی طرف بڑھ گیا تھا
۔۔۔ وہ اس کے پیچھے گیا تھا تاکہ اس کے سارے گلے شکوے دور کر دیں
۔۔۔ اس نے ان پچھلے چار سالوں میں ایک بار بھی زیان سے کھل کر
بات نہیں کی تھی۔۔۔ بشری بیگم بھی اس سے بس مختصر بات کرتی تھی
انہوں نے کہا تھا جس دن کنزہ اس گھر میں آئے گی اور وہ اسے معاف
کر دیں گی۔۔۔ زیان نے انہیں بہت سمجھایا تھا لیکن وہ نہیں سمجھی

تھی۔۔ جس پہ زیان نے ان سے کتنی ہی بار معافی مانگی تھی انہوں نے
زیان کو معاف نہیں کیا تھا۔

فجر اس وقت اپنے روم کے باہر کھڑی دونوں باپ بیٹے کی باتیں سن
رہی تھی۔۔ زیام نے سب کچھ جو نیچے ہوا تھا وہ اس کو بتا دیا تھا جس پہ
ضارب نے اس کو پیار سے سمجھایا تھا کہ وہ دونوں ہی بھائی ہیں اور آرام
سے رہیں

اب وہ اس کے گلے میں باہیں حائل کیے اس کے سینے سے لگا ضارب
کے ساتھ باتیں کر رہا تھا ضارب بھی اس کی چھوٹی چھوٹی باتوں کا جواب
بڑے ہی اٹریکٹو طریقے سے دے رہا تھا۔۔ اور ساتھ ہی اس کے
بالوں میں ہاتھ بھی پھیر رہا تھا

فجر میں اتنی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ اندر جائیں اسے ہسپتال کے لیے بھی دیر ہو رہی تھی۔۔۔ زیام ہفتے میں صرف تین دن ہی سکول جاتا تھا۔۔۔ آج فجر کا ارداہ تھا کہ وہ اس کو ہسپتال لے کر جائیں گی۔۔۔ تاکہ ضارب کے پاس کوئی موقع نہ ہو زیام کو اس

سے دور کرنے کا۔۔۔ ضارب کو پتا تھا کہ فجر اس وقت دروازے کے پیچھے کھڑی ہیں۔۔۔ اسے پہلے ہی اس پر غصہ تھا۔۔۔ وہ پچھلے تین سالوں میں ایک دن بھی اس سے لا پرواہ نہیں ہوئی تھی آج کیسے ہو سکتی تھی۔۔۔ وہ جب بھی گھر پر ہوتا تھا اس کے سارے کام وہ خود کرتی تھی اس کی لا پرواہی اسے بری طرح چھ رہی تھی۔۔۔

بابا میں زیان ماموں سے باتیں شنیر کر کے آتا ہوں۔۔۔ وہ اس وقت اپنے روم میں ہو گے اور وہ موٹا شایان سو گیا ہو گا۔۔۔ زیام کو زیان کی اس وقت یاد آئی تھی۔۔۔ اس کچھ زیان اس لیے بھی پسند تھا کیونکہ دونوں کا

نام سیم تھا بس کچھ لفظوں کا ہی فرق تھا۔۔۔ اس کی بات پر ضارب نے
ہاں میں سر ہلایا تھا جبکہ شایان کو موٹا کہنے پر ضارب نے اس کو آنکھیں
دکھائی تھی جس پہ وہ کندھے اچکا کر باہر کی طرف بھاگ گیا تھا۔۔۔ فجر
اس وقت دروازے کی دوری سائیڈ پہ تھی لیے وہ اس کو دیکھ نہیں پایا تھا
۔

فجر۔۔۔ فجر جو ابھی جا رہی تھی۔۔۔ ضارب کے بولانے پر ایک
کرنٹ سا اس کے جسم میں دوڑا تھا۔۔۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی
اندر کی طرف گئی تھی۔۔۔ اس کی آنکھیں جھکی ہوئی تھی اس نے
نظریں اٹھا کر اسے دیکھا بھی نہیں تھا

ایک دن میں نے اپنا بیٹا تمہیں دیا تھا اس کو بھی رولا دیا تم نے۔۔۔ خیر
تمہاری بھی کوئی غلطی نہیں ہیں جیسے ماں کو زیان پسند ہیں ویسے بیٹے کو تو
بھی آئے گا۔۔۔ ضارب اس کی طرف قدم بڑھاتا لا پر وا انداز میں بولا

تھا۔۔ مقصد اس کا فجر کو اکسانا تھا وہ اس سے لڑیں اس سے بات کریں
اس کو یہ فجر ایک آنکھ نہیں بھار ہی تھی جو خاموشی سے اس کا ہر حکم مان
رہی تھی اب وہ خود بھی چاہتا تھا کہ یہ لڑائی یہی ختم ہو جائے۔۔۔ اس کا
مقصد فجر کو خود سے عشق کروانا تھا جو اس کا پورا ہو گیا تھا۔۔۔ اس کی
آنکھوں میں وہ اپنے لیے محبت دیکھ سکتا تھا آپ کا بیٹا نہیں ہیں وہ میرا
بھی بیٹا ہیں اور رہی بات یہ کہ آپ کو میری اس دن ایک بار کہیں گی
بات یاد رہے گی تھی لیکن اس کے بعد جو میں نے ہر روز اپنی محبت کا اظہار
کیا ہے آپ سے وہ آپ کو یاد نہیں ہیں

فجر اس کے قریب آتی اس کا گریبان اپنی مٹھیوں میں پکڑتی اونچی آواز
میں چیخی تھی۔۔ اس کا خون بھڑکا تھا اس کے منہ سے طعنہ سن کر ہر
انسان سے غلطی ہوتی ہیں اس سے بھی ہوئی تھی اس میں اتنی بڑی بات
نہیں تھی آواز آہستہ اور اپنی حد میں رہوں۔۔۔ وہ اس کے ہاتھ اپنے

گریبان سے چھڑواتا اس سے بھی اونچی آواز میں ڈھاڑا تھا اس کی ڈھاڑ پر
فجر سہم کر پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ جب کہ اس کے آنسو گرتے اس کے
عارض پر بہہ رہے تھے۔۔ پچھلے ساڑھے چار سالوں میں اس نے ایک
بار بھی اس کو طعنہ نہیں دیا تھا آج ایسا کیا ہو گیا کہ وہ اس کو طعنہ دے رہا
تھا۔ اس کے رونے کی وجہ سے اس کے نشیب و فراز میں ای طغیانی
سے مچی ہوئی تھی جس کو دیکھ کر ضارب کے گلے میں گلٹی ابھر کر
معدوم ہوئی تھی۔ اس کی صراحی دار گردن کو دیکھ کر ضارب کے
ماتھے پر پسینے کے ننھے قطرے نمودار ہوئے تھے ہر ایک کو کسی پر کرش
ہوتا ہیں مجھے بھی ہوا تھا لیکن نکاح کے بعد میں نے زیان کے متعلق ایسا
سوچا بھی نہیں تھا۔ اگر یہی بات آپ سے پوچھو کہ آپ نے صرف
مجھ سے اک بار اپنا حق لیا تھا ساڑھے چار سال آپ نے میری طرف
دیکھا بھی نہیں تو کیا آپ بھی کسی دوسری عورت۔۔

وہ اس کی طرف دیکھ کر چلائی تھی۔۔۔ ان چار سالوں میں اس کے ذہن میں کیسے کیسے خیال آئے تھے۔۔۔ ان خیال کو سوچ کر وہ ہر روز مرتی تھی آخر ایک مرد کیسے اپنی عورت سے دور رہ سکتا تھا۔۔۔ یہ بات اس کی رات کی نیندیں چھین لیتی تھی۔۔۔

یہ کیا بکواس ہیں فخر تم ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہوں میں تمہارے علاوہ کسی اور کے بارے میں سوچوں گا اور سب بڑی بات تم میری زندگی میں آنے والی پہلی لڑکی ہوں۔۔۔ رہی بات حق کی تو مرد کی سب سے بڑی کمزوری مردانہ کمزوری نہیں ہیں

اس کی سب سے بڑی کمزوری اس کی من پسند اور دلکش عورت ہیں جو کہ میرے لیے تم ہوں۔۔۔۔ ہر ایک کو کرش ہوتا ہیں میں مانتا ہوں

لیکن شادی کے بعد اس کو اپنے دل میں رکھنا دھوکا ہوتا ہے اپنے محرم
کے ساتھ۔۔۔ اور مجھے تو آج تک تم سے علاوہ کسی سے محبت نہیں ہوئی
ضارب اس کے قریب ہوتا اس کے سوٹ کے اگلا ایک بٹن کو کھلا ہوا تھا
اسے بند کر گیا تھا۔۔۔ اس کی گہرائیں پر نظر پڑتے ہی وہ بار بار اپنی بات
بھول رہا تھا۔۔۔ جب کہ فجر اس کے ایکٹ پر سرخ پڑتی نظریں جھکا گئی
تھی

زیان کو میں ن۔۔۔ ابھی فجر اپنی بات مکمل کرتی جب ضارب حلق کے
بل ڈھاڑا تھا۔۔۔

زیان بھائی بولوں اس کو۔۔۔ تم پر فرض ہیں کہ تم میرے علاوہ دنیا کے
ہر لڑکے کو بھائی بولو چاہیے وہ تم سے چھوٹا ہے یا بڑا

ضارب ساتھ پڑاشو پیس اٹھا کر زمین میں مارتا اس کی آنکھوں میں اپنی
سیاہ آنکھیں گاڑھتا حلق کے بل ڈھاڑا تھا۔ اس کی بات پر فجر ہاں میں
سر ہلا گئی تھی۔ اس وقت ضارب کی آنکھیں خون چھکار ہی تھی
اس کا خون کھول گیا تھا مقابل کے منہ سے زیاں کا نام سن کر۔ اس کا
دماغ جیسے پھٹنے والا ہو گیا تھا اس نے بہت کوشش کی تھی وہ مقابل کو
معاف کر کے اس کی طرف قدم بڑھالیں لیکن جب جب وہ یہ یاد کرتا
تھا کہ اس کا نکاح زیاں کی محبت کا صدقہ تھا۔۔۔ بس یہی ایک بات اس
کو فجر کو معاف کرنے نہیں دے رہی تھی۔ اس نے خود پر کیسے کنٹرول
رکھا تھا یہ اس سے بہتر کون جان سکتا تھا۔ فجر اس کو گہرے گہرے
سانس لیتا دیکھ باہر کی طرف قدم بڑھا گئی تھی

اس سے پہلے وہ باہر جاتی جب ضارب اس کی کلائی پکڑتا اس کو اندر کی
طرف کھینچتا اس کی کمر پر اپنی گرفت مضبوط کر گیا تھا۔ اب وہ ایک

ہاتھ سے دروازہ بند کرتا اس کو اپنی باہوں میں اٹھاتا بیڈ پر پٹک گیا تھا
۔۔ اس نے اتنی زور سے بیڈ پر اس کو لیٹایا تھا کہ اس کو اپنی کمر میں درد کی
ٹیسیں اٹھتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی

ایسے نہیں جاسکتی تم مجھے اگنور کر کے۔۔ میں یہاں پر بات کر رہا ہوں
اور تم ایسے جارہی ہوں جیسے کچھ سنانا ہوں ضارب اس کو پر سایہ فلن
ہوتا ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا۔۔ اس وقت اس نے اپنا سارا زور اس
کی ڈھڑکنوں پر ڈالا ہوا تھا

جب کہ فجر نے اس کو بغیر جواب دیے اپنی آنکھوں میں موجود نمی کو
پلکیں جھپکا کر پیچھے کی طرف دھکیلنیں کی کوشش کر رہی تھی۔۔ اس
نے ضارب کو ایک نظر اپنی شکوہ کن آنکھوں سے دیکھ کر منہ پھیر لیا تھا
نہیں آج سید ضارب علی شاہ تمہاری ان شکوہ کن اکھیوں سے دھوکا
نہیں کھائے گا۔۔ تمہاری یہ آنکھیں ہمیشہ مجھے دھوکا دے جاتی ہیں

-- وہ اس کو کمر سے پکڑتا کھڑا کرتا اس کی آنکھوں میں دیکھتا سلگتا ہوا بولا
تھا۔۔

میں نے کب آپ کو دھوکا دیا ہے۔۔ ہمیشہ آپ نے ہی مجھے دھوکا دیا ہے
چار سال مجھ سے دور رہے ہیں جب بھی مجھے آپ کی ضرورت تھی آپ
یہاں نہیں ہوتے تھے۔۔ فجر اس کا ہاتھ اپنی کمر سے ہٹاتی روتی ہوئی
بولی تھی۔۔ کب میں تمہارے ساتھ نہیں تھا میں ہر وقت رہا ہی

تمہارے ساتھ ہوں۔۔ میں نے اپنے بزنس کو چھوڑ دیا صرف تمہارا
خیال رکھنے کے لیے اور تم کہہ رہی ہوں کہ میں تمہارے ساتھ نہیں تھا
۔۔ زیا م جب پیدا ہوا تھا اس وقت بھی تم نے میرا ہی ہاتھ پکڑا ہوا تھا

ضارب اس کو سلگتی نگاہوں سے دیکھتا ایک ایک لفظ پر زور دیتا ہوا بولا
تھا۔ اس کی بات پر فجر نے اپنی نظریں جھکائی تھی ان پچھلے چار سالوں

میں وہ کبھی اس سے دور نہیں ہوا تھا۔۔۔ جب سے دو سال کا زیم ہوا تھا
تب سے ہی اس کے لاپرواہی برتنی شروع کی تھی
آپ اس لیے میرا خیال رکھ رہے تھے کیونکہ آپ کا بچہ میرے پیٹ
میں تھا اور بعد میں اس نے مجھ سے فیڈ کرنا تھا اس لیے آپ نے میرا
خیال رکھا تھا ورنہ آپ نے کبھی مجھ سے پیار سے بات نہیں کی
تھی۔۔۔ مجھے صرف میری اس بات کی اتنی بڑی سزا دی تھی۔۔۔ اب
اگر یہیں سزا دینے پر آ جاؤں جو آپ نے میرے ساتھ نکاح سے پہلے کیا
تھا۔۔۔ وہ اس کے سینے پر مکے مارتی اس سے ہی شکوے کر رہی تھی
جب کہ اس رات کو ہی یاد کرتے ضارب نے اپنی مٹھیاں بند کی تھی
جس کی آواز دور تک سنائی دی تھی۔۔۔۔۔ وہ اس رات کو یاد ہی نہیں کرنا
چاہتا تھا۔۔۔ وہ آج بھی اس سے معافی مانگنا چاہتا تھا اس سے اس رات
کے لیے جس کے لیے اس کو سب سے زیادہ شرمندگی ہوئی تھی

میں تم سے آج بھی اس رات جو بھی مینے کیا اس کے لیے معافی مانگتا
ہوں پلیز مجھے معاف کر دوں۔۔۔ ضارب اس کو نرمی سے بیڈ پر بٹھاتا
خود اس کے سامنے گھٹنوں کے بل جھکتا اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے معافی
مانگ رہا تھا۔۔۔

اس کی بات پر فجر نے ناں میں سر ہلایا تھا۔۔ اور پھر ہاں میں سر ہلایا تھا
جب کہ ضارب نے اپنی آنکھوں میں الجھن لے کر اس کو دیکھا تھا وہ
کہنا کیا چاہتی تھی وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا

وہ آج سارے گلے شکوے سن کر اور سنا کر اپنے درمیان سب کچھ
ٹھیک کرنا چاہتا تھا۔۔ اس نے آج خود اس کو مخاطب کیا تھا اس بات پر
تو فجر کو یقین نہیں آ رہا تھا۔۔ جب کہ ضارب کی نظر اس کے چہرے
پر ہی تھی۔۔ آپ کو میں تب معاف کروں گی جب آپ مجھے معاف کر

دیں گے۔۔ زیان بھائی سے مجھے کوئی دھوئے دار محبت نہیں تھی بس وہ ایک وقتی اٹرکیشن تھی جو آپ سے نکاح کے بعد ختم ہو گئی تھی۔۔

فجر اس کا ہاتھ تھامتی اپنے لبوں سے لگاتی اس کو اپنی محبت کا یقین دلا رہی تھی۔۔ اس نے زیان کو بھائی بلانا ہی بہتر سمجھا تھا وہ اس کا موڈ نہیں خراب کرنا چاہتی تھی۔۔ جب کہ اس کے لبوں کا نرم لمس محسوس کر کے ضارب کے دل پر پھوار پڑی تھی

آپ کو پتا ہیں مینے کبھی آپ کے بارے میں ایسا نہیں سوچا تھا کہ آپ میری زندگی میں آئے اس بات کے لیے میں جتنا اللہ کا شکر ادا کروں وہ کم ہیں۔۔۔ لیکن آپ کی فجر کو آپ سے عشق ہیں محبت تو کہیں پیچھے ہی رہ گئی ہیں

وہ آپ سے اتنا عشق کرتی ہیں کہ آپ کے بغیر سانس لینا بھی مجھے اب نا منظور ہیں۔۔۔ لیکن آپ نے جوان چار سالوں میں مجھے سزا دی ہیں وہ

مجھے کافی ہیں میں ایسی غلطی اب دوبارہ کبھی نہیں کروں گی جس سے
آپ کو مجھ سے دور جانے کا بہانا ملے زیاں سے بھی زیادہ مجھے آپ سے
عشق ہیں۔۔ لیکن آپ کی نظروں میں مجھے کہیں سے بھی اب اپنے
لیے محبت نظر نہیں آتی۔۔ شاہد مینے آہ کی نظروں میں اپنی قدر کھودی
ہیں۔۔ آپ کو پتا ہیں عورت زیادہ اظہار محبت کیوں نہیں کرتی کیونکہ
اسے لگتا ہیں کہ وہ بار بار اپنی محبت کا یقین دلا کر

اور اظہار کر کے خود کو مرد کی نظروں میں بے مول کر دیتی ہیں۔۔ اور
شاہد میں نے بھی آپ کی نظروں میں خود کو بے مول کر دیا ہیں
۔۔۔ فجر اس کا ہاتھ اپنی مضبوط پکڑ میں لیتی اس کا اپنے دل کا خوف بتا
رہی تھی

اس کو دیکھ کر ضارب نے ناں میں سر ہلایا تھا

میری نظر میں میری فجر کی قدر اور بھی بڑھ گئی ہیں اس نے مجھے بتایا ہیں
کہ میں اس کے لیے کتنا خاص ہوں۔۔۔ مجھے تمہارے منہ سے اپنے
لیے محبت کے الفاظ سن کر جو خوشی ملتی ہیں نا میں وہ لفظوں میں بیان
نہیں کر سکتا

ضارب اس کا ہاتھ اپنی مضبوط پکڑ میں لیتا اس کو کھڑا کرتا اپنے سینے میں
بھیجتا اس کے ماتھے پر لب رکھ گیا تھا جب کی فجر نے سکون سے آنکھیں
بند کر کے اس کو محسوس کیا تھا۔

وہ اب ای دوسرے کے سینے سے لگے ای دوسرے کو محسوس کر رہے
تھے۔۔۔ نا جانے کتنے پل کتنے لمحے سے وہ ایک دوسرے کے سینے سے
لگے ہوئے تھے۔۔۔ ضارب کی آنکھوں سے پانی نکلتا فجر کے بالوں
میں خذب ہو گیا تھا

ضارب زیام آ جائے گا۔۔۔ وہ اس زیام کا نام لیتی ایک ہی جھٹکے میں اس سے الگ ہوئی تھی جب کہ ضارب نے اس کی کمر پر گرفت مضبوط کر کے اسے خود سے دور نہیں جانے دیا تھا۔۔۔ وہ اب ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے

جہاں ضارب کی آنکھیں اس کی اتنی نزدیکی پر خمار آلودہ تھی وہی فجر کی آنکھوں میں ابھی بھی شکوے تھے۔۔۔ اسکی آنکھوں میں خمار کی سرخی دیکھ کر فجر اس وقت سرخ پڑ رہی تھی۔۔

میر انور ابھی تک توہیں نے کچھ کیا ہی نہیں تم اتنی زیادہ سرخ پڑ رہی ہوں پانچ سال تم نے مجھے خود سے دور رکھا ہیں تمہیں پتا ہیں جس دن تم دلہن بن کر میرے کمرے میں پورے حق سے میرے بیڈ پر بیٹھی تھی اس رات میرا انگ انگ تم سے اپنا حق لینا چاہتا تھا اور ایک تم ظالم بنی ہوئی تھی۔۔ اس دن اگر میں تم سے اپنا حق لے لیتا تو میں یہ بات

گار نٹی کے ساتھ کہتا ہوں کہ آج ہمارے دو بچے ہوتے جڑواں۔۔ وہ
فجر کی ناک ٹپ پر اپنے سلگتے لب رکھتا خمار آلودہ لہجے میں بولا تھا
اس کی بات سن کر فجر کے گلے میں گلی ابھر کر معدوم ہوئی تھی وہ
اگلے ہی پل اس کا ہاتھ اپنی کمر سے ہٹائی اس سے دو قدم کے فاصلے پر ہو
گئی تھی۔۔۔ ضارب اس وقت اس کہ رعنائیوں میں مدہوش تھا جس
کی وجہ سے وہ آسانی سے اس کے جال سے

آزاد ہو گئی تھی۔۔ ضارب جو مدہوش کر اس میں کھویا ہوا اس کے دور
جانے پر اس نے اپنی آنکھوں کو گھما کر اس کو گھور کر دیکھا تھا۔ جو اتنے
سالوں بعد بھی اس کے قریب آ کر اس سے دور جا رہی تھی تو کیا وہ ابھی
تک اس سے خوف زدہ تھی

جب کہ فجر اس کو ایک نظر دیکھتی ڈریسنگ روم میں داخل ہوئی تھی
اتنے سال اس نے اس کو ٹرپایا تھا اب تھوڑا سا حق تو اس کا بھی بنتا

تھا۔۔ ضارب بس اس کو جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔۔۔ وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا صوفے پر جا کر بیٹھا تھا۔۔

اسے اب سمجھ نہیں آرہی تھی وہ کیسے اس رات کے لیے اس سے معافی مانگیں جس سے وہ سب کچھ بھول جائیں اس وقت وہ صوفے پر بیٹھا اپنی ایک ٹانگ کو اضطرابی کہ کیفیت میں ہلا رہا تھا۔۔ فجر ڈریسنگ روم سے اپنا ڈریس لیتی باہر آئی تھی

وہ اس کو ایک نظر دیکھتی جلدی سے واش روم میں بند ہوئی تھی۔۔ ضارب خود کی اگنورینس پر بھڑبھڑ جلاتھا۔۔ وہ پچھلے چار سالوں میں اس کی توجہ اور نظروں میں رہتا آیا تھا

اب ایک دم سے فجر نے اس کو اگنور کرنا شروع کر دیا تھا جس کی وجہ سے وہ خود پر قابو کھو رہا تھا۔۔۔ اپنے محرم سے پانچ سال حق لیے بغیر وہ کیسے رہا تھا یہ تو وہ جانتا تھا یا اس کا خدا

جب وہ زیم کو فیڈ کرواتی تھی تو اسکے نشیب و فراز پر نظر پڑتے ہی اس کے جذبوں میں ایک طغیانی برپا ہوتی تھی۔۔۔ جس کو وہ بڑی مشکل سے کنٹرول کرتا تھا۔۔۔ کچھ دن تو اس نے ایسے ہی دیکھا تھا اس کے بعد

جب بھی فجر زیم کو فیڈ کرواتی تھی وہ وہاں سے چلا جاتا تھا۔ کیونکہ اس روپ میں دیکھ کر وہ جو الاکھی بن جاتا تھا جو کسی بھی وقت اس پر پھٹ سکتا تھا اور جتنا اس نے اس کو ٹرپایا تھا

اس نے قہر بن کر اس پر ٹوٹنا تھا۔۔ اس لیے وہ اپنے اندر اٹھتے طوفانوں کو بڑی مشکل سے کنٹرول کرتا تھا۔ اگر کہا جائے تو فجر نے ان پانچ سالوں میں اس کا صبر آزمایا تھا۔۔ اگر وہ اس سے عمر میں پانچ سال بڑا تھا اور وہ مانتا بھی تھا اس رات اس نے فجر کے ساتھ بہت غلط کیا تھا

لیکن فجر بھی اتنی چھوٹی نہیں تھی جو اس کو برداشت ناکر پاتی۔۔ ناہی
اب وہ اتنی چھوٹی ہیں جو اس کو برداشت نہیں کر پائے گی۔۔ اس
وقت اس کی عمر ستائیس سال تھی۔۔ ایک بچے کی ماں تھی وہ
اب ضارب پچھلے بیس منٹ سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔ جو واشروم
میں گئی تھی اور ابھی تک نہیں آئی تھی۔۔ ضارب نے ان پچھلے بیس
منٹوں میں اپنی پولیشن دس بار بدلی تھی وہ اب بیڈ پر بیٹھا موبائل
سکرول

کرتا خود کو مصروف ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اس کے جسم
سے اٹھتی مسحور کن خوشبو کو یاد کرتے ہی ضارب کو ایک پل سکون
نہیں مل رہا تھا۔۔ اس خود پر اس وقت بہت زیادہ غصہ آرہا تھا۔۔ اس
نے پانچ سال پچھلے ایسے ہی گزار دیے تھے لیکن اب اس سے

صبر کیوں نہں ہو رہا تھا۔ ابھی وہ خود کو ملامت کر ہی رہا تھا جب دروازہ کھلا تھا۔ اس نے موبائل سے نظریں اٹھا کر واشروم کی طرف دیکھا تھا اور اس کی نظریں جم سی گئی تھی۔۔۔ وہ اپنی آنکھوں کو آخری حد تک پھیلانے لگا۔ اس کو دیکھ رہا تھا

جس نے اس کا آج صبر آزمانے میں کوئی کثر نہیں چھوڑی تھی۔ اس وقت وہ ڈیپ ریڈ کلر کی شلوار قمیض پہنے جس کے گلے اور آستینوں پر صرف شیشوں کا کام ہوا تھا۔۔۔ اس نے اپنے بالوں کو ٹاول میں لپیٹا ہوا تھا

جب کہ اس کا بدن گیلا ہونے کی وجہ سے اس ریڈ قمیض میں اس کا بدن کا انگوٹھا نمایاں ہو رہا تھا۔ اس کا دودھیاں شفاف پیٹ اس وقت دمک رہا تھا۔۔۔ اس کی رعنائیاں پوری آب و تاب سے اپنی جھلک دکھا رہی تھیں اس کی گردن پر پانی کی بودیں تھی جس سے اس کی

صرافی دار گردن اور بھی زیادہ خوبصورت اور دلکش لگ رہی
تھی۔ ضارب کو ایسا لگ رہا تھا کہ اس کو اگلی سانس تک نہیں آئے گی وہ
بس اس پر اپنی نگاہیں گاڑھے ہوئے تھا جو آج سارے ہتھیاروں سمیٹ
اس کے چاروں شانے چٹ کرنے کی بھرپور کوشش کر رہی
تھی۔۔۔۔ اور وہ خود پر اپنا کنٹرول کھو رہا تھا۔ اس کا چہرہ اس وقت بہت
ہی خوبصورت لگ رہا تھا جس پہ پانی کی بوندیں موجود تھی
ضارب اپنی آنکھیں نیچے کرتا گہرے گہرے سانس بھر رہا تھا جب کہ
اس کی حالت دیکھ کر فخر نے اپنی مسکراہٹ روکی تھی۔ اس سے پہلے
وہ اس کو دوبارہ دیکھتا جب فخر اپنے کالے بالوں کے اوپر سے ٹاول ہٹاٹی
انہیں ایک ادا سے پیچھے کی طرف کرتی ڈریسنگ مرر کے سامنے جا کر
کھڑی ہوئی تھی۔ اب وہ ڈریسٹا تھا میں پکڑ کر ایک ادا سے اپنے

بالوں کو خشک کر رہی تھی۔۔ جب کہ اس کی نظر ضارب پر ہی تھی جو
اپنی سرخ ہوتی آنکھوں کو مسل رہا تھا

ضارب ایک نظر اس کو دیکھتا اپنا موبائل بیڈ پر پھینکتا اپنی قمیض ایک
ہی جھٹکے میں اتار گیا تھا۔۔ جب کہ اس کے قمیض اتارنے سے اور اس
کاسیکس پیک دیکھ کر فجر کے ہاتھ میں ڈرائر لرزا تھا۔

اس کے چہرے کی اڑی ہوائیاں دیکھ کر ضارب نے اپنی مسکراہٹ
روکی تھی۔۔ اب وہ اس پر اپنی سرخ نگاہیں گاڑھتا اس کی طرف قدم
بڑھا رہا تھا۔۔ جب کہ فجر خود کو مضبوط ظاہر کرتی اپنے کام میں
مصروف ہو گئی تھی

ضارب نے اس کی طرف دیکھ کر آئیر واچکائے تھے۔۔ وہ خود کو جتنا
بھی مضبوط ظاہر کر لیتی لیکن اس کا دل اس وقت سوکھے پتے کی مانند لرز
رہا تھا۔ اب وہ ڈرائر ڈریسنگ مرر پر اٹھاتی اپنے بالوں میں برش

کر رہی تھی۔۔۔ ضارب اس کے قریب آتا اس کو بازو سے پکڑ کر ایک
ہی جھکٹے میں اس کا چہرہ اپنی طرف کر گیا تھا۔ اس کا چہرہ اپنی طرف
موڑ کر اس نے اس کی کمر پر گرفت مضبوط کی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ
اس کے چٹانی سینے میں آن سمائی تھی

یہ صراحتی سا بدن لے کر نا آ میرے سامنے
میں پہلے ہی حسن کا نشی ہوں اور بھلا نشی کا کیا بھروسہ۔۔۔ ضارب اس کی
گردن پر اپنے دانت گاڑتا گھمبیر آواز میں بولتا اس کو خوف زدہ کر گیا تھا
۔۔۔

اس وقت اس کے بدن کی ناز کی اس کے سینے میں محسوس ہو رہی
تھی۔ مقابل کی ڈھڑکنیں اپنے سینے میں جیتی محسوس کرتا اپنی
مسکراہٹ گہری کر گیا تھا۔۔۔ جب کہ فخر اب گہرے گہرے سانس
لیتی خود کو نارمل کر رہی تھی

ضارب کا جسم اتنا زیادہ گرم تھا کہ اسے اپنے وجود جھلستا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اتنی سردی اور شاور لینے کے بعد بھی وہ اس کے جسم کی گرمی برداشت نہیں کر پار ہی تھی ضارب اس کی گردن میں چہرہ چھپاتا اپنی گرم سانسیں وہاں پر چھوڑ رہا تھا

اب زیام بڑا ہو گیا ہیں مجھے ایک بیٹی چاہیے چھوٹی سی بلکل تمہاری طرح۔۔ وہ اس کی گردن سے منہ نکالتا سنجیدگی سے بولا تھا اس کی بات پر فجر نے اپنے چہرے پر معصومیت سجا کر اس کو دیکھا تھا

وہ اس کو منع بھی نہیں کر پار ہی تھی اور ہاں بھی نہیں کر پار ہی تھی اس لیے اس نے چہرے پر معصومیت سجا کر اس کو دیکھا تھا کہ اسے اس پر رحم آ جائے لیکن اسے یہ نہیں پتا تھا کہ وہ آج رحم کھانے کے موڈ میں نہیں تھا میری جان مجھے صرف ایک بار بتا دوں کہ میں تمہارے قریب ناؤں میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہاری طرف دیکھوں گا بھی نہیں۔ وہ

اس کے چہرے پر ابھی تک پہلے دن والا خوف دیکھتا سنجیدگی سے بولا تھا

--

جب کہ وہ اندر سے خوف زدہ تھا کہیں اگر اس نے منع کر دیا تو۔۔ جب اس کے چہرے پر ابھی تک خوف دیکھتا وہ اندر سے سلگ رہا تھا۔ اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ اس کے چہرے کو کہیں چھپا دیں جس پر خوف دیکھ کر وہ ہمیشہ خود پر کنٹرول کر جاتا تھا۔۔ جب کہ اس کی بات سن کر فجر کے سر پر لگی تلوں پر بچھی تھی۔۔ وہ ایک ہی جھٹکے میں اپنا پورا زور لگاتی اس کو خود سے دور دھکیل گئی تھی

آپ سمجھتے کیا ہیں خود کو جب چاہیے مجھے بے مول کر دیا جب چاہا مجھے پلکوں پر بٹھا دیا اب آپ کی اس بات کا مطلب کیا تھا کہ آپ میری طرف دیکھے گے بھی نہیں اگر مجھے نہیں دیکھے گے تو

کسے دیکھے گا۔ کہاں سے اپنی طلب پوری کریں گے۔ آپ کو لگتا
آپ مجھ سے اتنی جلدی دستبردار ہو سکتے ہیں تو آپ کی یہ غلط فہمی ہیں یا
میری جگہ کسی دوسری عورت کو لائے گے تو میں آپ کو سکون سے جینے
دوگی

وہ کنزہ تھی جو خاموشی سے انوشہ کو برداشت کر گئی تھی میں آپ کی اور
آپ کی بیوی کی جان اپنے ہاتھوں سے لوں گی۔۔۔ فجر اس کے قریب
آتی اس کا سینہ پہ مکے مارتی حلق کے بل ڈھاڑی تھی جب کہ ضارب
اس کی اتنی نزدیکی پہ پسینے سے نہلا گیا تھا۔ وہ اب اس کی کمر پر اپنا ایک
ہاتھ باندھتی جو کہ پوری طرح نہیں اڑھا تھا۔ دوسرا ہاتھ اس کے سینے
پر رکھ کر اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھ رہی تھی

ضارب کا دل اس کی اتنی زیادہ نزدیکی پر دھک دھک کر رہا تھا۔ وہ
اپنے دل کو سمجھاتا اس کی کمر پر اپنی گرفت مضبوط کر گیا تھا۔۔۔ جب

کہ فجر اب نرمی سے اپنے لب اس کی بیئر ڈپر رکھ رہی تھی۔۔۔ ضارب
اس کو دیکھ رہا تھا جس میں پتا نہیں آج

اتنی رومینٹک بیوی کی روح کیسے آئی تھی۔۔۔ ضارب اس کو کمر سے
اٹھاتا اس کا چہرہ اپنے برابر کرتا اس کے لبوں کو اپنی قید میں لے گیا تھا اس
وقت اس نے فجر کو اٹھایا ہوا تھا۔۔۔ فجر بھی اپنے دونوں ہاتھ اس کی
گردن میں ڈالتی اس کی شدت برداشت کر رہی تھی

وہ بہت ہی شدت سے اس کے لبوں میں اپنے لبوں کو پیوست کیے ان پر
اپنی شدتیں ڈھارہا تھا۔۔۔ جب کہ فجر کی سانسیں بند ہونے کے درپر
تھی۔۔۔ وہ اس کی گردن میں اس وقت اپنے ناخن چھبورہی تھی
وہ اس کے ناخنوں کی جلن اپنی گردن پر محسوس کرتا مسکرا رہا تھا
۔۔۔ مقابل کو پتا تھا کہ اسے سہنا آسان نہیں ہیں لیکن وہ آج یہاں سے
پیچھے نہیں ہٹ سکتا تھا

اسے آج فجر کو یقین دلانا تھا کہ وہ اس سے آج بھی اتنی ہی محبت کرتا
ہیں جتنا کہ وہ پہلے دن کرتا تھا۔۔۔ ان دوریوں نے اس کے دماغ میں
بہت کچھ ایسا بھر دیا تھا جو آگے چل کر اس کا رشتہ خراب کر سکتا تھا
وہ اب اس کی زبان کو اپنے منہ لیتا اس کی نمی چرا رہا تھا جب کہ فجر اب
نڈھال اور سرخ پڑتی اپنی آنکھیں جھکار ہی تھی بار بار۔۔۔ ابھی وہ
ایک دوسرے میں گم ہی تھے کہ دروازہ کسی نے زور زور سے کھٹکایا تھا
۔۔ فجر نے ضارب سے علیحدہ ہونا چاہا

لیکن وہ اس کو آنکھوں کے اشارے سے منع کرتا اور بھی شدت سے
اس کو اپنے ساتھ لپیٹا گیا تھا۔۔۔ ابھی تک ضارب نے ہی اس کو اٹھایا ہوا
تھا۔۔۔ فجر کے بال جواب کمر تک آتے تھے وہ مکمل طور
پر فجر کی کمر کو چھپائے ہوئے تھے ابھی ضارب اس کے لبوں کو جام پی
ہی رہا تھا جب دروازہ پچھلی بار سے بھی زیادہ زور سے بجا

تھا۔۔۔ ضارب فجر کے نچلے لب پر دانت گاڑھتا اس کو نیچے اتار گیا تھا

یہ نا سمجھنا کہ تمہاری جان بچ گئی آج تم پورا دن اسی روم میں رہ کر
میری شدتیں سہوں گی۔۔۔ تاکہ تمہیں پتا چلا کہ میں نے اپنی ساری
شدتیں تمہارے لیے سمجھا کر رکھی ہیں تاکہ کسی دوسری عورت پر
ضائع کی ہیں

وہ اس کے ماتھے پر لب رکھتا سنجیدگی سے بولا تھا اس کی بات پر فجر نے
ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔ جب کہ ضارب اپن قمیض پہنا دوازے کی
طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ اس نے جیسے ہی دروازہ کھولا تھا زیا م روتا ہوا
اپنی ماں کے گلے لگ گیا تھا

جب کہ فجر جو پہلے ہی اپنی حالت کو دیکھ کر سرخ پڑ رہی تھی زیا م کے
رونے کی وجہ سے وہ تو بوکھلا گئی تھی۔۔۔ ابھی ضارب دروازہ بند کر کے
پیچھے مڑا ہی تھا جب سامنے کا منظر دیکھ کر اس کا دل کیا اپنا سر پیٹ لیں
فجر نے بھی زیا م کے ساتھ رونا شروع کر دیا تھا۔۔۔ ضارب جلدی سے
ان کے پاس پہنچتا زیا م کو اس سے لیتا اپنے سینے سے لگا گیا تھا۔ ایک
کندھے پر اس نے زیا م کو اپنے سینے سے لگایا ہوا تھا جب کہ دوسرے
بازو میں

وہ فجر کو لے گیا تھا اب فجر اس کے دوسرے کندھے پر سر رکھ کر رو
رہی تھی۔۔۔ زیا م کی اچھکیاں بندھ گئی تھی جس کو سنتے ہی فجر کے
رونے میں اضافہ ہوا تھا۔۔۔ جب کہ ضارب ان دونوں کو خاموش
کروا رہا تھا

زیام رونابند کروں دیکھوں میرے شیر تمہیں دیکھ کر تمہاری ماما بھی
رورہی ہیں۔۔ ضارب فجر کو نرمی سے بیڈ پر بٹھاتا اس کے ساتھ ہی زیام
کو بٹھا کر پیار سے سمجھا رہا تھا۔۔ وہ اس وقت ان دونوں کے درمیان ہی
گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا تھا۔۔ زیام اپنے باپ کی آواز سنتا اپنے آنسو
صاف کرتا اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا جو اس کو خاموش دیکھ کر اب اپنے
رونے پر قابو پا رہی تھی۔۔ جب کہ فجر زیام کو اپنے سینے سے لگا گئی
تھی

کیا ہوا تھا میرے شیر کو کیوں رورہا تھا آپ تو زیان ماموں سے ملنے
گئے تھے۔۔ ضارب اس کی گال پر کس کرتا اس سے نرمی سے پوچھ
رہا تھا اس کی بات پر زیام نے ایک سسکی لی تھی اور ہاں میں سر ہلایا تھا
اس وقت وہ فجر کی گود میں بیٹھا ہوا تھا

میں۔۔۔ زیان ماموں سے ملنے گیا تھا لیکن شایان وہاں سے پہلے سے ہی موجود تھا۔ اس لیے میں وہی سے پیچھے ہٹ گیا تھا۔ زیان ماموں کا یان ماموں سے باتیں کر رہے تھے اور وہ ان کی گود میں چڑھ کر بیٹھا ہوا تھا

اس لیے میں وہاں سے چلا آیا تھا۔ بابا شایان بہت گنداہیں وہ میری کوئی بات نہیں مانتا میں اس سے بڑا ہوں اسے میری بات ماننی چاہیے نا؟؟ وہ اپنے باپ کا ہاتھ پکڑتا اس سے شایان کی شکایت کر رہا تھا اور یہ سچ تھا کہ شایان زیام کی ایک بات نہیں مانتا تھا ایسے نہیں کہتے اور ویسے بھی بابا آپ کے لیے ایک چھوٹی سی بہن کے کر آرہے ہیں جو آپ کی ہر بات مانے گی بھی سی اور آپ کے ساتھ بھی رہیں گی۔۔۔ وہ زیام کو فجر کی گود سے اٹھاتا اس کے کان میں سرگوشی نما آواز میں بولا تھا مس

جب کہ فجر ان دونوں باپ بیٹے کو دیکھ رہی تھی جو ناجانے کیا بات کر رہی تھے۔۔۔

سچی بابا۔۔۔ زیم اپنے باپ کی بات سنتا جلدی سے بولا تھا اس کی اتنی اونچی آواز پر ضارب نے اپنے منہ پر انگلی رکھ کر ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔ زیم بھی اپنے منہ پر انگلی رکھتا خاموش ہو گیا تھا جب کہ ضارب کے ہاں میں سر ہلانے کی وجہ سے وہ اپنے لبوں سے انگلی ہٹاٹا اپنے باپ کی گال پر لب رکھ گیا تھا

یہ کیا باتیں کر رہے ہیں دونوں باپ بیٹے۔۔۔ فجر کھڑی ہوتی ان کے [پاس آتی اپنی آنکھوں کو چھوٹا کر کے ان کو مشکوک نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی تھی۔۔۔ اس کی بات پر دونوں نے ایک ساتھ ناں میں سر ہلایا تھا

زیام آپ جاوں میں نے زیان کو میسج کر دیا ہیں آج آپ پورا دن اس
کے ساتھ رہ سکتے ہوں۔۔ ضارب اپنے موبائل سے زیان کو میسج کرتا
زیام کو بتا رہا تھا اس کی بات سن کر زیام کے چہرے پر ایک خوشی کی لہر
دوڑی تھی

بابا شایان ساتھ نہیں ہو گا نا۔۔ وہ اپنی ماں کو کس کرت باہر کی طرف
ہی بڑھ رہا تھا جب اس کا شایان یاد آیا تھا اس کے پوچھنے پر ضارب نے
ناں میں سر ہلایا تھا

جب کہ اس کو دیکھ کر فجر مسلسل ناناں میں سر ہلا رہی تھی۔۔۔ اس کے
ناں میں سر ہلانے پر ضارب نے اس کو گھور کر دیکھا تھا۔۔ جو اس سے
بچنے کے پلین بنا رہی تھی۔۔۔ اس کے گھورنے اور ذومعنی اشارہ کرنے

فجر اپنی آنکھیں جھکا گئی تھی جبکہ زیا م اپنے ماما بابا کا بائے کرتا باہر کی طرف بھاگ گیا تھا۔ وہ پہلے بھی کہیں بار زیان کے ساتھ پور پور ادن گزارتا تھا آفس میں جب کہ شایان کو آفس جانا نہیں پسند تھا اس کو جاتا دیکھ کر ضارب دروازہ بند کرتا واپس مڑا تھا اس سے پہلے وہ فجر واشروم میں بند ہوتی جب ضارب اس کے اردے جانچتا ایک ہی جسٹ میں اس کو پکڑ گیا تھا۔ اس کی پشت ضارب کی طرف تھی اور پیٹ پر اس کے دونوں ہاتھ موجود تھے

ضارب اس کے پیٹ پر اپنے ہاتھوں کا زور بڑھاتا اس کو گول گول گھما گیا تھا جس سے فجر کی کھلکھلاہٹ پورے کمرے میں گونجی تھی وہ اس کے پیٹ میں گد گدی کر رہا تھا فجر کے بال اس وقت ضارب کے چہرے پر موجود تھے۔

وہ اس کو پانچ منٹ گھمانے کے بعد اس کو اپنا سر چکراتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ جب کہ فجر کی ہنسی ابھی تک کمرے میں گونج رہی تھی۔۔۔ وہ بچپن سے یہ کھیل بڑے شوق سے کھیلتی تھی دعا کے ساتھ اور ضارب اس کو دیکھتا تھا۔۔۔ آج اس کو موقع ملا تھا اس کے ساتھ یہ سب کرنے کا وہ اپنے چکراتے سر کو سمبھالتا بیڈ پر جا گرا تھا جب کہ فجر اس کے اوپر جا گری تھی۔۔۔ فجر جو ہنس رہی تھی اس کی چیخ نکلی تھی جو ضارب اپنے لبوں میں ہی دبا گیا تھا

وہ اس کے سینے پر تھی جب کہ اس کی گرفت اس کی کمرے حد سخت تھی جس کی وجہ سے وہ ہل بھی نہیں پا رہی۔۔۔ ضارب کو اپنا سر چکراتا ہوا محسوس ہو رہا تھا جس کی وجہ سے وہ اس کے لبوں کو اپنی قید میں لے کر اس پر اپنا سارا غصہ نکال رہا تھا جبکہ فجر اس کی قمیض کو اپنی مٹھیوں میں بھرتی اس کو برداشت کر رہی تھی اس نے کوئی بھی

مزاحمت نہیں کی تھی۔۔ ضارب کے ہاتھ بے باک سے اس کی کمر پر اپنا
حق جتا رہے تھے۔۔۔۔

جب کہ فجر اس کا ہاتھ کمر سے نیچے محسوس کرتی ٹرپ رہی تھی۔۔۔ وہ
بار بار ہل رہی تھی جس کی وجہ سے ضارب نے اس کی دونوں ٹانگوں پر
اپنی ایک ٹانگ رکھ گیا تھا ایک ہاتھ اس کی کمر پر تھا جب کہ دوسرا ہاتھ
اس کی ڈھڑکنوں کی گہرائیوں میں تھا۔۔۔

وہ اس کے لبوں کو آذای دیتا ایک ہی جھٹکے میں اس کی زپ نیچے کھسکا گیا
تھا۔۔۔ وہ بہت ہی نرمی سے اب ایک ہاتھ سے اس کے نشیب و فراز
میں پھیر رہا تھا جس سے فجر کی رنگت میں سرخیاں گھل رہی تھی۔۔۔
میری جان آخری بار پوچھ رہا ہوں مجھے برداشت کر پاو گی ابھی بھی

وقت ہیں بتادوں۔۔ اس کے چہرے کی اڑی ہوائیاں دیکھ کر ضارب اپنا

نچلے لب دبا کر بولا تھا جب کہ اس کی بات پر فجر نے اس کو گھور کر دیکھا تھا۔۔

او اور سوری مجھے تو پتا ہی نہیں تھا میری بیگم مجھ سے بھی زیادہ اتا ولی ہیں۔۔ ضارب اس کو بیڈ پر لیٹا تا بیڈ سے نیچے اتر اے سی کے ریموٹ سے اے سی اون کرتا اپنی قمیض اتارتا واپس اس کے پاس آیا تھا آپ نے اتنی سردی میں اے سی کیوں اون کیا ہیں۔۔ فجر خود میں ہمت لاتی اس کی نظروں میں نظریں ملاتی پوچھ رہی تھی جب کہ اس کے سوال پر ضارب کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔۔ وہ ایک ہی جھٹکے میں لائٹ آف کرتا اس کے اوپر آیا تھا

اب وہ ایک جھٹکے میں اس کے وجود سے ہر پردہ اتار گیا تھا۔۔۔ جب کہ وہ خود بھی ہر پردے سے آزاد ہوتا اس کو اپنے سینے پر لٹا گیا تھا۔۔۔ اس وقت فجر کی ڈھڑکنوں پر ایک چھوٹا سا پردہ موجود تھا

جس پر ضارب کے ہاتھ حرکت کر رہے تھے وہ ایک ہی جھٹکے میں اس
کی سٹریپ کی ہک کھولتا وہ چھوٹا سا پردہ بھی اس کے جسم سے جدا کر گیا
تھا۔ اب وہ اس کو اپنے نیچے کرتا اس پر سایہ فگن ہوا تھا
اس نے اس کی ٹانگوں میں اپنی ٹانگیں الجھائی ہوئی تھی۔۔۔ اور اپنے
چٹانی ہسیر لیس سینے کا وزن اس کی ڈھڑکنوں پر ڈالا ہوا تھا اس نے
۔۔۔ جبکہ فجر کا چہرہ اس وقت لہوں چھلک رہا تھا
اے سی میں نے اس لیے اون تاکہ تم میری شدتوں سے پسینے میں نہلا
ناجاؤں وہ اس کی گہرائیوں میں خود کو ایڈجسٹ کرتا گھمبیر آواز میں بولا
تھس

ضارب۔۔۔ سب لوگ۔۔۔ نیچے۔۔۔ کیا سوچیں گے۔۔۔ فجر اس کو
خود میں سرایت ہوتا محسوس کرتی لڑکھڑاتے ہوئے بولی تھی اس وقت
اس نے اپنی آنکھیں زور سے میچی ہوئی تھی۔۔۔ اس نے اپنے ہاتھوں
سے بیڈ شیٹ مٹھیوں میں جکڑی ہوئی تھی۔۔۔

ضارب جو خود کو نرمی سے اس میں سرایت کر رہا تھا اس کی شدت پر فجر
کی سسکی نکلی تھی اس کی سسکی سن کر ضارب خود کو وہی پر روک گیا تھا
۔۔۔ اب وہ اس کی طرف دیکھتا جہاں پر تکلیف کے آثار واضح نظر آ
رہے تھے

وہ بہت ہی نرمی سے اس کے لبوں کو اپنی قید میں لیتا اس کے دونوں
ہاتھوں کو اپنی ہاتھوں میں الجھاتا اس کی سانسیں پیتے نرمی سے اپنا وجود
اس میں منتقل کر گیا تھا۔۔۔ جب کہ فجر کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا
تھا

جس کہ وجہ سے اس کا جسم تھوڑا اوپر ہوا تھا اور اس کی ڈھڑکنیں ضارب
کے چٹانی سینے سے لگی تھی۔۔۔ ضارب کی شدتوں میں اور بھی اضافہ ہوا
تھا وہ اب اس کو سانسیں پیتا اپنی شدتیں بڑھا گیا تھا۔۔۔ اس کا جسم
ہچکولے بھر رہا تھا جب کہ ان دونوں کا وجود اتنی سردی اور اے سی چلنے
کے باوجود بھی ان دونوں کا وجود پسینے سے بھیگ گیا تھا ضارب اس کا
جسم اکڑتا ہوا محسوس کر کے اس کے لبوں کا آزادی دیتا نرمی سے خود کو
اس سے جدا کر گیا تھا۔۔۔ جب کہ فجر کا پورا جسم اس وقت درد کر رہا
تھا۔۔۔ جب کہ ضارب اس کو خود سے الگ کرتا اپنا سارا وزن اس پر
ڈال گیا تھا۔۔۔ جب کہ اس نے اپنا چہرہ اس کی ڈھڑکنوں میں چھپایا تھا
۔۔۔ اب وہ بہت ہی نرمی سے اس کی ڈھڑکنوں کو اپنے لبوں سے چھو رہا
تھا۔ اس ابلد و زر جیسا وزن اپنے اوپر برداشت کرتی مرنے والی ہو گئی
تھی

جب کہ ضارب نے اپنا ایک ہاتھ اس کے اور اپنے درمیان گزار کر اس کی تھانز پر رکھا ہوا تھا اب وہ بہت ہی نرمی سے اس کی تھانز کو سہلارہا تھا۔۔۔ جب کہ فجر اس کا وزن برداشت نہیں کر پار ہی تھی تضاد اس کی حرکتیں اس کو سرخ کر رہی تھی

ضارب نرمی سے اس کی تھانز سہلارہا تھا جب کہ فجر پر اس وقت مدہوشی طاری ہو رہی تھی۔۔۔ ضارب اپن بیئر ڈاس کی ڈھڑکنوں اور گردن پر گڑگڑتا اس کو سرخ کر رہا تھا۔۔۔ اس نے اس کی ڈھڑکنوں میں سے سراٹھا کر اسے دیکھا تھا جو اس وقت

اپنی آنکھیں بند کر کے اس کو محسوس کر رہی تھی۔۔۔ اس کا چہرہ مکمل سرخ ہو چکا تھا۔۔۔ ضارب ایک نظر گھڑی کو دیکھتا بغیر اس کو سمجھنے کا موقع دیے اس میں شدت سے داخل ہوا تھا جب کہ فجر کی ایک زوردار چیخ نکلی تھی

جب کہ ضارب اس کے منہ پر ہاتھ رکھتا اس کی گردن میں اپنے دانت گاڑھ گیا تھا۔۔۔ وہ اب اس کی پور گردن اپنی شدتوں سے سرخ کر رہا تھا۔۔۔ جب کہ اس کی شدتوں سے فجر کی کمر میں درد اٹھارہا تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے اس کی آنکھوں سے آنسو نکلنا شروع ہوگئے تھے۔۔۔

وہ ایک نظر ضارب کو دیکھتی جس کے جسم سے پسینہ گر کر اس کے جسم کو بھگورہا تھا۔۔۔ دوسرے ہی پل وہ بیڈ شیٹ مٹھیوں میں جکڑتی اپنی آنکھیں زور سے بند کر گئی تھی جب کہ ضارب پچھلے پانچ سالوں کے جذبات ایک ساتھ ہی اس

پر نکال رہا تھا۔۔۔ اب اس کی بند آنکھوں اور آنسو کو دیکھ کر ضارب نا چاہتے ہوئے بھی اپنی شدتوں میں کمی لے آیا تھا۔۔۔ وہ اب وہ بہت ہی نرمی سے اس کی روح میں آخری حد تک سرایت کرتا خود کو اور اس کو لذت کی انتہا پر لے گیا تھا۔۔۔

کیوں ڈر کر اپنی آنکھیں بند کرتی ہوں یقین کروں گردن چومنے سے
کوئی مر نہیں جاتا۔ وہ اس کی بیوٹی بون پر دانت گاڑھتا اسے اپنی طرف
متوجہ کرنے کے غرض سے بولا تھا۔۔۔ اس وقت اس کا پورا جسم اس
کی قربت کی رنگ میں

رنگا ہوا تھا۔۔۔ اس کو دنیا کے سب سے خوبصورت رنگوں میں فخر کے
جسم پر اپنی قربت کے رنگ دیکھنا پسند تھے۔۔۔ اب وہ بہت ہر نرمی سے
اس پر اپنی شدتیں لٹا رہا تھا جبکہ فخر اس کی بات پر اس گھور رہی تھی۔۔
یہ ابھی تک آپ نے صرف گردن چومی ہیں میرا یہ حال۔۔۔ آپ کو
شرم تو نہیں ارہی یہ سب کرتے ہوئے۔۔۔ وہ اس کے سینے پہ مکے مارتی
ہوئی بولی تھی جب کہ اس کو ریلیکس دیکھ کر ضارب اس کی روح میں
آخری حد

تک اپنا وجود گھول گیا جس پہ فجر نے ایک سسکی لی تھی۔۔ اس کا وجود
اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔ اس نے اپنا سارا وزن اس کی
ڈھڑکنوں اور تھائز پر ڈالا ہوا تھا۔۔ لیکن آج اس کی قربت میں محبت اور
عقیدت دونوں شامل تھی جب پہلی بار اس نے اس سے اپنا حق لیا تھا
تب صرف غصہ تھا آج اس کے لمس میں محبت عقیدت سب کچھ شامل
تھا۔۔ وہ اب محبت سے ضارب کو دیکھ رہی تھی جس کا چہرہ اس
اندھیرے اور پسینے کی بوندوں کی وجہ سے اور بھی زیادہ خوبصورت لگ
رہا تھا اس وقت صبح کے گیارہ بج رہے تھے پچھلے دو گھنٹوں سے وہ اس
اپنی تشنگی مٹا رہا تھا اس کے جسم سے اس کو جو خوشبو آتی تھی وہ ضارب کو
کتنی راتوں تک سونے نہیں دیتی تھی۔۔ اب بھی اس کے گھورنے پر وہ
اپن شدت بڑھا گیا تھا جس پہ فجر سسک کر رہ گئی تھی جب کہ ضارب

اس کو نرمی سے کمر سے پکڑ کر اپنے اوپر کر گیا تھا لیکن اس کو آزادی نہیں
فجر کی اب سسکیاں عروج پر تھی۔۔۔ بخشی تھی۔۔۔ جب کہ

وہ اس کو کمر سے پکڑ کر خود بیڈ پر لیٹا اس کو اپنے اوپر لیٹانے کی بجائے بٹھا
گیا تھا جس کہ وجہ سے فجر کے جسم میں درد کی ٹیس اٹھ رہی تھی۔۔۔ اب
وہ اپنی ٹانگوں کو موو کر واتا اس کو دن میں تارے دکھا رہا تھا

ضارب پلیرز بس کریں۔۔۔ وہ اس پر گرتی التجائیہ لہجے میں بولی تھی
جب کہ اس کو نڈھال ہوتا دیکھ کر ضارب نرمی سے اس سے خود کو الگ
کر گیا تھا۔۔۔ اب وہ بہت ہی نرمی سے اس کی کمر پر اپنا ہاتھ پھیرتا
اس کو ریلیکس کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جب کہ فجر کی حالت
مرنے والی ہو گئی تھی اس وقت وہ گہرے گہرے سانس بھرتی اس کی
گردن میں منہ چھپائی ہوئی تھی جب ضارب کا دوسرا ہاتھ اس کی
ڈھڑکنوں پر حق جتا رہا تھا جس کی وجہ سے اس کی سسکیاں بھی سنائی

دے رہی تھی۔۔ ضارب نے پھر ایک بار گھڑی کی طرف دیکھا تھا اس
نے آج ایک بزنس میٹنگ میں جانا تھا۔۔ جو اس کے لیے بہت اہم
تھی اگر وہ ناہوتی تو اس کا آج فجر کو چھوڑنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا
آپ بہت بے شرم اور بد تمیز ہیں ساتھ اب موٹے بھی ہوں گے
۔۔ فجر اس کی گردن میں منہ چھپاتی سسکیاں لیتی ہوئی بولی
تھی۔۔ جب کہ ضارب کے ہاتھ ابھی تک اس کی ڈھڑکنوں پر بہت ہی
بے باکی سے حق جتا رہے تھے فجر کو نظریں بھی نہیں اٹھانے دے رہے
تھے۔۔۔ جب کہ اس کے موٹا کہنے پر ضارب نے اس کو گھور کر دیکھا
تھا جس باڈی کو بنانے میں اسے سالوں لگے تھے وہ اس کی بیوی ماٹا پا کہہ
رہی تھی اس وقت وہ صدمے کی حالت میں فجر کو گھور رہا تھا
اگر میں نے تمہاری طرح شرم دکھائی ہوتی تو زیام کبھی اس دنیا میں نا
آتا اور جس کو تم موٹا کہہ رہی ہوں اس جسم پر نا جانے کتنی ہی لڑکیاں

مرتی ہیں اور ایک تم ہوں جس کو قدر بھی نہیں ہیں ضارب اس کا چہرہ
اپنی گردن سے نکالتا

اس کی سبز آنکھوں میں دیکھتا جہاں ابھی تک خمار کی سرخی موجود تھی
وہ اس کی آنکھوں کو دیکھتا اپنی مسکراہٹ روک کر سنجیدگی سے بولا تھا
۔۔۔ اس وقت وہ مقابل کی آنکھوں میں طلب بن کر ڈور رہا تھا

کون سی لڑکیاں آپ پر مرتی ہیں۔۔۔ زرا مجھے بھی تو پتا چلے۔۔۔ وہ
اس کی سیاہ آنکھوں میں اپنی سبز آنکھی گاڑھتی آئبرہ واچکا کر پوچھ رہی
تھی اس کے چہرے پر جلن صاف دیکھی جاسکتی تھی۔۔

بہت ساری تھی جب میں لندن میں تھا۔۔ لیکن تم یہ سب چھوڑو تم
مجھے ایک بیٹی دو گی ناجو بلکل تمہاری طرح ہو گی۔۔ محنت میں خود کر
لوں گا بس تم نے میری بیٹی کو اپنے پیٹ میں جگہ دینی ہیں۔۔۔ وہ اس
کے ناف میں انگلی گھماتا شریر لہجے میں بولا تھا

اس کی بات پر فجر ہاں میں سر ہلاتی اس کے سینے میں منہ چھپا گئی
تھی۔۔۔ اس نے لڑکیوں والی بات کو بڑھاوا نہیں دیا تھا اگر وہ بڑھاتی
بات کو تو اس کا بھی پاسٹ تھا اور وہ ضارب کے منہ سے طعنہ نہیں سن
سکتی تھی

ابھی تک اس کا طعنہ اسے کو چھ رہا تھا جب کہ محنت کرنے والی بات تو
اسے سمجھ بھی نہیں آئی تھی لیکن اس نے پھر بھی ہاں میں سر ہلا دیا
تھا۔۔۔ اب ضارب اس کو کمر سے پکڑ کر ایک بار پھر اپنے نیچے کر گیا تھا
ضارب نہیں پلیز میں تھک گئی ہوں۔۔۔ وہ اس کو پھر سے شروع ہوتا
دیکھ ک التجائیہ لہجے میں بولی تھی جب کہ ضارب اس کی ڈھڑکنوں پر
دانت گاڑتا اس کی ٹانگوں کو اپنی پشت پر لاک کر گیا تھا

اگر آج مجھے آفس ناجانا ہوتا تو میں نے تمہیں اس کمرے سے بھی باہر
نہیں نکلنے دینا تھا۔۔ اور یہ آخری بار۔۔ ضارب اس کو خود میں ایڈ جسٹ
کرتا ایک ہی جھکٹے میں اس میں آخدی حد تک سما یا تھا۔۔

فجر اس کے اتنی شدت سے سمانے پر اس کے سینے پہ مکے جڑ گئی
تھی۔۔ وہ اس وقت اس کی ڈھڑکنوں کو اپنی شدتوں سے سرخ کر رہا تھا
جب کہ اس شدتیں عروج پر تھی جس کی وجہ سے فجر کی سسکیاں
پورے کمرے میں گونج رہی تھی

جب زیا م فیڈ کرتا ہو گا تب اس نے بھی تو اپنے دانت گاڑھے ہو گے
تب تو تم نے سسکیاں نہیں بھری تھی آج ایسا کیا انوکھا ہو رہا
ہیں۔۔۔ ضارب اپنی شدت میں نری لاتا اس کی ڈھڑکنوں پر دانت
گاڑھتا بے باکی سے بولا تھا۔۔

اس کی بات پر فجر کی رنگت سرخ قندھاری ہوئی تھی جب کہ ضارب اپنا نچلے لب دانتوں تلے دبا گیا تھا۔۔۔ وہ اپنی شدتوں کو روک کر فجر کی جواب کا منتظر تھا جو اسے آج تو ملنے سے رہا جو اس کی حالت ہو رہی تھی۔۔۔

اس کا خاموش دیکھ کر ضارب اس میں ایک بار پھر شدت سے داخل ہوا تھا اب کمرے میں ان دونوں کی سانسیں اور گھڑی کی ٹک ٹک سنائی دے رہی تھی۔۔۔ اس وقت وہ دونوں ہی پر سکون ہو کر ایک دوسرے کو محسوس کر رہے تھے

وہ خاموشی سے اس کو برداشت کر رہی تھی تقریباً ڈیڑھ بجے کے درمیان وہ اس سے فارغ ہوتا اس کو اذادی دیتا اپنی آغوش میں کے گیا تھا۔۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ فجر کو پر سکون کرتا کنبل سے باہر نکلا تھا

جب کہ فجر اس وقت آنکھیں بند کر کے یہ گزرے لمحے یاد کر رہی تھی۔۔۔ ضارب ایک نظر اس کو دیکھتا خاموشی سے واشروم میں داخل ہوا تھا۔ وہ کچھ ہی دیر میں تھری پیس وائٹ اینڈ گرے کمہر مینیشن کا تھری پیس سوٹ پہنے باہر نکلا تھا۔ اپنے بالوں کو جیل سے سیٹ کرتا کلائی میں برانڈ گھڑی پہنتا پر فیوم لگاتا وہ فجر کے پاس گیا تھا جو اس کو ایک نظر دیکھ کر دوبارہ آنکھیں موند گئی تھی۔

ضارب اس کے پاس جاتا اس کے ماتھے پر لب رکھ گیا تھا جلدی سے شاور لے لوں میں گاڑی بھیجوں گا بغیر چوں چرا کیے جیسے میں کہتا جاؤں گا ویسے کرتی جانا بس تم اس گاڑی میں بیٹھ کر میرے دیے گئے ایڈریس پر پہنچ جانا اور اس بات کا خاص خیال رکھنا کہ زیا م ساتھ ناہوں

ضارب اس کی طرف دیکھتا سنجیدگی سے بول رہا تھا اس کی بات پر فجر
نے زور شور سے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔ ضارب اس کے سر ہلانے پر
اس کے لبوں کو اپنے لبوں سے چھوتا باہر کی طرف بڑھ گیا تھا
اس کا ایک پرسنٹ بھی دل نہیں تھا اس کو چھوڑ کر جانے کا بڑی مشکل
سے ہی تو یہ وصل کی گھڑیاں آئی تھی اس وقت اس کا انگ انگ میں
ایک الگ ہی سکون تھا۔۔۔ اس نے زیان کو میسج تو کر دیا تھا کہ کل صبح
تک زیام کو

اپنے پاس رکھنا جس پہ اس نے صرف اوکے کا جواب دیا تھا۔۔۔ زیام
زیان کے علاوہ کسی کے پاس بھی رات نہیں گزارتا تھا اس یا ماما چاہیے
ہوتی تھی بابا جس کی آغوش میں وہ سکون سے سو سکیں۔۔۔

فجر ایک نظر اپنی حالت دیکھتی شرم سے سرخ پڑتی اپنے لبوں پر
شر میلی سے مسکراہٹ لیتی خود کو اچھے سے کور کیے وہ نیچے اتری

واثر روم میں داخل ہوئی تھی۔۔ اس وقت اس کے چہرے پر قوس قزح
کے رنگ بڑے کی خوبصورت لگ رہے تھے
کچھ ہی دیر میں وہ پریل کلر کا خوبصورت انا کلیفراک پہن کر باہر نکلی
تھی۔ اس وقت اس کو کسی میک اپ کی ضرورت نہیں تھی اس کی
گردن پر ضارب کی دی گئی سوغاتیں پوری آب و تاب سے چمک رہے
تھی۔۔

اس وقت کنزہ شبانہ اور عاصمہ تینوں ہی ایک بہت بڑے مال میں
شاپنگ کرنے آئی تھی۔۔ شبانہ کی شادی کے دن بہت ہی نزدیک آتے
جا رہے تھے جس کی وجہ سے ان تینوں نے ہی آج یونی میں ہاف ڈے
گزارا تھا

اب وہ تینوں ہی شاپنگ کر رہی تھی۔۔ اس وقت وہ تینوں ہی عبا یا میں
موجود تھی جہاں پر عاصمہ نے پریل عبا یا پہنا ہوا تھا جس پہ چھوٹے موتی
لگے ہوئے تھے وہی پر شبانہ نے بھی براؤن عبا یا عاصمہ کی طرح ہی پہنا
ہوا تھا۔۔ جب کہ کنزہ نے اس وقت سفید رنگ میں ایک بہت ہی
خوبصورت ساعبا یا پہنا ہوا تھا۔۔ جس پر کی ڈیزائن نہیں تھا کوئی کام
نہیں ہوا تھا۔۔ وہ اس سفید فراق میں کوئی حور معلوم ہو رہی تھی اس
کے بازو بہت ہی کھلے تھے جس کی وجہ سے اس کے ہاتھ بھی کور ہو
گئے تھے

اس وقت صرف اس کی گرے آنکھیں نظر آرہی تھی کو اس کے
ساری رات رونے کی چغلی کھا رہی تھی۔۔ ابھی اس کا موڈ بالکل ٹھیک
تھا۔۔ وہ اپنی دوستوں کی خوشی میں خوش ہو رہی تھی جب کہ عاصمہ

اور شبانہ اس کی سرخ آنکھیں دیکھ کر وہ دونوں اچھی خاصی پریشان ہوئی تھی

یار کیا لینا پہلے۔۔ وہ ایک طرف رکتی شبانہ جلدی سے بولی تھی جب کہ عاصمہ نے سب سے پہلے سامنے کی طرف اشارہ کیا ان دونوں نے اس کی طرف دیکھا تھا جو ایک ریسٹورنٹ کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔۔ شبانہ اور کنزہ نے بیک وقت دونوں کو گھور کر

دیکھا تھا۔۔ ان دونوں کو اپنی طرف گھورتا پا کر عاصمہ نے پھر التجائیہ نگاہوں سے ان کی طرف دیکھا تھا جس پر شبانہ نا میں سر ہلا گئی تھی۔۔ پہلے آج شاپنگ کریں گے پھر ہی کچھ کھائے گے۔۔

شبانہ اپنی انگلی سے اس کو تنبیح کرتی ایک ایک لفظ چبا کر بولی تھی۔۔ عاصمہ ہر بار ہی ایسا کرتی تھی وہ پہلے کچھ کھا لیتی تھی پیٹ بھر کر جس کی وجہ سے وہ بعد میں چل نہیں پاتی تھی عاصمہ جسامت میں بہت ہی

اچھی تھی اب شادی کے بعد اس کا وجود اور بھی بھاری ہو گیا تھا اور سب سے اہم بات کہ وہ ایک بچے کو پیدا کرنے والی تھی۔۔ اس لیے اس کو پہلے کی نسبت بھوک زیادہ لگتی تھی

یار میری ناتواں بچے کی پرواہ کر لوں اس کو بھوک لگی ہیں۔ وہ ان دونوں کو ہی ناں میں سر ہلاتا دیکھ دہسٹیاں دیتی ہوئی بولی تھی اس کی بات پر کنزہ نے شبانہ کو اشارہ کیا تھا جس پہ ہاں میں سر ہلاتی ریسٹورنٹ کی طرف بڑھ گئی تھی اس کے پیچھے ہی کنزہ اور عاصمہ بھی بڑھ گئی تھی۔۔ یہ سچ تھا کہ ان سب کو بھی بھوک لگی تھی لیکن جب بات شاپنگ پر آئے تو ساری بھوک ختم ہو جاتی ہیں۔۔ شبانہ کو شاپنگ کرنا بہت پسند تھا اس وقت وہ تینوں ہی باتوں میں مصروف اپنے آڑ ڈکاوٹ کر رہی تھی۔۔ ان تینوں نے ہی اپنی مقاب اتار دی تھج آج زیادہ مال

میں رش نہیں تھا ایک تو زیادہ تر لوگ رات کو آتے تھے اور دوسرا آج
ہفتہ تھا اور کنگ ڈے جس کی وجہ سے لوگ بہت کم

نظر آرہے تھے۔۔ ابھی وہ سب باتوں میں مصروف تھے جب ان
تینوں کا اوڈر آیا تھا۔۔ عاصمہ کا سماں پیزا تھا شبانہ کا برگر جب کہ کنزہ کی
صرف کافی تھی اس کو یہ سب باہر کا کھانے نہیں پسند تھا۔۔ ابھی ویٹر
نیچے یہ سب کچھ رکھتا جب

ایک دھکا لگنے کی وجہ سے کنزہ پر کافی جا کر گری تھی جس کی وجہ سے
اسے تھوڑی سی جلن محسوس ہوئی تھی اور ساتھ ہی اس کا سارا عبا یا گندا
ہوا گیا تھا۔۔ جلن کی وجہ سے اس کی آنکھوں سے آنسو نکلنا شروع ہو
گئے تھے

جن کو وہ جلدی سے صاف کر گئی تھی۔۔ جب انسان کے دل میں تکلیف
ہو تو وہ ہر چھوٹی چھوٹی بات پر رو پڑتا ہیں اور یہی حال کنزہ کا بھی تھا
۔۔ اس نے ایک نظر اپنے عبایا کو دیکھا تھا کو اچھا خاصہ خراب ہو گیا تھا
جب کہ اس نے پھر ویٹر کو دیکھا تھا جو سارا ارڈر رکھ کر اب اسے سوری
بول رہا تھا جس پہ کنزہ نے کوئی بات نہیں کہہ کر اس کو جانے کا کہا تھا
خود وہ ان دونوں کو جلدی سے یہ سب ختم کرنے کا کہتی و اشروم کی
طرف بڑھ گئی تھی

کچھ ہی دیر میں وہ اپنا عبایا صاف کرتی اور اس کو اچھے سے سکھاتی باہر نکلی
تھی اس وقت اس کے چہرے پر عبایا نہیں تھا۔ ابھی وہ آگے بڑھ ہی
رہی تھی جب اسے ایک بچہ نظر آیا تھا۔ اس بچے نے خوبصورت سی
بلیک رنگ کی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی

جس پر بلیک ہی اجرک لیے وہ اس کی طرف پشت کر کھڑا کسی کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔ ناچاہتے ہوئے بھی کنزہ کے قدم اس بچے کی طرف بڑھ گئے تھے۔۔۔ وہ بچہ کے کھڑے ہونے کا سٹائل اسے بہت ہی پیارا لگا تھا۔۔۔ اسے بچے تو ویسے بھی بہت پسند تھے

آپ یہاں پر کیا کر رہے ہیں۔۔۔ کنزہ اس کے پاس جاتی نیچے بیٹھتی اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ گئی تھی۔۔۔ کندھے پر ہاتھ رکھنے اور کسی لڑکی کی آواز سنتے ہی اس بچے نے پلٹ کر دیکھا تھا اس بچے کے چہرے پر نا گواری دیکھی جاسکتی تھی شاہد اسے کنزہ کا مخاطب کرنا پسند نہیں آیا تھا۔۔۔ جب کہ کنزہ اس کے چہرے کے اتنے کیوٹ کیوٹ ایکسپریشن دیکھ کر کنزہ کے چہرے پر مسکراہٹ پہلی تھی جس سے اس کے دونوں ڈمپلز نے اپنے درشن کروائے تھے۔۔۔

میں جن کے ساتھ آیا تھا وہ بڑی ہیں فون پر اس لیے میں ان کا ویٹ کر رہا ہوں۔۔ زیام اپنے کالے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اپنی سبز آنکھوں کو اس کے ڈمپل پر گاڑھتا نرمی سے بولا تھا۔۔ جب کہ اس کے لہجے میں اکٹاہٹ واضح تھی جس کو وہ چاہا کر بھی چھپا نہیں پایا تھا

کنزہ نے اس کی سبز آنکھیں دیکھی تھی جو اس کے معصوم اور سنجیدہ چہرے پر بلا کی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔ کنزہ نے اس کی بات پر ہاں میں سر ہلایا تھا اور اگلے ہی پل اس کے سامنے اپنا ہاتھ پھلا گی تھی زیام زیان کے ساتھ شاپنگ کرنے آیا تھا۔ اس نے پچھلے پانچ گھنٹے خاموشی اور بغیر تنگ کیے زیان کے ساتھ اس کے آفس میں گزارے تھے۔۔ اب زیان اس کو کہیں گھمانے لایا تھا۔ اسے بھی پتا تھا کہ وہ اس کے سامنے نہیں بولتا

لیکن وہ بھی ایک معصوم سا بچہ ہیں وہ ان سب چیزوں سے اکتا جاتا تھا
۔۔۔ زیان کے ساتھ خوشی خوشی اس نے ہامی بھری تھی لیکن اب
یہاں پر آکر وہ بورہا تھا کیونکہ زیان کی ایک بہت امپوٹنگ کال آگئی
تھی

اس کا اپنے سامنے ہاتھ دیکھ کر زیم نے آئبر واچکا کر اس کو دیکھا تھا
جیسے کہنا چاہ کیا کام ہیں آپ کو مجھ سے اس کے اتنے معصومانہ انداز پر
کنزہ کو ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔ وہ بہت ہی نرمی سے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتی
اس کو اپنے سینے میں بھینج گئی تھی

جب کہ اگلے ہی پل وہ اس کی گال پر لب رکھ گئی تھی زیم اس کی اس
حرکت پر سیخ پا ہوتا ایک ہی جھکٹے میں اس کو خود سے الگ کر گیا تھا اگلے
ہی پل وہ اپنی گال سے اس کا لمس بری طرح

مٹا گیا تھا۔ اس کو کس دینا اور لینا دونوں زہر سے زیادہ بری لگتی تھی۔۔۔ کبھی اس نے کسی کو اپنی کس لینے دی ہیں اور نا ہی کسی کو کس دی ہیں۔۔۔ اس کی اس حرکت پر کنزہ نے اس کو گھور کر دیکھا تھا اس سے یہ سب کچھ انجانے میں ہو رہا تھا وہ چہرے کے اتنے کیوٹ کیوٹ سٹائل بنا رہا تھا جس کی وجہ سے کنزہ بے خود ہوتی یہ سب کچھ کر گئی تھی اب اس کا غصہ سے سرخ چہرہ دیکھ کر اس کو لگ رہا تھا اس نے غلطی کر دی ہیں

جب ایک بار میں نے آپ سے کہا ہیں کہ میں آپ کو نہیں جانتا تھا تو کیوں آپ یہاں پر موجود ہیں جائے یہاں سے۔۔۔ زیام ایک بار پھر اپنی گال سے اس کا کس مٹاتا ادب سے بولا تھا لیکن ادب کے ساتھ ساتھ غصہ بھی شامل تھا

میں تو بس اتنا چاہ رہی تھی کہ اگر آپ میرے ساتھ آجائیں تو آپ
جس کے ساتھ بھی آئیں ہیں ان کے فری ہونے تک وہ اس کے سامنے
نرمی سے دوبارہ اپنا ہاتھ پھیلاتی پیار و محبت سے بولی تھی

کیا ہوا ہیں زیا م تم ٹھیک ہوں اور یہ کون ہیں۔۔ اس سے پہلے زیا م کنزہ
کو کوئی جواب دیتا جب پیچھے سے زیا م کی آواز سنائی دی تھی دوسری
طرف کنزہ کو اپنے کانوں پو یقین نہیں آیا تھا اس نے ایک نظر زیا م کو
دیکھا تھا جس کی شکل و صورت بالکل بھی اس شتمگر جیسی نہیں تھی ہاں
اس انوشہ کیسی بلیک تھی۔ وہ اس سے آگے کا سوچ بھی نہیں پائی
تھی۔۔ اس کو اپنا سانس گھٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا

پتا نہیں یہ کون ہیں میری کس بھی لی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ جب آپ
تک آپ نہیں آجاتے میرے ساتھ چلوں بس اس لیے ان سے بات کر
رہا تھا۔۔ زیا م جلدی سے زیا م کے پاس جاتا نگلی سے اس کی طرف

اشارہ کرتا سنجیدگی سے بولا تھا جب کہ زیان اس کی بات سنتا زیا م کو اپنی
باہوں میں اٹھا گیا تھا اس وقت اس نے گرے کلر کی شلوار قمیض پہنے
وہ بلا کا حسین لگ رہا تھا جب کہ اس کے اوپر ہی اس نے آف وائٹ
اجرک کی ہوئی تھی

اس وقت زیا م زیان کی باہوں میں اپنی اجرک کو سمبھالتا جسنہجلاہٹ
کا شکار ہو رہا تھا۔۔۔ جس کو دیکھتے ہی زیان نے اس کی اجرک ٹھیک کی
تھی وہ اب اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔۔ اس کے بال
سنوارنے کے بعد زیان نے اس کی گال پر لب رکھا تھا
کنزہ نے ابھی تک پیچے اپنا چہرہ نہیں کیا تھا۔۔۔ اس کو ابھی تک یقین
نہیں آرہا تھا کہ یہ اس کا بیٹا ہیں۔۔۔

توں بھی کیا سوچ رہی ہیں توں خود ہی اس کو انوشہ کے پاس چھوڑ کر آئی
تھی تو اس کی اولاد تو ہو گی نا

وہ خود کو سمجھاتی ایک گہری سانس بھرتی اپنے چہرے پر نقاب کرتی اپنی
آنکھیں بند کر کے کھولتی پیچھے کی طرف مڑی تھی۔۔۔ زیان اس وقت
زیام کے چہرے پر اپنے لب رکھ رہا تھا جس کو دیکھ کر کنزہ تلخی سے
مسکرائی تھی

وہ اس کو ایک نظر دیکھتی خاموشی سے آگے بڑھ گئی تھی اس سے پہلے
زیان اس کو دیکھتا یا کچھ کہتا وہ اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ نا
ہی وہ اس کے منہ سے سننا چاہتی تھی کہ یہ اس کا بچہ ہیں
جان زیان غلط فہمیاں اچھی نہیں ہوتی اس لیے میں بتا دوں تم جو سوچ
رہی ہوں کہ یہ میرا بیٹا ہیں یہ ضارب اور فخر کا بیٹا ہیں اس لیے بغیر سچ
جانے ناجاؤں یہاں سے وہ اس کی کلامی پکڑ تازیام کو اپنے گارڈ کے ساتھ
گاڑی میں جانے کا کہتا سنجیدگی سے بولا تھا۔۔۔ اس کے گارڈ کچھ ہی
فاصلے پر کھڑے تھے۔۔۔ زیام بھی خاموشی سے نیچے کی طرف بڑھ گیا

تھا۔۔ کنزہ کی آنکھیں حیرت سے کھلی تھیں اسے کیسے پتا چل گیا تھا کہ وہ
ہیں اور سب سے بڑی بات اس کو کیسے پتا چل گیا تھا کہ وہ یہ سب سوچ
رہی ہیں اس نے ابھی تک پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا تھا لیکن وہ اپنی کلائی اس
کی گرفت سے چھڑوانے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔۔۔ جس پر
زیان کی گرفت بے حد مضبوط تھی اس کی کلائی اس طرح پکڑی ہوئی
تھی کہ اس کو زرا بھی تکلیف ناہو

اور وہ اپنی کلائی چھڑوا بھی ناپائے۔۔۔۔ جب کہ زیان اس اپنی طرف
کھینچتا اس کی کمر پر ہاتھ رکھتا اس کو دیکھ رہا تھا جو اس کے سینے سے لگی
نظریں جھکا کر اس کی گرفت سے نکلنا چاہ رہی تھی

چھوڑیں مجھے اور مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی نا ہی مجھے جانے کا شوق
ہیں یہ کس کا بچہ تھا بس میں یہاں سے جا رہی تھی تو اس کو اکیلے دیکھ کر
یہاں آگئی مجھے پتا تھا ہوتا یہاں پر میرا ٹکراؤ آپ سے ہو گا تو

میں کبھی بھی یہاں نا آتی۔۔ وہ اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتی اپنی کمر سے ہٹانے کی کوشش کرتی سرد مہری سے بولی تھی۔۔ اس نے بھی تک اس کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔ اور یہی پر زیان کا صبر بھی جواب دے جاتا تھا

میری آنکھوں میں دیکھ کر بات کروں جان زیان۔۔۔ وہ اس کی کمر پر گرفت مضبوط کرتا اس کو ایک سائیڈ پر لے جاتا گھمبیر آواز میں بولا تھا اس کو پتا تھا کہ مقابل غصے کی بہت تیز ہیں وہ اس کے بات کا الٹا مطلب لے گی جس پر وہ جلدی سے اس کی

آنکھوں میں دیکھے گی اور ہوا بھی ایسا ہی تھا گلے ہی پل اس نے اپنا چہرہ اٹھا کر اپنی گرے آنکھوں کو زیان کی سبز آنکھوں میں گاڑھا تھا اسکی آنکھوں کو دیکھتے ہی زیان کا دل شدت سے ڈھڑکا تھا

جب کہ زیان اس ایک ہاتھ آگے کرتا اس کا نقاب اتار گیا تھا۔۔ اب
اس کا چاند سا چہرہ اس کے سامنے موجود تھا۔۔ زیان کے دل کی
ڈھڑکن اس کو صاف سائی دے رہی تھی۔۔

وہ اپنی زلفوں سے دن میں راتیں کرتی ہیں
◌◌ اس کی آنکھیں تا عمر کے وعدے کرتی ہیں

ہوائیں جھومتی ہیں اسے چھو کے

لیکن وہ بس مسکرا کر برساتیں کرتی ہیں

زیان اس کے چہرے پر اپنی انگلی ٹریس کرتا گھمبیر آواز میں بولا
تھا۔۔ جس پہ کنزہ کا دل شدت سے ڈھڑکا تھا۔۔ جب کہ ابھی تک وہ
اس سے دور ہونے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔۔ لیکن زیان کی
گرفت اتنی مضبوط تھی کہ وہ چھڑا نہیں پار ہی تھی

چھوڑیں مجھے جاناہیں مجھے آپ کی شکل بھی نہیں دیکھنی۔۔ نفرت
کرتی ہوں میں آپ سے۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھی غصے سے دبی
دبی آواز میں چیخی تھی۔۔ اس کی آنکھوں میں اس وقت زیاں کو کوئی
جزبات نظر نہیں آرہے تھے

تم نہیں ناسکتی مجھ سے دور بہت رہ لیا تم نے مجھ سے دور اب اور نہیں
دینے دوں گا مجھے سے غلطی ہوئی تھی میں سب کے سامنے تم سے
معافی مانگوں گا کہوں تو تمہارے پیروں میں بھی گر جاؤں گا
لیکن پلیز مجھے چھوڑ کر نا جاؤں جان زیاں۔ جب تم مجھے چھوڑنے کی
بات کرتی ہوں ایسا لگتاہیں کہ میری سانسیں بند ہو جائیں گی اس لیے
پلیز نا جاؤں تمہارا دل تو بہت بڑاہیں معاف کر دوں مجھے۔۔ وہ اس کے
ماتھے سے اپنا ماتھا ٹکاتا

اس سے معافی مانگ رہا تھا جبکہ اس کی آنکھوں سے آنسو نکلتا کنزہ کی
گال پر بہہ گیا تھا۔۔۔ وہ رو رہا تھا اس کے آنسوؤں سے کنزہ کا پورا چہرہ
مکمل بھیک گیا تھا نا جانے وہ کتنی ہی دیر ایک ہی پوزیشن میں رہ کر روتا رہا
تھا آپ کا انوشہ انتظار کر رہی ہوں گی وہ خود پر قابو پاتی اپنے چہرے پر
اس کے آنسو صاف کرتی سر دلچے میں بولی تھی جو کچھ اس نے کیا تھا اس
کے بعد و اتنی آسانی سے اسے معاف نہیں کرنے والی تھی
شاہد وہ کبھی کر بھی ناپاتی اس کو معاف اگر وہ اس کے پاس بھی آجائے
تب بھی نہیں اس کے دل میں وہ باتیں نقش ہو گئی تھی جو اس نے کہی
تھی۔۔۔ وہ اس کو کبھی نہیں بھولنی تھی۔۔۔ زیان اس کو دیکھ کر رہ گیا
تھا

میں نے مار دیا تھا انوشہ کو نہیں ہیں اب وہ میری زندگی میں۔۔۔ میری
لائف میں میری کنو کی جگہ اب کوئی نہیں لے سکتا اس لیے پلیز میری

خالی زندگی کو پورا کر دوں۔۔ وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوا دبی دبی
آواز میں غرایہ تھا آخر میں اس کا لہجہ تھوڑا التجائیہ ہوا تھا۔۔ یہ سچ تھا کہ
انوشہ کو زیان نے ہی مارا تھا اس نے ہی اس کی کار کا ایکسیڈنٹ کروایا تھا
۔۔ ایک سال تو وہ اس سے خوف کھاتی رہی تھی جس کی وجہ سے اس
کے سامنے انوشہ کی زبان نہیں چلتی تھی

لیکن وہ شاہ حویلی پر پوری طرح حکمرانی کرتی تھی۔۔ لیکن ایک سال
بعد آہستہ آہستہ زیان کا خوف اس پر سے ختم ہو رہا تھا وہ اس سے اپنا حق
مانگتی تھی اور دھمکی بھی دی تھی اس نے اگر وہ اس کو اس کا حق اور
مرتبہ نہیں دیں

گا تو وہ کنزہ کو جان سے مروادیں گی اس کی دھمکی پر زیان نے اپنے
گاڈرز کے حلیے بدل کر کنزہ کے ارد گرد چھوڑا ہوا تھا۔ انہوں نے بس

دوہرہ کر کنزہ کی حفاظت کرنی تھی۔۔۔ زیان نے بعد میں انوشہ کا قصہ ہی ختم کر وادیا تھا

آپ۔۔۔ انوشہ کا قتل کیا ہیں پر کیوں آپ ایک قاتل بنے۔۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی اپنی لڑکھڑاہٹ پر قابو پاتی ہوئی بولی تھی اس کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ زیان کسی کا قتل کر سکتا ہیں اسے اس وقت مقابل سے خوف محسوس ہو رہا تھا جس کی وجہ سے اس کے ہاتھ پاؤں تھر تھر کانپ رہے تھے۔۔۔ جس کو محسوس کرتا زیان اس کے ہاتھوں کو اپنے ایک ہاتھ میں قید کرتا اس کو دوسرے ہاتھ کہ مدد سے اپنے سینے میں بھینچ گیا تھا۔ اب وہ اس کے سینے سے لگی رو رہی تھی جب کہ زیان کو اپنے اندر ایک سکون اترتا ہوا محسوس ہو رہا تھا کیونکہ میری جان وہ مجھ سے حق لینا چاہتی تھی جو صرف میری کنو کا ہیں اس لیے میں نے اس کو مار دیا۔۔۔ وہ اس کے ماتھے پر نرمی سے لب رکھتا پیار سے سمجھا رہا تھا

۔۔۔ جب کہ کنزہ اس کی بات سنتی خوف سے ہاں میں سر ہلاتی اس سے وہ دور ہوئی تھی زیان جو خود میں ایک سکون اترتا ہوا محسوس کر رہا تھا اچھا خاصہ بد مزہ ہوتا اب کنزہ کو دیکھ رہا تھا جو اسے سے دور ہوتے ہی ناں میں سر ہلارہی تھی۔۔۔ ساتھ ہی وہ اپنی آنکھوں سے آنسو بے دردی سے صاف کر گئی تھی اپنی آنکھوں کو اتنی بے دردی سے ڈکڑنے پر زیان کی آنکھوں میں لہو اترتا تھا۔ ان آنکھوں نے ہی تو اس کا چین سب کچھ برباد کیا ہوا تھا۔۔۔ اب ان آنکھوں کا حشر دیکھ کر اس کے گلے میں گلی ابھر کر معدوم ہوئی تھی

آپ ایک قاتل اور دھوکے باز ہیں میں کبھی آپ کے ساتھ نہیں آؤ گی اور رہی بات معافی کی تو وہ میں نے اسی دن ہی آپ کو معاف کر دیا تھا لیکن شاہد دل سے نہیں کر پائی تھی کیونکہ جب بھی میں وہ بات یاد کرتی ہوں میری آپ سے

نفرت بڑھتی جاتی ہیں۔۔۔ زیاں نے اسی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ وہ
اس کا ہاتھ بری طرح جھٹکی چیخی تھی اس کی بات سن کر زیاں نے اپنے
دل پہ ہاتھ رکھا تھا اسے اپنے دل میں درد اٹھتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔
میں مرجاؤں گا تمہارے بغیر جان زیاں۔۔۔ وہ اس کی بے اعتنائی
برداشت کرتا اپنے دل پر ہاتھ رکھتا اس کی طرف قدم بڑھاتا ہوا بولا تھا
جب کہ کنزہ نے ایک نظر اس کو دیکھ کر اپنی آنکھیں بند کی تھی
مر جائیں۔۔۔ وہ اپنی آنکھیں کھولتی چیخی تھی۔۔۔ وہ اتنی زور سے
چیخی تھی کہ آس پاس گزرتے لوگوں نے اس کی آواز سن کر اس کو مڑ
کر دیکھا تھا۔۔۔ جس پہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے منہ پر رکھ گئی تھی
اس کے منہ سے یہ سنتے ہی اگلے پر وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھتا اونڈھے منہ
زمین پر گرا تھا جس پہ مقابل کی چیخ بلند ہوئی تھی وہ ایک نظر زیاں کو
دیکھتی اگلے ہی پل بھاگ کر اس کے پاس بیٹھتی اس کا سر اپنی گود میں

رکھ گی تھی زیان۔۔۔ آنکھیں کھولے میں آپ کے ساتھ چلوں گی
پلیز آنکھیں کھولیں۔۔۔ میں سار عمر آپ کے ساتھ رہوں گی۔۔۔ وہ
اس کا چہرہ اپنے نرم و نازک ہاتھوں سے تھپتھپاتی روتے ہوئے بولی
تھی۔۔۔ اس کے آنکھوں سے گرتے آنسو اس کے چہرے پر گر رہے
تھے زیان۔۔۔ اس سے پہلے کنزہ پھر اس کو اٹھانے کی کوشش کرتی
کایان جو اپنے کام سے فری ہو کر اس کے گارڈز سے پوچھ کر اس سے
ساتھ شاپنگ کرنے آیا تھا نیچے زیام اور اس کے گارڈز کو دیکھ کر وہ اوپر
اس کے پاس چلا آیا تھا

اب اس کو اس حالت میں دیکھ کر اس نے ای زوردار چیخ ماری تھی
۔۔۔ اگلے ہی پل وہ اس پاس پہنچتا بغیر کوئی وقت ضائع کیے اس کی کمر کے
گرد بازو پیٹتا اس کو ایک ہی جھٹکے میں اپنے کندھے پر اٹھا گیا تھا۔۔۔

جب کہ اس کے جاتے ہی کنزہ نے اپنے چہرے پر اپنے ہاتھوں سے کتنے ہی تھپڑ جڑے تھے۔ اسے نہں پتا تھا اس کی زبان اتنی کالی ہیں کہ اس کی بد دعائیں سن لی جاتی ہیں۔۔ اگلے ہی پل وہ اپنے چہرے پر نقاب ٹھیک کرتی اس کے پیچھے بھاگی تھی۔

اس وقت کا یان دا جی کنزہ اور عابد علی شاہ ہسپتال میں موجود تھے۔۔ زیان کو ہاڑت اٹیک ہوا تھا وقت پر اس کو ہسپتال لایا گیا تھا جس کی وجہ سے اس کی جانچ گئی تھی۔۔ ابھی اندر ڈاکٹر آئی سی یو میں ہی موجود تھے۔۔ ڈاکٹر اور باقی سب کو حیرت ہوئی تھی کی زیان اتنا فٹ تھا اور نا ہی

اس کے دل کو کوئی مسئلہ تھا جس کہ وجہ سے اس کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔۔۔ کنزہ اس وقت کایان کے سینے سے لگی رو رہی تھی۔۔۔ ڈاکٹروں نے ابھی صرف یہ کہاں تھا کہ کوئی خطرے کی بات نہیں ہیں لیکن ابھی اس کے ہوش میں آنے کے بعد ہی پتا چلے گا۔۔

کایان کب سے اس کو خاموش کروانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس نے اس بات کو مکمل طور پر میڈیا سے چھپا دیا تھا اگر میڈیا کو پتا چلتی تو یہ بات ان کے گھر تک بھی پہنچ جانی تھی۔۔۔ وہ بشری بیگم کو نہیں بتانا چاہتے تھے۔۔۔ پچھلی بار بھی زیان کے

ایکسیڈنٹ کی خبر سن کر ان کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔ اب اگر ان کو دوبارہ ہارٹ اٹیک ہوتا تو ان کی جان بھی جاسکتی تھی جس کی وجہ سے اس خبر کو چھپایا گیا تھا۔۔۔ داعی کنزہ کو دیکھ رہے تھے جس نے رو کر اپنی حالت خراب کر دی تھی

اسے سب سے زیادہ اس بات کی تکلیف ہو رہی تھی کہ وہ اس کی بددعا کی وجہ سے اس حالت میں موجود ہیں۔۔۔ اس نے کایان کے علاوہ کسی سے بات نہیں کی تھی جب کہ وقاص علی شاہ اس سے نظریں بھی نہیں ملا پارہے تھے

جو کچھ آج سے ساڑھے چار سال پہلے ہوا تھا۔۔۔ وہ اس سے معافی مانگنا چاہ رہے تھے لیکن انہیں سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیسے بات کا آغاز کریں۔۔۔ عابد علی شاہ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ اب وہ کایان کے سینے سے لگ کر زار و قطار رو رہی تھی جب کہ کایان اس کے سر پر ہاتھ پھیرتا اس کو بھائیوں والا مان بختا اس کو خاموش کروا رہا تھا۔۔۔ اسے آج پھر زیان پر غصہ آیا تھا جس کی وجہ سے اس کی بہن رو رہی تھی

کنزہ خاموش ہو جاو کچھ نہیں ہوا زیان کو وہ بالکل ہی ٹھیک ہیں۔۔۔ زیان
اس کے آنسو صاف کرتا پیار سے اسے بول رہا تھا اس کی بات پر کنزہ نے
ناں میں سر ہلایا تھا۔۔۔ ابھی کنزہ کچھ بولتی جب وقاص علی شاہ کنزہ کے
ساتھ

آکر بیٹھے تھے۔۔۔ ان کے بیٹھتے ہی کایان نے ان کے اشارے پر کنزہ
کا چہرہ اپنے سینے سے نکال تھا۔۔۔ وہ ایک نظر کایان کو دیکھتی اپنے آنسو
صاف کرتی اس کا اشارہ پاتے ہی اس نے وقاص علی شاہ کی طرف دیکھا
تھا جو اس کے بالکل ہی ساتھ بیٹھے تھے

کنزہ ایک نظر ان کو دیکھتی خاموشی سے نظریں جھکا گئی تھی اس نے
کوئی بات وقاص علی شاہ سے نہیں کی تھی۔۔۔ انسان کتنا ہی صبر والا اور
مضبوط کیوں نا ہو لیکن مصیبت کے وقت اپنوں کے دو بیٹھے بول بھی
سہارا بن جاتے ہیں

جب کہ انہوں نے کنزہ کو اس وقت تنہا چھوڑ دیا تھا جب اسے سب سے زیادہ اپنوں کی ضرورت تھی اب تو اس نے تنہا رہنا بھی سیکھ لیا تھا۔ لیکن قسمت پھر اسے ان سب سے ملوا گی تھی اسے اپنی قسمت پر رونا آ رہا تھا ہمیں معاف کر دوں بچے ہم سے بت بڑا گناہ ہو گیا ہیں !!! ہماری جھوٹی انا کی وجہ سے ہم نے اپنے بیٹے کو کھو دیا لیکن اب اس کی نشانی کو نہیں کھونا چاہتے ہمیں معاف کر دوں پلیز۔۔ وقاص علی شاہ اس کے سامنے اپنے ہاتھ جوڑے سر جھکا کر بولے تھے

جب انسان سے غلطی ہوئی ہوں تو معافی مانگنے میں بھی انسان کو شرمنا نہیں چاہیے نا ہی اس کی غرور اس سے بڑا ہونا چاہیے جھکتا ہمیشہ انسان ہی ہیں کیونکہ اکڑنے کا کام مردوں کا ہوتا ہیں۔۔۔ ان کے جڑے ہاتھوں کو دیکھتی کنزہ ناں میں سر ہلاتی ان کے

ہاتھ تھام گی تھی۔۔ اس کو زرا اچھا نہیں لگا تھا ان کو اپنے سامنے ہاتھ
جرٹوا کر خاص کر ان کا جھکا سر۔۔۔ وہ ان کو دیکھتی ناں میں سر ہلاتی ان
کے گلے لگ گئی تھی۔۔ اس کا مطلب تھا کہ اس نے وقاص علی شاہ کو
معاف کر دیا تھا

اور معاف کرنا سب سے افضل کاموں میں سے ایک تھا۔۔ جس کو
جتنی جلدی معاف کر دیا جائے اتنا ہی اچھا ہوتا ہے۔۔ وقاص علی شاہ
اس کو اپنے سینے میں بھینچے اس کے ماتھے پر لب رکھ گئے تھے۔۔ وہ
تو کنزہ کے جانے کے بعد دوسرے دن سے ہی

زیان کو بول رہے تھے کہ وہ اس سے معافی مانگے گے لیکن زیان نے
ان کو روکا ہوا تھا کیونکہ اس کا کہنا تھا کہ جب غلطی اس نے کی ہے تو
معافی بھی وہ خود ہی مانگے گا جس پہ وقاص علی شاہ خاموش ہو جاتے
تھے۔۔۔

آپ کو معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہیں یہاں آپ کو معاف کر دیا
۔۔۔۔۔ وہ ان کے سینے سے سر نکالتی معصومیت سے بولی تھی جس پہ
وقاص علی شاہ کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا اس کی آنکھیں بالکل ظہور علی
شاہ پر تھیں۔۔ وقاص علی شاہ اس کو غور سے دیکھ رہے تھے جو بالکل ہی
اپنے باپ کی کاپی تھی۔۔۔ اس کا ناک ہونٹ آنکھیں سب کچھ ہی
ظہور علی شاہ پر تھی انہیں یاد کرتی وقاص علی شاہ کی آنکھیں شدت سے
بھگی تھی

زیان کو بھی معاف کر دیا۔۔ وقاص علی شاہ اس کو اپنی طرف دیکھتا پا کر
اس سے نرمی سے پوچھ رہے تھے۔ ان کی بات پر وقاص علی شاہ کی بات
پر کنزہ نے ناں میں سر ہلایا تھا۔۔ اس کے ناں میں سر ہلانے پر وقاص
علی شاہ پریشان ہوئے تھے

آپ کی مرضی بچے لیکن اس کو اس کے گناہوں کی سزا مل گی نہیں اس کو
ان پچھلے ساڑھے چار سالوں میں ٹرپٹے ہوئے اور بے سکون میں نے
دیکھا ہیں۔۔ وقاص علی شاہ اس کے سر پر ہاتھ بھیرتے نرمی سے بولے
تھے

جب کہ ان کی بات پر کنزہ بالکل ہی خاموش رہی تھی اس نے کوئی
جواب نہ دیا تھا۔۔ وقاص علی شاہ بھی خاموش ہو گئے تھے
انہیں اتنا تو پتا چل گیا تھا کہ ان کی پوتی کا دل بہت نرم ہیں وہ جلدی ہی
سب کو معاف کر دیتی ہیں زیان کو بھی کر دیں گی
ابھی سب لوگ خاموشی سے باہر سے بیٹھے باہر آنے کا انتظار کر رہے
تھے جب ڈاکٹر باہر آیا تھا سب ہی اپنی اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے
تھے۔۔ وقاص علی شاہ اٹھ نہیں پاتے تھے جس کہ وجہ سے وہ
خاموشی سے بیٹھے

ہوے تھے۔۔۔

آپ سب فکر نا کریں وہ ٹھیک ہیں بس انہیں کوئی صدمہ لگا تھا جو اس ان کا دل برداشت نہیں کر پایا تھا۔ اور ہاں ایک بات وہ مسلسل بے ہوشی میں بھی جان زیاں کہہ کر پکارتے رہے ہیں اگر آپ میں سے کوئی ہیں تو وہ جا کر ان کو ایک بار دیکھ لیں یا ان کو یہ تسلی کروادیں کہ وہ ابھی تک ان کے ساتھ ہیں تو شاہد ان کو جلدی ہوش آجائیں۔۔۔ ڈاکٹر اپنے پروفیشنل انداز میں بولتے وہاں سے چلے گئے تھے جس پہ سب نے اللہ کا شکر ادا کیا تھا

اب وہ سب لوگ ہی کنزہ کو دیکھ رہے تھے جو نظریں جھکا کر کھڑی تھی سب کو اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ تذبذب کا شکار ہوئی تھی اس لیے وہ جلدی سے اندر بڑھ گئی تھی۔ اس کے اندر جاتے ہی کایاں نے ایک گہری سانس بھری تھی

کنزہ جو اندر گئی تھی زیان کو دیکھتے ہی اس کی بے ساختہ چیخ نکلی تھی

-- اس کی چیخ پر زیان جو اپنے ہاتھ سے ڈرپ کھینچ کر نکال رہا تھا اسے

کسی بھی حالت میں کنزہ کے پاس پہنچنا تھا

اس وقت وہ ہسپتال کے ڈریس میں موجود تھا ہارٹ اٹیک آنے کی وجہ

سے اس کا خون جم گیا تھا جس کی وجہ سے اس کے چہرے پر نیلا ہٹ

واضح تھی۔۔۔ اس کے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔۔ اس وقت

وہ رحم کھائے جانے کے قابل تھا کنزہ جلدی سے اس کے پاس پہنچتی

اس کو روک گئی تھی جب کہ زیان اس کو اپنے پاس دیکھ کر بے یقین ہوتا

اس کو اپنے سینے میں بھینچ گیا تھا۔۔ وہ بہت ہی سختی سے اس کو اپنے

سینے میں بھینچے ہوئے تھا

[

زبان آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہیں آپ آرام کریں میں یہی ہوں
کہیں بھی نہیں جا رہی۔۔ وہ اپنا پورا زور لگاتی اس کو خود سے دور کرتی
ہوئی بولی تھی اس کی بات سن کو زبان نے ناں میں سر ہلایا تھا
زبان آپ سمجھ کیوں نہیں رہے آپ کو آرام کرنا چاہیے۔۔ ایک بار
کہا ہیں ناکہ میں کہیں نہیں جا رہی یہی ہوں آپ پلیز آرام کریں۔۔ وہ
اس کو ناں میں سر ہلاتا دیکھ چیخی تھی اس کو غصہ ہوتا دیکھ زبان اس کی
گردن سے منہ نکلتا بیڈ پر لیٹ گیا تھا

کیوں جان زبان جھوٹ بولی رہی ہوں تمہاری آنکھوں کے سوا میں [
نے اب تک پڑھا ہی کیا ہیں جو پڑھا تھا تم سے ملنے سے پہلے وہ بھی بھول
گیا ہیں۔۔ تم مجھے چھوڑ کر چلی جاؤ گی۔۔ اور میں سید زبان علی شاہ
ایک بار پھر خالی ہاتھ رہ جاؤں گا

وہ اس کا ہاتھ تھامتائی سے بولا تھا۔۔۔ اس کی بات ہر کنزہ نے پریشانی سے اسے دیکھا تھا گلے ہی پل اس نے ادھر ادھر نظریں ڈواڑائی تھی اسے ایک انجیکشن نظر آیا تھا جو کہ اسے کچھ دیر سکون کی نیند سولا سکتا تھا

کنزہ ایک کئیڑ ٹیکر بھی تھی جس سے اس کو یہ انجیکشن لگانے اور بھی بہت سارے کام آتے تھے۔۔۔ وہ انجیکشن بھرتی نرمی سے زیان کے بازو پر لگا گی تھی اس وقت وہ خود زیان کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس کو نیند آنے تک کنزہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی تھی کچھ ہی دیر میں وہ گہری نیند سو گیا تھا اس کو یہ سمجھ نہیں آرہی تھی وہ بے ہوش تھا اتنی جلدی اسے ہوش کیسے آگیا تھا

لیکن اسے نہیں پتا تھا جب انسان کو کچھ کھونے کا خوف ہو تو یہ بے ہوشی کی ادویات بھی کسی کام نہیں آتی۔۔۔ اور یہ انجیکشن جب وہ

ہسپتال آیا تھا تب اسے لگایا گیا تھا اس لیے پچھلے دو سے تین گھنٹوں میں
اس کا اثر ختم ہو گیا تھا اب کنزہ اس کو دیکھ رہی تھی جو گنودگی میں جاتے
ہوئے بھی اس کا نام لے رہا تھا۔ کنزہ اس کو ایک نظر دیکھتی ڈرپ اس
کے ہاتھ پر لگاتی اس کا کمبل ٹھیک کرتی ایک سٹول کھینچ کر اس کے پاس
بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ اب وہ بہت ہی نرمی سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے
اس کو سہلا رہی تھی۔۔ وہ اس کو دیکھ بھی رہی تھی جس کی حالت کچھ ہی
گھنٹوں میں ایسی ہو گئی تھی۔۔ کنزہ کو اس وقت مقابل پر ترس آرہا تھا
اب وہ فیصلہ نہیں کر پارہی تھی کہ اسے اس کے پاس رہنا چاہیے یا اسے
چھوڑ کر چلا جانے چاہیے۔۔ اس کا دل اس کو یہاں پر رہنے پر مجبور کر رہا
نے کیا ہیں اس کی سزا باقی تھا جب کہ دماغ اسے کہہ رہا تھا جو کچھ اس
ہیں

مرد کو چھوڑنے سے بہتر ہیں کہ تم اس کو سکھاؤ کہ تم کیسا مرد پسند کرتی
ہوں! اسے بتاؤ کہ مجھے تمہاری طرف سے دی گئی عزت بہت پسند
ہیں! اسے بتاؤ کہ میں تمہاری دولت پر نہیں مرتی

اسے بتاؤ کہ وہ غصے میں بھی لفظوں کا خیال رکھے اگر اس کے بعد بھی وہ
مرد اپنا راستہ نہیں بدلتا تو تم پر فرض ہیں کہ تم اپنا راستہ بدل لوں!!! وہ
جو اس کو چھوڑ کر جانے کا ارادہ کر چکی تھی

ل اس کے اندر سے کہیں سے آواز آئی تھی اور وہ اگلے ہی پل اپنا ارادہ
بدل کر اس کے ساتھ رہنے کا فیصلہ کر گئی تھی۔۔۔ لیکن اس نے ابھی
تک اسے معاف نہیں کیا تھا۔۔۔ وہ ایک نظر اس کو دیکھتی اس کے سینے
سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی

کچھ وقت دیر بعد وہ اپنے نسو صاف کرتی کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ وہ اس
کے ماتھے پر لب رکھتی اس پر اچھے سے کبیل دیتی باہر کی طرف بڑھ گئی

تھی۔۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ اسے کیا کرنا تھا۔۔ وہ اس کا محرم تھا جس سے دور رہ کر اس نے خود کو بھی سزا دی تھی

اور اسے بھی سزا کا حق دار کیا تھا۔۔ اب اس کی سزا ختم ہو گئی

تھی۔۔ اس وقت اس کو زیان سے خوف بھی محسوس ہو رہا تھا جس نے انوشہ کو مار دیا تھا۔۔ وہ اپنے آنسو صاف کرتی اب کایان کے پاس جا کر کھڑی ہوئی تھی

کیا ہوا ہیں میری جان زیان کو ہوش آیا۔۔ وہ کنزہ کو دیکھتا اپنے سینے سے لگاتا اس سے نرمی سے پوچھ رہا تھا اس کی بات پر کنزہ نے ناں میں سر ہلایا تھا۔۔ جب کہ کایان بہت ہی نرمی سے اس کے ماتھے پر لب رکھ گیا تھا

مجھے۔۔ گھر جانا ہیں۔۔ کنزہ کایان کی نیلی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مدھم آواز میں بولی تھی اس کی بات پر کایان کے چہرہ تاریک پڑا تھا لیکن

پھر وہ جلدی سے خود پر قابو پا گیا تھا۔۔۔ زیان اگرچہ اس کو کنزہ سے

زیادہ عزیز تھا

لیکن پھر بھی وہ اس کو زبردستی مجبور نہیں کر سکتا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس کو خود غرض سمجھے۔ وقاص علی شاہ اب گھر جا چکے تھے کیونکہ ان کی طبیعت خراب ہو رہی تھی جبکہ عابد علی شاہ کنزہ کی بات سن کر پریشان ہوئے تھے

بچے اگر زیان نے یہاں پر آپ کو ناپا کر کوئی تماشہ کیا تو ہم کیسے ہینڈل کریں گے اس کو۔۔۔ عابد علی شاہ کنزہ کو دیکھتے پریشانی سے بولے تھے۔۔۔ ان کی بات سن کر کنزہ نے ایک گہری سانس بھری تھی میں شاہ حویلی جا رہی ہوں اور وہی رہوں گی لیکن یہ نا سمجھے گا جو کچھ میرے ساتھ ہوا تھا وہ میں بھول گئی ہوں۔۔۔ میں صرف زیان کے لیے وہاں جا رہی ہوں۔۔۔ جب زیان کو ہوش آئے آپ لوگ بتا

دیجیے گا کہ میں شاہ حویلی میں ہوں۔۔ کنزہ اپنا چہرہ سرد سپاٹ کرتی ہوئی
بولی تھی اس کی بات سن کر کایان کے چہرے پر زندگی سے بھرپور
مسکراہٹ آئی تھی۔۔ جب کہ عابد علی شاہ کی بھی آنکھیں نم ہوئی
تھی۔۔ وہ کنزہ کو اپنے سینے سے لگاتے اس کے ماتھے پر کب رکھ
گئے تھے

تم سوچ بھی نہیں سکتی بچے تم نے مجھے کتنی بڑی خوشخبری سنا دی ہیں
اپنے بیٹے کو پچھلے چار سالوں میں بے سکون دیکھ کر ایک باپ پر کیا
گزرتی ہوگی اس بات کا انداز بھی نہیں لگا سکتا کوئی
عابد علی شاہ اپنی آنکھوں میں موجود نمی کو چھپاتے دکھی لہجے میں بول
رہے تھے زیان کی حالت دیکھ کر وہ ناجانے کتنی بار مرے تھے۔۔ جب
کہ کایان کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی۔۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا
کہ وہ زیان کو اٹھا کر

اس کا یہ بتائے کہ اب کی جان زیان اس کے ساتھ رہے گی۔۔۔
آجاو کنزہ میں خود تمہیں چھوڑ آتا ہوں۔۔۔ وہ اس کی طرف دیکھتا پیار سے
بولا تھا جس پہ عابد علی شاہ نے بھی ہاں میں سر ہلایا تھا کنزہ اس وقت
بلکل خاموش تھی اس کا اس وقت کسی سے بھی بات کرنے کا دل نہیں
کر رہا تھا۔۔۔ اگر اس بار بھی قمست نے اس کے ساتھ کچھ بھی غلط کیا تو وہ
مر جائے گی۔۔۔ اب اس میں اور ہمت نہیں تھی کہ صدمے
برداشت کرنے کی۔۔۔

کایان ایک نظر اس کو دیکھتا تھوڑا سا سائیڈ پر ہوا تھا وہ اس وقت عابد علی
شاہ کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔۔۔ شاہد وہ باپ کے لمس کے لیے
ترس گی تھی۔۔۔ آج اس کو عابد علی شاہ کے سینے سے ہی لگ کر سکوں
میسر ہوا تھا

کچھ ہی دیر میں وہ کایان کے ساتھ چلتی ہسپتال کے پارکنگ ایریا میں آئی
تھی وہ اس کے ساتھ گاڑی میں بیٹھتی شاہ حویلی کی طرف روانہ ہو گئی
تھی۔۔۔ اس وقت گاڑی میں گہری خاموشی تھی۔۔۔ کایان نے گھر پر
یہ بتایا تھا کہ زیان اس وقت کسی بزنس

میٹنگ کے سلسلے میں آؤٹ آف کنٹری گیا ہوا ہیں اور وہ کنزہ کو لے کر
گھر آ رہا ہیں زیان کے آنے کے بعد وہ اس کو سر پر اٹس دیں گے یہ
ہدایت بھی کایان نے سختی سے کی تھی کوئی بھی پرانی باتیں نہیں
دہرائیں گا سب لوگ ایسے بیہیو کریں گے جیسے کچھ

ہوا بھی نہیں تھا۔ اس نے اپنی سیکٹر ٹری کو فون کر کے کنزہ کے گھر سے
اس کی ضرورت کا ہر سامان منگوایا تھا وہ نہیں چاہتا تھا اس کے پاس اب
کوئی بھی جواز بچے اس گھر میں واپس جانے کا۔ اس کو کنزہ کو شاہ حویلی
چھوڑ کر واپس زیان کے پاس بھی جانا تھا اور اس بات پر اچھا خاصہ

دھیان دینے تھا کہ یہ بات میڈیا تک نا جائے۔۔۔ اگر یہ بات میڈیا تک پہنچ گی ہوں اس سے اگے وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا

اس وقت شام کے چھ بج رہے تھے شاہ حویلی میں اس وقت سب لوگوں کے چہرے پر ہی ایک جاندار مسکراہٹ تھی۔۔۔ کایان نے فون کر کے حور کو بتایا تھا اور اسے خاص ہدایت بھی دی تھی۔۔۔ اب سب لوگ ہی بہت بے صبری سے اس کا انتظار کر رہے تھے بشری بیگم کو تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا اس بات کا۔۔۔

آیان اس وقت باہر کسی ضروری کام سے گیا ہوا تھا۔۔۔ ضارب اور فجر بھی اس وقت گھر میں نہیں تھے۔۔۔ جبکہ زیام اور شایان اس وقت صوفے پر بیٹھے نا سمجھی سے ان سب کو دیکھ رہے

تھے جو بار بار شاہ حویلی کے دروازے کے پاس جاتے پھر واپس آ کر
بیٹھ جاتے تھے۔۔ اس وقت شاہ حویلی کے دروازے پر گلاب کے
پھولوں کی ایک روش بجھی ہوئی تھی جو کہ زیان کے کمرے تک جاتی
تھی

بہت سی ملازمہ اس وقت ہاتھ میں پھول لے کر اس کی منتظر
تھی۔۔۔ کنزہ کا سارا سامان کچھ دیر پہلے ہی آیا تھا جو کہ دعا نے زیان کے
روم میں سیٹ کروا دیا تھا

زیام کے چہرے پر اس وقت ناگواری تھی۔۔ اس کو یہ سب کچھ نہیں
پسند آ رہا تھا اور اس کے پوچھنے پر یہی بتایا گیا تھا کہ ہمارے گھر میں ایک
نیو فیملی ممبر کا اضافہ ہو رہا ہیں جو کہ زیان کے دل کے بہت قریب ہیں

تب سے اسے آنے والے انسان سے نفرت محسوس ہو رہی تھی۔۔ جب کہ شایان زیام کا تپا ہوا چہرہ دیکھ کر اپنی مسکراہٹ روک رہا تھا اسے بہت خوشی ہوئی تھی کہ کوئی نیو فیملی ممبر آ رہا ہیں اس کا کہنا تھا کہ وہ ان سب کو دیکھ دیکھ کر اور ان سب سے مل کر بہت زیادہ بور ہو گیا ہیں۔۔ حور اس وقت بے صبری سے بیٹھی ہوئی تھی اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اڑ کر ابھی اس کے پاس پہنچ جائے کچھ ہی دیر میں کایان کی گاڑی کا ہارن سنائی دیا تھا سب لوگ ہی اپنی اپنی جگہوں سے کھڑے ہوئے تھے۔۔ اس وقت کوئی بھی مردان کے ساتھ نہیں تھا زاہد علی شاہ اور نعمان علی شاہ کسی کام کے سلسلے میں باہر گے ہوئے تھے۔۔۔

سب کو کھڑا ہوتا دیکھ کر شایان صوفے سے جمپ لگا تا سب سے آگے جا کر کھڑا ہوا تھا جب کہ زیام ابھی تک اپنی ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر

رکھ کر چہرے پر ناگواری لیے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ جیسے اس کو کوئی بھی شوق
نہیں تھا یہ جاننے کا کہ گھر میں کون آرہا ہیں شایان ایک نظر زیاں کو
دیکھتا جو کالی رنگ کی شلوار قمیض پہنے بالوں کو ماتھے پہ بکھیرے اپنی
کالی سیاہ آنکھوں سے کس غیر مری نقطے کو گھور رہا تھا۔۔۔۔۔ شایان اس
کو دیکھتا اپنی ناک چڑھاتا دروازے کی طرف متوجہ ہوا تھا
کنزہ نے جیسے ہی شاہ حویلی میں قدم رکھا تھا اس پر پھولوں کی برسات
ہوئی تھی اس کے قدموں میں بھی پھول پڑیں تھے۔ وہ ان سب کو
دیکھتی تلخی سے مسکرائی تھی جب کہ کایان بھی اس کے پیچھے ہی تھا
۔۔۔۔۔ اس کو دیکھ کر سب لوگوں کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔۔۔ وہ ایک
نظر سب کو دیکھتی بشری بیگم کی طرف چھوٹے چھوٹے قدم بڑھاگی
تھی جنہوں نے اپنی باہیب پھلای ہوئی تھی۔۔۔ وہ ان کے پاس جاتی انکی

طرف دیکھتی ان کے سینے سے لگی تھی بشری بیگم اس کو اپنے سینے میں
بھینجتی اس کے پورے چہرے پر اپنے لب رکھ گئی تھی

جب کہ انودونوں کی ہی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔ جن کو
دیکھتے ہی سب لوگ کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔ جب کہ کایان اس
وقت عابد علی شاہ سے وہاں کے حالات پوچھ رہا تھا اس جلدی جانا تھا
تاکہ عابد علی شاہ یہاں پر آسکیں انہیں ناپا کر سب لوگوں نے سوال
کرنے تھے جس کے اس کے پاس کوئی جواب نہں تھے۔۔۔ وہ ایک
نظر دعا کو دیکھتا اس کو آنکھوں کے اشارے سے سب کچھ سمجھانے کا
کہتا باہر کی طرف گیا تھا۔۔۔ جب کہ دعا شایان کا ہاتھ پکڑتی کنزہ کے
پاس گئی تھی

یار بس کریں ہمیں بھی ملنے دیں آپ نے سارے آنسو آج ہی بہانے
ہیں۔۔۔ دعائیاں کو اپنی گود میں اٹھاتی نروٹھے انداز میں بولی تھی اس
کی بات سن کر بشری بیگم اور کنزہ نے اپنے آنسو صاف کیے تھے۔۔۔
مجھے بھی ملنا ہے ان شے میں بھی تو دیکھوں زیاں ماموں کے دل کے
قریب کون ہیں (مجھے بھی ملنا ہیں ان سے میں بھی تو دیکھوں زیاں
ماموں کے دل کے قریب کون ہیں) شایان کنزہ کے کندھے پر ہاتھ
رکھتا جنجھلا کر بولا تھا وہ اس نے زیاں کو ماموں صرف جلانے کے لیے
بولا تھا اور اس کی امید کے مطابق ہوا بھی ایسے ہی تھا اس نے کن
اکھیوں سے زیاں کو دیکھا تھا جو اسے غصے سے گھور رہا تھا جب کہ اگلے
ہی پل وہ صوفے سے نیچے اترتا چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اوپر کی طرف
بڑھ گیا تھا

اس کا ارداہ زیان کے کمرے میں جا کر سونے کا تھا۔۔۔ جب کہ حور
زیام کے ایٹوڈ کو دیکھ کر رہ گئی تھی۔۔۔ چھوٹے سے بچے کی آواز سنتے
ہی کنزہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔ شایان کا پھولا ہوا چہرہ دیکھ کر اس کے
ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی تھی

وہ اس کے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتی اس کو اپنی باہوں میں اٹھاتی
اس کی گال پر لب رکھ گئی تھی بچے تو اس کی کمزوری تھی۔۔۔ جب کہ
اس کے لب رکھنے پر شایان بھی اس کی گال پر لب رکھتا اس کو کیوٹ
بولتا بچے اتر اٹھا

اسے زیام کہیں نظر نہیں آیا تھا اس لیے اسے تنگ کرنے کے لیے اسے
پتا کرنا تھا کہ زیام کہاں گیا ہیں۔۔۔ شایان کے جاتے ہی کنزہ باری باری
سب سے ملی تھی جب کہ مہرین بیگم اس کو گلے لگاتے ہوئے اپنے بھائی
کو یاد کرتی پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی

اب سب لوگ ہی اس وقت لاونچ میں بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ سب
لوگوں نے کھانا کھایا تھا۔۔۔ کسی نے بھی کو بھی ماضی میں ہوا اس کے
متعلق کوئی بات نہیں کی تھی۔۔۔ دعا کی گود میں سر رکھ کر شایان سو رہا
تھا۔۔۔ عابد علی شاہ ابھی تک گھر نہیں آئے تھے

کوئی بھی ابھی تک گھر نہیں آیا تھا جب کہ دعا بے صبری سے آیان کا
انتظار کر رہی تھی۔۔۔ اگر آیان آج بھی گھر نہیں آتا تو دعا کے ہاتھوں
اس کی موت پکی تھی آج تو دعا نے اگلے پچھلے حساب اس سے بے باک
کرنے تھے

کنزہ اس وقت بشری بیگم کے سینے سے لگی سب کی باتیں سن رہی تھی
وہ سب ہی حور اور کایان کی شادی کی باتیں کر رہے تھے جس ہی حور
سرخ گلاب ہوتی کبھی وہاں جا رہی تھی تو کبھی یہاں۔۔۔ اس وقت کنزہ
نے اپنا عبا یا اتار دیا تھا اور وہ سیلو کلر کی شلوار قمیض میں ملبوس تھی

بشری بیگم اس کا ایک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے اس کو اپنے سینے سے
لگائے بار بار اس کے بالوں اور ماتھے پر لب رکھ رہی تھی۔۔۔ کنزہ نے
کسی سے بھی بات نہیں کی تھی وہ جب سے آئی تھی اور خاموشی اس
بیٹھی ہوئی تھی اس وقت رات کے دس بج رہے تھے۔۔۔ سب کو ہی
نیند آرہی تھی جب کہ کنزہ کے چہرے پر تھکن واضح دیکھی جاسکتی تھی
۔۔۔ اس کو ایک نظر دیکھتے ہی بشری بیگم نے دعا سے کہہ کر اس کو زیان
کے کمرے میں لے جانے کا کہا تھا۔۔۔ وہ سب کو ایک نظر دیکھتی اللہ
حافظ کہتی دعا کے ساتھ چل دی تھی۔۔۔ باقی سب لوگ بھی اپنے اپنے
کمرے کی طرف بڑھ گئے تھے۔۔۔ حور بھی دعا کے پیچھے گئی
تھی۔۔۔ دعائیں تیز بھاگی تھی کہ وہ اب کنزہ کے ساتھ تھی کنزہ اس کو
ایک نظر دیکھتی مدھم سا مسکرائی تھی

دعا ان دونوں کو دیکھتی زیان کے روم کا دروازہ کھولتی اندر آئی تھی
۔۔۔ جہاں پر جہاز سائز بیڈ پر زیم اپنے اوپر کمبل کیے بڑی شان سے سو
رہا تھا اس کو دیکھتے ہی کنزہ کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ اس کی
آنکھوں سامنے آج دوپہر کا سارا منظر چلا تھا

جب کہ دعا کو بھی اپنے بھتیجے پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔۔۔ اس سے پہلے دعا
اس کو اپنی باہوں میں اٹھاتی جب کنزہ اس کو منع کر گئی تھی
رہنے دیں آپی میں ساتھ سو جاؤں گی۔۔۔ کنزہ دعا کو روکتی مدھم آواز
میں بولی تھی

اس کی بات پر دعا نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔۔۔

آج اپنے دولہے کے بغیر گزاروں جیسے ہی اسے پتا چلیں گا کہ اس کی
بیوی آگئی نہیں وہ بھاگتا ہوا آئے گا اور رہی بات زیم کی تو اس کے ماں باپ
ہنی مون پر گئے ہیں اس لیے یہ یہاں سویا ہوا ہیں

دعا کنزہ کا چہرہ تھپتھپاتی پیار سے بولی تھی جب کہ اس کی بے باک باتیں
سن کر ان دونوں کے چہرے سرخ ہوئے تھے۔۔۔ شور پر زیا م ہلکا سا
کسمکایا تھا اس کو ڈسٹر ب ہوتا دیکھ دعا اور حور اس کو گڈنائٹ بولتی باہر کی
طرف بڑھ گئی تھی

اج کے جاتے ہی کنزہ ایک نظر زیا م کو دیکھتی کھڑی ہوئی تھی۔ وہ اب
پورے کمرے کا معائنہ کر رہی تھی پورے کمرہ گرے رنگ میں
رنگ ہوا تھا۔۔۔ یہاں تک بیڈ پر موجود چادر اور کیشن بھی بلیک تھے
جب کہ اس پر موجود بلینکٹ بلیک رنگ میں تھا بیڈ کے اوپر اس کے
ایک بہت بڑی تصویر تھی جس نے پورے بیڈ کے تاج کے اوپر قبضہ کیا
ہوا تھا۔ اڈ تصویر میں زیا ن گرے شلوار قمیض پہنے کندھوں پر بلیک
اجرک ڈالیں بلا کا حسین لگ رہا تھا۔ کنزہ اس کو دیکھتی اس سے نظریں
چراتی

جلدی سے زیاں کے پاس اپنی جگہ بنا گئی تھی۔۔ اس کے سوتے ہی زیاں
نیند میں اس کا بازو لکڑتا اپنے سر کے نیچے رکھتا اپنی ایک ٹانگ اس پر رکھتا
اس کے سینے سے لگ کر سکون سے سو گیا تھا۔ کنزہ اس اچانک افتاد
میں بوکھلاتی ایک نظر اس کے معصوم سے چہرے
کو دیکھتی اپنی آنکھیں موند گئی تھی اس بستر سے اس شتمگر کی خوشبو آرہی
تھی۔ جس کو محسوس کرتے کرتے کنزہ نا جانے کب سو گئی تھی۔۔۔

کایان جوا بھی ہسپتال ہی پہنچا تھا۔ وہ عابد علی شاہ کو گھر بھیجتا خود زیاں
کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔ ابھی اس کو کمرے میں بیٹھے کچھ دیر
ہی ہوئے تھے جب زیاں کو ہوش آیا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ اپنی
آنکھیں کھولتا ایک ہی جھکٹے میں اٹھ کر بیٹھا تھا

زبان۔۔ لیٹے رہو یار کیوں مجھ سے مار کھانی ہیں۔ کایان اس کے پاس
جاتا اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھتا لیٹانے کی کوشش کرتا سنجیدگی سے
بولا تھا۔ اس کی بات پر زبان نے اسے خون آشام نگاہوں سے گھورتھا
جان زبان مجھے چھوڑ کر چلی گی میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا وہ
مجھے چھوڑ جائے گی لیکن پھر بھی میں نے اس پر یقین کر لیا تھا!!! جو کہ
میری سب سے بڑی غلطی تھی۔۔ وہ کنزہ کو کہیں ناپا کر اپنا سر مٹھیوں
میں گرا دیا تھا

کہیں نہیں گی وہ تھک گی تھی اس لیے میں اس کو شاہ حویلی چھوڑ کر آیا
ہوں اور وہ اس وقت تیرے کمرے میں سو رہی ہو گی۔۔ کایان پاس
پڑے سٹول پر بیٹھتا نرمی سے بولا تھا۔ اس کی بات سنتے ہی زبان نے
اس کو بے یقین نگاہوں سے دیکھا تھا

کایان کا ارداہ تو نہیں تھا اس کو بتانے کا لیکن وہ اس کی ایسی حالت نہیں
دیکھ سکتا تھا۔۔ جب کہ زیان کو ابھی تک یقین نہیں آ رہا تھا

تو۔۔ توں۔۔ سچ کہہ رہا ہیں نا۔۔ زیان بیڈ سے اترنے کی کوشش کرتا
اپنی آنکھوں میں نمی لیے پوچھ رہا تھا

ہاں میں سچ کہہ رہا ہوں لیکن توں کہا جا رہا ہیں۔۔۔ وہ اس کو گھورتا اس
کی کوشش ناکام بناتا اس کو گھورتا ہوا بول رہا تھا۔۔ جب کہ زیان نے
اس کو دیکھ کر نفی میں سر ہلایا تھا

مجھے جانے دیں ورنہ میں تیری جان لے لوں گا مجھے ابھی جانا ہیں۔۔۔ وہ
اس کو اپنی طرف گھورتا پا کر اس کے چہرے پر مکہ جڑتا دھمکی آمیز لہجے
میں بولا تھا۔۔ جب کہ کایان نے اپنی نیلی آنکھوں میں سرخی لے کر
اس کو گھورا تھا

اس کا دل کر رہا تھا اس انسان کا آج قیمہ بنادیں لیکن وہ اس کی طبیعت کو
مد نظر دیکھتا ہوا وہ خاموش ہو گیا تھا۔

اگر وہ میرے کہنے پر تیرے پاس واپس آسکتی ہیں تو میں اسے تجھ سے
دور بی کر سکتا ہوں

اس لیے تیری بھلائی اسی میں ہیں کہ توں جب تک ٹھیک نہیں ہو جاتا
یہی پر رہے اور بالکل ٹھیک ہونے کے بعد ہی توں جا سکتا ہیں۔۔۔ میں
نہیں چاہتا کہ میری بہن تیری خدمت میں ذلیل ہوتی رہے۔۔۔ وہ اس
کو دیکھ کر ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا

سچ یہ تھا کہ وہ اس کو اس حالت میں جانے بھی نہیں دے سکتا تھا۔ اس
کی بات پر زیان نے ناں میں سر ہلایا تھا۔

توں جیسا کہے گا میں ویسا ہی کروں گا لیکن اسے مجھ سے دور نا کرنا بس
ایک بار مجھے اسے دیکھنا ہیں پلیز مجھے دکھا دے میرے روم کا سی سی ٹی

وی کیمر اوں کر میں صرف ایک بار اس کو دیکھ لوں گا مجھ سکون مل
جائے گا وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑتا گڑ گڑاتا ہوا بولا تھا اس وقت وہ کوئی
پاگل عاشق لگ رہا تھا کایاں اس کی بات سنتا اپنا لپ ٹاپ اٹھاتا جو وہ
آتے ہوئے ساتھ لے آیا تھا اپنی گاڑی سے اب وہ یہاں پر کام کر رہا تھا
۔۔ وہ لپ ٹاپ اٹھا کر زیان کے سامنے رکھ گیا تھا۔۔۔ زیان اس کو
دیکھتا اس پر جلدی سے انگلی چلاتا اپنے روم کا سی سی ٹی وی اوں کر رہا تھا
اس کے کمرے کا سی سی ٹی وی اوں اتنی آسانی سے نہیں ہوتا کچھ سیکڑٹ
پاسورڈ لگتے تھے جو صرف اسے ہی معلوم تھا۔۔۔ وہ جلدی جلدی لپ
ٹاپ پر انگلیاں چلاتا اسے اوں کر رہا تھا کچھ ہی سیکنڈز میں اس کے روم کا
منظر اس کے سامنے تھا جس کو دیکھتے ہی زیان کی آنکھوں میں شرارے
لپکے تھے وہ اپنی ہاتھ کی مٹھیاں بھینچ گیا تھا جس کی آواز دور تک سنائی

دی تھی کایان نے اس کا چہرہ دیکھا تھا جو اس وقت غصے سے سرخ ہو رہا تھا

اس نے دوسرے نظر لپٹاپ کی سکرین پر دیکھا تھا۔۔۔۔۔ جہاں زیا م کنزہ کے سینے پہ سر رکھ کر سو رہا تھا۔ کنزہ نے اس کو اپنے سینے میں بھینچا ہوا تھا۔۔۔ وہ اس وقت دونوں ہی سکون سے سو رہے تھے یہ یہاں پر کیا کر رہا ہیں وہ بھی اس جے اتنے قریب میرا بس چلیں تو میں ہواؤں کو بھی ناگزیر نے دوں اس کے قریب سے!! پلیز کایان اس کو ہٹاؤ یہاں سے وہ اپنی سرخ آنکھوں کو بند کرتا ذہن کی انتہا پر پہنچا تھا سانس لوزیان میں ابھی ہٹواتا ہوں زیا م کو وہاں سے تم فکرنا کروں۔۔۔ وہ اس کی حالت پھر سے خراب ہوتی دیکھ کر اس کو دلا سے دے رہا تھا۔۔۔ اگلے ہی پل کایان نے حور کو فون کیا تھا لیکن وہ سو گئی تھی اس نے دو بار فون کیا تھا لیکن مقابل نے اس کا فون نہیں اٹھایا تھا

اگلے ہی پل اسے دعا کا خیال آیا تھا وہ آیان کو بھی فون کر سکتا تھا اسے پتا
تھا وہ ابھی گر نہیں پہنچا ہو گا لیکن آیان اگر اس کے کمرے میں جاتا تو
کوئی شک نہیں تھا زیان نے بھی پیچھے چلے جانا تھا۔۔۔ دعا اس وقت
جاگ رہی تھی وہ آیان کا انتظار کر رہی تھی لیکن آیان نہیں آیا تھا کیا
کا فون دیکھ کر وہ دوسری بیل پر فون کان سے لگا گئی تھی دوسری طرف
سے بات سنتی وہ پریشان ہوئی تھی اس وقت وہ ناٹٹی میں موجود تھی
لیکن اگلے ہی پل زیان کے جنونی انداز کو سوچتی وہ واشروم کی طرف
بڑھ تھی اس نے اپنے کپڑے بدلے تھے اور اپنے اوپر چادر لیتی وہ زیان
کے روم کی طرف بڑھی تھی۔۔۔ پچھلے پانچ منٹ سے زیان دعا کا انتظار
کر رہا تھا

اس نے جیسے خود پر کنٹرول رکھا ہوا تھا یہ وہی جانتا تھا اس کے جسم می
شعلے دہک رہے تھے یہ منظر دیکھ کر اگلے ہی پل دعا کمرے میں داخل
ہوئی تھی اور وہ زیام کے پاس پہنچتی اس کو اپنی باہوں میں اٹھاگی تھی
وہ ہلکا سا کسمکایا تھا لیکن پھر وہ سو گیا تھا۔۔۔ جب کہ دعا سے اگلے ہی
پل لیتی مہرین بیگم کے کمرے کی طرف بڑھ گی تھی۔۔۔ وہ اس کو اپنے
پاس نہیں سلا سکتی تھی اگر وہ رویا تو اس کو صرف مہرین بیگم ہی سمجھا
سکتی تھی

جب کہ زیان نے ایک نظر کنزہ کو دیکھا تھا جواب سکون سے اس کے
بستر پر سو رہی تھی۔۔۔ وہ اب لیپ ٹاپ کا یان کو دیتا خود بھی لیٹ گیا تھا
اب اسے جلد ٹھیک ہو کر کنزہ کے پاس جانا تھا۔۔۔

اس وقت رات کے بارہ بج رہے تھے جب دعا آیان کا انتظار کر رہی تھی
۔۔ گیارہ بجے تک تو اس نے انتظار کیا تھا کہ وہ آئے گا لیکن وہ نہیں آیا تھا
جس پہ دعاب اندر سے سلگ رہی تھی۔ اس نے پھر آیان کو میسج کیا تھا
جس پہ آیان نے اسے تھوڑی دیر میں آنے کا کہا تھا

وہ اپنے دوستوں کے ساتھ مصروف ہو گیا تھا دعا اس وقت اس کا انتظار
کرتی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گئی تھی کچھ ہی دیر میں وہ سو گئی تھی شایان
اس وقت اپنے کمرے میں موجود تھا جوان لوگوں کے کمرے میں ہی تھا
اب وہ اپنے اوپر کمبل ڈالیں سکون سے سو گئی تھی۔۔ جب آیان دروازہ
کھولتا اندر داخل ہوا تھا دعا کو سوتا دیکھ کر اس نے سکون کا سانس لیا تھا
جب کہ دروازے کھلنے کی آواز پر دعا جاگ گئی تھی کیونکہ اس کی نیند
ابھی کچی تھی

لیکن وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ آیا کیا کرتا ہیں۔۔ آیا ان اپنا بیگ ایک
سائیڈ پی رکھتا اپنی شرٹ کے بٹن کھولتا دعا کی طرف قدم بڑھا گیا تھا
۔۔ اس وقت کمرہ اچھا خاصہ ہیٹڈ تھا۔ دعا نے سینے تک کمبل لیا ہوا تھا
جس کہ وجہ سے آیا ان اس کو دیکھ بھی نہیں پایا تھا
کہ اس نے آج نائی پہنی ہوئی ہیں۔۔ وہ اس کو سیدھے طرح لیٹاتا
اس کے ماتھے پر لب رکھتا پیچھے ہوتا و اشروم کی طرف بڑھ گیا تھا جب
کہ دعا کے چہرے پر تبسم بکھرا تھا جب وہ جاگ رہی ہوتی تھی تو آیا ان
صرف شرمانے کا کام کرتا تھا کچھ ہی دیر میں آیا ان شاور لیے باہر نکلا تھا
اس وقت وہ صرف ٹراؤزر میں ملبوس تھا اس کے چٹانی جسم واضح نظر آ
رہا تھا جس پر پانی کی بوندیں تھیں اس کو شاور لینے کی عادت تھی ہر رات
کو وہ اب شایان کے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا

وہ شایان کے ماتھے پر لب رکھتا ایک نظر اس کو دیکھتا باہر کی طرف بڑھ گیا تھا ابھی وہ اپنے کمرے میں داخل ہی ہوا تھا جب دعا اس کے بالکل سامنے کھڑی تھی اس کو دیکھ کر آیان کے لبوں سے بے ساختہ چیخ نکلی تھی

اس وقت اس نے بلڈ ریڈ لپسٹک لگائی ہوئی تھی اس کے بال کھلے تھے اس کے جاتے ہی دعا نے جلدی سے اپنا یہ حلیہ بنایا تھا اس کا مقصد آیان کو ڈرانا تھا جو کہ پورا ہو گیا تھا اب وہ اپنی ہنسی روک رہی تھی اس وقت آیان کی شکل دیکھنے کے لائق تھی۔۔۔ آیان نے دعا کے حلیے پر نظر ڈالی تھی جو پوری طرح اس کو ہوش اڑا گیا تھا۔ اس وقت وہ ویلوٹ کی بلیک خوبصورت نائٹی میں ملبوس تھی جو اس نے گھٹنوں تک آتی تھی اس کے بازو بالکل تھے ہی نہیں تھے جب کہ اس کا اگل اور پچھلا گلا کافی زیادہ ڈیپ تھا جس کی وجہ سے اس کے کندن جیسے نشیب و فراز

قیامت ڈھار ہے تھے اپنے کالے بالوں کو کھلا چھوڑیں وہ لبوں پر ریڈ
لیپسٹک لگائے

آنکھوں میں گہرا کا جل لگائیں وہ بلا کی حسین لگ رہی تھی ساتھ میں
اس اندھیرے میں ڈراونی بھی۔۔ آیان کا دل اس وقت خوف س بند
ہونے والا تھا۔ اس کے چہرے کو دیکھتے جہاں ہر خوف تھا دعا اپنی ہنسی
روکتی اس کے

منہ پر ایک مکہ جڑ گئی تھی۔۔ آیان جو اس وقت اس کی رعنائیوں میں
کھویا ہوا تھا اس کے مکہ مارنے پر آیام نے معصوسی شکل بنا کر اس کو دیکھا
تھا۔ اس نے مکہ بھی بہت نرمی سے مارا تھا۔۔ جب کہ آیان کو جس
بات کا ڈر تھا اب وہی ہونے والی تھی

کہاں تھے اتنا لیٹ کیوں آئے تم وہ اس کے سینے پر اپنے تیز دانت
گاڑھتی اس کے سینے پر اپنے دانتوں کی گھڑی بناتی ہوئی بولی تھی جب کہ

آیان صرف کراہ کر رہ گیا تھا وہ اس کے معاملے میں ایسی ہی شدت پسند
تھی ابھی تک تو اصل پوائنٹ نہیں آیا تھا جس کی وجہ سے وہ جاگ رہی
تھی جب کہ دعا اس بیڈ پر دھکا دیتی اس کے اوپر آئی تھی۔۔۔ اس کی
اتنی زیادہ نزدیکی پر اس کی سانسیں تھمی تھمی۔۔۔ اس کا چہرہ گلاب کی
طرح سرخ ہوا تھا۔ اس کے بدن کی ناز کی اس کے سینے سے مس ہو
رہی تھی

آج اس اپنی کلائنٹ سے کیا باتیں کر رہے تھے وہ بھی اکیلے
میں۔۔۔ اس کے ساتھ اس کا کوئی بھائی یا باپ نہیں ہیں جس سے تم
بات کرتے اور تمہیں پہلے کتنی بار منع کیا ہیں ایسے کیس نالیا کروں
جس میں صرف لڑکیاں ہوں۔۔

وہ اس کو گھورتی ایک ایک لفظ چبا کر بولی تھی۔۔ آج عدالت میں وہ
اپنی کسی فی میل کلائنٹ سے بات کر رہا تھا جس کو دیکھتے ہی دعائب سے

لے کر اب تک جلتے توے پر بیٹھی ہوئی تھی اس نے آیان کو سختی سے
منع کیا ہوا تھا

کہ وہ کوئی بھی ایسا کیس نہیں لے گا جس میں صرف کوئی عورت ہوں
وہ اچھی طرح مقابل کی شدت پسندی کو جانتا تھا اس کے باوجود بھی وہ
ایسے کام کرتا جس کی وجہ سے اس کو دعا کے غصے کا سامنا کرنے پڑے
دعا۔۔ اس کا بھائی ساتھ ہیں اس کیس میں۔۔۔ آیان اس کے بالوں کو
کان کے پیچھے اڑستا نرمی سے اس کو سجھا رہا تھا۔۔ جب کہ دعا نے اس کا
ہاتھ بہت بری طرح جھٹکتا تھا جس پہ آیان نے اپنے جبرے بری طرح
بھنچے تھے

یہ نہیں تھا کہ وہ اس سے ڈرتا تھا یا اس کی بد تمیزیوں کا جواب نہیں
دے سکتا تھا لیکن وہ ایسا کرنا نہیں چاہتا تھا۔۔ جو اس کو ڈانٹنے کے بعد
دعا کے چہرے پر خوشی آتی تھی وہ مقابل کو سب سے زیادہ پسند تھی

دعا کا خود پہ اسے حکم چلانا اچھا لگتا تھا ساتھ ہی اس کے بے باک باتیں
اس پسند تھی اور وہ کچھ خود بھی شرمیلا تھا بات بات پر شرمانے والا
۔۔۔ جتنی دعا اس کے لیے شدت پسند تھی وہ اس کے لیے جنونی تھا
اب بھی اس کا ہاتھ جھٹکنا اسے ایک آنکھ نہیں بھایا تھا لیکن وہ خود پر
کنٹرول کر رکھ گیا تھا۔۔۔ وہ اس وقت دیکھنا چاہتا تھا کہ دعا کس حد تک
اپنی شدت پسندی دیکھاتی ہیں۔۔۔ جب کہ دعا اس کی طرف دیکھ رہی
تھی جو اس کی نزدیکی پہ سرخ گلاب بن رہا تھا
!! سنو شاہ من

میں تمہارے معاملے اتنی شدت پسند ہوں کہ دنیا کہ کسی کو نے میں بیٹھا
شخص تمہارے بارے میں سوچے بھی تو وہ مجھے میرا دشمن لگتا ہیں!! دعا
اس کی گردن میں باہیں حائل کرتی گھمبیر آواز میں بولی تھی اس کی بات
سن کر اور اس کے چہرے پر جیسی دیکھ کر آیان کے گلے میں گلی ابھر

کر معدوم ہوئی تھی۔۔۔ جب کہ دعا اس وقت اس کے سینے سے لگی
اس کے جواں جذبات میں آگ بھڑکار ہی تھی

تمہاری سزا یہ ہیں کہ تم آج پوری رات میری شدتیں سہوں گے اور
جیسے میں کروں گی اگر تم نے اپنی یہ زبان کھولی تو اس پر بھی میں اپنی
شدتیں لٹاؤں گی اس کے بعد اس کو میں دس دن اپنے سامنے چلنے تک
نہیں دوں گی۔۔۔ سمجھ میری بات۔۔۔ وہ اس کا ہاتھ پکڑتی اس کو ایک جگہ
پر کھڑا کرتی خود ڈریسنگ مرر کی طرف بڑھی تھی۔۔۔ آیان اس وقت
بلیک کلر کی ٹراؤزر میں ملبوس تھا اس وقت وہ اس کے حکم پر ایک جگہ
کھڑا اس کو دیکھ رہا تھا جو ڈریسنگ ٹیبل سے کچھ اٹھاتی اپنی مٹھی میں دباتی
اس کی طرف بڑھی تھی جب کہ آیان اس کو نا سمجھ سے دیکھ رہا تھا
۔۔۔ اب وہ اس کے پاس آتی اس کے سینے پر لب رکھ گی تھی جب کہ

اس کے چہرے پر ایک ایسی مسکراہٹ تھی جس کو دیکھ کر آیان کے
چہرے پر خوف تھا

اسے لگ رہا تھا کہ وہ اس کو کوئی سزا دے گی وہ پہلے ہی بہت بار اس کو
ایسی سزائیں دے چکی تھی۔۔ جس سے آیان کو خوف محسوس ہوتا تھا
لیکن اس کی بے بسی یہ تھی کہ وہ کچھ کر بھی نہں پاتا تھا
دعا کیا کر رہی۔۔۔ ابھی آیان اپنی بات مکمل کرتا جب دعا اس کے لبوں
پر اپنے لب رکھ گی تھی وہ بہت ہی نرمی سے اس کے لبوں کو اپنے لبوں
میں پیوست کیے اس کا جام پی رہی تھی۔۔۔ جب کہ آیان اس وقت
صرف اس کی

محبت کو محسوس کر رہا تھا دعا اس کے لبوں کو آزادی دیتی اس کے لبوں
کی ساری نمی چراتی اس کو آزادی سے دے گی تھی۔ اب اس نے آیان کو
دیکھ کر اپنی آنکھیں ونک کی تھی میری تو ساری لپسٹک ہی ختم ہو گئی

ہیں۔۔ وہ اس کے لبوں کو آزادی دیتی اپنا دوا آتشہ روپ ڈریسنگ مرر
میں دیکھتی چہرے پر مسکرا سجا کر بولی تھی اس کی مسکراہٹ دیکھ کر
آیان کو اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹی بجتی ہی سنائی دے رہی تھی
۔۔۔ اگلے ہی پل دعا اپنے ہاتھ کو آیان کے سامنے کر گئی تھی جس میں
ریڈ کلر کی لیپسٹک تھی اس کو دیکھ کر آیان نے نا سمجھی سے دعا دیکھا تھا
ایک نظر دعا اس کو دیکھتی اپنے لبوں پر لیپسٹک سجا گئی تھی۔۔۔ کس
کرتے وقت اس کی ساری لیپسٹک غائب ہو گئی تھی۔۔۔ وہ اپنے لبوں کر
آیان کے چہرے کے قریب کرتی اس کے ماتھے پر لب رکھ گئی تھی
اب وہ اس کے ماتھے پر ہر جگہ لب رکھتی اس کو آنکھ و نک کرتی پیچھے
ہوئی تھی۔۔ آیان جو کچھ بولنے والا تھا دعا اس کے لبوں پر اپنی انگلی
رکھتی اس کو خاموش کروا گئی تھی۔ جب کہ آیان چہرے پر پریشانی
سجائے اس کو دیکھ رہا تھا

دعا پیچھے ہوتی پھر سے اپنے لبوں پر لپسٹک لگاتی اب اس کے چہرے پر
لب رکھ رہی تھی۔۔۔ جس سے لپسٹک کے نشان اس کے پورے
چہرے پر لگ گئے تھے اب اس کا چہرہ لپسٹک کی وجہ سے سرخ ہو رہا
تھا آیان نے اپنا چہرہ مرر میں دیکھا

تھا خود کو دیکھتے ہی اس نے رو ہا نسا ہو کر دعا کو دیکھا تھا جس پہ دعا نے
آئیر واچ کا کر اس کو صاف لفظوں میں منع کر دیا تھا۔۔۔ آیان اس کے
حکم کرنے پر خاموشی سے کھڑا ہو گیا تھا وہ ایسے کھڑا تھا جیسے کوئی بت
ہوں

جب کہ دعا اب پھر سے اپنے ہونٹوں پر لپسٹک لگائے اس کی گردن پر
نرمی سے لب رکھ رہی تھی۔ اس کے ارداے سمجھتے ہی آیان نے تھوک
نگلا تھا وہ چاہتا تو دعا کو روک سکتا تھا لیکن اس کو خود بہت اچھا لگ رہا تھا

اب دعا بار بار اپنے لبوں پر لب رکھتی اس کے سینے پر لب رکھ رہی تھی
اس کے سینے پر دعا کے ہونٹوں کے نشان تھے۔۔ اس کا سینہ مکمل طور پر
دعا کی سرخ ہونٹوں سے رنگ چکا تھا

وہ اس کا سینہ مکمل اپنے لبوں سے رنگنے کے بعد اب اس کی پشت کی
طرف آئی تھی جب آیان اس کے حکم اور اس کے لبوں کے لمس پر
پچھلے بیس منٹوں سے وہ اپنی سانس تک روک کر ایک جگہ پر سٹل کھڑا
تھا

اب اس کی پشت پر دعا یہی عمل دہرا رہی تھی۔۔ تقریباً آدھے گھنٹے
بعد وہ اپنا کام مکمل کرتی اس کے سامنے آتی اس کا معائنہ کر رہی تھی
۔۔۔ پورے بدن پر اس کے لبوں کا لمس دعا کو اتنا زیادہ اچھا لگا تھا
کہ وہ اس کے سینے سے لگی تھی لیکن اگلے ہی پل وہ جلدی سے پیچھے
ہوئی تھی۔ کہیں یہ نشان ختم ہی نا ہو جائے جب کہ آیان معصوم سی

شکل بنا کر اس کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ جس پہ دعا کو ٹوٹ کر پیار آ رہا تھا تم نے
جو کرنا کر لیا اب میری باری جان شاہ من۔۔ وہ اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتا
گھمبیر آواز میں بولتا اس کی طرف آئبر اچکا کر پوچھ رہا تھا۔۔۔ جب کہ
دعا نے اس کے چہرے پر اس کی قربت کے رنگ دیکھ کر مسکراہٹ
دبائی تھی

بہت ہنسی ارہی ہیں نا تمہیں اب میں بتاتا ہوں کہ جسم پر لبوں کے نشان
کیسے بنائے جاتے ہیں تم تو مجھے صرف یہاں پر نشان دیے ہیں میں تمہارا
پورا جسم صرف اپنی شدتوں سے رنگ دوگا۔۔ مجھے اس لپسٹک کی بھی
ضرورت نہیں پڑے گی

وہ دعا کو اپنی باہوں میں اٹھاتا بیڈ کی طرف لے جاتا گھمبیر آواز میں بولا
تھا اس کی بات پر دعا نے اس گھور کر نفی میں سر ہلایا تھا۔۔ اس وقت
اس کے چہرے سے لگ بھی نہیں رہا تھا کہ وہ مذاق کر رہا ہیں

خبردار آیان جو تم میرے نزدیک بھی آئے تو میں تمہاری جان لے لوں
گی۔۔ وہ جو اس کی نائٹی کی ڈوریوں میں اپنا ہاتھ الجھا کر اس کو کھول رہا
تھا اس کی بات پر آیان کا برجستہ قہقہہ گونجا تھا

پچھلے ساڑھے تین سالوں میں میں نے تم ماں بیٹے کا تشدد برداشت کیا
ہیں اور اب مجھے بیٹی چاہیے اپنی تاکہ میں اور میری بیٹی مل کر تم دونوں
ماں بیٹے کا مقابلہ کر سکوں۔۔ وہ اس کی نائٹی ریمو کرتا

لب دبا تاثریر لہجے میں بولا تھا اس وقت نائٹی کے نیچے دعائے کچھ بھی
نہیں پہنا ہوا تھا جس کی وجہ سے اس کا قیامت خیز بدن اس کے سامنے
تھا۔۔ کمرے کی لائٹس بالکل ہی مدھم تھی

لیکن پھر بھی اس کے بدن کا ایک ایک حصہ نمایاں ہو رہا تھا۔۔ اس کی
نظریں اپنی گہرائیوں میں محسوس کر کے دعا ایک ہی جھٹکے میں آیان کی
کلائی پکڑتی اسے اپنے اوپر گرا گئی تھی

جب کہ اس کی حالت دیکھ کر آیان نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔ جب سے شایان پیدا ہوا تھا وہ دعا کے نزدیک نہیں گیا تھا۔ ناہی اس نے دعا سے اپنا حق لیا تھا دعا ہی اس کو اپنی شدتوں سے سرخ کر دیتی تھی جس کی وجہ سے وہ پورا ایک ایک ہفتہ تو کمرے میں ہی نہیں جاتا تھا اور کچھ تو اس کو شایان نے بھی ہلکے کیا ہوا تھا۔۔۔ اب اس کو ایک بیٹی چاہیے تھی جس کے ساتھ وہ اپنی ٹیم بنا سکیں

تم جانتے ہو نا کہ کتنی مشکل سے شایان پیدا ہوا ہیں مجھے تکلیف ہوئی تھی اب میں وہ تکلیف دوبارہ برداشت نہیں کر پاؤں گی آیان اس لیے پلیز ایسا کچھ نا کر نا کہ تم مجھ سے بعد میں مار کھاؤ۔۔ وہ اس کا ایک ہاتھ اپنی تھائز پہ محسوس کرتی گھبراتی ہوئی بولی تھی۔۔ شایان کے وقت اس کا سیسٹن ہوا تھا جس سے پہلے بھی اور بعد میں بھی اسے بہت زیادہ تکلیف ہوئی تھی

جب کہ آیان اس کی بات پر اس کی بات پر غور کرتا اس کی گردن سے
چہرہ اٹھاتا تھوڑا اوپر ہوا تھا اس وقت اس نے اپنا زور دعا پہ ڈالا ہوا نہیں تھا
۔۔۔ جس کہ وجہ سے وہ سکون سے تھی۔

ایک ہی بار ساری تکلیف برداشت کر لوں مجھے دو خوبصورت میری
جیسی سیٹیاں دے دوں پھر میں تم سے کبھی بھی ڈیمانڈ نہیں کروں گا۔ وہ
اس کی ناک و باتالب و باکر بولا تھا۔۔۔ جب کہ اس کے اپنی جیسی سیٹیاں
مانگنے

پر دعا نے اسے آئبر و اچکا کر دیکھا تھا۔۔۔ اس وقت ان دونوں کا بدن
ایک دوسرے کے ساتھ چپکا ہوا تھا جس کی وجہ سے اس کے بدن پر
موجود لپسٹک کے نشان دعا کے جسم پر لگ رہے تھے اور دعا کا بدن
سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ آیان بھی جان بوجھ کر اپنا چٹانی سینہ اس کی ڈھڑکنوں
کے ساتھ گڑگڑاتا نہیں سرخ کر رہا تھا جس پہ دعا کی زبان تالو سے چپکی

ہوئی تھی اس کی چھٹی حس اس کو بتا رہی تھی کہ اس کو آج رہائی نہیں
ملنے والی اس لیے وہ دل میں دعا کر رہی تھی کہ آج شایان جلدی اٹھ
جائے۔۔۔ لیکن قبولیت کا بھی کوئی ٹائم ہوتا ہے۔۔۔ آیان اس کے لبوں
کو اپنی قید میں لیتا

خود کو اس میں ایڈجسٹ کرتا بغیر اس کو سمجھنے کا موقع دیتا ایک ہی جھکٹے
میں اس میں آخری حد تک سما یا تھا جس سے دعا کی کمر تھوڑی سی اوپر
اٹھی تھی جس کی وجہ سے اس کے پورے جسم میں ایک درد کی لہر
ڈوڑی تھی

آیا۔۔۔ ن وہ اس کی گردن میں ناخن گاڑھتی چیخی تھی جب کہ آیان
اس میں سماتا اس کے لبوں کو آزادی دے گیا تھا۔۔۔ اس کی شدتیں سہتے
ہوے وہ جو اس کو برا بھلا کہتی تھی۔۔۔

وہ آیان کو سننا سب سے زیادہ پسند تھا اب بھی وہ اس کو کوس رہی تھی
جب کہ آیان اس میں سما کر اپنا سارا وزن اس کی ڈھڑکنوں پر ڈال کر
اس کو سن رہا تھا۔۔۔ جس سے دعا کو اور بھی زیادہ

تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ آیان اس کا برا بھلا سنتا پیچھے ہوتا اس
کی ڈھڑکنوں کی گہرائیوں میں اپنے دانت گاڑ رہا تھا۔۔۔ جس پہ دعا کی
سسکیاں بلند ہو رہی تھی۔۔۔ اس کی سسکیاں

اور آہیں آیان کو اور زیادہ مدہوش کر رہی تھی۔۔۔ وہ اب اس کی بیلی
بٹن پر آتا اس اس پر اپنی زبان پھیر کر اس کو گیلا کر گیا تھا۔۔۔ جب کہ دعا
اب مچل رہی تھی۔ اس سے وہ تکلیف برداشت نہیں

ہو رہی کچا کہ اس بیلی بٹن پر لمس دعا کو ٹرپا کر رکھ دیتا تھا۔۔۔ اسے سب
سے زیادہ آیام کا لمس اپنی ناف پر ہی برا لگتا تھا۔۔۔ جس کا اظہار اس نے
ناجانے کتنی بار مقابل سے کیا تھا

لیکن مقابل بس اس کو ٹرپانے کے لیے یہ سب کرتا تھا۔۔۔ اس کی یہ عادت دعا کو ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی اس کا دل کرتا تھا کہ جب بھی وہ اس کی ناف کا بوسہ لے وہ اس کی جان لے لیں۔۔۔ اب بھی وہ اس پر اپنی شدتیں لٹاتا اس کی ناف پر بار بار اپنے لب رکھ کر اس کو مچلنے پر مجبور کر رہا تھا۔۔۔ جب کہ دعا اس کے بھورے بالوں کو مٹھیوں میں بھرتی اسے روک گی تھی اتنے سالوں بعد اس کو سہنا آسان نہیں تھا۔۔۔ اس کا چٹانوں جیسا وزن بہت ہی مشکل سے وہ برداشت کر رہی تھی۔۔۔ اگرچہ آیان نے اس پر اپنا وزن نہیں ڈالا ہوا تھا لیکن پھر بھی اس کو سہتے سہتے اس کی سانسیں پھول گئی تھی۔۔۔ آیان اپنی شدتوں میں کمی لاتا اس کے پیٹ پر اور ڈھڑکنوں پر اپنے دانت گاڑتا اس کو سرخ کر رہا تھا۔۔۔ اس کی ڈھڑکنیں اس وقت

لہو چھلک رہی تھی۔۔۔ جب کہ آیان اس کی مرنے والی حالت دیکھ کر
بہت ہی نرمی

سے اس سے جدا ہوا تھا۔۔ لیکن وہ اس کے اوپر سے اٹھا نہیں تھا
۔۔۔ اب دعا اپنی آنکھیں بند کیے اس کو محسوس کر رہی تھی۔۔۔ وہ اس
کی ڈھڑکنوں پر اپنے لبوں کا لمس رکھتا اور اس پر اپنی برڈ ڈر گڑتا
اس کو مدہوش کر رہا تھا جب کہ دعا بھی مدہوش و کر گہرے گہرے
سانس بھر رہی تھی جس کی وجہ سے اس کی دل کی ڈھڑکن تیز ہوتی
آیان کو بخوبی سنائی دے رہی تھی۔۔۔ اس وقت اس کا پورا بدن
اس کے لمس اور لپسٹک کے نشان کی وجہ سے سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ آیان
کی بھی یہی حالت تھی وہ بھی مکمل طور پر سرخ ہو گیا تھا اگر اس وقت
شایان اس کو دیکھ لیتا تو ضرور اس نے ڈر جانا تھا

اس کو خاموش دیکھ کر اور دوبارہ چھیڑنے پر آیان نے اس کی ناف کا
رخ کیا تھا۔ اب وہ اس کے ناف کے ارد گرد والے جگہ پر اپنے لب رکھ
رہا تھا۔ جب کہ دعا بیڈ شیٹ مٹھیوں میں جکڑ گئی تھی۔ وہ اس کے
لمس میں اتنی زیادہ مدہوش ہو گئی تھی کہ اس میں کچھ بولنے کی ہمت
بھی نہیں رہی تھی۔ وہ اب اس کی ناف پر اپنا حق جتاے گا یہ سوچ کر
ہی دعا بے بس ہوتی اپنی آنکھیں زور سے میچتی خود کو تیار کر رہی
تھی۔ اس نے جیسے سوچا تھا ہوا بھی ویسے ہی
تھا اگلے ہی پل آیان اس کی ٹانگوں میں اپنی ٹانگوں کو الجھاتا اسکی ناف پر
اپنے دانت گاڑھ گیا تھا جس پہ دعا سسکتی ہوئی بیڈ شیٹ چھوڑتی اس کے
بالوں کو اپنی مٹھی میں زور سے جکڑتی اس

کو روکنے کی ایک ناکام کوشش کر رہی تھی۔ جب کہ آیان کو اپنے سر
میں تکلیف اٹھتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی جس پہ آیان نے اپنے دانت
اور شدت سے گاڑھے تھے۔۔۔

سخت بے شرم ہوں میں۔

بوسہ لوں گا تیری ناف کا اور بار بار لوں گا۔ وہ اپنے ایک ہاتھ سے اس کا
ہاتھ اپنے بالوں میں سے چھڑواتا اس کو بیڈ پر رکھ کر اپنی قید میں لیتا
دوسرے ہاتھ کی مدد سے خود کو اس میں

ایڈجسٹ کرتا شدت سے اس میں داخل ہوا تھا۔۔۔ دعا اپنے
دوسرے ہاتھ سے اس کے منہ پر ناخن مارنے ہی والی تھی جس کو آیان
بھی اپنے دوسرے ہاتھ میں قید کرتا

اس پر اپنی شدتیں ڈھارہا تھا۔ اب اس کے دونوں ہاتھ ہی اس کے بیڈ
پر لگے آیان کی قید میں تھے۔۔۔ آیان اب بہت ہی شدت سے اس پر اپنی

شدتیں نچھاور کر رہا تھا۔۔۔ جس پہ دعا کی ڈھڑکنوں میں طغیانی مچی
ہوئی تھی جس کو دیکھتے آیان اور بھی زیادہ بے خود ہو رہا تھا۔۔۔ جب کہ
دعا اس کو سہتے سہتے اب نڈھال ہو چکی تھی وہ پچھلے ایک گھنٹے اس کو اپنی
شدتوں سے روشناس کروا رہا تھا اب دعا مکمل طور پر تھک چکی
تھی اس کا پورا بدن درد کر رہا تھا۔۔۔ ابھی اس کو آیان کے رکنے کے
کوئی چانسز نظر نہیں آرہے تھے اس کے جسم سے گرتا پسینہ دعا کو بھگو
رہا تھا۔۔۔ دعا نے اسے جتنی بار بھی روکا تھا وہ اگلی دفعہ
اسے بھی زیادہ اس پر ٹوٹ کر برسایا تھا۔ اس لیے اب دعا پچھلے
ایک گھنٹے سے اسے خاموشی سے برداشت کر رہی تھی۔ اس وقت صبح
کے تین بج رہے تھے۔۔۔ ابھی دعا ایک بار پھر اس کو روکنے

کی کوشش کرتی جب شایان کے روم کا دروازہ اندر سے بجاتھا آیان
نے باہر سے دروازہ لاک کر دیا تھا تاکہ وہ باہر نا آ پائے۔۔۔ اس کی
عادت ہوتی تھی کہ وہ اٹھتے ہی سیدھا اپنی ماما کے پاس آ جاتا تھا
جب کہ شایان کی آواز آیان نے سنی بھی نہیں تھی وہ بس اپنے کام میں
مگن دعا کی سانسیں روکنے کے درپر تھا جب کہ دعا نے گہری سانس بھر
کر آیان کو دیکھا تھا جو اپنی پچھلے ساڑھے تین سالوں کی پیاس ایک ساتھ
ہی بجھانے لگ گیا تھا آیان۔۔ شایان اٹھ گیا ہیں۔۔ وہ اس کی شدتیں
برداشت کرتی پھولی سانسوں کی درمیان بولی تھی اس کی بات پر آیان
نے ایک نظر شایان کے روم کی طرف دیکھا تھا جہاں سے زور زور سے
دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آرہی تھی

ایک نظر پھر اس نے دعا کا دیکھا تھا جو اس کو گھور رہی تھی۔۔ اس وقت
آیان کے بھورے بال اس کے پسینے سے بکل ہی گیلے ہو چکے تھے ایسا
لگ رہا تھا جیسے وہ ابھی شاور لے کر نکلا ہوں

وہ اس جلدی سے دعا سے جدا ہوتا اپنی ٹروازہ پہن گیا تھا۔ اس کے دور
ہونے پر دعا نے شکر کا سانس لیا تھا اب وہ گہرہ سانس بھرتی کھڑی ہو کر
بیٹھی تھی اس کے بیٹھتے ہی آیان ڈریسنگ روم سے اپنی شرٹ لے کر
آیا تھا

اس نے وہ شرٹ دعا کو دی تھی دعا کے وہ شرٹ پہنتے ہی آیان شایان
کے روم کی بڑھتا وہ دروازہ کھول گیا تھا۔۔ دروازہ کھلتے ہی شایان اپنی
آنکھیں مسلتا ہوا باہر نکلا تھا۔ اس وقت وہ بلیو نائٹ سوت ملبوس تھا
اس کے بھورے بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے

وہ ایک نظر اپنی سبز آنکھوں سے آیان کو گھورتا اپنی ماں کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ جب کہ آیان گہری سانس بھرتا و اثر و م کی طرف بڑھ گیا تھا۔ وہ جلدی سے شاو ر لے کر شایان کو سمجھالے گا پھر اس کے بعد دعا شاو ر لیں گی

جب کہ شایان اپنی آنکھیں مسلتا اپنی ماں کی گود میں بیٹھتا اس کے سینے پہ سر رکھ کر اس کو اپنے خوابوں کے بارے میں سنارہا تھا۔ اس کا یہ روز کا معمول تھا جب سے

اس کو بولنا آ گیا تھا تب سے ہی وہ اپنے خواب دعا کو آ کر سناتا تھا دعا بھی اس کو سینے سے لگائے اپنی آنکھیں موندیں ایک ہاتھ اس کے بالوں میں پھیرے بیڈ کروان سے ٹیک لگا گئی تھی اس وقت اس میں اتنی

طاقت نہیں بچی تھی کہ وہ شایان کو ٹھیک طرح سے پیار بھی کر پاتی
۔۔ کچھ ہی دیر میں آیاں شاور لے کر نکلا تھا کلک کی آواز پر شایان
خاموش ہوتا اس کو دیکھ رہا تھا جو براون کلر کی شلوار قمیض پہنے
کمنیوں تک کف فولڈ کیے بھورے بالوں کو ماتھے پہ بکھیرے اپنی
دونوں باہیں پھیلائیں شایان کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کر رہا تھا
۔۔ اس کا اشارہ دیکھتے ہی وہ دعا کی گود سے اترتا آیاں کے سینے سے جا لگا
تھا۔

جب کی دعا باپ بیٹے کو دیکھتی جلدی سے واشروم کی طرف گئی
تھی۔۔۔ شایان کو اپنے سینے سے لگا ہوا دیکھ کر آیاں حیران ہوا تھا جو اس
کو بغیر تنگ کیے اس کے پاس گیا تھا اور اس سے بڑی بات اس نے کوئی
شرارت نہیں کی تھی

شایان کو ان لوگوں کی توجہ اپنی طرف چاہیے ہوتی تھی جس سے وہ
محبت کرتا ہوں اب دعا تھکی ہوئی تھی جس کی وجہ سے اس نے ناہی اس
کی بات کا کوئی جواب دیا تھا اور ناہی اسے پیار کیا تھا

اب اس لیے وہ آیان سے وہ توجہ چاہتا تھا۔۔ آیان اس کو سینے سے
لگائے اس کے چہرے پر اپنے لب رکھ رہا تھا۔ جیسا وہ ہیں بالکل ویسے ہی
بچپن میں آیان ہوا کرتا تھا۔۔۔

اب آیان کے پیار کرنے پر اس نے بھی آیان کے چہرے پر اپنے لب
رکھیں تھے۔۔ جس پہ آیان کے چہرے پر مسکراہٹ گہری ہوئی
تھی۔۔۔ وہ اس کو اپنی باہوں میں اٹھاتا اسے گول گول گھمارتا تھا
جس پہ مقابل کی کھلکھلاہٹ پورے کمرے میں گونجی تھی۔۔۔ اب
شایان اس کی بھوری بیسیر ڈکوا اپنی ہاتھوں سے پکڑ کر زور سے کھینچ گیا تھا
جس پہ آیان کی چیخ بلند ہوئی تھی

آیان نے اس کو گھور کر دیکھا تھا جس پہ وہ مسکراتا ہوا اس کے سینے میں
منہ چھپا گیا تھا جس پہ آیان بھی اس کو اپنے سینے میں بھینچ گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ
دونوں باپ بیٹے اس وقت نظر لگ جانے کی حد تک پیارے لگ رہے
تھے۔۔۔

بابا مجھے باہر جانا ہیں۔۔۔ وہ آیان کے سینے سے سر نکالتا معصوم سی آواز
میں بولا تھا آیان جو اسے منع کر رہا تھا پھر دعا کے بارے میں سوچتا کہ وہ
ان دونوں کی غیر موجودگی میں

وہ کچھ دیر آرام کر لے گی۔۔ اس لیے آیان اس کو اپنی باہوں میں اٹھاتا
ڈریسمگ روم سے اپنی اجرک لیتا باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ جب کہ
اپنی خواہش پوری ہونے پہ شایان کے چہرے پہ مسکراہٹ تھی

اس وقت صبح کے دس بج رہے تھے سب لوگ ہی آج گھر میں موجود
تھے۔۔۔ آیان اور دعا بھی تک اپنے روم میں موجود تھے۔۔۔ حور بھی
سورہی تھی۔۔۔ باقی سب بھی ناشتہ کرتے اپنے اپنے کمروں کی طرف
بڑھ گئے تھے۔۔۔

کایان ابھی تک زیان کے ساتھ ہسپتال میں موجود تھا۔۔۔ ضارب اور
فجر ابھی تک گھر نہیں آئے تھے۔۔۔ زیام ان دونوں کا بہت ہی بے
صبری سے انتظار کر رہا تھا۔ صبح فجر اور ضارب نے زیام سے ویڈیو کال پر
بات بھی کی تھی

اس کو کچھ دلاسا ہو جائے اس کہ وہ دونوں آرہے ہیں۔۔۔ ابھ کنزہ اس
وقت باہر گارڈن میں بیٹھی ہوئی تھی اس کے ساتھ والی کرسی پر بشری
بیگم بیٹھی ہوئی تھی بشری بیگم کے ساتھ ہی زیام بیٹھا ہوا تھا

جب دعائے شایان کو بتایا تھا کہ وہ دوبارہ جا کر سو جائے گے تو شایان
اوپر جانے کی بجائے اس وقت کنزہ کی گود میں چڑھ کر بیٹھا ہوا تھا
۔۔۔ وہ اس کی آنکھوں کو بار بار دیکھ رہا تھا

اس کی آنکھوں کو بار بار دیکھ کر وہ کچھ سوچ رہا تھا۔۔ جب کہ کنزہ اس
کو دیکھ رہی تھی جو اپنے منہ کے الگ الگ ڈیزائن بناتا اس کے چہرے پر
مسکراہٹ کی وجہ بن رہا تھا۔۔ اس وقت وہ سوچ رہا تھا کہ

اس کی آنکھیں شاہ حویلی میں کسی کے ساتھ بھی میچ نہیں ہوتی۔۔
کنزہ نے زیم سے پوچھا تھا کہ وہ رات کو اس کے ساتھ سویا تھا پھر جب
وہ صبح اٹھی تو وہ وہاں نہیں تھا تو وہ کہاں گیا تھا

جس پہ زیم پہلے تو خود سوچ میں ڈوبا تھا لیکن ہھر خود ہر کنٹرول پاتا
اسے یہ کہتا کہ وہ اپنی مرضی سے گیا تھا کیونکہ اسے ان کے ساتھ نیند

نہیں آرہی تھی اصل بات تو یہ تھی کہ اسے خود بھی یاد نہیں تھا کہ
وہ مہرین

بیگم کے کمرے میں کیسے گیا تھا لیکن تھوڑا سا ایڈیوڈ تو دکھانا تھا۔۔۔ دعا نے
ان دونوں کو بتایا تھا کہ وہ زیان کی بیوی ہیں جیسے زیان کو وہ ماموں بلاتے
ہیں ویسے ہی اسے ممائی بلائے اور شایان اس کو چاچی یا تائی جی
بلائے جب کہ زیام اب سوچ رہا تھا کہ اس کو ممائی بلایا جائے یا کچھ اور یا
پھر اسے سے بات بھی ناکی جائے۔۔۔ اسے زیان کے بہت زیادہ یاد آئی
تھی۔۔۔ جس پہ اس نے زیان کو کال بھی کی تھی لیکن اس کی کال اس
نے اٹھائی بھی نہیں تھی

سب لوگ اس وقت زیان کے ہی منتظر تھے۔۔۔ وہ اس کے چہرے پر
وہ خوشی دیکھنا چاہتے تھے جو کنزہ کو دیکھ کر ان کے چہرے پر آنی ہیں خیر
انہیں نہیں پتا تھا کہ زیان کنزہ کی پل پل کی خبر رکھ رہا تھا

آپ شچ میں جایان تا تو کی بیوی ہیں (آپ سچ میں زیان چاچو کی بیوی ہیں
۔۔ شایان کنزہ کی چہرے کی طرف دیکھتا اپنے چہرے پر معصومیت سجاتا
ہوا بولا تھا۔۔ اس کی معصوم سی آواز پر کنزہ نے ہاں میں سر ہلایا تھا
۔۔ جب کہ اس کا معصوم سا چہرہ دیکھ کر

کنزہ اس کی پھولی ہوئی گالوں پر کب رکھ گی بد لے میں شایان خوش
ہوتا اس کی آنکھوں پر اپنے لب رکھ گیا تھا۔۔ اگر یہی منظر زیان دیکھ لیتا
تو اس نے شایان کو باہر پھینک دینا تھا اٹھا کر
زیام اس کو سلگتی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔ جس نے اپنی اس معصوم
سی شکل سے ہر کسی کو اپنے جال میں پھنسا یا ہوا تھا۔۔ اس کا دل کر رہا
تھا وہ شایان کا منہ ٹوڑ دیں

زیام اس کو گھورتا کھڑا ہوتا چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا کنزہ کے پاس پہنچا تھا۔ اس وقت اس کے نین نقوش میں ایک مغروریت جھلکتی تھی جو اس کو اور بھی زیادہ خاص بناتی تھی اس وہ مکمل طور پر

ضارب کی کاپی تھی اس کا چلنا اٹھنا بیٹھنا سونا پینا اس کا بولنا سب ہی ضارب کی طرح تھے اس کی آنکھیں جو ضارب سے بھی زیادہ سیاہ تھی جس پر پلکوں کی چھاؤں تھی نیچے اتروں شایان۔۔ وہ کنزہ کے پاس پہنچتا اس کو اپنی آنکھوں کا اشارہ کرتا سنجیدگی سے بولا تھا۔ شایان جو کنزہ کی آنکھوں کو دیکھ رہا تھا اس نے گردن گھما کر زیام کو دیکھا تھا

جس کے ماتھے پہ تیوریاں تھی اس کو دیکھ کر شایان نے آئبر واچکائی تھی۔۔۔ جب کہ کنزہ غور سے اس کو دیکھ رہی تھی اس کا چہرے پر اب سرخی نمودار ہو رہی تھی غصے کی۔۔ اس کو اتنا غصہ کرتا دیکھ کر کنزہ کو

حیرت ہوئی تھی

جوانی سی عمر میں ہی اتنا زیادہ غصہ کرتا تھا اس کے چہرے پر غصہ دیکھ
کر شایان نفی میں سر ہلاتا اور زیادہ اس کے سینے میں چھپا تھا تا کہ وہ زیا
م کو تنگ کر سکیں جب کہ کنزہ بھی شایان کو اپنے سینے میں چھپا گی تھی
یہ سمجھ کر کہ وہ زیا م سے ڈر رہا ہیں لیکن اس کو نہیں پتا تھا کہ وہ اس کو
تنگ کر رہا ہیں۔۔ اس کی اس حرکت پر زیا م نے اپنی چھوٹی چھوٹی
مٹھیاں بھینچی تھی۔۔ بشری بیگم خاموشی سے ان تینوں کو دیکھ رہی
تھی شایان تم ممانی کے اتنے نزدیک نہیں ہو سکتے۔۔ تمہیں پتا ہیں
اگر زیا ماموں نے تمہیں ایسے دیکھ لیا وہ تم سے کبھی بات نہیں کریں
گے۔۔ وہ اپنی چیزیں کسی کے ساتھ شئیر نہیں کرتے تمہارے ساتھ وہ
اپنی بیوی کو کیوں شئیر کریں گے۔۔ اس لیے نیچے اترو۔۔ زیا م
شایان کو کنزہ کے سینے میں گھستادیکھ کر دبی دبی آواز میں غرایا تھا

-- جب کہ کنزہ اپنی مکمل آنکھیں کھولیں اسے دیکھ رہی تھی جو اتنا چھوٹا
ہو کر ایسی باتیں کر رہا تھا

یہ سچ تھا کہ زیان کسی کے ساتھ اپنی کوئی چیز شئیر نہیں کرتا تھا۔ زیام
بھی زیان کو دیکھ کر بہت حد تک پوزیسو تھا۔ اس نے اپنے باپ سے
سیکھا تھا کہ انسان کو ہر چیز پسند نہیں آنی چاہیے جلدی

اگر آ بھی گی ہیں تو اس کو کسی کے ساتھ شئیر نہیں کرنا چاہیے اس لیے
زیام بھی اپنی چیزوں اور اپنے سے جڑے رشتوں کے ساتھ بے حد
مخلص تھا۔ وہ کسی کے ساتھ بھی جلدی گھلتا ملتا نہیں تھا

تا تو تجھ نہیں تہتے مجھے تم جاؤں یہاں سے (چاچو کچھ نہیں کہتے مجھے تم
جاو یہاں سے) وہ اس کے سینے سے سر نکالتا ایک ہاتھ ہلا کر اسے بتا رہا تھا
کہ اس کے چاچو اسے کچھ نہیں کہتے جس پہ زیان آئیر واچکا کر

اندر کی طرف بڑھ گیا تھا وہ یہاں پر بیٹھا بورہور ہا تھا۔۔۔ جب کہ اس کو
جاتا دیکھ کر کنزہ حیران ہوئی تھی ان دونوں کی ملاقات کل ہوئی تھی
جس کا ذکر اس نے کسی سے بھی نہیں کیا

اور اس سے بھی نہیں پوچھا اس نے۔۔ اس کے جاتے ہی اب شایان
باتیں کر رہا تھا اور کنزہ اس کی باتوں کا بہت ہی نرمی سے جواب دے رہی
تھی۔۔ جب کہ بشرہ بیگم اپنے بیٹے کا انتظار کر رہی تھی

ضارب پلینز گھر چلتے ہیں زیا م

بھی ہمارا انتظار کر رہا ہو گا۔۔ فجر جو کب سے ضارب کو اٹھنے کا کہہ رہی
تھی لیکن وہ ایسے سو رہا تھا جیسے اس کی بات وہ سن ہی نہ رہا ہوں

پوری رات اسے اپنی قربت میں رکھنے کے بعد صبح بھی اس نے اس پر
اپنی شدتیں لٹائی تھی۔۔۔ فجر پہلے بھی زیا م کو اکیلے چھوڑ کر پریشان ہو
رہی تھی اب اس کے ساتھ ویڈیو کال پر بات کرنے کے بعد
اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ابھی اڑ کر زیا م کے پاس پہنچ
جائے۔۔۔ لیکن فل حال وہ اس بیڈ سے بھی نہیں اٹھی سکتی تھی کیونکہ
ضارب نے اسے اپنی پناہوں میں قید کر کے رکھا ہوا تھا۔۔۔ جس کی وجہ
سے وہ سانس بھی بڑی

مشکل سے لے رہی تھی۔۔۔ کل پوری رات ضارب نے اسے اپنی
قربت سے ایک منٹ بھی رہائی نہیں دی تھی۔۔۔ صبح کے وقت بھی
اس نے اسے اچھے سے بتایا تھا کہ وہ پچھلے پانچ سالوں میں کتنا ترپا ہیں
جب کہ فجر بھی اس کی شدتی سہتی سہتی بالکل نڈھال ہو چکی
تھی۔۔۔ ضارب نے فجر کے لیے بہت ہی خوبصورت سا ایک ہوٹل

بک کروایا تھا۔۔۔ پورا ہوٹل اس وقت خالی تھا۔۔۔ وہ کل سات بجے
کے اس ہوٹل میں پہنچ چکے تھے ہوٹل کو بلکل ایسا سجایا گیا تھا جیسے کسی کی
شادی ہوں بہت ہی خوبصورت اور گلاب کے پھولوں کے ساتھ اس
ہوٹل خاص طور روم کو سجایا گیا تھا جیسے کسی کی فرسٹ نائٹ ہوں۔۔۔
فجر کو بلکل ایسا تیار کیا گیا تھا جیسے بلکل نی دلہن ہوں۔۔۔ اس وقت
پورے کمرے میں پھول بکھرے ہوئے تھے ان کی خوشبو بھی پورے
کمرے میں تھی۔۔۔ اس وقت فجر کے چہرے پر ضارب کی قربت
کے رنگ بھی ایسے تھے جیسے کہ پہلی بار کی دلہن کے چہرے پر رنگ
ہوتے ہیں۔۔۔ اب وہ بلکل تنگ ہو گئی تھی۔۔۔ اس وقت اسے ضارب
پر بہت زیادہ غصہ آ رہا جو خود بھی نہیں اٹھ رہا تھا اور اسے بھی نہیں اٹھنے
دے رہا تھا

ضارب اٹھ جائیں پلینز۔۔۔ وہ اس کے بازو پہ اپنے دانت گاڑھتی اس کا ہاتھ اپنی ڈھڑکنوں سے ہتانے کے کوشش کرتی اونچی آواز میں چیخی تھی۔۔۔ ضارب جو جاگ رہا تھا بس اس کو تنگ کرنے کے لیے وہ سونے کی ایکٹنگ کر رہا اب اس کے دانت گاڑھنے پر وہ جلدی سے اپنی آنکھوں کھولتا اس کو گھور رہا تھا۔۔۔ جو اس کو اب التجائیہ نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ ضارب اس کی کمر پر گرفت مضبوط کرتا

اس کی گردن می شدت سے دانت گاڑھ گیا تھا جس پہ فجر صرف سسکی بھر کر رہ گئی تھی۔۔۔ اس کے سسکی سنتے ہی ضارب اس کو کمر سے پکڑتا اپنے اوپر لیٹا گیا تھا۔ ابھی فجر اس کے اوپر سے اترنے کی کوشش کرتی جب ضارب خود کھڑا ہوتا

اس کو اپنی گود میں بٹھا گیا تھا۔۔۔ اپنی پوزیشن کو دیکھ کر فجر کی رنگ سرخ قندھاری ہوئی تھی۔۔۔ اس وقت ضارب کو وہ اچھے سے محسوس کر رہی

تھی۔۔۔ ضارب اس کی رکی ہوئی سانسیں محسوس کرتا اپنی مسکراہٹ
روک گیا تھا

یہ شوق، یہ ارمان، یہ حسرت، یہ تمنا

کیا ہو مرے قابو میں تم آ جاؤ اگر۔۔۔!!۔۔۔ وہ اس کی ڈھڑکنوں پر ہاتھ

پھیرتا شرٹ کے بٹن کھولتا بے باکی سے بولا تھا۔۔۔ اس وقت فجر

ضارب کی براون رنگ کی شرٹ میں ملبوس تھی

اور وہ اس شرٹ میں دھک رہی تھی۔۔۔ جب کہ ضارب اس وقت

صرف ایک ٹراؤزر میں ملبوس تھا اس کو پھر سے شروع ہوتا دیکھ کر فجر

نے جلدی سے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اس کو روکنا چاہا لیکن ضارب

اس کا ہاتھ اپنے دوسرے ہاتھ میں قید کرتا اس کو روک گیا تھا اب وہ

بہت نرمی سے اس کی شرٹ کے سارے بٹن کھول گیا تھا۔۔۔ جب کہ

فجر اپنی حالت دیکھتی اپنی آنکھیں زور سے میچ گئی تھی آنکھیں کھولوں

اور مجھے دیکھوں کہ میں کیسے اور کہا کہا پر تمہیں چھوتا ہوں وہ اس کی
ڈھڑکنوں کو بے باکی سے سہلاتا اس کو مشورہ دے رہا تھا جس پہ فجر نے
آنکھیں بند کیے ہی ناں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

ضارب۔۔۔ زیام۔۔ وہ اس کی بے باکی برداشت کرتی بس اتنا ہی بول
پائی تھی۔۔ جب کہ ضارب نے اس کو گھور کر دیکھا تھا جس نے زیام کی
رٹ لگائی ہوئی تھی۔۔۔ اسے تو اب زیام سے جیسی فیل ہو رہی تھی

۔۔۔

زیام فل حال تھوڑا غصہ کریں گا لیکن جب اسے پتا چلیں گا کہ اس کے
ماما بابا اس کی بہن کو لانے کے لیے محنت کر رہے ہیں اور ہماری محنت
رنگ لائے گی تو سب سے زیادہ خوشی بھی زیام کو ہی ہوگی۔۔۔ وہ اس
کی شرٹ نرمی سے اس کے

کندھوں سے کھسکاتا اس کے کندھے پر اپنے لب رکھتا بے شرمی سے
بولتا اس کو سرخ کر گیا تھا۔۔۔ فجر کا دل کر رہا تھا کہ زمین پھٹے اور وہ اس
میں سما جائے جب کہ اسے پھر سے شروع ہوتا دیکھ وہ مسلسل ناں میں
سر ہلا رہی تھی۔۔۔ اگلے ہی پل ضارب اس کی مکمل طور پر شرٹ اتارتا
اس کو اپنے سینے می بھینچ گیا تھا۔۔۔ اس وقت وہ اپنی پوزیشن کو دیکھتی
کچھ بھی بول نہیں پارہی تھی

اگلے ہی پل ضارب اس کی گردن کی بیک سائیڈ پر اپن زبان پھیرتا اس
کو گیلا کر گیا تھا جب کہ اس کی اس حرکت پر فجر کے جسم میں ایک
کرنٹ سا ڈوڑا تھا۔۔۔ اس کو بدن میں ایک لرز اٹاری ہوا تھا جس کو
محسو کرتی ضارب اور بھی زیادہ اس پر اپنی گرفت مضبوط کر گیا تھا اب وہ
بہت ہی نرمی سے اسے اپنے سینے میں چھپا کر بیڈ سے نیچے اترتا و اشرم کی
طرف بڑھ گیا تھا

واشٹروم کا دروازہ کھولتا وہ اندر داخل ہوا تھا۔۔۔ وہ ایک نظر فجر کو دیکھتا
باتھ ٹب کے پاس جاتا ٹب گھماتا جس سے باتھ ٹب بھرنا شروع ہو گیا
تھا۔ اس نے ابھی تک فجر کو سینے میں چھپایا ہوا تھا

کچھ ہی دیر میں ٹب فل ہو گیا تھا وہ ایک ہاتھ کی مدد سے بیل شمیو کی
بوتل اٹھاتا وہ باتھ ٹب میں گراتا بیل بنا گیا تھا اب وہ نرمی سے فجر کو باتھ
ٹب میں لیتا اس کو دیکھ رہا تھا۔

جس نے اس سے دور ہوتے ہی سکون کا سانس لیا تھا اب وہ اپنی آنکھیں
میچے اس باتھ میں نیچے کی طرف کھسکتی جا رہی تھی اس کی پوری کوشش
تھی کہ وہ ضارب کو نظر نہ آئے جب کہ اس سے بچنے پس

چھپنے کی جب کہ ضارب نے اس کی ناکام کوشش کو دیکھ کر اپن
مسکراہٹ دبائی تھی وہ ایک نظر اس کو دیکھتا واشٹروم کی لائٹس بجھا گیا
تھا۔ اسے تو لائٹس اون کر کے رو مینس پسند تھا لیکن اس کی بیوی نے

ایک بار اس دنیا سے کوچ کر جانا تھا۔ اب ضارب نرمی سے خود کو ہر پردے سے آزاد کرتا ہاتھ ٹب کے اندر گیا تھا۔۔ ہاتھ ٹب بہت بڑا اور گول شکل میں تھا

اس کے اندر آتے ہی فجر ایک نظر اس کو دیکھتی تھوڑا سا اور نیچے کھسکی تھی۔۔۔ اس کو پانی سے ڈر لگتا تھا لیکن فل حال مقابل کے ارادوں سے لگ رہا تھا۔۔۔ ابھی وہ نیچے ہوئی تھی جب اس کے ہاتھ پھسلا تھا جس سے وہ ہاتھ میں گری تھی اس سے پہلے وہ زیادہ اندر جاتی ضارب اس کی کمر میں ہاتھ ڈالیں اس کو اپنے سینے میں بھینچ گیا تھا۔۔۔ گرنے کے خوف سے فجر بھی اس کے گرد اپنی گرفت مضبوط کر گئی تھی کس نے کہا ہیں مجھ سے چھپنے کے لیے۔۔۔ میں نے تمہیں مکمل طور پر دیکھا ہوا ہیں اس لیے مجھ سے چھپنے کے لیے یہ چھوٹے چھوٹے کام نہ کیا کروں جس سے تمہیں نقصان ہوں اور میں تم پر غصہ کروں

وہ اس کو کمر سے پکڑ کر اپنے سینے پہ لٹا کر گھمبیر آواز میں بولا تھا اس کی
بات پر فجر نے کوئی بھی جواب نہ دیا تھا بس وہ اس کے سینے سے لگ
کر اس کے جذباتوں میں

آگ بھڑکار رہی تھی اس کو خاموش دیکھ کر ضارب نے اس کی گہرائیوں
میں گہری بے باکی کی تھی جس پہ وہ کرنٹ کھا کر اس سے دور ہوئی تھی
اس سے پہلے دور ہونے کے چکروں میں وہ پھر سے پانی میں جاتا جب
ضارب اس کی کمر پر اپنی گرفت سخت کر گیا تھا۔ اگلے ہی پل وہ اس
کے بالوں میں اپنا ہاتھ پھنساتا اس کے لبوں کو اپنی قید میں لے گیا
تھا۔۔۔۔۔ جب کہ اس کے ہاتھ بہت ہی بے باکی سے

اس کی کمر کے نیچے اپنا حق جتا رہے تھے۔۔۔ جس پہ فجر تڑپ رہی تھی

اب تو اور بی

اس کی کمر کے نیچے اپنا حق جتا رہے تھے۔ جس پہ فجر تڑپ رہی تھی
اب تو اور بھی زیادہ وہ اس کے سینے میں چھپنے کی کوشش کر رہی تھی
۔۔۔ جب کہ ضارب ایک ہاتھ اس کی کمر پر رکھتا دوسرے ہاتھ کی مدد
سے اسے صبح طرح

ایڈ جسٹ کر گیا تھا جب کہ فجر کی اب صبح معنوں میں سانسیں اٹک تھی
۔۔ وہ اس کی گردن میں اپنے ناخن گاڑھتی اسے روکنے کی کوشش کر
رہی تھی۔۔۔ لیکن ضارب بہت ہی نرمی سے اس کے لبوں کو
اپنی قید میں لیتا اپنی پوزیشن سیٹ کرتا اس کی کمر پہ اپنی گرفت مضبوط
کرتا اس کی روح میں اپنا وجود گھول گیا تھا۔ جس پہ فجر کے جسم میں
ایک کرنٹ کی لہر ڈوڑی تھی

رات سے وہ ناجانے کتنی بار اس سے اپنا حق لے چکا تھا۔ اب تو اس کی
سہنے کی ہمت اس میں نہیں تھی۔۔ فجر کی دونوں ٹانگیں اس وقت
دونوں طرف سے تھی جب کہ وہ اس وقت

ضارب کی گود میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔ ضارب اپنے جسم کو موڈ کر دیا
اس پر اپنی شدتیں لٹا رہا تھا جب کہ اس کی سسکیاں ضارب کے ہی لبوں
میں کھسک رہی تھی۔۔۔

جب کہ اس کی ڈھڑکنیں ضارب کے سینے سے مس ہوتی ایک طوفان
برپا کر رہی تھی۔۔۔ وہ اب پہلے سے بھی زیادہ شدت پسند ہو کر اس
سے اپنا حق لے رہا تھا۔ فجر نڈھال ہوتی اس کے سینے میں چھپ رہی
تھی

وہ اب نڈھال ہوتی گھرے گھرے سانس بھرتی اس کی گردن میں
دانٹ گاڑھ گی تھی۔۔۔ ضارب نے اس کے لبوں کو آزادی بخش دی
تھی کب کی اپنی قربت اور شدتوں میں اس کی سسکیاں اور آہیں سننا
اسے سب سے زیادہ پسند تھا۔۔۔

تمہیں پتا ہیں مجھے سب سے پہلے ایک بیٹی چاہیے تھی۔۔۔ کیونکہ میں
چاہتا تھا کہ وہ میرا سہارا بنے میرے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلے میں
اس کو سکھاؤ اس دنیا کا مقابلہ کیسے کرنا ہیں۔۔۔ لیکن جو اللہ کو منظور تھا بس
اب مجھے ایک بہت ہی خوبصورت سی بیٹی چاہیے ایک سے زیادہ ہو تو تب
بی چلیں گا۔ وہ فجر پر اپنی شدٹیں لٹاتا پھولی سانسوں

کے درمیان بولا تھا۔ اس کی بات کا کوئی بھی جواب فجر نے نہیں دیا تھا
۔ وہ بس اس کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ جس کو کل رات سے اب تک ایک بار
بھی اس پہ ترس نہیں آیا تھا۔

ضارب میں مرجاؤں گی۔۔ وہ اس کی شدتیں برداشت کرتی اپنی
آنکھوں میں نمی لیتی ہوئی بولی تھی۔۔ اس کی بات پر ضارب نے اس کو
گھور کر دیکھا تھا۔ جو اس کو ڈرانے کے علاوہ کوئی بات نہیں کرتی تھی
اس سے کوئی بھی نہیں مرتامیری جان۔۔۔ وہ اس کو کمر سے پکڑ اپنے
نیچے کرتا اس کے اوپر آتا اس پر ٹوٹ کر برسا تھا۔۔۔ جب کہ فجر کس کر
باتھ ٹب کو دونوں طرف سے پکڑ گی تھی۔۔۔ ضارب اس کے دونوں
ہاتھوں کو دیکھتا

اپنی شدتوں میں کمی لاتا اس کی ڈھڑکنوں سے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتا
اپنی کمر کے گرد لپیٹ گیا تھا۔ اسے ایک آنکھ نہیں بھایا تھا کہ وہ اسکی
قربت میں کسی اور چیز کو

ہاتھ لگائے۔۔۔ جب کہ اب فجر کے لیے اس کو سہنا بہت ہی زیادہ
مشکل ہو گیا تھا وہ اس کی کمر پر ہات ڈالیں اس کو برداشت کر رہی تھی
ضارب اس کی ڈھڑکنوں پر موجود پانی کو اپنے لبوں سے چن رہا تھا۔
ایک گھنٹے بعد فجر کو اس سے رہائی ملی تھی اب وہ اس کے سینے سے لگ کر
اس سے شکوے کر رہی تھی اور ضارب اس کے شکوں پر لب دبا کر اس
کو اب دیں رہا تھا

اب آپ کو میں کبھی بھی اپنے قریب نہیں آنے دوں گی۔۔۔ وہ اس کے
سینے پر اپنی انگلی پھیرتی مدھم آواز میں بولی تھی۔۔۔ جب کہ اس کی بات
پر ضارب کا ایک برجستہ قہقہہ گونجا تھا۔

جس پہ فجر نے خفگی سے منہ پھلا کر اس کو دیکھا تھا وہ ابھی بھی ہنس رہا
تھا جبکہ اس کے ہاتھ بے باکی سے فجر کے بدن کا طواف کر رہے
تھے۔۔۔ جس پہ فجر شرم سے سرخ قندھاری ہو رہی تھی

میری جان ان پچھلے پانچ سالوں میں جتنا تڑپا ہوں میں اس حساب سے
اگلے دس سال میں کوئی ایک بھی ایسی رات نہیں آنے دوں گا جس میں
میں تمہیں اپنے وجود کا حصہ نہیں بناؤں گا

وہ اس کی گھوائیوں میں بے باک گستاخی کرتا ہوا بولا تھا اس کی بات پر
فجر بالکل خاموش ہو گئی تھی جب کہ تضاد اس کی حرکت پر اس نے اس
کے سینے میں مکہ جڑا تھا۔۔۔

مجھے اگلے آدھے گھنٹے میں گھر جانا ہیں نہیں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا
آپ کے لیے وہ اس کی طرف دیکھتی غصے سے بولی تھی اسے اس وقت
زیام کے پاس جانا تھا۔۔ جب کہ ضارب نے اسے آئیر واچ کا کر دیکھا تھا
جو حکم آپ کا اس لیے جلدی سے فریش ہو جاو پھر چلتے ہیں ہم وہ ہاتھ
لمبا کرتا سا تھ پڑے ٹاول اٹھا کر باہر نکلتا اسے خود پہ اچھے سے لپیٹ گیا
تھا۔۔ جبکہ فجر نے اس کے اتنی جلدی ماننے پر شکر کا سانس بھرا تھا

جلدی سے شاور لے لوں میں پھر چلتے ہیں۔۔ وہ اس کی طرف دیکھتا جو
نظریں جھکا کر بیٹھی ہوئی تھی۔۔ وہ گھمبیر آواز میں بولتا باہر کی طرف
بڑھ گیا تھا۔ اس کے جاتے ہی فجر نے شکر کا سانس لیا تھا وہ جلدی سے
اٹھی تھی اس نے جلدی سے شاور لے کر زیام کے پاس پہنچنا تھا وہ کچھ
ہی دیر می شاور لے کر باتھ روم گاؤن پہن کر باہر نکلی تھی۔۔ اس کے
باہر آتے ہی ضارب اس کے ماتھے پہ

لب رکھتا خود واشر روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔ اس کے باہر آنے تک فجر
مکمل طور پر تیار تھی اس کی اتنی جلد بازی پر ضارب نے اس کو گھورا تھا
۔۔ وہ اس پر اچھے س چادر سیٹ کرتا باہر کی طرف بڑھ گیا تھا

اس وقت رات کے بارہ بج رہے تھے۔۔۔ ہر کوئی اپنے روم میں سویا [ہوا تھا۔ جب زیان بہت ہی آرام سے اپنے روم کا دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا تھا۔۔۔ آج پورا دن اس نے جیسے خود پر کنٹرول کیا تھا یہ تو وہی جانتا تھا اور سب سے بڑی بات اسے کایان نے بھی نہیں آنے دیا تھا۔۔۔ وہ پورا دن اس کے ساتھ تھا۔۔۔ ان دونوں کے درمیان آج لڑائی بھی ہوئی تھی۔۔۔ جس میں کایان ہی جیتا تھا۔۔۔ اب وہ کایان کو بے ہوشی کا انجیکشن دے کر اسے اپنے بیڈ پر لٹا کر شاہ حویلی واپس آیا تھا۔۔۔ وہ دکھانا چاہتا تھا کہ اسے کنزہ کے پاس جانے کے لیے کوئی طاقت بھی نہیں روک سکتی۔۔۔ اب وہ کنزہ کے پاس گیا تھا۔ جو اس وقت وائٹ کلر کی شلوار قمیض پہنے بغیر اپنے اوپر کوئی کمبل ڈالے سکون سے سو رہی تھی اس وقت کمرہ اچھا خاصہ گرم تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے اسے کچھ بھی اوپر ڈالنے کے

ضرورت نہیں پڑی تھی۔۔ اس نے بالوں کو کھلا چھوڑا ہوا تھا۔۔ اس کا
اگلا گلہ کافی ڈیپ تھا جسکی وجہ سے اس کی رعنائیاں پوری آب و تاب
سے چمک رہی تھی جس کو دیکھ کر زیان کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم
ہوئی تھی وہ اس وقت بلیک کلر کی شلوار قمیض میں ملبوس تھا۔۔ وہ
ہسپتال سے یہاں تک ننگے پاؤں آیا تھا۔ اس کو چہرہ مکمل طور پر پسینے میں
بھیک چکا تھا اس کے بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے۔۔ اس کے
چہرے کا رنگ بالکل زرد تھا۔ ایک دن اور دو راتوں میں اس کے جسم
پہلے کی طرح

نہیں تھا وہ بالکل ہی کمزور ہو گیا تھا۔۔ اس وقت اس کی نظریں کنزہ کا
طواف کر رہی تھی۔۔ جو گہری نیند سو رہی تھی۔۔ زیان قدم اٹھاتا
اس کے پاس گیا تھا۔ وہ اس کے ساتھ بیٹھتا اس کا ہاتھ

اپنے ہاتھ میں پکڑتا نرمی سے اس کے نقوش کو اپنے دوسرے ہاتھ سے
چھو رہا تھا۔ جب کہ اس کی آنکھوں سے آنسو گرتے زیان کے ہاتھ
میں موجود ہاتھ پر گر رہے تھے۔۔۔

وہ رورہا تھا وہ اپنے گناہوں پہ رورہا تھا۔ جب انسان گناہ کر کے رو کر
اللہ سے معافی مانگتا ہے تو وہ اللہ معاف کر دیتا ہے تو ہم انسان کیوں نہیں
کر سکتے۔۔ ہمیں بھی اتنا بڑا دل رکھنا چاہیے

کہ جب غلطی ہو تو اور سامنے والا انسان معافی مانگ رہا ہوں تو اسے
معاف کر دینا چاہیے۔۔ زیان اس کے پاؤں میں گر کر معافی مانگنے کو
تیار تھا کنزہ جوا بھی ہی سوئی تھی

اپنے ہاتھ پہ لچھ گیلا اور گرم محسوس کر کے وہ ہلکا سا کسمکائی تھی پھر
لیکن اس نے اپنی آنکھیں نہیں کھولی تھی۔۔۔ جبکہ اگلے ہی پل اس

ستم گر کے بدن کی مخصوص خوشبو اپنے ارد گرد محسوس کر کے اس کی
نیند بھک سے

اڑی تھی۔۔۔ وہ اس خوشبو کو کیسے بھول سکتی تھی جو اس کی راتوں کی
نیند چھین لیتی تھی۔۔۔ اس کا دل زوروں سے ڈھڑکا تھا۔۔۔ اس کی
پلکیں لرزی تھی۔۔۔ زیاں نے اس کو نہیں دیکھا تھا۔۔۔

وہ اس وقت اس کے ہاتھ پر اپنا سر رکھ کر رو رہا تھا۔۔۔ اس کو روتا ہوا
محسوس کر کے کنزہ کا دل اور بھی زیادہ شدت سے ڈھڑکا تھا اسکی
سانیس رکی تھی۔۔۔

لیکن اگلے ہی پل اسے اپنے ساتھ کیے گے ظلم یاد آئے تھے اور وہ اپنا
ہاتھ پیچے کی طرف کھینچتی اس کی گھور رہی تھی۔۔۔ اگلے ہی پل زیاں
پھر سے اس کا ہاتھ پکڑتا جب وہ پیچھے کی طرف کھسکی تھی

میرے پاس نہیں آئے گا۔۔۔ وہ بیڈ سے نیچے اترتی اونچی آواز میں بولی
تھی جب کہ زیان نے بے بسی سے اسے دیکھا تھا۔ اس سے پہلے وہ
واٹر روم میں جاتی جب زیان اس کی کلائی
پکڑ گیا تھا۔۔۔

چٹاخ۔ اس کی کلائی پکڑتے ہی کنزہ نے اس کے منہ پر تھپڑ رکھا تھا
۔۔۔ وہ جس طرح سے پیچھے گھومی تھی اس کے بال بھی سارے آگے
آتے اس کے نشیب و فراز کو چھپا گئے تھے۔۔۔
جب کہ زیان صرف مسکرا کر رہا گیا تھا۔ وہ اپنا غصہ اس پر نکال رہی
تھی یہ اس کے لیے بہت خوشی کی بات تھی۔۔۔ جب کہ اس کے چہرے
پر مسکراہٹ دیکھ کر کنزہ نے اس کو دیکھ کر سر جھٹکا تھا

تم ساری عمر بھی ایسے مجھے مار کر اپنا غصہ مجھ پر نکالتی رہوں میں اف
نہیں کروں۔۔ مجھ سے بات کروں مجھے دیکھوں پلینز۔۔ تمہارے چپ رہنا
بھی برداشت کر لوں گا

لیکن تمہارا مجھے نادیکھنا یہ مجھے اندر سے مار رہا ہیں جان زیان۔۔ وہ
گھٹنوں کے بل جھکتا اس کا ہاتھ ابھی تک اس نے پکڑا ہوا تھا۔۔ جب
کہ کنزہ اس کو دیکھ رہی تھی جس کے انسو پھسل کر اس کے عارض پر گر
رہے تھے

اس کو خاموش دیکھ کر زیان اس کے پاؤں میں گرا تھا۔۔ جب کہ کنزہ
اپنا ہاتھ چھڑواتی پیچھے ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ اب زیان نیچے جھکا رہا
تھا۔۔ جب کہ کنزہ اس کو ایک نظر دیکھتی اوپر ٹیس کی طرف بھاگ
گئی تھی

وہ گرے پیروں میں اور ہم ہو جائے پیچھے

ہائے۔۔

کیا تماشا ہو گا۔۔

زیان اس کے جاتے ہی زار و قطار رو رہا تھا

کچھ ہی دیر رونے کے بعد وہ اپنے آنسو صاف کرتا کھڑا ہوا تھا گلے ہی پل

وہ ٹیرس کا دروازہ کھولتا ٹیرس پہ گیا تھا جہاں پہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں

نے اس کا استقبال کیا تھا اس کے جسم میں سنسناہٹ ہوئی تھی۔۔۔ اس

نے ایک نظر کنزہ کو دیکھا تھا جو اتنی زیادہ سردی اور ساتھ ہوا بھی چل

رہی تھی جس کی وجہ سے اس کے بال لہر رہے تھے اس کو ایسے سٹل

کھڑا دیکھ کر زیان پریشان ہوا تھا وہ بیمار پڑ سکتی تھی اتنی سردی میں

۔۔۔ زیان جلدی سے اندر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ

ایک اپنی موٹی اور خوبصورت اجرک

لیے واپس آیا تھا وہ اجرک اس کی اچھی خاصی گرم تھی۔ وہ اس کو پھیلاتا کنزہ کے اوپر وہ چادر اوڑھا گیا تھا۔۔۔ کنزہ جو اپنے خیالوں میں تھی۔۔ ایک دم اس نے بوکھلاتے ہوئے پیچھے دیکھا تھا جان زیان پلینز مجھ سے غصہ کروں لیکن میرا غصہ خود پر نازکالوں بیمار پڑ جاوے گی۔۔ وہ اس کو اجرک اتارتا ہوا دیکھ کر اس کے ہاتھوں پہ اپنے ہاتھ رکھ گیا تھا۔۔ جس پہ کنزہ نے اس کے ہاتھ بہت بری طرح جھٹکے تھے

آپ کیوں مجھے اکیلا چھوڑ دیتے۔۔۔ یہ نا سمجھیے گا کہ میں نے آپ کو معاف کر دیا میرا دل اتنا بڑ نہیں ہیں جو میں آپ کو معاف کر دوں۔۔۔ میں صرف اس لیے یہاں آئی ہوں کیونکہ میری وجہ سے آپ کی طبیعت خراب ہوئی تھی۔۔ میں اس لیے یہاں آئی ہوں کہ

مینے داجی کو معاف کر دیا ہیں میں آپ کے بابا کے کہنے پر آئی ہوں ان کو
انے بیٹے کی بڑی فکر تھی۔۔ جب تک آپ ٹھیک نہں ہو جاتے میں
یہاں پر رہوں گی جیسے ہی آپ کی طبیعت ٹھیک ہوگی
میں چلی جاؤں گی اگر آپ نے مجھے دیکھا یا مجھ سے بات کرنے کی
کوشش کی تو اسی وقت یہاں سے چلی جاؤں گی۔۔ وہ اس کی طرف انگلی
اٹھا کر اسے وارن کر رہی تھی۔۔ جس پہ زیان نے ناں میں سر ہلایا تھا
وہ اس کی طرف کچھ معاشرے کے لوگوں کی باتوں سے بھی تنگ ہو
کر آئی تھی۔۔ لوگوں کہ باتیں باتیں سن کر وہ ڈپر س رہنے لگی تھی
۔۔ اس کی پوری سوسائٹی باتیں کرتی تھی

گھر میں اکیلی رہتی ہیں۔ پتا نہیں کہا کہا جاتی ہیں۔ شادی کرنے کے بعد
بھی شوہر سے دور کیوں رہ رہی ہیں۔۔ وغیرہ وغیرہ اس کو یہ باتیں اکثر
سننے کو ملتی تھی جس سے وہ بہت زیادہ پریشان تھی۔۔ کبھی کوئی اس کے

لیے رشتہ لے کر آرہی تھی تو کبھی کوئی۔۔۔ دو سے تین لڑکوں مے تو
اس کا پیچھا بھی کیا تھا۔۔۔ جس سے اس نے بڑی مشکل سے جان چھڑوائی
تھی ایک اکیلی لڑکی کا اس دنیا میں رہنا سب سے مشکل تھا ان لڑکوں کو
زیان نے اتنی بے درد سزا دی تھی کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے اگر
کنزہ دیکھ لیتی تو اس کی روح کانپ جانی تھی اگرچہ زیان کے گاڑڈ اس
کے ساتھ ہوتے تھے لیکن ان کو کچھ بھی کرنے کا حکم نہیں تھا
یہاں تک کہ کنزہ کو آنکھ بھر کر دیکھنے کا بھی نہیں وہ بس اس کی
حفاظت کے لیے تھے اگر اسے کوئی مشکل آئے تو اس کو بچانے کے
لیے۔۔۔ یہ بات ان لوگوں نے زیان کو بتائی تھی اس کے بعد زیان نے
جو ان کی حالت کی تھی وہ قابل رحم تھی۔۔۔ وہ اس کی طرف اب دیکھ
رہا تھا جیسے اس کے فیصلے کا منتظر ہوں۔ جب کہ اس کے پیروں میں
گرنے

کے بعد بھی کنزہ کو اس پر رحم نہیں آیا تھا۔۔۔ جب جب بات اس پہ
تھی اس نے برداشت کی تھی لیکن اب بات اس کے ماں باپ پر تھی جو
کوئی بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ اس نے زیان کی شراک تک
قبول کی تھی جو اس نے اس کے ساتھ کی تھی۔۔۔ اس نے اس کی اجرک
ابھی تک اتاری نہیں تھی۔۔۔ جب کہ زیان بس اب اس کے جواب کا
منتظر تھا اس کے جانے کا نام سن کر اس کی سانسیں اٹکی تھی۔۔۔ وہ اب
اپنی آنکھوں میں التجا لے کر اس کو دیکھ رہا تھا۔ جو اس کو دیکھتے ہی اپنی
نظریں پھیر گئی تھی۔۔۔۔ اس کے نظریں پھیرنے پر زیان کے دل کو
کچھ ہوا تھا

میں فل حال کہیں نہیں جاؤں گی لیکن اگر اب آپ نے مجھے مخاطب کیا
یا پھر میری طرف دیکھا بھی تو میں اسی وقت یہ حویلی چھوڑ دوں گی۔۔۔ کنزہ
زیان کی طرف دیکھ کر

ایک ایک لفظ چبا کر بولی تھی اس کی بات سن کر زیان نے سر کو جھکا کر
ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔ اس کے لیے تو یہ بھی غنیمت تھی۔۔۔ کہ وہ نہیں
جارہی

اس کو ایک نظر دیکھ کر اگلے ہی پل کنزہ اجرک اتار کر اس کو واپس
تھماتی اندر کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔ جب کہ زیان کی آنکھوں سے موٹی
ٹوٹ کر زمین پر گرا تھا اگلے ہی پل وہ بھی کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا
میں صوفے پر سو جاؤں گا تم کمفر ٹیبل ہو کر سو جاؤں بیڈ پر۔۔ زیان جو
ابھی کمرے میں ہی آیا تھا کنزہ کو صوفے پر سوتا دیکھ کر وہ نظریں اور سر
دونوں جھکا کر بولا تھا۔۔ اس کی بات پر کنزہ نے اسے کچھ پل دیکھا
تھا۔۔۔ اور اس کے بعد وہ خاموشی سے بیڈ کی طرف بڑھ گئی
تھی۔۔۔ اس کے جاتے ہی زیان مسکراتا ہوا ڈریسنگ روم کی طرف
بڑھا تھا۔۔۔ وہ وہاں سے بلیںکٹ لاتا صوفے پر رکھتا

بیڈ کی طرف گیا تھا۔۔۔ جب کہ کنزہ اس کی ساری کاروائی دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس کے نزدیک آنے پر کنزہ نے کن اکھیوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔ زیان اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔ لیکن اس کی نظریں خود پر محسوس کر گیا تھا

جان زیان اگر ایسے ہی تم مجھے دیکھتی رہی تو میں اپنی بات سے مکر بھی سکتا ہوں۔۔۔ وہ ایک تکیہ اور کشن اٹھاتا گھمبیر آواز میں بولا تھا نظریں اور سر دونوں ہنوز جھکے ہوئے تھے۔۔۔ جب کہ اس کی بات پر گڑ بڑاتی جلدی سے بستر میں گھسی تھی جبکہ زیان اس کو دیکھتا صوفے پہ جا کر لیٹا تھا۔۔۔ صوفہ لمبا تھا جس کی وجہ سے وہ اس پر ایڈ جسٹ ہو گیا تھا۔۔۔ اب وہ اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ جو بالکل ہی بستر میں چھپ گئی تھی اس کو دیکھتے دیکھتے کچھ ہی دیر میں زیان سکون سے آنکھیں موند گیا

تھا۔۔۔ کمرے میں اس

مدھم سی لائٹس جل رہی تھی۔۔۔ جس سے وہ ایک دوسرے کو بخوی
دیکھ
سکتے تھے۔۔۔

کنزہ خود پر سے کمبل ہٹاتی کھڑی ہوئی تھی۔۔ اس نے ایک نظر اس کو
دیکھا تھا جو اس کی طرف چہرہ کیے معصوم سی شکل بنا کر سو رہا تھا
اسے اس وقت ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔۔ لیکن پھر وہ اپنا سر جھٹکتی خود بھی سو
گی تھی۔۔ اسے صبح یونی بھی جانا تھا۔۔۔ جبکہ زیان جو ابھی تک جاگ
رہا تھا۔ اس کی نظریں خود پر محسوس کر کے اس
کے چہرے پر ایک مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ لیکن اس نے آنکھیں نہیں
کھولی تھی۔۔۔ اب وہ دونوں ہی الگ الگ جگہوں پر سو رہے
تھے۔۔۔ ایک کمرے میں ہونے کے باوجود بھی زیان کے لیے

یہی بڑی بات تھی کی مقابل اس کے پاس ہیں اس کی آنکھوں کے
سامنے۔۔۔ اس کے دل کو سکون ملتا رہے گا۔۔۔ وہ جانتا تھا ایک دن وہ
مقابل کو منالے گا۔۔۔

_____ اس وقت رات کے دو بج رہے

بیگز تھے۔۔۔ اس کو ایک گھنٹہ پہلے ہی ہوش آیا تھا۔۔۔ اسے اپنا سرا بھی
تک چکراتا ہوا محسوس ہو رہا تھا

ہوش میں آنے کے بعد اس نے حور کو فون کیا تھا کہ وہ اس کو پتا کر کے بتائے کہ زیان گھر آگیا ہیں یا نہیں

صد شکر تھا کہ حور نے فون اٹھا لیا تھا۔ لیکن اس نے یہ کہہ دیا تھا کہ وہ پہلی بات وہ نہیں جائے گی زیان کے روم میں اگر وہ آ بھی گیا ہیں تو وہ اس کی پرائیویسی ڈسٹرب نہیں کریں گی اور دوسری وہ اس سے ناراض ہیں اس لیے اس کا کوئی کام نہیں کریں گی۔۔۔ جس پہ کا یان فل حال تو خاموش ہو گیا تھا۔۔ پھر یہ سوچتا زیان گھر ہی آیا ہو گا اور کہاں جاسکتا ہیں اس کو بے ہوش کر کے اب اسے اپنی منکوحہ کی ناراضگی ختم کرنی تھی جس کے لیے وہ بہت سارے کب کیکز اور چاکلیٹ لے کر آیا تھا اور اسے پوچھنا بھی تھا کہ پرائیویسی کا مطلب کیا ہوتا ہیں وہ اب نرمی سے حور کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا۔۔ اس نے بیڈ کی طرف دیکھا تھا۔ جس کو دیکھ کر لگ رہا تھا کہ یہاں سونا تو دور کوئی انسان بیٹھا بھی نہیں ہیں

اس نے وہ بیگن ہاتھ میں پکڑ کر ڈریسنگ روم دیکھا تھا۔۔۔ وہ بھی خالی تھا
اس طرح اس نے واش روم اور بالکنی بھی دیکھی تھی لیکن وہ بھی خالی
تھی۔۔۔ اب کایان کا رخ سٹڈی روم کی طرف تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ وہاں سے بھی خالی ہاتھ آیا تھا۔۔۔ اس نے حور کا موبائل
دیکھا تھا جو سٹڈی روم میں ہی تھا لاسٹ کال اس کی ہی تھی۔۔۔ اب وہ
اچھا خاصہ پریشان ہوا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ نیچے جاتا جب

اسے بالکنی سے آوازیں آئی تھیں۔۔۔ بالکنی کو دروازہ کھلا تھا۔۔۔ اس نے
پھر سے بالکنی کی طرف قدم بڑھائے تھے۔۔۔ نیچے کا منظر دیکھ کر اس
کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں۔ اتنی سردی میں ان تینوں کو باہر
دیکھ کر اس نے اپنے جبرے بری طرح بھینچے تھے۔۔۔ وہ جلدی سے
باہر آتا وہ بیگن بیڈ پر رکھتا باہر کی طرف قدم بڑھا گیا تھا۔ اس وقت اسے

جتنا حور پر غصہ آ رہا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اسے بہت بری سزا
دیں

وہ کچھ ہی سیکنڈز میں باہر آیا تھا اسے پہلے نظر کیوں نہیں آئی تھی کہ
حور باہر بیٹھی ہوئی ہیں۔۔۔ سب سے اہم بات کہ اس نے بھی نوٹس
نہیں لیا تھا کہ وہ آگیا ہیں۔ اس نے اس کے پاس پہنچ کر اسے دیکھا تھا
جس نے کوئی گرم

کپڑا بھی نہیں لیا ہوا تھا۔۔۔ کایان اس وقت کریم کلر کی شلوار قمیض
میں ملبوس تھا اس کے بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے۔۔۔ جب کہ اس
کے چہرے پر غضب کی سرخی تھی۔۔۔ وہ اپنی گاڑی سے اپنی بلیک
اجرک لیتا

حور کی طرف بڑھا تھا۔ زیام شایان اور حور جو اس وقت باتیں کر رہے
تھے۔۔۔ حور کی پشت کایان کی طرف تھی جبکہ شایان اور زیام کے

چہرے کا یان کی طرف تھا۔۔ شایان جو پٹر پٹر اپنی باتیں کر رہا تھا کا یان
کو دیکھ کر اس کی سٹی گم ہوئی تھی۔۔ زیام اور حور آئسکریم کھا رہے
تھے۔۔۔ جب کہ شایان اپنی آئسکریم ختم کر گیا تھا۔۔۔۔۔ کا یان کو دیکھ
کر وہ دونوں اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے تھے۔۔۔

ان کو آئسکریم کھاتا دیکھ کر کا یان کی نیلی آنکھوں میں خون اتر اٹھا۔۔ ان
دونوں نے ہی اس وقت اپنے نائٹ سوٹ پر بلیک لیڈر کی جیکٹ پہنی
ہوئی تھی۔۔۔ شایان کے سر پر ٹوپی بھی موجود تھی جب کہ زیام نے
کچھ بھی اور نہیں لیا ہوا تھا۔۔۔ ان دونوں کو خاموش دیکھ کر حور نے
پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔۔۔ پہلے تو اسے کا یان کے چہرے پر غصہ دیکھ کر
خوف محسوس ہوا تھا۔۔۔ لیکن اگلے ہی پل وہ مسکراتی ہوئی کھڑی ہوئی
تھی۔۔۔ جب کہ کا یان ایک نظر حور کو دیکھتا اس کو اجرک دیتا ان

دونوں کی طرف متوجہ ہوا تھا جو سر جھکا کر کھڑے تھے۔۔۔ اجرک
حور نے پکڑ

کر اپنے شانوں پہ پھیلائی تھی۔۔۔ اس سے پہلے وہ کچھ بولتی جب کایان
بولا تھا۔۔

اس وقت کیا کر رہے ہوں تم لوگ یہاں۔۔۔ اور تم دونوں جاؤ اپنے
اپنے کمروں میں۔۔۔ وہ حور کو دیکھتا جس نے کچھ بولنے کے لیے لب
کھولے ہی تھے

آیان کا اتنا سرد رویہ محسوس کر کے اس کے گلے میں گلٹی ابھر کر [معدوم ہوئی تھی۔۔۔ ان دونوں کو حور ہی لے کر آئی تھی۔۔۔ اس کو
نیند نہیں آرہی تھی اس لیے وہ دونوں کو نیند سے جگا کر لائی
تھی۔۔۔ زیا م تو پھر بھی خاموشی سے آگیا تھا جب کہ شایان کو اس نے
آ تسکریم کالا لچ دیا تھا۔۔۔ آیان کو اتنی رات گئے ایسی بچوں والی

حرکتیں کرتا دیکھ کر اسے اپنی بہن کی حالت پر شک ہوا تھا۔۔۔ لیکن پھر وہ خود پر قابو پاتا شایان کو جگا کر لایا تھا اگر وہ شایان کو نالاتا تو کہیں شک نہیں تھا کہ حور نے رونا بھی شروع کر دینا تھا۔۔۔ یہ سیم سیچوشن ضارب اور فجر کے ساتھ ہوئی تھی۔۔۔ لیکن پھر وہ حور کو پیار کرتے زیاں کو جگا گئے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے حور کو بچے کتنے پسند ہیں۔۔۔ پھر حور ان دونوں کو ساتھ لاتی باہر گارڈن میں آکر بیٹھی تھی شاہ۔ وہ۔۔۔ ابھی حور اپنی بات مکمل کرتی جب کایان اس کی بات درمیان میں ہی کاٹ گیا تھا۔۔۔

روم میں جاؤ اور اگر تم نے روم کو لاک کیا یا میرے آنے سے پہلے سوئی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا

وہ حور کی طرف دیکھتا غصے سے ڈھاڑا تھا اس کی ڈھاڑ پر حور سہم کر دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔۔

جاؤں۔۔ وہ اس کو سٹل وہی پر کھڑا دیکھ کر ایک بار پھر ڈھاڑا تھا

۔۔ اس کی ڈھاڑ پر حور روتے ہوئے

اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی تھی جب کہ اس کے جاتے ہی کایان

نے ان دونوں کی طرف دیکھا تھا جو ابھی تک وہاں پہ کھڑے

تھے۔۔۔ اس کے دیکھتے ہی شایان تو بھاگ گیا تھا۔

جب کہ زیم اس کو ایک نظر دیکھتا اپنے بالوں میں ہاتھ میں پھیرتا

گردن اکڑا کر اس کے سامنے سے گزرا تھا۔۔ جب کہ اس کے ایٹیوڈ پر

کایان پہلو بدل کر رہ گیا تھا۔

آخر اتنا بد تمیز کیوں ناہوں خون اس میں اس آدھے انگریز کا ہیں اور

سبق اس کو وہ مینٹل انسان سکھا رہا ہیں۔۔۔ اس کو مغروریت سے چلتا

دیکھ کایان ضارب اور زیان دونوں کو دل میں گالیاں دیتا اندر کی طرف

بڑھ گیا تھا

اندر جاتے ہی اس نے اپنے کمرے کا رخ کیا تھا اس وقت اس سے
ہسپتال کی مخصوص سمیل آرہی تھی جو حور نے پہچان جانی تھی اس کے
بعد وہ تھا اور مقابل کے نا ختم ہونے والے سوال۔۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ
ایک بلیک کلر کی ٹی شرٹ میں ملبوس اور ساتھ ہی اس نے ٹراؤزر پہنا ہوا
تھا۔ اس کے بھورے بالوں سے ابھی تک پانی ٹپک رہا تھا۔ اس نے
جلدی شاور لیا تھا تاکہ وہ حور کے پاس پہنچ سکیں

اس کو اتنی سردی میں خود سے لاپرواہہ دیکھ کر اس کا دماغ بھک سے اڑا
تھا جس کہ وجہ سے اس نے اتنا ہرشری ایکشن دیا تھا۔ اب شاور لے
کر اس کا دماغ کچھ ٹھنڈا ہوا تھا۔۔۔ اسے پتا تھا کہ وہ اب غصہ کر رہی
ہوں گی اور اس بات کا بھی اس کو ڈر تھا کہ وہ غصے میں خود کو ہی نقصان نا
پہچادیں اس لیے وہ اپنے گیلے بالوں کو میں ہاتھ پھیرتا اس کی روم میں
داخل ہوا تھا روم کا حال دیکھ کر اس نے گہرا سانس بھرا تھا

پورے کمرے میں اس وقت کپ کیکنز اور چاکلیٹ پھیلی ہوئی تھی۔۔ بیڈ پر پڑے کشن اور تکیے بیڈ کو سلامی پیش کر رہے

تھے۔۔۔ گلڈان ٹوٹے پڑے تھے۔۔۔ جب کہ حور کہیں بھی نہیں تھی

اس نے پورے کمرے میں نظریں ڈواڑائی تھی اس کو ڈریسنگ روم کا

دروازہ کھلا ہوا نظر آیا تھا وہ گہری سانس بھر کر کانچ سے بچتے بچاتے

ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ ان دونوں بہن بھائی کو سمجھالنا

کایان کے لیے بہت ہی زیادہ مشکل تھا۔۔

اس نے ڈریسنگ روم میں داخل ہو کر چاروں طرف نظریں ڈواڑائی

تھی جب اسے حور بیٹھی ہوئی نظر آئی تھی اس کے بال پشت پر بکھرے

ہوئے تھے۔۔ جب کہ کایان کی دی ہی اُجرک اس نے ابھی تک اوڑھی

ہوئی تھی

اس کی کایان کی طرف پشت تھی جس کی وجہ سے اس نے کایان کو
نہیں دیکھا تھا۔ کایان دے پاؤں سے اس کے سامنے گیا تھا۔ اس کے
رونے کی کمر سوں سوں کرنے کی آواز زیادہ آرہی تھی
کایان نے اس کو دیکھا تھا اس کا منہ حیرت سے مکمل طقیر کھل گیا تھا
۔۔۔ وہ اپنی نیلی آنکھوں میں حیرت سمیٹے اسے دیکھ رہا تھا جب کہ اسے
ہنسی بھی آرہی تھی

جو اس نے بڑی مشکل سے کنٹرول کی ہوئی تھی۔۔۔ اس وقت حور ایک
ہاتھ میں کپ کیک پکڑے دوسرے ہاتھ میں ایک چاکلیٹ پکڑے
ہوئے کھا رہی تھی اور ساتھ سوں سوں بھی کر رہی تھی
دیکھنے والے کو ایسا معلوم ہو کہ وہ رو رہی ہیں۔۔۔ ساری چاکلیٹ اس کے
منہ پر لگی ہوئی تھی۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے وہ انتی زیادہ
خوبصورت اور معصوم لگ رہی تھی کایان کا خود پر کنٹرول ختم ہو رہا تھا

اس کا اگلا گلہ کافی ڈیپ تھا جس کہ وجہ سے اس کے بدن کی گہرائیاں
پورے آب و تاب سے چمک رہی تھی۔۔ اس پر نظر پڑتے ہی کایان کی
آنکھیں خمار آلودہ ہوئی تھی۔۔

ابھی حور اپنا سراٹھا کر چاکلیٹ کا بائٹ لیتی جب اس کی نظر کایان پر پڑی
تھی۔۔۔ وہ اس کو خود کی طرف دیکھتا پا کر اچھی خاصی شرمندہ ہوئی
تھی۔۔ اگلے ہی پل اس نے چاکلیٹ اور کپ کیک اٹھا کر

زمین پہ دے مارا تھا جو کایان کے قدموں میں گرا تھا۔۔ وہ اس کو دکھانا
چاہتی تھی کہ وہ اس سے ناراض ہیں یہ چاکلیٹ اور کپ کیک اس لیے تو
وہ اس سے چھپ کر کھا رہی تھی

لیکن پھر بھی اس نے دیکھ لیا تھا یہ بات اس کو نظر اٹھانے نہیں دیں رہی
تھی اس کی حالت دیکھ کر کایان نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔ وہ

نیچے جھکتا حور کے سامنے اپنا ہاتھ پھلا گیا تھا

اس کے ہاتھ کو دیکھتی حور اس کا ہاتھ ب دردی سے جھٹک گئی
تھی۔۔ جس پہ کایان اپنے غصے پر کنٹرول کر گیا تھا۔۔۔ حور کھڑی ہوئی
تھی اس نے ای ادا سے

اپنے بال سیٹ کیے تھے اور اپنی اجرک صبح کرتی اسے اگنور کر کے [
آگے جارہی تھی۔۔ اس سے پہلے وہ باہر جاتی جب کایان اس کو ایک ہی
جھکٹے میں اپنی باہوں میں اٹھا گیا تھا

چھوڑیں مجھے آپ سے بات نہیں کرنی مجھے۔۔۔ وہ اس کی باہوں میں
پھڑ پھڑاتی ہوئی بولی تھی۔۔ جب کہ کایان خاموشی سے اس کو باہوں
میں اٹھا تا روم کی طرف بڑھا تھا

وہ اس کو بیڈ پر نرمی سے لیپا تا دروازے کی طرف بڑھا تھا دروازے کو
اچھے سے بند کر کے اس نے واپسی قدم بڑھائے تھے۔۔۔ حور ابھی تک

بیڈ پر بیٹھی اس کو گھور رہی تھی۔۔۔ کایان دوسری سائیڈ سے بیڈ پر

چڑھتا

اس کو کلائی سے جکڑتا اپنے سینے میں چھپا گیا تھا۔۔۔ حور اس کے سینے
میں مکے مارتی اس سے دور ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ جس پہ
کایان نے کوئی ریسپانس نہیں دیا تھا۔۔۔ وہ بس اس کو سینے سے لگائے
سکون محسوس کر رہا تھا۔۔۔ دوسری طرف حور کی اس کی ٹی شرٹ کے
اوپر سے ہی اس کے سینے پر دانت گاڑھ گی تھی۔۔۔ کایان نے ابھی تک
اس کو خود سے دور نہیں کیا تھا

اس کو ڈھیٹ بننا دیکھ کر حور بھی اپنے دانتوں کا دباؤ اس کے سینے پر بڑھا
گی تھی۔۔۔ اسکے تیز دانتوں سے در رہا تھا کایان کو جس سے اس کے
چہرے پر تکلیف واضح دیکھی جاسکتی تھی۔۔۔

کایان اس کو خود سے دور کرتا سنجیدہ نظروں سے دیکھ رہا تھا گلے ہی پل
اس نے اپنی شرٹ اتاری تھی۔۔۔ جہاں پر حور نے اپنے دانت گاڑھے
تھے وہاں سے خون رس رہا تھا۔۔۔

اس نے ایک نظر حور کو دیکھا تھا جو اس کا خون دیکھ کر پریشان ہو گئی
تھی۔۔۔ کایان اس کو کمرے سے پکڑ کر ایک ہی جھٹکے میں اسے اپنی گود
میں بٹھا گیا تھا۔۔۔

چھوڑیں مجھے آپ سے بات نہیں کرنی آپ نے مجھے شایان اور زیام
کے سامنے دانت دیا وہ کیا سوچ رہے ہوں گے میرے بارے۔۔۔ وہ اس
کی گود سے اٹھنے کی کوشش کرتی نروٹھے انداز میں بولی تھی۔۔۔ اس کی
بات پر کایان نے اس

نا سمجھی سے دیکھا تھا۔۔۔ شایان اور زیام دونوں ہی بہت چھوٹے
تھے۔۔۔ وہ کیا سوچ سکتے ہیں جب کہ وہ اب حور کے شانوں سے
اجرک اتار کر سایڈپہ کرتا اس کے بال ہٹاتا اس کی گردن پر
اپنے لب رکھ گیا تھا۔ جس سے حور کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ
ہوئی تھی۔۔۔ اس کے چہرہ انار کی طرح سرخ ہوا تھا۔۔۔ اس وقت
کایان اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکتا تھا اس کی پشت تھی اس کی طرف اب تو
سوال ہی پیدا نہیں ہوتا روح من تمہیں چھوڑنے کا کچھ ہی دنوں میں تم
مکل طور پر میری آغوش میں آ جاو گی۔۔۔ اور وہ دونوں ٹڈے کچھ نہیں
سوچے گے اس لیے تم اب صرف مجھے محسوس کروں
وہ اس کے پیٹ پر بے باکی سے ہاتھ پھیرتا اس کو سمجھا رہا تھا اس کی بات
پر نفی میں سر ہلایا تھا مقابل نے۔۔۔ کایان نے داجی سے بات کی تھی اور
ان دونوں کی کچھ ہی دنوں میں شادی تھی

آپ نہیں سمجھے گے میں نے ان کو کہا تھا میرا بڑا رعب ہیں آپ پر اب
جس طرح آپ نے مجھے ڈانٹا وہ ہنس رہے ہوں گے مجھ پر۔۔۔ حور اس کی
طرف چہرہ موڑتی ادا سی سے بولی تھی اس کی بات پر کایان نے اپنا نچلہ
لب دانتوں تلے دبایا تھا۔۔۔

اچھا تم پریشان ناہوں میں تم سے کل ان دونوں کے سامنے سوری بول
دوگا۔۔۔ اور یہ بتاواہی سردی میں تم باہر کیا کر رہی تھی۔ وہ اس کو
بلکل اپنے سامنے اپنی گود میں ایڈ جسٹ کرتا نرمی سے بولا تھا۔۔
مجھے نیند نہں آرہی تھی کوئی تھا نہیں مجھ سے بات کرنے کے لیے اس
لیے میں ان دونوں کو بلا کر لائی تھی۔۔۔ حور اس کے سینے پر ہاتھ
پھیرتی جہاں سے خوں رس رہا تھا وہ نرمی سے اسے بتا رہی تھی۔۔۔ اس
کی بات پر کایان کی آنکھوں میں شرارت ناچی تھی

جب میں نے تمہیں کہا تھا کہ تم زیان کے روم میں جا کر پتا کروں وہ آیا
ہیں کہ نہیں تب تم نہیں گی اس وقت تمہیں پر ایسی کی پڑ گی
تھی !!! اب زیام اور شایان کو بولاتے وقت تم نے

ان چاروں کی پر ایسی خراب کی ہو گی وہ پتا نہیں ہیں تمہیں !!! ویسے
یہ بتاؤں کہ پر ایسی ہوتی کیا ہیں وہ اس کی زپ پر ہاتھ پھیرتا اس سے
آئیر واچکا کر پوچھ رہا تھا

اگلے ہی پل اس کی زپ چر کی آواز سے کھلی تھی۔۔ جس میں حور
گردن تک سرخ پڑی تھی۔۔ جب کہ حور اس کو دیکھ کر ناں میں سر
ہلار ہی تھی اس وقت کایان کا چٹانی سینہ دیکھ کر اسے شرم آرہی تھی
تضاد اپنے دانتوں کے نشان دیکھ کر وہ شرمندہ ہو رہی تھی۔۔۔۔ اب
کایان کے ہاتھ بے باکی سے اس کی کمر پر رینگ رہے تھے جس کی وجہ
سے اس کا بدن کانپ رہا تھا۔۔ کایان کی اس کی کمر پر

اپنے دوسرے ہاتھ سے گرفت بے حد مضبوط تھی۔ اس نے آئبر واچکا
کر اس سے ایک بار پھر مطلب پوچھا تھا۔ جس پہ حور اس کے سینے میں
چھپی تھی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا مطلب دیں وہ۔۔۔ پرائیویسی
۔۔ حور اتنا ہی بول پائی تھی لیکن پھر سے وہ اس کے سینے میں منہ چھپا گئی
تھی جس پہ کایان نے اس کہ قمیض کندھوں سے کھسکا کر اس پر اپنے
لب رکھے تھے

وہ اس کو اپنی گود سے نکال کر اس کو تکیے پہ لٹا کر اس پر سایہ فلن ہوا تھا
۔۔۔ جب کہ حور نے اس دیکھ کر اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھا تھا
۔۔۔۔ کایان اس کے دونوں کندھوں سے قمیض کھسکا کر نیچے اس کی
رعنائیوں تک لے کر آیا تھا۔۔۔ اب وہ اس کی آنکھوں سے ہاتھ ہٹاتا
اپنی شرٹ اٹھاتا اس کے سر پر سے گزار کر اس کے ہاتھ باندھ گیا تھا
۔ جس پہ حور نے اسے بے بسی سے دیکھا تھا

شاہ۔۔۔ حور کا یان کو روکنے کے لیے کچھ بولتی جب کا یان اس کے
لبوں کو اپن گرفت میں لے گیا تھا اس وقت اس نے مکمل طور پر اسے
چھپایا ہوا تھا لیکن اپنا وزن اس نے ایک پرسنٹ بھی اس پر نہیں ڈالا تھا
اسے پرائیویسی کہتے ہیں روح من وہ اس کے لبوں کو اذادی دیتا اس کے
نشیب و فراز میں اپنے دانٹ گاڑھتا اس کی برہنہ کمر پر اپنا ہاتھ پھیرتا خمار
الودہ آواز میں بولی تھا

مجھے پتا چل گیا ہیں کہ پرائیویسی کسے کہتے ہیں پلیز دور ہو جائے مجھ سے
میری سانس بند ہو رہی ہیں۔۔۔ وہ اپنی سانس روکتی ایک ہی سانس میں
سب کچھ بولی تھی۔ اسکی ایکٹنگ دیکھ کر کا یان نے اپنی مسکراہٹ دبائی
تھی

اسے پتا تھا کہ اس نے جان بوجھ کر اپنی سانس روکی ہوئی ہیں لیکن
کایان نے اسے مان بھی تو بخشا تھا وہ اس کا سرخ چہرہ دیکھتا ایک ہج جھکٹے
میں کایان اس س دور ہوا تھا

ابھی تم مجھے ستالو لیکن ایک بار میری دسترس میں آ جاؤں گی پھر یہ
ناز کی ختم ہو جائے گی اور تم صرف مجھے برداشت کروں گی اب یہاں
سے ہلنا نہیں خاموشی سے سو جاؤ

وہ اس کو اپنے سینے پہ لٹاتا اس کی زپ بند کرتا سنجیدگی سے بولا تھا
۔۔ اس کو پھر سے سنجیدہ ہوتا دیکھ کر وہ جلدی سے آنکھیں موند گی تھی
اور کایان بھی تھکا ہوا تھا اس لیے وہ بھی سو گیا تھا

سب لوگ ہی اس وقت ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ سب
لوگ ہی اس وقت مکمل طور پر تیار تھے۔۔۔ دعا اور آیان کو ایک کیس
کے سلسلے میں کہیں جانا تھا۔۔۔ فجر اور حور کو ہسپتال جانا تھا۔۔
کایان ضارب کو بھی آفس جانا تھا۔ زیان ابھی تک نیچے نہیں آیا
تھا۔۔ صرف کایان کو پتا تھا کہ وہ گھر آچکا ہیں کنزہ بھی ابھی تک روم میں
ہی تھی۔۔ سب لوگ ان کا انتظار کر رہے تھے زیام اور شایان دونوں
ہی سکول یونیفارم پہنے بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔۔۔ سب لوگ
ہی کنزہ کا انتظار کر رہے تھے جب کہ زیام خاموشی سے اپنا ناشتہ کر رہا تھا
شایان نے بھی یہ کہہ کر منع کر دیا تھا جب وہ گرے آنکھوں والی تائی
جی

آے گی وہ تب ناشتہ کریں گا۔۔۔ وہ زیان کو چاچو بلاتا تھا اور کنزہ کوتائی
کیونکہ اسے کنزہ کے لیے چاچی کا لفظ اچھا نہیں لگتا تھا۔۔۔۔۔ زیام کا
ایڈیوڈ دیکھ کر ضارب نے اسے اچھا خاصہ گھورا تھا

جب کہ فجر اس کو دیکھ رہی تھی کہ یہ اس کی پڑھائی کی پٹیاں ہیں جو وہ
آج اس طرح کا بیہو کرتا ہیں۔۔۔۔۔ جس پہ ضارب نے اس کے کان
میں کچھ بے باک سرگوشی کی تھی اور وہ سرخ سیب بنی بیٹھی تھی اب
اس کا چہرہ دیکھ کر ضارب کے چہرے پر مسکراہٹ اٹھ اٹھی ان دونوں
کو اتنا خوش دیکھ کر سب نے دل میں ماشاء اللہ بولا تھا۔۔۔۔۔ حور اس وقت
کن اکھیوں سے داہی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

داہی جو آج فیصلہ کرنے والے تھے۔۔۔۔۔ وہ کایان نے اسے بتایا تھا اب
اس کا دل زوروں سے ڈھڑک رہا تھا۔۔۔۔۔ اس کے چہرے پر ایک رنگ
آ رہا تھا دوسرا جا رہا تھا۔۔۔۔۔ جو کایان کو اپنی طرف اٹریکٹ کر رہے تھے

ابھی سب لوگ باتیں ہی کر رہیں تھے جب سب کی نظر کنزہ پر پڑی
تھی۔۔۔ جو مکمل طور پر بلیک رنگ کے عبایا میں تھی۔۔۔۔۔ چہرے پر
اس نے حجاب لیا ہوا تھا۔۔۔ سب لوگوں کے چہرے اس کو دیکھ کر
مسکراہٹ آئی تھی۔۔

کل ضارب اور فجر بھی اس سے ملیں تھے۔۔۔ فجر کو رویہ اس کے [
ساتھ بہت ہی اچھا تھا۔۔ ابھی سب لوگ اس کو دیکھ کر مسکرا رہے
تھے۔۔ جب پیچھے سے آتے زیان کو دیکھ کر اس کی مسکراہٹ سمٹی تھی
وہ اس وقت گرے رنگ کی شلوار قمیض میں ملبوس تھا اس کے اوپر
اس نے گرے ہی شال لی ہوئی تھی بالوں کو جیل سے سیٹ کیے چہرے
پر دنیا جہاں کا سکون لیے وہ اس کے پیچھے چل رہا تھا

اس کو دیکھ کر سب لوگ ہی حیران ہوئے تھے۔۔ وہ سب لوگ اس کو
سپرائس دینا چاہتے تھے لیکن اس نے سب کو ہی سپرائس کر دیا

تھا۔ اس کے چہرے پر سکون اور اطمینان دیکھ کر داجی کے چہرے پر
بھی ایک سکون آیا تھا

اس نے آج ایک جرگے کا فیصلہ کرنا تھا جس کی وجہ سے وہ آفس نہیں جا
رہا تھا وہ پہلے کنزہ کو یونی چھوڑنا چاہتا تھا۔ کنزہ نے اس کہا تو نہیں تھا
لیکن اس نے عبا یا پہنا تھا۔۔۔ مطلب کہ وہ یونی ہی جانے

کے لیے تیار ہو رہی ہیں اور وہ اس کو روکنا بھی نہیں چاہتا تھا۔۔۔ کنزہ کا
چہری بالکل ہی سرد و سپاٹ تھا۔۔۔ وہ خاموشی سے اترتی سب کو سلام کر
بشری بیگم کے ساتھ بیٹھ گئی تھی۔ اس کے بیٹھتے ہی بشری بیگم نے
اس کے ماتھے

پہ لب رکھ کر اس کو پیار دیا تھا۔ دوسری طرف زیان داجی سے ملا تھا
داجی سے ملتا وہ ایک نظر کنزہ کو دیکھتا خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا تھا
۔۔۔ سب کو گ اب اس سے باتیں کر رہے تھے

شایان بھاگتا ہوا اس کی گود میں بیٹھا تھا جبکہ زیا م خاموشی سے ناشتہ کر رہا تھا اس نے ایک بار بھی زیان کو مخاطب نہیں کیا تھا۔۔۔ کنزہ بھی اس وقت خاموشی سے ناشتہ کرنے میں مصروف تھی۔۔۔ جب کہ حور کو کایان ہسپتال کے لیے لے کر چلا گیا تھا

اس کو لیٹ ہو رہی تھی۔۔۔ بشری بیگم اور باقی سب کو زیان کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں لگی تھی اس کے چہرے کا رنگ زرد تھا وہ خود بھی کچھ کمزور لگ رہا تھا پہلے کی نسبت۔۔۔

ابھی سب لوگ ہی خاموشی سے ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گئے تھے شایان ابھی تک زیان کی گود میں بیٹھا ہوا تھا جس کو دیکھ کر زیا م کے چہرے پر ناگواری آرہی تھی۔۔۔ لیکن وہ پھر بھی خاموش تھا

ضارب اپنے بیٹے کو دیکھ رہا تھا جس نے زیان کو مخاطب تک نہیں کیا تھا
۔۔۔ وہ تو زیان کو دیکھ کر اسے بھی چھوڑ کر بھاگ جاتا تھا لیکن آج پتا
نہیں وہ کیسے خاموش بیٹھا ہوا تھا

آپ نے یہ گرے کلر اس لیے پہنا ہیں کیونکہ آپ کی بیوی کی گرے
آنکھیں ہیں لیکن آپ اس میں بہت برے لگ رہے ہیں۔۔۔ زیام
اپنے ناشتے کی پلیٹ پیچھے کھسکاتا اپنے ہاتھ ٹشو سے صاف کرتا سنجیدگی
سے بولا تھا اس کی بات پر سب کا منہ حیرت سے کھلا تھا کبھی کسی کو پتا
نہیں چلا تھا کہ زیان زیادہ تر گرے کلر کیوں پہنتا جو آج زیام نے بتا دیا
تھا۔ اس کی بات پر کنزہ کے گلے میں نوالہ اٹکتا تھا۔۔۔ اور

اس کو ایک کھانسی کا دورہ پڑا تھا جس پہ بشری بیگم اس کو پانی دے گی
تھی۔۔۔ بشری بیگم اس کو جلدی سے پانی دے گی تھی۔۔۔ آیان نے
گردن موڑ کر پہلے کنزہ کی آنکھوں میں دیکھا تھا پھر اس نے زیان کو

دیکھا تھا جو گرے شلوار قمیض میں ملبوس تھا۔۔۔ اسے اب سمجھ آیا تھا
کہ اس کے کمرے کا رنگ ہی بالکل گرے کیوں تھا۔۔۔ ضارب نے
زیام کو کچھ کہا چاہ جب زیان

اس کو خاموش کروا گیا تھا۔۔۔ فجر بس اپنے بیٹے کو گھور رہی
تھی۔۔۔ جس نے اسے کل ہی بتایا تھا کہ اسے کنزہ کی آنکھیں نہیں
پسند۔۔۔ فجر نے اسے ڈانٹا بھی تھا اور دوبارہ یہ بات کسی کے
سامنے کہنے سے منع کی تھی۔۔۔ لیکن اب پھر بھی وہ باز نہیں آیا تھا
۔۔۔ اس کا کہنا تھا کہ اس کی آنکھیں شاہ خاندان میں سے کسی سے بھی
نہیں ملتی تھی۔۔۔ فجر نے اسے سمجھایا بھی تھا کہ اس کے بابا کی جیسی
تھی اور وہ اب دنیا میں نہیں ہیں۔۔۔

تو کیا ہوا ہم آپ کی شادی زیان بھائی کی بیٹی سے کروادیں گے تو آپ
بھی زیان بھائی کی بیٹی طرح گرے ہی پہنیے گا۔۔۔ دعا اپنی ہنسی روکتی

زیام کو آفر دے رہی تھی جس پہ اس کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات
آئے تھے۔۔۔ جو سب نے ہی بخوبی نوٹ کیے تھے۔۔۔ کنزہ کا چہرہ دعا کی
بات پر سرخ ہوا تھا۔۔۔ زیان بس خاموشی سے زیام کو دیکھ رہا تھا۔۔

I will never marry his daughter

because I don't like her eyes۔۔۔۔۔ زیام اپنا

چھوٹا سا ہاتھ ہلاتا انگلش میں اپنی معصوم سی آواز کو بھاری بنا کر بولتا وہاں

سے چلا گیا تھا۔۔ اس کی بات پر زیان کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا تھا

کنزہ کی آنکھوں میں اپنی اہانت پر نمی اتری تھی۔۔ جس کو دیکھ کر فجر

نے ہنر سے ضارب کو گھورا تھا جیسے ساری غلطی اسی کی ہوں۔۔۔ کنزہ

کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر زیان کا دل کر رہا تھا

کہ وہ زیام کو اس بات کی بہت بری سزا دیں لیکن فل حال وہ اپنے ہاتھ

کی مٹھی بناتا خود پر کنٹرول کر رہا تھا۔۔ سب لوگ ہی اس وقت پریشان

ہو گئے تھے۔۔۔ کنزہ اب اپنے چہرے پر نقاب لگاتی یونی جانے کی
تیار کر رہی تھی

ایم سوری کنزہ زیام کی جگہ میں تم سے معافی مانگتی ہوں۔۔۔۔ کنزہ جو
ابھی کھڑی ہوئی تھی اس سے پہلے وہ جاتی جب فجر نے اس کو مخاطب کیا
تھا۔۔ اس کے کھڑے ہوتے ہی زیان
بھی کھڑا ہوا تھا۔۔

کوئی بات نہیں۔۔۔ مجھے برا نہیں لگا۔۔ وہ فجر کی طرف دیکھتی نرمی
سے بولی تھی۔۔۔ فجر آج زیام کی اچھی خاصی کلاس لینے کا ارادہ رکھتی
تھی۔۔۔ جب کہ ضارب کو بھی اپنے بیٹے کی یہ حرکت سخت ناگوار
گزری تھی کنزہ سب کو اللہ حافظ کہتی باہر کی طرف بڑھ گئی تھی اس کے
پیچھے زیان بھی گیا تھا جب کہ فجر اور ضارب دونوں ہی اوپر اپنے روم کی
طرف بڑھ گئے تھے۔۔۔

کنزہ جو چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ابھی کارپورچ سے تھوڑے ہی
فاصلے پر موجود تھی زیان بھاگتا ہوا اس کے پاس سے گزر کر اپنی گاڑی کا
اگلادر وذازہ کھول گیا تھا۔۔۔

وہ اب بنا اس کی طرف دیکھے سر اور نظریں جھکا کر اس کے بیٹھنے کا انتظار
کر رہا تھا۔۔۔ وہ اس وقت ایسے کھڑا تھا جیسے کوئی غلام ہوں۔۔۔ کنزہ جو
اس کو اگنور کر کے جا رہی تھی

پھر کچھ سوچ کر اس کی طرف قدم بڑھاگی تھی۔۔۔ وہ اب خاموشی
سے اس کی طرف دیکھتی گاڑی میں جا کر بیٹھی تھی اس کے بیٹھتے
ہی زیان مسکراتا ہوا دوسری سائیڈ پر آتا
ڈرائیونگ سیٹ سمجھا لیا تھا۔۔۔

اب وہ اس کو لیتا خاموشی سے گاڑ سٹارٹ کرتا گاڑی کو بھگا کر لے گیا تھا
۔۔۔ جب کہ کنزہ اس وقت باہر کے نظاروں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

دس دن بعد۔۔۔۔۔

کل کا یان اور حور کی مایوں رکھی تھی۔۔۔۔۔ ان دس دنوں میں شاہ حویلی
میں ہر روز کی شادی والا ماحول ہوتا تھا ان دس دنوں میں سب نے حور
سے کا یان کو دور رکھنے کی پوری کوشش کی تھی۔۔۔۔۔
کنزہ بالکل ان سب سے گھل مل چکی تھی۔۔۔۔۔ زیان سے اس کا رویہ
بالکل ویسا ہی تھا۔ جیسے پہلے دن تھا جب کہ زیان نے ان دس دنوں میں
اس سے کئی بار معافی مانگی تھی۔۔۔۔۔ کہیں بار اپنی محبت کا اظہار کیا تھا جواباً
وہ صرف خاموش رہتی تھی۔۔۔۔۔ اس نے کبھی کوئی جواب بھی نہیں دیا
تھا اسے زیان اس سے گھنٹوں باتیں کرتا تھا لیکن وہ بس خاموشی سے

نظریں جھکا کر بیٹھا رہتا تھا۔ کنزہ پچھلے دوراتوں سے حور کے کمرے
میں سو رہی تھی جس پہ زیان نے خود پر بڑی مشکل سے کنٹرول کیا ہوا تھا
اس کی حالت دیکھ کر گایا کو بڑا مزہ آرہا تھا۔ اس دن کے بعد زیام نے نا
ہی زیان کو مخاطب کیا تھا اور نا ہی زیان نے اسے البتہ شایان اس موقع کا
فائدہ بخوبی اٹھا رہا تھا۔ زیام زیان کو لے کر بہت
زیادہ پوزیسیو تھا وہ اس کو کسی کے ساتھ شئیر نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ اب
کنزہ کے آتے ہی زیان کا سارا دھیان اس کی طرف دیکھ کر زیام خود ہی
پیچھے ہو گیا تھا۔ اس کے بعد اس ن کنزہ کو بھی مخاطب نہیں کیا تھا۔ جب
کہ کنزہ نے اسے نا جانے کتنی بار مخاطب کیا تھا جس پہ وہ ہمہ یاہاں میں
جواب دیتا تھا اور وہاں سے چلا جاتا تھا۔۔۔۔۔ اس کا یہ ایٹوڈ دیکھ کر فجر
بہت زیادہ پریشان تھی

ان سب کی شاد کی شاپنگ ہو گی تھی۔۔۔ کنزہ کی زیان خود کر کے آیا
تھا لیکن اسے پتا تھا کہ وہ اس سے لے گی نہیں اس لیے اس نے بشری
بیگم کو دیے تھے کہ وہ اسے دیں

اور ہوا بھی ایسا ہی تھا ان کے ہاتھ سے اس نے کپڑے لے لیے
تھے۔۔۔ جس پر زیان کو بہت زیادہ خوشی ہوئی تھی۔۔۔ ان دونوں
کے ڈریس میچنگ تھے ایک دوسرے کے ساتھ۔۔۔ اس بار سب
نے ہی ڈریس کو ڈر کھا ہوا شادی پہ۔۔۔ سب سے زیادہ خوشی شایان کو
تھی۔۔۔۔۔ کونکہ اس کا کہنا تھا کایان کی جو بیٹی پیدا ہو گی اس سے شادی
شایان ہی کریں گا۔۔

جس پہ کایان صرف اس کو گھور کر رہ جاتا تھا۔۔۔ ابھی اس کی بیٹی اس دنیا
میں آئی نہیں تھی اور وہ اس کے پیچھے پڑ گیا تھا۔۔۔ شایان کی ذمہ داری
تھی کایان پر نظر رکھنا کہ

وہ حور کے پاس نا جائے۔۔۔ اور وہ اپنی ڈیوٹی بخوبی سرانجام دیں رہا تھا۔
زیام کو ان سب میں کوئی انٹرسٹ نہیں تھا اس لیے وہ خاموشی سے
ایک جگہ پر بیٹھ کر یہ سب دیکھتا تھا

شاہ حویلی کو دلہن کی طرح سجا دیا گیا تھا۔۔۔ پوری حویلی کے اندر ہی
سیلو اینڈ گرین کمرہ مینیشن کی سجاوٹ کی گئی تھی۔۔۔ ان کے لیے ایک
خوبصورت سی جگہ بنائی گئی تھی جس کے درمیان ایک سیلورنگ کا پردہ
تھا

ایک طرف کایان نے بیٹھنا تھا اور دوسری طرف حور نے وہاں پر ہلدی
کی رسم سرانجام دی جانی تھی۔۔ دعا اور حور اس وقت سلوں کی ہوئی
تھی کنزہ یونیورسٹی تھی۔۔۔ فجر ضارب کے ساتھ اپنے لیے ہلدی کا
ڈریس لینے کی تھی آیان اس وقت کسی کیس کے سلسلے میں عدالت گیا

ہوا تھا۔۔۔ کایان اور زیان اس وقت زیان کے روم میں موجود کسی
بز نس میٹنگ کے سلسلے میں اس پر مل کر کام کر رہے تھے۔۔۔
زیان کا دھیان بالکل ہی کام پر نہیں تھا۔۔۔ وہ بس کنزہ کے بارے میں
سوچ رہا تھا۔ کایان اس کی حالت دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ اسے ایک کمینی
سی خوشی ہو رہی تھی۔۔۔ جتنا اس نے اسے تنگ کیا تھا اتنا تنگ کرنا تو بنتا
تھا

اس نے ہی حور کو یہ ایڈیڈ یاد یا تھا کہ وہ ایسا کریں۔۔۔ اسے سبق سکھانا تو
بنتا تھا۔۔۔ اب اس سے اپنی ہنای کنٹرول نہیں رہی تھی جس کو کنٹرول
کرنے کے لیے وہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا تھا
کیا تمہیں بھابھی کی یاد نہیں آتی۔۔۔ کایان اپنے لبوں پر ہاتھ رکھتا اپنی
مسکراہٹ روک کر بولا تھا زیان جو اپنے خیالوں میں مصروف تھا
۔۔۔ اس کی بات پر اس نے سنجیدگی سے اسے دیکھا تھا

آج رات میرے کمرے میں آنا تو تمہیں میں اپنی شدتوں سے بتاؤں گا
کہ میں اس کا کتنا انتظار کر رہا ہوں۔۔۔ وہ اس کے چہرے پر مسکراہٹ
دیکھتا دانت کچکا کر بے باکی سے

بولا تھا اس کی بات پر کایان نے گھور کر زیان کو دیکھا تھا جس کو اس وقت
میں بھی مذاق سوچ رہا تھا۔۔۔ اس کا سوخ پڑتا چہرہ دیکھ کر زیان کا قہقہہ
گوںجا تھا۔ جس کو دیکھ کر کایان نے دل میں

ماشاء اللہ بولا تھا اور اوپر سے گھور رہا تھا۔۔۔ اس کو سب سے زیادہ خوشی
ہوئی تھی زیان کو ہنستے ہوئے دیکھ کر اس کی یہ مسکراہٹ تو پچھلے
ساڑھے چار سالوں میں کہیں کھو گئی تھی

توں جو یہ دانت نکال رہا ہیں میں نے قسم سے بند کر دینے ہیں اور
مجھے پتا ہیں یہ میری بہن کی وجہ سے ہیں۔۔۔ اگر میں نے کہہ دیا تو وہ تجھے
چھوڑ کر چلی جائے گی پھر ہنستے رہنا۔۔۔

کایان اس کو دیکھ کر دھمکی آمیز لہجے میں بولا تھا اس کی بات پر زیان
کے چہرے پر موجود مسکراہٹ سمٹی تھی۔۔ اس نے اپنی خون آشام
نگاہوں سے کایان کو گھور رہا تھا

تم جان زیان کی طرف نظریں اٹھا کر بھی تو دیکھو جو تمہاری شادی
کی تیاریاں ہو رہی ہیں وہ میں نے یہی پر روک دینی ہیں۔۔ پھر بیٹھے رہنا
ساری عمر کنوارے

زیان اپنی شرٹ کے کف آستینوں تک فولڈ کرتا دھمکی دے رہا تھا
اس کو جب کہ کایان نے اس کی دھمکی پر اس کو آئبر واچکا کر دیکھا تھا
۔۔ وہ جو پچھلے چار سالوں میں اس کی ایک بات کا بھی جواب

نہیں دیتا تھا آج پھر اس کی زبان چل رہی تھی۔۔ اس نے ان چار
سالوں میں اس کی ہر بات سر جھکا کر مانی تھی لیکن آج وہ اس کو دھمکی
دے رہا تھا۔۔ ابھی کایان کچھ بولتا جب اس کا فون بجا تھا

فون پر دعا کی کال آتی دیکھ کر وہ اس کو اللہ حافظ کرتا باہر کی طرف بھاگتا تھا
۔۔۔ اس نے ہی دعا سے ریکوسٹ کی تھی وہ شادی سے پہلے ایک
ملاقات کروادیں اس کی

اس کا جاتا دیکھ زیاں بھی لیپ ٹاپ بند کرتا کھڑا ہوا تھا اسے کنزہ کو لینے
جانا تھا۔۔ وہ ایک گھنٹے پہلے ہی وہاں پر پہنچ جاتا تھا۔۔ اور اس کا انتظار کرتا
تھا

ضارب اور فجر اس وقت بہت ہی بڑے شاپنگ مال میں موجود فجر کے
لیے ڈریس لے رہے تھے۔۔ پچھلے دو گھنٹوں میں وہ نا جانے کتنے
ڈریس دیکھ چکی تھی لیکن اسے کوئی بھی پسند

نہیں آرہا تھا۔۔۔۔۔ جب کہ ضارب اب سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا
۔۔۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ اتنے سارے خوبصورت سے ڈریس
ریجیکٹ کیوں کر رہی ہیں۔۔۔۔۔ ضارب اس وقت کریم کلر کی جینز پہنے
اسے کے اوپر بلیوں

شرٹ پہنے مغرور سے نقوش لیے بہت ہی زیادہ خوبصورت لگ رہا تھا
۔۔۔۔۔ وہی پر فخر نے بھی خوبصورت ساپنک رنگ میں فراک پہنا ہوا تھا
اس کے اوپر اس نے کالی سی چادر لی ہوئی تھی

جو اس کو مکمل طور پر چھپائے ہوئے تھی۔۔۔۔۔ چہرے پر اس نے بلیک
ماسک لگایا ہوا تھا۔۔۔۔۔ اس کو ضارب کے کرتے کے ساتھ ڈریس میچنگ
کرنی تھی۔۔۔۔۔ جو ہو ہی نہیں رہی تھی

اب تو وہ خود بھی تھک چکی تھی۔۔ اس نے زیا م کو بھی کہا تھا آنے کے لیے صد شکر تھا وہ نہیں آیا تھا نہیں تو اتنی دیر میں اس نے بور ہو جانا تھا اور اس کے چہرے پر ناگوا ای الگ دیکھنے کو ملنی تھی

فجر جس طرح کا ڈریس چاہیے وہ بتاؤں نا پھر وہ تمہیں نکال کر دیں گے۔۔۔۔۔ ضارب فجر کو پریشان دیکھتا اس کے کان کے پاس جھکتا ہوا بولا تھا۔۔۔ اسے پتا تھا وہ کوئی ایسا ڈریس ڈھونڈ رہی ہیں جس سے وہ سب سے الگ دکھے

اسے فیشن کا بہت زیادہ شوق تھا۔۔ لیکن پچھلے کچھ سالوں میں اس نے خود کو بالکل اجاڑ کر رکھ دیا تھا۔ اگر وہ تیار ہوتی بھی تو کس لیے کیونکہ ضارب نے تو کبھی اسے نظر بھر کر دیکھا بھی نہیں تھا

جیسے آپ کا ڈریس ہیں مجھے ویسے ہی چاہیے بلکل اور وہ میچ نہیں ہو رہا
۔۔۔ فجر ضارب کی طرف دیکھتی نرمی سے بولی تھی اس کی آواز میں
پریشانی کا عنصر بھی شامل تھا۔

جس کو محسوس کرتے ضارب بھی پریشان ہوا تھا۔ اس نے ادھر
ادھر نظریں ڈواڑائی تھی لیکن اگلے ہی پل اسے ایک آئیڈیا آیا تھا ساتھ
ہی اس کی آنکھوں میں شرارت ناچی تھی۔۔۔

ہمم یہ ڈریس لے کر تم ٹرائل روم کی طرف بڑھوں میں آتا ہوں
۔۔۔ وہ اس کو ایک بہت ہی خوبصورت کلیوں والا لانگ فرائک دیتا جو کہ
گریں اینڈریلو تھا۔۔۔ فجر نے اپنی آنکھوں میں نا سمجھی لے
کر اس کو دیکھا تھا لیکن ضارب نے اسے جانے کا اشارہ کیا تھا۔ جس پہ وہ
غصہ ہوتی خاموشی سے ٹرائل روم کی طرف بڑھ گئی تھی اس کے جاتے

ہی ضارب کھڑا ہوا تھا۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ بھی اپنے لیے ایک
خوبصورت

ڈریس کا انتخاب کرتا جو فجر کے ڈریس کے ساتھ میچنگ ہوتی تھی وہ بھی
ٹرائل روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔ اس وقت ٹرائل روم کے ارد گرد
کوئی بھی نہیں تھا۔۔ ضارب نے ایک نظر دیکھتے ہی دروازہ کھٹکھٹایا
تھا۔۔۔ فجر جس نے ڈریس چینج کر ہی لیا تھا۔ دروازہ بجنے پر اس نے
اپنی چادر خود پر اچھے سے اوڑھی تھی اور دروازہ کھول گی تھی
اس سے پہلے وہ باہر آتی جب ضارب اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتا اس کو اندر
کی طرف لے جاتا جلدی سے دروازہ بند کر گیا تھا اس اچانک افتاد پہ فجر
کی

چیخ بلند ہوئی تھی جو ضارب اپنے لبوں میں ہی دبا گیا تھا۔ وہ اپنے ہاتھ
میں موجود ڈریس کو تھوڑا اوپر کر کے وہاں پر پڑے ایک سٹول پر پھینکتا
اس کے لبوں کو اپنی قید میں لیا ہوا تھا

اس کے ہاتھ فری ہوتے ہی وہ بہت نرمی سے اس کے سر سے چادر
اتارتا اس کے بالوں میں ہاتھ پھنساتا اور بھی زیادہ جنوبی طریقے سے اس
کے لبوں کو اپنی قید میں لے گیا تھا

اب وہ قطرہ قطرہ اس کی سانسیں اپنے اندر انڈھیل رہا تھا۔۔۔ جب کہ
فجر کا رنگ اس وقت سرخ انار کی طرح تھا۔۔۔ وہ اس کو سرخ پڑتا دیکھ
اور بھی بے باک ہوتا اپنے دانتوں اور لبوں کی مدد سے

اس کی زبان کو اپنی قید میں لے گیا تھا۔۔۔ وہ بہتہ جنوبی طریقے سے
اس کی زبان پر موجود نمی چرا رہا تھا۔۔۔ اس کے ہاتھ آہستہ آہستہ اس
کے بدن پر موجود چادر کو اتار رہے تھے

وہ بہت زور سے اس کے نچلے لب پر اپنے دانتوں سے کٹ لگاتا اس کے
لبوں کو آزادی دے گیا تھا۔۔۔ جب کہ اس کے وجود سے وہ چادر مکمل
طور پر اتار گیا تھا۔۔۔ آزادی ملتے ہی

فجر اپنی ناہموار ہوتی سانسوں سے کو درست کر رہی تھی۔۔۔ جس
سے اس کے نشیب و فراز میں ہلچل مچی ہوئی تھی۔۔۔ یہ دیکھتے ہی
ضارب کی سیاہ آنکھوں میں

خمار کی سرخی چھائی تھی۔۔۔ یہ فراک کافی زیدہ فٹنگ میں تھا جس کہ
وجہ سے اس کے نشیب و فراز پانی میں آگ لگانے کا کام کر رہے
تھے۔۔۔ پوری پیٹی پر شیشیوں کا کام کیا گیا تھا جس سے یہ منظر اور بھی
زیادہ خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔ فجر اس وقت سرخ انار بنی ہوئی تھی
۔۔۔ اس کو دیکھ کر ضارب اس کے لبوں کو اپنے انگوٹھے کی مدد سے
سہلاتا معنی خیزی سے اسے دیکھ رہا تھا اگر تم یہ ڈریس پہن کر کل

میرے سامنے آئی ناتو میں نے تمہیں کل کافنگشن اٹینڈ نہیں کرنے
دینا۔۔۔ وہ اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتا اس کی گردن پر اپنے سلگتے لب رکھتا
ذو معنی انداز میں بولا تھا۔۔۔

اس کے بات پر فجر نے ایک جھر جھری لی تھی۔۔۔ ضارب کے لب
اب اس کی گہرائیوں کو چھو رہے تھے۔۔۔ جس پہ مقابل مچل رہی
تھی۔۔۔ اس کی ہاتھ بہت ہی بے باکی سے اس کی کمر پر اپنا حق جتا رہے
تھے جس پہ فجر کچھ بول بھی نہیں پارہی تھی۔۔۔ ضارب اس کو چھوڑتا
اپنے شرٹ کے سارے بٹن کھول رہا تھا جس کو دیکھتے ہی فجر کے گلے
میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی

اس سے پہلے وہ اپنی چادر اٹھا کر باہر کی طرف بھاگتی جب ضارب اس کو
کلای سے پکڑ کر دیوار میں سما گیا تھا۔۔۔ دیوار میں بہت بڑا سا آئینہ لگا ہوا
تھا۔۔۔ وہ اس کے نزدیک ہوتا اس کے پیٹ پر اپنے ہاتھ باندھ کر

اپنے چہرے کی مدد سے اس کے بال ایک سائید پر کر گیا تھا جس کو اس نے ربن میں قید کیا ہوا تھا۔ اس کی پشت کو دیکھ کر اس کی آنکھیں اور بھی زیادہ خمار آلودہ ہوئی تھی

پچھلے گلار اونڈ شپ میں کاٹا گیا تھا۔ جس پر چھوٹے چھوٹے شیشیوں کا کام کیا ہوا تھا اور گردن سے تھوڑا سا نیچے انہیں ٹسلز کی مدد سے باندھا گیا تھا۔۔۔ فجر سے

صبح طرح بند نہیں ہوئے تھے جس کی وجہ وہ کچھ کھلے ہوئے تھے۔۔۔ ضارب اپنے دانتوں کی مدد سے وہ ٹسلز مکمل طور پر کھول گیا تھا۔۔۔ اس کے لب فجر کی گردن سے ٹچ ہوئے تھے جس سے وہ اور

زیادہ دیوار میں سمائی تھی آئینہ تھا ضارب اس کو بخوبی دیکھ رہا تھا۔۔۔ ضارب اب بہت ہی نرمی سے اس اپنی زبان اس کی پشت اور گردن پر پھیر رہا تھا

جس کو محسوس کر کے فجر کانپ رہی تھی۔۔ اس کے جسم کا سارا خون
اس کے چہرے پر آگیا تھا۔۔ اس کے پیٹ ہر بندھے ہاتھ اس کی تھائز
سے نیچے جا رہے تھے تو کبھی تو کبھی اس کی تھائز کو سہلارہے تھے جس
کی وجہ سے فجر کی سانسیں رک رہی تھی اس کی حالت دیکھ کر ضارب کو
مزا آ رہا تھا۔۔ وہ اب اپنے سلگتے لبوں سے اس کی پشت پر اپنا لمس بکھیر رہا
تھا

میں تو صرف اپنا ڈریس چینج کر رہا تھا لیکن تم ڈر کر بھاگ رہی تھی اور
اسی ڈر کو سچ کرنے کے لیے میں نے موڈ بنا لیا کہ تمہیں بھاگنے کی سزا دو
۔۔ وہ اس کے پچھلے گلے

میں سے اس کی پنک سٹریپ کو اپنی انگلی میں الجھاتا سوں خجیدگی سے
بول رہا تھا۔۔۔ جب کہ فجر کی حالت اب مرنے والی ہو گئی
تھی۔۔۔ اس نے نشیب و فراز میں اس وقت آگ لگی ہوئی تھی اس کی

ڈھڑکنیں اس وقت اتنی زور سے بج رہی تھیں کہ ضارب کو بخوبی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ وہ اور زیادہ دیوار میں سمارہی تھی جس کی وجہ سے اس کے نشیب و فراز بھی دیوار سے مس ہو رہے تھے اس کو دیکھتے ہی ضارب کے بدن میں بھابھڑجلے تھے۔۔۔ وہ ایک ہی جھٹکے میں اس کا رخ اپنی طرف کر گیا تھا۔ اتنے زور سے اس کے سینے میں ٹکرانے کی وجہ سے فجر نے ایک سسکی لی تھی۔۔۔ وہ اب نرمی سے اس کا ڈریس اتار رہا تھا جب کہ فجر مسلسل نفی میں سر ہلارہی تھی۔۔۔ وہ اس کی بغیر سنے ایک ہی جھٹکے میں لیکن نرمی سے اس کا ڈریس اتار گیا تھا اب وہ صرف اس کے سامنے ایک پنک کمر کے چھوٹے سے پردہ میں ملبوس تھی جس کی ہک پر بھی وہ بہت ہی بے باکی سے ہاتھ پھیرتا اس کی جان لبوں پر لٹکار رہا تھا۔۔۔ اگلے ہی پل وہ بے باکی سے اپنے دانت اس کی گہرائیوں میں گاڑ رکھا تھا

جس پہ مقابل سسک کر رہ گئی تھی اب وہ نرمی سے اس کے پیٹ پر اپنے
ہاتھ رکھتا خود گھٹنوں کے بل جھکتا اس کے بلی بٹن پر اپنے سلگتے لب
رکھتا پیچھے ہوا تھا

ابھی وہ اور زیادہ گستاخیاں کرتا جب ضارب کا فون بجاتا تھا جو ضارب کی
جینز کی پاکٹ میں ہی تھا وہ پہلے تو اگنور کرتا اپنے کام میں ہی مصروف رہا
تھا

لیکن فون ایک بار پھر بجاتا تھا۔ وہ جھنجھلاٹا ہوا فجر کو اپنے سینے میں چھپاتا
فون کو دیکھا تھا جہاں پر ان کے روم کا نمبر شو ہو رہا تھا۔ زیام کے
بارے میں سوچتے ہی

وہ فون کر سپیکر پر ڈال گیا تھا۔۔۔]

Baba please come home I am getting
very bored..it has been two hours
since you left and I am tired of
waiting for you guys.

(بابا پلیز گھر آجائے میں بہت زیادہ بور ہو رہا ہوں۔۔ آپ کو گئے
ہوئے دو گھنٹے ہو گئے ہیں اور میں آپ لوگوں کا انتظار کر کے تھک چکا
ہوں) فون میں سے زیا م کی جھنجھلائی ہوئی آواز گونجی تھی۔۔۔
جس کو سسنتے ہی فجر پریشان ہوئی تھی وہ جلدی سے ضارب سے دور
ہوتی اپنی شرم و حیا کو سائیڈ پر رکھتی اپنا ڈریس پہن گئی تھی جو وہ گھر سے
پہن کر آئی تھی

وہ جلدی سے اپنی چادر ٹھٹی کرتی۔۔۔ اپنے چہرے کو ماسک سے کور
کرتی تیار ہو گئی تھی اس نے یہ ڈریس فائنل کر لیا تھا۔۔ اب اسے کوئی

اور ڈرس نہیں دیکھنا تھا ضارب تو بس منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا
۔۔۔ ہوش تو اسے زیاں کی آواز پر آیا تھا۔۔۔ جس پر وہ جلدی سے اس پر
متوجہ ہوا تھا۔۔۔ اب فجر ضارب کی شرٹ اٹھا کر اس کو پہنا رہی تھی

Baba ki jaan don't worry we will be
with you in the next twenty minutes
then go down and talk to everyone.

بابا کی جان آپ نے پریشان نہیں ہونا ہم اگلے بیس منٹ میں آپ کے
(پاس ہو گے تب تک آپ نیچے جا کر سب کے ساتھ باتیں کریں
ضارب اس کو پیار سے سمجھا رہا تھا جس پہ وہ اوکے کہتا فون کاٹ گیا تھا
۔۔۔ اب فجر جلدی سے اس کے بٹن بند کرتی اس کو یہ دونوں ڈریس
فائل کرنے کا کہتی باہر کی طرف بڑھ گئی تھی

کچھ ہی دیر میں وہ دونوں ڈریسز لیتے اپنے گاڑی میں بیٹھ کر گھر کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔۔۔ فجر اپنے بیٹے کو جانتی تھی وہ ابھی تک کمرے میں ہی ہو گا نیچے کسی کے پاس نہیں گیا ہو گا وہ وہی پر ضارب کو زیام پر جی بھر کر غصہ بھی آ رہا تھا اور اس سے جلن بھی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ جس نے اس کا سارا موڈ خراب کر دیا۔۔۔

سارے مہمان ہی شاہ حویلی میں آگئے تھے۔۔۔ کچھ مرد اس وقت ڈیڑے پر موجود تھے تو کچھ مرد اس وقت حویلی کی بیک سائیڈ پر موجود تھے۔۔۔ کایان، زیان، ضارب اور آیان بھی حویلی کی بیک سائیڈ پر تھے لڑکیاں اس وقت تیار ہو رہی تھی۔۔۔ سب خواتین مہمان اس وقت حویلی کے اندر موجود تھی۔۔۔۔۔ زیام اس وقت سفید رنگ کا کرتا

پہنے اس کے اوپر سیلو چھوٹی سی اجرک لیے پاؤں میں تلے والا کھسہ پہنے
بالوں کو جیل سے سیٹ کیے

اپنے چھوٹے چھوٹے مغرور نقوش کے ساتھ بلا کا حسین لگ رہا تھا
۔ اس وقت وہ لڑکیوں کی طرف ایک سائیڈ پر خاموشی سے بیٹھا تھا فجر
نے اسے کہا تھا وہ اس سے مل کر جائے گا

ضارب نے اسے خود تیار کیا تھا۔۔۔ اب وہ اپنی ماں سے ملنے کے لیے
بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ کچھ لڑکیاں اس چھوٹے شاہ کو بار بار دیکھ رہی تھیں۔۔۔ جو
سنجیدگی سے کسی غیر مری نقطے کو گھور رہا تھا۔۔۔ جب کہ سب کی
نظریں بار بار خود پر

محسوس کر کے وہ یہاں پر بڑی مشکل سے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ مہرین بیگم
نے اس کی نظر اتاری تھی۔۔۔ اس کو ان کپڑوں میں بڑی الجھن ہوئی
تھی۔۔۔ اس کا پہلے ڈریس سیلو کلر میں تھا جس کو اس نے پہنے سے منع

کر دیا تھا۔۔ پھر کایان جا کر اس کے لیے یہ ڈریس لے کر آیا
تھا۔۔۔ وہی دوسری طرف شایان سیلو کرتا پہنے اس پر گرین اجرک
لیے ہوئے تھے نیچے اس نے تلے والا کھسہ پہنا ہوا تھا
بھورے بالوں کو ماتھے پہ بکھیرے وہ کبھی ایک لڑکی کی باہوں میں سے
اتر رہا تھا تو کبھی کسی دوسری لڑکی کی باہوں میں جا رہا تھا۔۔۔ وہ یہ
سب صرف زیا م کو سلگانے کے لیے کر رہا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا
کہ اسے اس کی یہ عادت نہیں پسند۔۔ اس کو دیکھ کر زیا م نے اسے دل
میں "ٹھٹھ کی شاہ" کا خطاب دیا تھا۔۔ اس نے پھر سے شایان پر نظر
نہیں ڈالی تھی۔۔۔

مما میں کب سے آپ کا انتظار کر رہا تھا مجھے باہر جانا ہیں۔ زیا م اپنے
چہرے پر موجود ناگواری کو چھپاتا مصنوعی مسکراتا ہوا بولا تھا۔ اب وہ
اپنی اجرک ٹھیک کرتا

ہوا کھڑا ہوا تھا۔ فجر اس کو دیکھتی نیچے گھٹنوں کے بل بیٹھتی اپنی آنکھوں
میں سے اپنی انگلی پھیرتی اس پر کا جل لگاتی ضارب کی کان کے پیچھے لگا
گی تھی

وہ اب اس کے ماتھے پر لب رکھتی اس کو گلے لگا گی تھی۔۔ اس پتا تھا کہ
زیام کو کوئی کس کریں وہ اسے اچھا نہیں لگتا تھا لیکن وہ اتنا پیارا لگ رہا تھا
کہ فجر خود کو روک نہیں پائی

وہ بھی اپنی ماں کے پیار کو دیکھتا خاموشی سے ان کے گلے لگا تھا۔۔ اب
وہ اپنے ماں کے گلے لگتا پیچھے ہوتا اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا۔۔ اس کو ایسے
استحقاق بھری نظروں سے

خود کی طرف دیکھتا پا کر فجر نے ایک بار پھر سے اس کی گال پر لب
رکھے تھے جس پہ اس نے زرا بھی غصہ نہیں کیا تھا۔۔ وہ اب اپنی ماں
کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا

Mamma you look like the most
beautiful girl in this world

(ماما آپ اس دنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی لگ رہی ہیں)
ضارب نرمی سے فجر کے نقوش کو چھوتا پیار سے بول رہا تھا۔۔۔ اس کی
بات پر فجر اس کے دونوں ہاتھ تھامتے اپنے لب رکھ گئی تھی۔۔۔ جس
پہ زیام کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی
فجر اس وقت سیلو اینڈ گرین کمر کے فراک میں ملبوس تھی اس کا فراک
نیچے سے کلیوں والا تھا۔۔۔ جب کہ اس کی پیٹی پر خوبصورت شیشیوں کا
کام کیا گیا تھا اس کے ساتھ ہی بہت خوبصورت نیٹ کا ڈوپٹا
تھا۔۔۔ پھولوں کے خوبصورت زیور پہنے ہوئے تھے اس نے چہرے پر
ہلکا سا میک اپ کیے بالوں کا کھلا چھوڑیں تاکہ اس کا پچھلا گلا چھپ جائے
ڈوپٹا بھی اس نے بہت ہی

اچھے سے لیا ہوا تھا جس سے اس کے نشیب و فراز بالکل ہی چھپ چکے
تھے۔۔۔ اس نے یہ خود کو چھپانے کے لیے کیا تھا۔۔ وہ جانتی تھی کہ
ضارب اس کو لے کر کتنا جنونی ہیں ابھی وہ سب لوگ باتیں ہی کر رہے
تھے جب ضارب ان کے پاس آتا فجر پر بغیر نظر ڈالیں ضارب کو اپنی
باہوں میں اٹھا گیا تھا۔۔ اب وہ اس کو اوپر کی طرف لے جاتا اس کے
پیٹ میں اپنے بالوں

اور سر کی مدد سے گد گدی کر رہا تھا۔۔ جس سے زیام کی کھلکھلاہٹ
گوںج رہی تھی۔۔ فجر نے ضارب کو دیکھا تھا۔ جو اس وقت سیلو کلر کا
کرتا پہنے اس پر وائٹ شال لیے پاؤں میں بلیک شوز پہنے وہ بہت زیادہ
خوبصورت لگ رہا تھا۔۔ اس نے صرف سیلو کلر ہی فجر کے ساتھ
میچنگ کیا تھا فجر یہ دیکھتی خاموشی سے وہاں جا رہی تھی۔۔ وہ صرف

اس کے ساتھ میچنگ کرنے کے لیے کل دوبارہ اپنا ڈریس لے کر آئی تھی

لیکن اسے کوئی پرواہ بھی نہیں تھی اس نے پھر سے وائٹ شال لے لی تھی جب کہ وہ اس کو گرین کلر میں واسکوٹ دے کر آئی تھی۔۔۔ زیام بھی اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا جوان بکھرے

بالوں میں اور بھی زیادہ خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔ اس کے بال پہلے جیل سے سیٹ کیے گئے تھے لیکن زیام کی گدگدی کرنے کی وجہ سے وہ سارے بکھر گئے تھے۔۔۔ فجر جو جا رہی تھی ضارب نے اپنی شال میں سے

ہاتھ بڑھا کر اس کی کلائی جکڑ لی تھی۔۔۔

بابا اب بھی بہت زیادہ خوبصورت لگ رہے ہیں۔۔ وہ اپنے باپ کی
باہوں میں سے نیچے اترتا پیار سے ان کی تعریف کر رہا تھا۔ جب کہ فجر
منہ پھلا کر کھڑی تھی

ضارب نے ایک نظر فجر پر نہیں ڈالی تھی۔۔۔

بابا کی جان بھی بابا سے زیادہ خوبصورت لگ رہا ہیں ضارب جھکٹا اس
کے ماتھے پر لب رکھتا پیار سے بولا تھا۔۔ اس نے فجر کا ہاتھ نہیں چھوڑا
تھا

جب کہ فجر مسلسل ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ لیکن
ضارب کی پکڑ مضبوط تھی اس کے ہاتھ پر۔۔۔۔

جاو آپ کو کایاں ماموں بلارہے تھے۔۔۔ ضارب زیا م کے چہرے پر
غصہ

دیکھتا جو اس کے کس کرنے سے آیا تھا وہ پیار سے بولا تھا اس کی بات پر
زیام ہاں میں سر ہلاتا اپنے مغرور نقوش کے ساتھ مغرر چال چلتا باہر کی
طرف بڑھ گیا تھا۔ اس کے جاتے ہی ضارب فجر کی کمر میں ہاتھ ڈالتا
اسے سائیڈ پر لے گیا تھا۔ جہاں پر کسی کی بھی نظر نہیں پڑ رہی تھی ان
دونوں پر۔۔ فجر اپنی سبز آنکھوں میں غصہ لے کر منہ پھلا کر اس کو دیکھ
رہی تھی اس کا پھولا ہوا منہ دیکھ کر ضارب نرمی سے اس
کے لبوں پر اپنے لب رکھ گیا تھا۔ اس سے پہلے وہ اس کے لبوں کو اپنی
قید میں لیتا فجر اپنا چہرہ پیچھے کر گئی تھی۔۔۔ جس پہ ضارب نے اس
گھورا تھا وہ مسلسل اس سے دور جانے کی کوشش کر رہی تھی
میری جان میرا ایک عدد بیٹا بھی ہیں جس کو خوش کرنے کے لیے مجھے
اس کے ساتھ میچنگ کرنی پڑی۔۔۔ لیکن مجھے نہیں پتا تھا میری بیوی
اپنے ہی بیٹے سے جل رہی ہیں

ضارب اس کے لبوں پر لگی اتنی تیز لپسٹک اپنے انگوٹھے سے صاف
کرتا گھمبیر آواز میں بولا تھا۔۔۔ اس کی بات پر فخر نے اپنی ناک
چڑھائی تھی۔۔۔ ضارب کو اس کی اتنی تیز لپسٹک

ایک آنکھ نہیں بھائی تھی۔۔۔ جب کہ فخر ہو نقوں کی طرح منہ کھولے
اسے دیکھ رہی تھی جواب نرمی سے اپنے انگوٹھے کی مدد سے اس کی
آنکھوں پر موجود گرین اینڈ

سیلو کمینسیشن میں لگی تیز شیڈ کو اپنے انگوٹھے کی مدد سے صاف کر رہا
تھا۔۔۔ جب کہ فخر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑتی اس کو روک گئی
تھی۔۔۔ اس کو روکنے پر ضارب نے اس کو گھورا تھا۔۔۔

میں نے کتنی محنت سے کیا تھا یہ سب اور آپ نے سارا خراب کر دیا بہت
برے ہیں آپ اور رہی بات اپنے بیٹے سے جلنے کی تو وہ آپ کو غلط فہمی
ہیں اور ہاں ایک بات آپ چاہیے کتنی مرضی

میچنگ کر لیں لیکن میرے بیٹے سے زیادہ پیارے نہیں لگ رہے
تھے۔۔۔۔۔ ضارب جو اس کی آدھی بات سن کر بولنے ہی والا تھا فجر اس
کو درمیان میں روک گی تھی۔ جس پہ ضارب بھی خاموش ہو کر اس کو
سن رہا تھا جب کہ فجر اس کا ہاتھ ہٹاتی کمر سے یہ جاوہ جا۔۔۔ ضارب اس
کو بس دیکھ کر رہ گیا تھا۔ وہ جلدی سے اس کے پیچھے گیا تھا۔ اسے پتا
تھا کہ وہ دوبارہ سے اپنا میک اپ کریں گی
اور ضارب یہ کہاں برداشت کر سکتا تھا کہ وہ اتنا تیار ہو کر عورتوں کے
درمیان بھی جائے۔۔۔ اس لیے تو اس نے اس کا سارا میک اپ صاف
کیا تھا۔ اب پھر وہ لگانے جا رہی تھی

زیام جو حویلی کی بیک سائیڈ پر ہی جا رہا تھا۔۔۔ کسی سے اس کا زوردار
تصادم ہوا تھا اور وہ گرتے گرتے بچا تھا۔۔ جس پہ مقابل کا خوبصورت
قہقہہ گونجا تھا۔۔ زیام خود پر قابو پاتا اپنی اجرک ٹھیک کرتا مقابل کو خان
آشام نگاہوں سے گھور رہا تھا۔ اس کا دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا کہ وہ مقابل
کو سالم نگاہوں سے ہی نگل جائے گا۔ اس سے پہلے زیام اس کے منہ پر
مکہ جڑتا وہ اس کے مکے کے سامنے اپنا ہاتھ کر گیا تھا۔۔۔۔ زیام کا ہاتھ
جس کا مکہ بنا ہوا تھا مقابل اپنے ہاتھ میں لے کر اس کا ہاتھ گھما گیا
تھا۔۔۔ جس پہ زیام نے جوابی کاروائی کرتے

ہوئے اپنے دوسرے ہاتھ سے اس کے منہ پر مکہ جڑ گیا تھا۔ جس سے
مقابل لڑکھڑاتا ہوا اس کے ہاتھ کو چھوڑ گیا تھا لیکن وہ گرا نہیں تھا
۔۔۔ وہ جلدی سے سیدھا ہوا تھا۔ اب وہ دونوں ہی ایک دوسرے کو
کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔ زیام اس کو دیکھ رہا تھا جو

اس کی حویلی میں کھڑا ہو کر ہیر و پنتی دکھا رہا تھا۔۔۔ وہی پہ مقابل کا
گرم خون اس کی رگوں میں بھڑک رہا تھا یہ حویلی چاہیے تمہاری ہیں
لیکن جہاں پر خان قدم رکھ دیں وہاں کسی شاہ کی ہمت نہیں ہوتی وہ
خانوں کی طرف نظریں اٹھا کر بھی دیکھ لیں۔۔۔ مقابل کی خوبصورت
مگر گھمبیر آواز گونجی تھی جس پہ زیام پہلو بدل کر رہ گیا تھا وہ حیران بھی
ہوا تھا کہ اس نے اس کے دل کی بات کیسے جان لی۔۔۔ زیان اس کو دیکھ
رہا تھا۔۔۔ جس نے خوبصورت سیلورنگ کا کرتا پہنا ہوا تھا۔ اس کے
اوپر کریم کلر کی اجرک لیے اپنی چاکلیٹی آنکھوں میں سنجیدگی اور غصہ
سمیٹے پٹھانی نقوش لیے جس پہ اس وقت غیض و غضب کا غصہ تھا اور
اس کا پورا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔۔

کون ہو تم۔۔۔ زیام نے بغیر کوئی بحث کیے اور اس کے سوالوں کا جواب
دیے اس سے پوچھا تھا۔ وہ اس کے ہم عمر ہی لگ رہا تھا۔۔۔ دونوں

کا قد ایک جیسا تھا جس کی وجہ وہ ایک دوسرے کی طرف سیہ تان کر
کھڑے تھے جہاں پر زیام کے کالے سیاہ بال بکھرے ہوئے تھے۔ وہی
پہ مقابل کے چاکلیٹی سلکی بال جیل سے سیٹ کیے گئے تھے۔ اس
نے اتنی زیادہ خوشبو لگائی ہوئی تھی کہ زیام بار بار پہلو بدل رہا تھا
ارحمان پھول خانزادہ۔۔۔۔۔ وہ اپنی کریم کلر کی اجرک سیٹ کرتا ہی
ادا سے بولا تھا جس پہ زیام آئیر واچ کا تالا پرواہی سے گے کی طرف بڑھ
گیا تھا جیسے مقابل کو اس کا نام جان کر کوئی پرواہ بھی نہیں تھی۔۔۔ پیچھے
سے ارحمان بھی ایک ادا سے مسکراتا ہوا اس کے پیچھے ہی بڑھ گیا تھا
۔۔ اس کے مسکرا نے پر اس کا ایک سائیڈ پر موجود گڑھا واضح ہوا تھا
۔۔ اب وہ اپنی شال ایک سائیڈ پہ جھٹکا ایک ہی پل میں اپنے چہرے کو
سنجیدہ کر گیا تھا زیام جو خاموشی سے جا رہا تھا۔۔۔ اپنے پیچھے سنجیدہ

چہرے لیے اس خان کو دیکھ کر اس کا موڈ خراب ہوا تھا لیکن وہ اس سے زیادہ بحث نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

ناہی اسے بحث کرنا پسند تھی اس کا ماننا تھا جن کے پاس کوئی کام ناہوں یا جو لوگ فضول ہوں۔۔ اس کے پیچھے مڑ کر دیکھنے پر وہ چھوٹا خان پھر مسکرایا تھا جس سے اس کا ایک ڈمپل پھر سے ابھرا تھا وہ دونوں ہی ایک ساتھ حویلی کی بیک سائیڈ پر بنے ایک بہت ہی بڑے کمرے میں داخل ہوئے تھے۔۔۔ جہاں پر مرد حضرات کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا۔۔ اس کے اندر بھی ایک بہت بڑے بڑے تین صوفے سامنے پڑے تھے

جہاں پہ حویلی کے مرد اور کایان کے کچھ دوست بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ باقی پورے کمرے میں بھی خوبصورت سی میٹرس بچھا کر اس

پر سنگل سنگل صوفے رکھ گئے تھے۔۔۔۔۔ وہاں پہ وہ لوگ بیٹھے
ہوئے تھے جو

اپنی عورتوں کے ساتھ آئے تھے۔۔ سب لوگ ہی اس وقت باتوں
میں مصروف تھے۔۔ پورے کمرے میں لائٹنگ کی گئی تھی۔۔۔۔۔ سیلو
پردے اس پورے کمرے میں لٹک رہے تھے

وہ دونوں ہی اپنی مغرور چال چلتے ہوئے سب کے پاس پہنچے
تھے۔۔۔۔۔ زیا مزیان کو اگنور کرتا خاموشی سے کایان کے پاس جا کر
بیٹھا تھا۔۔ کایان کے پاس ایک اجنبی انسان بیٹھا ہوا تھا

جس کو اس نے مخاطب بھی نہیں کیا تھا ابھی زیا مزیان ہی تھا جب
ارحمان اس نے شخص جو زیا مزیان نے تو کبھی نہیں دیکھا تھا اس کی گود میں
جا کر بیٹھا تھا۔۔ اس کے بیٹھتے ہی وہ انسان اس کے ماتھے پر لب رکھ

گیا تھا

جب کہ دوسری طرف زیان زیاں کو اپنی طرف بلا رہا تھا کایان کے
ساتھ ایک طرف ارجمان اور وہ شخص بیٹھا ہوا تھا جب کہ دوسری
طرف آیان اور اس کے بعد زیان بیٹھا ہوا تھا

زیان کے بلانے پر زیاں اپنی نظریں پھیرتا کایان کی طرف متوجہ ہوا
تھا۔ جب کہ آیان دل میں شکر ادا کر رہا تھا کہ شایان اس وقت یہاں
نہیں ہیں ورنہ اس نے ایک منٹ کسی کو سکون سے بیٹھنے نہیں دینا تھا
ابھی وہ وہ یہ سوچ ہی رہا تھا جب اس کو شایان سامنے سے آتا ہوا نظر آیا
تھا وہ وہاں پر صرف زیاں کو جلانے کے لیے کھڑا تھا اب وہ نہیں تھا تو اس
کا کیا کام تھا وہاں پر

اس لیے وہ اس کو ڈھونڈتا ہوا یہاں پر آیا تھا اس کو دیکھ کر زیاں نے اسے
گھورا تھا۔۔۔ جو کہیں پر بھی اسے سکون سے جینے نہیں دے رہا تھا۔ وہ
جلدی سے چلتا ہوا کایان کے پاس آیا تھا۔۔۔

اس سے پہلے وہ کایان کو کچھ کہتا جب اس کی نظر ار حمان اور جس کی گود
میں وہ بیٹھا تھا اس پر پڑی تھی۔۔۔ وہ ایک نظر ار حمان خانزادہ کو دیکھتا
کایان کے کوئیچے ہونے کا اشارہ کر رہا تھا

تا تو یہ توں ہیں (چاچو یہ کون ہیں) وہ اس کے نیچے ہوتے ہی سرگوشی نما
آواز میں بولتا ار حمان کی طرف اشارہ کر رہا تھا جس پہ ار حمان نے بھی
کن اکھیوں سے اسے دیکھا تھا

اس وقت کایان سیلورنگ کا کرتا پہنے اس پر گرین اجرک لیے ہوئے تھا
اس کا اور حور کرڈریس میچ ہوتا تھا۔ بازو پر اس نے ماشاء اللہ باندھا ہوا تھا
۔۔۔ بھورے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے نیلی آنکھوں میں چمک

لیے وہ آج سب سے الگ اور خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔ آیان اور زیان
کا بھی ڈریس کایان جیسا تھا بس فرق صرف اتنا تھا کہ ان دونوں کی شال
وائٹ تھی۔۔۔ وہ بھی بہت زیادہ حسین لگ رہے تھے آیان اپنے بیٹے

کی شرارتوں کو سوچ سوچ کر پریشان ہو رہا تھا وہی پرزیان کنزہ کو دیکھنے
کے لیے بے چین ہو رہا تھا اس کو کایان نے جانے بھی نہیں دیا تھا وہ بس
اس

کو تنگ کر رہا تھا۔۔۔ اس کی سرگوشی پر کایان نے ایک نظر اس
خانزادے کو اور اس کے بیٹے کو دیکھا تھا جو اپنے مغرور نقوش لیے ایک
دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔۔۔ یہ پروفیسر، ڈاکٹر، اور بزنس کی دنیا
میں زیان اور کایان علی شاہ کو ٹکر دینے والا واحد انسان پھول
خانزادہ۔۔۔ اور یہ اس کا بیٹا ارجمان پھول خانزادہ۔۔۔ کایان اونچی آواز
میں زیا م کے ساتھ

بیٹھے انسان کا تعارف کروا رہا تھا وہ جو انسان کایان کی طرف ہی اب
متوجہ ہونے والا تھا۔۔۔۔۔ اس کے تعارف پر اس نے گھور کر اسے
دیکھا تھا۔۔۔ جس پہ سب کا فلگ شفاف قہقہہ گونجا تھا توں صرف میرا

نام بھی لے کر تعارف کروا سکتا تھا بے غیرت شاہ۔۔۔ وہ گھمبیر آواز
میں بولتا اپنی اجرک ٹھیک کر گیا تھا۔ جس پہ سب کا ایک بار پھر قہقہہ
گونجا تھا۔ اس نے لے تولی تھی اتنی ساری ڈگری لیکن اس کے لیے یہ
بہت بڑا عذاب تھا

مقابل نے اس وقت بالکل ہی اپنے بیٹے کے ساتھ میچنگ کی ہوئی
تھی۔۔۔ فرق صرف اتنا تھا کہ اس کے بیٹے کی طرح اس کے چاکلیٹی
بال نہیں تھے۔ اس وقت وہ اپنے شانوں پر کریم کلر کی اجرک ڈالیں
بھورے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے بھوی گھنی بیئر ڈکھڑی مغرور
ناک۔۔۔ عنابی لب جو مسلسل سگریٹ پی کر کلیجی مائل رنگ کے
ہو گئے تھے۔۔۔ پٹھان نقوش جن پہ سرخی تھی

خوبصورت چاکلیٹی آنکھیں۔۔۔ جن میں ایک تکلیف کی رمک تھی
۔۔۔ کسی کا انتظار تھا۔۔۔ چھ فٹ سے نکلتا قدر۔۔۔ چوڑا سینہ سیکس پیک

جو اس کی قمیض میں سے بھی عیاں ہو رہے تھے جیسے ابھی قمیض چاک کر کے اپنا درشن کروائے گے اس کا پیٹا ار حمان بلکل اس کی کاپی تھا پہلی بار بھی ان کو ملنے والا شخص بتادیں کہ وہ دونوں باپ بیٹے ہیں اس کے بال صرف اپنی ماں پر گئے تھے نہیں تو وہ باقی سارا وہ اپنے باپ کی کاپی تھا۔۔۔۔۔ دونوں باپ بیٹا سوات سے صرف کایان کی شادی اٹینڈ کرنے آئے تھے۔۔۔۔۔ اتنی مصروفیات ہونے کے باوجود بھی وہ کایان اور زیان کو منع نہیں کر پایا تھا۔ یہ تینوں ہی بہت گہرے دوست تھے۔۔۔۔۔ کایان اور زیان نے اس کا بہت ہی دھوم دھام سے ویلکم کیا تھا۔۔۔۔۔ اب اس کو اپنی حویلی واپس جانا تھا کیونکہ وہ ایک تنہائی پسند اور بہت ہی خطرناک انسان تھا۔ وہ اپنے علاقے کا ایک بہت ہی اچھا سردار تھا۔ لوگوں کی مدد کرنا اسے پسند تھا۔۔۔ وہ ان لوگوں کے لیے اچھا تھا جو اس کے ساتھ اچھے تھے برے

لوگوں کے ساتھ وہ ان کی سوچ سے بھی زیادہ برا تھا۔۔۔۔۔ اب وہ بہت ہی زیادہ سخت ہو گیا تھا۔ اسے نے جتنی بھی لوگوں کو عزت اور مان بخشا تھا

اس کے علاقے کے لوگوں نے اس کو اتنا ہی ذلیل کیا تھا۔ اس کو زندگی میں ہمیشہ دھوکہ ہی ملا تھا۔ آج بھی اس کی آنکھوں میں ایک تڑپ تھی کسی کا انتظار تھا۔۔۔ اس دن سے لے کر وہ آج تک اندر اندر ہی اندر گھٹ گھٹ کر مر رہا تھا۔۔۔۔۔

تم نے جو اتنی ساری ڈگریاں لی ہیں وہ اب سوات کے بہتوں دریاؤں پر اونچے اونچے پہاڑوں کی نظر تو نہیں کرنی نا۔۔ کایان اس کے بے غیرت کہنے پر سرخ چہرہ لیے کلس کر بولا تھا۔۔

جب کہ شایان سب کو نا سمجھی سے دیکھتا اپنے ماتھے پر ہاتھ مارتا [جنھجھلاٹا ہوا باہر کی طرف بڑھا گیا تھا اس کے جانے پر اور

اس کے ایکٹ پر سب کے چہروں پر تبسم بکھرا تھا۔۔۔ جب کہ آیان
نے شکر کا سانس بھرا تھا کہ اس آفت سے اس کی جان چھوٹی
تھی۔۔۔ لیکن پھر دعا کا غصہ یاد آتے ہی وہ جلدی سے اس کے پیچھے گیا
تھاتا کہ اس کو سمجھا لیں کہ وہ دور ہی ناچلا جائے۔۔۔ سب
لوگوں کو خاموش دیکھ کر زیان خاموشی سے اندر جا رہا تھا چو مجھے بھی
آنا آپ کے ساتھ۔۔۔ ار حمان کی آواز گونجی تھی جس پر ناچا ہتے ہوئے
بھی زیان کو اپنے قدم روکنے پڑے تھے۔ وہ اس کی طرف بڑھتا اس کو
اپنی باہوں میں اٹھاتا اس کی گال پر لب رکھ گیا تھا
وہ اکثر پھول خانزادہ کے ساتھ بزنس میٹنگ میں ساتھ ہوتا تھا جس کی
وجہ سے اس کی کایاں اور زیان سے اچھی دوستی تھی۔۔۔ اس کو دیکھ کر
زیام کی آنکھوں میں نمی چمکی تھی جس پر وہ جلد ہی قابو پا گیا تھا

زیام آپ نے آناہیں وہ زیام کا سرخ چہرہ دیکھتا اپنا دوسرا ہاتھ اس کے سامنے پھلا گیا تھا زیام نے ایک نظر اس کو دیکھتے ہی ناں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔ اور وہ کایان کے سینے میں

منہ چھپا گیا تھا۔۔۔۔ جس پہ زیان گہری سانس بھر کر ار حمان کو اپنی باہوں میں اٹھاتا باہر کی طرف بڑھ گیا تھا اس کے جاتے ہی پھول خانزادہ کا موبائل بجاتا تھا۔ وہ ایک نظر اپنے موبائل پر آتی کال کو دیکھتا بری طرح جبرے بھنج گیا تھا۔۔۔ اس کی ہاتھ اور گردن کی نیلی رگیں ظاہر ہوئی تھی۔ اسے پتا تھا دوسری طرف اسے کیا خبر ملنے والی ہیں وہ اچھے سے جانتے تھا جو اسے پچھلے چار سالوں سے مل رہی تھی۔ وہ سب کو ایکسوز کر تا باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔ اس وقت اس کو سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی جس خبر کو سننے کے لے کبھی وہ بے تاب رہتا تھا

آج وہی فون آنے پر اس کو ایسا لگتا تھا کہ اس کی غیرت پر کسی نے تمانچہ مارا ہیں جس کی آواز پورے سوات میں گونجی ہیں اس کو اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ وہ جلدی سے بھیڑ والی جگہ سے الگ ہوتا ایک سنسنان جگہ پر آیا تھا یہ شاہ حویلی کا گاڑڈن تھا۔ جہاں پر لائٹ ناں ہونے کے برابر تھی ہر طرف ہریالی تھی ٹھندی ہواؤں کا ایک زوردار جھوکا ٹکرایا تھا اس کے ساتھ جس سے اس کے اندر بھڑکتی آگ کچھ ٹھنڈی ہوئی تھی وہ اپنی شال ایک سائیڈ پر کرتا اپنے ایک بازو کے کف ایک کہنیوں تک فولڈ کر گیا تھا۔۔۔ اب اس کی اجرک اس کے ایک شانے پر لٹک رہی تھی جب کہ دوسرے ہاتھ کی مدد سے

وہ فون اٹینڈ کرتا اپنے کان لگا گیا تھا اب اس کا ایک بازو جس کے کف کہنیوں تک فولڈ تھے وہ اس نے کان سے لگایا ہوا تھا۔۔۔ اس کی کلائی پر ایک سانپ کا ٹیو بنا ہوا تھا جو دیکھنے والے کو خوف زدہ کر دیں

-- ابھی وہ فون کے اس پار انسان کی آواز سن کر فون کا نٹا جب اس کا کوئی اس کی پشت سے آن ٹکرایا تھا۔۔

جس سے اس کا موبائل نیچے گرا تھا۔۔۔ اس سے پہلے پچھلا وجود چیختا جب وہ اس کو کمر سے پکڑتا اپنا ٹیسٹو والا ہاتھ اس کے منہ پر رکھ گیا تھا جب کہ مقابل اس کو پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی

ابھی وہ مقابل کا ہاتھ اپنے منہ سے ہٹاتی جب اس کی نظر اس کی کلائی پر بنے ٹیوپر کی تھی جس کو دیکھ کر اس کا رنگ زرد پڑا تھا۔۔ اور اس کی خوبصورت براؤن آنکھوں میں

خوف تھا جو اس کی آنکھوں کو اور بھی زیادہ خوبصورت بنا رہا تھا۔ اب اس نے اپنی نظر اس کی کلائی پر گاڑھی ہوئی تھی اور مقابل تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔ اس کو دیکھ کر پھول خان زادہ نے اپنے جبرے بری طرئی بھینچے تھے۔۔ مقابل کی آنکھوں میں خوف دیکھ کر وہ

استھزائیہ مسکراتا اس کو چھوڑ گیا تھا۔ وہ جو اس سے ڈر رہی تھی اور اس کے سہارے پہ تھی اس کے چھوڑتے

ہی وہ زمین بوس ہوئی تھی۔۔۔۔ جب کہ مقابل نے اپنا فون اٹھایا تھا جو گھاس پر گرنے کی وجہ سے بالکل نہیں ٹوٹا تھا۔۔۔ وہ اپنا موبائل اٹھاتا اپنی اجرک سیٹ کرتا پیچھے کی طرف

مڑا تھا ایک نظر اس نے اس لڑکی کو دیکھا تھا جو گرنے کی وجہ سے سسکیوں کے ساتھ رو رہی تھی تو کچھ وہ اس سے خوف زدہ ہو گئی تھی۔۔۔ وہ یہاں پر اپنی بلی کو

ڈھونڈتے ہوئے آئی تھی جو اس کو کہیں نہیں مل رہی تھی کچھ اسے اپنی بلی کے گم ہونے کا بھی افسوس تھا۔ اگلے ہی پل مقابل اس کو نظر انداز کرتا آگے کی طرف بڑھ گیا تھا۔ اس کو نفرت تھی لڑکیوں کی ان

جھوٹی سسکیوں اور مگرچ والے آنسو سے۔۔۔۔ ابھی مقابل کچھ ہل
ہی آگے گیا تھا لیکن اس کی سسکیاں سنتا وہ خود کو روک گیا تھا۔ اس کا
خواب اور غیرت اسے اس بات کی اجازت نہیں دیتی تھی کہ وہ ایک لڑکی کو
یہاں ہر تنہا چھوڑ جائے۔۔ کچھ ہل سنٹ سوچنے کے بعد اس نے اپنے قدم
واپس موڑے تھے۔۔۔ وہ اس کے پاس جاتا اپنا گلہ

کھنکار گیا تھا مقابل جو اپنے ہی خیالوں میں بیٹھ کر سسکیوں سے رو رہی
تھی وہ ڈر کر پیچھے کی طرف اچھلی تھی اسکے اس طرح ڈرنے پر پھول کی
آنکھوں میں شرارے لپکے تھے لیکن وہ خود پر کنٹرول کرتا اپنا ٹیٹو والا
ہاتھ اس کے سامنے کر گیا تھا

اس آستینے ابھی تک کہنیوں تک فولڈ تھی جس کی وجہ سے اس کا ٹیٹو
نظر آ رہا تھا۔۔ وہ ایک نظر اس کو یکھتی ڈر کر پیچھے کی کھسکی تھی
جس کو دیکھ کر مقابل بھی اپنا ہاتھ پیچھے کر گیا تھا۔۔۔۔

اٹھو اور جاو یہاں سے۔۔ وہ اس کی طرف بغیر دیکھیں پٹھانی انسٹ میں
اردو بولا تھا مگر لہجہ برف سے بی زیادہ سرد تھا
جس کو محسوس کر مقابل اور بھی زیادہ اس سے خوف کھا گی تھی۔۔ وہ
جلدی سے کھڑی ہوتی بھاگی تھی اس سے پہلے وہ آگے کی طرف بڑھتی
جب پودے پر موجود کانٹوں میں اس کا ڈریس پھنسا تھا
اور اس کے مسلسل بھاگنے کی کوشش میں وہ چڑکی آواز کے ساتھ
پھٹ گیا تھا۔ اس نے اپنے بالوں کو کھلا ہوا چھوڑا ہوا تھا لیکن اس کے
گرنے اور بھاگنے کی وجہ سے وہ اس کے گے چلے گئے تھے۔۔ اب
اس کی فرائیڈ پھٹنے پر اس کی برہنہ کمر نظر آرہی تھی۔۔ اس خانزادہ
نے بغیر اس پر نظر ڈالیں لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس پر اپنی اجرک اوڑھا گیا
تھا

وہ جو شرم اور خوف سے اپنی آنکھیں بند کر کے خوف سے کانپ رہی
تھی اپنے اوپر کوئی ہر دہ محسوس کر کے وہ سینے سے اجرک کو اپنی مٹھی
میں جکڑتی رہ رہی تھی

اس کو یہاں آنا ہی نہں چاہیے تھا پہلے اس کی بلی گم ہو گئی ہیں اب اس کو
ڈریس پھٹ گیا ہیں۔۔ اب وہ پوری شادی کیسے انجوائے کریں گی آج کی
رات تو اس کا سانس نہیں نکلے گا۔۔

تم جو بھی ہوں جاؤں یہاں سے اگر کسی نے دیکھ لیا تو بہت بڑا تماشا بن
جائے گا۔۔ وہ اپنی جیب سے سگریٹ اور لائٹرنکال کر سگریٹ اپنے
سلگاتا دھواں ہوا میں چھوڑتا سنجیدگی سے بولا تھا

اس کی بات پر مقابل نے اپنا چہرہ موڑ کر اپنی براؤن بڑی بڑی آنکھوں
سے اسے دیکھا تھا۔۔ اور اگلے ہی پل وہ اس کو زور سے دھکادیتی بھاگی
تھی۔۔۔ جس پہ مقال اپنی جگہ سے تو ہلا بھی

نہیں تھا لیکن وہ خود بھاگ گئی تھی۔۔۔ جب کہ پھول خان زادہ نے اپنی
مٹھیاں بھینچی تھی اس کی چاکلیٹ جیسی آنکھوں میں اس وقت
شرارے لپک رہے تھے اس کو مقابل کا یہ لمس زہر کے ڈنگ
سے بھی زیادہ برالگ رہا تھا۔ اس نے ایک نظر اس راستے کو دیکھا
تھا جہاں سے مقابل گئی تھی۔۔۔ وہ کہیں بھی نہیں تھی اگر ہو ہوتی تو اس
کی جان وہ خود لیتا۔

زبان اس وقت ارجمان کو اپنی گود میں اٹھاتا حویلی کی بیک سائیڈ سے اندر
آیا تھا اس کو لڑکیاں مڑ مڑ کر دیکھتی تھی۔ جو اس کو ایک آنکھ نہیں بھاتا
تھا۔۔۔ کبھی ایسا بھی دور تھا جب اسے لڑکیوں کی نظر خود پر بہت اچھی

لگتی تھی۔۔۔ یہی بات اس کو مغرور بنا دیتی تھی۔۔۔ لیکن اب یہی بات
اسے زہر سے بھی زیادہ بری لگتی تھی۔۔۔ ارحمان بھی نظریں جھکائیں
خاموشی سے اس کی باہوں میں موجود تھا تا داہم و نہ پو^۰ تل^۰ چہ^۰ زہ^۰ وا^۰ نہ
تا سرہ^۰ دنہ^۰ راغدا^۰ یم، کہ نہ^۰ نو^۰ مو^۰ دخیلو^{۰۰} و^{۰۰} کو^{۰۰} تہ^{۰۰} ہم نہ^۰ وچہ^۰ ہلتہ^۰
غیر^{۰۰۰} وی۔

آپ نے پوچھا بھی نہیں میں کیوں آیا ہوں آپ کے ساتھ اندر ورنہ
ہم خان تو اس وقت بھی اپنے زنان خانے میں بھی نہیں جاتے جب
(وہاں کوئی غیر عورت موجود ہوں

ارحمان زیان کی باہوں میں ہی موجود اس کی طرف اپنا چہرہ کرتا اس کی
سبز آنکھوں میں اپنی چاکلیٹ جیسی آنکھیں ڈالیں پشتو میں اس سے
پوچھ بھی رہا تھا اور اسے بتا بھی رہا تھا۔۔۔ جس پہ زیان نے نفی میں

سر ہلایا تھا۔۔ زیان کو مکمل طور پر اب پشتو آتی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے اس کی بات اسے سمجھ آ گئی تھی۔۔۔ اس کا سنجیدہ چہرہ دیکھ کر زیان کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا

"لہ مو° مر° خہ مو بایل تہ دخ° رز° لہ اللہ دخپ°، مر بہ° دستر° ولیدل"

آپ کی بیوی کی آنکھیں دیکھنے کے لیے جس کی وجہ سے آپ کا گاڑی (سے لے کر مو بائل تک گرے کلر کا ہیں

اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہی زیان کی آنکھیں سرخ ہوئی تھی اس نے گھور کر اس کو دیکھا تھا۔ جو جتنا چھوٹا تھا اتنا تیز تھا۔ آخر بیٹا تو پھول خانزادہ کا ہی تھا۔۔۔ اس کے گھورنے پر

ارحمان نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔ زیان کو اکثر ہی اس نے گرے کلر پہنتے ہوئے دیکھا تھا۔ جس پہ ارحمان نے اس سے گرے کلر کاراز پوچھا تھا۔ اس نے اتنا مجبور کر دیا تھا کہ زیان کو اسے

بتانا پڑا تھا۔۔۔۔۔ اب وہ زیان سے اس کی بیوی دیکھنے کی فرمائش کر رہا تھا
زیان اس کو ایک ہی جھٹکے میں نیچے اتار گیا تھا۔۔۔ جس پہ ارجمان خانزاد
نے اسے گھور کر دیکھا تھا

اپنے باپ کے پاس واپس جا۔۔ اور میرے ساتھ نا آنا اب وہ باہر کی
طرف اشارہ کرتا دانت پیس کر بولا تھا۔۔ جس پہ ارجمان نے اپنی
اجرک ٹھیک کر کے نفی میں سر ہلایا تھا

ہم خانزادے ہیں ہم ایک بار کچھ ٹھان لیں وہ کر کے دکھاتے ہیں اپ [
اگر مجھے خود لے کر جائے گے تو میں صرف ایک ہی بار آپ کی بیوی کی
آنکھوں کو دیکھوں گا اگر میں خود آیا تو

پھر آپ سوچ بھی نہیں سکتے میں کیا کر سکتا ہوں۔۔ وہ اپنے چاکلیٹی
بالوں میں ہاتھ پھیرتا اس کو دھمکا رہا تھا۔۔ جس پہ زیان نے اسے داد

دینے والے انداز میں آئبر اچکا کر دیکھا تھا۔۔۔ وہ اگلے ہی پل اس
ٹھہر کی خان کو

اپنے ساتھ لے کر حور کے کمرے کی طرف چل پڑا تھا۔ اس نے یہاں
پرانے سے پہلے پتا کیا تھا حور نیچے چلی گئی ہیں اور کنزہ ابھی تک تیار ہو رہی
ہیں اس نے پہلے حور کو تیار کیا تھا

جس کی وجہ سے اس کو لیٹ گئی تھی۔۔۔ اس کو ساتھ لے جانے پر
ارحمان کی چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ وہ ایسے ہی ٹھہر کی قسم کا تھا
زیادہ تر وہ اپنے باپ کو تنگ کرنے کے لیے لڑکیوں کی پاس جاتا تھا
جس پر بہت بار پھول خانزادہ نے اسے سزا بھی دی تھی لیکن وہ کہاں باز
انے والا تھا۔۔۔۔۔ وہ دونوں ہی ایک کمرے میں گئے تھے جہاں پر
کنزہ اپنے بال آگے سیٹ کرتی اپنی چولی کا بیک گلہ

بند کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ ار حمان اپنی نظریں جھکا گیا تھا وہی
پر پر زیان سرخ چہرے کے ساتھ اس کا ہاتھ چھوڑتا کنزہ کی طرف بڑھا
تھا۔۔۔۔۔ ار حمان کی نظریں جھکی ہوئی تھی

زیان اس کے پاس جاتا اس کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھتا اس کے ٹسلز
بند کر رہا تھا۔۔۔ کنزہ نے خوف سے پیچے ہونا چاہا لیکن وہ اپنی ایک ٹانگ
اس کی ٹانگوں کے گرد لپیٹ کر اس کو روک گیا تھا۔۔۔

وہ پہچان تو گئی تھی یہ زیان ہیں۔۔۔ اس نے نظریں اٹھا کر مرر میں اس
کا عکس دیکھا تھا عین اسی وقت زیان نے بھی اپنی پھولتی رگوں اور سرخ
آنکھوں سے اس کو دیکھا تھا۔۔۔ کنزہ کو اس سے خوف محسوس ہوا تھا جس
پر وہ

خاموشی سے نظریں جھکا گئی تھی۔۔۔۔۔ اس کی ساری تیاری ہو گئی تھی
بس یہ ٹسلز کب سے اس سے بند نہیں ہو رہے تھے۔۔۔ زیان اس کے

ٹسلز بند کرتا اس سے دور ہوتا اس کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ جو اس وقت گرین
کلوک چولی پہنے سیلو کلوک کا لہنگا پہنے جس پر گرین اینڈ پنک میں چھوٹے
چھوٹے پھول بنے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ ڈوپٹا بھی اس نے صبح طرح سے
سیٹ کر لیا تھا۔ بالوں کو کھلا چھوڑیں

چہرے پر صرف لپسٹک لگائے اپنے گرے آنکھوں پر آئی لائینز لگائے
وہ بہت ہی زیادہ حسین لگ رہی تھی اس کی تھوڑی اور رخسار پر موجود
تل پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا جس کو چھونے کے لیے زیان بے
تاب ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ ار حمان نے ابھی تک نظریں جھکائی ہوئی
تھی۔ اس نے ایک بار بھی اپنی نظریں اٹھا کر اس کو نہیں
دیکھا۔۔۔۔۔ زیان کے پیچھے ہوتے ہی کنزہ خود پر اچھے سے ڈوپٹا سیٹ کر
گی تھی

کنزہ خاموشی سے زیان سے دور ہوتی بیڈ پر جا کر اپنی ہیل پہن رہی تھی
جو کہ بہت ہی خوبصورت تھی وہ زیادہ بڑی نہیں تھی لیکن لہنگے کے
ساتھ اچھی لگنی تھی۔۔۔ ابھی اس نے ہیل پکڑی ہی تھی
جب اس کی نظر نظریں جھکائیں ار حمان خانزادہ پر پڑی تھی اس کا ہاتھ
وہی پر رک گیا تھا۔۔۔ اس نے ار حمان کو اپنی طرف بلایا تھا۔۔۔ جس پر
وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اپنی اجرک سیٹ کرتا اس کے پاس پہنچا تھا
۔۔۔ اس کے پاس آتے ہی زیان کنزہ کے پاس آتا گٹھنے کے بل جھکتا اس
کے ہاتھ سے ہیل لیتا اس سے ار حمان کا تعارف کروا رہا
تھا۔۔۔ جس پہ کنزہ نے فقط ہاں میں سر ہلایا تھا اب زیان نرمی سے اس کا
پاؤں اپنے ہاتھ سے پکڑ کر اپنے گٹھنے ہر رکھتا اس پر اپنے لب رکھ گیا تھا
جس پہ کنزہ تلخی

سے مسکراتی اپنی آنکھیں بند کر کے کھول گئی تھی۔۔۔ جب ارجمان
اس کے پاس آتا نظریں جھکا کر اس کو سلام کر رہا تھا۔ اس کا خوبصورت
چہرہ اور پٹھانی نقوش سے دور سے

ہی پتا چل گیا تھا وہ ایک خان ہیں اب اس کے بولنے پر اس کو یقین ہو گیا
تھا کیونکہ وہ انگلش ہو یا اردو اپنے پٹھانی انسٹ میں ہی بولتا تھا
جب کہ زیان کن اکھیوں سے اس چھوٹے خان کو دیکھ رہا تھا جو ایسے
نظریں جھکا کر کھڑا تھا جیسے اس دنیا کا سب سے شریف انسان ہوں
۔۔ اس نے ایک بار بھی اپنا چہرہ اوپر نہیں کیا تھا جب کہ کنزہ مسلسل اس
سے باتیں کر رہی تھی اور وہ اس کی باتوں کا جواب دیں رہا تھا نظریں
ہنوز اس کی جھکی ہوئی تھی زیان نے اسے ہیل پہنالی تھی لیکن ابھی تک
وہ اسی پوزیشن میں تھا کچھ ہی دیر میں ایک ملازمہ کنزہ کو بلانے آئی تھی

جس پہ کنزہ خاموشی سے ار حمان کو پیار کرتی اپنا ڈوپٹا ایک بار پھر سیٹ کرتی باہر ہی کی طرف بڑھ گئی تھی

جب کہ زیان اب ار حمان کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔ جواب اس کی طرف مسکراہٹ دبا کر دیکھ رہا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔ زیان ایک ہی جھکٹے میں اس کو اپنی باہوں میں اٹھا گیا تھا تمہارے پاس ایک وقع تھا جو تم نے گنوا دیا اب کبھی بھی میری بیوی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھوں گے۔۔۔ زیان اس کی طرف اپنی انگلی کرتا اس کو وارن کر رہا تھا اس کی بات پر ار حمان خانزادہ کا چھوٹا سا قہقہہ اس درو دیوار کا زینت بنا تھا۔ جس پہ زیان نے گھور کر اس دیکھا تھا۔۔۔ اس کے گھورنے پر وہ اس کو ایک آنکھ ونک کر گیا تھا

آپ کو کیا لگا تھا ار حمان پھول خانزادہ جس کام کے لیے آیا تھا وہ کیسے بنا ہی چلا گیا تو یہ صرف آپ کی بھول ہیں۔۔۔ میں نے دیکھا آپ کی بیوی

کی گرے آنکھیں، رخسار اور تھوڑی پل دو تل موجود ہیں جب وہ
مسکراتی ہیں یا بات کرتی ہیں ان کے دو میل شوہوتے ہیں جو انہیں سب
سے خوبصورت بناتے ہیں میں نے اس لیے ان کے چہرے کی طرف
زیادہ

نہیں دیکھا کیونکہ میں ان پر حق نہیں رکھتا تھا۔ ہاں البتہ آپ کی جب
بیٹی پیدا ہوگی تو وہ آپ مجھے دے سکتے ہیں میں اس کو اپنی بیوی بنا کر بڑی
فرصت سے دیکھوں گا ار حمان زیان کے چہرے کو دیکھتا جہاں پر غیض و
غضب کی سرخی چھائی ہوئی تھی لیکن اس نے پھر بھی زیان کو سلگانا اپنا
فرض سمجھا تھا۔۔۔ اس نے ایک بار نظری اٹھا کر کنزہ کو دیکھا تھا اب وہ
زیان کے سامنے اس کا حلیہ بیان کر رہا تھا۔۔۔ زیان کا دل کیا اس بد تمیز
انسان کا گلہ دبا دیں لیکن وہ فل حال گہری سانس بھرتا خود پر کنٹرول کرتا
اس کو لے کر آگے بڑھ گیا تھا آپ کو اچھا نہیں لگے گا کہ ار حمان پھول

خانزادہ آپ کا داماد بنے۔۔ وہ زیان کے چہرے پر اپنا ہاتھ رکھتا اس کو مزید سلگاتا تھا۔۔ جس پہ زیان نے ایک ہی جھکٹے میں اسے نیچے اتارا تھا۔۔۔

آج کے بعد میری حویلی میں قدم نہ رکھنا ورنہ ایسا حشر کروں گا کہ
ساری زندگی یاد رکھوں گے۔۔۔ وہ اس کا ہاتھ اپنی سخت گرفت میں لیتا
ایک ایک لفظ چبا کر بولتا آگے کی طرف بڑھ گیا تھا
جس پہ ارجمان بھی کندھے اچکاتا اپنی چاکلیٹ جیسی آنکھوں میں
سنجیدگی لے کر آگے کی طرف بڑھ گیا تھا وہ یہ سب صرف زیاں کو
سلگانے کے لیے کر رہا تھا۔

_____ حور اس وقت سب عورتوں کے درمیان کب

سے بیٹھی تھی۔۔۔ ابھی کسی نے بھی ہلدی لگانا حور کو سٹارٹ نہیں کی

تھی۔۔۔ کنزہ بھی اس کے پاس بیٹھتی نرمی سے اس کا ہاتھ اپنی قید میں
لے گی تھی

وہ اس وقت نروس نظر آرہی تھی۔۔۔ دعا اس وقت سب مہمانوں سے
مل رہی تھی۔۔۔ فجر بھی مہرین بیگم کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ حور
اس وقت سیلو اینڈ پنک کلر کے شرارے میں ملبوس تھی

اس کی پنک چولی تھی جو اس کے گھٹنوں کے تھوڑا اوپر تک آتی تھی
جب کہ سیلو شرارہ پہنے ڈوپٹا اچھے سے سر پر سیٹ کیے۔ پھولوں کے
زیورات پہنے بغیر کسی میک اپ کے وہ بلا کی حسین لگ رہی

تھی۔۔۔ اسے میک اپ نہیں کروایا گیا تھا کیونکہ اسے ہلدی لگنی تھی
لیکن پھر بھی اس کے چہرے پر شرم کی وجہ سے قوس قزح کے رنگ
بکھرے ہوئے تھے

ابھی کنزہ اس کا ہاتھ پکڑ کر نرمی سے سہلا رہی تھی جب اس کی نظریں
ادھر ادھر محسوس کر کے کنزہ نے نا سمجھی سے حور کو دیکھا تھا۔۔۔ جو ایسا
لگ رہا تھا کہ کسی کا انتظار کر رہی ہیں
کیا ہوا ہیں حور کسے ڈھونڈ رہی ہوں۔۔۔ کنزہ اس کو اپنی طرف دیکھتا پایا
کر نرمی سے پوچھ رہی تھی۔۔۔

بھابھی میری ایک دوست ہیں جو میرے ساتھ ہی پڑھتی تھی
لیکن پھر کچھ پر سنل ایشوز کی وجہ سے وہ لوگ اسلا م آباد شفٹ ہو
گئے تھے اب اس کو مینے اپنے شادی پر بلایا ہیں وہ آئی ہیں مجھ سے ملی
بھی ہیں لیکن پھر پتا نہیں کہا چلی گی ہیں آپ اس کو ڈھونڈ دیں وہ بہت
معصوم ہیں کہیں گم ہی نا ہو جائے۔۔۔ حور اپنی سبز آنکھوں میں نمی لیتی
کنزہ کو اپنی دوست کے بارے میں بتا رہی تھی جو اس سے ملنے کے بعد پتا
نہیں کہا چلی گی تھی

ابھی کنزہ اس کو دیکھنے کے لیے اٹھتی ہے سہی جب وہ اسے سامنے سے
آتی ہوئی نظر آئی تھی کنزہ بھی پہلے اس سے مل چکی تھی لیکن اسے اس کا
نام نہیں پتا تھا۔ اس کو اپنی طرف اتنا دیکھ کر حور نے اسے گھورا تھا
اس کی یہ دوست اس کے ساتھ ہی اپنی میڈیکل کی پڑھائی مکمل کر کے
گئی تھی اس کے بھائی کا بزنس اسلام آباد میں تھا جس کی وجہ سے ان کی
پوری فیملی کو اسلام آباد میں شفٹ ہونا پڑا تھا۔ اب وہ وہی پر ہی اپنی
جوب کر رہی تھ کہامرگی تھی تو اور یہ ڈریس کیوں چینج کیا۔۔۔ اس
کے پاس آتے ہی حور دبی دبی آواز میں غرائی تھی۔۔۔ جب کہ مقابل
نے معصوم سی شکل بنا کر کنزہ کو دیکھا تھا جو حور کو گھور رہی تھی
ڈریس پر اس کی آنکھوں میں وہ منظر لہرایا تھا جب اس کا ڈریس
جھاڑیوں میں پھنس کر سارا پھٹ گیا تھا۔ ایک بار پھر وہ سب سوچتے ہی
اس نے ایک جھر جھری سی لی تھی

وہ۔۔ میر ڈریس خراب ہو گیا تھا جس کی وجہ سے مجھے یہ ڈریس پہننا پڑا
اس لیے لیٹ ہو گئی۔۔ وہ اپنی خوبصورت براؤن آنکھوں سے حور کو
دیکھتی معصومیت سے بولی تھی اس کی بات پر حور نے صرف ہاں
میں سر ہلا کر اس کو اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔۔ جس پہ وہ خاموشی
سے اس کے پاس جا کر بیٹھی تھی۔۔۔ جب کہ کنزہ ان دونوں کو دیکھ
رہی تھی۔۔۔ جو بالکل ہی معصوم سی ایک دوسرے سے باتیں کر رہی
تھی۔۔۔ حور اگرچہ معصوم تھی لیکن مقابل اس کا بھی ریکارڈ توڑتی تھی
۔۔۔ بات بات پر ونا تو اس کی قسمت میں تھا۔۔۔ کسی کو انجیکشن لگاتے
وقت بھی وہ رو پڑتی تھی

حور تمہاری دوست نے تو نام ہی نہیں بتایا اپنا۔۔۔ کنزہ گجرے اٹھا کر
حور کی دوست کو پہناتی پیار سے پوچھ رہی تھی جس پہ مقابل نے اپنا نچہ
لب باہر نکالتی اپنی براؤن آنکھوں سے حور کو دیکھ رہی تھی اس کی

آنکھیں ویسے تو براون تھی۔۔۔ لیکن لائٹ کے سامنے اگر اس کی
آنکھیں کی جائے یا لائٹ اس کی آنکھوں میں ماری جائے تو وہ گولڈن
جھال دیتی تھی جو اس کو اور بھی زیادہ خوبصورت بناتی تھی
تار اچوہدری۔۔۔۔۔ حور نے تار کے گال پر لب رکھ کر پیار سے بولی
تھی۔ اس کے لب رکھنے پر تار کا چہرہ سرخ گلا ہوا تھا۔۔۔۔۔ وہ اپنی
سانس تک روک گئی تھی جس پر وہاں پر موجود کنزہ سمیٹ سب کا قہقہہ
گونجا تھا۔۔۔۔۔ وہ اس وقت چاکلیٹ کلر کالکلیوں والا فراک پہنے اپنے
گولڈن بالوں کو کھلا چھوڑیں ڈوپٹا اچھے سے سر پر جمائے اپنی گال پر ہاتھ
رکھیں منہ کھولے حور کی
طرف دیکھ رہی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے ابھی وہ رو دے گی۔۔۔ جس
پہ کنزہ اس کو گلے لگا گئی تھی۔۔۔ اس نے چہرے پر ہلکا ہلکا میک اپ کیا
ہوا تھا۔۔۔ سب سے خوبصورت اس کے چہرے

پرتل تھا بہت بڑا کو کہ بالکل اوپری لب کے اوپر تھا جو اس کو اور بھی زیادہ خوبصورت بناتا تھا۔ ناہی وہ اتنی پتلی تھی اور ناہی موٹی لیکن اس کا بھرا بھرا سراپہ بہت ہی خوبصورت تھا

اس کا قد صرف پانچ فٹ چھ انچ تھا۔ جس کی وجہ سے حور اس کو اکثر ٹڈی بھی کہتی تھی جس پہ وہ رونا شروع کر دیتی تھی۔۔۔ کیونکہ حور کا قد پانچ فٹ نو انچ تھا

پھول خانزادہ سب سے پہلے اپنے کمرے میں گیا تھا۔۔۔ اس کو جا کر شاہور لینا تھا مقابل کو جو اس نے چھو ا تھا یا پھر اس نے جو اس کے سینے پر ہاتھ رکھا تھا اسے کسی غیر عورت کے لمس میں صرف اذیت کے سوا کچھ محسوس نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ اس کا چہرہ پر اس وقت غیض و غضب کی

سرخ تھی۔۔۔ اس کے مسلز پھول کر جیسے ابھی باہر آتے ہوں اس کی
چاکلیٹ جیسی آنکھوں میں اس وقت لہو ٹپک رہا تھا

اس وقت وہی خبر اسے ملی تھی جو اسے پچھلے چار سالوں سے مل رہی
تھی اس وقت وہ اندر سے مر رہا تھا غصے اور تکلیف کی وجہ سے اس کی
گردن کی رگیں پھول رہی تھی

لیکن اگلے ہی پل اسے ارحمان کا خیال آیا تھا جس کو سوچتے ہی وہ جلدی
سے واشروم کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ یہ حویلی کی بیک سائیڈ پر بنے گیسٹ
روم تھے۔۔۔ جس میں سے سب سے خوبصورت کمرہ پھول خانزادہ کو دیا
گیا تھا اگر اسے اپنے بیٹے کا خیال نا آتا تو وہ کب سے خود کر ختم کر چکا ہوتا
اس کہ غیرت پر وار کیا تھا اس کی جان سے پیارے رشتے نے جس پر
اس کو سب سے زیادہ یقین تھا

کچھ ہی دیر میں وہ صرف شلوار۔۔ میں باہر آیا تھا۔۔ اس نے اپنے
شانوں پر ٹولہ ڈالا ہوا تھا۔۔ اس کے چٹانی سینے پر سے اس وقت پانی
ٹپک رہا تھا۔۔ بھورے بال اس کے ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے
اس کرہیر لیس چٹانی سینے پر سے پانی کے قطرے جمع تھے جو کہ بہت ہی
زیادہ خوبصورت لگ رہے تھے۔۔ اس کے مسلز اتنے زیادہ پھولے
ہوئے تھے کہ اس کی ایس

میں سے نیلی رگیں صاف ظاہر ہو رہی تھیں۔۔۔ اس کا چہرہ اس وقت
لہو چھلکا رہا تھا۔۔۔ جب کی اس کی چاکلیٹ آنکھوں میں اس وقت درد
اور تکلیف کی ایک گہری رمل تھی۔۔۔ جسے وہ سالوں سے اپنے اندر
چھپائے ہوئے تھا

وہ اپنی ساری سوچوں کو ایک طرف جھٹکا ار حمان کے بار میں سوچتا اپنے
بلیک سینڈ واٹھا کر پہن گیا تھا اور اگلے ہی پل وہ اپنی کالی قمیض اٹھاتا اسکو
پہن کر ڈریسنگ مرر میں خود کو دیکھ رہا تھا

وہ اپنے بال جیل سے سیٹ کرتا اپنے بائیں ہاتھ میں برانڈ ڈگھڑی پہنتا
پرفیوم چھڑکتا کالی شلوار قمیض کی اوپر کالی ہی اجرک اوڑھ گیا تھا
۔۔۔ کالے

جوتے پہنتا وہ خود کو ایک بار پھر آئینے میں دیکھتا باہر کی طرف بڑھ گیا
تھا جہاں پر اس کا جان سے زیادہ پیارا بیٹا اس کا انتظار کر رہا ہوں گا۔۔

اس وقت رات کے ایک بج رہے تھے سب لوگ ہی ابھی اپنے کمروں
میں گئے تھے۔۔۔ حور اور کایان دونوں کو ہلدی لگ چکی
تھی۔۔۔ کایان نے کچھ ہی پلوں بعد جا کر شاور لے لیا تھا
جب کہ حور کو دعا نے اٹھنے بھی نہیں دیا تھا۔۔۔ اس نے بالکل ہی حور کو
ہلدی سے نہلا دیا تھا۔۔۔ دعا کو کایان کی نیچی ہوئی ہلدی پہلے لگائی تھی
اس کی بعد ہی دعا نے خود سے بنا کر رکھی تھی۔۔۔ کنزہ آج زیان کے
روم میں ہی سوئی تھی۔۔۔ جب کہ زیان کی تو عید تھی اس کی خوشی کی
کوئی انتہا نہیں تھی۔۔۔ آج پورے گیارہ دن بعد وہ اس کو فرصت سے
دیکھیں گے

حور جو اس وقت شاور لے کر پنک باتھ روب گاؤں پہنچے باہر نکلی تھی
۔۔۔ باتھ روب اس کے گھٹنوں تک ہی آ رہا تھا جس کی وجہ سے اس ک
خوبصورت سرخ و سفید ٹانگیں پوری آب و تاب سے اپنی جھلک دکھا

رہی تھی۔۔۔ ابھی وہ اپنے بالوں کو ٹاول سے خشک کر رہی تھی جب اس کی نظر اپنے بیڈ پر لیٹے کایان پر پڑی تھی۔۔ اس کی بے ساختہ چیخ بلند ہوئی تھی کایان جو بیڈ پر لیٹا اپنے سر کے نیچے ہاتھ رکھے فرصت سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کے چیخنے پر وہ جلدی سے کھڑا ہوتا اس کے پاس پہنچتا کمر سے پکڑ کر اسے اپنے

نزدیک کرتا اس کے لبوں کو اپنی قید میں لے گیا تھا۔۔۔ وہ اب اس کے خم زدہ بالوں میں ہاتھ پھنساتا بڑی شدت اس اس کے حلق سے اس کی سانسیں کھینچ رہا تھا جس پہ حور اس کی براون ٹی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں قید کر گئی تھی۔۔ جب کی زیان کا ایک ہاتھ اس کی کمر پر تھا۔۔ اور اپنے پاؤں کی انگلیوں کو وہ س کی برہنہ ٹانگوں پر پھیرتا اس کا سانس روک رہا تھا۔ جس پہ حور کی رنگ سرخ قندھاری ہو رہی تھی

اس کی رکتی ہوئی سانسیں محسوس کر کے کایان اب نرمی سے اس کے
لبوں کو اپنے دانتوں اور لبوں کی مدد سے واہ کرتا اس میں اپنی سانسیں
اندھیل کر اس کو سانسیں بخش رہا تھا۔۔۔ جس پر حور کی حالت کچھ
ٹھیک ہوئی تھی اس کی سانس رکنے کی وجہ سے اس کا چہرہ مکمل طور پر
سرخ انار بنا تھا اور کایان کی جسارتیں

اس کی جان نکال رہی تھی۔۔۔ وہ اس وقت اس کے کمرے میں آئے گا
وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔ ابھی اس کی حالت کچھ ٹھیک ہوئی تھی
جب اس کا ہاتھ اپنے پیٹ پر محسوس کرتے وہ پھر سے اپنی آنکھیں بند کر
گی تھی اصلی جان تو اس کی تب نکلی تھی جب کایان اپنے ہاتھ کی مدد سے
اس کے پیٹ پر موجود ہاتھ روب گاؤن کی ڈوڑی کھول چکا تھا جس کو
دیکھتے ہی حور نے بند آنکھوں سے ناں میں سر ہلایا تھا

خاموشی سے کھڑی رہوں اگر میرا ساتھ نہیں دے سکتی تو۔۔۔ میں
نے پچھلے پانچ سالوں میں بہت ڈھیل دی ہیں تمہیں اور بہت دور رہا
ہوں تم سے اب اور نہیں۔۔۔ وہ اس کی ڈوڑی مکمل طور پر کھولتا
اس کے عارض پر اپنے دانت گاڑتا گھمبیر آواز میں بولا تھا۔۔۔ اس کی
دانت گاڑھنے پر حور نے سسکی لی تھی۔۔۔ اس کی رنگت سرخ انار ہو
رہی تھی۔۔۔ اس نے ہاتھ روب گاون کے نیچے کچھ نہیں پہنا تھا کایان
اس سے دور ہوا اس کے دور ہونے پر حور نے پٹ سے آنکھیں کھولی
تھی۔۔۔ کایان اپنے ساتھ ہلدی لے کر آیا تھا۔ ابھی وہ ہلدی کا باول اٹھا
کر پیچھے کی طرف مڑتا جب حور بھاگتی
ہوئی واشروم میں بند ہو رہی تھی اس سے پہلے وہ واشروم کا دروازہ بند
کرتی جب کایان ایک ہی جسٹ میں اس تک پہنچتا اپنا پاؤں واشروم کے
دروازے میں دیتا اس کو دروازہ بند کرنے سے روک گیا تھا۔۔۔

شاہ۔۔۔۔۔ حور دروازہ بند کرنے کی پوری کوشش کرتی روہانسنی آواز
میں بولی تھی اس نے ایک ہاتھ سے اپنا ہاتھ روب گاؤن سینے سے جکڑا
ہوا تھا۔۔۔۔۔ ایک ہاتھ اور کندھے سے اس نے اپنا پورا زور لگا کر وہ
دروازہ بند کرنے کی کوشش کر رہی تھی اس کی بات سنتے ہی کایان ایک
ہی جسٹ میں اپنا پورا زور لگاتا وہ اندر گیا تھا۔۔۔ ایک ہی جھکٹے میں وہ
دروازہ بند کرتا حور کو کمر سے پکڑ کر اپنے سینے میں بھنچ گیا تھا جب کہ
حور شرم سے سرخ پڑتی خود بھی اس کے سینے میں چھپ گئی تھی اب
کایان نرمی سے اس کو کمر سے اٹھاتا ہاتھ ٹب کے پاس جاتا وہاں پر ہلدی
سے بھرا باول رکھ گیا تھا۔۔۔ کہ پورا ٹب فل حال خالی تھا اس میں پانی
نہیں تھا۔۔۔ کایان اب حور کو دیکھ رہا تھا جو اس کے حصار میں چھپنے کی
کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔ جب کہ کایان اس کے ہاتھ روب گاؤن سے
ہاتھ ہٹاتا اپنے ہاتھ اس کے سینے میں سے اپنا ہاتھ گزارتا اس کی کمر میں

سے رکھتا پھر اس کی غیر ہوتی حالت کو دیکھ کر وہ اپنا ہاتھ نیچے سر کا تا بے
باک جسارت کر گیا تھا۔۔۔ جس پہ وہ کرنٹ کھا کر

بیچھے ہو رہی تھی لیکن پھر اپنی حالت دیکھتی وہ دوبارہ اس کے سینے سے
چھپی تھی جس پر کایان کا برجستہ قہقہہ گونجا تھا۔۔۔ اور حور ایک زور
دار مکہ کایان کے سینے میں جڑ گئی تھی

روح من میں صرف ہلدی لگانا آیا تھا اپنی بیوی کو لیکن یہاں آ کر میری
نیت ہی بدل گئی ہیں۔۔ وہ اس کو اپنی باہوں میں اٹھاتا اس کو باتھ ٹب
کے پاس لے گیا تھا جب کہ حور اپنے سینے سے

باتھ روب گاؤں کو زور سے مٹھیوں میں جکڑ گئی تھی جب کہ وہ مسلسل
ناں میں سر ہلارہی تھی۔۔ اس کی نفی کو نظر انداز کرتا وہ نرمی سے اس
کو باتھ ٹب میں بٹھاتا خود بھی اس کے ساتھ بیٹھا تھا

باتھ ٹب راونڈ شپ کا بہت بڑا تھا۔۔۔ اس وقت لائٹ واشروم میں
بلکل ہی مدھم تھی۔۔۔ وہ ایک دوسرے کو بڑی مشکل سے دیکھ رہے
تھی۔۔۔ کایان نرمی سے اس کی سبز آنکھوں میں

اپنی نیلی آنکھیں گاڑھتا بہت ہی نرمی سے اس کا ہاتھ روب گاؤں اتارتا
اس کو بغیر سمجھنے کا موقع دیے وہ اس کی بدن کی گہرائیوں میں اپنا چہرہ
چھپا گیا تھا

وہ اب اس کی گہرائیوں میں ایک جسارت کرتا جس پہ حور کارنگ
سرخ قندھار ہوا تھا۔۔۔۔۔ وہ گہرے سانس بھرتی اس کو روکنے
کوشش کر رہی تھی لیکن کایان اس کو اپنی سینے سے لگاتا

اس کی بیوٹی بون پر اپنا چہرہ لاتا وہاں پر اپنے دانت گاڑھ گیا تھا

۔۔۔ جب کہ اگلے ہی پل وہ اس سے دور ہوتا اپنی شرٹ اتارتا اپنی

دونوں ٹانگیں لمبی کرتا اس کو اپنی ٹانگوں پر بٹھا گیا تھا

اس کی غیر ہوتی حالت دیکھ کر کایان ہلدی اٹھاتا اپنے چہرے پر لگا دیا تھا
۔ اس وقت ہلدی اسے کی بیرڈ پر لگی ہوئی تھی اسکے عارض اور ناک پر
بھی۔۔۔۔

اگلے ہی پل وہ اپنی ہلدی سے بھری ہی بیرڈ اس کی ڈھڑکنوں پر گڑتا
اس کے گردن سے اس کے چہرے تک کا سفر کر کے آیا تھا۔۔۔۔ جب
کہ اس کے دونوں ہاتھ بے باکی سے اپنا حق جتا رہے تھے
کچھ ہی دیر میں وہ اس کو مکمل طور پر ہلدی لگاتا اب نرمی سے اپنے لبوں
کی مدد سے اس کے نقوش کو چوم رہا تھا۔۔۔۔ جس پہ حور خاموشی سے
اس کو محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔ جب کہ کایان کی نیلی
آنکھیں اس کی اتنی نزدیکی پر خمار آلوہ ہو رہی تھی۔۔۔۔ اگلے ہی پل وہ
اس کو اپنے سینے میں بھینج گئی تھا جس کی وجہ سے اس کے سینے پر موجود
ہلدی کایان کے سینے

پر بھی لگ گئی تھی کایان اب نرمی سے اس کے سینے میں بھینجتا ٹیپ
گھماتا گرم پانی کا شور اُن کر گیا تھا۔۔۔۔۔ اگلے ہی پل نیم گرم پانی کی
پھوار ان دونوں پر پڑی تھی

کچھ ہی دیر میں ان دونوں پر سے ہلدی اتر گئی اب کایان اس کا خیال کرتا
اور اس سے دور ہوتا نرمی سے باہر نکلا تھا وہ اس وقت بلیک ٹراؤزر میں
ملبوس تھا جو بالکل ہی گیلی ہو چکی تھی

کایان ہاتھ روب گاؤں اٹھاتا حور کے پاس جاتا اس کو وہ ہاتھ روب
گاؤں کچھ ہی سیکنڈوں میں پہنا گیا تھا وہ ہاتھ روب گاؤں سفید تھا اور اس
کی پنڈلیوں تک آتا تھا

حور شرم سے کچھ بول بھی نہیں پارہی تھی وہ خاموشی سے اس کے
برہنہ سینے میں چھپی ہوئی تھی وہ اس کو کمرے میں لاتا نرمی سے بیڈ پر لیٹا
گیا تھا۔۔۔۔۔ اس پر سے وہ کمبل ڈال کو تھوڑی سی جگہ بنا کر اس کے پاس

بیٹھا تھا۔۔۔ حور اب اپنی آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔ وہ نرمی سے اس کے
بالوں میں ہاتھ پھیرتا اس کو سلانے کی کوشش کر رہا تھا کچھ ہی دیر میں
وہ حور کو سلاتا اس کے ماتھے پر لب رکھ گیا تھا۔۔۔ اگلے ہی پل وہ اپنے
جذباتوں کو بے لگام ہوتا دیکھ کر خاموشی سے باہر کی طرف بڑھ گیا تھا

دو دن بعد۔۔۔

آج شاہ حویلی میں کایان اور حور کی بارات کی تیاریاں ہو رہی تھی۔۔۔ کل
ان دونوں کی مہندی تھی جو کہ بہت ہی دھوم دھام سے کی گئی
تھی۔۔۔ سب لوگ ہی رات تین بجے سوئے اس وجہ سے سب لوگ
صبح کے گیارہ بجے اٹھے تھے۔۔۔ اب سب لوگ ہی اپنی اپنی تیاریوں میں

مصرف تھے۔۔۔ حور اور باقی سب لڑکیاں اس وقت پار لگی ہوئی
تھی۔۔۔ وہی سے سیدھا ہی ان

لوگوں نے پار لے کر میرج ہال جانا تھا۔۔۔ جب کہ کایان اس وقت
زیان کے روم میں اس کو جگانے گیا تھا جو پتا نہیں آج کیا پی کر سویا تھا یا
اس کو تنگ کر رہا تھا۔۔۔ اس وقت خوشی

کایان کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔۔۔ اس کا بس نہیں چل رہا
تھا کہ وہ پلک جھپکیں اور یہ وقت جلدی سے ختم ہو جائے اور وہ حور کے
پاس ہوں۔۔۔ کتنے صبر و تحمل کے بعد اس کو یہ وقت نصیب ہوا تھا
جب کہ اس کو دیکھ کر ضارب اور آیان بڑی مشکل سے اپنی ہنسی روک
رہے تھے۔۔۔ وہ ایسے بھاگ رہا تھا جیسے جنگ ہونی ہوں اور زیان اس
میں لڑنے کے لیے آخری سپاہی ہوں۔۔۔

زیام اور شایان ابھی تک سو رہے تھے۔۔ وہ بھی سب کے ساتھ لیٹ سوئے تھے جس کی وجہ سے کسی نے انہیں جگایا نہیں تھا۔۔ دعائو سختی سے آیان کو حکم دے کر گئی تھی کہ وہ بارات جانے سے پانچ یادس منٹ پہلے ہی اس کو اٹھا کر تیار کرنا۔۔ جس پہ آیان بیچارہ صرف ہاں میں سر ہلا کر رہ گیا تھا۔۔۔ اور وہ کر بھی کیا سکتا تھا صرف ہاں میں سر ہلانے کے علاوہ

ضارب کو تو کہنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی تھی کیونکہ پچھلے چار سالوں میں فجر سے زیادہ اس نے ہی تو زیام کو پالا تھا۔۔۔ اب وہ اس کے صرف جاگنے کا انتظار

کر رہا تھا تاکہ وہ اس کو تیار کر کے بعد میں خود بھی تیار ہو سکیں۔۔ آج کا سب کاڈریس کوڈسیم تھا گھر میں بڑوں سے لے کر چھوٹوں تک صرف کایان اور حور کاڈریس کوڈالگ تھا

کچھ ہی دیر میں کایان زیان کی کلامی پکڑ تانچے آیا تھا۔ اس وقت زیان اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا جمائی لے رہا تھا وہ اس کو نیند سے جگا کر لایا تھا۔۔۔ جب کہ زیان کی شکل اور

کایان کا جلدی بازی پر ایک بار پھر لاونچ میں بیٹھے ضارب اور آیان کا قہقہہ گونجا تھا۔۔۔ ان کا قہقہہ لگانے پر کایان نے ان دونوں کو گھورا تھا۔۔۔ جب کہ وہ زیان کو صوفے پر پٹک گیا تھا

اوتر سے ہوئے شاہ۔۔۔ توں جتنی بھی جلدی کر لیں یا پھر اس کو نیند سے اٹھالیں۔۔۔ بارات تو ٹائم پر ہی جائے گی۔۔۔ ضارب اپنی کافی کا سپ لیتا اپنے کالے بالوں میں ہاتھ پھیرتا

ایک ادا سے بولا تھا اس کی بات پر آیان اور زیان کی ہنسی گونجی تھی جب کہ کایان نے سرخ چہرہ لیے سب کو گھورا تھا۔ جو اس کا ساتھ دینے کے باوجود ہنس رہے ہیں

تم سب کیوں بھول جاتے ہوں تم سب کی بیویاں میرے صرف ایک
بار کہنے ہر تم سب کو چھوڑ کر جاسکتی ہیں۔۔۔ کایان زیان کی کمر میں مکہ
جرٹا جو جمائی لے رہا تھا

ایک ادا سے بولتا اس کی گردن میں اپنی باہیں حائل کر گیا تھا۔ اس کی
بات پر سب نے اپنے ناک سے مکھی اڑائی تھی اور کایان نے انہیں دیکھ
کر آئیر واچ کا یا تھا۔ جیسے اس کی بات سے ان کو کوئی فرق ہی نا
پڑا ہوں۔۔۔

بڑا تو آیا ہماری بیویوں کا باپ جو وہ تیری بات مانیں گی۔۔۔ ضارب اپنی
ٹانگ پر ٹانگ چڑھاتا کافی کا ایک اور سپ لیتا اپنا منہ بناتا ہوا بولا
تھا۔۔۔ اس کی بات پر سب نے ہی ہاں

میں سر ہلایا تھا۔ اگلے ہی پل کا یان اپنی جیب سے فون نکالتا کسی کو کال ملاتا سپیکر پہ فون ڈال گیا تھا۔ جب کہ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی جس کو سب کن اکھیوں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

اسلام علیکم بھائی۔۔۔۔۔ سب لوگ جو دیہان لگا کر سن رہے تھے فجر کی آواز سن کر ضارب کا سانس اٹکا تھا۔۔۔ اس نے اٹھ کر موبائل لینا چاہا لیکن کا یان اپنا ہاتھ پیچھے کرتا ناں میں سر ہلایا تھا

بھائی کوئی کام تھا۔۔۔ ہیلو۔۔۔ ضارب جواب اپنے ہاتھ کی مٹھی بناتا کھڑا ہو کر فجر کی آواز سن رہا تھا کو کا یان کو خاموش پا کر پھر سے زرا اونچی آواز میں بولی تھی

فجر دعا ہیں اگر تمہارے ساتھ تو فون کو سپیکر پہ ڈالو مجھے تم دونوں سے کچھ ضروری بات کرنی ہیں۔۔۔ کا یان ضارب کو آنکھ مارتا سنجیدہ آواز میں بولا تھا۔ دعا کے نام پر آیاں بھی اس کی طرف متوجہ ہوا تھا

جب کہ زیان کا یان کودیکھ رہا تھا اس کو پتا چل گیا تھا کہ وہ کیا کرنے والا
ہیں۔۔۔۔ اس وقت اس کو نیند آرہی تھی پوری رات اس نے صوفے
پر بیٹھ کر کنزہ کودیکھا تھا

ناجانے کس پہر اس کی آنکھ لگی تھی۔۔ اب اسے کا یان سے ہی پتا چلا تھا
وہ سب کے ساتھ پار لرحلی گئی ہیں۔۔۔۔ جس پہ اس کا موڈ اچھا خاصہ
خراب ہوا تھا۔۔۔۔

جی بھائی دعا میرے ساتھ اور فون سپیکر پر ڈال دیا ہیں آپ کہیں کیا بات
ہیں سب خیر ت تو ہیں نا۔۔ فجر کا یان کو خاموش دیکھ کر دعا کو بلاتی فون
سپیکر پہ ڈال گئی تھی

اب یہ نا کہیے گا کہ آپ کو رخصتی سے پہلے حور سے ایک ملاقات کرنی
ہیں۔۔۔ اس سے پہلے کا یان کچھ بولتا جب فجر کے بعد جلدی سے دعا
بولی تھی۔۔۔۔

نہیں دعا ایسی کوئی بات نہیں میں تو تم دونوں کو تمہارے شوہر کی
حرکتوں کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں وہ جو تم دونوں کے جانے کے بعد
کر رہے تھے۔۔۔۔

کیا کہا ہیں۔۔۔ کایان کی بات سن کر دوسری طرف دونوں کی بروقت
آواز نکلی تھی۔۔۔ جس پہ ضارب اور آیان نے پھر سے ایک بار موبائل
لینا چاہا لیکن کایان اپنا موبائل والا ہاتھ پیچھے کرتا

اس کو گھورتاناں میں سر ہلاتا ان دونوں کو منع کر رہا تھا۔۔۔۔ جس پہ
وہ ناچاہتے ہوئے ں بھی خاموشی سے بیٹھ گئے تھے۔۔۔ جب کہ

زیان خاموشی سے یہ سب دیکھ رہا تھا

وہ دونوں کہہ رہے تھے ہماری بیویاں اگر کسی شادی میں میک اپ کے
بغیر جائے یہ ہو ہی نہیں سکتا اور اگر وہ میک اپ کے علاوہ خوبصورت
نظر آجائے یہ بھی نہیں ہو سکتا

وہ دونوں جو کایان کی بات سن کر کھڑے ہو کر اس کو روکنے ہی والے
تھے زیان کو جلدی سے کایان نے ایک زوردار ٹانگ رسید کی تھی جس
پر وہ کھڑا ہوتا ان کو سمجھا لیا تھا۔۔۔

جب کہ دوسری طرف فجر اور دعا کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا تھا۔۔۔۔ وہ
ان دونوں کو اچھی خاص سزا دینے کا ارادہ رکھتے تھی۔۔ وہ سوچ بھی
نہیں سکتی تھی کہ

کایان ان سے جھوٹ بھی بول سکتا ہیں۔۔۔۔

دعا آیان نے شایان کو یہ بھی کہا ہیں کہ تیری ماں چڑیل بننے گی ہیں تو
میرا دماغ ناکھا۔۔۔ کایان ان دونوں کو دیکھ کر

ایک بار پھر سے زیادہ آگ لگا گیا تھا۔ اسے پتا تھا اس کی بہن اپنے فیشن
پر کوئی بات برداشت نہیں کرتی ضارب اور اس کو لڑانے کے لیے ان
کے درمیان یہی بات کافی تھی۔۔۔

وہ بولنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن زیا نے ان کے منہ پر اپنا ہاتھ
رکھا ہوا تھا۔۔۔ جس کہ وجہ سے ان بیچاورں کی آواز تک نہیں نکل
رہی تھی۔۔۔ آیان کے تو پسینے چھوٹ
رہے تھے دعا کے ڈر سے۔۔۔

بھائی آپ شایان کا دھیان رکھیے گا اسے آیان کے پاس بھی نا بھٹکنے
دیکھیے گا میں تھوڑی دیر میں شایان کو لینے آ جاؤں گی یا آپ زیا م اور
شایان کو ڈرائیو کے

ساتھ یہی پر بھی دیں ہم خود ہی ان کا خیال رکھ لیں گے۔۔ فجر کو
خاموش دیکھ کر دعا ایک ایک لفظ چباتی ہوئی بولی تھی اس کی بات پر
کایان صرف او کے کرتا فون بند کر گیا تھا

اس کے فون بند کرتے ہی زیان نے ان دونوں کو چھوڑ دیا تھا۔ ان کو
چھوڑتے ہی کایان نے اوپر کمرے کی طرف جب کہ زیان نے باہر کی
طرف ڈوڑ لگائی تھی۔۔۔ آیان کو تو دعا

کے غصے کی فکر لگ گئی تھی اب اس کی خیر نہیں ہونے والی تھی اس کے
ہاتھوں۔ وہ اسی بات کی ٹینشن لیتا خاموشی سے اپنا سر اپنے ہاتھوں میں
گراتا صوفے پر گرنے والے سٹائل میں بیٹھا تھا۔ جب کہ ضارب
ایک نظر آیان کو دیکھتا سرخ چہرہ لیے فجر کو فون ملاتا اپنے کمرے کی
طرف بڑھ گیا تھا

وہ مسلسل فجر کو کال ملا رہا تھا لیکن فجر بار بار اس کی کال کاٹ رہی
تھی۔۔۔ اگر اس کی بیوی اس سے ناراض ہو گئی تو آج اس کے سالے کی
خیر نہیں ہونے والی تھی

اس وقت سب لوگ ہی باہر تیار کھڑے کایان کا انتظار کر رہے
تھے۔۔۔ سب باراتی ہی فل حال گاڑیوں میں بیٹھ چکے تھے۔۔۔ سب
لوگ اس وقت کایان کا انتظار کر رہی تھی جو پتا نہیں کہا رہا گیا تھا
زیان ضارب اور آیان تینوں ہی اس وقت تپے ہوئے تھے اس پر
۔۔۔۔ بعد میں کایان زیان کے روم میں آیا تھا ان دونوں میں بحث
ہوئی تھی ہمیشہ کی طرح۔۔۔ جس پر کایان نے کنزہ کو کال کر کے اچھا
خاصہ اس سے جھوٹ بولا تھا۔۔۔ جس پر کنزہ خاموشی سے فون کاٹ گئی
تھی بات اس نے یہ کی تھی کی اوشہ سے شادی زیان نے اپنی مرضی
سے کی تھی۔۔۔ ناکہ کسی پریشتر میں آکر

جس کی وجہ سے کنزہ نے بغیر کی بھی جواب دیے فون کاٹ دیا تھا
۔۔۔ اور بعد میں کایان نے زیان سے مار بھی کھائی تھی اب زیان اچھا
خاصہ پریشان ہو رہا تھا وہ اپنا فون
بھی یہی پر چھوڑ کر گئی تھی۔۔۔ زیان نے دعا فجر سب کو کال کی تھی وہ
کنزہ سے اس کی بات کروادیں لیکن کنزہ نے یہ کہہ کر بات نہیں کی تھی
وہ بڑی ہیں بعد میں بات کریں گی
اب زیان کا دل کر رہا تھا اس کا منہ توڑ دیں۔۔۔ لیکن پھر وہ اس کی شادی
کا خیال کرتا وہ اپنے آپ کو رو گیا تھا۔۔۔ یہی حال ضارب کا بھی تھا
۔۔۔ وہ بھی اس کو فون فون کر کے تھک گیا تھا
لیکن فجر نے اس کی ایک کال نہیں اٹھائی تھی۔۔۔ وہ جانتا تھا وہ ان سب
چیزوں کو لے کر کتنی سینسٹیو ہیں وہ ان پر مذاق برداشت نہیں کرتی اور
اس کے سالے نے

وہی مذاق اس کے ساتھ کیا تھا۔۔۔ زیام کو اس نے خود تیار کیا تھا جو
اس وقت زیان کی باہوں میں تھا۔ شایان کو آیان نے اٹھایا ہوا تھا جب
کہ ضارب نے ارجمان کو

اٹھایا ہوا تھا۔ پھول خانزادہ اپنی تمام تر وجاہت کے ساتھ وہاں پر کھڑا
تھا۔۔۔ وہ ان سب شاہوں سے الگ اپنی پٹھائی نقوش کے ساتھ
ماحول پر چھایا ہوا تھا۔ اس نے بھی سب کے ساتھ

میچنگ کی تھی۔۔۔ اس سے پہلے کوئی کایان کو بلانے جاتا جب کایان
اپنی تمام تر وجاہت کے ساتھ چہرے پر خوشی کے رنگ بکھیرے چھ
فٹ کے قد کو لے کر وہ باہر نکلا تھا

اس کو دیکھ کر سب نے دل میں ہی ماشاء اللہ بولا تھا لیکن ان کے
چہرے سپاٹ تھے۔۔۔ جس کو دیکھ کر کایان نے اپنی مسکراہٹ دبائی
تھی۔۔۔ وہ آج ان سب کے لیے لڑا کو پھپھو بنی تھی جو ہر شادی میں

لڑائی کرواتی تھی اس وقت کایان کریم کلر کی شیراونی پہنے اوپر سے
میرون واسکٹ پہنے جو کہ حور کے لہنگے کے ساتھ میچ ہوتی تھی
۔۔۔۔۔ پاؤں میں بلیک چمچماتا شوز پہنے بھورے بالوں کو جیل سے سیٹ
کیے

نبلی آنکھوں میں چمک لیے وہ بلا کا حسین لگ رہا تھا۔۔۔۔۔ باقی سب
لوگ اس وقت بلیک کلر کی شلوار قمیض پہنے اس پر بلیک ہی واسکٹ پہنے
وہ سب لوگ بھی کسی ریاست کے شہزادے لگ رہے
تھے۔۔۔۔۔ زیان اپنی جیب پانچ پانچ ہزار والے بہت سے نوٹ نکالتا
ادھے

زیام کو دیتا اور آدھے خود لیتا سپاٹ چہرے کے ساتھ کایان کی طرف
بڑھا تھا۔۔۔۔۔ زیام کو زیان نے منالیا تھا۔۔۔۔۔ جس کی وجہ سے اب
ان دونوں کے درمیان سب کچھ ٹھیک تھا

وہ اس کے پاس پہنچ کر ناجانے کتنے ہی پیسے اس کے سر پر سے وار چکے
تھے۔۔۔۔ اس کی دیکھا دیکھی میں زیا م نے بھی بالکل ایسا ہی کیا تھا
۔۔۔۔ وہ دونوں پیسے وار کر پاس کھڑے ملازم کو دے گئے
تھے۔۔۔۔ پھر سب نے ہی باری باری اس کے سر پر سے پیسے وارے
تھے۔۔۔۔ لیکن اس سے بات صرف پھول خانزادہ نے کی تھی باقی سب
ہی خاموش رہے تھے۔۔

جو کایان نے ان لوگوں کے ساتھ کیا تھا۔۔۔ اس کے بعد اگر کایان کی
شادی ناہوتی تو سب نے اس کے چہرے کا حشر بگاڑ دینا تھا جواب خوشی
سے چمک رہا تھا اس وقت پھول خانزادہ بھی بلیک شلوار قمیض کے اوپر
بلیک ہی واسکٹ پہنے بھورے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے چھ فٹ سے
نکلتے قد کے ساتھ وہ سب سے زیادہ خوبصورت لگ رہا تھا

اس کا قد سب شاہ برادرز سے دو انچ بڑا تھا۔۔۔ چٹانی سینہ چاکلیٹ
آنکھوں میں سنجیدگی سمیٹے وہ کایان سے بات کر رہا تھا۔۔۔ ارجمان کو
ضارب نے اٹھایا ہوا تھا

شایان کی نیند پوری نہیں ہوئی تھی جس کی وجہ سے وہ اپنے باپ کے
کندھے پر سر رکھ کر سو رہا تھا۔۔۔۔۔ کچھ پلوں بعد وہ تھوڑا سا چہرہ نکلا
کر دیکھ لیتا نہیں تو پھر سو جاتا۔۔۔۔۔

سب لوگ ہی گاڑی میں بیٹھ چکے تھے۔۔۔۔۔ اس وقت بارات میرج
ہال کی طرف روانہ ہو چکی تھی۔۔۔۔۔ کایان کے ساتھ صرف زیام اور
ارجمان تھا باقی سب لوگ اپنی اپنی الگ گاڑیوں میں آرہے تھے۔

اس وقت رات کے گیارہ بج رہے تھے۔۔۔ سب لوگوں نے ہی کھانا کھا لیا تھا۔۔۔ مردوں اور عورتوں کی سائیڈ علیحدی تھی درمیان میں ایک پردہ تھا۔۔۔ لیکن عورتوں اور مردوں کے درمیان میں ہی ایک سٹیج بنایا گیا تھا جہاں سے سب کو دلہا اور دلہن آرام سے نظر آ

سکیں۔۔۔۔۔ اس وقت سب لڑکے ہی سٹیج پر موجود تھے۔۔۔۔۔ جب کی دلہن کو ابھی نہیں لایا گیا تھا۔۔۔ ضارب نے ناجانے کتنی ہی بار فجر کو مخاطب کیا تھا لیکن اس نے اسے کوئی ریسپانس شو نہیں کروایا تھا وہی دوسری طرف دعا مانا جانے کیا کیا آیان کو سنا گی تھی آیان نے اپنی بے گناہی کا

ثبوت دینے چاہا لیکن دعا اس کی سنے بغیر اپنی سناتی چلی گی تھی آیان بیچارے نے اس کی ایک ایک بات سر جھکا کر سنی تھی۔۔۔ اور وہ شایان کو اپنے ساتھ لیتی چلی گی تھی

اس وقت ضارب فجر کو دیکھ رہا تھا اور آیان دعا کو جو دونوں ہی ساتھ
کھڑی نا جانے کن باتوں میں گم تھی۔۔۔ وہ دونوں ہی اس وقت بلیک
کالر کے خوبصورت لہنگے پہنے بالوں کو کھلا چھوڑیں
چہرے پر ہلکا ہلکا میک اپ کیے بہت زیادہ حسین لگ رہی تھی۔۔۔ ان
کے بلاؤز کے بازو مکمل ان کی کلائیوں تک آرہے تھے۔ اور ان کے جسم
کا کوئی بھی حصہ نظر نہیں آرہا تھا۔۔۔۔
ڈوپٹا بھی ان کا بہت اچھے سے سیٹ کیا گیا تھا۔۔۔
ان کے ساتھ ہی معصوم سی تارا چوہدری اپنی براؤن آنکھوں میں نمی اور
خوف لے کر پھول خانزادہ کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس وقت وہ بلیک
فراک میں ملبوس تھی

وہ اس کو پہچان گی تھی صد شکر تھا کہ پھول خانزاد نے ایک بار بھی نظر اٹھا کر ادھر ادھر نہیں دیکھا تھا وہ تو یہاں بیٹھنا بھی نہیں چاہتا تھا لیکن زیان اور کایان نے ان کو زبردستی بٹھایا

ہوا تھا۔۔۔ ارجمان بھی اپنے باپ کی گود میں بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ جب کی تارا چوہدری اس چھوٹے سے بچے کو دیکھ رہی تھی جو کہ بہت ہی زیادتی اس پسند آیا تھا۔۔۔ اس کا دل کر رہا تھا اس بچے کے ساتھ کھیلنے کا اس کا بھانجا بھی بالکل ایسے ہی دکھتا تھا وہ ابھی بہت چھوٹا تھا نہیں تو وہ اسے اپنے ساتھ لے کر آنا چاہتی تھی لیکن اس کے بھائی نے اسے پیار سے سمجھایا تھا اور وہ مان گی تھی

اس کے دو بڑے بھائی تھے جس میں ایک کی شادی ہو گئی تھی اور ایک کی ابھی نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔ اس وقت وہ اپنے ناخن چبا کر کن چوری چوری ارجمان کو دیکھ رہی تھی لیکن پھر پھول خانزادہ کے سرخ

چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ اپنی نظریں جھکا جاتی تھی۔۔۔

کنزہ اس وقت خاموشی سے بشری بیگم کے پاس بیٹھی تھی اس کا لہنگا بھی دعا اور فجر کے ساتھ ملتا جلتا تھا لیکن وہ تھوڑا لگر تھا کیونکہ زیان لے کر آیا تھا جس پر اس نے چادر اوڑھی ہوئی تھی

اس نے ایک بار بھی زیان کی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔۔ جب کہ زیان نے دو تین بار زیام کو بھیج کر اس کو بلایا تھا لیکن وہ زیام کو پیار سے منع کر گئی تھی۔۔۔ اب اس نے زیام کو اپنی گود میں بٹھایا ہوا تھا زیام کے چہرے پر ناگواری تو آئی تھی اسے نہیں بیٹھنا تھا لیکن زیان اسے آنکھوں سے وہی پر بیٹھنے کا اشارہ کر گیا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ زیام کے اس بیہوشی پر اور زیادہ پریشان ہوں جس پر زیام خاموشی سے اس کی گود میں بیٹھا اس کی باتوں کا سنجیدگی سے جواب رہا تھا

۔۔۔۔۔ ابھی سب کنزہ باتیں ہی کر رہی تھی جب بشری بیگم نے اسے
حور کو لانے کو کہا تھا

جس پر کنزہ نے ہاں میں سر ہلایا تھا اور زیام کو اپنی باہوں میں اٹھاتی فجر
اور دعا کے پاس گئی تھی کچھ ہی دیر میں وہ ان کو اپنے ساتھ لیتی حور کے
کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی

جب کہ زیام اتر کر اب اپنے باپ کی گود میں جا کر بیٹھا تھا۔۔۔۔۔
بابا مجھے واشر روم جانا ہیں۔۔۔ ار حمان پھول خانزادہ کی طرف دیکھتا
معصومیت سے بولا تھا

جس پر پھول نے ار حمان کے ماتھے پر لب رکھے تھے اور اس کو اٹھا کر
واشر روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ وہ چاہتا تو اسے خود بھی بھیج سکتا تھا لیکن
وہ یہاں پر پہلی بار

آیا تھا اس لیے وہ گم بھی ہو سکتا تھا۔۔۔۔۔

واشروم کے پاس جاتے ہی پھول خانزادہ کا فون بجاتا تھا۔ وہ اسے واشروم
میں جانے کا کہتا تھوڑا سا سائیڈ ہر فون سننے چلا گیا تھا
کچھ ہی دیر میں ار حمان باہر نکلا تھا۔۔۔۔۔ اپنے باپ کو کہیں پر ناپا کر وہ
تھوڑا سا اگے اسے ڈھونڈنے کے لیے گیا تھا۔۔۔ ابھی وہ جا ہی رہا تھا
جب کسی نے اسے اپنی طرف بلایا تھا۔

بچے ادھر آو۔۔۔ تارا جو واشروم ہی جا رہی تھی ار حمان کا ادھر دیکھ کر
اس کی تودل کی خواہش پوری ہو گئی تھی۔۔۔ اس کی آواز پر ار حمان
خانزادہ ایک نظر اسے دیکھتا خاموشی سے اس کے طرف
بڑھا تھا۔۔۔ اس نے ایک سے دوسری نظر اس پر نہیں ڈالی تھی نا ہی وہ
ڈالنا چاہتا تھا۔۔۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اس کے پاس گیا تھا اس
کے پاس آتے ہی تارا گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی تھی

کیا نام ہیں آپ کا۔۔ وہ اس کے ایک ایک نقش کو غور کو سے دیکھتی
پیار سے پوچھ رہی تھی۔۔۔ اس کا ایک ایک نقش اس کے بھانجے کے
ساتھ مل رہا تھا۔۔ لیکن پھر یہ سوچ کر وہ اپنا خیال جھٹک گئی تھی کہ
ایک جیسے اس

دنیا میں سات لوگ ہوتے ہیں۔ اس کا بھانجا بھی اس پر چلا گیا ہو
گا۔۔ جب کہ ار حمان اس وقت پہلو بدل رہا تھا تارا چوہدری کا ایسے اس کا
مخاطب کرنا اچھا نہیں لگا تھا لیکن وہ بد تمیزی کر کے یا اگنور کر کے جا بھی
نہیں سکتا تھا۔ اس کی ایسی تربیت بھی نہیں کی گئی تھی جو اس کو بڑوں
سے بد تمیزی کرنا سکھائے۔۔۔ جب کہ اس کے چہرے پر غصہ دیکھ کر
تارا کی آنکھوں میں نمی چمکی تھی

کوئی بات نہیں آپ اگر نہیں بتانا چاہتے ہیں تو وہ کیا ہیں نامیرا بھانجا
بلکل آپ کی۔۔۔ تارا اپنی آنکھوں میں آئی ہوئی نمی پر قابو پاتی نرمی سے
بول رہی تھی اس سے پہلے وہ اپنی بات

مکمل کرتی جب پھول خانزادہ کی گرج دار آواز گونجی تھی جو کو سنتے ہی
تارا پر لرز اٹاری ہوا تھا۔ یہی وہ آواز تھی جو ہلد والی رات تھی۔ سب
سے زیادہ اسے در اس بات کا تھا جب آخر میں اس نے اسے دھکا دیا تھا
کہیں اس بات پر وہ

اسے سنا نادرے۔۔۔ اس نے تور ونا شروع کر دینا تھا۔۔۔ لیکن پھر
خود میں ہمت پیدا کرتی کہ وہ اپنی دوست کی شادی میں آئی ہوئی ہیں
اس نے اپنی براون خوبصورت بڑی بڑی آنکھوں سے اسے دیکھا تھا

مقابل کو خون آشام نگاہوں سے اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ جلدی سے
نظریں جھکا گی تھی۔۔۔ اگلے ہی پل مقابل اس سے نظریں ہٹاتا ار حمان
کی طرف بڑھتا اسے گود میں اٹھا گیا تھا

وہ میں۔۔ پھول خانزادہ جو بغیر مقابل پر دوسری نظر ڈالیں خاموشی سے
جا رہا تھا۔۔۔۔۔ تار نے اس کو صفائی دینی چاہی جس پہ مقابل اس کو
گھور خاموش کروا گیا تھا

اس کی گھوری کو اگنور کر کے پھر سے تار آنے کچھ کہان چاہا لیکن مقابل
کہ ڈھاڑ پر وہ خاموش ہو گئی تھی۔۔۔ وہ اسے یہ بتانا چاہتی تھی کہ اس نے
اس بچے کو بلایا ہیں اپنے پاس ناکہ وہ خود آیا ہیں
وہ سمجھ رہی تھی جس طرح اسے گھورا ہیں ویسے ہی وہ اسے بھی سزا دے
دیں گا۔۔۔

شٹ اپ۔۔۔ اور دور رہوں میرے بچے سے۔۔۔ میں تم جیسی

لڑکیوں کا سایہ بھی برادشت نہیں کر سکتا

جوانی رات کو پتا نہیں کہا بھاگ رہی تھی۔۔۔ وہ اس کی طرف خونخار

نگاہوں سے دیکھتا سرد مگر اونچی آواز میں ڈھاڑا تھا وہ اسے پہلی نظر میں

ہی پہچان گیا تھا۔۔۔ وہ پھول خانزادہ تھا جس کی نظروں سے کچھ بھی

کبھی بھی اوجھل نہیں ہوا تھا۔۔۔ اسے اس رات اتنے اندھیرے میں

دیکھ کر وہ یہی سمجھا تھا کہ وہ شاہ حویلی کی بیٹی ہیں اور گھر سے بھاگ رہی

تھی۔۔۔ جب کہ اس کی بات سن کر

مقابل کارنگ زرد پڑا تھا اس کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گے

تھے۔۔۔ وہ روتی ہوئی بھاگ گئی تھی۔۔۔ جب کہ اس کے جاتے ہی

ارحمان نے پریشانی سے اپنے باپ کی طرف دیکھا تھا جس کا چہرہ اس

وقت لہو چھلک رہا تھا اور اس کے سارے نقوش تنے ہوئے

تھے۔۔۔۔۔ جب کہ ار حمان بھی خاموش ہو گیا تھا وہ اس لڑکی کے لیے
ہمدردی جتا کر خود اپنے لیے شامت نہیں بلوانا چاہتا تھا۔

اس وقت حور اپنے تمام ہتھیاروں سمیٹ کا بیان کے پاس بیٹھی اس کے
دل میں ادھم مچا رہی تھی۔۔ اس کی اینٹری بہت ہی شاندار طریقے سے
ہوئی تھی۔۔۔ حور کر دیکھ کر پچھلے پندرہ منٹ سے ناہی
اس کی سانسیں درست ہو رہی تھی اور ناہی اس کی دل کی ڈھڑکنیں
اس کے قابو میں آرہی تھی۔۔ آج مقابل پور پور اس کی ہو جائے گی وہ
ہمیشہ کے لیے اس کے پاس ہوگی

بچپن سے تو جیسے اس نے اس کو دیکھ کر صبر کر لیا تھا لیکن جب سے وہ
اس کے نکاح میں آئی تھی۔۔۔۔۔ اس کو دل اس کو دیکھ کر گستاخیاں
کرنے پہ اتر آتا تھا۔ اس نے ان پچھلے پانچ سالوں میں کیسے خود پر
قابو پایا ہوا تھا یہ وہی جانتا تھا۔۔۔۔۔ اس کی شکل دیکھ کر زیان کا دل کر
رہا تھا اپنی بہن کو یہاں سے اٹھالیں۔۔۔ پھر اس کا درد اس کو بھی سمجھ
آئے گا۔۔۔۔۔ اس نے ادھر ادھر نظریں ڈوڑائیں تھیں اسے کنزہ کہیں
بھی نظر نہیں آئی تھی

حور اس وقت فل میروں لہنگا پہنے جس پر کوئی اور کلر سے کام نہیں کیا
گیا تھا۔۔۔ اس کو ڈوپٹا اچھے سے سیٹ کیے۔۔۔۔۔ سر پر ایک جالی والا
ڈوپٹا ڈالیں جس پر "شاہ کی روح من" لکھا ہوا تھا۔۔۔ جو بالکل اس کے
چہرے پر آ رہا تھا

جس کی وجہ سے اس کو خوبصورت چہرہ چھپا ہوا تھا۔۔۔۔۔ بالوں کا اس نے جوڑا بنایا ہوا تھا۔۔۔ اس وقت اس کا چہرہ عیاں نہں ہو رہا تھا لیکن کایان اس کا بہت ہی باریکی سے جائزہ لے چکا تھا۔۔۔ وہ یہ بتا سکتا تھا اس نے

آنکھوں پر شیڈ کون سا لگایا ہوا تھا۔۔۔۔۔ کلائیوں میں اس نے بھر بھر کر میرون رنگ میں چوڑیا پہنی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ جب کہ اس کا نیکلس میں میرون اور کریم رنگ کے ہیرے لگے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ ماتھے پر اس نے ماتھ پتی لگائی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ ناک میں بہت بڑی نتھ پہنی ہوئی تھی جس میں صرف دو موتی تھی جو اس کے لبوں کو چھو رہے تھے۔۔۔۔۔ کانوں میں جھمکے پہنے وہ کایان کا دل ڈھڑکار رہی تھی

کایان نے سب کو اپنی طرف نادیکھتا پا کر اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اس
کو اپنی طرف تھوڑا کھسکا یا تھا وہ اس سے دور بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ حور
جو سب کی نظروں سے پہلے ہی کنفیوز ہو رہی تھی

کایان کی اس جسارت پر وہ تانبے کی مانند سرخ ہوئی تھی۔۔۔۔۔ وہ پہلے
ہی اس کی نظروں سے تذبذب کا شکار ہو رہی تھی۔۔۔ اب اس کی اتنی
نزدیکی پر اس پر کپکپی طاری ہوئی تھی

وہ ڈر رہی تھی آج مقابل سے !!! پانچ سال مقابل نے اسے اس لمحے
کے بارے میں بتایا تھا !!! وہ جانتی تھی آج کی رات مقابل اس پر کوئی
رحم نہیں کرنے والا تھا !!! آج رات اس کی قربت کا سوچتے ہی اس پر
لرز اٹاری ہو گیا تھا !!! جتنا مقابل نے اس کا انتظار کیا تھا وہ آج اس کی
!!! قربت میں پگھل جائے گی

روح من بس کچھ دیر اور انتظار کر لوں تم جو یہ مجھ سے گریز برت رہی
ہوں وہ سب میں آج اپنی قربت میں ختم کر دو گا۔ تمہیں بتاؤں گا کہ
ان پانچ سالوں میں کایان علی شاہ

نے اپنی حور کا کتنا انتظار کیا ہیں۔۔ کب یہ دن آئے اور تم کب میری
آغوش میں آؤ۔۔ اور دیکھو آج میرے اللہ نے وہ دن بھی دکھا دیا
مجھے۔ تم یہ جو ڈر رہی ہوں ڈرنا بھی چاہیے تمہیں مجھ سے

وہ اس کی کمر کو اپنی مٹھیوں میں بھرتا اس کے کان کے پاس جھکتا
سرگوشی نما آواز میں بولا تھا۔ اس کی بات پر حور نے گھونگھٹ میں سے
ہی ناں میں سر ہلایا تھا

جس کو دیکھ کر کایان نے اپنی ہنسی روکی تھی۔۔ اس کی نیلی آنکھیں
گھونگھٹ میں سے ہی اس کا طواف کر رہی تھی۔۔ وہ اس کا آج کا یہ
روپ حفظ کرنا چاہتا تھا

آپ کی ہی ہیں کایان بھائی جتنا چاہیے آپ بعد میں دیکھ لیجیے گافل حال
اپنی جیب خالی کریں۔۔۔۔۔ کایان جو حور کو دیکھ رہا تھا۔۔ دعا کی آواز پر وہ
جلدی سے اس کی طرف متوجہ ہوا تھا

جو خوبصورت سادو دھ کا گلاس پکڑے ایان کو گھور رہا اپنی ناک چرھائی
کایان سے مخاطب ہوئی تھی جب کہ حور بے دردی سے اپنا نچلے لب
کاٹ گئی تھی۔۔۔ دعا کے ساتھ فجر اور ان کی

اور کچھ کزنز بھی تھی۔۔۔۔ دعا اور فجر نے اس وقت خوبصورت
ویلیوٹ کی بلیک چادر اوڑھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ کایان نے ان سب کو
اپنی طرف دیکھتا پا کر آئبر واچکائے تھے ہمیں دودھ کی پلائی کی رسم کا
تین کڑوڑ چاہیے تبھی یہ دودھ آپ کو ملے گا۔۔۔ دعا نے دودھ کے
گلاس کی طرف اشارہ کر کے کایان سے تین کڑوڑ مانگیں تھے

جب کہ آیان کو اس کی ڈیمانڈ سن کر خاصی کاڈوڑہ پڑا تھا جس پر دعائے
اسے گھورا تھا۔۔ جب کہ دعا کی بات پر فجر نے بھی ہاں میں سر ہلایا تھا
مجھے دودھ پسند بھی نہیں ہیں اور تین کروڑ میں میں پورے پاکستان کی
بھینسیں نا خرید لوں۔۔ ان کی ڈیمانڈ پر کایان نے ناک سے مکھی اڑائی
تھی۔۔ جس پر سب لڑکوں کا قہقہہ گونجا تھا

بات صرف دودھ تک محدود نہیں ہیں اگر آپ نے ہماری ڈیمانڈ
پوری نا کی تو آپ اپنی دلہن بھی ساتھ نہیں لے کر جا سکیں گے۔۔ فجر
اس کی بات سن کا اس کی نقل کرتی ہوئی ایک ادا سے بولی تھی
اس کے اتنے کیوٹ طریقے سے بولنے پر ضارب کی ڈھڑکنیں منتشر
ہوئی تھی جب کہ کایان نے بے ساختہ حور کو دیکھ کر ناں میں سر ہلایا
تھا۔۔ اگلے ہی پل وہ اپنے مینجر کو اپنے پاس بلاتا

اس سے چیک لیتا پانچ کڑوڑ کی اماونٹ لکھتا نہیں جلدی سے پکڑا گیا تھا
چیک لیتے ہی سب نے بے یقینی سے کایان کو دیکھا تھا وہ سوچ بھی نہیں
سکتے تھے اتنی جلدی انہیں

انعام مل جائیں گا۔۔ اگلے ہی پل ہودودھ کا گلاس اسے پکڑا گئے
تھے۔۔۔۔

اپنے اکیلا نہیں پینا حور کر بھی دینا ہیں اس کو گلاس منہ سے لگتا دیکھ کر
فجر جلدی سے بولی تھی

نہں میں سارا خود پیوں گا حور کو دیا تو اس کا گھونگٹ اٹھانا پڑے گا جو
میں بلکل نہیں چاہتا۔۔ کایان ایک ہی سانس میں دودھ پیتا گلاس خالی
کرتا دعا کو واپس دے گیا تھا۔

کچھ ہی دیر میں زیاں اور آیان نے اپنی بہن کو رخصت کیا تھا۔۔ حور جو اتنی ایمو شغل رخصتی پر رونے ہی والی تھی آیان اس کو یہ کہہ کر منع کر گیا تھا کہ

چڑیل جانا تو تو نے اسی گھر میں ہی ہیں کیوں رو کر اپنا سارا میک اپ " خراب کریں گی " جس پہ حور ناچاہتے ہوئے بھی خاموش ہو گئی تھی۔۔۔ جب کہ اس کی بات سن کر زیاں نے اسے گھورا تھا

کایاں اور حور ایک ہی گاڑی میں تھے۔۔۔ باقی سب بھی ان سے پہلے حویلی چلے گئے تھے کیونکہ وہ حور کا گرینڈ ویلکم کر سکیں۔۔۔ دعا فجر کنزہ اور تارا ایک ہی کار میں گئے تھے جو کار دعا نے ڈرائیو کی تھی وہ اس وقت اپنے شوہروں کی شکل تک نہ دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔ جب کہ ضارب آیان اور زیاں اپنی بیویوں کو گھر جو کر منانے کا ارادہ رکھتے تھے۔

اس وقت رات کے بارہ بج رہے تھے۔ ایک بجنے میں کچھ ہی ٹائم رہ گیا تھا۔۔۔ کایان کو اس کے دوستوں نے اپنے پاس روکا ہوا تھا۔۔۔ یہ بھی زیان کا پلان تھا۔۔۔ جو کچھ آج اس نے کیا تھا۔۔۔

اس کا بدلہ تو ان سب نے مل کر لینا تھا۔۔۔ ان سب نے ہی اپنی بیویوں کو منالیا تھا۔۔۔ آیان نے تو باقاعدہ اپنے سر کی قسم کھائی تھی تب جا کر دعا نے اس پر یقین کیا تھا۔۔۔

ایک صرف کنزہ ہی تھی جس کو زیان پر یقین نہیں آیا تھا۔ وہ اس وقت تو نارمل ہو گئی کیونکہ وہ اپنے رشتے کا تماشہ کسی تیسرے کو نہیں دکھانا چاہتی تھی۔۔۔ اس نے زیان سے بات نہیں کی تھی

فجر تو خاموشی سے ہی مان گی تھی۔۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ

ضارب اس سے دوبارہ ناراض ہوں وہ کایان سے بعد میں پوچھنے کا ارادہ رکھتی تھی کہ اس نے کب سے لڑا کو پھپھو والا کام شروع کر دیا ہیں اس وقت کنزہ دعا اور فجر تینوں ہی کایان کے کمرے کے باہر کھڑی تھی۔۔۔ تاکہ وہ یہاں پر بھی کایان کو لوٹ سکیں جب کہ آیان ضارب اور زیان وہ تینوں کایان کے لیے سپرائس تیار کر رہے تھے

جب کہ کایان بیچارہ اس وقت اپنے دوستوں میں پھنسا بیٹھا تھا۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہی کہ آج یہ سب اسے چھوڑ کر کہاں چلے گئے ہیں۔۔۔ باقیوں سے تو اسے امید بھی نہیں تھی۔۔۔ لیکن زیان

بھی اس کا ساتھ چھوڑ دیں گا ایسی امید نہیں تھی اسے۔۔۔۔۔ لیکن جو کچھ آج اس نے کیا تھا اس کے ساتھ اس کے بعد اس سے یہ امید لگائی جا سکتی تھی۔۔۔۔۔ اپنے کارنامے یاد کرتے ہی اس نے اپنا نچلے لب زوروں

سے لبوں میں دبایا تھا۔۔۔۔۔ وہ ان جوان سب کے ساتھ کر کے آیا تھا
اس کے بعد وہ امید رکھ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس کا کوئی ساتھ دیں گا
۔۔۔۔۔ یہ دنیا مکافات عمل ہیں لیکن

اسے سزا اتنی جلدی مل جائے گی وہ یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ اس
نے اپنے سامنے بیٹھے پھول خانزادہ کو التجائیہ نگاہوں سے دیکھا
تھا۔۔۔ اسے بھی اب کایان پر رحم

آ رہا تھا۔ اور وہ اگلے ہی پل اسے جانے کی اجازت دے چکا تھا
۔۔ کایان ابھی تک کریم رنگ کی شلوار قمیض پہنے ہوئے تھا۔ اس نے
اپنی واسکٹ اتار دی تھی اس کی جگہ اس نے خوبصورت میرون رنگ کی
کڑھائی والی شال لی ہوئی تھی۔۔ جس میں وہ بہت زیادہ ہی خوبصورت
لگ رہا تھا۔۔۔ اس کی نیلی آنکھیں اس وقت اپنی روح من کو دیکھنے
کے لیے بے تاب ہو رہی تھی۔ اس کا دواشہ روپ یاد کرتے ہی کایان

کی آنکھیں پل میں خمار آلودہ ہوئی تھی۔۔۔۔۔ وہ لمبے لمبے گ بھرتا کچھ
ہی پل میں اپنے

کمرے کے پاس پہنچا تھا۔۔ اپنے کمرے کے باہر وہ ان تینوں کو کھڑا
دیکھ کر اپنا نچلے لب زور سے اپنے دانتوں تلے دبا گیا تھا۔۔ جب کہ کایان
کو دیکھ کر ان سب نے

اپنا ہاتھ اس کے آگے کیا تھا جس پہ کایان نے آئبر واچکا کر ان کو دیکھا
"تھا جیسے کہنا چاہ رہا ہوں" ابھی بھی ہوئی کثر باقی رہتی ہیں

اندر جانا ہیں تو ہمارا حق ہمیں دیں اور جائیں۔۔۔۔۔ فجر اس کے ابھرو
اچکانے پہ اس کے کارنامے یاد کرتی دانت پیس کر بولی تھی۔۔۔۔۔ اس
کی بات پر سب نے ہاں میں سر ہلایا تھا

یہ جو تم دونوں نے مجھے پہلے لوٹا ہیں وہ آپس میں بانٹ لینا اور یہ کنزہ کا
گفٹ۔۔۔۔۔ وہ اپنی جیب سے ایک خوبصورت سا کیس نکالتا کنزہ کو دیتا
ان کو ہری جھنڈی دکھا دیا تھا۔۔۔۔۔

کنزہ ابھی وہ کیس کھولتی جب دعا جلدی سے اس کے ہاتھوں سے لے کر
خود کھول گئی تھی۔۔ اس میں بہت خوبصورت ڈائمنڈ کا بریسلٹ تھا
۔۔۔۔ جس کو دیکھتے ہی ہو کنزہ کو واپس کر گئی تھی

تو ٹھیک ہیں پھر اپ اندر نہیں جاسکتے جب تک ہمیں ہمارا حصہ نہیں
ملیں گا۔۔ دعا اور فجر دروازے کے سامنے کھڑی ہوتی ایک ساتھ بولی
تھی

ان کی بات پر کایان جنجنھلاٹا ہوا اپنی بھوری بیئر ڈپہ ہاتھ پھیرتا اپنی
جیب سے اور دو ڈبیان نکالتا ان کو دے گیا تھا۔۔۔۔۔۔ وہ ان کو اچھا
خاصہ تنگ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا لیکن پہلے اتنی لیٹ ہو گئی تھی

وہ اور لیٹ نہیں کرنا چاہتا تھا یہ ناہو اس کی حور سو جائے اسے تو نیند بھی
بہت زیادہ آتی تھی۔۔۔۔ وہ اپنا اپنا تحفہ لیتی مسکراہٹ دباتی وہاں سے
چلی گئی تھی

یہ تحفے اسے آمنہ بیگم نے دیے تھے۔ تاکہ وہ ان سب کو دے سکیں

انہوں نے ایک نظر پیچھے مڑ کر کا بیان کو دیکھا تھا کو اب گہرے سانس
بھرتا اندر بڑھ گیا تھا اس کے دروازہ بند کرتے ہی سب کا ایک زوردار
قہقہہ گونجا تھا۔۔۔۔ اب جو اس کے ساتھ ہونے والا تھا۔۔۔ وہ تصور
میں سوچ کر اتنی خوش ہو رہی تھی۔ اگر وہ یہ سب کچھ لائیو دیکھتی تو
ان کا کیا حال ہوتا۔

کایان دروازہ بند کرتا اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیر کر پلٹا تھا۔۔۔ کمرے میں اس وقت نیم اندھیرا تھا۔۔۔ پورا کمرہ گلاب کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔ کایان کو پھول نہیں پسند تھے لیکن اس نے یہ سب کچھ اپنی حور کے لیے کیا تھا۔ کمرہ میں اس وقت ہیٹر چل رہا تھا جس سے کمرے کے ٹمپرچر اچھا خاصہ گرم تھا۔۔۔ پورا بیڈ بھی گلاب کی پتیوں سے

بھرا ہوا تھا۔۔۔۔۔ کمرے میں بھی گلاب سے ایک بہت بڑا دل بنایا گیا
تھا۔۔۔۔۔ کایان کا کمرہ بہت بڑا تھا۔۔۔۔۔ جس میں زیادتی چیزیں بھی
نہیں رکھی گئی تھیں کیونکہ کایان کو یہ سب نہیں پسند تھا
کایان کی بے چین نظر اس وقت بیڈ پر گئی تھی جہاں پر وہ وجود چہرے پر
گھونگھٹ گرائے خاموشی سے سر جھکا کر بیٹھا تھا۔ کایان چھوٹے
چھوٹے قدم اٹھاتا اس کے پاس جاتا

خاموشی سے بیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔ کایان نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر مقابل کا ہاتھ پکڑنا چاہا لیکن مقابل اپنا ہاتھ نا مخصوص انداز میں اپنا ہاتھ پیچھے کر گیا تھا۔۔۔۔

آج کی رات کیسا پردہ روح من۔۔۔ کایان اپنی آنکھوں میں خمار کی سرخی لیتا نرمی سے اس کا ڈوپٹا اس کے سر پر سے اتارتا پیار سے بول رہا تھا۔ اس وقت مقابل نے اپنے لہنگے کا ڈوپٹا کیا ہوا تھا آہسہ۔۔۔۔ ڈوپٹا اٹھاتے ہی کایان کی ایک زوردار چیخ بلند ہوئی تھی۔۔۔۔ وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھتا جلدی سے بیڈ سے کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔ ضارب اور آیان جو صوفے کے پیچھے ہی چھپے بیٹھے تھے ان سے اپنا قہقہہ روکنا مشکل ہو گیا تھا اگلے ہی پل وہ قہقہہ لگاتے صوفے کے پیچھے سے کھڑے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ ان کو دیکھ کر کایان نے اپنی مٹھیاں بھینچی تھی

اس نے اپنی سرخ آنکھوں سے بیڈ کی طرف دیکھا تھا جہاں پر زیان فل
میر وں لہنگا پہنے ڈپٹا سر پر جمائے اپنا سانس روکے نیچے جھک کر بیٹھا تھا
۔۔۔ اس کا قد بہت بڑا تھا جس کی وجہ سے کایان کو شک ہو سکتا تھا
کایان کا سرخ چہرہ دیکھ کر زیان کا قہقہہ کمرے کی زینت بنا تھا۔۔۔۔۔ وہ
اپنی سبز آنکھوں میں شوخ پن لیے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ جس کا
دل کر رہا تھا مقابل کا منہ توڑ دیں

اگلے ہی پل زیان اپنا ڈوپٹا اور لہنگا اتار تاجڑا ب اور آیان کو مخصوص
اشارہ کر گیا تھا۔۔۔۔۔ جس کو سمجھتے ہی انہوں نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔
اس سے پہلے کایان ان سب پہ لعنت بھیجتا اپنے اندر اٹھتے اشتعال پر قابو
پاتا باہر کی طرف بڑھتا جب ضارب اور آیان جلدی سے دروازے کے
سامنے آتے اس کو

دیکھ کر ناں میں سر ہلا گئے تھے۔۔۔۔۔

خاموشی سے پیچھے ہو جاو ورنہ تم سب کو میں ج زندہ نہیں چھوڑوں گا
۔۔ وہ ان کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھتا اونچی

آواز میں ڈھاڑا تھا۔ جس پر ان دونوں نے اپنی مسکراہٹ روک کر
ناں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔ حور اس وقت زیان کے روم میں تھی۔ وہ
جوڈر رہی تھی دعا اور فجر سے یہ پلین سن کر اس نے شکر کا سانس بھرا تھا
کہ اس کی جان بچ گئی ہیں۔۔۔۔۔ اس سے زیادہ اسے کیا چاہیے تھا
۔۔ ابھی اس نے اپنا دلہن والا روپ تباہ نہیں کیا تھا کیونکہ کنزہ چاہتی تھی
جس طرح کایان نے اسے بھائی مانا ہیں وہ بھی اپنے بہن ہونے کا فرض
نبھائے اور اس کچھ دیر کے لیے اپنی دلہن سوئپ دیں۔۔۔۔۔ لیکن

تھوڑا سا تنگ کرنا

اس کا بھی تو حق بنتا تھا۔۔۔ ضارب اور آیان نے ناں میں سر ہلا کر
زیان کر دیکھا تھا جو آنکھوں سے اسے کچھ اور اشارے کر رہا تھا
۔۔۔ جس کر دیکھ کر انہوں نے پھر سے ہاں میں سر ہلایا تھا
آج جاونا بے چین کر کے مجھے۔۔۔

جان جاں دل دکھانا بری بات ہیں۔۔۔ کایان جوان دونوں کو ہٹانے کی
تگ و دو کر رہا تھا۔۔۔۔۔ زیان کی گھمبیر آواز پر اس نے
پیچھے مڑ کر اسے دیکھا تھا جو بیڈ پر موجود گلاب کی پتیاں اپنے چہرے پر
ایک ادا سے پھینکتا کایان کے دیکھنے پر اسے ذو معنی اشارہ کرتا اور زیادہ
سلا گیا تھا

ہم ٹرپتے رہے گے یہاں رات بھر۔۔۔۔۔ اس کا غصے سے سرخ چہرہ
دیکھ کر زیان نے ایک اور فقرہ کہا تھا۔۔۔ جس کو سن کر ضارب اور آیان
بھی بیک وقت اس کے پیچھے بولتے

کایان کو دونوں طرف سے اپنے شکنجے میں لیتے بیڈ کی طرف بڑھے تھے
اسے بیڈ کی طرف آتا دیکھ کر زیان جلدی سے بیڈ سے اتر اٹھا
۔۔۔ جب کہ کایان اپنا پور زور لگا کر خود کو چھڑوانے کی کوشش کر رہا
تھا۔

وہ دونوں اس کر بیڈ پر بیٹھتے اس کی ہی شال سے اس کے ہاتھوں کو
باندھ گئے تھے۔۔ جب کہ زیان نے اسے کنٹرول کیا ہوا تھا۔۔۔ جو
ان لوگوں کو گالیاں نکال رہا تھا۔۔ جس پر سب لوگ اپنی مسکراہٹ
روک رہے تھے

اب وہ لہنگے کا ڈوپٹا اٹھاتے جو زیان نے کیا ہوا تھا وہ اس کے پیروں کا
باندھ گئے تھے۔۔۔۔۔ جب کہ کایان صرف ان کی گرفت پر
پھڑپھڑا کر رہ گیا تھا۔۔۔۔

جب کہ وہ تہیوں وں اب اسے کے سامنے بیٹھ گئے تھے زیان
درمیان میں بیٹھا ہوا تھا جب کہ وہ دونوں اس کے ارد گرد
۔۔۔۔۔ کایان کی حالت کا وہ مزہ لے رہے تھے۔۔

تو کہاں تھا گانا جو ہم گارے تھے۔۔ زیان نے اس کی باتوں کو اگنور
کرتے ہوئے ضارب اور آیان کی طرف پر سوچ نگاہوں سے دیکھتے
ہوئے جانے کی کوشش کی تھی۔۔ جس پر وہ دونوں ہی بھی زیان کی
طرف پر سوچ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے

ہمممم۔۔۔ ہم ترپتے رہے گے رات بھر۔۔۔ زیان کو دیکھ کر ضارب
نے ناں میں سر ہلایا تھا اسے تو یاد بھی نہیں آیا تھا۔۔۔ لیکن آیان نے
جلدی سے زیان کو سوچ کر بتایا تھا جس پر کایان نے اسے گھورتھا

مجھے جانے دوں میں کہہ رہا ہوں ورنہ میں نے وہ کرنا ہیں تم سب کے
ساتھ تم لوگ سوچ بھی نہیں سکتے۔۔۔ کایان زیان کو پھر سے شروع
ہوتا دیکھ اونچی آواز میں غرایا تھا

تم نے جو ہمارے ساتھ کیا ہیں اس کے بعد لگتا ہیں کہ ہم تمہیں جانے
دیں گے۔۔۔ آج تم ایسے ہی بیٹھے رہوں گے۔!!! تم شروع
کروں۔۔۔ اس کی بات سن ضارب اس کو آنکھیں دکھاتا ڈھاڑا تھا
جب کہ آخر بات میں اس نے زیان کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔ جو اس کا
اشارہ سمجھتے ہی ہاں میں سر ہلا گیا تھا۔۔۔ آیان بھی اس کے ساتھ
گانے کے لیے تیار تھا

تم تو آرام کی نیند سو جاؤ گے
بے وفا بے مروت ہیں ان کی نظر۔۔۔

زبان نے پہلے فقرہ اس کی پنڈلیوں کو چھوتے بے باقی سے کہا
تھا۔۔۔ لیکن پھر اسے کھا جاوالی نظروں سے خود کی طرف دیکھتا پا کر
اس نے دوسرا فقرہ معصوم بن کر کہا تھا۔۔۔ جس پر ان دونوں کا قہقہہ
گو نجا تھا۔۔۔ جب کہ کایان بے بسی سے دیکھ رہا گیا تھا۔۔۔ انہوں نے اس
کی اس خوبصورت نائٹ کو

خراب کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی تھی۔۔۔۔۔

بس کردوں تم سب اور یہاں سے جاو۔۔۔۔۔ کایان ان سب کی شکلیں
دیکھتا ڈھاڑا تھا۔۔۔ جس پر سب نے ہی ایک ساتھ ناں میں سر ہلایا تھا
تمہیں گانا پسند نہیں آ رہا تو بتادوں یوں ڈھاڑنے کا کیا مطلب ہیں پیار
سے بولوں ہم تمہیں آج رات پیار کرنے کے لیے ہی یہاں پر بیٹھے ہیں
میری جان۔۔۔ ضارب اس کے قریب ہوتا اس کے چہرے پر اپنی

سانسیں

چھوڑتا ایک ادا سے بولا تھا۔۔۔ جب کہ کایان نے اس کی یہ بے
شرموں والی اداؤں کو دیکھ کر اپنا چہرہ پھیرا تھا۔۔۔۔۔ وہ سوچ بھی نہیں
سکتا تھا کہ یہ سب لوگ اتنے کمین *** نکلے گے

چل بھائی آیان اب توں اپنی سریلی آواز میں سید کایان علی شاہ کو گانا سنا
ایسا گانا ہوں جس سے یہ اپنے سارے دکھ بھول جائے۔۔۔ ضارب
کایان کے منہ پھیرنے آیان سے مخاطب

ہوا تھا جو اپنی گردن پر اپنی انگلی پھیرتا اپنے گلے کو صاف کرنے کی
کوشش کر رہا تھا۔۔۔

چھوٹے شاہ تو نے کوئی بکو اس کی تو میں تیری جان لے لوں گا۔۔ اس کو
شروع ہوتا دیکھ

کر کایان اس کی نیلی آنکھوں میں اپنی نیلی آنکھیں گاڑتا ڈھاڑا
تھا۔۔ اس وقت کایان کی حالت دیکھ کر آیان کو ترس ضرور آرہا

تھا۔ لیکن پھر اس نے آج جو دعا سے دانٹ کھائی تھی اس کا بدلہ بھی تو لینا تھا اس نے

اس نے آج بڑی مشکل سے خود کو دعا سے بچایا تھا۔

اگلے ہی ہل وہ کایان کو دیکھتا اپنے چہرے پر شرارت سجاتاناں میں سر ہلا گیا تھا۔۔۔ جس ہر کایان نے اس کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا

اس سے پہلے وہ گانا شروع کرتا جب ان تینوں کا موبائل ایک ساتھ بجا

تھا۔۔۔ ایک نظر انہوں نے کایان کو دیکھا تھا جو اپنے چہرے پر بے

بسی غصہ اور پریشانی سجائے انہیں دیکھ رہا تھا پھر ان تینوں نے

ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر اپنا اپنا موبائل نکالا تھا۔۔۔ موبائل پر

اپنی بیویوں کے نمبر دیکھ کر وہ جلدی سے کال پک کر گئے

تھے۔۔۔ کایان بس اب ان تینوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ جو دوسری طرف

سے کی گئی بات پر

ہاں میں سر ہلاتے کھڑے ہوئے تھے۔۔۔

جب کہ ان کو کھڑا ہوتا دیکھ کر کایان نے نا سمجھی سے ان کی طرف دیکھا
تھا جو نا جانے کہا جا رہے تھے اسے اس حال میں چھوڑ کر

چل بھائی چھوڑ دیں اس ترسے ہوئے دلہے کو کہیں یہ مر ہی نا

جائے۔۔ ضارب اپنے کالے بالوں میں ہاتھ پھیرتا احسان کرنے والے
انداز میں بولا تھا۔ اس کے احسان پر کایان نے اسے آئبر واچکا کر دیکھا تھا

۔۔۔

سیدی طرح کیوں نہیں بول دیتے کہ تم سب کی بیویوں کا حکم ملا ہیں

اس لیے جا رہے ہوں۔۔۔ کایان ان کے احسان پر سلگتا ہوا بولا تھا

۔۔۔ ان کی شکلیں دیکھ کر ہی پتا چل گیا تھا

کہ ان سب کی بیویوں کا ہی فون آیا تھا۔۔۔۔۔ جب کہ اس کے اتنے
ایڈیوڈ پر ضارب اس کے پاس آتا زور سے اس کے ناک پہ مکہ جڑ گیا تھا
۔۔۔۔۔ جس پر کایان اس کو گھورتا کراہ کر رہ گیا تھا
رسی جل گی پربل نا گیا۔۔ اس کو اپنی طرف گھورتا پا کر ضارب نے ایک
ادا سے یہ جملہ بولا تھا۔ جب کہ آیان کایان کے ہاتھ اس کی شال سے
آزاد کر وار ہا تھا۔ جب کہ زیان نا جانے کن
خیالوں میں گم تھا۔۔۔۔۔ کایان خود کو آزاد کرواتا جلدی سے بیڈ سے
کھڑا ہوا تھا۔۔ جب کی ضارب اور آیان اس کو آنکھ دنک کرتے خاموشی
سے بار جا چکے تھے۔۔ اب صرف زیان یہاں پر موجود تھا۔ کیونکہ کنزہ
نے حور کر لانا تھا اس لیے وہ واپسی پر کنزہ کو اپنے ساتھ لے جانے کا ارادہ
رکھتا۔۔ جب کہ کایان اس وقت ان مصیبتوں سے جان چھوٹنے پر دل

میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہی تھی۔۔۔۔۔ کایان اپنا بیڈ ٹھیک کرتا
زیان کے پاس جاتا اس کے منہ پر ایک مکہ جڑ گیا تھا۔ وہ جو ناجانے کن
سوچوں میں گم تھا اس اچانک افتاد پہ اس نے گھور کر کایان کو دیکھا تھا۔
بے غیرت انسان میں نے تیرے لیے کیا کیا نہیں کیا اور ایک توں ہیں
جس نے آج کی رات بھی میرا ساتھ نہیں دیا۔ اس کو اپنی طرف
گھورتا پا کر کایان اس کا گریبان اپنی گرفت میں لیتا گھور کر بولا تھا
جس پر زیان نے اسے ایک سینے میں زوردار مکہ جڑا تھا۔ جس نے
سب کی زندگی میں آگ لگائی تھی اب وہ مکافات پر رو رہا تھا۔۔۔ زیان
اس کی گردن کے گرد اپنا بازو لپیٹتا
اس کو لے کر کمرے کے باہر گیا تھا۔ کچھ ہی دیر میں کنزہ حور کو کے
کر آرہی تھی وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی بہن اپنے ایک دن کے شوہر کو
مار کھاتا ہو ادیکھے۔۔۔۔

ان کے باہر جاتے ہی کنزہ حور کو لے کر کمرے میں گئی تھی اس وقت
حور کے چہرے پر گھونگھٹ موجود تھا۔۔۔ وہ پہلے تو بہت خوش بیٹھی
تھی۔۔۔ لیکن جب سب نے اسے کایان کے روم میں بھیجنے کا فیصلہ کیا تھا
تو اس کی شکل رونے وال ہو گئی تھی۔۔۔ جس پر سب نے یہ کہہ کر ہاتھ
کھڑے کر لیے تھے کہ وہ کایان کے ساتھ نا انصافی نہیں کر سکتے
۔۔۔ جس پر حور نے خاموشی اختیار کر لی تھی

اس وقت اس کا دل زوروں سے ڈھڑک رہا تھا۔۔۔ آنے والے
لمحات کا سوچتے ہی اس کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ گئی تھی۔۔۔ کنزہ
اس کو بیڈ پر بٹھا کر اس کا لہنگا

چاروں طرف سے پھیلاتی اس کے کان میں کچھ کہتی جس پہ حور کا چہرہ
شرم سے سرخ پڑا تھا۔۔۔ وہ اس کو صرف تنگ کر رہی تھی جب کہ
اب اس کا جسم ہلکا ہلکا کانپ رہا تھا

کنزہ اس کو اب دلا سہ دیتی خاموشی سے باہر کی طرف بڑھ گی تھی
رات کا ڈھائی بج رہا تھا۔ اس کے باہر جاتے ہی حور نے خود پر قابو پانے
کی کوشش کی تھی۔۔۔ وہ گھونگھٹ میں سے

ہی ادھر ادھر نظریں ڈوڑا رہی تھی کہ کہیں اسے چھنے کی جگہ مل جائے
لیکن پھر اپنے ہی خیالوں پر لعنت بھیجتی وہ اپنی بات کی نفی کر گی تھی اگر
وہ چھپتی بھی صبح تو

یہ کمرہ کا یان کا ہی تھا وہ اس کو ڈھونڈ ہی لیتا کہیں نا کہیں سے۔ پھر اس
کی خیر نہیں ہونے والی تھی۔۔۔ اب وہ یہ سب سوچ سوچ کر ہی ڈر
رہی تھی۔

کنزہ جو کایان کے روم سے ابھی ہی باہر نکلی تھی۔۔۔ باہر ان دونوں کو ایک دوسرے کا گریبان پکڑتا دیکھ کر اور گھوریوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھتا پا کر وہ جلدی سے ان کی طرف بڑھی تھی

چھوڑیں زیان۔۔۔ وہ زیان کا ہاتھ پکڑتی اونچی آواز میں بولی تھی زیان جو کایان کو ہی گھور رہا تھا کنزہ کے لمس پر اس نے اپنی سانس روک کر اس کی طرف دیکھا تھا

جو اپن گرے آنکھوں میں التجا لے کر اس کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ زیان اگلے ہی پل اس کا گریبان چھوڑ گیا تھا جس پر کایان بھی اس کا گریبان چھوڑتا ایک زوردار مکہ اس کے منہ پر جڑ گیا تھا

اس کا غصہ کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا۔ جب کہ اس کے اتنے زور سے مکہ مارنے پہ کایان کے ہونٹ اور ناک سے خون نکلنا شروع ہو گیا تھا جس پر کنزہ کی چیخ بلند ہوئی تھی۔۔۔

لے جاؤں اسے یہاں سے ورنہ یہ میرے ہاتھوں سے ضائع ہو جائے گا
۔۔۔ کایان کنزہ کی طرف دیکھتا جو زیان کے چہرے پر لگے خون کو دیکھ
کر پریشان ہو رہی تھی۔۔۔ اس کی بات پر کنزہ اپنے ڈوٹے کا پلو
زیان کے ہونٹ پر رکھ گی تھی اس کی گرے آنکھوں میں نمی چمکی تھی
۔۔۔ اگلے ہی وہ کایان کو شکوہ کن نظروں سے دیکھتی زیان کا ہاتھ اپنی قید
میں لیتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ
گی تھی جب کہ زیان بس اس کے ساتھ چلا جا رہا تھا۔۔۔ جب کہ کایان
ان کو دیکھتا اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اپنے کمرے کی طرف
بڑھ گیا تھا۔۔۔

کنزہ روم میں داخل ہوئی اس کے پیچھے ہی زیان بھی داخل ہوا تھا
۔۔ کنزہ نے ابھی تک اس کا ہاتھ نہیں چھوڑا تھا۔۔۔ وہ دروازہ بند کرنے
کے لیے مڑی ہی تھی جب اس کی نظر زیان پر پڑی تھی۔ جو اپنی
آنکھوں میں محبت کے جذبات لیتا اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ وہ
اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دیکھتی جلدی سے چھوڑ گی تھی۔۔۔ یہ سب
غیر ارادی طور پر ہوا تھا۔۔۔

اس کا نکلتا خون دیکھ کر کنزہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا لیکن اب اس کو پھر
سے اپنی آنکھوں میں محبت کے دیپ جلاتا دیکھ کر وہ اس کا ہاتھ چھوڑ گی
تھی

وہ نہیں چاہتی تھی کہ مقابل کسی بھی قسم کی کوئی خوش فہمی
پالیں۔۔۔ جب کہ زیان جس کا دل ڈھڑک ڈھڑک سینے کی دیواریں
توڑ کر باہر آنے کو بے تاب تھا

وہ اس کے ہاتھ چھوڑنے پر اچھا خاصہ بد مزہ ہوا تھا۔۔۔

یہاں پر بیٹھیں میں اسٹیمینٹ لیں کر آتی ہوں۔۔۔ وہ زیان کی نظریں خود پر محسوس کرتی اپنے چہرے کو سپاٹ بناتی

جلدی سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گی تھی۔۔۔ اس کے چہرے پر تھوڑی دیر پہلے والی پریشانی کہیں بھی نظر نہیں آرہی تھی۔۔۔۔۔ جب کہ زیان اس کو جاتا دیکھ کر خاموشی سے بیڈ پر بیٹھ گیا تھا

اگلے ہی پل کنزہ ڈریسنگ روم سے کاٹن اور آئیٹمنٹ لے کر باہر نکلی تھی۔۔۔ وہ اپنے چہرے کو سپاٹ بناتی اس کی طرف بڑھتی نرمی سے کاٹن سے اس کا کے ہونٹ پر لگا سارا خون صاف کر گی تھی۔۔۔۔۔ جب کہ زیان اس کے اتنے سپاٹ ری ایکشن پر اپنا نچلے لب زوروں سے اپنے دانت سے کچل گیا تھا۔۔۔ جس پر کنزہ نے پٹپا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔ اس کا ہونٹ اور زیادہ خراب ہو سکتا تھا

وہ جلدی سے اس کو گھورتی اس کے دانتوں سے اس کے لبوں کو اس
کے دانتوں سے ازاد کروا گی تھی۔۔۔۔ جس پر زیان کا دل شدت سے
ڈھڑکا تھا۔۔۔ وہ پھر سے اس کو ایک نظر دیکھتی

جو اس کو ہی دیکھ رہا تھا وہ جلدی سے اپنی نگاہیں جھکا گی تھی۔۔۔۔ اس
کی اتنی نزدیکی پر زیان کا دل شدت سے ڈھڑک رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا
جیسے ابھی سینے کی دیواریں توڑ کر باہر

آجائے گا۔۔۔۔

کنزہ خاموشی سے اسے آئینٹ لگاتی واپس مڑ ہی رہی تھی جب زیان اس
کی کلائی اپنی مضبوط گرفت میں لے گیا تھا وہ یہ سب ناراضگی ختم کرنا
چاہتا تھا۔۔۔۔

کنزہ جس کا چہرہ دوسری طرف تھا۔ وہ گہری سانس بھرتی واپس مڑی
تھی۔۔۔ اس نے ایک نظر اپنی کلائی کو دیکھا تھا اور دوسری نظر زیان
کو دیکھا تھا جو آنکھوں میں التجا لے کر اس کو دیکھ رہا تھا

ہاتھ چھوڑیں میرا۔۔ وہ اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑاؤنے کی
کوشش کرتی اپنے لہجے کو سپاٹ بناتی ہوئی غصے سے بولی تھی جس پر
زیان نے ناں میں سر ہلایا تھا

مجھے معاف کر دوں جان زیان۔۔ میری سزا ختم کر دوں میں وعدہ کرتا
کبھی کوئی ایسی بات نہیں کروں گا جس سے تمہیں تکلیف پہنچے۔۔ زیان
اس کے ہاتھ پر لب رکھتا التجائیہ لہجے بولا تھا۔

ہاتھ چھوڑیں میرا۔۔۔ وہ اس کی بات کو سرے سے اگنور کرتی اپنا ہاتھ
چھڑوا رہی تھی۔۔۔۔ جب کہ زیان اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا
۔۔۔ جس میں ہلکی ہلکی نمی تھی۔۔۔۔۔

نہں جب تک مجھے میری جان زیان واپس نہیں مل جاتی میں ہاتھ نہیں
چھوڑوں گا۔۔ زیان اس کا ہاتھ اپنی مضبوط گرفت میں لیتا کھڑا ہوتا ہوا
بولا تھا۔۔۔ اب وہ اس کی گرے آنکھوں میں اپنی سبز آنکھیں گاڑھے
کھڑا تھا

اسی دن ہی وہ کنزہ مر گئی تھی جس دن اپ نے میرے وجود میری
عزت نفس اور میرے ماں باپ کی عزت کی دھچکیاں اڑائی تھی
۔۔۔ اگر میں آپ کو معاف بھی کر دوں تو پھر بھی آپ سے
یہ بے اعتنائی میری ایسے ہی رہے گی۔۔ میں چاہا کر بھی آپ کو معاف
نہیں کر پار ہی۔۔۔۔۔ آپ میری اس تکلیف کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے جو

مجھے اپنی ڈی این اے رپورٹ کرواتے وقت ہوئی تھی۔۔۔۔۔ کنزہ اپنا
پورا زور لگاتی اپنا ہاتھ چھڑواتی چیختی تھی۔۔۔ جب کہ اس کی بات سن کر
مقابل کا وجود زلزلوں کی زد میں آیا تھا۔۔۔ وہ تو کچھ نہیں بھولی تھی
اس کا کیا گیا ایک ایک ظلم مقابل نے یاد رکھا ہوا تھا۔۔۔ وہ تو کبھی بھی
اس کو معاف نہ کریں گی۔۔۔۔۔ اس کو دیکھ کر زیان نے کرب سے
آنکھیں مینچی تھی۔۔۔۔۔

جان زیان تم تو جانتی ہونا یہ سب کچھ غصے میں ہو جاتا ہیں پلیر سمجھوں
میری بات تو میں نے اب اپنے غصے پر قابو پا سیکھ لیا ہیں۔۔۔ میں تم سے
وعدہ کرتا ہوں میں کبھی غصے سے دیکھوں گا بھی نہیں۔۔۔۔۔ وہ اس کی
سامنے ہاتھ جوڑتا گڑگڑاتا ہوا بولا تھا۔۔۔۔۔ جب کہ اس کو ایسے روتے
ہوئے دیکھ کر کنزہ کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔ لیکن وہ اس کو اتنی آسانی
سے معاف نہیں کر سکتی تھی

اس کو کچھ سزا بھی تو دینی تھی جو اس نے اس کا دل دکھایا
تھا۔۔۔۔۔ اسے تکلیف پہنچی تھی۔۔۔۔۔ وہ اس کی تکلیف کا اندازہ بھی
نہیں لگا سکتا تھا۔۔۔۔۔

اس نے زیان کو دیکھا تھا جو اب گھٹنوں کے بل جھکا ہوا اپنا چہرہ ہاتھوں
میں چھپائے سر کو جھکائے پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔۔۔ اس کو اس
حالت میں دیکھ کر کنزہ کی

آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔۔ وہ گھٹنوں کے بل جھکتی اس کے سامنے بیٹھی
تھی۔۔۔ اس کے بیٹھتے ہی زیان نے اپنا چہرہ اٹھا کر اس کو دیکھا تھا جو
اپنی گرے آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی لے کر اس کو دیکھ رہی تھی۔۔۔
مجھے معاف کر دوں جان زیان۔۔۔ وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے
ہاتھوں میں قید کرتا اس کے ہاتھوں پر اپنا چہرہ رکھتا ہوا بولا تھا

۔۔۔ جب کہ کنزہ کی آنکھوں سے آنسو گر کر اس کے عارض کو بھگو رہے تھے

چھوڑیں میرا ہاتھ میں آپ کو معاف کر نہیں پاو گی۔ آپ بس اپنا ٹائم ضائع کر رہے ہیں۔۔۔ سب کچھ میں بھول بھی جاؤ تو یہ نہیں بھول سکتی کہ آپ نے میرے ساتھ شرک کیا ہیں

وہ اپنا ہاتھ چھڑواتی ہوئی روتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔۔ جیسے ہر عورت اپنا گھر بچانے کے لیے وہ سب کچھ برداشت کر لیتی ہیں جسے اس کی روح کو تکلیف پہنچی ہوں لیکن عورت شرک برداشت نہیں کرتی چاہیے وہ مرد سے محبت کرتی ہوں یا ناہوں۔۔۔ جب کہ اس کی بات سن کر زیان نے سراٹھا کر ناں میں سر ہلایا تھا۔۔۔ اس کی سبز آنکھوں سے آنسو گر کر اس کی بلیک بیئر د میں جذب ہو رہے تھے۔۔۔ اس کی کھڑی مغرور ناک رونے کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کی سبز

آنکھوں میں بھی رونے کی وجہ سے سرخی تھی۔۔۔۔ اس کا بدن ہلکا ہلکا
کانپ رہا تھا

میں نہیں چاہتا تھا شرک کرنا بھی۔۔۔۔ لیکن کچھ مجبوریاں ایسی ہوتی
ہیں جس کی وجہ سے مجھے انوشہ سے نکاح کرنا پڑا تھا۔۔۔ لیکن مجھ سے
قسم لے لو میں نے اسے کبھی

نظر اٹھا کر دیکھا بھی ہوں۔۔۔ وہ اس کا ہاتھ ایک بار پھر اپنی مضبوط
گرفت میں لیتا اس کو یقین دلارہا تھا۔۔۔ اس کی بات پر کنزہ نے ناں
میں سر ہلایا تھا

آپ کی ایسی کیا مجبور تھی جس کی وجہ سے آپ میری سوتن لانے پہ
مجبور ہو گئے تھے۔۔۔۔ صرف یہ تھی کہ آپ پر اس نے الزام لگایا
تھا۔۔۔ اس رات آپ اور اس کے درمیان کچھ ہوا تھا

کنزہ اپنا ہاتھ چھڑواتی ایک بار پھر سے ڈھاڑی تھی۔۔۔ وہ آج اس سے
سارے حساب بے باک کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔۔۔۔ جب کہ
زیان نرمی سے اس کے ہاتھوں پر لب رکھ گیا تھا
وہ دونوں ابھی تک گھٹنوں کے بل جھکے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ دونوں اس
وقت ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر آج اپنے درمیان
سب غلط فہمیوں کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتے تھے
جہاں پر ایک وجود کی آنکھوں میں شکوے تھے وہی پر دوسرے وجود کی
سبز نگینوں جیسی آنکھوں میں التجا تھی کہ وہ اسے معاف کر دیں۔۔۔
ایسا کچھ نہیں ہوا تھا اس رات اگر میں اپنے ہوش میں نہیں تھا لیکن میں
دنیا کی ہر لڑکی اور اپنی جان زیان میں فرق کر سکتا ہوں۔۔۔۔۔ تمہارے
بدن سے اتنی خوشبو مجھے تمہاری طرف مائل کرتی ہیں

جب میں صبح اٹھا تھا میرے جسم کا ایک ایک حصہ اس بات کی گواہی
دے رہا تھا میں نے کسی کی روح میں ملاوٹ نہیں کی تھی۔۔۔۔۔ لیکن
اس وقت میری حالت ایسی تھی کہ مجھے خود اپنی حالت دیکھ کر
شرم آرہی تھی۔۔۔۔۔ اور میرے ساتھ ہی انوشہ بیٹھی ہوئی تھی وہ اس
حالت میں تھی کسی کو بھی ہم دونوں کی حالت دیکھ کر یقین ہو جائے کہ
یہاں پر بہت کچھ ہوا ہیں

لیکن میں قسم کھاتا ہوں اس وقت ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔۔۔۔۔ ابھی
میں انوشہ اور اپنی حالت کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا۔۔۔ کہ اس
معاملے کو کیسے ہینڈل کیا جائے

اس سے پہلے ہی اس کا بھائی وہاں پر آگیا تھا۔۔۔۔۔ میں نے صاف منع کر
دیا تھا میں انوشہ سے نکاح نہیں کروں گا۔۔۔۔۔ لیکن ان دونوں نے
پاس میری ایسی فوٹو تھی

میں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا کہ ایک عورت اپنی عزت کی پراوہ
کیے بنا اس حد تک جاسکتی ہیں۔۔۔۔۔ اس کی برہنہ فوٹو میرے ساتھ لی
گی تھی۔۔۔۔۔ جو وہ کسی کو بھی دکھا دیتے تو سب لوگ یہی کہتے ہیں
نے

زبردستی کی ہیں انوشہ کے ساتھ یا پھر وہ شو شل میڈیا پر ڈال دیتے تو
میری اتنے سالوں کی عزت سب خاک ہو جانی تھی اور جو میں اپنی فیملی
کی نظروں میں گرتا وہ الگ۔۔۔۔۔

میں یہ سب معاملہ ٹھیک کر کے تمہیں بتانے ہی والا تھا لیکن اس سے
پہلے ہی تمہیں پتا چل گیا تھا۔۔ اور اس کے بعد یہ سب کچھ ہو گیا تھا
اس کے بعد جو گناہ مجھ سے ہوئے اس کو میں لفظوں میں بیان بھی نہیں
کر سکتا۔۔ اس وقت مجھے سمجھ نہیں آیا تھا کہ میرا دماغ کہا تھا لیکن
ان پچھلے چار سالوں میں ایک ایک دن ٹرپا ہوں

ایک ایک دن اپنے اللہ سے معافی مانگی ہیں۔۔۔ اور میں نے سنا ہیں
جب انسان اللہ کے سامنے روتا ہیں تو اللہ اپنے بندے کو معاف کر دیتا
ہیں۔۔۔ لیکن انسان معاف نہیں کرتے کیونکہ وہ بہت سخت
دل ہوتے ہیں اور آج دیکھ بھی لیا۔۔۔ میں مانتا ہوں جان زیان کہ
مجھ سے غلطی ہوئی ہیں لیکن اس کی اتنی بڑی سزا نادوں میری سانسیں
ہی ختم ہو جائے۔۔۔ وہ کنزہ کے سامنے روتا ہوا اسے وجہ بتا رہا تھا
جس وجہ سے اس نے شرک کیا تھا۔۔۔ جب کہ اس سے معافی مانگتے
وقت وہ بالکل اس کے پیروں میں گر گیا تھا۔ جس کو کنزہ نے جلدی
سے پیچھے کیے تھے۔۔۔ اب وہ نیچے زمین پر
گرا اس سے معافی مانگ رہا تھا۔۔۔ جب کہ کنزہ اس کو روتا ہوا دیکھ کر
ناں میں سر ہلا رہی تھی۔۔۔ اس کو اس حالت میں دیکھ کر سب سے
زیادہ اسے تکلیف ہوئی تھی

اگلے ہی پل کنزہ اس کا سراپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اوپر کرتی
روتے ہوئے اس کو دیکھ کر ناں میں سر ہلا گئی تھی۔۔۔۔۔ زیان کا پورا
چہرہ اس وقت آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا وہ اس کو کنزہ کو روتا ہوا دیکھ کر
کھڑاسیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ اس سے پہلے وہ اس کے آنسو صاف کرتا
جب کنزہ اس کے گلے لگی تھی۔۔۔ اس کے گلے لگنے پر زیان ایک دم
سٹل ہوا تھا اس کو یقین نہیں آیا تھا کہ وہ اس کو اتنی جلدی معاف بھی
کر سکتی ہیں۔۔۔ اس کا گلے لگنا یہ ثابت کر گیا تھا کہ وہ اسے معاف کر گی
ہیں۔۔۔۔۔

زبان اس کا دل اس وقت پہلو میں شدت سے ڈھڑک رہا تھا۔ وہ اگلے ہی پل ہوش میں آتا اس کے گرد اپنا مضبوط حصار بنا گیا تھا۔۔۔۔۔

ناجانے کتنے ہی لمحے وہ ایک دوسرے کے سینے سے لگ کر گزار چکے
تھے۔۔ ان دونوں کے دل زوروں سے ڈھڑکتے ایک دوسرے کو
شکوے سنارہے تھے

ان دونوں کی ہڑکنیں ایک دوسرے کے سینے میں بج رہی
تھی۔۔ زیان نے اپنے تھوڑی کنزہ کے بالوں پہ ٹکائی ہوئی تھی جس کہ
وجہ سے اس کی آنکھوں سے نکلے آنسو کنزہ کے بالوں کو بھگور رہے تھے
اور کنزہ نے اپنا چہرہ اس کی گردن میں چھپایا ہوا تھا۔۔۔ جب کی اس
وقت کمرے میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔ کمرے میں
موجود دونوں نفوس اس وقت خاموشی سے آنسو بہا کر

ایک دوسرے کو محسوس کر رہے تھے۔۔۔ زیان کی گرفت اس کے
گرد مضبوط تر ہوتی جا رہی تھی۔۔ اس کے دل میں ایک ڈر سا بیٹھ گیا تھا
کہ وہ اس چھوڑ کر چلی نا جائے۔۔ یہ سب ایک خواب نا ہوں

وہ خود کو یقین نہیں دلا پارہا تھا۔۔۔۔۔ کہ اللہ تعالیٰ اتنی جلدی بھی سنتا
ہیں۔۔۔۔۔ اب وہ نرمی سے اس کے بالوں پر لب رکھ رہا تھا جب کہ
دوسری طرف کنزہ بھی اپنے محرم کے سینے سے لگ کر ایک
سکون محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔۔ جو دنیا کی اور کسی بھی آغوش میں نہیں
تھے۔۔۔۔۔ وہ اس کو معاف کرنے کا ارادہ تو نہیں رکھتی تھی لیکن اس کی
حالت دیکھ کر اس کے دل کو کچھ ہو رہا تھا

وہ اتنی سخت دل اور بے رحم نہیں تھی کہ وہ اس سے زیادہ دیر تک بے
اعتنائی برت سکتی تھی۔۔۔۔۔ وہ ناہی اپنے اوپر اتنا سخت ہونے کا غلاف
چرھا سکتی تھی۔۔۔۔۔ اس شتمگر نے چاہیے اس کا دل دکھایا ہوں
لیکن اس شتمگر سے اسے محبت بھی تو تھی۔۔۔۔۔ اب تو وہ محبت بھی عشق
میں بدل گئی تھی۔۔۔۔۔ اور عاشق تو تکلیف میں دیکھنا یہ ہمارے عشق کی
توہین ہوتی ہیں۔۔۔۔۔

ایسے کون معافی مانگتا ہیں۔۔۔ نا جانے کتنے ہی لمحوں کے بعد کمرے
میں چھائی گہری خاموشی کو کنزہ کی شکوہ کن آواز نے توڑا تھا۔۔۔ جس کو
سننے ہی زیان کے لب مسکرائے

تھے۔۔۔ اور اس کی گال میں پڑھتا ڈمپل واضح ہوا تھا۔۔۔ وہ بہت
ہی نرمی سے اس کے بالوں پر لب رکھتا اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرتا
اس اپنے آنکھوں کے سامنے کر گیا تھا

کنزہ اب اپنی شکوہ کن نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس کی ان
شکوہ کن نظروں کو دیکھتے زیان ایک بار پھر سے مسکرایا تھا۔۔۔ وہ بہت
ہی نرمی سے اس کی دونوں خوبصورت آنکھوں پر لب رکھ گیا تھا۔۔۔
"دیک فی صدرک ہو حاجتک"

سینے میں رکھے دل کو تمہاری ضرورت ہے ♥ جو سانس لینے سے بھی
زیادہ اہم ہوں آپ کی زندگی کے لیے ان سے ایسے ہی معافی مانگی جاتی
ہیں

وہ اس کی ناک کی ٹپ پر اپنے لب رکھتا گھمبیر آواز میں بولا تھا۔۔۔ اس
کی اس جسارت پر کنزہ کا پورا چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔۔ اس نے گھور کر زیان
کو دیکھا تھا۔۔۔۔

جو معافی ملتے ہی بے باکی پر اتر آیا تھا۔۔۔۔ زیان نے اس کے گھورنے
پر مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔ اگلے ہی پل وہ اس کی تھوڑی پہ موجود کالے
سیاہ تل پر لب رکھ گیا تھا۔۔۔ جس کو چھونے کے لیے
اس کا انگ انگ بے تاب ہو رہا تھا۔۔۔۔ اس کی تھوڑی پر لب رکھتے ہی
اس کے جسم میں ایک سکون کی لہر ڈوڑی تھی۔۔۔ اس کی سبز نگینوں
جیسی آنکھوں میں سکون اتر رہا تھا۔۔۔۔

جب کہ اس کے لمس پر مقابل بھی پر سکون ہوئی تھی۔۔۔ وہ بہت ہی
نرمی سے اس کے تل کو اپنے لبوں سے سیراب کر رہا تھا۔۔۔ جب کہ
مقابل کو اس کی اتنی نرمی پر ایک سکون سا اپنے اندر اترتا
ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ وہ خاموشی سے اس کے لمس پر اپنی آنکھیں بند
کر گئی تھی۔۔۔ زیان اس کے تھوڑی پر لب رکھتے ہی اس کو اپنی باہوں
میں اٹھا گیا تھا

اس نے اپنے لمس سے اسے ازادی نہیں دی تھی۔۔۔ وہ اس کے تل پر
ہنوز لب رکھتا وہ بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ اس کو بیڈ کی طرف بڑھتا
دیکھ کنزہ کا دل شدت سے ڈھڑکا تھا۔۔۔
جس کو محسوس کر یہ تیسری مرتبہ زیان مسکرایا تھا۔۔۔ وہ نرمی سے اس
کی تھوڑی پر اپنی زبان پھیرتا اس کو گیلا کر گیا تھا۔۔۔ اگلے ہی پل وہ اس
کو بیڈ پر لیٹاتا اس کی تھوڑی سے لب

ہٹاتا تھے پر لب رکھتا دروازے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔۔ وہ دروازے
کو لاک کرتا واپس اس کی طرف آیا تھا۔۔۔۔۔ جب کہ کنزہ اس کو ہی دیکھ
رہی تھی

اس کے واپس آنے پر کنزہ اپنی آنکھیں زور سے مینچتی بیڈ شیٹ مٹھیوں
میں بھر گئی تھی۔۔۔۔۔ جب کہ زیان کمرے کی ساری لائنس آف کرتا
کمرے میں مدھم لائنس اون کر گیا تھا

جب کہ وہ اب اپنا ایک گھٹنہ بیڈ پر رکھتا اسکے چہرے کے قریب اس
اپنا چہرہ کرتا اس کے ایک ایک نقوش کو دل میں اتار رہا۔۔۔۔۔ اگلے ہی
پل وہ اس کے پہلو میں لیٹا اس کی کمر کے گرد اپنا ہاتھ لیٹتا اس کو اپنے
سینے پر منتقل کر گیا تھا۔۔۔۔۔ اس اچانک افتاد پہ کنزہ کی چیخ بلند ہوتی اس
سے پہلے ہی زیان اس کے لبوں پر

نرمی سے اپنے لب رکھ گیا تھا۔۔۔ کنزہ نے اس کی بلیک ٹی شرٹ کو
اپنی مٹھیوں میں جکڑ کر اپنی آنکھوں سے اس کی سبز آنکھوں میں دیکھا
تھا۔۔۔ جہاں پر خمار کی سرخی چھائی ہوئی تھی
اگلے ہی پل وہ اپنی نظریں جھکا گئی تھی۔۔۔ وہ اس کی نظریں جھکانے
پر اس کے لبوں کو اپنی قید میں لیتا اپنے ہاتھ بے باکی سے اس کی کمر پر
پھیر رہا تھا۔۔۔ وہ قطرہ قطرہ اس کی سانسوں میں رہا تھا
لیکن اس کے عمل بے حد نرمی تھی۔ اس وقت مقابل کے جسم کا
سارا خون اس کے چہرے پر سمٹ آیا تھا۔۔۔ وہ بہت نرمی سے اپنی زبان
اور دانتوں کی مدد سے اس کی زبان کو اپنی قید میں لیتا
اس پر موجود ساری نمی چرا گیا تھا۔۔۔۔۔ جب کہ اس کے ہاتھ کمر پر بے
باکی سے گھومتے ہوئے اب اس کی بیک زپ پر موجود تھے۔۔۔ اگلے ہی
پل وہ اس کی بیک زپ کھول گیا تھا

جب کہ کنزہ نے زپ کھلنے پر ناں میں سر ہلایا تھا۔ اس کے منع کرنے پر ذیان اس کے اس کے لبوں آزادی دیتا۔۔۔ اپنی خمار سے بھری سرخی سے اس کو دیکھ رہا تھا

کنزہ اس کے اتنی جلدی پیچھے ہونے پر اس کو دیکھ کر رہ گئی تھی۔۔۔ وہ ایک بار ہی اس کے منع کرنے پر پیچھے ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ اب وہ بہت نرمی سے اس کی آنکھوں پر لب رکھتا اس کی

زپ بند کر گیا تھا۔ وہ اس کے ساتھ کسی قسم کی زبردستی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اس کو اتنے دنوں بعد یہ وصل کی رات نصیب ہوئی ہیں وہ اس کو اپنے

ہی ہاتھوں سے برباد نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ اب وہ بہت نرمی سے اس کی زپ بند کرتا اسکے ایک ایک نقوش پر لب رکھ رہا تھا۔۔۔ کنزہ اس وقت اس کے سینے پہ لیٹی ہوئی تھی

اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا جہاں پر وہ نا سمجھی آنکھوں میں لے
کر اس کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آیا تھا اتنے سالوں بعد وہ اس
کے اتنے قریب آکر

پیچھے کیسے ہو سکتا ہیں۔۔۔۔ جب کہ اس کی سبز آنکھوں میں مقابل کو
اپنی طلب واضح نظر آرہی تھی۔۔۔ اتنے سالوں بعد بھی وہ اس سے دور
؟؟ کیسے ہو سکتا تھا

کہیں وہ کسی اور سے تو۔۔۔۔ یہ سوچ آتے ہی مقابل کا وجود زلزلوں
کی زد میں آیا تھا۔۔۔۔ اس کے اندر بھا بھڑ جلے تھے۔۔۔۔ اس نے
ایک نظر زیان کو دیکھ کر اپنے دونوں ہاتھوں کو

اس کے سینے پر رکھ کر اسے خود سے کرنا چاہا لیکن زیان اس کی کمر پر
اپنی گرفت مضبوط کرتا اس کے ماتھے پر کب رکھ گیا تھا۔۔۔ اس کی
آنکھوں کو وہ پڑھنے کا ہنر جانتا تھا۔۔۔۔ جب کہ کنزہ اپنا چہرہ پھیر

گی تھی۔۔۔ جس پر زیان کا ایک خوبصورت قہقہہ کمرے کا زینت بنا تھا۔۔۔
زیان اس کا چہرہ نرمی سے اپنی طرف کرتا اس کے لبوں کو اپنی قید
میں لے گیا تھا۔ ان لبوں کی پیاس کم ہی نہیں ہو رہی تھی۔۔۔
وہ بہت ہی نرمی سے اس کے لبوں پر موجود نمی کو چٹتا اس پر اپنی زبان
پھیرتا اس پھر سے نم کر گیا تھا۔۔۔ یہی کام وہ ناجانے کتنی بار کر گیا
تھا۔۔۔ وہ مسلسل اس کے لبوں کو اپنے لبوں کی مدد سے
خشک کرتا پھر ان پر اپنی زبان پھیرتا اس کے لبوں کو نم کر رہا تھا۔۔۔ یہی
عمل و بار بار دہراتا مقابل کو شرمانے پر مجبور کر رہا تھا۔۔۔ مقابل اس
وقت کانوں کی لوں تک سرخ پڑ رہی تھی
وہ ناجانے یہ عمل کتنی مرتبہ دہرا چکا تھا۔۔۔ جب کہ کنزہ اب
گہرے گہرے سانس بھرتی خود پر قابو پانے کی کوشش کر رہی

تھی۔۔ جس سے اس کی ڈھڑکنوں میں طغیانی مچی ہوئی تھی۔۔۔ اور
گہرے سانس بھرنے کی وجہ سے

اس کے نشیب و فراز اس کے چٹانی سینے سے مس ورہے تھے۔۔۔ زیان
اس کی حالت دیکھتا اس کو اپنے لمس سے آزادی بخش گیا تھا۔۔۔ اب وہ
اس کے رخسار پر موجود تل پر اپن زبان پھیرتا اس کو گیلا کر رہا تھا
جس ہر کنزہ ناں میں سر ہلاتی خود میں سمت رہی تھی۔۔۔ اس کی اتنی
بے باکی پر وہ بھول گئی تھی کہ وہ اس سے خفا تھی۔۔۔ جب کہ زیان
اس کی حالت دیکھتا

اس کی چھوٹی سی ناک کے ساتھ اپنی ناک مس کرتا اس کرتا اپنے ایک
ہاتھ سے اس کی بیک زپ دوبارہ کھول گیا تھا۔۔۔ اب وہ اس کی گرے
آنکھوں میں دیکھ رہا تھا

جہاں پر غصہ اور ناراضگی بیک وقت تھی۔۔۔ کہیں پر اس کی آنکھوں
میں مقابل کی طلب بھی واضح دیکھی جاسکتی تھی۔۔۔ محرم کا رشتہ ہی
ایسا ہوتا ہے کہ ان کا ایک دوسرے کے بغیر گزار بہت مشکل ہو جاتا ہے
۔۔۔۔ یہ ضروری نہیں ہیں کہ جنسی طلب صرف مرد کے اندر ہی پائی
جائے یہ عورت کے اندر بھی ہوتی ہیں لیکن وہ اس بات کا اظہار کر کے
وہ اپنا رتبہ اور محبت اپنے محرم کی نظروں میں کم

نہیں کرنا چاہتی۔۔۔۔ زیان اس کی آنکھوں میں ہی دیکھ رہا تھا جس میں
اس کی جان بستی تھی۔۔۔ ان دونوں میں سے کسی نے بھی پلک نہیں
جھپکائی تھی۔۔۔ مقابل کو اس کی یہ ادا بہت پسند تھی وہ ہمیشہ ہی غصے اور
ناراضگی میں اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیتی تھی اور بعد میں پلک
بھی نہیں جھپکاتی تھی۔۔۔ زیان نے اس کو دیکھ کر ایک آنکھ ونگ کی
تھی

اور اپنے ایک ہاتھ کی مدد سے اس کمر پر موجود سٹریپ کے ساتھ چھیڑ
چھانی کی تھی۔۔۔ جس پر وہ جلدی سے پسپائی ہوئی نظریں جھکاتی اس
کے سینے میں مکہ جڑ گئی تھی جان زیاں مجھے ان پچھلے ساڑے چار سالوں
میں مجھے جتنی طلب تمہاری ہوئی ہیں اتنی اپنی سانسوں کی بھی نہیں
ہوئی۔۔ اب میں تمہارے اتنے نزدیک آکر پیچھے ہٹا ہوں کیونکہ
میں نے چہرے پر خوف دیکھا تھا میں اس یہ نہیں چاہتا تھا کہ میں
تمہاری مرضی کے خلاف تم سے حق لوں گا تو تم مجھ سے بدگمان یا
ناراض نا ہو جاؤ

مینے اب تمہیں اگر ناراض کر دیا تو پھر میں اگلی سانس نہیں لے پاؤں گا
جان زیاں۔۔ وہ اس کی آنکھوں پر پھونک مارتا اپنے اندر کے خدشات
اسے بتا رہا تھا۔۔ اور یہ ڈر اس کا جائز بھی تھا۔۔

اگلے ہی پل وہ اس کو خاموش دیکھ کر اس کی ڈھڑکنوں پر بے باک
جسارت کر گیا تھا۔۔۔ جس پر مقابل نے کرنٹ کھا کر اس سے در ہونا
چاہا لیکن وہ اس سے ایک انچ بھی دور نہ ہو پائی تھی
تو پھر کیسا ہوتا ہے محبوب کا لمس؟

!! عزرائیل جیسا

... روح فرسا، جان لیوا

تو کیا لوگ موت مانگتے رہتے ہیں اور مرتے رہتے ہیں؟
ہاں یہی سمجھو۔۔

... محبت میں لوگ صدقے واری جاتے ہیں

اور صدقے واری جانے کا مطلب تو تم جانتے ہو ناں زیان اس کے کان
کے پاس جھکتا گھمبیر آواز میں بولا تھا۔۔۔ جب کہ کنزہ کا چہرہ اس وقت

شرم سے سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ وہ بہت بے باکی سے اس کی کمر پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔۔ جس پر کنزہ کی جان ہوا ہو رہی تھی۔۔۔

زیان۔ مجھے نیند آئی ہیں۔۔۔۔۔ وہ اپنی سٹریپ کی ہک پر اس کے ہاتھوں کا کمس محسوس کرتی جلدی سے بولی تھی۔۔۔ اس کی بات پر زیان اپنے ہاتھوں کو روک گیا تھا

اتنے سالوں بعد میری زندگی میں یہ ہجر ختم ہوا تھا۔۔۔ اور مجھے یہ وصل کی رات نصیب ہوئی ہیں۔۔۔ اگر تم اجازت دوں تو میں اس رات کو ایک خوبصورت رات بنا دوں

زیان اس کی آنکھوں میں دیکھتا اس سے اجازت طلب کر رہا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں خمار کی سرخی دیکھ کر مقابل جلدی سے نظریں جھکا گئی تھی۔۔۔ جب کہ زیان پر امید نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس سے پہلے وہ اس کی خاموشی کو ناں سمجھتا جب کنزہ اس

کے گلے میں باہیں ہائل کرتی اس کو اجازت دے گی تھی۔۔۔ اس کی
اجازت

پر زیاں اندر تک سرشار ہوا تھا۔۔۔ وہ اس کو اور بھی زیادہ زور سے
اپنے سینے میں بھینچ گیا تھا۔۔۔ گلے ہی پل وہ اس کی قمیض میں ہاتھ
ڈالتا

ایک ہی جھٹکے میں اس کی قمیض اس کے تن سے جدا کرتا اس کو کمر سے
پکڑتا اپنے نیچے کر گیا تھا۔۔۔۔۔ اس اچانک افتاد پہ کنزہ نے اپنی آنکھیں
زور سے میچی تھی۔۔ اور اس کی گردن میں جو اس کے بازو تھے
زور سے کنزہ نے اپنے ناخن اس کی گردن میں چبھوئے تھے۔۔۔ اس کا
احساس زیاں کو سب سے پیار لگا تھا۔ اس کو میٹھی سی ایک چبھن اپنے
اندر اترتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی

اگلے ہی پل وہ اپنے اور اس کے درمیان سارے پردے ہٹاتا اس کی گردن سے ڈھڑکنوں تک اپنی زبان پھیرتا اس جگہ کو گھیلا کر رہا تھا۔۔۔ اور بعد میں اسی نمی کو وہ اپنے لبوں سے خشک بھی کر رہا تھا

یہی عمل ناجانے اس نے کتنی بار دہرایا تھا۔۔۔ جب کہ کنزہ اس وقت اپنی آنکھیں زور سے مینچی خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ مقابل کے لمس ناجانے کسی تڑپ تھی جو اس کو اندر سے جھلسا رہی تھی چاہے اس کے لمس میں حد سے زیادہ نرمی بھی تھی لیکن کنزہ اس کو برداشت نہیں کر پارہی تھی۔۔۔ آنے والے مراحل کا سوچتے ہی اس کا چھوٹا سا دل خوف سے کانپا تھا۔۔۔ زیان جس نے اس کی ڈھڑکنوں میں ہی منہ چھپایا ہوا

تھا۔۔۔ اس کے دل کی ڈھڑکن سن کر زیان گہرا مسکرایا تھا جس سے

اس کا ڈمپل ایک بار پھر نمودار ہوا تھا

اجازت ہیں جان زیان۔۔۔۔ وہ اس کی ڈھڑکنوں سے منہ اٹھاتا اس کی

ناک کی ٹپ پر لب رکھتا اس کی روح کی گہرائیوں میں خود کو ایڈجسٹ

کرتا اجازت طلب کر رہا تھا۔۔۔۔

جب کہ مقابل ایک بار اپنی آنکھیں کھول کر اس کی سبز آنکھوں میں

دیکھتی جہاں پر جذبات کا ایک جہاں آباد تھا وہ جلدی سے نظریں جھکا گئی

تھی

اس کی اس ادا پر ہی تو زیان دل و جان سے فدا ہوتا اس کی ٹانگیں اپنی

پشت کے گرد لاک کرتا خود کو ایک بار پھر اس میں ایڈجسٹ کر گیا

تھا۔۔۔۔ جس پر مقابل کے

لبوں سے ایک اور سسکی بلند ہوئی تھی۔۔۔ اس کی سسکی پر وہ اپنے کام
کو روکتا اس کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں پر تھوڑی سی تکلیف
واضح دیکھی جاسکتی تھی

وہ اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہا تھا کہ مقابل کو تکلیف نا
ہوں۔۔۔ اس وقت مقابل لال انار بنی ہوئی تھی۔۔۔ اس کے تھوڑی
کے تل کو چاہے زیان نے نرمی سے چھوا

تھا لیکن اس پر نیلا ہٹ واضح دیکھی جاسکتی تھی۔۔۔۔۔ کمرے میں
اس وقت مدھم سی رومینٹک سی لائٹس جل رہی تھی۔۔۔۔۔ جس کی
وجہ سے وہ ایک دوسرے کو

اچھی طرح سے دیکھ سکتے تھے۔۔۔۔۔ وہ اب اس کی لبوں کو قید میں لیتا
ایک ہی جھکٹے میں اس کی روح میں اتر ا تھا۔۔۔ جب کہ اتنی زیادہ تکلیف
پر مقابل کی آنکھوں سے

آنسو بہنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ وہ بہت ہی بے دردی اس کی کمر پر
اپنے ناخن گاڑھ گئی تھی۔۔۔ اس وقت زیاں کو ان ناخنوں کی چبھن
زیاں کو سب سے زیادہ میٹھی لگی تھی

اور یہ درد اس کو اور بھی زیادہ مدہوش کر گیا تھا وہ اب نرمی سے اس کے
لبوں کو اپنی قید میں لیتا جس سے اس کی سسکیاں بھی اس کے لبوں میں
ہی دب گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ بہت نرمی سے خود کو اس کی روح

میں آخری حد تک سما گیا تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے کنزہ کی آنکھوں سے
آنسو ٹوٹ کر اس کے عارض پر گر رہے تھے۔۔۔ کنزہ نے اس اپنے
ناخن بہت بری طرح اس کی گردن میں گاڑھے ہوئے تھے۔۔۔ زیاں
اس کی ٹانگوں کو اپنی پشت پر لاک کرتا ایک بار پھر اس میں آخری حد
تک سماتا لذت کی انتہا پر پہنچا تھا۔۔۔۔۔ جب کہ مقابل کی

جان اس وقت لبوں پر سچی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ وہ بہت کوشش کر رہا تھا
کہ مقابل کو کوئی تکلیف ناہوں لیکن چار سال اس سے دور رہنے اور یہ
ہاجر

کاٹنے کے بعد اس کو یہ وصل کی رات نصیب ہوئی تھی۔۔۔۔۔ وہ
ناچاہتے ہوئے بھی جنونی ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ اب زیان اس کے لبوں کو چھوڑتا
اس کے نقوش پر اپنے لب رکھ رہا تھا

کمرے میں زیان کی مدہوش سانسیں اور کنزہ کی سسکیاں گونج رہی تھی
۔۔۔۔۔ وہ اپنی جنون خیزیاں اس پر اتار رہا تھا۔۔۔۔۔ زیان اس کے چہرے
سے لب ہٹا اس کی گردن میں اپنے دانت شدت سے گاڑھ گیا تھا جس
پر مقابل کی ایک زوردار چیخ بلند ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اس نے کنزہ کے ہاتھوں
کو اپنی قید میں لیا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ مکمل طور پر اس کی قید میں
تھی۔۔۔

اس کی مدہوشی بھری چیخ سننے کے بعد وہ زیان اور بھی زیادہ ٹوٹ کر اس
پر برس رہا تھا۔۔۔ وہ اب اس کی گردن سے اپنا چہرہ نیچے کی طرف
سرکاتا

اس کی ڈھڑکنوں پر اپنا ظلم ڈھارہا تھا۔۔۔ اس کی ڈھڑکنوں پر اس کے
دانتوں کے نشان واضح دیکھے جاسکتے تھے۔۔۔ اس کی ڈھڑکنیں مکمل
طور پر اس کی شدتوں کی وجہ سے

سرخ ہو گئی تھی۔۔۔ جب کہ اس کی شدتیں ابھی تک جاری
تھی۔۔۔ اب مقابل کی سسکیوں میں درد نہیں ایک مدہوشی تھی
جس کو محسوس کر کے وہ اور زیادہ ٹوٹ کر برسا تھا اس پر۔۔۔ اب وہ
دونوں ہی ایک دوسرے کو محسوس کر کے اس پل کو خود میں قید کر رہے
ہے تھے۔۔۔ مقابل کی شدتوں کو سہتے ہوئے کنزہ کا پورا بدن شدتوں
سے درد کر رہا تھا

اس کی کمر میں درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔۔۔۔۔ اس کے ڈھڑکنوں
پیٹ اور گردن پر اب سرخی کی جگی نیلاہٹ نے لے لی
تھیں۔۔۔۔۔ زیاں اب انہیں جگوں کو بڑی نرمی سے چوم رہا تھا
جہاں پر کچھ دیر پہلے اس نے اپنے دانت گاڑھے تھے۔۔۔ اس کے
گیلے لب ان زخموں پر جیسے ہی پڑ رہے تھے۔۔۔۔۔ ایک جلن سی اسے
محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے وہ گہرے گہرے سانس بھرتی
خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ اپنی آنکھیں
کھولتی اس کی سبز نگینوں جیسی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھتی اس
سے التجا کر رہی تھی

زیاں اس کی خوبصورت گرے آنکھوں میں التجا دیکھتا اس کی آنکھوں
کو نرمی سے چومتا بہت ہی نرمی سے اپنا آپ اس سے الگ کر گیا تھا

جس پر کنزہ نے ایک گہرا سانس بھرا تھا۔۔۔ اب وہ اپنے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی جو ابھی تک اس کی قید میں تھے۔۔۔ زیان کا اتنا زیادہ وزن اپنے اوپر

وہ بڑی مشکل سے برداشت کر رہی تھی۔۔۔۔۔ اس نے اپنا آدھا سے زیادہ وزن اس کی ڈھڑکنوں پر ڈالا ہوا تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے اسے صبح سے سانس بھی نہیں آرہی تھی۔۔۔۔۔ زیان اس کی حالت دیکھتا اس کے ہاتھ چھوڑتا ایک ہی جھٹکے میں اسے کمر سے مضبوطی سے پکڑتا اپنے سینے پہ لٹا گیا تھا۔۔۔۔۔ اس اچانک افتاد میں کنزہ کی نظر گھڑی پر پڑی تھی۔۔۔۔۔ آذانیں آنے

میں کچھ ہی ٹائم رہ گیا تھا۔۔۔ وہ پچھلے ڈھائی گھنٹوں سے اس پر اپنی شدتیں نچھاور کر رہا تھا۔۔۔ ٹائم کو دیکھتے ہی کنزہ نے زیان کو گھورا تھا جس پر اس کا برجستہ

قہقہہ کمرے کی زینت بنا تھا۔۔۔ اتنا زیادہ وقت ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ
اس کو گھور رہی تھی۔۔ وہ اس کی نظریں گھڑی پر محسوس کر گیا
تھا۔۔۔ اس کے ہسنے پر کنزہ نے
اپنی آنکھوں میں غصہ اور ناراضگی بیک وقت لے کر اس نے نروٹھے
انداز میں اپن چہرہ موڑا تھا۔۔۔ وہ جان بوجھ کر اس کو تنگ کرتا
تھا۔۔ اس وقت اس کو اپنا جسم درد سے چور ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا
اس کو ابھی تک یقین نہیں ہو رہا تھا کہ وہ بچھلے ڈھائی گھنٹوں سے اس کی
روح کا حصہ بنا رہا ہیں۔۔۔ یہ سوچ سوچتے ہی کنزہ کے چہرے پر
سرخیاں گھلی تھی جب کہ زیان اس کو لال انار بنتا دیکھ کر اپنی مسکراہٹ
دبا رہا تھا۔۔۔ کنزہ کی نظر زیان پر پڑی تھی جو بے باکی سے اسے دیکھ
رہا تھا۔۔۔ اس

کے دیکھنے پر زیان نے اسے ذو معنی اشارہ کیا تھا۔ جس پر کنزہ اس کو
اپنی گرے آنکھوں سے گھورتی اس کے سینے میں منہ چھپا گئی
تھی۔۔۔۔

جس پر ایک اور قہقہہ کمرے میں گونجا تھا۔۔ اس کا قہقہہ سنتے ہی کنزہ
نے اپنے موتیوں جیسے دانت شدت سے اس کے سینے میں گاڑھے
تھے۔۔۔ جس پر

زیان کی کراہ بے ساختہ تھی۔۔۔ اس کی درد سے بھری کراہ سن کر
کنزہ مسکراتی ہوئی اور زیادہ شدت سے اپنے دانت اس کے سینے میں
گاڑھے تھے

وہ ناجانے کتنی ہی دیر بعد اپنا غصہ اس کے سینے پہ اتارنے کے بعد پیچھے
ہوئی تھی۔ اس نے اس کے سینے کی طرف دیکھا تھا۔ جہاں پر اس
کے دانتوں کے نشان واضح دیکھے جاسکتے تھے۔۔

وہاں پر اس کے دانتوں کے نشان سے ایک گھڑی بنی ہوئی تھی۔۔۔ اگر
وہ تھوڑی دیر اور اپنے دانت گاڑ سکتی تو وہاں سے خون رسنا شروع ہو جاتا

بہت ظالم ہو جان زیان۔۔۔ وہ اس کی کمر پر اپنی گرفت سخت کرتا اس
کی ڈھڑکنوں کو ایک ہاتھ سے بے باکی سے چھوتا گھمبیر آواز میں بولا تھا
اس کی اس حرکت پر کنزہ کی رنگت سرخ قندھاری ہوئی تھی۔۔۔۔ وہ
جو اس کی سینے پر دے گئے اپنے زخم کو دیکھ رہی تھی جس کے ارد گرد
اب نیلا ہٹ دیکھی جاسکتی تھی

آپ۔۔۔ بھی تو ظالم ہیں۔۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں اپنی گرے
آنکھیں ڈالتی مضبوط لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔۔ جب کہ اس کے بے
باک نظریں تضاد اس پہ اس کے ہاتھ کی بے باکیاں
اس کی جان نکال رہی تھی۔

کیا ظلم کیا ہیں میں نے جان زیاں پر۔۔۔ وہ اس کی آنکھوں کو نرمی سے
چومتا گھمبیر آواز میں بولا تھا۔۔۔ اس کی بات پر کنزہ نے ایک نظر
گھڑی کو دیکھا تھا اور دوسری نظر اس پر ڈالی تھی۔۔۔ اس کو اپنی
طرف نروٹھے نظروں سے دیکھ کر زیاں نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی
۔۔۔ اسے پتا چل گیا تھا کہ وہ کیوں ناراض ہو رہی ہیں اس سے
اسے بھی اس کی قربت میں وقت کا پتا بھی نہیں چلا تھا۔۔۔ اس نے
ایک نظری گھڑی کو دیکھا تھا جو پانچ بج رہی۔۔۔ اذان ہونے میں سے
صرف بیس سے پچیس منٹ رہتے تھے۔۔۔۔
ہٹیں پیچھے مجھے شاور لینا ہیں۔۔۔ وہ اس کی گرفت اپنی کمر پر ڈھیلی
محسوس کرتی

اس کا ہاتھ ہٹانے کی کوشش کرتی تھوڑا سختی سے بولی تھی۔۔۔ جس
پر زیان نے اس دیکھ کر ناں میں سر ہلایا تھا۔ جس پر کنزہ نے بھرپور
کوشش کی تھی اس کے حصار سے
نکلنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ زیان اس کو کمر سے پکڑتا ایک بار پھر
سے اپنے نیچے کر گیا تھا۔۔۔ اس کے نیچے کرنے پر کنزہ کی آنکھوں میں
خوف لہرایا تھا۔۔۔

زیان۔۔۔ مجھے نماز پڑھنی ہیں۔۔۔ پلیز جانے دیں مجھے۔۔۔ نہیں تو
میں آپ سے ناراض ہو جاؤں گی۔۔۔ وہ اس کی سینے پہ ہاتھ رکھتی اس کو
دھمکی دے رہی تھی
اس کی دھمکی پر زیان جلدی سے ایک پل سے بھی پہلے اس پر سے اتر اٹھا
۔۔۔ اب وہ کروٹ لیتا اپنے سر کے نیچے سے بازو رکھتا اس کو دیکھ رہا تھا

جو آزادی ملنے پر گہری سانس بھرتی اس کو ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔ جب
کہ زیان کا دل خوف سے ڈھٹک رہا تھا۔۔۔ اگر وہ ایک بار بھی پھر اس
سے ناراض ہو جاتی تو

وہ جان سے جاتا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں بھی ایک خوف لہرایا
تھا۔۔۔ جب کہ اس کی حالت دیکھ کر کنزہ نے اپنا نچلے لب بے دردی سے
کچلا تھا۔۔۔ اس کو اپنا لبوں پہ ظلم کرتا دیکھ کر زیان اس کو گھورتا اپنے
انگوٹھے کی مدد سے اس کا نچلے لب اس کے دانتوں سے چھڑا گیا تھا
۔۔۔ جس پر کنزہ نے اپنی آنکھوں میں نمی لے کر اس کو دیکھا تھا
اگر مقابل اس کی آنکھیں پڑھ سکتا تھا تو وہ بھی مقابل کی آنکھیں پڑھنے
کا ہنر رکھتی تھی۔۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں خوف اور اس کے چہرے پر
ڈر دیکھ چکی تھی۔۔۔

اور زیان کے چہرے پر ڈراس کو ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔۔۔۔۔ وہ تو بس
اس کو صرف مذاق میں ڈرا دھمکار ہی تھی۔۔۔۔۔ لیکن زیان کے دل کی
ڈھڑکن سن کو اس کو اچھی خاصی شرمندگی ہوئی تھی۔۔۔

وہ مجھے نماز پڑھنی ہیں۔۔۔ کنزہ زیان کی نظریں خود پر محسوس کرتی ایک
نظر اس کو دیکھتی نظریں جھکا کر بولی تھی۔۔۔۔۔ اس کی بات سن کر
زیان نے

ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔ اگلے ہی پل وہ اپنی ٹراوزر اٹھا کر پہن گیا تھا
۔۔۔ جو کہ بیڈ کے سائڈ پر پڑی تھی۔۔۔۔۔ اب وہ بیڈ سے اٹھتا اپنی شرٹ
اٹھاتا کنزہ کے پاس آیا تھا جان زیان پہن لوں اسے جلدی سے پھر شاور
لے لینا۔۔۔ وہ اس کے ماتھے اور آنکھوں پر لب رکھتا اس کی طرف
شرٹ بڑھا گیا تھا۔۔۔۔۔ اس کے شرٹ لیتے ہی وہ خود واشروم کی
طرف بڑھ گیا تھا سب سے پہلے زیان نے شاور لیا تھا اس کے بعد کنزہ

نے شاور لیا تھا۔۔۔۔۔ اب وہ دونوں ہی ساتھ نماز پڑھ رہے
تھے۔۔۔۔۔ جہاں پر زیان نے سفید شلوار قمیض پہنی ہی تھی وہی پر کنزہ
نے

آج گرین کلر کی شلوار قمیض پر بلیک چادر سے خود کو اچھی طرح ڈھانپا
ہوا تھا۔۔۔۔۔

اس کا چہرہ اس چادر میں چودیں کا چاند لگ رہا تھا۔۔۔

دعائوں اللہ تعالیٰ مجھے میری بیوی جیسی ایک خوبصورت بیٹی
دیں۔۔۔۔۔ کنزہ جو دعا کے لیے ہاتھ اٹھا رہی تھی زیان کی بات پر اس نے
نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا

وہ جو اس کو بڑی امید بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ اس کے
دیکھنے پر زیان نے اس کی آنکھوں پر لب رکھیں تھے۔۔۔۔۔ ان آنکھوں
کو وہ ساری عمر بھی چومتا تو اس کی پیاس شاہد نا بجھتی

جب کہ کنزہ نے اس کے چہرے پر ایک امید دیکھ کر خاموشی سے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔ نا جانے کتنے ہی لمحے وہ دعا مانگتے رہے

تھے۔۔۔۔ دعا مانگتے وقت زیان کے آنکھوں سے آنسو گرتے

اس کی ہتھیلیوں کو بھگور رہے تھے۔۔۔ اس نے سر اٹھا کر ایک نظر

کنزہ کو دیکھا تھا جو ابھی تک دعا ہی مانگنے میں مصروف تھی زیان اس کو مصروف دیکھ کر جلدی سے اپنے آنسو

صاف کر گیا تھا کچھ ہی دیر میں وہ دونوں ہی دعا مانگتے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑتے کھڑے ہوئے تھے۔۔۔۔ زیان اس کو ایک نظر دیکھتا اپنے سینے سے لگا گیا تھا۔۔۔

اب وہ بہت ہی نرمی سے اس کو اپنے سینے سے لگائے اس کو بھرپور سے محسوس کر رہا تھا۔۔۔ اس کی آنکھیں ابھی تک نم تھیں۔۔۔۔ اس کے آنکھیں جھپکانے کی دیر تھی

آنسو ٹوٹ کر اس کے عارض پر گرنے تھے۔۔ وہی پر دوسری طرف
کنزہ اس کے سینے سے لگی اس کی تیز ہوتی ڈھڑکنیں سن رہی
تھی۔۔۔ اس کی ڈھڑکنیں بہت زیادہ تیز ہو رہی تھی

اُس کے دائیں رخسار پر

اک تلہ۔۔۔

جو کائنات میں موجود

بلیک ہول کے جیساہ۔۔۔

اگر تم بس ایک دفعہ

اُس کی گریوٹی میں آگئی۔۔۔

تو وہ تمہیں اپنی طرف کھینچ لے گا۔ اُس کی کشش ثقل ایسی ہ۔۔۔

کہ تم اپنا نام و نشان بھی

ڈھونڈ نہیں پاؤ گ۔۔۔

میں بس اُس تل کو

♥🦋 چومنے کا خواہشمند ہوں

زیان اس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں بھرتا گھمبیر آواز میں بولتا اس
کے رخسار کے تل پر لب رکھتا اس کے قدموں میں بیٹھا تھا۔۔۔ جب
کہ کنزہ مبہوس ہو کر اس خوب رو مرد کو

دیکھ رہی تھی جو اس کی قسمت میں لکھا تھا اللہ تعالیٰ نے۔۔۔ وہ جتنا
مرضی شکر ادا کرتی اتنا کم تھا۔۔۔

اس نے ایک نظر زیان کو دیکھا تھا جو اس کا پاؤں نرمی سے
اپنے گٹھنے پر رکھتا بغیر اس کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر اس پر اپنے لب رکھ
گیا تھا۔۔۔۔۔ کنزہ نے اپنا پاؤں پیچھے کرنا چاہا جب زیان اس پر اپنی پکڑ
مضبوط کر گیا تھا۔۔۔

میں ایک بار پھر تم سے اپنے سب گناہوں کی معافی مانگتا ہوں جان زیان
۔۔۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں آج کے بعد ایسا کوئی لفظ اپنے منہ سے نہیں
نکالوں گا جس سے تمہیں تکلیف ہوں وہ اس کے پاؤں پہ اپنا سر رکھتا اس
سے سنجیدگی سے معافی مانگ رہا تھا۔۔۔ اس کو پھر سے معافی مانگتا دیکھ
کنزہ کی آنکھوں میں نمی چمکی تھی۔۔۔ وہ اپنا پورا زور لگاتی اپنا پاؤں پیچھے
کر گی تھی۔۔۔ اگلے ہی پل وہ جھکتی زیان کو کندھوں سے پکڑ کر اٹھاتی
اس کے سینے سے لگی تھی۔۔۔ اس وقت وہ دونوں ہی وجود درور ہے
تھے

اگر ابن آدم تمہارے قدموں میں بیٹھ جائے تو یہ عشق کی انتہا ہیں اور "
بن حوا تم اٹھاؤ تو یہ تمہاری وفا کا ثبوت ہیں ✧✧

ناجانے کتنے ہی لمحے وہ ایک دوسرے کے سینے سے لگے ایک
دوسرے کا غم کم کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ کنزہ کو ابھی تک
روتا ہوا دیکھ کر زیان نے جلدی سے خود پر قابو پایا تھا
اسے کہاں منظور تھا ان خوبصورت آنکھوں میں آنسو دیکھنا۔ آنکھیں
بھی وہ جو پہلی بار ہی اس کا چین اور قرار دونوں لوٹ گئی تھیں۔۔۔۔
جان زیان چپ کر جاؤں ورنہ میں نے پھر سے شروع ہو جانا ہیں۔ وہ
اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا گھمبیر آواز میں بولا تھا۔ وہ
جو سو سوں کر کے رو رہی تھی اس کو اپنی طرف بے باکی سے دیکھتا پایا
کر جلدی سے خاموش ہوئی تھی۔ اس سے پہلے وہ اپنی آنکھیں صاف
کرتی زیان اس کی آنکھوں پر جھک گیا تھا۔۔۔ اب وہ بہت ہی نرمی سے
اس کی گرے آنکھوں میں موجود ٹھہرے آنسوؤں

کو وہ اپنے لبوں سے نرمی سے اپنے حلق میں اتار رہا تھا۔۔۔۔۔ جب کہ
کنزہ اس وقت سرخ پڑتے اس کی قمیض کو اپنی مٹھیوں میں جکڑ گئی تھی
۔۔ اس طرح دوسری آنکھ میں ٹھہرے آنسو بھی زیاں اپنے حلق میں
اتارتا اسے اپنی باہوں میں اٹھاتا بیڈ کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔۔ جب کہ کنزہ
خاموشی سے اس کے سینے میں منہ چھپا گئی تھی

وہ اس کو بیڈ پر لیٹاتا خود بھی لائٹس اف کرتا اس کے پہلو میں لیٹا
تھا۔۔۔۔۔ اب وہ اس کی طرف کروٹ لیتا اس کو اپنی باہوں میں بھرتا
سکون سے آنکھوں موند گیا تھا۔

کنزہ بھی اس کے گرد اپنے بازو کا حصار بناتی اس کے سینے میں منہ چھپا کر
سو گئی تھی۔۔۔۔۔ نا جانے آج کتنے لمحوں کے بعد وہ دونوں وجود سکون
کی نیند سونے والے تھے

زبان کے جانے کے بعد کایان جو اپنے بال و غیرہ سیٹ کرتا ابھی روم
میں داخل ہوا تھا۔۔۔ اس کا غصہ کسی صورت ان تین بے غیرتوں پر
کم نہیں ہو رہا تھا۔ جنہوں نے اس کی اتنی خوبصورت رات
کو خراب کرنے میں کوئی کمی نہں چھوڑی تھی۔۔۔ دروازہ بند
کرنے پر حور کا دل شدت سے ڈھڑکا تھا۔۔۔ وہ اپنی مٹھیوں میں اپنے
لہنگے کو کس کر جکڑ گئی تھی۔۔۔ اس کو اپنے گالوں سے سیک نکلتا ہوا
محسوس ہو رہا تھا

کایان اپنی کریم رنگ کی قمیض ٹھیک کرتا اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ
پھیرتا وہ حور کی طرف قدم بڑھا گیا تھا۔۔۔ اس کے قدموں کی دھمک

پر حور

کو آج اپنا اپ فنا ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ اس کا دل کانوں میں
ڈھڑک رہا تھا اس کو ایسا لگ رہا تھا ابھی اس کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آ
جائے گا

کایاں چلتا ہوا حور کے پاس جا بیٹھا تھا۔۔۔ وہ ابھی تک اس کو اپنے
نظروں کے حصار میں رکھے ہوئے تھا۔۔۔ اس کے بیٹھنے پر حور تھوڑا
سایچھے کی طرف کھسکی تھی۔۔۔

جس وجہ سے اس کی کلائیوں میں پہنی ہوئی چوڑیوں کا شور پورے
کمرے ہوا تھا۔۔۔ اس کی چوڑیوں کا شور سن کر کایاں کا دل شدت
سے ڈھڑکا تھا

وہ اس کو اپنی نظروں میں رکھتا اور زیادہ اس کے قریب ہوا تھا اس کے
بدن سے اٹھتی کلون کی خوشبو اس کو اپنے حواسوں پر چھاتی ہوئی محسوس
ہو رہی تھی

روح من۔۔۔۔۔ یہ صرف تمہاری سوچ ہیں کہ تم آج رات اپنے شاہ
سے دور جا پاؤں گی۔۔۔۔۔ اور یہ جو دوریاں ہمیں دو جسم ایک جاں بننے
سے روک رہی ہیں میں رہنے دوں گا

وہ اس کا ہاتھ اپنی مضبوط پکڑ میں لیتا اس کے ہاتھ پر لب رکھتا چوڑیوں
سے چھیڑ چھاڑ کرتا گھمبیر آواز میں بولا تھا۔۔۔۔۔ اس کی بات پر حور کے
ماتھے پر پسینے کے ننھے ننھے

قطرے نمودار ہوئے تھے۔۔۔۔۔ اس کو خاموش دیکھ کر کایان اس کا ہاتھ
چھوڑتا نرمی سے بیڈ پر چڑھتا اس کا گھونگھٹ اٹھا گیا تھا۔۔۔۔۔ حور کا
گھونگھٹ اٹھاٹے ہی کایان کو

آکسیجن کی کمی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ وہ مبہوس ہو کر مقابل کو دیکھ رہا تھا
جو واقع آج آسمان سے اتری ہوئی کوئی حور لگ رہی تھی۔۔۔۔۔ کچھ اس
نے گالوں پر بلشر

لگایا ہوا تھا اور دوسرا وہ کایان کی نظروں سے لال سیب بنی ہوئی
تھی۔۔ اس کے ماتھے پر پسینے کے قطرے اس کو اور بھی زیادہ
خوبصورت بنا رہے تھے

اس کے ماتھے پر پسینے کے قطرے اور اس کو ہلکا ہلکا کانپتا دیکھ کر کایان
نے اپنی مسکراہٹ روکی تھی۔۔۔ اس کا ڈر ناجائز تھا۔۔۔ کایان اس
کے نزدیک ہوتا

مبہوس ہو کر اس کی پلکوں کو رقص دیکھتا اس کے لبوں کو اپنی فوکس میں
لیتا جو ہلکے ہلکے کانپ رہے تھے۔۔۔۔ اس سے پہلے حور پیچھے ہوتی وہ
اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتا

اس کو اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔۔ جس پر حور نے اپنی آنکھیں زور
سے میچی تھی۔۔ اس کے سینے سے لگنے کی وجہ سے اس کے بدن کی
ناز کی اس کے سینے سے ٹکرا رہی تھی

آج تمہارا ڈرنابنتا ہیں روح من۔۔۔ آخر کار میری ان چو نیتس سالہ
زندگی کے صبر کا پھل ہوں۔۔۔ کا بیان اس کی نتھ اتارتا اس کے لبوں کو
فوکس میں لیتا گھمبیر مگر خمار آلودہ آواز میں بولا تھا

...

اس کی بات سن کر اور اس کے لمس پر وہ جو پہلے ہی کانپ رہی
تھی۔۔۔ اس کی بے باک نظریں اپنے لبوں پر محسوس کر کے اسے اپنے
ارد گرد خطرے کی گھنٹی بجتیاں ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ اگلے ہی
پل اس کے ڈر پر موہر لگ گئی تھی۔۔۔ وہ اس کے میروں رنگ سے
سجے ہوئے لبوں کو اپنی قید میں لے گیا تھا۔۔۔ اس اچانک

افتادہ حور اپنا آپ مکمل طور پر کایان کے سینے پر گرا گئی تھی
۔۔۔۔۔ جب کہ وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے کایان کی کریم رنگ کی قمیض
کو اس کی کمر سے

اپنی مٹھیوں میں بھر گئی تھی۔۔۔۔۔ جب کہ کایان اس کے لبوں پر موجود
نمی کو گھونٹ بھر کر پی رہا تھا۔۔۔ وہی پر حور کی حالت غیر ہوتی جا رہی
تھی۔۔۔۔۔ آنے والے لمحوں کا سوچتے ہی اس کی جان ہوا ہور ہی
تھی۔۔۔۔۔ اس کو کانپتا ہوا محسوس کر کے کایان اور بھی زیادہ اس کی کمر
پر اپنی گرفت سخت کر گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ بہت ہی شدت سے اس کے لبوں
پر موجود ساری

سرخی اپنے لبوں اور زبان کی مدد سے چرا گیا تھا۔ وہ مقابل کی ڈھڑکنیں
اپنے سینے پر بجتی ہوئی محسوس کر رہا تھا۔۔۔۔۔ اس کی آنکھوں میں خوف
دیکھ کر اسے ایک

الگ ہی سرور مل رہا تھا۔۔۔۔۔ اس کے بدن سے اٹھتی کستوری کی
مہک اس کے حواسوں پر چھاتی اس کو مدہوش کر رہی تھی۔۔۔ اس کے
جواں جذبات میں ایک آگ لگی ہوئی تھی۔۔۔

وہ بہت ہی شدت سے اس کے لبوں کو اپنی دسترس میں لیے ہوئے
تھا۔۔۔ جب کہ اس کے ہاتھ بے باکی سے اس کے پور پور پر حق جتا
رہے تھے۔۔۔۔۔ حور کے لہنگے کا پچھلا گلہ کافی ڈیپ
تھا جس وجہ سے اس کی دودھیاسفید کمر نظر آرہی تھی۔۔۔۔۔ کچھ ٹسلرز
کی مدد سے اس کی چولی بندھی ہوئی تھی۔۔۔ جب کہ کایان کے ہاتھ
اس ٹسلرز کو چھوٹے تھے

حور کو اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی ہوئی محسوس ہو رہی
تھی۔۔۔۔۔ اس کی حالت دیکھ کر کایان لطف اندوز ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ آخر
کار ناجانے کتنے ہی لمحوں کے بعد اسے حور پر ترس آ ہی گیا تھا اور اس

نے مقابل کے لبوں کو آزادی دی تھی۔۔ لیکن اس کی کمر پر کایان کی
گرفت ابھی تک سخت تھی۔۔۔ اس نے حور کے چہرے کی طرف
دیکھا تھا

جہاں پر قوس قزح کے رنگ بکھرے ہوئے تھے۔۔۔ اگلی نظر اس
کے لبوں پر گئی تھی جہاں پر لپسٹک کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔ اس کی
لپسٹک ارد گرد بکھری ہوئی تھی۔۔ جو اس کو اور بھی زیادہ حسین بنا
رہی تھی۔ اس کی نظریں خود پر گڑھتی ہوئی محسوس کر کے حور کا بس
نہیں چل رہا تھا کہ وہ یہاں سے بھاگ جائے

!!❤️ روح من !!!

من پسند ہمسفر کی بانہوں میں

بہکا ہوا انسان،،،،،

گلاب سے زیادہ دلکش اور پیارا ہوتا ہے

سو عین ممکن ہے،،،،،

تمہاری بانہوں میں آکر

تمہارے لمس سے بہکے ہوئے ہم،،

فقط آنکھیں چومنے کی اجازت پا کر

آپ کے ہونٹوں پر بھی بوسہ دے دوں

اگر یوں ہو بھی گیا تو،،،،،

مجھے یقین ہے آپ مجھ پہ

خفا ہونے کے بجائے میری اس دلکشی اور

بہکے ہوئے پن کو،،،،،

❦ ♥ اپنی زندگی کے بہترین لمحات میں شمار کرو گے،،،،،

کایان اس کو چھوڑتا اس کے ڈوپٹے سے پنز اتارتا گھمبیر آواز میں بولا تھا

۔۔۔۔۔ اب وہ ڈوپٹا اتار کر ایک سائیڈ پر رکھتا اب اس کے قیامت خیز

بدن کا اپنی ایکسرے کرتی نظروں سے معائنہ کر رہا تھا اس کے لہنگے پر
موجود چولی اس ٹائپ کی تھی کہ اگر اسے سامنے سے دیکھا جائے تو وہ
بلا وز لگتا تھا اور اگر پیچھے سے دیکھے تو وہ چولی ٹائپ لگتا تھا اس کا اگلا گلہ
بھی کافی ڈیپ تھا پہلے تو وہ گھونگھٹ اور ڈوپٹے میں چھپ گیا
تھا۔۔۔ لیکن اب اس کا انگ انگ عیاں ہو رہا تھا۔۔۔ وہ بہت ہی گہری
اور گرم نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا

شاہ۔۔۔ اس کی بے باک نظریں خود پر محسوس کر کے حور اس کی
آنکھوں پر اپنا ہاتھ رکھتی روہانسنی آواز میں بولی تھی اس کی نظریں ہی
اس کو کانپنے پر مجبور کر رہی تھی۔۔۔۔۔

جی روح من۔۔۔ وہ اپنی آنکھوں سے ہاتھ ہٹاتا اس پر لب رکھتا گھمبیر
آواز میں بولا تھا۔۔۔ حور کا وہ وہی ہاتھ نرمی سے اپنی گرفت میں لیتا وہ
اس کو لیتا بیڈ سے کھڑا ہوا تھا

مجھے۔۔۔ ڈر۔۔۔ لگ۔۔۔ رہا۔۔۔ ہیں۔۔۔۔۔ کایان جو اس کا ہاتھ
نرمی سے پکڑتا اس کو ڈریسنگ مرر کے سامنے بٹھا گیا تھا۔۔۔ اس کے
بٹھاتے ہی حور نے اس کی طرف دیکھ کر بلکل ہی مدھم آواز میں کہا تھا
آواز اتنی آہستہ تھی کہ کہ حور کو بھی مشکل سے سنائی دی تھی
۔۔۔ کایان جس کا دھیان سارا حور کی طرف ہی تھا۔۔۔ اس تک آواز
پہنچ گئی تھی لیکن وہ ایسے

ری ایکٹ کر رہا تھا جیسے اس نے سنی ہی نا ہو۔۔۔ وہ اپنی مسکراہٹ چھپاتا
ایک نظر حور کو دیکھتا جو بس اب رونے کی تیاری پکڑ رہی تھی
وہ خود پر سنجیدگی طاری کرتا خاموشی سی اس کے کندھے پر لگی پنز کو اتار
رہا تھا جس کی مدد سے اس کا ڈوپٹا سیٹ کیا گیا تھا۔۔۔ حور نے ایک نظر

کایان کو دیکھا تھا جو اپنے کام میں مصروف تھا۔۔۔۔ اس کو اپنا ڈوپٹا اتارتا
دیکھ حور اپنا نچلا لب بے دردی سے کچل گئی تھی۔۔ جس کو دیکھتے ہی
کایان کے گلے میں گلٹی

ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔۔۔۔ اس نے گھور کر حور کو دیکھا تھا جو اس
کی چیزوں پر حق جتا رہی تھی وہ بھی بہت بری طرح۔۔ لیکن پھر کایان
خود پر کنٹرول کر گیا تھا

وہ چاہتا تھا وہ ایک بار پھر سے اس خود سے مخاطب کرے۔۔ اگلے ہی
پل وہ بہت ہی نرمی سے ڈوپٹا اس کے تن سے جدا کرتا صوفے پر رکھ گیا
تھا۔۔۔۔

شاہ مجھے ڈر لگ رہا ہیں۔۔ اس اپنا جوڑا کھولتا ہوا دیکھ کر حور اس بار اونچی
آواز میں بولی تھی۔۔۔۔ جب کہ آخر میں آکر اس کی آواز بھی روندھ
گئی تھی۔۔۔۔

کایان کے ہاتھ اس کے جوڑے میں کچھ دیر کے لیے رکے
تھے۔۔۔ لیکن پھر وہ نرمی سے پنز اتارتا اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ جو
اپنی خوبصورت سبز آنکھوں

سے اس کو دیکھتی اپنی انگلیاں مڑوڑ رہی تھی۔۔۔۔

کس سے ڈر لگ رہا ہیں روح من۔۔۔۔۔ وہ اپنی مسکراہٹ دباتا اس
کے سر پر لب رکھتا گھمبیر آواز میں بولا تھا۔۔۔۔

اس کے لب رکھنے پر حور کی رنگت سرخ قندھار ہوئی تھی۔۔۔ اب
اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیسے بتائے کہ اسے کس چیز سے اور کیوں ڈر
لگ رہا ہے جب کہ کایان اس کے ماتھے سے ماتھا

پٹی ہٹاتا اسے ڈریسنگ مرر پر رکھتا اس کی طرف ہی پر سوچ نظروں سے
دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

بتاؤ روح من کس چیز سے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔ میں تمہارا ڈر ختم کرنے کی
کوشش کرتا ہوں

وہ اس کے بالوں کو جوڑے میں سے قید کرتا سنجیدگی سے بولا تھا

۔۔۔ وہ اس کا ڈر ختم کیے بنا کوئی بھی قدم نہیں اٹھانا چاہتا تھا

۔۔۔ جس سے کل کو اسے حور کی نظروں میں شرمندہ ہونا پڑیں

حور کے کالے سیاہ بال کسی آبشار کی طرح اس کی کمر پر بکھرے

تھے۔۔۔ جو مکمل طور پر اس کی کمر کو چھپا گئے تھے۔۔۔۔۔ اس

کے بالوں سے اٹھتی مسحور کن خوشبو کا یان کے حواص سلپ کر رہی تھی

آپ۔۔۔ سے۔۔۔ ڈر۔۔۔ لگ۔۔۔ رہا۔۔۔ ہیں۔۔۔ حور ایک نظر

مرر میں سے کا یان کے عکس کو دیکھتی نظریں جھکا کر بولی

تھی۔۔۔ اس کی بات سن کر کا یان کا برجستہ قمقہ کمرے کی زینت بنا

تھا۔۔۔

جس پر حور خفت سے سرخ پڑتی نظریں جھکا گئی تھی۔۔۔۔ اس نے اپنی
انکھوں کو چھوٹا کر کے مرر میں کایان کے عکس کو دیکھا تھا جو اپنی
مسکراہٹ روکتا اس کو

گہری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس کی نظریں خود پر پا کر حور جلدی
سے نظریں جھکا گئی تھی۔۔۔

آپ کا ہی ہوں روح من جتنا چاہیے مرضی دیکھ سکتی ہیں آپ
کایان ڈریسنگ مرر کے ساتھ۔۔۔ پڑا دوسرا سٹول پکڑتا حور کے
سامنے بیٹھتا گھمبیر آواز میں بولا تھا۔ اس کی بات پر حور نے ہاں میں سر
ہلایا تھا۔۔۔ اس کے ہاں میں سر ہلانے پر

کایان مسکراتا اس کا ہاتھ اپنی گرفت میں لیتا نرمی سے اس کو چھو رہا
تھا۔۔۔ جب کہ حور اس کی اتنی نزدیکی پر اب انار بنی نظریں جھکائے
ہوئے تھی۔۔۔۔ اس کا دل کسی سوکھے

پتے کی مانند لرز رہا تھا۔۔۔۔

اب بتاؤ کس وجہ سے میری حور کو ڈر لگ رہا ہیں۔۔۔ مجھ سے لگ رہا تو
کیوں لگ رہا ہیں۔ میں تو تمہارا پرانا والا شاہ ہوں نا وہ شاہ جو اپنی حور کا
دیوانا ہیں۔۔۔ وہ شاہ جس نے اپنی حور کو پچھلے چار سال پڑھایا ہیں۔۔۔ وہ
شاہ جس کے ساتھ تم ایک ہی گھر میں رہی ہوں۔۔۔۔

کایان اس کے انگلیوں میں موجود رنگز کو اتارتا گھمبیر آواز میں بول رہا
تھا۔۔۔ اس کی بات پر حور صرف ہاں میں سر ہلا رہی تھی۔۔۔۔ جب
کہ اس کو خاموش دیکھ کر کایان ڈریسنگ مرر پہ موجود ایک خوبصورت
باسکٹ کو اٹھاتا جس پر حور کی نظر نہیں پڑی تھی شاہد ٹینشن کی وجہ سے
اس کی نظر نہیں پڑی۔۔۔

کایان اس میں سے ایک چاکلیٹ اٹھاتا وہ باسکٹ سائیڈ پر رکھ گیا تھا
۔۔۔ اگر وہ یہ باسکٹ حور کو دے دیتا تو اس نے صرف یہ چاکلیٹ ہی
کھانی اور اس کی آج کی یہ خوبصورت

رات چاکلیٹ کی نظر ہو جانی تھی۔۔۔ پہلے ان بے غیرتوں نے مل کر
خراب کر دی۔۔۔ ان تینوں کا سوچتے ہی کایان نے دانت پیسے تھے وہ
اتنی جلدی ان تینوں کو چھوڑنے والا نہیں تھا۔۔۔ بدلہ تو لے گا ان
تہیروں سے ہم۔ یہ کھاوا اب۔۔۔ حور کو نظریں جھکا کر بیٹھی تھی
کایان نے اس کی طرف چاکلیٹ بڑھائی تھی۔۔۔ جس کو وہ ایک نظر
دیکھتی ناں میں سر ہلا گئی تھی۔۔۔۔۔ جب کہ کایان نے اس گھور کر
دیکھا تھا جو اج چاکلیٹ کھانے سے منع کر رہی تھی۔۔۔۔۔ کایان اس کی
حالت سمجھ سکتا تھا۔۔۔ کایان گہری سانس بڑھتا چاکلیٹ اوپن کرتا

اس کی منہ کے قریب لے گیا تھا جس کو دیکھ کر حور نے ناں میں سر ہلایا
تھا

لیکن پھر کایان کی گھوریوں پر وہ خاموشی سے ایک بائٹ لے گی تھی
۔۔۔۔۔ کایان نے اسے پھر سے چاکلیٹ کھلانی چاہی لیکن وہ اپنی آنکھوں
میں نمی لیتی ناں میں سر ہلا گئی

تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں میں نمی کو دیکھ کر کایان نے زیادہ زور نہیں دیا
تھا۔۔۔ اگلے ہی پل وہ چاکلیٹ کو ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ گیا تھا۔۔۔ اب وہ
اس کو ایک نظر دیکھتا اس کی کلائیوں سے نرمی سے چوڑیاں اتار گیا
تھا۔۔۔۔۔ جب کہ حور ابھی تک خاموشی سے نظریں جھکا کر بیٹھی تھی
۔۔۔ اس کا دل زوروں سے ڈھڑک رہا تھا۔۔۔ جس کی آواز کایان
تک بخوبی جا رہی تھی۔۔۔۔۔ کایان بہت ہی نرمی سے اس کو ہر زیور سے

آزاد کر گیا تھا۔۔۔ اب وہ اس کے سامنے صرف لہنگے اور بلاوز میں ملبوس
تھی۔۔۔۔

اس کے بلاوز میں سے اس کی رعنائیاں پورے آب و تاب سے چمک
رہی تھی۔۔۔ جس کو دیکھ کر کایان کے گلے میں بار بار گلٹی ابھر کو
معدوم ہو رہی تھی۔۔۔

آپ۔۔۔ ایسے۔۔۔ کیوں۔۔۔ دیکھ۔۔۔ رہے۔۔۔ ہے۔۔۔ مجھے۔۔۔
۔۔۔ ناجانے کتنے لمحوں کی خاموشی کے بعد حور اس کی لودیتی نظروں سے
سرخ پڑتی نظریں جھکا کر بولی تھی۔۔۔۔

میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ جرات میری روح من اپنے شاہ کو برداشت
بھی کر پائے گی کہ نہیں۔۔۔ کایان اس کا ہاتھ اپنی قید میں لیتا کھڑا ہوا تھا

اگلے ہی پل وہ حور کو اٹھاتا اس کو کمر سے پکڑتا اپنے نزدیک کر گیا تھا حور
جو اس کی بات سن کر سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ اس اچانک افتاد پہ وہ اس کے
سینے میں چھپی تھی۔۔۔۔

کر لوں گی برداشت نا اپنے شاہ کو۔۔ کایان اس کو اپنے سینے میں بھینجتا
جس سے اس کے بدن کی ناز کی اس کے چٹانی سینے سے مس ہو رہی تھی
۔۔۔۔ کایان کی سرگوشی پر حور نے

سرخ پڑتے بغیر بات پر غور کیے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔ اس وقت اتنی
نزدیکی پر وہ تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔۔۔ اس کے اثبات میں سر ہلانے
پر کایان اور سختی سے اسے اپنے سینے میں قید کر گیا تھا

اچھا آ جاؤ تمہارے لیے میں نے ایک سپرائس تیار کیا ہیں

۔۔۔۔ کایان اس کا ہاتھ اپنی قید میں لیتا دوسرے ہاتھ سے اس کا لہنگا
سیٹ کرتا اس کو لے کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ جب کہ

حور اس کی بات سنتی پھر سے اثبات میں سر ہلاتی اس چھوٹے چھوٹے
قدم اٹھاتی اس کے ساتھ ہی ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔۔
یہ ڈریس چینیچ کروں اس کے بعد ہی ہم تمہارے سپرائس کی طرف
جاتے ہیں۔۔۔ وہ اس کے ہاتھ میں ایک خوبصورت میروں رنگ کی
نائی ڈیتا گھمبیر آواز میں بولا تھا۔۔۔ وہ نائی زیادہ و لگر نہیں تھی حور
کے پاؤں تک وہ نائی اتی تھی۔۔۔۔ اس کے بازو سلیو لیس تھے
۔۔۔۔ کندھوں پر چھوٹی چھوٹی سٹریپ لگی ہوئی تھی۔۔۔۔ اور سینے پر
موجود ایک گہری نیٹ تھی۔۔ جس کو پہنے کے بعد اس کا قیامت خیز
بدن اور بھی زیادہ آتش فشاں لگنے والا تھا۔۔۔۔ اس کو دیکھ کر حور نے
ناں میں سر ہلایا تھا۔۔۔ جس کو دیکھ کر کایان نے اسے گھورا تھا۔۔۔ جو
چھوٹی چھوٹی باتوں پر

آج ڈر رہی تھی۔۔۔ اگر وہ ایسے ہی ڈرتی رہی تو کبھی بھی خود سے وہ
مقابل کو نہیں سوئے گی اور کایاں جانتا تھا اگر وہ اس کی مرضی جان بھی
لیں تو اور اس کی مرضی شامل کر بھی لیں
تو اس نے مزاحمت کرنی تھی۔۔۔۔ لیکن اب وہ اور زیادہ تاخیر نہیں کر
سکتا تھا۔۔۔ چوتیس سال کا ہو گیا تھا وہ خود پر اس نے کس طرح قابو پایا
تھا

یہ تو وہی ہی جانتا تھا۔۔۔
خود سے چیخ کر لوں یا میں چیخ کر واسکتا ہوں۔۔۔ وہ اس ناٹٹی کو ایک
سائیڈ پر رکھتا اس کی پشت کو اپنے سینے سے لگاتا
اس کے کان میں سرگوشی نما آواز میں بولا تھا۔۔۔۔۔ حور نے اس کی
سرگوشی پر کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔ بس وہ خاموشی سے کسی غیر مری
نقطے کو گھور رہی تھی

اس کی خاموشی پر کایان اگلے ہی پل ڈریسنگ روم کی ساری لائٹس
آف کرتا ایک ہی جھٹکے میں حور کی بیک پر لگے کچھ ٹسلز کھول گیا تھا۔۔
ٹسلز کھلتے ہی وہ نرمی سے اس کے کندھوں سے بلاؤز کھسکاتا کہ ہی جھٹکے
میں اس کے بدن کے اوپری حصے کو ہر پردے سے آزاد کر گیا تھا۔۔۔
کایان اس اندھیرے میں بھی اس کی دودھیا پشت دیکھ سکتا تھا جب کہ
کایان کے ہاتھ بے باکی سے اس کے پیٹ سے اوپر سے حق جتا رہے
تھے۔۔۔ جس پر حور کی جان ہوا ہور ہی تھی وہ بہت ہی سختی سے اس
کے نشیب و فراز پر اپنے ہاتھ جمائے ہوئے تھا۔۔۔ جس پر حور بھرپور
مزاحمت کرتی اس کو دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ لیکن اگلے
ہی پل کایان اس کی کمر پر

بہت ہی سختی سے اپنے دانت گاڑھ گیا تھا۔۔۔۔ جس پر حور کی سسکی
بے ساختہ تھی۔۔۔۔ وہ اس کے جسم کو چھوتا پاگل ہو رہا تھا

۔۔۔ لیکن اگلے ہی پل وہ خود پر قابو پاتا نرمی سے اس کا لہنگا بھی اس کے

تن سے جدا کر گیا تھا۔۔۔۔۔ حور کا سانس کہیں سینے میں ہی اٹکا تھا
۔۔۔ وہ اس کار کا ہوا سانس محسوس کرتا ایک ہی جھکٹے میں اس گھماتا اپنے
سینے سے لگاتا

اس کے لبوں کو اپنی قید میں لے گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ ایسے ہی اس کے
لبوں کو اپنی قید میں لیتا ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈالتا دوسرے ہاتھ سے
ناٹنی اٹھاتا اس کو کچھ ہی دیر میں پہنا گیا تھا۔۔۔۔۔ جب کہ اب وہ اس
کے بالوں میں ہاتھ پھنسائے قطرہ قطرہ اس کی سانسیں چراتا اس
دوسرے ہاتھ کی مدد سے اس کے بال سیٹ کر رہا تھا۔۔۔

وہ اس کے لبوں کو آزادی دیتا اس کو نرمی سے صوفے پر بٹھاتا خود بھی
اپنے کپڑے چینج کر گیا تھا۔۔۔

اس نے لائٹس اون کی تھی۔۔۔۔۔ حور جو اپنی آنکھوں بند کر کے بیٹھی تھی

لائٹ اون ہونے پر اس نے آنکھیں کھولی تھی۔۔۔۔۔ کایان پر نظر پڑتے ہی وہ خفت سے نظریں جھکا گئی تھی۔۔۔۔۔ کایان اس وقت صرف بلیک ٹراؤزر میں ملبوس تھا۔

کایان نے ایک نظر حور کر دیکھا تھا۔۔۔۔۔ جو اس میروں ناٹٹی میں دمک رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کی کہنیوں تک مہندی لگی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ جس کا رنگ بہت زیادہ گہرا آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آجاؤں شاہ کی روح من وقت گزر رہا ہیں۔۔۔۔۔ وہ اس کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلاتا خمار آلودہ آواز میں بولا تھا۔۔۔۔۔ حور ہچکچاتی ہوئی اس کی چوڑی ہتھیلی پر

اپنا مہندی والا نرم و لائتم ہاتھ رکھ گی تھی۔۔۔ کایان اس کا ہاتھ پکڑتا اپنی
گرفت میں لیتا ڈریسنگ روم کی ڈائیں سائید بنے ایک شیلف کی طرف
بڑھا تھا۔ اس شیلف پر کایان کی برانڈ ڈواج اور مہنگے پرفیوں موجود تھے
وہ اس کو لے کر اس شیلف کے پاس پہنچا تھا۔ کایان نے ایک نظر حور پر
ڈالی تھی جو نظریں جھکا کر کھڑی تھی۔۔۔ شاہد اس کو ہسیر لیس دیکھ کر
وہ شرم رہی تھی۔۔۔ اگلے ہی پل کایان نے شیلف میں موجود
ایک برانڈ ڈواج پر اپنا تھمب رکھا تھا۔۔۔ اس کے رکھتے ہی وہ پ
شیلف چرررر کی آواز کے ساتھ دو حصوں میں تقسیم ہو گی
تھی۔۔۔ جس سے درمیان میں سے ایک راستہ بن گیا تھا۔۔۔ جب کہ
حور ہونقوں کی طرح اس کو دیکھ رہی تھی جو اس کا ہاتھ پکڑتا اب اس
بنے ہوئے راستے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔ چند سیکنڈوں میں وہ اسے
لے کر اس راستے سے نکل آیا تھا

اس راستے میں سے اندھیرا تھا جہاں سے کایان اسے لے کر آیا تھا
۔۔ اس سے پہلے حور کچھ بھی دیکھتی جب کایان اس کی کمر کو اپنی پشت
سے لگاتا اس کی آنکھوں پر نرمی سے

ہاتھ رکھ گیا۔۔۔ اب وہ بہت نرمی سے اس کو اپنی پشت سے لگاتا اس
کی آنکھوں پر اپنا ہاتھ رکھتا آگے بڑھ رہا تھا۔۔ حور بھی ساتھ قدم
اٹھاتی اس کے آگے بڑھ رہی تھی۔۔

یہ چھوٹا سا سپرائس تیار کیا ہے وقت کم تھا۔ جس میں صرف اتنی
تیار ہو پائی ہیں۔۔ وہ اس کی آنکھوں سے ہاتھ ہٹاتا اس کے کان میں
سرگوشی نما آواز میں بولا تھا حور نے اہستہ سے اپنی آنکھیں کھولی تھی
نا جانے کتنے ہی لمحے وہ کچھ بول نہیں پائی تھی۔۔۔ سامنے کا منظر اس
کو کچھ بولنے ہی نہیں دے رہا تھا۔۔۔ اس نے ایک نظر سب کو
دیکھ کر کایان کو دیکھا تھا جو اس کو خوش دیکھ کر خوش ہو رہا تھا۔۔۔

یہ ایک بہت ہی خوبصورت جگہ تھی۔۔۔ جہاں پر ایک سوٹمنگ پول۔۔۔ سوٹمنگ پول کے ساتھ ہی ایک خوبصورت سا گول سائز میں بیڈ موجود تھا جو بالکل سجا ہوا تھا گلاب کے پھولوں سے۔۔۔ سامنے کی پردے لٹک رہے تھے

پورے فرش کو پھولوں سے کور کیا گیا تھا۔ ہر طرف ہی پھول بکھرے ہوئے تھے۔۔۔ یہ جگہ کایان کی کمرے کے ساتھ ہی ایڑیج تھی جو اس نے حور سے نکاح کے بعد بنوائی تھی

یہ جگہ اس نے سپیشلی حور کے لیے ہی بنوائی تھی۔۔۔ اس جگہ کے بارے میں صرف زیان کو ہی پتا تھا۔۔۔۔۔ جہاں پر بیڈ موجود تھا اس کو جگہ کو غور سے دیکھا جائے تو تو وہاں پر گلاس لگے ہوئے تھے

جو اس وقت پردے کہ پیچھے چھپ گئے تھے۔۔۔ اس جگہ پر
رومینٹک سی لائنس جل رہی تھی جو ماحول کو اور بھی زیادہ خوبصورت
بنارہی تھی۔۔۔ حور بڑی استحقاق

بھری نظروں سے اس جگہ کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس جگہ پہ ایسی کوئی
چیز نہیں تھی جس کو پھولوں سے ناسجایا گیا ہو۔۔۔ ابھی حور کایان کی
طرف مڑتی جب کایان اس کو اپنی پشت سے لگاتا۔۔۔ اپنے ہاتھوں سے
کلاپنگ کرتا حور کے پیٹ پر اپنے ہاتھ سختی سے جماتا اس کے کندھے پر
اپنی تھوڑی رکھ گیا تھا۔۔۔ اس کے کلاپنگ کرنے پر

گلاب کے پھولوں کی برسات شروع ہو گئی تھی۔۔۔ اتنی تیزی سے
بارش بھی نہیں ہوتی جتنی تیزی سے گلاب کے پھول گر رہے
تھے۔۔۔۔ حور جو کایان کی اتنی نزدیکی پر سرخ ہو رہی

تھی۔۔۔۔ گلاب کے پھولوں کو اپنے اوپر گرتا دیکھ کر حور خوشی سے

کھلکھلائی تھی۔۔۔ اسے پھول کتنے پسند تھے یہ کایان سے بہتر کون جان
سکتا تھا۔۔۔۔

کایان کو چاہیے پھولوں سے نفرت ہی کیوں ناہوں لیکن وہ اپنی روح
من کے لیے اتنا سب کچھ تو کر سکتا تھا۔۔۔۔

ابھی حور کایان کو پھر سے کچھ کہتی جب کایان نے اس کی نظر سوئمنگ
پول پر مرکوز کر دئی تھی۔۔۔ سوئمنگ پول کو دیکھ کر حور کی آنکھیں
پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھی۔۔۔۔ وہ اپنی مکمل آنکھیں کھولیں سوئمنگ پول
کو دیکھ رہی تھی

سارا سوئمنگ پول گلاب کے پھولوں سے دھکا ہوا تھا۔۔ پانی کی ایک
بوند تک نظر نہیں آرہی تھی۔۔۔ لیکن درمیان میں ایک دل کی جگہ
خالی چھوڑی گئی تھی

جس میں سفید پھولوں کی مدد سے "روح من" لکھا گیا تھا۔۔۔۔

شاہ۔۔۔ آپ نے یہ سب کچھ میرے لیے کیا ہیں۔۔۔ وہ جو اس کے
چہرے کے ایکسپریشن نوٹ کر رہا تھا

اس کے پوچھنے پر کایان نے زور ر شوروں سے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔
حور کو سوئمنگ کرنا بہت زیادہ پسند تھا۔۔۔۔ اتنی سردی ہونے کے
باوجود بھی حور کو سردی نہیں لگ رہی تھی کیونکہ ایک تو یہ جگہ گلاس
سے کور کی تھی

اور دوسرا یہاں پر ہیٹراون تھے۔۔۔ جس کی وجہ سے سردی بالکل نا
ہونے کے برابر تھی۔۔۔۔ کایان کے ہاتھ بے باکی سے اس کی
ڈھڑکنوں کو چھوتے اس کو سٹیٹانے پر مجبور کر رہے تھے

اتنا خوبصورت سپرائس دیا ہیں اب تو میری روح من مجھے اجازت
دے دیں کہ ہم دو جسم ایک جان ہو پائے۔۔۔۔ کایان اس کے کان
کے پاس جھکتا سر گوشی نما آواز میں اس کے بولتا ہوش اڑا گیا تھا

نہیں۔۔۔ مجھے پہلے سو ٹمنگ کرنی ہیں۔۔۔ اس کی گرفت ڈھیلی
محسوس کرتی حور اس کے ہاتھ اپنے پیٹ سے ہٹائی مضبوط لہجے میں بولی
تھی۔۔۔ اس کے اتنے مضبوط لہجے پر کایان نے داد دینے والے انداز
میں آئبر واچکا کہ اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ کچھ اس کے دل کو
راحت ملی ہیں کہ وہ اپنے پرانے والے سٹائل میں واپس آرہی ہیں
۔۔۔ اور اس کا ڈر

کچھ حد تک ختم ہو گیا ہیں۔۔۔

جتنی دیر مرضی سو ٹمنگ کر لوں آنا تمہیں میرے پاس ہی ہیں وہ ساتھ
پڑے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھتا

اس کے بدن کو بے باکی سے دیکھتا بے باکی سے بولا تھا۔۔۔ اس کے دور
ہونے پر حور نے گہرے سانس بھری تھی اور اس کی بات کو ناک سے
مکھی اڑانے والے انداز میں ہوا میں اڑائی تھی۔۔

حور آرام سے۔۔۔ وہ جو اس کی بات کو ہوا میں اڑاتی سوئمنگ پول میں
اتر رہی تھی۔ اس کی نائٹی اس کے پاؤں میں آئی تھی جس کی وجہ سے وہ
گرتے گرتے بچی تھی

جب کہ حور کا یان کو اٹھتا دیکھ کر اپنی زبان باہر نکالتی جلدی سے
سوئمنگ پول میں بنی ہی سیر ھیوں کی مدد سے پانی میں اتری تھی
۔۔۔ پانی بہت زیادہ گرم تھا

کایان یہ بات اچھی طرح جانتا تھا کہ حور اتنے خوبصورت سوئمنگ پول
کو دیکھے اور اس کا نہانے کا دل نا کریں یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔۔۔ اس لیے
کایان نے پہلے سے ہی سارے انتظام کر رکھے

حور آرام سے پانی میں اترتی تاکہ پھولوں کی جو تہہ اوپر سے بنی ہی نہیں
وہ خراب ناہوں۔۔ اگلے ہی پل وہ مکمل طور پر پھولوں کے نیچے پانی میں
غائب ہو چکی تھی۔۔۔

اس کو غائب ہوتا دیکھ کا یان جلدی سے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ اس نے
پریشانی میں اپنی کنپٹی مسلی تھی۔۔ اسے پتا تھا کہ وہ ایک اچھی سوئمر ہیں
لیکن کا یان کو نا جانے کیوں پھر بھی ڈر لگ رہا تھا

شاہ۔۔۔۔ کا یان جو اضطرابی میں ادھر ادھر چکر لگا رہا تھا۔۔۔۔ حور
جلدی سے اوپر آتی اس کا نام پکارتی اس کو اپنی طرف مخاطب کر رہی
تھی۔۔۔۔ جب کہ کا یان کے دیکھنے پر وہ پھر
سے پانی میں غائب ہو چکی تھی۔۔۔۔ جب کہ اس کو دیکھ کر کا یان کا اٹکا
ہوا سانس بحال ہوا تھا۔۔۔۔ حور پانی میں اس طرح تیر رہی تھی کہ پانی
کہ اوپر لکھا ہوا نام

خراب ناہوں۔۔۔ وہ بالکل پانی کی تہہ میں موجود تھی۔۔۔۔

ناجانے کتنی دیر تیرنے کے بعد وہ تھوڑا سا اوپر آئی تھی۔۔۔۔ کایان کی
اب بس ہو چکی تھی۔۔۔۔ پانی میں حور کا گیلابدن دیکھ کر اس کے
جواں جذبات میں آگ بھڑک رہی تھی۔۔۔۔ اور ایک وہ تھی جو باہر
آنے کو تیار ہی نہیں تھی۔۔۔

کایان نے ایک نظر اس پر ڈالی تھی جس کی نائٹی بے ترتیب ہونے کی وجہ
سے

اس کے جسم کا انگ انگ ظاہر ہو رہا تھا۔۔۔۔ اس کے نشیب و فراز پر
پانی کی بوندیں ایسے لگ رہی تھی جیسے سمندر میں آگ لگی ہوں۔۔۔ جس
کو دیکھتے ہی کایان کے

گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔۔۔ اس کے لیے خود پر کنٹرول کرنا
بہت مشکل ہو رہا تھا۔۔۔

حور اب بس کروں باہر آ جاؤں۔۔۔۔۔ حور جو اپنے دونوں ہاتھوں میں
پانی

لے کر اس سے کھیل رہی تھی۔۔۔۔۔ کایان کی آواز پر اس کا دل شدت
سے ڈھڑکا تھا۔۔۔۔۔ اس سے پہلے وہ دوبارہ کچھ بولتا جب حور ناں میں
سر ہلاتی پھر سے پانی میں غائب ہوئی تھی

اس کو پھر سے پانی میں غائب ہوتا دیکھ کایان نے اپنی مٹھیاں بھینچی
تھی وہ سمجھ رہا تھا کہ وہ کیوں بار بار چھپ رہی ہیں۔۔۔۔۔ لیکن وہ بھی سید
کایان علی شاہ اپنا حق لیے بغیر وہ سکون کا سانس نہیں
لینے والا تھا۔۔۔۔۔

اگلے ہی پل وہ ایک نظر سوئمنگ پول کو دیکھتا اس کی طرف بڑھتا آرام
سے پول میں اتر اٹھا۔۔۔۔۔ ان دونوں وجودوں کے پانی میں

اترنے کے باوجود بھی پھولو کو زرا پر اوہ نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔۔ وہ
اپنی جگہ پر ویسے کہ ویسے ہی تھے۔۔۔ کایان پانی میں غائب ہوتا نرمی
سے سوئم کرتا اپنی آنکھوں کو پانی میں کھولتا
حور کو دیکھ کر اس کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔

آہہ۔۔۔ حور جو سکون سے دوسری طرف چہرہ کیے تیر رہی تھی
۔۔۔ اپنے پیٹ پر کسی کا لمس محسوس کر کے اس کی چیخ بے ساختہ بلند
ہوئی تھی۔۔۔

اس سے پہلے وہ دوبارہ چیختی جب کایان اس کے بالوں میں ہاتھ پھنساتا
اس کو کچھ بھی بولنے کا موقع دیے بغیر اس کے لبوں پر قفل لگا گیا تھا
۔۔۔۔۔ اس چانک افتاد پہ حور نے کسی چیز

کو پکڑنا چاہا لیکن کایان نے ٹراوڑ کے علاوہ کچھ پہنا ہی نہیں تھا جس کی وجہ سے وہ پکڑ پاتی۔۔۔ اس کو پانی میں ہاتھ مارتا دیکھ کر کایان نے اپنے ایک ہاتھ کی مدد سے اس کے دونوں بازوؤں کو اپنی گردن کے گرد لپیٹا تھا۔ اب وہ ایک ٹانگ کو اس کی ٹانگوں کے گرد فولڈ کرتا بہت ہی شدت سے اس کے لبوں کو سک کر رہا تھا۔۔۔ ایک تو پانی میں اوپر سے اپنی

سانسوں کو قید میں دیکھ کر حور کی سانسیں بند ہو رہی تھیں۔۔۔ کایان کا ایک ہاتھ اس کے بالوں میں تھا اور دوسرا بے باکی سے اس کے بلی بٹن کے نیچے اپنا حق جتا رہا تھا۔۔۔

اس کی بند ہوتی سانسوں کو محسوس کرتا وہ اس کو کمر سے پکڑتا پانی کے اوپر لے کر آیا تھا۔ ابھی تک اس نے اس کے لبوں کو آزادی نہیں بخشی

تھی۔۔۔۔ اس کے ٹانگ ہنوز حور کی ٹانگوں کے گرد فولڈ کی
تھی۔۔۔۔ سانسوں کے بند ہونے کی وجہ سے حور کی رنگت تانبے کی
مانند سرخ پڑی تھی۔۔۔۔۔ اس لیے کایان اس کی حالت پر رحم کھاتا
اس کے بالای

لب پر زور سے دانت گاڑھتا اس کو آزادی بخش گیا تھا۔۔۔۔ آزادی ملتے
ہی حور گہرے سانس بھرتی خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کر رہی
تھی۔۔۔۔ اس کی نائٹی اتنی زیادہ فٹنگ میں نہیں تھی

پانی میں تیرنے کی وجہ سے وہ اس کی ڈھڑکنوں سے بے ترتیب ہو گئی
تھی۔۔۔۔ گہرے سانس بھرنے کی وجہ سے اس کی ڈھڑکنوں میں ہل
چل مچی ہوئی تھی۔۔۔۔ کایان اپنی آنکھوں میں خمار کی سرخی لے کر
اس کو دیکھ رہا تھا اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھ کر حور کانوں کی
لوں تک سرخ پڑی تھی۔۔۔۔ وہ جلدی سے کایان کے سینے میں چھپی

تھی۔۔۔ جس پر کایان نے اس اپنے سینے میں بھینچ کر اپنی مسکراہٹ
دبائی تھی

روح من آج رات یہ سارے پردے کرنے ہی ہیں۔۔۔ اور میں
تمہارے بدن بدن کے ایک ایک حصے کو حفظ کر لوں گا پھر یہ پردہ داری
کس بات کی۔۔۔ کایان اس کا چہرہ اپنے سینے سے نکالتا
اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں تھا متا گھمبیر آواز میں بولا تھا
۔۔۔ اس کی بات پر حور نے ناں میں سر ہلایا تھا۔۔ جس پر کایان نے
اس کو گھور کر دیکھا تھا۔۔۔

مجھے۔۔ ابھی۔۔۔ اور۔۔۔ زیادہ سوئمنگ۔۔۔ کرنی ہیں۔۔۔ آپ
جائے۔۔۔ وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی اس سے دور ہونے کی کوشش
کرتی لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔۔۔

بس باقی کا بعد میں نہالینا بھی چلوں یہاں سے بیمار پڑ سکتی ہوں تم۔۔ اور
سب سے پہلے مجھے اجازت دوں کہ میں نے جس کے لیے یہ رخصتی
کروائی ہیں وہ کرپاؤں

کایان اس کے کندھے پر موجود نائٹی کی سٹریپ کے ساتھ چھیڑ چھانی
کرتا اپنی آنکھوں میں شرارت لیتا ہوا بے باکی سے بولا تھا۔۔۔ جب
کہ مقابل کی ٹیڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی تھی۔۔۔

میں۔۔۔ آپ۔۔۔ کو۔۔۔ اجازت۔۔۔ دوں گی۔۔۔ لیکن۔۔۔ کل۔۔۔
ابھی۔۔۔ مجھے۔۔۔ سوئمنگ۔۔۔ کرنی۔۔۔ ہیں۔۔۔ وہ اس کی بات

سن کر سرخ پڑتی جلدی سے بولی تھی۔۔۔ کایان اس کی سٹریپ
اب نیچے کی طرف کھسکاتا اس کے بازو پر لے آیا تھا۔۔۔ اب یہی عمل

وہ دوسری سائید پر بھی کر رہا تھا لیکن حور کی بات سن کر اس کے ہاتھ

رکے تھے۔۔۔ اس نے ایک نظر اسے

دیکھا تھا جو اسے پر امید نظروں سے دیکھ رہی تھی شاید وہ اس بات کی
امید لگا رہی تھی کہ کایان اسے آج چھوڑ دیں گا۔۔۔ اس کی بات سن کر
کایان کے لبوں کو ایک مسکراہٹ نے چھوا تھا

تم صرف ایک بار اجزات دوں روح من۔۔۔ باقی مجھ پر چھوڑ دوں
میں تمہیں اس سوئمنگ پول سے باہر جانے کو بھی نہیں کہوں
گا۔۔۔ نائی کی دونوں طرف سٹریپ اس کے بازو پر موجود تھی
جس کی وجہ سے اس کی ڈھڑکنوں کی گہرائی بخوبی دیکھی جاسکتی تھی اس
پر کایان اپنی انگلی ٹریس کرتا خمار آلودہ آواز میں بولا تھا

اس کی بڑھتی ہوئی بے باکیاں دیکھ کر حورا اپنی سبز آنکھیں اس کی بلیو
آنکھوں میں گاڑھتی ہوئی اپنی پلکیں جھپکاتی اس کو اجازت دے گی تھی
۔۔۔ اس کے اجازت دینے والے انداز پر روح تک سرشار ہوتا اس کو

اپنے سینے سے لگا گیا تھا اب حور کو نہیں پتا تھا کہ اس کے ساتھ کہا ہونے والا تھا۔۔۔ اس نے اجازت دے کر اپنی ہی جان مشکل میں ڈال لی تھی اب تیار ہو جاو روح من اپنے اس شاہ کو برداشت کرنے کے لیے۔۔۔ وہ اس کے ماتھے پر لب رکھتا اپنے ہاتھوں کی مدد سے اس کی میکسی اس کے تن سے جدا کرتا گھمبیر آواز میں بولا تھا

شاہ۔۔۔ یہاں۔۔۔ کیسے۔۔۔۔۔۔ وہ اپنے برہنہ وجود کو کایان کے سینے میں چھپاتی آنکھیں میچ کر بولی تھی۔۔۔۔۔۔ جب کہ کایان اب اپنے ایک پاؤں کی مدد سے نائٹی اٹھاتا اسے اوپر کرتا

وہ نائٹی اپنے ہاتھ میں لے کر سوئمنگ پول کے بنے کناروں پر رکھ گیا تھا۔۔۔ اب وہ بے باکی سے حور کے پورے بدن ہر ہاتھ پھیرتا اس پر اپنا حق جتا رہا تھا۔۔۔۔۔

اب اپنی روح من کی خواہش کی بھی تو قدر کرنی ہیں۔۔۔۔۔ وہ اس کے
جسم پر ایک چھوٹا سا آخری پردہ بھی اتارتا گھمبیر آواز میں بولتا اس کو کمر
سے پکڑ کر پول کے کناروں کے پاس آیا تھا
حور کا دل کر رہا تھا اس پانی میں کہیں غائب ہو جائیں۔۔ کایان کہ ہاتھ
بہت ہی بے باکی سے اس کے نازک حصوں کو چھوتے اس پر اپنی چھاپ
چھو رہے تھے۔۔۔

کایان اس کی آنکھوں کو دیکھتا خود کو ہر پردے سے آزاد کرتا اس کو کمر
سے پکڑ کر دیوار سے لگاتا اس کے ٹانگیں اپنی پشت کے گرد لاک کر گیا
تھا۔۔۔۔

اسے محسوس کر کے حور کی سانسیں سینے میں ہی اٹکی تھیں۔۔۔ وہ اپنے
بازو اس کی گردن کے گرد لپیٹ گئی تھیں۔۔۔ اس کی رنگت تپ کر
قندھار ہوئی تھی اسے اپنے عارض سے سیک

نکلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ اس کا بدن ہلکا ہلکا کانپ رہا تھا۔۔۔ اپنی
گہرائیوں میں کایان کے ہاتھ کو سرایت کرتا دیکھ اس کی جان ہوا ہوئی
تھی۔۔۔۔

تیار ہو جاؤں اپنے شاہ کو اس سوئمنگ پول میں سہنے کے لیے۔۔۔ وہ
خود کو اس میں ایڈجسٹ کرتا اس کے لبوں کو اپنی قید میں لیتا نرمی سے
اس کی روح میں خود کو سرایت کر رہا تھا

جب کہ اس کو خود میں سرایت کرتا ہوا محسوس کر کے حور کی سانسیں
سینے میں ہی اٹکی تھی۔۔۔۔ اس کی آنکھوں میں نمی تیری

تھی۔۔۔۔ اگر اس کے لبوں کو کایان آزادی دے دیتا تو

حور نے چیخیں مار کر اور رو کر اس خوبصورت رات کو خراب کر دینا

تھا۔۔۔۔ وہ ایک ہاتھ اس کی گردن کے پیچھے لے جاتا اور بھی شدت

اس کے لبوں کو اپنی قید میں لے گیا تھا تا کہ اسے اپنے لبوں کو درد ہی محسوس ہوں۔۔۔ وہ اس کے لبوں پر ظلم ڈھاتا اس کی روح میں آخری حد تک داخل ہوا تھا۔۔۔

حور کی حاکت مرنے والی ہو گئی تھی۔۔۔ وہ اب اس کو اپنی سانسیں بخشاتا بہت ہی شدت پسند طریقے سے اس سے اپنا حق وصول کر رہا تھا۔۔۔

اس کے حق وصول کرنے پر ایسے لگ رہا تھا جیسے کہ پانی میں طوفان برپا ہو گیا ہوں۔۔۔۔۔ حور کی آنکھوں سے آنسو گرتے اس کے عارض کو بھگور رہے تھے۔۔۔

وہ اس کی حالت پہ رحم کھاتا کچھ ہی دیر میں اس کو آزادی بخش گیا تھا۔۔۔ جب کہ اس کے لبوں کو ابی تک اس نے اپنی قید میں لیا ہوا تھا۔۔۔۔۔

کایان کی نظر اوپر کی طرف اٹھی تھی جہاں پر ہلکی ہلکی روشنی تھی
مطلب کہ سورج طلوع ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ اس جگہ کو گلاس سے کور کیا گیا
تھا۔۔۔ اور یہ جگہ ساونڈ

پروف بھی تھی جس کی وجہ سے اسے آذائیں سنائی نہیں دی تھی۔۔۔
وہ حور کو اپنی سانسیں دے رہا تھا جس کی وجہ سے حور کچھ پر سکون
کھڑی تھی۔۔۔ کایان اس کے لبوں کو آزادی دیتا بغیر اس کو سمجھنے کا
موقع دیے اپنی باہوں میں اٹھا گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ اس کو باہوں میں اٹھاتا
پول کے اندر بنی سیڑھیوں کی طرف آیا

تھا۔۔۔ ان سیڑھیوں سے وہ اوپر کی طرف چڑھتا پلک جھپکنے سے بھی
پہلے وہاں پر بنے بیڈروم داخل ہوا تھا۔۔۔۔۔ حور کو وہ نرمی سے بیڈ پر
لیٹاتا اس پر سایہ فن ہوتا

اپنے اور اس پر کبل دے گیا تھا۔۔۔ جب حور سرخ پڑتی سفید بیڈ شیٹ
مٹھیوں میں بھرتی اپنی آنکھیں زور سے مینچ گی تھی۔۔۔ کایان نے اپنا
سارا وزن اس چھوٹی سی جان پر ڈالا ہوا تھا

شاہ۔۔۔ وہ اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھتی اس کو خود پر سے ہٹانے کی
کوشش کر رہی تھی۔۔۔ جب کہ کایان اس کی تھانز پر ہاتھ رکھتا اس کو
پسپانے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔ وہ اب بہت بے باکی سے اس کی گہرائیوں
میں ایک بار پھر خود کرایڈ جسٹ کرتا اس کے ماتھے پر لب رکھ رہا تھا
جب کہ اس کو پھر سے اپنی روح میں سرایت کرتا محسوس کر کے حور
نے ناں میں سر ہلایا تھا

جب کہ کایان اس کی گردن میں اپنا چہرہ چھپاتا اس کے ہاتھوں کو اپنے
ہاتھ میں قید کرتا بہت ہی نرمی سے اس کی روح میں ایک بار خود کو اتار گیا
تھا۔۔۔ جس پہ حور کی فلگ شفاف چیخ کمرے کی زینت بنی تھی

کایان اس کی چیخ اگنور کرتا اس میں آخری حد سماتا خود کو پر سکون کر رہا تھا۔ جب کہ حور کی سسکیاں کایان کے کانوں میں کسی خوبصورت میوزک کی طرح لگ رہا تھا

وہ اس پر اپنی شدتیں ڈھاٹا خود کو بھی اور مقابل کو بھی لذت کے انتہا پر لے گیا تھا۔۔۔ اس نے حور کی طرف دیکھا تھا۔۔ جواب سسکیاں تو لے رہی تھی

لیکن اس کی سسکیوں میں مدہوشی بھی شامل تھی۔۔ وہ گہرے سانس بھر کر خود کو پر سکون کر رہی تھی۔۔ لیکن اس کی آنکھیں ہنوز بند تھی۔۔ کایان نے اس کی گردن

اور سینے کی گہرائیوں پر لہاٹ بنا کر اس کو مکمل طور پر سرخ کر دیا تھا۔۔۔ اس کے لمس کے نشان پر جگہ موجود تھے۔۔ کایان نے ابھی تک اپنا آپ اس سے الگ نہیں کیا تھا

شاہ۔۔۔۔۔ حور نے مدہوشی بھری سسکیوں کے درمیان کایان کو پکارا
تھا۔۔۔ اس کی پکار پر کایان اس سے الگ ہوتا اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتا اس
کو اپنے سینے پر لٹا گیا تھا۔۔

حکم شاہ کی روح من۔۔۔۔۔ وہ اب نرمی سے اس کو اپنے سینے پر لٹاتا اس
کے بالوں میں ہاتھ پھیرتا قربان ہونے والے انداز میں بولا تھا۔۔۔ اس
کی بات کہنے سے پہلے ہی کایان اپنے بیڈ کے ساتھ

لگے ایک بٹن کو دبا گیا تھا۔۔۔۔۔ جس سے اس جگہ پر لگے گلاس اپنا
رنگ چینج کرتے بلیک ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ اس نے وہ سب اس لیے
چینج کیا تھا کیونکہ اب ہر طرف

روشنی پھیل رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ حور کی نظر اس پر پڑے
اور وہ جلدی اٹھنے کا شور مچائے۔۔۔۔۔ اُس کے بٹن پر پریس کرنے سے ہر
طرف اندھیرا ہو گیا تھا اور ایسا لگ رہا تھا کہ ابھی گہری رات ہوئی

ہیں۔۔۔۔۔ اب کایان اس کی طرف دیکھ رہا تھا جو اس کی گردن میں اپنی
باہیں ڈالتی زور سے اس کی گردن کو دباتی اسے گھور رہی تھی
کایان کو اس کا یہ روپ بہت زیادہ پسند آیا تھا وہ جو کچھ دیر پہلے بھیگی بلی بنی
ہوئی تھی ابھی کچھ ہی دیر میں وہ شیرنی بن گئی تھی۔۔۔۔۔

آپ نے مجھے تحفہ نہیں دیا جیسے سبھی شوہر اپنی بیویوں کو دیتے ہیں
۔۔۔ وہ پہلے اس کو گھورتی اور بعد میں اپنی سبز آنکھوں میں آنسو لاتی
روندھی آواز میں بولی تھی

روح من پورا کایان علی شاہ تمہارا ہی ہیں۔۔۔ میں نے صرف
تمہارے لیے یہ سپر ایس تیار کروایا تھا۔۔۔۔۔ اور واڈروم میں تمہاری
پسند کاہر کلر میں دس دس ڈریس بنوا کر رکھیں ہیں

یہ جب تم صبح تیار ہوگی تو تمہیں پتا چل جائے گا۔۔۔ وہ اس کی
آنکھوں میں سے نمی کو اپنے لبوں کی مدد سے چٹا گھمبیر لیکن نرمی سے
بولا تھا۔۔

اس کی بات پر حور نے اچھے بچوں کی طرح ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔ اب
کایان نرمی سے اس کے ایک ایک نقوش پر اپنے لب رکھ رہا تھا
۔۔۔ جب کہ حور اس کی گردن
میں اپنا چہرہ چھپا گئی تھی۔۔

شاہ۔۔۔ مجھے نیند آئی ہیں۔۔ وہ اس کی گردن میں اپنا چہرہ چھپاتی
جمائی کور وکتی ہوئی بولی تھی

سو جاتے ہیں روح من نہیں تو پھر میری نیت خراب ہو سکتی ہیں اور
تمہاری ننھی کی جان کے لیے مشکل ہو سکتا ہیں۔۔۔ وہ اس کے بالوں
میں ہاتھ پھیرتا سنجیدگی سے بول رہا تھا۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ دونوں سکون سے سو گئے تھے۔۔۔ جب کہ نکلتا
سورج ان دونوں کے اتنے خوبصورت ملن کا گواہ تھا۔۔۔

-: دس سال بعد

بابا مجھے زام کے پاس بیٹھنا ہیں۔۔۔ زیان جو خود بھی ناشتہ کر رہا تھا
۔۔۔ اور اپنی تین سالہ بیٹی (عشق زیان علی شاہ) کو بھی اپنی گود میں
بٹھائے ناشتہ کروا رہا تھا

اس وقت سب لوگ ہی ناشتہ کرنے میں مصروف تھے۔۔۔ جب عشق
نے زام کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔ اس کی آواز اتنی دھیمی تھی کہ
صرف زیان نے ہی سنی تھی

لیکن اس کے بلکل سامنے بیٹھے چودہ سالہ زیام ضارب علی شاہ کی سیاہ آنکھوں میں ناگواری اتری تھی۔۔۔۔۔ وہ اس کی بات سن چکا

تھا۔۔۔۔۔ اس کو اپنا نام بگاڑتا دیکھ زیام نے

اپنی نظریں اٹھا کر اس کو گھورا تھا۔۔۔۔۔ وہ جتنا اس لڑکی کو خود سے دور کرتا تھا وہ اتنی ہی اس کے قریب آتی تھی۔۔۔۔۔

کیا ہوا بھائی آپ ناشتہ کیوں نہیں کر رہے ہیں۔۔۔ ساتھ بیٹھے ازیم (زیام کا چھوٹا بھائی) نے اپنی سبز آنکھیں گھما کر زیام کو چڑھانا فرض سمجھا تھا۔۔۔۔۔ اسے پتا تھا کہ اس کا بھائی عشق سے کتنا چڑھتا۔۔۔۔۔ چڑھ بھی

بہت چھوٹا

لفظ تھا وہ تو نفرت کرتا تھا اس سے۔۔۔۔۔ ازیم زیام سے چار سال چھوٹا تھا۔۔۔۔۔ اس کی آنکھیں صرف اپنی ماں پر لگی تھیں۔۔۔۔۔ باقی اسے

کے نقوش یہاں تک اس کے بالوں کو کلر بھی اپنے باپ پر گیا

تھا۔۔۔ ساتھ بیٹھی مشائم نے اپنی کالی سیاہ آنکھوں کو گھما کر ازیم کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ جو اپنے چہرے پر مسکراہٹ چھپانے کی کوشش کرتا ازیم کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ وہ بھی بالکل اپنے باپ پر گئی تھی۔۔۔ ازیم اور مشائم دونوں ہی سنجیدہ طبیعت کے مالک تھے۔۔۔ جب کہ ازیم ہر وقت سب کی مسکراہٹ کی وجہ رہتا تھا۔۔۔ مشائم ازیم سے چھ سال چھوٹی تھی اور ازیم سے چار سال۔۔۔ وہ پھر بھی کبھی ہنس لیتی تھی۔۔۔ لیکن ازیم کے لیے ہنسنا کسی گناہ سے کم نہیں تھا۔۔۔

کیا ہوا ہیں ازیم کہیں نوالہ تو نہیں پھنس گیا۔۔۔ ساتھ بیٹھے شایان نے اپنی سبز آنکھوں میں شرارت لے کر ازیم کو آگ لگانا فرض سمجھا تھا۔۔۔ یہاں پر بیٹھے سب بچے ہی

یونیفارم میں ملبوس تھے سوائے عشق کے کیونکہ وہ محض تین سال کی
تھی۔۔۔۔۔ اس لیے ابھی تک اس نے سکول جانا شروع نہیں کیا
تھا۔۔۔۔۔ وہ صرف زیاں کو تنگ کرتی رہتی تھی

یہ کہا جائے کہ اس نے ناک میں دم کیا ہوا تھا تو وہ بھی کہنا غلط نہیں ہو
گا۔۔۔۔۔ اذ لان (آیان اور دعا کا چھوٹا بیٹا) سنجیدگی سے اپنا ناشتہ کر رہا
تھا۔۔۔۔۔ وہ ایسے بیہوش کر رہا تھا جیسے یہاں بیٹھے کسی فرد سے اس کا کوئی
تعلق نہی تھا۔۔۔۔۔ اس کی سیاہ آنکھیں اس وقت سامنے بیٹھے دو وجودوں
پر تھی۔۔۔۔۔ اس نے اپنی آنکھوں کا رنگ اپنے ماموں (ضارب) سے
چرایا تھا۔۔۔۔۔ جب کہ اس کے بال اپنے باپ کی طرح بھورے تھے
اور نقوش بھی آیان پر ہی گئے تھے

شایان جتنا زیادہ شرارتی تھا اذ لان اتنا ہی سنجیدہ تھا۔۔۔ غصے کا وہ بے حد
ہی تیز تھا۔۔۔۔۔ آیان اکثر زیان کو کہتا تھا کہ غصے میں وہ اس پر گیا
ہیں

چل ازیان (کنزہ اور زیان کا بڑا بیٹا) ان کو توروز کا

ہیں۔۔۔ ار مغان (کایان اور حور کا بڑا بیٹا) ناشتے سے اپنے ہاتھ پیچھے ہٹا
زیام کو گھورتا ازیان کو اٹھنے کا کہہ رہا تھا

جب کہ ازیان نے بھی اپنی سبز آنکھوں میں ناگواری لے کر زیام کو
دیکھا تھا۔۔۔ وہ اور ار مغان زیام سے چار سال چھوٹے تھے۔۔۔ ان
دونوں کی پیدائش ایک دن ہوئی تھی جیسے کایان اور زیان کی دوستی تھی
ویسے ہی ان کے بیٹوں ار مغان اور ازیان کی دوستی تھی۔۔۔ وہ دونوں
ایک پل بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے تھے۔۔۔۔۔ وہ دونوں
ہی اس وقت سیون کلاس

میں تھے۔۔۔ ان کے ساتھ ہی ازیم اور اذلان بھی سیم کلاس میں تھے
۔۔ ان چاروں کی عمر دس سال تھی۔۔۔ شایان اور ازیم کے بعد اس گھر
میں کوئی نیا مہمان آیا تھا تو وہ اذلان تھا

اس کے بعد ازیم اور پھر بعد میں ار مغان اور ازیان نے شاہ حویلی [
میں قدم رکھا تھا۔۔۔۔۔ شایان اور ازیم دونوں ہی ٹنٹھ سٹینڈر میں
تھے۔۔۔۔۔ سب لوگ ہی شایان اور ازیم کی بات مانتے تھے کیونکہ وہ
بڑے تھے۔۔۔ لیکن ار مغان اور ازیان نے ان کی کوئی بھی بات نا
ماننے کی قسم کھا رکھی تھی۔۔۔۔۔ اگر ان دونوں کی گھر میں کسی کے
ساتھ نہیں بنتی تھی تو وہ ازیم تھا شایان کے ساتھ پھر بھی ان دونوں کی
بن جاتی تھی۔۔۔۔۔ عشق اس وقت سب لوگوں کو اپنی گرے
خوبصورت آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ جو اس کی بات سننے کے
باوجود ایک دوسرے کو گھور رہے تھے۔۔۔۔۔ ان سب کو

ایک دوسرے میں گم ہوتا دیکھ کر عشق نے گلہ پھاڑ کر رونا شروع کر دیا
تھا۔۔۔ اس کو روتا ہوا دیکھ کر ازیان ہڑبڑاتا ہوا اس کے پاس آیا تھا
۔۔۔ ازیان کے جاتے ہی ار مغان بھاگ کر عشق کے پاس گیا تھا۔۔۔
زل اور بسمل (کایان اور حور کی جڑواں بیٹیاں) جو ناشتہ کرنے میں
مصروف تھی۔۔۔ عشق کو روتا ہوا دیکھ کر زل نے بھی رونا شروع کر دیا
تھا

وہ اپنی نیلی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیتی رو رہی تھی۔۔۔۔ اس
کی آنکھیں کایان پر تھی جب کہ بسمل کی آنکھیں اس کی ماں پر گئی
تھی۔۔۔ زل بہت زیادہ معصوم اور ڈرپوک تھی۔۔۔۔ جب کہ بسمل
بہت زیادہ شرارتی تھی۔۔۔ اس نے اور روحاب (آیان اور دعا کی بیٹی)
نے مل کر پورے گھر کے ناک میں دم کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔ اب ان کو کمی
دینے کے لیے عشق بھی بڑی ہو رہی تھی۔۔۔ بسمل اور روحاب

خاموشی سے اپنا ناشتہ کر رہی تھی۔۔۔۔۔ اس سے پہلے کایان زل کے
پاس پہنچتا ازیان بھاگتا ہوا زل کو گلے لگا گیا تھا۔۔۔۔۔ اس کی حرکت پر
کایان نے اس گھورا تھا۔۔۔۔۔

جب کہ ارمغان نے ابھی تک ازیان کو نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔۔ ویسے تو اسے
ازیان سے محبت تھی۔۔۔۔۔ لیکن جب جب وہ اسے زل کے پاس دیکھتا
تھا اس کا خون کھول جاتا تھا۔۔۔۔۔

سب لوگ ہی مل کر عشق کو خاموش کروانے کی کوشش کر رہے
تھے۔۔۔۔۔ جب کی وہ زیم کو اپنی طرف گھورتا پا کر اور زیادہ رورہی
تھی۔۔۔۔۔ آپ اپنی آنکھیں نیچے کریں۔۔۔۔۔ آپ کو نظر نہیں آرہا
میری بہن رورہی ہیں۔۔۔۔۔ انسان کے اندر ایک دل بھی ہوتا ہیں جو
دوسرے انسان پر رحم کرنے کے لیے بنایا گیا ہیں لیکن مجھے نہیں لگتا

آپ کو رحم کا پتا بھی ہو گا۔۔ اور مجھے آج تک یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ
آپ کو میری بہن سے پر اہلم کیا ہی وہ جب سے پیدا ہوئی ہیں
میں نے صرف آپ کو گھورتا دیکھا ہیں اس کو۔۔۔۔۔ آٹھ سالہ دنیا
زیان علی شاہ عشق کو اپنی باہوں میں اٹھاتی اپنی سبز نگینوں جیسی
آنکھوں میں غصہ لے کر زیام کی طرف دیکھتی
ایک ایک لفظ چبا کر بولی تھی۔۔۔ وہ بہت ہی کم گو اور سنجیدہ طبیعت کی
مالک تھی۔۔۔۔۔ لیکن اپنے کسی بھی رشتے پر وہ کمپر و مائز برداشت
نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔۔ وہ ازیان سے صرف دو سال چھوٹی تھی
دنیا کو زیام کو ڈانٹا دیکھ کر عشق اپنی گرے آنکھوں میں شرارت لیتی
جھوٹی ہچکی لیتی اپنی مسکراہٹ چھپاتی دنیا کے کندھے پر سر ٹکاگی
تھی۔۔۔۔۔ اس کے مسکرا نے سے

اس کی گالوں میں پڑتے دونوں ڈمپلز نے اپنے درشن کراوئے
تھے۔۔۔ جب کہ زیام نے اپنی مٹھیاں بھینچ کر اپنے غصے پہ کنٹرول کیا
تھا۔۔۔ اُس کا دل کر رہا تھا کہ دنیا کو اچھی خاصی سنا دیں
لیکن وہ پتا نہیں کس وجہ سے اس کو دیکھ کر خاموش ہو جاتا
تھا۔۔۔ سب بڑے اس وقت خاموشی سے بچوں کو دیکھ رہے
تھے۔۔۔ یہ ان کے روز کا تھا

اپنی بہن کو بولو اپنے کام سے کام رکھیں جب سے پیدا ہوئی ایک منٹ
سکون کی سانس نہیں لی۔۔۔۔۔ یہ میں نہیں کہہ رہا ایسا زیام بھائی کہنے
والے۔۔۔ تھے۔۔۔ اس سے پہلے زیام

کچھ بولتا یا وہاں سے جاتا جب از زیام اپنی مسکراہٹ دباتا ہوا بولا
تھا۔۔۔ سب بچوں کے والدین تو اس وقت پریشان کھڑے تھے کہ
انہوں نے کن نمونوں کو جنم دیا ہیں

جب کہ ان بڑوں کے بڑے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہے تھے۔۔۔۔ کہ
اللہ تعالیٰ نے ان کو گھر میں اتنے خوبصورت تحفے بھیجے ہیں

۔۔۔۔ وقاص علی شاہ کی وفات سات سال پہلے ہی ہو چکی تھی۔۔
ان کے جانے کے بعد سب لوگ ہی اداس ہو گئے تھے۔۔۔۔ لیکن
کہتے ہیں ناکہ وقت بہت بڑا زخم ہیں۔۔۔۔ سب کچھ ٹھیک کر دیتا ہیں
وقت کے ساتھ ہی وہ سب لوگ بھی ٹھیک ہو گئے تھے

زیان اور کنزہ کی دو اولادیں تھیں۔۔۔۔ لیکن زیان کو بیٹی چاہیے تھی جو
بلکل ہی اس کی بیوی کی کاپی ہوں۔۔۔۔ اور تین سال پہلے اس کی دعا
اللہ تعالیٰ نے سن لی تھی۔۔۔۔۔

اس کو اللہ تعالیٰ نے ایک خوبصورت بیٹی سے نوازا تھا جس کا نام انہوں
نے عشق رکھا تھا۔۔۔۔ اس کی آنکھیں بلکل کنزہ پر تھیں۔۔۔۔ جو زیان کو
سب سے زیادہ پسند تھی۔۔۔۔ وہ ناجانے کتنے گھنٹوں

عشق کی آنکھوں کو چومتا تھا۔۔ یہ نہیں تھا کہ وہ دنیا سے محبت نہیں کرتا تھا۔۔ اللہ تعالیٰ نے اسے پہلی رحمت دی تھی جو اسے سب سے زیادہ پسند تھی۔۔۔ لیکن عشق کی آنکھیں اسے

سب سے زیادہ پسند تھی۔۔۔۔۔ اسے ازیان سے تو خاصی چڑ تھی۔۔۔ اس نے اتنا پانچ سالوں میں عابد علی شاہ کو تنگ نہیں کیا تھا۔۔۔ جتنا دنیا کے پید اہو نے کے ازیان نے اسے تنگ کیا تھا

دیدہ۔۔۔ مجھے نیچے اتاریں۔۔۔ زیام کو خاموشی سے جاتا ہوا دیکھ کر
عشق جس کو دنیا نے اٹھایا ہوا تھا۔۔۔ اس کا وزن اتنا زیادہ نہیں تھا کہ
اسے نا اٹھایا جائے۔۔۔۔۔ زیام کو جاتا دیکھ وہ دنیا کے کان میں
سرگوشی نما آواز میں بولی تھی۔۔۔

اس کی بات سن کر دنیا اس کو نیچے اتار گئی تھی۔۔۔۔۔ جب کہ ضارب
& آیان، کایان اور زیان اپنے اپنے روم کی طرف بڑھ گئے تھے انہیں
آفس جانے کے لیے ریڈی ہونا تھا

آیان نے وکالت کے ساتھ ساتھ اب آفس بھی جوائن کر لیا تھا۔۔ اس
میں بہت ساری تبدیلیاں آئی تھی اگر کچھ نہیں بدلہ تھا تو وہ دعا سے اس
کا ڈرنا نہں بدلہ تھا۔۔۔۔۔

اس وقت سب لوگ ہی سکول جا رہے تھے۔۔ جب کہ عشق زیام کے
پیچھے چلی گئی تھی۔۔۔۔۔ زیام اس کو دیکھ کر اور اس کی شر اتوں سے چڑتا تھا
۔۔۔ جس وجہ سے عشق اسے اور زیادہ تنگ کرتی تھی۔۔۔۔۔

زیام کو صرف اس کی گرے آنکھوں سے پر اہلم تھی۔۔۔۔۔ اسے پتا نہیں
کیوں لیکن یہ آنکھیں نہیں بھاتی تھی۔۔۔۔۔ ان دس سالوں میں اس
نے جب بھی کنزہ سے بات کی تھی۔۔۔۔۔

صرف زیان کی وجہ سے کی تھی۔۔۔ زیان سے اس کی دوستی ابھی تک
برقرار تھی۔۔۔۔

ان سب کو سکول بھیج کر وہ سب اپنے اپنے شوہروں کے پاس چلی گئی تھی تاکہ انہیں کوئی چیز چاہیے ہوں تو وہ ان کو دے سکیں۔۔۔۔۔ دعائے وکالت کنزہ نے ٹچنگ اور فجر اور حور نے ہسپتال نہیں چھوڑا تھا۔۔۔۔۔ اپنے بچوں اور شوہر کو بھیج کر وہ بھی اپنے اپنے کام پر جاتی تھی۔۔۔ لیکن وہ سب ہی جلدی واپس بھی آجاتی تھی۔۔۔۔۔

----- کایان جو اس وقت ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا اپنے
بھورے بال بنا رہا تھا۔۔۔ حور کو کمرے میں داخل ہو کر اس کے ہاتھ
کچھ پل کے لیے رکے تھے۔۔۔ لیکن پھر وہ مسکراتا ہوا اپنا سر جھٹک گیا

حقا

حور اس وقت گلاب رنگ کی قمیض پہنے اس کے نیچے سفید رنگ میں
کیپری پہنے سر پر اچھے سے سفید ہی رنگ میں ڈوپٹا جمائے وہ بہت
خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ ایک نظر کایان کو دیکھتی جو
بروان رنگ کی جینز پہنے اس پر بلیک شرٹ پہنے اپنے طلسمانی نقوش
کے ساتھ کہیں سے بھی تین بچوں کا باپ نہیں لگتا تھا۔۔۔۔۔
حور نے بیڈ پر دیکھا تھا جہاں پر کایان کا براون رنگ کا کوٹ پڑا ہوا
تھا۔۔۔ وہ کوٹ اپنے ہاتھ میں پکڑتی کایان کی طرف بڑھ گئی
تھی۔۔ اس کو اپنی طرف آتا دیکھ کایان کے دل کی ڈھڑکنیں
تیز ہوئی تھی۔۔۔۔۔ زل اور بسمل کے پیدا ہونے کے بعد حور کا سراپا
تھوڑا سا موٹا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ اس بھرے بھرے سراپے وہ بہت زیادہ
خوبصورت لگتی تھی۔۔۔

شاہ۔۔۔۔۔ وہ اس کو اپنی طرگ گہری نگاہوں سے دیکھتا پا کر نظریں جھکا
کر بولتی اس کا دھیان کوٹ کی طرف مرکوز کروا رہی تھی
کایان اس کے ہاتھ سے کوٹ پہننے کی بجائے ایک ہاتھ سے اس سے
کوٹ لے کر بیڈ پر اچھالتا دوسرا ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر اس کو اپنے
نزدیک کر گیا تھا۔۔۔۔۔

روح من۔۔۔۔۔ میں سوچ رہا ہوں کیوں نا ایک اور بیٹا پیدا کر لیتے ہیں
۔۔۔ ایک بھائی زمل کا ہو جائے گا اور ایک بسمل کا۔۔۔ وہ اس کے
سر اُپے پر اپنی بے بال نگاہیں گاڑھتا اس کے کان
میں سرگوشی نما آواز میں بولا تھا۔۔۔۔۔ ایک دن بھی کایان کے پیار میں
حور کے لیے کمی نہیں آئی تھی۔۔۔ اس نے کبھی بھی اپنے بچوں یا کسی
اور کام کی وجہ سے حور کو اگنور نہیں کیا تھا

نہیں۔۔۔۔ آپ ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔ اس کی بات سن کر حور کی تو
مانوں سر پر لگی اور تلوں پر بچھی تھی۔۔۔ جس طرح اس نے زل اور
بسمل کی دفعہ درد برداشت کیا تھا اب وہ اور زیادہ برداشت نہیں کر سکتی
تھی۔۔۔ اس کی ہڑ بڑاہٹ پر کایان کا قہقہہ کمرے کی زینیت بنا تھا۔۔۔ وہ
بھی اب حور کو اور زیادہ تکلیف نہیں دے سکتا تھا۔۔۔ اس کے سی
سیشن کے دوران اس کو تکلیف میں دیکھ کر کایان مرنے والا ہو گیا تھا
۔۔۔ اس کو بہت مشکل سے زیان نے سمجھ لایا تھا۔۔۔ آج بھی وہ حور کی
حالت سوچتا تھا تو اس کی روح کانپ جاتی تھی۔۔۔۔
روح من ابھی کچھ نہیں کر رہا تم تو ڈر گی ہوں۔۔۔ ویسے میرا دل کر رہا
ہیں کہ۔۔۔۔ کایان اس کو بالکل اپنے سینے میں بھینچتا اس کے لبوں کو پر
اپنی بھوری بئیر ڈر گڑتا بات ادھوری

چھوڑ گیا تھا۔۔۔ جب کہ حور نے اس کی طرف دیکھ کر آئبر واچکایا
تھا۔۔۔ اس کے چہرے پر چھپی ہوئی مسکراہٹ دیکھ کر مقابل کے گلے
میں گلی ابھر کو معدوم ہوئی تھی۔۔۔۔۔

تمہیں ہماری فرسٹ ویڈنگ نائٹ یاد ہیں روح من۔۔۔۔۔ وہ اس کی
طرف دیکھتا سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔ جس پر حور کے چہرے پر
قوس قزح کے رنگ بکھرے تھے۔۔۔۔۔ اس کی آنکھوں کے سامنے
آج سے دس سال پہلے والا منظر لہرایا تھا۔۔۔۔۔ وہ اپنی آنکھیں جھکاتی
سرخ پڑتی ناں میں سر ہلا گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ جھوٹ بول گئی

تھی۔۔۔۔۔ جب کہ کایان نے آنکھوں کو چند ھیا کر اس کو گھورا تھا
اتنی الگ اور خوبصورت ویڈنگ نائٹ اس نے منائی تھی۔۔۔۔۔ اور
مقابل کو یاد بھی نہیں تھی۔۔۔۔۔ اسے تو ایک ایک پل یاد تھا اس رات کا
۔۔۔ وہ رات اس کی زندگی کی سب سے خوبصورت رات تھی۔۔۔۔۔ جو

اس کو کبھی بھول نہیں سکتی تھی۔۔۔ آج بھی وہ اس رات کو یاد کرتا تھا تو
اس کی روح تک سرشار ہو جاتی تھی۔۔۔۔۔ حور کو گلابی
ہوتا دیکھ کر وہ سمجھ رہا تھا کہ اسے سب یاد ہیں بس وہ اس کے سامنے
جھوٹ بولی رہی ہیں۔۔

کایان کو خاموش دیکھ کر حور اپنا نچلے لب کھینچنے ہی والی تھی۔۔۔ جب
کایان اس کے نچلے لب کو ہی اپنی قید میں لے گیا تھا۔۔ اب وہ اپنے لبوں
کی مدد سے اس کے نچلے لب پر موجود نمی کو اپنے اندر اتار رہا
تھا۔۔۔۔۔ جب کہ حور سرخ قندھاری ہوتی اپنے آپ کو چھڑوانے کی
کوشش کر رہی تھی۔۔۔ اس کو مزاحمت کرتا دیکھ کایان نے بہت بے
باک حرکت کی تھی اپنے ہاتھوں سے۔۔ جس پر حور کی مزاحمت کو
بریک لگی تھی۔۔۔ وہ صرف اس کے نچلے لب پر اپنی زبان پھیرتا اس کو
بار بار گیلا کرتا پھر اپنے لبوں سے اس پر موجود نمی کو چن رہا

تھا۔۔۔ اس کی بے باکیوں پر حور کے ہاتھ پیر پھول رہے
تھے۔۔۔ صد شکر تھا سب بچے

سکول چلے گئے تھے۔۔۔ ورنہ جیسے دروازہ ان لاک تھا کوئی بھی اندر
آسکتا تھا۔۔۔ اس کی غیر ہوتی حالت دیکھ کر کایان اس کو آزادی بخش
گیا تھا۔۔۔ آپ کو شرم نہیں آتی تین تین بچوں کے باپ ہونے
کے باوجود بھی ایسی حرکتیں کرتے ہوئے۔۔۔ وہ اس کے سینے پر مکہ
مارتی غصے سے بولی تھی۔۔۔ اس کے غصے پر کایان نے اپنی مسکراہٹ
دبائی تھی۔۔۔

روح من یہ تین بچے میری انہیں حرکتوں کی وجہ سے ہی اس دنیا میں
آئے ہیں۔۔۔ وہ اس کی کاڈو پٹا اتارتا

اس کی قمیض کے بٹن کھولتا گھمبیر آواز میں بول رہا تھا

حور نے اپنے گلے پر ہاتھ رکھ کر اس کو اپنے بٹن کھولنے سے منع کیا
تھا۔۔۔ لیکن کایاں اس کا ہاتھ نرمی سے ہٹاتا اپنے لبوں سے لگاتا اس کو
آنکھوں کے اشارے سے تنبیہ کر رہا تھا۔۔۔۔۔ اس کے منع کرنے پر
حور خاموشی سے نظریں جھکا گئی تھی۔۔۔۔۔ اس کے بٹن کھلنے پر اس
کے بدن کی گہرائیاں پورے آب و تاب سے نظر آرہی تھی
میرادل کر رہا ہیں کہ ایک بار پھر ویسی ویڈنگ نائٹ منا کر کیوں نا
تمہاری چخیں نکلوائی جائے۔۔۔ وہ جھک کر اس کی گہرائیوں میں دانت
گاڑھتا بے باکی سے بولا تھا
آپ۔۔۔ جائیں۔۔۔۔۔ آفس۔۔۔ پھر
مجھے۔۔۔ بھی۔۔۔۔۔ ہسپتال۔۔۔۔۔ جانا۔۔۔۔۔ ہیں۔۔۔۔۔ شاہ۔۔۔۔۔ وہ اپنی
آنکھوں میں آنسو لیتی ناں میں سر ہلاتی اس کو روکنے کی کوشش کر رہی
تھی۔۔۔

اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر کایان گہری سانس بھرتا اس کے بٹن بند کرتا اس کے ماتھے پر لب رکھتا پیچھے ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ ہمیشہ ان

آنسوؤں کے سامنے

کمزور پڑ جاتا تھا۔۔۔۔۔

اس کے پیچھے ہونے پر حور اس کو جلدی سے کوٹ اٹھا کر پہناتی۔۔۔ اس کو جانے کا بولتی خود ڈریسنگ روم میں غائب ہوئی تھی

یہ ناہوں کہ وہ پھر سے شروع ہو جائے۔ اس کو جاتا ہوں دیکھ کر کایان
مسکراتا اپنا موبائل اور گاڑی کی چابی اٹھاتا باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔

اس وقت رات کے نو بج رہے تھے۔۔۔۔۔ سب لوگ ہی کھانا کھا کر
اپنے اپنے کمروں میں موجود تھے۔۔۔۔۔ دسمبر کی راتیں تھیں۔۔۔۔۔ جس

وجہ سے سب لوگ جلدی ہی اپنے کمروں میں چلے جاتے تھے

آیان اس وقت صوفے پہ بیٹھا اپنی گود میں لیپ ٹاپ رکھ کر اپنے آفس
کے کام میں بڑی تھا۔ اس وقت وہ بلیک جینز پہنے اس پروائٹ ٹی
شرٹ پہنے۔۔۔۔ ٹی شرٹ کے اوپر

اس نے بلیک لیڈر کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔۔۔۔ بھورے بالوں کو
ماتھے پہ بکھیرے چہرے پر تھکن لیے دنیا جہاں کی وہ بہت معصوم لگ
رہا تھا۔۔۔۔ اس کے بالکل سامنے ہی بیڈ پر دعا بیٹھی ہوئی تھی جو اپنے
ہاتھوں پر روشن لگاتی مقابل کو گھور رہی تھی۔۔۔۔ تین بچے پیدا کرنے
کے باوجود بھی اس کی خوبصورت میں کسی قسم کی کمی نہیں آئی تھی
وہ آج بھی پہلے دن کی طرح خوبصورت تھی۔۔۔۔۔ اس کی
شرارتوں میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں آئی تھی۔۔۔۔ ناہی آیان کو
تنگ کرنے میں۔۔۔ شاہ حویلی میں کسی بھی جوڑی کو دیکھے پر یہ نہیں
لگتا تھا کہ وہ جوڑی تین تین بچوں کے ماں باپ ہیں۔۔۔۔

دعا اس وقت آیان کو گھور رہی تھی اس نے ایک نظر بھی مقابل پر نہیں
ڈالی تھی۔۔۔ اس نے اتنی سردی میں بھی اس کے لیے نائی پھنی ہوئی
تھی تاکہ وہ اپنی ساری توجہ اس پر ہی مرکوز کریں لیکن مجال ہیں جو اس
شر میلے شاہ نے ایک نظر بھی اس کو نہیں دیکھا ہوں

وہ اس وقت بلیورنگ کی خوبصورت نائی پھنے جو اس کے پاؤں تک آتی
تھی۔۔۔ وہ مکمل طور پر نیٹ میں تھی۔۔۔ اس کی تھائز سے لے کر اس
جی ڈھڑکوں تک

اندر ویلیوٹ کا کپڑا لگا ہوا تھا۔ باقی اس کے بازو مکمل طور پر سلیو لیس
تھے۔۔۔۔۔ وہ ناجانے کب سے اپنے ہاتھ اور پاؤں پر لوشن لگا رہی تھی
انتی سردی میں وہ بغیر کسی شال کے بیٹھی ہوئی تھی یہ تو شکر تھا کمرے
میں ہیٹر تھا اور کچھ وہ اپنے غصے کی وجہ سے سرخ اور گرم ہوئی بیٹھی
تھی۔۔

لیکن مجال ہیں جو آیان نے ایک نظر بھی اس کو دیکھا ہوں۔۔۔۔۔ [وہ اپنے کام میں بری طرح غرق تھا۔۔ اس نے کپڑے بھی چینج نہیں کیے تھے۔۔۔ اور دعا کی اب بس تھی

وہ ایک نظر اس کو دیکھتی بیڈ سے کھڑی ہوتی لو شن اٹھاتی ایک نظر آیان کو دیکھتی ڈریسنگ مرر کے طرف بڑھ گی تھی۔۔۔۔۔ وہ ڈریسنگ مرر پر لو شن کی بوتل زور سے پٹک کر

رکھتی تاکہ اس کا دھیان اپنی طرف کروا سکے۔۔۔۔۔ وہ چاہتی تھی کہ جب وہ آیان کے پاس ہوں تو آیان کسی کو بھی ناسو چیں اور ناہی کسی اور کے بارے میں باتیں کریں۔۔۔

اس کے اتنے زور پر لو شن رکھنے کی وجہ سے جو آواز پیدا ہوئی تھی۔۔۔ اس پر آیان نے اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔۔ جب کہ دعا سلگتی ہوئی اپنی سائیڈ پر آتی خاموشی سے لیٹ گی تھی

اس نے اپنے چہرے پر بازو رکھا ہوا تھا۔۔۔ وہ اس ناٹٹی میں شعلہ لگ رہی تھی لیکن پھر بھی آیاں نے اس کی طرف ایک نظر بھی نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔ وہ ناجانے کتنے ہی لمحے اپنی

آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر پڑی رہی تھی۔۔۔۔۔ ناجانے کتنے لمحوں کے بعد اس نے آنکھوں سے بازو ہٹا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ جواب اپنا لپٹا پٹا سامنے پڑی ٹیبل پر رکھتا

کسی فائل میں کچھ لکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ مطلب اس کا کام ختم ہونے والا تھا۔۔۔ اب اس نے اس کے پاس آنا تھا۔۔۔۔۔ دعا یہ سب سوچتی بھڑ بھڑ جلتی جلدی سے اپنی آنکھیں بند کرتی سو گئی تھی

وہ اب اس کے بلانے پر بھی نہیں اٹھنے والی تھی... کچھ ہی دیر میں آیاں اپنا سب کام ختم کرتا ایک نظر دعا کو دیکھتا و اشروم کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ واشروم سے ایک وائٹ کلر کی کھلی ٹراوڑ اور اس کے
اوپر ہی بلیک ٹی شرٹ پہن کر باہر نکلا تھا۔۔۔ جب کہ دعا یہ سب اپنی
آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھ رہی تھی۔۔۔

وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ اس کو آج کس کرتا ہیں کہ نہیں جیسے ہمیشہ کرتا
تھا۔۔۔ دعا کی یہ روٹین تھی کہ وہ اس کی باہوں میں سوتی تھی اور سب
سے بڑی بات اس کے سونے تک

اس اپنے چہرے پر آیان کے لبوں کا لمس چاہیے تھا۔۔۔ آیان جس کو
سب کچھ پتا تھا۔۔۔ کہ دعا کیسے سوئی اس کی نظریں وہ خود پر اچھے سے
محسوس کر سکتا تھا لیکن اس نے بھی جان

بوجھ کر دعا کو تنگ کرنا فرض سمجھا تھا۔۔۔۔۔ وہ بھی دیکھنا چاہتا تھا کہ
دعا کب تک صبر کرتی ہیں۔۔۔ اب بھی وہ جانتا تھا کہ دعا جاگ رہی ہیں

اب وہ ایک نظر دعا کو دیکھتا جس کے چہرے سے ہی صاف پتا چل رہا تھا کہ وہ جاگ رہی ہیں۔۔۔ کیونکہ اس کے چہرے پر ایک اضطرابی تھی وہ ہمیشہ سے اس کے سینے سے لگ کر سونے کی عادی تھی دعا جو منتظر تھی اس کی کہ وہ اس کو کس کریں گا۔۔۔ آیان اس کی حالت دیکھتا خاموشی سے اپنی مسراہت دباتا اپنی سائیڈ پر کر لیٹ گیا تھا۔۔۔

جب کہ اس کو اپنے پہلو میں محسوس کر کے دعا کی حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہی تھی۔۔۔ اس نے آنکھیں کھول کر ارد گرد نظریں ڈواڑائی تھی مقابل تو کہیں بھی نہیں تھا

دعا گہرے گہرے سانس بھرتی خود کو نارمل کرے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ تاکہ وہ اپنا غصہ آیان پر ناکال دیں۔۔۔ اس کے گہرے گہرے سانس بھرنے کی وجہ سے اس کی پوری بوڈی موو کر رہی

تھی۔۔۔۔۔ زیاں یہ دیکھ کر گہرا مسکرایا تھا۔۔۔ لیکن اسے ڈر بھی لگ رہا
 تھا۔ ابھی وہ اپنا سارا غصہ اس پر ہی نکالنے والی تھی۔۔۔ کیونکہ اس
 سے اپنا غصہ

خود کی ذات کی اگنورینس اور سب سے بڑھ کر اپنے وقت میں کسی
تیسرے کی انٹرفئیر اسے سخت زہر لگتی تھی۔۔۔۔ اس کا بس نہیں چلتا
تھا وہ سب کچھ تہس نہس کر دیں

یہ آیان کی توجہ اور محبت ہی تھی جو دن بدن وہ اتنی زیادہ خوبصورت
ہوتی جا رہی تھی۔۔ وہ شاہد دنیا کی پہلی ماں تھی جو اپنے شوہر کے نزدیک
اپنے بچوں کو بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ وہ ہمیشہ اپنی اولاد
سے یہی کہتی تھی کہ جو ٹائم اس کا ہیں ان کے بابا کے ساتھ اس ٹائم کوئی
یہاں نظر آ یا نا تو

وہ بہت بری سزا دیں گی ان کے ابا کو بھی اور ابا کے بچوں کو
بھی۔۔۔ جس پر وہ سب خاموشی سے چلے جاتے تھے۔۔۔ صرف
روحاب تھوڑا سا تنگ کرتی تھی دعا کو

جب کہ اذلان صرف اپنے کام سے کام رکھتا تھا۔۔۔ شایان بھی ہر
وقت سب کی مسکراہٹ کی وجہ بنتا تھا۔۔۔ اسے بھی عشق کی طرح
زیام کو تنگ کرنا بہت پسند تھا روحاب نے تو ویسے ہی بسمل کے ساتھ مل
کر پورے گھر کو دن میں ایک بار اپنے سر پر اٹھانا فرض سمجھا ہوا
تھا۔۔۔ اب تو عشق بھی ان کو بھرپور ساتھ دیتی تھی
لیکن وہ عشق کی طرح زیام کو تنگ نہیں کرتی تھی۔۔۔ زیام صرف
ایک بار اپنی کالی سیاہ آنکھوں سے ان کو گھورتا تھا۔۔۔ اور وہی پر سب
خاموش ہو جاتے تھے

آیان اس وقت دعا کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ اس کی پشت آیان کی طرف
ہی تھی۔۔۔ لیکن آیان اس کی حالت کا اندازہ بخوبی لگا سکتا تھا۔۔۔ وہ
اس وقت کیسے خود پر کنٹرول کیے ہوئے تھی

یہ آیان سے بہتر کون جان سکتا تھا۔۔۔ ناجانے کتنے ہی لمحے ایسے گزر
گئے تھے۔۔۔ نادعا نے آیان پر غصہ کیا تھا۔۔۔ اور نا ہی آیان نے دعا
کو مخاطب کیا تھا جب کہ دعا ابھی تک گہرے گہرے سانس بھرتی خود پر
کنٹرول پانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔ اب آیان کو لگ رہا تھا کہ
اسے ہی پہل کر لینی چاہیے یہ نا ہوں کہ اس کی شامت آجائیں
آیان نے اپنا ہاتھ بڑھ کر دعا کے بازو پر رکھا تھا اور دوسرے ہاتھ سے
وہ دعا کی دودھیا پشت پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔۔۔ اس کو جاگتا ہوا محسوس کر
کے اور اس کا لمس پا کر دعا

اس کا ہاتھ اپنے بازو سے ہٹائی ایک ہی جھٹکے میں پیچھے مڑی
تھی۔۔۔۔۔ اس کا چہرہ اس وقت غصے کی وجہ سے لہو چھلکا رہا
تھا۔۔۔ جس کو دیکھ کر آیان کی رنگت زرد پڑی تھی
اس کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔۔۔۔۔ دعا اس کا زرد پڑتا
چہرہ دیکھ کر بغیر اس کو سمجھنے کا موقع دیے ایک ہی جھٹکے میں اس کے
سینے پر چڑھی تھی

جس پر آیان کی کراہ بے ساختہ تھی۔۔۔۔۔ اس کی کراہ سن کر وہ اس کی
ٹی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں بھرتی اس کے گردن پر جھکی تھی۔۔۔۔۔ وہ
وہاں پر اپنے دانت اتنے زور سے گاڑ رہی تھی

کہ آیان سے برداشت کرنا مشکل ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ دانت پر دانت
جماتا اپنا درر برداشت کر رہا تھا۔۔۔۔۔ جب کہ دعا اس کے گردن میں

ایک نہیں ناجانے کتنی نیلی گھڑیاں بنا کر پیچھے ہوتی اس کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

آیان کو اپنی گردن میں شدید جلن ہو رہی تھی۔۔۔
تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے اگنور کرنے کی۔۔۔۔ وہ اس کے بالوں کو
اپنی

مٹھیوں میں بھرتی شدت پسند انداز میں بولی تھی۔۔۔ وہ ابھی تک اس
کے سینے پر موجود تھی۔۔۔ اس نے اپنا سارا زور اس کے سینے پر ڈالا ہوا تھا
جس وجہ سے اس کی بدن کی ناز کی آیان کے سینے میں مس ہو رہی
تھی۔۔۔۔ وہ اس وقت جوالہ مکھی بنی ہوئی تھی۔۔۔۔ اس کی بات پر
آیان نے معصوم سا چہرہ بنا کر

ناں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔ اس کے نال میں سر ہلانے کی وجہ سے
دعا اس کے لبوں پر اپنے دانت زور سے گاڑھ گی تھی۔۔۔۔ وہ اس کے
لبوں کو چھوڑتی اس کی بھوری بئیر ڈاپنی مٹھیوں میں بھرتی
اس کے عارض پر اپے دانت پھر سے گاڑھ گی تھی۔۔۔ جس پر آیان
کی سسکی بے ساختہ تھی۔۔۔۔ یہ اس کے جسم کا واحد ایسا حصہ تھا
۔۔۔ جہاں اسے کسی کا چھونا اچھا نہیں لگتا تھا
شرم کروں دعا تین تین بچوں کی ماں ہوں۔۔۔۔ اس کی پیچھے ہونے پر
آیان اپنے عارض پر ہاتھ رکھتا اس کو شرم دلانے والے انداز میں بولا تھا
جس کو سن کر دعا نے سر جھٹکا تھا اور اس کی بات کو ہوا میں اڑایا
تھا۔۔۔۔ جب کہ آیان یہ سوچ رہا تھا وہ صبح سب کو کیا جواب دیں گا
۔۔۔ کہ یہ نشان کیسے آیا

تو کیا ہوا تین بچوں کی ماں کو پیار کرنے حق نہیں ہیں۔۔ جس عورت
کے تین بچے ہو جائے وہ اپنی اگنورینس برداشت کر لیتی ہیں

۔۔۔۔ میں کب سے اتنی سردی میں تمہارے سامنے

اتنی دلگرفتم کی نائٹی پہن کر بیٹھی تھی۔۔ مجال ہیں جو تم نے ایک بھی

بار میری طرف دیکھا ہوں۔۔۔۔ دعا اس کی ناک کی ٹپ پر لب رکھتی

ایک ایک لفظ چبا کر بولی تھی۔۔۔۔ جب کہ آیان صرف اپنی گال پر ہاتھ

رکھ کر یہ سوچ رہا تھا کہ وہ صبح سب کو کیا جواب دیں گا۔۔۔۔ دعا اس

کے سینے پہ لیٹی اس کا ایک ایک ایکسپریشن نوٹ کر رہی تھی۔۔۔۔ اور

اپنی ہنسی دبانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔ اسے پتا تھا کہ وہ اپنے

عارص کو لے کر کتنا سینسٹیو اور ٹچی ہیں۔۔۔۔ وہ جان بوجھ کر اس کو

تنگ کرتی تھی

جتنا تم مجھ پر اپنی شدتیں اور پیار نچھاور کرتی ہوں ایسا لگتا ہے کہ کچھ ہی دنوں میں چوتھی بار تمہاری جگہ میں ماں بن جاؤں گا۔۔۔ وہ اپنے سینے پہ لیٹی دعا کو دیکھ کر خفگی سے بولا تھا

اس کی بات پر دعا کا خوبصورت قہقہہ کمرے کی زینت بنا تھا۔۔۔۔۔ اسے آیان سے اس بات کی امید نہیں تھی۔۔۔۔۔ اس کے قہقہہ لگانے پر آیان کڑوٹ لیتا اسے

اپنے سینے سے گراتا اپنے بازوؤں میں لے گیا تھا۔۔۔ وہ دعا کا سراپے سینے پر رکھتا ایک ہاتھ سے اس کی کمر پر گرفت مضبوط کرتا خود آنکھیں موند گیا تھا۔

مطلب صاف تھا کہ وہ آج اس کی بے باکیاں اور زیادہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔۔ اس کو آنکھیں موند کر سوتا دیکھ کر دعا کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا

شاہ۔۔۔۔۔ وہ اس کے سینے پر اپنی نگلی ٹریس کرتی دھیمی آواز میں بولی
تھی اس کے لبوں سے شاہ من سن کر آیان کے دل کی ڈھڑکنیں منتشر
ہوئی تھی

ہممم وہ اپنے دل کی ڈھڑکنوں پر کنٹرول پاتا نیند سے ڈوبی آواز میں بولا
تھا۔۔۔۔۔ وہ آج بہت زیادہ تھک گیا تھا۔۔۔ اس لیے اسے نیند بہت آ
رہی تھی

آئی لو یو۔۔۔۔۔ وہ اس کے سینے پر اپنے لب رکھتی محبت سے بھرپور لہجے
میں بولی تھی۔۔۔۔۔

آئی لو یو ٹو میری جان۔۔۔۔۔ آیان دعا کو اور زیادہ اپنے سینے میں بھینجتا
اس کے ماتھے پر لب رکھتا پیار سے بولا تھا۔۔۔

اس کا اظہار سن کر دعا بھی سکون سے آنکھیں مومندگی تھی کچھ ہی دیر
میں وہ دونوں سکون سے سو گئے تھے۔

ازیان جوا بھی ار مغان کے کمرے سے اپنے کمرے کی طرف ہی بڑھ
رہا تھا۔۔۔۔۔ زِل کو باہر بیٹھا دیکھ کر وہ ٹھٹھک کر رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ اتنی
سردی میں باہر کیا کر رہی تھی

اس کے کمرے کے سامنے ہی ایک کوڑیڈوڑبنا ہوا تھا۔۔۔۔۔ جہاں پردو
سنگل صوفے اور ایک سامنے چھوٹی سی ٹیبل پڑی ہوئی تھی۔۔۔ ایک
صوفے پر وہ خود پراچھے سے شال لپیٹ کر ایک ہاتھ میں کتاب پکڑ کر
پڑھ رہی تھی

اسے یہاں پڑھتا دیکھ کر ازیان کو حیرت ہوئی تھی۔۔۔ وہ کمرے میں تو بیٹھ کر پڑھ سکتی تھی۔۔۔۔۔ ازیان اس کے جانے کے پاس خاموشی سے اپنے قدم پیچھے کی طرف بڑھاتا

سیڑھیوں سے نیچے اتر گیا تھا۔۔۔۔ جب کہ زل نے کسی کی آہٹ سن کر ادھر ادھر دیکھا تھا۔۔۔ کسی کو ناپا کر وہ اپنے خوبصورت نقوش کو بگاڑتی جو اس نے کایان سے چرائے تھے۔۔۔۔ وہ مکمل طور پر کایان کی کاپی تھی۔۔ اس کی آنکھیں بھی کایان کی طرح نیلی تھیں۔۔۔۔۔ بال اس کے ایسے تھے۔۔۔۔۔ بال اسے کے حور کی طرح کالے تھے۔۔۔۔۔ حور اور کایان کے تینوں بچوں

کے بال حور کی طرح ہی تھے۔۔۔۔۔۔ زمل کو پڑھنے کا بہت زیادہ شوق تھا جب کہ بسمل ایک نمبر کی ڈھیٹ اور کام چور تھی۔۔ اس کے نقوش زیان کی طرح تھے۔۔ جس پر کایاں اکثر زیان کو یہ کہہ کر چڑھاتا تھا کہ صرف نقوش ہی نہیں کرتوت اور ضد میں بھی وہ اس پر گئی ہیں۔۔۔۔ جس پر زیان صرف اس کو گھور کر رہ جاتا تھا

کچھ ہی دیر میں ازیان ٹرے میں دو باول نوڈلز کی رکھتا آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اس کے پاس آتا ٹیبل پر ٹرے رکھتا ساتھ والے صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔۔۔ نوڈلز کو دیکھ کر زمل کی آنکھیں

چمکی تھی۔۔۔۔ اس نے ایک نظر نوڈلز کو دیکھ کر دوسری نظر ازیان پر ڈالی تھی۔۔۔ جو اس کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔
جب سے اسے پتا چلا تھا کہ زمل کو نوڈلز

بہت زیادہ پسند ہیں اس نے اسی دن سے ہی نوڈلز بنانے سیکھے تھے۔۔ اور آج موقع پا کر اس نے زمل کے لیے نوڈلز تیار کیے تھے۔۔۔۔ اس کے چہرے پر خوشی بتا رہی تھی اس کی محنت ضائع نہیں گئی وہ بہت زیادہ فوڈی تھی۔۔ خاص طور پر اسے اپنی ماں کی طرح چاکلیٹ بہت زیادہ پسند تھے۔۔ نوڈلز تو اس کی کمزوری تھی۔۔۔ جس کو بنا بنا کر حور اکثر تھک جاتی تھی

لیکن زلزلہ کبھی کھا کر نہیں تھکی تھی۔۔۔

یہ آپ میرے لیے بنا کر لائے ہیں بھائی۔۔۔ وہ بادل ہاتھ میں اٹھاتی
معصومیت سے اس سے پوچھ رہی تھی۔۔۔ اس سے زیادہ صبر نہیں ہوا
تھا

اس نے ازیان کے جواب کا بھی انتظار نہیں کیا تھا۔۔۔ ازیان کو اس کا
بھائی کہنا اچھا نہیں لگا تھا۔۔۔ لیکن پھر وہ خود پر کنٹرول کرتا مسکراتا ہوا
ہاں میں سر ہلا گیا تھا

اس کے ہاں میں سر ہلانے کی دیر تھی جب زلزلہ بک میز پر رکھتی نوڈلز
کھانے میں مصروف ہو گئی تھی۔۔۔ جب کہ ازیان خاموشی سے اسے
دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس نے خود کے لیے بھی نوڈلز بنائے تھے لیکن اب
اس کا کھانے کا دل نہیں کر رہا تھا۔ اس کا دل کر رہا تھا وہ خاموشی سے
بس زلزلہ کو دیکھتا رہے۔۔۔ جو بہت ہی مزے اور تیزی سے

نوڈلز کھانے میں مصروف تھی۔۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ پورا باول نوڈلز ختم کرتی اب چہرے پر معصومیت سجاتی کبھی ازیان کودیکھ رہی تھی تو کبھی نوڈلز کے دوسرے باول کی طرف

اس کو اپنی طرف دیکھتا پا کر اس نے اپنی مسکراہٹ روکی تھی اس کے مسکرا نے کی وجہ سے گال میں ایک ڈمپل واضح ہوا تھا۔ جس طرح زیان کا پڑتا تھا۔۔۔ جو زیان کو ازیان کی گال

میں ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔۔۔ اس کو نوڈلز کی طرف دیکھتا پا کر ازیان اس کو تنگ کرنے کی غرض سے وہ نوڈلز اپنے ہاتھ میں اٹھا کر گود میں رکھ گیا تھا۔۔۔ جس پر زمل نے رو ہا نسا ہو کر اس کی گود میں موجود نوڈلز کو دیکھا تھا۔۔۔ لیکن پھر وہ اگلے ہی پل اپنی نظریں جھکاتی اپنی گود میں رکھ گئی تھی۔۔۔ وہ تو اس بات پر خوش ہو رہی تھی کہ ازیان نہیں کھائے گا

تو یہ باول بھی اس کا ہو جائے گا لیکن اس نے اٹھالیا تھا۔۔۔ اس کی شکل
دیکھ کر ازیان اپنی ہنسی مشکل سے روک رہا تھا۔۔۔ ایسا لگ رہا تھا وہ ابھی
رودے کی اتنی سردی میں باہر کیوں پڑھ رہی تھی بیٹھ کر۔۔۔ اس
سے پہلے زل روتی جب ازیان اس کی طرف نوڈلز بڑھاتا سنجیدگی سے
پوچھ رہا تھا۔۔۔ یہاں پر بہت زیادہ ٹھنڈ تھی وہ اس کو رولانا نہیں چاہتا
تھا اس کی سمندر جیسی نیلی آنکھوں میں آنسو اسے نہیں اچھے لگتے تھے
۔۔۔ اس لیے اس نے زیادہ اسے تنگ نہیں کیا تھا۔۔۔

وہ بسمل دیدہ نے بولا تھا کہ انہوں نے سوناہیں اور مجھے پڑھنا لائٹ اون]
کر کے۔۔۔ جب لائٹ اون ہو تو انہیں نیند نہیں آتی اس لیے وہ مجھے
یہاں پر بٹھا کر گی ہیں

اور کہا ہیں کہ جب پڑھائی مکمل ہو جائے تو آکر سو جانا۔۔۔۔۔ وہ نوڈلز
بڑی مشکل سے بول رہی تھی۔۔۔۔۔ بسمل دومنٹ پہلے اس دنیا میں آئی
تھی جس وجہ سے زل اسے دیدہ بلاتی تھی

اس نے ہی زل کو باہر بٹھایا تھا کیونکہ اس کی نیند خراب ہوتی تھی لائٹ
اون ہونے کی وجہ سے۔۔۔۔۔ اس کی بات سن کر ازیان کی تومانو سرپر لگی
تھی۔۔۔۔۔ وہ ایسے کیسے اس کو روم سے باہر نکال سکتی تھی

وہ اس کا ہاتھ پکڑتا ایک ہی منٹ میں کھڑا ہوا تھا۔۔۔ یہ شکر تھا کہ وہ نوڈلز
سارے ختم کر چکی تھی۔۔۔ نہیں تو اس کے سارے نوڈلز گر جانے
تھے۔۔۔ ازیان اس کا ہاتھ پکڑتا اس کے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا
جب کہ زل اس کو ہکا بکا ہو کر دیکھ رہی تھی وہ کیا کرنے والا

تھا۔۔۔۔۔ ازیان اس کو لے کر کمرے میں داخل ہوتا کمرے کی ساری
لائٹس ان کر گیا تھا

لائٹس اون کرتا وہ زمل کو بھی چپ رہنے کا اشارہ کرتا اور خود بھی خاموشی سے اب بسمل کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ جس کی پپوٹے اب ہلکے سے جنبش کر رہے تھے۔۔۔۔۔ اور اس کی توقع کے مطابق

ایسا ہی ہوا تھا کچھ ہی منٹوں میں وہ اپنے چہرے کے زاویے بگاڑتی کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ وہ دونوں جڑوا تھی لیکن ان دونوں کی شکلیں ایک جیسی نہیں تھی۔۔۔ ان دونوں کے نقوش میں بھی بہت فرق تھا زمل تمہیں زرا تمیز نہیں ہیں جب میں نے تمہیں کہا بھی تھا کہ باہر جا کر پڑھو پھر یہاں پر کیا کر رہی ہوں۔۔۔۔۔ وہ بیڈ سے نیچے اترتی ازیان کو زمل سمجھ کر اس کے

پاس آتی غصے سے بھڑکی تھی۔۔۔۔۔ اسے روشنی میں نیند بلکل نہیں آتی تھی۔۔۔۔۔ وہ بہت ہی سٹری ہوئی ٹائپ کی تھی۔۔۔ جب کہ اس کی بات سن ازیان نے اسے گھورا تھا

جسے بات کرنے کی تمیز نہیں تھی۔۔۔۔

پیپر صرف زمل نے نہیں دینے تم نے بھی دینے ہیں اور خبردار جواب
تم نے زمل کو روم سے باہر جانے کا کہا۔۔۔۔ وہ اس کو نیند سے جگانے
کی غرض سے اس کے چہرے پر پھونک مارتا دانت پیس کر بولا
تھا۔۔۔۔ ازیان کی آواز سن کر بسمل کی نیند بھک سے اڑی تھی۔۔۔۔ اس
نے بے یقین نگاہوں سے ازیان کو اس وقت اپنے روم میں دیکھا
تھا۔۔۔۔ اگلے ہی پل وہ اس کی سبز آنکھوں میں غصہ دیکھ کر ہاں میں سر
ہلا گئی تھی۔۔۔۔

چلو تم دونوں پڑھو بیٹھ کر اب مجھے کوئی شکایت نہیں فی چاہیے۔۔۔۔ بلکہ
ایک کام کرو زمل تم سو جاؤ اور بسمل تم پڑھو بیٹھ کر۔۔۔۔ وہ زمل کو بیڈ
پر بٹھاتا

بِسمَل کو گھور کر ایک ایک لفظ پر زور دیتا وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔۔۔ اسے [پتا تھا کہ بِسمَل پھرنے پھر سے سو جانا تھا لیکن اس کا مقصد جو تھا وہ پورا ہو گیا ہیں

اس کے جاتے ہی بِسمَل جلدی سے دروزی بند کرتی لائٹ بند کر کے سو گئی تھی۔

یہ پڑھائی اس کے بس کا روگ نہیں تھا اور وہ بھی اپنی نیند کی قربانی دے کر

عشق۔ عشق۔۔۔ اس وقت صبح کے سات بج رہے تھے۔۔۔ جب زیا م زیاں اور کنزہ کے روم میں داخل ہوتا بہت ہی زیادہ غصے میں اسے بلارہا تھا۔ اس کا دل کر رہا تھا

[illegible]

جیسے کہنا چاہتی ہوں کہ اس انسان کو دنیا میں عشق پر غصہ کرنے کے
علاوہ اور کوئی کام نہیں ہیں۔۔۔۔ اس کو سینے میں چھپتا دیکھ کر زیام نے
اپنے جبرے بری طرح بھینچے تھے۔۔۔ جب کہ عشق نے اب پوری
رونے کی تیاری پکڑ لی تھی

اللہ تعالیٰ نے اگر خوبصورت آواز دی ہیں آپ کو تو کیوں اسے اتنا اونچا
بول کر خراب کر رہے ہیں۔۔۔ دنیا عشق کو اپنے سینے میں بھیجنتی زیاں
کو دیکھ کر سکون اور نرمی سے بولی

تھی انداز اس کا آگ لگانے والا تھا۔۔۔ جس کو محسوس کر کے زیاں بھڑ
بھڑ جلاتھا۔۔۔ پتا نہیں کیوں وہ دنیا پر غصہ نہیں کر پاتا تھا۔۔۔ غصہ تو
بہت دور کی بات ہیں کبھی

اس نے اسے غصے سے گھورا بھی نہیں تھا۔۔۔ اب بھی وہ عشق کو گھور
رہا تھا۔۔۔ جو اپنی بڑی بڑی گرے آنکھوں کو بند کرتی اس کے سینے
سے لگی ہوئی تھی۔۔۔

پوچھوں اپنی بہن سے یہ صبح صبح کیا کر کے آئی ہیں۔۔۔ مجھے بھی کوئی
شوق نہیں ہیں اپنی آواز اونچی کرنے۔۔۔۔۔ زیاں عشق کو سلگتی نگاہوں
سے دیکھتا ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا۔۔۔

اس کا لہجہ سرد تھا۔۔۔۔۔ جسے محسوس کر کے دنیا کو اس سے خوف
محسوس ہوا تھا۔۔۔۔۔ لیکن پھر وہ خود کو نارمل کر گئی تھی۔۔۔۔۔ اس نے
ایک نظر عشق کو دیکھ دوبارہ سے زیام کے طرف دیکھ کر
آئبر واچکائے تھے۔۔۔۔۔ جیسے کہنا چاہ رہی ایسا کیا کر دیا ہیں عشق
نے۔۔۔۔۔ اس کے آئبر واچکانے پہ زیام نے اپنے ہاتھ میں پکڑی اپنی
سکول یونیفارم کی وائٹ شرٹ اس کے سامنے
لہرائی تھی۔۔۔۔۔ اس شرٹ کی حالت دیکھ کر دنیا کا منہ حیرت سے کھلا
تھا۔۔۔۔۔ اس پوری شرٹ پر چاکلیٹ اور آئسکریم کی مدد سے "ع" لکھا
ہوا تھا

اس نے یہ لفظ روحاب سے سیکھا تھا۔۔۔۔۔ اس نے اسے بہت تنگ کیا تھا
کہ اسے اپنا نام لکھنا سیکھنا ہیں۔۔۔۔۔ جس پر روحاب نے کہا تھا وہ روز اسے
ایک لفظ سیکھائے

گی اور اس نے کل اسے "ع" لکھنا بھی سیکھا یا تھا۔۔۔ اور آج اس نے
اس کی پریکٹس زیا م کی شرٹ پر کی تھی۔۔۔ جب زیا ن اور کنزہ نیچے
گئے تھے۔۔۔ تو وہ اس وقت سو رہی تھی لیکن ان کے جانے کے پانچ
منٹ بعد ہی وہ اٹھ گئی تھی۔۔۔ اور اٹھتے ہی اسے زیا م کو تنگ کرنے کا
خیال آیا تھا۔۔۔ اپنے خیال پر وہ بسم اللہ پڑھتی اس کے روم کی چاکلیٹ
اور اسکریم اٹھا کر چلی گئی تھی۔۔۔ جب وہ اس کے روم میں گئی تھی اس
وقت زیا م واش روم میں تھا۔۔۔ اور اس کی یونیفارم پر پریس کی گئی اس
کے بیڈ پر پڑی تھی۔۔۔ جس پر عشق اپنے کارنامے
کرتی جلدی سے واپس آگئی تھی۔۔۔ شرٹ کی حالت دیکھ کر دنیا نے
اپنی نظر ترچھی کر کے عشق کو دیکھا تھا۔۔۔ جو اپنی گرے آنکھوں میں
آنسو لیتی معصوم سے اس کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس کی

آنکھوں میں پانی دیکھ کر دنیا گہری سانس بھر کر رہ گئی تھی۔۔۔۔۔ اس
کی غلطی تھی لیکن زیام سے بھی اسے اپنی معصوم سی بہن کو بچانا تھا
اگر عشق نے شرارت کر ہی دی ہیں تو آپ کو چاہیے تھا کہ آپ خاموشی
سے دوسری یونیفارم پہن لیتے ناکہ اس طرح شور مچاتے ہوئے یہاں
آتے۔۔۔۔۔ وہ عشق کو اپنے سینے سے نکال کر بیڈ سے نیچے اتارتی
مصرف انداز میں بولی تھی اس کی بات پر زیام غش کھا کر مرنے والا ہو
گیا تھا۔۔۔ ایک بہن نے اس کی ناک میں دم کیا ہوا تھا اور دوسری کا
ایڈیوڈ ہی ختم نہیں ہوتا تھا

مس دنیا زیان علی شاہ آپ اپنی بہن کو اپنی زبان میں سمجھا دیں یہ ناہوں
کہ مس عشق زیان علی شاہ کو میرے سمجھانے کا طریقہ پسند نا
آئے۔۔۔ زیام بات کو ختم کرنے کی غرض سے جلدی سے بولتا شرٹ

وہی بیڈ پر پھیکنتا وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔ اسے زیادہ بحث کرنا نہیں پسند
تھا۔۔۔ وہ بس عشق کو یہ بتانے آیا تھا کہ اسے پتا چل گیا
ہیں کہ یہ سب کچھ اس کا کیا دھرا ہیں۔۔۔۔ اور وار ننگ بھی دے گیا
تھا۔۔۔ کہ وہ دوبارہ ایسی کوئی حرکت نہ کریں۔۔۔۔ نہیں تو اس سے
زیادہ برا اور کوئی نہیں ہوگا
عشق بچے کیوں کرتی رہتی اس کھڑوس کو تنگ۔۔۔ تجھے پورے گھر میں
اور کوئی بھی تنگ کرنے کو نہیں ملتا۔۔۔ دنیا گھٹنوں کے بل بیٹھتی اس
کو کندھوں سے پکڑ کر اپنے سامنے کرتی پیار سے اسے سمجھا رہی
تھی۔۔۔ وہ صرف ایک زیاں کو ہی تنگ کرتی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ تنگ ہو
جاتا تھا۔۔۔ اور جو انسان آپ کی حرکتوں سے تنگ ہو جائے اسے تنگ
کرنے میں اور مزہ آتا تھا

دیدہ زام کے منہ سے میرا نام کتنا پیارا لگتا ہے۔۔۔ عشق دنیا کی ساری
بات کو ہوا میں اڑاتی ابھی تک زیاں پر ہی اٹکی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اس نے
شاہد آج پہلی بار ہی اس کا نام

اپنے منہ سے لیا تھا۔۔۔ جب کہ دنیا اپنے سر پیٹ کر رہ گئی
تھی۔۔۔ لیکن پھر وہ اس کو اپنی باہوں میں اٹھاتی اس کے گال پر لب
رکھتی جہاں پر ڈمپل پڑ رہا تھا۔۔۔۔۔

اس کو ابھی ان باتوں کی سمجھ نہیں آنی تھی اس لیے دنیا کے سمجھانے کا
کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔۔۔۔ اگر دنیا کی گھر میں کسی کے ساتھ زیادہ بنتی
تھی تو وہ مشائم تھی یا پھر عشق۔۔۔۔۔

ان کے جاتے ہی باہر کھڑی فجر پریشان ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ زیاں کو صبح
صبح اتنے غصے میں دیکھ کر اس کے پیچھے آئی تھی لیکن اندر نہیں گئی
تھی۔۔۔۔۔

ضارب جو اس وقت اپنے ہاتھ میں ٹاول پکڑتا و اشروم کی طرف ہی جا رہا تھا۔۔۔ فجر کو روم میں داخل ہوتا دیکھ کر وہ ٹاول بیڈ پر پھینکنا وہی پر رک گیا تھا

جب کہ فجر کے چہرے پر پریشانی دیکھ کر اس نے نظروں کو چند ہیا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ جو صبح تو خوش خوش روم سے نکلی تھی اب ایسا کیا ہو گیا تھا کہ وہ اتنی پریشان نظر آرہی تھی

میرا نور کیا ہو گیا ہیں۔۔۔ وہ فجر کے پاس جاتا اس کو اپنے سینے سے لگاتا پیار سے بولا تھا۔۔۔۔۔ ان دس سالوں میں ان دونوں کے درمیان ایک بار بھی لڑائی نہیں ہوئی تھی

فجر اکثر اس سے غصہ ہو جاتی یا ناراض ہو جاتی تھی تو پھر بھی ہمیشہ ضارب ہی اس سے سوری بولتا تھا۔۔۔۔۔ ضارب کی اتنی زیادہ محبت اور

عزت دیکھ کر ہمیشہ فخر کے دماغ میں قرآن پاک کی ایک لائن آتی تھی
کہ۔۔۔

تم لوگ اپنے لیے بہتر چنتے ہوں لیکن تمہارا رب تمہیں بہترین سے "
"نوازتا ہیں

وہ ضارب کو دیکھ کر ہمیشہ ہی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی تھی۔۔ کہ اللہ
تعالیٰ نے اسے اتنے بہترین ہم سفر سے نوازا ہیں۔۔۔۔۔ از یام اور مشائم
کے پیدا ہونے کے بعد بھی اس کی محبت میں کوئی فرق نہیں آیا
تھا۔۔۔۔۔ وہ حور اور کایان کی شادی کے بعد ہنی مون پر گے
تھے۔۔۔ جس کی بدولت ان کو از یام ملا تھا

کیا ہوا ہیں نور۔۔۔۔۔ وہ اس کے ماتھے پر لب رکھتا اس کو اپنے سامنے
کرتا سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔ فخر کا چہرہ بتا رہا تھا وہ کسی وجہ سے
پریشان ہیں

اگر یہ پریشانی زیاں کے غصے کی وجہ سے تھی تو وہ آج اس کو چھوڑنے کا
ارادہ نہیں رکھتا تھا۔۔۔۔۔ زیاں بالکل ہی ضارب کی کاپی
تھی۔۔۔ ضارب میں بھی بالکل ایسے ہی غصہ پایا جاتا تھا
لیکن شادی کے بعد وہ بالکل ہی ٹھیک ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

بس زیاں کی وجہ سے پریشان ہوں ابھی وہ عشق پر غصہ ہو کر آ رہا ہیں
۔۔۔۔۔ آپ کو پتا ہیں کہ میری دل کی خواہش عشق یاد نیا میں سے
کسی ایک کو میں اپنے زیاں کی بیوی بناؤ لیکن زیاں کا رویہ دیکھ کر مجھے ہر
روز اپنا ارادہ بدلنا پڑتا ہیں۔۔۔۔۔ وہ تو ان کی طرف دیکھتا بھی نہیں
۔۔۔ فجر ضارب کے سینے سے لگی ان کو اپنے نیک ارادوں کے متعلق
اگاہ کر رہی تھی۔۔۔۔۔ جس کو سن کر ضارب نے سر جھٹکا تھا۔۔۔ اس نے
پہلے بھی فجر کو روکا تھا ایسے خیالات وہ اپنے دماغ سے نکال دیں

وہ اپنے بچوں پر کوئی زبردستی نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ یہ تو قسمت کا
کھیل تھا کہ کس کے مقدر میں کس نے انا تھا۔۔۔ ابھی تو بہت وقت
پڑا تھا۔۔۔ اور سب سے بڑی بات زیام کے معاملے میں خود
بھی بہت پریشان تھا۔۔۔ لیکن پھر بھی اس نے فجر کی طرح منسوبے
نہیں بنائے ہوئے تھے۔۔۔

تو کوئی بات نہیں بیگم زیام نا تو ازیم ہی صبح وہ تو ہماری ہی اولاد
ہیں۔۔۔ اور ٹھٹھک پن جھاڑنے میں وہ تو ویسے بھی بہت آگے ہیں
۔۔۔ سب سے بڑی بات شاہ حویلی کی سب پر یوں کے ساتھ اس کی بنتی
بھی ہیں۔۔۔ فجر کو اداس ہوتا دیکھ وہ منع نہیں کر پایا تھا
اس لیے کچھ اس کا موڈ فریش کرنا چاہا اس نے۔۔۔ اس کی بات سن کر
فجر ہاں میں سر ہلا گئی تھی۔۔۔ اب وہ اس کو کیسے بتاتی کہ اسے ازیم
کے لیے بسمل بہت زیادہ پسند تھی

لیکن یہ سب کیسے ہو گا زیام تو ایک نظر بھی نہیں دیکھتا کسی لڑکی کو
خاص کروہ گھر میں موجود سب لڑکیوں سے پتا نہیں کیوں اتنا چڑھتا
ہیں۔۔۔۔۔ فجر ایک بار پھر اس کو اپنے دل کا خدشہ بیان کر رہی تھی
ابھی ہم اتنے بھی بوڑھے نہیں ہوئے کہ ہم ان سب باتوں پر بحث
کریں۔۔۔ ہم اس بات پر بھی بحث کر سکتیں ہیں کہ ہم دونوں آج شاور
اکٹھالیں گے۔۔۔ اور رہی بات

زیام کی لڑکیوں سے چڑھنے کی تو میں بھی ایسے ہی چڑھتا تھا۔۔۔ خاص
کر مجھے تم سے چڑھتی تھی جب تم اتنا تنامیک اپ لگا کر تیار ہوتی
تھی۔۔۔ میں جب بھی لندن سے آتا تھا

تو ایک ہی دعا کرتا تھا کہ تم سے میری ملاقات ناہوں۔۔۔ کبھی نہیں سوچا
تھا اسی لڑکی سے مجھے محبت ہو جائے گی۔۔۔ وہ فجر کے چہرے پر آتی
آوارہ لٹیں اس کے کان کے پیچھے کرتا

لب دبا کر اس کو ایک حقیقت بتا رہا تھا۔۔۔ جو کہ سچ تھی اسے فجر بلکل
نہیں پسند تھی کیونکہ فجر بچپن میں شرارتی اور نخریلی قسم کی
تھی۔۔۔ اس کی بات سن کر فجر کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا

تو مجھ سے شادی ہی کیوں کہ۔۔۔ کسی ایسی لڑکی سے کرتے ناجو
میک اپ بلکل نہیں کرتی ہوں۔۔۔ جس کو دیکھ کر آپ کو بلکل چڑنا
ہوتی ہوں۔۔۔ چھوڑیں مجھے۔۔۔ وہ اس کی بات سن کر غصے سے
سرخی پڑتی

چیخ کر بولی تھی۔۔۔ اس کو چھوڑنے کی بجائے ضارب اس کی کمر پر اپنے
گرفت بے حد ہی مضبوط کر گیا تھا۔۔۔ جب کہ فجر مسلسل اس سے دور
جانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

چھوڑیں مجھے۔۔۔۔۔ وہ اس کی کالی سیاہ آنکھوں میں دیکھتی جہاں پر
شرارت ناچ رہی تھی۔۔۔ وہ بھڑبھڑ جلی تھی۔۔۔ وہ صرف اس ک
چڑھانے کے لیے یہ سب کچھ بول رہا تھا۔۔۔۔۔

بیگم اگر آپ اجازت دیں تو ہم کر سکتے ہیں کسی دوسری لڑکی سے
شادی جو میک اپ بالکل نا کرتی ہوں۔۔۔ وہ فجر کے چہرے پر پھونک
مارتا اپنے اوپر سنجیدگی طاری کرتا ہوا بولا تھا جب کہ فجر نے گھور کر
ضارب کو دیکھا تھا۔۔۔

اس عمر میں آپ کو لڑکی دیں گا کون۔۔۔ یہ تو میرے ماں باپ کا شکر یہ ادا
کریں جنہوں نے آپ کو اپنی خوبصورت بیٹی دے دی
ورنہ جیسے کی شکل تھی نا کسی نے آپ کو دینے پانچ روپے بھی نہیں
تھے۔۔۔۔۔ فجر نے اس کی آنکھوں میں موجود شرارت کو بھانپ لیا
تھا۔۔۔ اس لیے اس کو دیکھتی اتر کر بولی تھی اس کی بات پر ضارب

نے مسکرا کر سر کو خم دیا تھا۔۔۔۔۔ وہ یہ بات تسلیم کرتا تھا اور اس کو
ماننے میں کوئی کباہٹ نہیں تھی اسے۔۔۔۔۔

میں جتنا بھی شکر ادا کروا اپنے سسر اور اپنی ساس کا جنہوں نے اتنا
خوبصورت تحفہ مجھے دیا ہیں۔۔۔۔۔ وہ اس کو تنگ کرنے کا ارادہ ترک
کرتا اس کے ناک کی ٹپ پر لب رکھتا

نرمی سے بولا تھا۔۔۔۔۔ اس کی بات پر فجر کی کھلکھلاہٹ پورے
کمرے میں گونجی تھی۔۔۔ اس کی جلت رنگ جیسی ہنسی میں ایک
مغروریت تھی۔۔۔۔۔

بیگم میں سوچ رہا ہوں کہ کیوں ناشاور رو مینس کر کے اپنی پرانی یادیں
تازہ کر لی جائیں۔۔۔۔۔ وہ اس کے لبوں پر اپنا انگوٹھا پھیرتا گھمبیر آواز میں
بولا تھا۔۔۔ اس کے اردائے جان کر

فجر نے جلدی سے ناں میں سر ہلایا تھا۔۔۔ اس نے ابھی جا کر مشائم کو بھی تیار کرنا تھا۔۔۔ اگر وہ ضارب کی بات مان لیتی تو اس کو بہت دیر ہو جانی تھی۔۔۔ اور ویسے بھی فجر کا ماننا تھا یہ کوئی عمر ہیں رو مینس کرنے کی۔۔

نہیں ضارب مجھے بہت لیٹ ہو رہی ہیں مجھے مشائم کے پاس جانا ہیں اس کو ریڈی کرنا ہیں اور پھر ان کے لیے ناشتہ بھی تیار کرنا ہیں۔۔۔

فجر ضارب کو اپنی طرف ذومعنی نظروں سے دیکھتا پا کر ایک ہی سانس میں سب کچھ بولی تھی۔۔۔۔ اس کی سپیڈ دیکھ کر ضارب سے اپنی مسکراہٹ روکنا مشکل ہو گیا تھا

اچھا ٹھیک ہیں میں نے تمہاری بات لی لیکن ایک شرط پر پہلے تم مجھے ایک کس دو گی۔۔۔ وہ اس کو کمر سے پکڑ کر تھوڑا اٹھا کر اپنے قدموں پر کھڑا کرتا

اپنے لبوں پر اپنی انگلی رکھتا اس کو آفردے رہا تھا۔ اس کی بات سن کر
فجر نے معصوم سا چہرہ بنا کر اس کو دیکھا تھا۔ لیکن ضارب ناں میں سر
ہلا گیا تھا۔ اب اس کے بھاگنے کا کوئی

راستہ نہیں تھا اس کو کس دینی ہی پڑے گی۔

اچھا ٹھیک ہیں پہلے آپ اپنی آنکھیں بند کریں اور اپنی کمر سے ہاتھ
ہٹائیں۔۔۔ جیسے اس نے فجر کے سامنے شرط رکھی تھی ویسے ہی وہ بھی
اپنی شرط رکھ گی تھی۔۔۔ جو کہ ضارب جلدی سے مان گیا

تھا۔۔۔۔۔

فجر نرمی سے اس کی لبوں پر اپنے لب رکھتی باہر کی طرف بھاگ گی
تھی۔۔۔ اس کی لمس پر ضارب روح تک سرشار ہوا

تھا۔۔۔۔۔ وہ بہت اس کو جاتا دیکھ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا خود
بھی واشر و م کی طرف بڑھ گیا تھا جان زیان۔۔۔۔۔ کنزہ جو اس وقت

زبان کے سب کام کر کے نیچے کی طرف جارہی تھی۔۔۔ وہ پہلے کچن میں
سب کا ناشتہ بنا کر آئی تھی۔۔۔۔ اس نے پیچھے مڑ

زبان کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔ جو ہاتھ میں ٹائی پکڑ کر اس کو اپنے
پاس بلا رہا تھا۔۔۔ اس وقت وہ وائٹ کلر کی شرٹ پہنے کالے سیاہ بالوں
کو ماتھے پہ بکھیرے

بہت ہی زیادہ حسین لگ رہا تھا۔۔۔۔۔ اس کو ٹائی باندھنا آتا تھا لیکن
پچھلے دس سالوں سے یہ کام کنزہ سے ہی وہ کروا رہا تھا۔۔۔ اب تو اس کو
عادت ہو گئی تھی۔۔۔ اس کے ہاتھ سے ٹائی بندھوانے کی جب کہ کنزہ
اس کو اپنی گرے آنکھوں سے محبت سے دیکھتی جلدی سے واپس آتی
اس کے ہاتھ سے ٹائی لیتی اس کو باندھ رہی تھی۔۔۔۔۔ جب کہ زبان
اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتا

اس کی آنکھوں پر باری باری لب رکھ گیا تھا۔۔۔۔۔ اس کی آنکھیں بہت
پیاری تھی جس میں زیان کی جان بستی تھی۔۔۔۔۔ ان آنکھوں میں
اس نے کبھی آنسو نہیں آنے دیے تھے وہ ہر ممکن کوشش کرتا تھا اس کو
خوش کرنے کی۔

اس کو خوش رکھنے کی۔۔۔۔۔ کنزہ کو خود بھی یاد نہیں تھا وہ وقاص علی شاہ
کی وفات کے بعد روتی بھی ہوں۔۔۔۔۔

جان زیان۔۔۔ وہ اس کی ناک کی ٹپ پر لب رکھتا گھمبیر آواز میں بولا
تھا۔۔۔ اس کی پکار پر کنزہ نے اپنی گرے آنکھوں کو اٹھا کر اس کی
طرف دیکھا تھا

جی۔۔۔۔۔ کنزہ اس کی اتنی محبت پر مسکرا کر بولی تھی۔۔۔ اس کے
مسکرا نے پر کنزہ کے گال میں ڈمپل واضح ہوا تھا۔۔۔۔۔ جس پر زیان
اپنے لب رکھ گیا تھا

وہ بہت نرمی سے اس کے ایک ایک نقش پر لب رکھتا آخر میں اس کے
تھوڑی پہ موجود تل پر اپنے دانت گاڑھ گیا تھا۔۔۔ جس پر مقابل کی
ایک سسکی بلند ہوئی تھی۔۔۔ میں تم سے اتنی محبت کرتا ہوں کہ اگر
مجھے دس جنم بھی ملیں تو میں اس میں اپنا ہم سفر تمہیں ہی چننا چاہوں
گا۔۔۔۔۔ وہ اس کا ہاتھ پکڑ اپنے لبوں سے لگا کر اپنے ماتھے سے لگاتا
محبت سے بول رہا تھا۔۔۔ اس کی بات پر کنزہ خاموشی سے اس کے سینے
سے لگ گئی تھی۔۔۔ جیسے زیان کو اظہار محبت کرنا پسند تھا ویسے ہی کنزہ
کو بھی اپنی محبت کا اظہار کرنا بہت پسند تھا۔۔۔ اب بھی وہ اس کے
سینے سے لگی اس کی ڈھڑکنیں سن رہی تھی۔۔۔ زیان کو اس کی یہی ادا
گھائل کر دیتی تھی

میں بھی دونوں جہاں میں آپ کا ہی ساتھ پانا چاہوں گی۔۔۔۔۔ وہ اس
کی طرف دیکھتی محبت سے لبریر لہجے میں بولی تھی اس کی بات پر زیان
مسکراتا ہوا اس کی آنکھوں پر اپنے لب رکھ گیا تھا۔

THE END